بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر

قیمت پیشگی سالانہ عام سے ۱۲ روپے اور خواص اور معاونین جو لطف فرماویں

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمی دیگر | بہشتی دیگر و ابلیس دیگر آدمی دیگر

نمبر ۱ قادیان دارالامن والامان رمضان المبارک سنہ ۱۳۱۸ھ روز چہارشنبہ مطابق ۲ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء جلد ۵

خطبہ

جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ نے پڑھا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِیْعُوْا فَرِیْقًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ یَرُدُّوْکُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ کٰفِرِیْنَ ۝ وَکَیْفَ تَکْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ اٰیٰتُ اللّٰہِ وَفِیْکُمْ رَسُوْلُہٗ وَمَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ہُدِیَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

مومنو! اگر تم کتاب والوں میں سے ایک فریق کا کہا مانوگے تو تم کو ایمان کے بعد کافر بنا دیں گے۔ اور اب تم کیونکر کافر ہو سکتے ہو اور تم پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور اس کا رسول تم میں ہے اور جو کوئی اللہ کو مضبوط پکڑے اسے صراط مستقیم دکھایا جاتا ہے۔

اس آیت کے پڑھنے سے کئی باتیں میرے دل میں پیدا ہوئیں اول یہ کہ یہ ایمان جو اللہ نے ہم کو بخشتا ہے یہ اس کے نزدیک ایک عظیم الشان بات ہے اور اس کو چھوڑنا اور دوسری شاہ اختیار کرنا غضب الٰہی کے بھڑکانے کا موجب ہو جاتا ہے۔

دوسرے یہ کہ اس عظیم الشان ایمان کی راہ میں خطرناک روکیں اہل کتاب کی طرف سے پیدا ہونے والی ہیں جیسے عظیم الشان ایمان ہے ویسا ہی عظیم الشان شیطان ہے ادھر کوشش کرتے ہیں ادھر ہاتھ پاؤں مارتے اور طرح طرح کے حیلوں سے چاہتے کہ مومنوں کو گمراہ کریں۔

تیسرے یہ کہ اس عظیم الشان ایمان کے قیام اور شیطان کے داؤ گھات اور دجل و فریب سے بچنے کے لئے کوئی راہ نہیں جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں اور رسول

خاص طرز سے حامی اور حافظ ہو۔ صاف لفظوں میں یوں کہو کہ جب ایسا خطرناک وقت آوے کہ توحید کی راہ میں ابلیس پھر حائل ہو اُس وقت خدا کا رسول اپنے پاک انفاس اور برگزیدہ نمونے اور مؤثر دعاؤں سے ٹھوکر سے بچاتا ہے اور خدا کی آیات اور نشانوں زندہ۔ با رعب مؤثر کتاب کا پڑھا جانا اسی زندہ نمونہ سے ہو سکتا ہے میں دیکھتا ہوں کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لاتے تو عیسائیوں کا ایک بڑا دجل جو دنیا میں پھیلا ہوا تھا۔ عرب کو بھی یقیناً کھا جاتا اُس دجل کی حقیقت اور قلعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھول دی۔ آپ کی چال ڈھال برگزیدہ اور پاک نمونہ خدا سے ایمان۔ اعمال صالحہ اور قرآن کریم کے مضبوط دلائل نے اس مذہب کو بالکل بودا اور بے اثر کر دیا۔ اسلام نے جو اثر عیسائیت کے روکنے میں کیا اُس سے متاثر ہو کر ایک متعصب عیسائی ولیم میور نامی کہتا ہے کہ اگر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ آتے تو ساری دنیا میں عیسائی مذہب پھیل جاتا۔ میں کہتا ہوں بالکل سچ ہے۔ جب تک ایمان کی حفاظت کے لئے مضبوط اور سخت دیواریں ابلیس کے مقابلہ میں نہ ہوں بچ نہیں سکتا عاجز انسان لالچ۔ خوف اور کئی قسم کی تاثیروں سے متاثر ہو کر ایمان کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے اور زیادہ بات یہ ہے کہ پچھلے نمونے عظمت اور ہیبت الٰہی کے جو نبیوں کے ذریعہ جلوہ گر ہوتے ہیں وہ ایک زمانہ گذرنے کے بعد افسانہ اور داستان کا رنگ پکڑ لیتے ہیں۔ گلزار موسیٰ۔ گلزار آدم۔ گلزار ابراہیم وغیرہ نام کی کتابیں کس قدر شائع ہوتی ہیں۔ مرد۔ عورتیں بچے سب ان کو پڑھتے ہیں ان کتابوں کا جہال میں بہت بڑا رواج ہے۔ مگر کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ قصے واقعی الٰہی ہیبت اور عظمت اور نبوت کی سچی تعلیم اور چال چلن کا اثر اپنے اندر رکھتے ہیں اور ان کو پڑھ کر کوئی خاص ایمانی اثر دل پر پڑ سکتا ہے۔ اور ایک نیا اور تازہ ایمان پیدا ہو سکتا ہے؟ کبھی نہیں بلکہ یہ فسانے وہی رنگ رکھتے ہیں جو ہیر رانجھا اور سسّی پنوں کے قصوں کو دیا گیا ہے کوئی راہ انسان کے دل پر اثر اور قلب پر رعب ڈالنے کے لئے مرسل من اللہ کے زندہ نمونہ سے بہتر نہیں ہے وہ نئے سرے سے دکھا دیتا ہے کہ وہ خدا جو ہمیشہ سے اپنے برگزیدوں کے ساتھ بولتا آیا ہے اور دنیا کو ایک دم میں ادھر اور ایک آن میں اُدھر پلٹ دیتا ہے جس کی ہیبت اور عظمت سطوت و شوکت کے سامنے سب قوتیں ہیچ ہیں جو ہواؤں کو ادھر سے ادھر پھیر کر کہیں وبائی امراض کے مادے اور کیڑے دور کر دیتا ہے اور کہیں پہونچا دیتا ہے۔ اب بھی اپنی قدرت نمائی کرتا ہے جب تک نیک نمونہ اور زندہ نمونہ موجود نہ ہو داستان اور کہانی سے بڑھ کر ان باتوں کو وقعت نہیں ہو سکتی کفار بھی تو اساطیر الاولین کہتے تھے۔

اس وقت مختلف رنگوں اور مختلف پیرایوں میں ایمان کے چھیننے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔ فلسفہ اور طبعیات کے بھیس میں نو تعلیم یافتہ جوانوں کو لالچ اور طمع کے رنگ میں مفلسوں اور قلاشوں کو مصنوعی اور نمائشی اخلاق کے رنگ میں ایک طرف ہسپتالوں اور یتیم خانوں کے رنگ میں دوسری طرف ایمان لینے کی کوششیں یہ گروہ کر رہا ہے اُن کی کوششیں اور طاقتیں مردوں ہی تک کے گمراہ کرنے میں محدود نہیں رہیں بلکہ بیچاری خانہ نشین عورتوں تک کو بھی لکھانے پڑھانے کے ڈھنگ ڈالکر سینے پرونے کی بہلانے بنا کر پھسلایا جاتا ہے۔

غرض اب ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ اس آیت کے موافق اہل کتاب میں کا ایک گروہ ہمہ تن کوشش ہو کر اہل ایمان کے درپے ہو رہا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے اس صلیبی طلسم کو توڑنے کے لئے اپنی آیات کو پھر از سر نو ہم میں پڑھا اور ایک پاک اور زندہ نمونہ ہم میں قائم کیا جو اس جادوئے فرنگ کی حقیقت کھول رہا ہے۔

کون سا گھر ہے جہاں وہ ڈر اور ہیبت الٰہی؟ جو اس وقت ہم میں اور ہماری جماعت میں ہے؟ کہیں نہیں؟ کیوں؟ اس لئے کہ ایک مدت گذر جانے کی بعد دل سخت ہو گئے اور پچھلی باتیں کتھا اور کہانی کا درجہ پانے لگیں تھیں مگر خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ایک برگزیدہ انسان کو اٹھایا اپنی نصرت اور تائید کا ہاتھ اُس کے سر پر رکھا اور عوام کے دلوں میں اُس کی ہیبت کو ڈال دیا۔

آج دیکھو عیسائی سارے یا برہمو سے اگر کوئی مباحثہ کرے تو معاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ تو

نہیں؟ دل گھبرا جاتا ہے چھکے چھوٹ جاتے ہیں اور مباحثہ سے کنارہ کرتے ہیں وہ اپنی اس عملی حالت سے شہادت دے اٹھتے ہیں کہ اس گروہ کے دلوں پر جو مرزائی گروہ ہے ایک الٰہی رنگ چڑھا ہے۔ ان کو دلائل حجج بینات ایسے ملے ہیں جو دوسری قوموں اور دوسرے مسلمانوں میں نہیں ہیں اشداء علی الکفار یہی قوم ہے جو کافروں کے رنگ سے رنگین اور ان کے اثر سے متاثر نہیں ہو سکتی میرا دل خوشی اور لذت سے بھر جاتا ہے جب میں اس پر غور کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے کوئی قوم بجز ہمارے ایسی نہیں ہے جو اہل کتاب کے اثر بد سے بچے اور ان کی بیہودہ رکیک دلائل کے مقابلہ میں براہین احمدیہ کے ساتھ میدان میں نکلے۔

یہ قوت اور ہیبت جو پیدا ہوئی۔ اور پاک تاثیریں جو جانشین ہوئیں اس کی وجہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مامور ہم میں موجود ہے جس نے اپنے پاک نمونہ اور چلن سے دکھا دیا کہ وہ یگانہ و یکتا خدا جو موسیٰ و ابراہیم پر چمکا۔ جس رنگ اور بھیس میں اس نے فاران کی چوٹیوں پر جلوہ نمائی کی۔ اور جس رنگ میں وہ نبیوں سے کلام کرتا رہا اور اپنی قدرتیں اور چمکاریں دکھلا کر خدا ہوا۔ اور ان قوموں نے ایک زندہ خدا دیکھا۔ آج اسی لباس میں ہم نے اس کو دیکھا اور اس کے ہاتھ کی چمکار کو دیکھ لیا۔ پس فکیف تکفرون و انتم تتلیٰ علیکم اٰیٰت اللہ و فیکم رسولہ۔ اب تم کیونکر منکر ہو سکتے ہو خدا تعالیٰ کی آیتیں تم پر پڑھی جاتی ہیں اور اس کا مامور تم میں موجود ہے۔

کیا آج کوئی فرقہ ہے جو اس آیت کو پڑھے اور پورا حظ اور لذت حاصل کرے۔ وہ پڑھتے ہیں مگر ان کو مزہ نہیں آ سکتا۔ مکہ مدینہ ہاں روئے زمین میں اور کسی جگہ جاؤ۔ اس آیت کا سچا مفہوم اور مزہ جو میں بیان کر رہا ہوں اور میری قوم مزہ اٹھا رہی ہے اور کوئی دوسرا نہیں پا سکا۔

یہ خدا کا خاص فضل ہے جو ہمارے تمہارے حصہ میں آیا۔ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء اس فضل پر شکر کے سجدے کرو اور خدا کے حضور برکتیں مانگو۔

میں پھر کہتا ہوں کہ دوسری قوموں میں یہ آیت متلو ہے وہ اس کو رٹ رٹ پڑھتے ہیں حظ نہیں اٹھا سکتے۔ دوستو! تم قدر کرو۔ ہم پر حجت پوری ہو چکی۔ اب یہی وحی اتر کر کہتی ہے وکیف تکفرون الآیۃ جہاں ایک طرف یہ برکت اور نعمت ہے اب دوسرے پیرایہ میں ڈرنا چاہیئے۔ امید اور خوشی کے ساتھ ہی ایک ڈر اور خوف بھی ہے اب اگر معصیت میں گرفتار ہوئے۔ تو جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں کو حکم ہوتا ہے کہ دو چند سزا ملے گی اسی طرح سے ہم بھی جنہوں نے پاک نمونہ دیکھا اور خدا کے زندہ کلام کو پڑھا اور اترتا ہوا پڑھا ہے دو چند سزا کے مستوجب ہوں گے اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے دوستوں کو اس پاک نعمت کی قدر کی توفیق رفیق حال کرے اور اس نعمت کے بعد برائیوں اور معصیت کی راہوں سے بچا وے آمین ثم آمین

سنہ ۱۸۹۹ء پر ایک نظر

زمانہ کیا ہے؟ تغیر پذیر حالتوں کے مجموعہ اور بوقلموں حوادث کے شیرازہ کا نام ہم زمانہ رکھتے ہیں۔ اگر ہماری ہستی اپنے قابو میں ہوتی تو ہم اسے ناپائیدار اور زمانہ کو قدیم کہہ اٹھتے مگر ہر سانس کے بعد ہمارا ایک نئی عالم میں جا رہنا انسانی ہستی کی ناپائیداری اور اضطراری حالت کا ایک خاص ثبوت اور حدوث زمانہ کی دلیل ہے۔

سانس اگر محسوس شے ہوتی تو گھنٹہ سے لے کر سال تک کو بھی ہم دیکھ سکتے۔ اور بخوبی معلوم ہو جاتا کہ یہ سال و ماہ اس کی آمد و شد کا نتیجہ ہیں۔ ایسے تغیر و تبدل سے قیامت کے آنے والی گھڑی کا پتہ لگتا ہے۔

یوں تو انسانی ہستی میں ہر لحظہ ایک تغیر ہوتا ہے مگر وہ قریباً غیر معلوم ہونے کی وجہ سے عدم توجگی سے ٹال دیا جاتا ہے لیکن سال کے اخیر پر ایک بڑا انقلاب محسوس ہوتا ہے اس وقت کی حالت ایک بار تو انسان کو چونکا دیتی ہے اور ایک دقیقہ رس اور غور کن طبیعت اس انقلاب سے بہت سی قیمتی سبق حاصل کر سکتی ہے پہلا سبق جو اس تبادلہ سے انسان سیکھ سکتا ہے وہ یہ ہے کہ وقت کی قدر کرو۔ جس کے

ساتھ ہی محاسبہ اعمال کا موقع ملتا ہے۔ مبارک ہے وہ انسان جو اس تبدیلی سے اپنے اندر کوئی پاک تبدیلی پیدا کر لیتا ہے۔
غرض ۱۸۹۹ء کا گذر جانا بھی دنیا کی بے ثباتی اور ناپائیداری کے لئے ایک نشان بیّن ہے اور ہم کو بتلا رہا ہے کہ ہم بھی اس تبادلہ سنین کے ساتھ ایک پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کریں۔
اس قدر بیان کے بعد ہم دکھانا چاہتے ہیں کہ ۱۸۹۹ء میں

خدا تعالیٰ کے برگزیدہ مشن نے

جو اس کے ایک پاک اور راستباز امام حضرت اقدس جناب سیدنا

مرزا غلام احمد مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے ذریعہ قائم ہوا کیا کیا ترقیاں کیں؟ اور اس امر کے اظہار کی اس لئے ضرورت ہے کہ تا حق کے دشمنوں اور بطالت کے فرزندوں کو معلوم ہو کہ یہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ کی لگائی ہوئی شاخ ثمردار ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ ظالم اور مفتری کو مہلت نہیں دیتا ہے۔ مگر راستباز اور نور ہر آن ایک نئی ترقی پاتا اور کامیابیاں حاصل کرتا ہے اُسے ہر لحظہ آواز آتی ہے وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی اور ان تمام ترقیوں کو مختلف عنوان میں انشاء اللہ تعالیٰ بتلائیں گے۔

نشانات اور پیشگوئیاں

اس سال میں بھی خدا تعالیٰ کے بے انتہا انعام اُس کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ السلام پر اور اُس کی جماعت پر ہوتے رہے۔
چنانچہ بہت سی پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔
منجملہ اُن کے **اشتہار** ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کی پیشگوئی کا پورا ہونا ہے جو محمد حسین بٹالوی اور اس کے رفقا کے متعلق تھی۔ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کی مفصل کیفیت شائع ہو چکی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ جو مبشر الہام ہوتے رہے ہیں وہ وقتاً فوقتاً ہم درج اخبار کر چکے ہیں۔
اس سال میں تین اور زبردست پیشگوئیاں بھی پوری ہوئیں۔ اُن میں سے **ایک** جناب صاحبزادہ **مبارک احمد** صاحب سلمہ ربہ کی ولادت باسعادت کے متعلق تھی۔ جس کا ذکر انجام آتھم وغیرہ مختلف کتابوں میں ہے

کہ عبد الحق نہیں مرے گا جب تک چوتھا لڑکا نہ دیکھ لے

چنانچہ صاحبزادہ مبارک احمد صاحب عبد الحق کی زندگی میں پیدا ہوئے
تیسری پیشگوئی حضرت مولانا مولوی **نور الدین** صاحب سلمہ ربہ کے گھر میں فرزند رشید پیدا ہونے سے پوری ہوئی جیسا کہ **انوار الاسلام** میں حضرت **اقدس** نے بصفحہ ۲۶ حاشیہ میں اس پیشگوئی کو لکھا ہے یہ مولود مسعود اُس بشارت کے موافق اپنا حلیہ رکھتا ہے اس کا نام حضرت اقدس **عبد الحی** رکھا ہے
چوتھی پیشگوئی وہ عظیم الشان ہے جو **حسین کامی** وائس کونسل کراچی کے تغلب زرچندہ مظلومان کریٹ سے پوری ہوئی۔ جس کا مفصل اشتہار شائع ہو چکا ہے
غرض یہ چار عظیم الشان پیشگوئیاں اسی سال ۱۸۹۹ء میں پوری ہوئیں۔

تصنیفات و تالیفات

تصنیفات و تالیفات کا صیغہ بھی ترقی پر رہا۔ اردو زبان میں **ایام الصلح**۔ حقیقت المہدی ستارہ قیصرہ شائع ہوئیں۔
اور فریاد درد کی تالیف شروع ہوئی **نجم الہدیٰ** کا بہت بڑا حصہ چھپ گیا۔ ایسا ہی کتاب **تریاق القلوب** و **جذب الارواح الی حضرۃ المحبوب** جو ایک زبردست کتاب اور عظیم الشان نشانوں کا مجموعہ ہے چھپنی شروع ہوئی ہے
عربی فارسی زبان میں **ترغیب المومنین** اور نجم الہدیٰ لکھی گئی اور ایک بڑا حصہ طبع ہو گیا۔
انگریزی میں فریاد درد اور ستارہ قیصرہ ترجمہ ہو کر شائع ہوئیں۔ ان سب کتابوں کے علاوہ ایک زبردست کتاب جو گویا کسر صلیب کے لئے آخری حربہ ہے طبع ہونی شروع ہوئی جس کا نام **مسیح ہندوستان میں** ہے اس کتاب میں زبردست دلائل عقلی و نقلی سے واقعات صحیحہ کی بنا پر ثابت کیا گیا ہے کہ مسیح ہندوستان میں آکر یعنی کشمیر میں فوت ہوا ہے چونکہ اس کتاب کے متعلق کوئی اک سفر کرنے ضروری تھے اس لئے سردست اس کا طبع ہونا ملتوی ہے۔
یہ تو اُن تصانیف کا ذکر ہے جو حضرت اقدس نے شائع کیں۔

وہ کتابیں جو حضرت اقدس
کی تائید میں آپ کے جاں نثار
اور مخلص خادموں کی طرف سے
شائع ہوئیں ہیں علاوہ ازیں ہیں
چنانچہ رپورٹ جلسہ سالانہ۔
حضرت اقدس کی ایک تقریر
حضرت اقدس کی پیرانی تحریریں
ایڈیٹر اخبار الحکم کی طرف سے
شائع کی گئیں۔ اور ہدایت المہدی
اور کشف الدجی مولانا مولوی
ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب
سیالکوٹی نے شائع کیں۔
ان تائیدی کتب میں
سب سے بڑھکر اور ضروری
وہ لیکچر ہے جو حضرت مولانا
مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی
نے اس مضمون پر سیالکوٹ میں
دیا کہ حضرت اقدس نے آکر کیا کیا۔
اور بھی چھوٹے چھوٹے
رسالے وغیرہ شائع ہوتے رہے

اشتہارات

اس سال میں گذشتہ سال کی طرح
اشتہارات بھی کثرت سے شائع
ہوتے رہے چنانچہ کم از کم پانچ
ہزار اشتہار حضرت اقدس نے
شائع کئے۔

اس سال میں حضرت اقدس
کی تائید میں اشتہارات کا سلسلہ
بھی شروع ہوا چنانچہ ان
دوستوں نے بذریعہ اشتہارات
اپنے رویا اور کشوف اور الہامات
کو شائع کیا جنھوں نے حضرت
اقدس کے سلسلہ میں شامل ہوکر
یہ فیض حاصل کیا ہے۔
ان میں سے سید امیر علی شاہ
صاحب سیالکوٹی۔ میاں محمد علی صاحب
صوفی لاہوری صاحبزادہ سراج الحق
صاحب سجادہ نشین چار قطب ہانسی
سرساوی حال فانی وباقی اور منشی
ظفر احمد صاحب کپور تھلوی
حافظ نور محمد صاحب فیض اللہ چکی
کے اشتہارات شائع ہوچکے ہیں

خطوط

خط وکتابت کا سلسلہ بھی بہت
بڑا سلسلہ ہے۔ چنانچہ اس سال
میں اس سلسلہ میں بھی وسعت
کے ساتھ ترقی ہوئی ہے۔
حضرت مولانا مولوی عبد الکریم
صاحب سیالکوٹی خطوں کے جواب
لکھنے کا کام سال بھر کرتے رہے
مگر آخر خطوط کی زیادتی نے بارشاد
حضرت اقدس صاحبزادہ سراج الحق
صاحب کو اس کام میں اُن کا ہاتھ
بٹانے کی ضرورت محسوس کرائی۔
چنانچہ اب دونوں صاحب اس
خدمت کو سرانجام دیتے ہیں
جزاہما اللہ احسن الجزاء۔
اس امر کا اظہار بھی اس
مد میں ضروری معلوم ہوتا ہے
کہ حضرت مولانا مولوی نور الدین
صاحب سلمہ ربہ کے نام جو خطوط
آتے ہیں اُن کا ایک بڑا حصہ
حضرت اقدس کے متعلق سوالات
کا ہوتا ہے جیسا کہ اخبار الحکم
میں بعض خطوط کے اندراج سے
پایا جاتا ہے۔ اس لئے وہ سب
خطوط اسی مد میں داخل ہیں
اُن خطوں کا تخمینہ جو حضرت
اقدس کے نام سے سال بھر میں
آئے پانچ ہزار ہیں اور اُن
خطوط کی تعداد کا تخمینہ جو مولانا
مولوی نور الدین صاحب کے نام
آئے قریباً تین ہزار ہے۔ پس
اس سال میں کوئی آٹھ ہزار سے
زیادہ خط لکھا گیا ہے جس کے
ذریعہ سے اس مبارک مشن کی دعوت
قوموں میں جا پھیلی ہے۔

مہمانوں کی آمدورفت

یہ سلسلہ بھی اس سال ترقی پر رہا
۲۰ سے لے کر ۵۰ تک مہمانوں کی
روزانہ اوسط رہی ہے گو بعض
دنوں میں سو سو اور دو دو سو تک
بھی اور اس سے زیادہ بھی نوبت
پہونچی ہے۔ تاہم سال بھر میں
قریباً اٹھارہ ہزار آدمی وقتاً فوقتاً
دار الامان میں آکر حضرت امام
الوقت سلمہ ربہ کے منہ سے پاک
باتیں سنتے رہے اور پاک تاثیریں
لے کر جاتے رہے۔

بیعت

اس سال میں بیعت کرنے والوں کی
تعداد بھی پچھلے سالوں کی بہ نسبت
زیادہ رہی ہے۔ بذریعہ خطوط اور
خود حاضر ہوکر بیعت کرنے والے
اصحاب کی تعداد کسی صورت میں
تین ہزار سے کم نہیں ہے۔

تعمیرات

چونکہ مہمانوں کی آمدورفت روزانہ ترقی
پر ہے اور مہاجرین کی کثرت سے
آتے جاتے ہیں جیسے کہ الہام

وَسِّعْ مَكَانَكَ يَأْتُونَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ

سال بھر میں تعمیر مکانات کا سلسلہ جاری رہا۔ چنانچہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے دو کمروں کے علاوہ سات نئے جدید مکان تعمیر کئے گئے اور آئندہ ضرورتیں بڑھ رہی ہیں۔

جلسے

اس سال میں معمولی جلسہ تعطیلات ایام کرسمس کے علاوہ تین بڑے ہوئے۔

دو جلسے حسب معمول عیدین کی نماز پر ہوئے۔ اور تیسرا جلسہ الوداع کے نام سے ۱۲ نومبر ۹۹ء کو ہوا۔ یہ جلسہ اس غرض سے کیا گیا تھا کہ نصیبین کے جانے والے دوستوں کی روانگی کے لئے دعا مانگی جاوے اور دوستوں سے ان کا تعارف ہو۔

یہ جلسہ غیر معمولی کامیابی کے ساتھ ختم ہوا جس کی جداگانہ رپورٹ ایڈیٹر الحکم مرتب کر رہا ہے۔

نو مسلم

یوں تو ہر ایک شخص جو امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر آ کر بیعت کرتا ہے نیا مسلمان ہوتا ہے مگر غیر قوموں میں سے آ کر بھی اس سال میں دو مسلمان ہوئے۔

جن میں سے ایک نو مسلم جس کا نام پہلے سردار سندر سنگھ صاحب تھا اور اب سردار شیخ فضل حق رکھا گیا ہے۔ خالصہ قوم کا رتن اور سکھوں کے عالی خاندان کا ممبر ہے۔ چنانچہ اس کے حالات اس کے رسالہ فضل حق میں جو ہمارے مطبع میں چھپ رہا ہے مفصل درج ہیں۔ اور دوسرا شخص لدھیانہ کے علاقہ کا ہے جو مسلمان ہوا ہے۔

مہاجرین

گذشتہ سالوں کی نسبت اس جماعت میں بھی ترقی ہوئی ہے جو ہمیشہ کے لئے دار الامان میں آ کر مستقل طور پر آباد ہوئی ہے چنانچہ آج کل پندرہ متفرق کنبے یہاں آ کر آباد ہو چکے ہیں

مدرسہ تعلیم الاسلام

مدرسہ تعلیم الاسلام میں بھی ہر پہلو سے ترقی ہوئی تعداد طلباء قریباً ڈیوڑھی ہو گئی اور مڈل تک تعلیم کا سلسلہ جاری ہوا۔ ہیڈ ماسٹر اور سیکنڈ ماسٹر گریجوایٹ ہیں مدرسہ کا ماہواری کا خرچ بالاوسط سو روپیہ ماہوار رہا ہے۔ اس سال پہلی مرتبہ تین طالب العلم امتحان مڈل میں شامل ہوئے۔

شفا خانہ

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ نے جو شفا خانہ اپنے صرف خاص سے کھول رکھا ہے اور مفت دوا ملتی ہے اس میں دور دور جگہ سے مریض آ کر شفا پاتے رہے اور روزانہ اوسط مریضوں کی ۲۰ سے لے کر پچاس تک رہی چنانچہ سال تمام میں جن جن لوگوں نے جسمانی فیض حاصل کیا ان کی تعداد قریباً بیس ہزار ہے

الحکم

اخبار الحکم نے جو حضرت اقدس کے مشن کا ایک ادنیٰ خادم ہے اس سال میں غیر معمولی ترقی کی گو بعض رکاوٹیں اور مشکلات اس کی راہ میں حائل رہیں مگر وہ ہر پہلو سے ترقی کرتا رہا ہے۔ بلحاظ مضامین۔ کتابت۔ کاغذ وغیرہ کے سال کے ابتدائی حصہ کی نسبت آخری حصہ نمایاں ترقی کا ہے۔

اور اس ترقی میں جو امداد ہم کو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی سے پہنچی ہے ہم تو اس کا کیا شکریہ کریں گے یقیناً یقیناً وہ عند اللہ مشکور ہے خدا تعالیٰ ان کی روح القدس سے تائید کرے آمین۔

مالی امداد میں بھی دوستوں نے حد سے بڑھ کر حصہ لیا ہے جن کے لئے دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو ان کے ارادوں میں کامیاب کرے۔ اور دینی خدمات کی توفیق رفیق حال ہو آمین

اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ حق و باطل میں امتیاز کرنے کی خواہش مند غور سے دیکھیں اور سوچیں کہ کیا وہ مفتری علی اللہ ہوتا ہے کبھی ایسی ترقیاں پا سکتا ہے؟ اس کا یوماً فیوماً ترقی کرنا ہی اس کی صداقت کی دلیل ہے۔ اللھم زد فزد۔

آخر میں دعا ہے کہ خدا تعالیٰ دنیا کی آنکھیں کھول دے اور اس کو اس راہ کی شناخت کی توفیق دے۔ جو اس نے حق و حکمت کے ساتھ کھولا ہے اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ہوئے ہیں استقامت و استقلال اور اس غرض کے سمجھنے کی توفیق دے جس کے لئے وہ مامور ہو کر آیا ہے

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ آمین

امور نمبر

سالی کہ نکوست از بہارش پیدا

بہچمیرز ایڈیٹر الحکم خدا تعالیٰ کی اُن بے انتہا عنایتوں اور نوازشوں کا شکریہ زبان قلم اور قلم زبان سے ادا نہیں کر سکتا۔ جو اُس نے ہمیشہ اس ناکارہ کے شامل حال رکھی ہیں خدا تعالیٰ کے تازہ افضال و انعام میں سے وہ فضل ہے جو ۱۹۰۱ء کے شروع میں اس پر ہوا یعنی ۲ر جنوری ۱۹۰۱ء مطابق ۹ر شعبان ۱۳۱۷ھ بوقت ساڑھے چار بجے صبح کو بروز سہ شنبہ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اُس کو دوسرا بیٹا عنایت فرمایا

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

حضرت حجۃ اللہ فی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم نے اس بچہ کا نام **ابراھیم علی** تجویز فرمایا میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس مولود کو اسم بامسمیٰ کرے اور حضرت ابو الملۃ ابراہیم حنیف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ وہ اسلام کا سچا خادم ہو۔ اُسے میرے لئے میری قوم اور اسلام کے لئے مبارک بناوے آمین

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

۸ر جنوری ۱۹۰۱ء مطابق ۱۶ر رمضان ۱۳۱۷ھ روز دوشنبہ کو عقیقہ مسنونہ کیا گیا

نہایت مسرت اور خوشی سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ ہمارے عزیز دوست مفتی **فضل الرحمن** صاحب مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان دار الامان کے گھر میں ۳۱ر دسمبر ۱۸۹۹ء کو ساڑھے چار بجے دن کے دوسرا بیٹا پیدا ہوا حضرت اقدس امام الزمان سلمہ الرحمن کے استصواب سے مولود مسعود کا نام **حبیب الرحمن** رکھا گیا ۸ر جنوری ۱۹۰۱ء کو عقیقہ مسنونہ ہوا ہم صدق دل سے مفتی صاحب کو مبارک باد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بچہ کی عمر میں ترقی دے اور اُس کو دینی اور دنیوی نعمتوں سے بہرہ اندوز کرے وہ والدین اور قوم کے لئے سعید ثابت ہو۔ آمین۔

ترجمۃ القرآن

اس ہفتہ میں مندرجہ ذیل درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔

(۱) منشی نادر خاں گرداور قانونگو کوہاٹ ایک جلد۔
(۲) منشی امام الدین صاحب ریلیونگ گوڈس کلرک نیاڑی (۲) جلد
(۳) حبیب الرحمن صاحب حاجی پور پھگواڑہ (۲) جلد
(۴) حکیم محمد زمان صاحب مالیر کوٹلہ ایک جلد
(۵) مولوی عبد الکریم صاحب " "
(۶) منشی عزیز الرحمن صاحب کپور تھلہ " "

دوستوں کو بہت جلد توجہ کرنی چاہیے تاکہ ۵۰۰ درخواستیں پوری ہو کر طبع ہونا شروع ہو ابھی تک ۷۰ کے قریب درخواستیں جمع ہوئی ہیں۔ (ایڈیٹر)

اسمار بیعت کنندگان امام ہمام علیہ السلام

(۱) اسد اللہ صاحب وڈالہ گرنتھیاں قریب قادیان
(۲) غلام محی الدین صاحب دوکاندار بازار گلگت
(۳) خدا بخش صاحب۔ جموں
(۴) بہاول شاہ صاحب مکوڑال ضلع انبالہ
(۵) غلام محمد صاحب نمبردار۔ تاری پاگام ملک کشمیر
(۶) شیخ محمد طفیل صاحب۔ نادون ضلع کانگڑہ
(۷) شیخ امیر الدین صاحب " شیخ رحیم بخش صاحب "
(۹) امام الدین صاحب "
(۱۰) نور احمد صاحب بستی وریام کلانہ ضلع جھنگ
(۱۱) سید محمد صاحب ممباسہ ملک افریقہ
(۱۲) حافظ محمد ابراہیم صاحب سکوڈال ضلع انبالہ
(۱۳) محمد بخش صاحب "
(۱۴) رکن الدین صاحب بستی شیر خان ریاست پٹیالہ
(۱۵) بلندا۔ ٹھٹھہ جوہاں۔ ضلع لاہور۔

فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس لو

مندرجہ ذیل ادویات تجربہ کثیر کے بعد شائع کی جاتی ہیں اگر حسب ترکیب استعمال سے فائدہ نہ ہو تو بعد وضع محصول ڈاک قیمت واپس لو سچائی کے لئے یہی امر کافی ہے

(۱) قوت باہ داخلی و خارجی علاج چودہ قسم کے ضعف باہ کا حکمی علاج۔ علاج خارجی قیمت ۱۲ علاج داخلی قیمت ۶
(۲) بواسیر خونی و بادی کے لئے اکسیر۔ ۶
(۳) دافع جریان ہر قسم ۔۔۔ للعہ
(۴) علاج دفع آتشک ۸
(۵) سوزاک کہنہ و جدید ہر قسم .. ۶
(۶) خضاب سالانہ جو تیل کی طرح لگایا جاتا ہے ۵
(۷) دوائی مصفی خون ...... معہ
(۸) سوا نزول الماء آنکھ کی ہر اک بیماری کے لئے مفید ہے فی تولہ ۶

ان ادویات کی قیمت مقررہ ایک مریض کے علاج کیلئے ہے اگر اسقدر دوا سے کوئی نقص باقی رہے زائد دوا مفت دیجاوے گی۔ المشتہر

حکیم محمد امین مقام بٹالہ
ضلع گورداسپور

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ میڈیکل انگریز صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچے سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھاسکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ے خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداس پور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص معضلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے معضلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ سانگھی صاحب۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں جو زرد دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اس کی بینائی میں فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برج لال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں کو یہ استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب پانچ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کرے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۹۰۶ء میں جمع کیا گیا ہے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر وپروپرائٹر کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر

عام سے سالانہ قیمت پیشگی ۱۲ روپے

معاونین و خواص جو لطف فرماوین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

بیا در بزم مستاں تا ببینی عالمی دیگر ❁ بہشتی دیگر و ابلیس دیگر آدمی دیگر

نمبر ۲ قادیان دار الامن والامان ۵ رمضان المبارک سنہ ۱۳۱۷ ھجری مطابق ۷ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء جلد ۴

سیرت حضرت مسیح موعود

جس کو مولنا مولوی حضرت عبد الکریم صاحب سیالکوٹی اپنی چٹھی نمبر ۶ کی صورت مین

تحریر فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

(برادران)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپ کو حد سے زیادہ انتظار کی تکلیف دی اور عرصہ دراز تک اپنے محبوب و آقا کے کلمات طیبات کے سنانے اور الٰہی سلسلہ کی نسبت کچھ لکھنے سے قاصر رہا۔ ان خطوط کی رفتار چاہتی تھی کہ اس کی راہ مین کوئی روک نہ آئے مگر بہت سے نااندیشیدہ امور ایسے پیش آ گئے کہ لامحالا وہ نظام ٹوٹ گیا۔

مگر میں اس سے خوش ہوں کہ میرا یہ خط احباب کو ایسا خوش کرے گا کہ وہ آفات پر متاسف نہ ہوں گے اور معًا مجھے امید ہے کہ وہ اپنے ایک بھائی کے لئے درد دل سے دعا کریں گے جو وسعت بھر اسی تاک میں لگا رہتا ہے کہ کوئی سرور بخش راحت افزا چیز مل جائے تو دوستوں کی نذر کر دے۔ مگر بعض ابتلا طبعًا اس پر ایسی اوقات لے آتے ہیں کہ اس کے ہاتھ اور قلم مین منافرت واقع ہو جاتی ہے۔

برادران۔ میں نے اپنے کسی خط میں وعدہ کیا تھا کہ

علیہ السلام کی اندرونی زندگی کے حالات و واقعات لکھوں گا۔ اس لئے کہ خدا تعالے کے خاص فضل نے مجھے کئی سال سے یہ موقعہ دے رکھا ہے کہ حضرت کے قرب و جوار کا نسبتًا مجھے بہت زیادہ فخر حاصل ہے اور علاوہ براں خداوند حکیم نے مجھے دل بھی ایسا تیز حس اور نکتہ رس عنایت کیا ہے کہ میں کسی دیدہ و شنیدہ واقعہ کو جزدی ہو یا کلی بے التفاتی کی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ میرا جودت زا دل ہر امر میں ڈوب جاتا اور اس کی تہ سے کام کی بات نکال لاتا ہے اور یہ بھی خاص فضل مجھ پر ہے کہ زندگی کی کثرت اور وحدت کی گھڑیوں میں نہ تو میں ہی کبھی اپنے دل کو دھوکا دینے کی کوشش کرتا ہوں اور نہ میرے دل نے اپنی اصلی صورت اور حقیقی حیثیت کے

مخلوق کے حقوق کی تباہی کی بنیاد
باندھنے والی کوئی شئے نہیں
اور بالآخر یہی تلخی [illegible] طبیعت
ہے جس نے اس عالم کو دار
الکدورت اور بیت الحزن بنا
رکھا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے
کی کتاب حکیم نے یہاں چاہا
ہے کہ اُس دوسرے عالم کا
دار السلام اور بیت السرور
ہونا ثابت کرے اور اُس کے
قابل رشک خوشیوں اور راحتوں
کا نقشہ بالمقابل اس عالم کے
دکھائے ان الفاظ سے بہتر
تجویز نہیں فرمائی وَنَزَعْنَا مَا فِي
صُدُورِهِمْ مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ
سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ۔ یعنی بہشت
میں وہ قوت ہی انسانوں کے
سینہ سے نکال ڈالی جائے گی
جو عداوتوں اور کینوں اور ہر قسم
کے تفرقوں کی موجب ہوتی ہے
جس شخص میں اس وقت وہ
موجود ہو ہم صاف کہہ سکتے ہیں
کہ وہ اس عالم میں بہشت بریں
کے اندر ہے۔

اور چونکہ یہ قوت ایک چشمہ کی
طرح ہے اس سے قیاس ہو سکتا
ہے کہ اور اخلاق کس پایہ اور
کمال کے ہوں گے۔

اس بات کو اندرون خانہ کی
خدمتگار عورتیں جو عوام الناس
سے ہیں اور فطری سادگی اور
انسانی جامہ کے سوا کوئی تکلف
اور تصنع کی زیرکی اور استنباطی
قوت نہیں رکھتیں بہت عمدہ طرح
سے محسوس کرتی ہیں۔ وہ تعجب
سے دیکھتی ہیں اور زمانہ اور اپنے اور
اپنے گردوپیش کے عام عرف،
اور برتاؤ کے بالکل برخلاف دیکھکر
بڑے تعجب سے کہتی ہیں اور
میں نے بارہا انھیں خود حیرت سے
یہ کہتے ہوئے سُنا ہے

"مِرجا بیوی دی گل بڑی منّدا ہے"

ایک دن خود حضرت فرماتے تھے
کہ فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں
اور تلخیاں عورتوں کی برداشت
کرنی چاہیئے۔ اور فرمایا ہمیں تو
کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے
کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ
کریں۔ ہم کو خدا نے مرد بنایا اور
یہ درحقیقت ہم پر اتمام نعمت ہے
اس کا شکر یہ ہے کہ عورتوں سے
لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔

ایک دفعہ ایک دوست کی درشت
مزاجی اور بد زبانی کا ذکر ہوا
کہ وہ اپنی بیوی سے سختی سے پیش
آتا ہے۔ حضرت اس بات سے
بہت کشیدہ خاطر ہوئے اور
فرمایا ہمارے احباب کو ایسا نہ
ہونا چاہیئے۔

جن دنوں میں ڈپٹی آتھم سے مباحثہ
تھا ایک رات خان محمد شاہ مرحوم
کے مکان پر بڑا مجمع تھا اطراف
سے بہت سے دوست مباحثہ
دیکھنے آئے ہوئے تھے حضرت
اس دن جس کی شام کا واقعہ میں
بیان کرنا چاہتا ہوں معمولاً سر درد
سے بیمار ہو گئے تھے شام کو جب
مشتاقان زیارت ہمہ تن چشم انتظار
ہو رہے تھے حضرت مجمع میں تشریف
لائے۔ منشی عبدالحق صاحب لاہوری
پنشنر نے کمال محبت اور رسم
دوستی کی بنا پر بیماری کی تکلیف
کی نسبت پوچھنا شروع کیا اور
کہا آپ کا کام بہت نازک اور آپ
کے سر پر بھاری فرائض کا بوجھ
ہے آپ کو چاہیئے کہ جسم کی صحت
کی رعایت کا خیال رکھا کریں اور
ایک خاص مقوی غذا لازماً آپ
کے لئے ہر روز تیار ہونی چاہیئے
حضرت نے فرمایا ہاں بات تو
درست ہے اور ہم نے کبھی کبھی
کہا بھی ہے مگر عورتیں کچھ اپنے
ہی دھندوں میں ایسی مصروف

ہوتی ہیں کہ اور باتوں کی چنداں پروا
نہیں کرتیں۔ اس پر ہمارے پرانے
موحد خوش اخلاق نرم طبع مولوی
عبداللہ غزنوی کے مرید منشی عبدالحق
صاحب فرماتے ہیں اجی حضرت آپ
ڈانٹ ڈپٹ کر نہیں کہتے اور رعب
پیدا نہیں کرتے۔ میرا یہ حال ہے
کہ میں کھانے کے لئے خاص اہتمام کیا
کرتا ہوں اور ممکن ہے کہ میرا حکم کبھی
ٹل جائے اور میرے کھانے کے
اہتمام خاص میں کوئی سرمو فرق آجائے
ورنہ ہم دوسری طرح خبر لے لیں۔
میں ایک طرف بیٹھا تھا منشی صاحب
کی اس بات پر اُس وقت خوش ہوا
اس لئے کہ یہ بات بظاہر میرے محبوب
و آقا کے حق میں تھی اور میں خود فرط
محبت سے اسی سوچ بچار میں رہتا
تھا کہ معمولی غذا سے زیادہ عمدہ
غذا آپ کے لئے ہونی چاہیئے اور
ایک جانکاہ محنت کرنے والے
انسان کے حق میں لنگر کا معمولی کھانا
بدل ما یتحلل نہیں ہو سکتا۔

اس بنا پر میں نے منشی صاحب کو اپنا بڑا
مؤید پایا اور بے سوچے سمجھے (در
حقیقت اُن دنوں الہیات میں میری
معرفت ہنوز بہت سادہ سی جاہلی تھی)
بوڑھے صوفی اور عبداللہ غزنوی
کی صحبت کی تربیت یافتہ تجربہ کار
کی تائید میں بول اُٹھا کہ ہاں حضرت
منشی صاحب درست فرماتے ہیں
حضور کو بھی چاہیئے کہ درشتی سے
احکام منوائیں۔ حضرت نے میری طرف
دیکھا اور تبسم سے فرمایا ہمارے
دوستوں کو تو ایسے اخلاق سے پرہیز
کرنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے میں
ذکی الحس آدمی اور اُن دنوں تک
عزت و بےعزتی کو دنیا داروں کی
عرفی اصطلاح کے قالب میں
ڈھالنے اور اپنے تئیں ہر بات
میں کچھ سمجھنے اور ماننے والا میں
خدا ہی خوب جانتا ہے کہ میں اس مجمع میں

خلاف ہنسی اور روپیا میں کبھی میرے
سامنے جلوہ افروزی کی ہے۔

اس دراز تجربہ میں میں نے حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت
اندرونی و بیرونی حالتوں میں کیا دیکھی ہے میں
آرزو رکھتا ہوں کہ اُسے بطور
مصالح و مواد کے قلم بند کروں کہ
ہر ایک تیز ذہن سلیم الفطرت
نگارندۂ عالم کی سحر آفرینیوں کا
شیدا اُس مواد سے خود ایک
مجسمہ یا تصویر تیار کرے اور پھر
اُس کے نقوش میں غور کرے کہ ایسی
تصویر بجز من جانب اللہ انسان کے
اور کسی کی ہو سکتی ہے۔

اگرچہ سرسری نگاہ سے اوپری سی بات
معلوم ہوگی کہ جو شخص معتقدین سے
جو خدا سے پیوند تعلق رکھتا ہے اس
کو کہ ان کا ایمان ایسی جزئیات اور
تفاصیل سے مستغنی ہوتا اور ان
کا عشق تو پکار پکار پڑھتا ہے ع
چہ حاجت مشاطہ نیست روی دلارام را
مگر جب میں اپنے نفس کو دیکھتا
ہوں کہ اس علم یا جزئیات سے
اُس نے کیا کیا فائدے حاصل کئے
اور یہ معرفت منازل سلوک کی طے
کرنے میں میری کس قدر مددگار
ہوئی ہے تو میری روح رقص اور
ہمدردی کے جوش سے مجھے کشاں
کشاں اس طرف لاتی ہے کہ ان
بھائیوں کو بھی اس سے آگاہ کروں
جنھیں خدا کی مشیت اور ارادہ نے
ایسا موقع نہیں دیا جو محض فضل
سے مجھے دیا ہے۔ اور میرا دلی
اعتقاد ہے کہ میں اس تقریب سے
اُن بہت سی اندرونی اور معاشرتی
خطرناک بیماریوں کے مجرب نسخے
پیش کر سکوں گا جنھوں نے اکثر
گھروں کو اُن مکانوں کی طرح جنہیں
دق اور سل کی بیماری متوارث
چلی آتی ہے بجائے راحت بخش
اور سرور افزا مکان اور گھر ہونے
کے ماتم کدے اور شیون سرا بنا رکھا ہے۔

اس بنا پر پہلے میں حضرت خلیفۃ اللہ
کی معاشرت کی نسبت کچھ لکھتا
ہوں۔ اس لئے کہ سب سے بڑی
اور قابل فخر اہلیت کسی شخص
کی اس سے ثابت ہوتی ہے کہ
اہل بیت سے اُس کا تعلق اعلیٰ
درجہ کا ہو اور اُس کا گھر اُس
کے قوت انتظامی اور اخلاق
کی وجہ سے بہشت کا نمونہ ہو
جس کی بڑی سے بڑی تعریف
یہی ہے کہ وہاں دلوں کی نیش
اور جلن اور رنج و کدورت
اور غل و حسد کے محرکات اور
موجبات نہ ہوں گے۔

خدا تعالیٰ کی حکیم کتاب میں آیا ہے
وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ
اور اس حکیم کتاب کا عملی نمونہ
ہمارے سید و مولیٰ رحمۃ للعالمین
(صلی اللہ علیہ وسلم)
فرماتے ہیں خیرکم خیرکم
لاھلہ یعنی تم میں سے
افضل اور خیر و برکت سے بھرا
ہوا وہی ہے جس کی رفتار اپنے
اہل سے خیر و برکت کی ہے۔

قریب پندرہ برس کے گذرتا ہے
جب سے حضرت نے بار دیگر
خدا تعالیٰ کے امر سے معاشرت
کے بھاری اور نازک فرض کو
اُٹھایا ہے۔ اس اثنا میں کبھی
ایسا موقع نہیں آیا کہ خانہ جنگی کی
آگ مشتعل ہو۔

کوئی بشر خیال کر سکتا ہے کہ ضعیف
اور کم علم جنس کی طرف سے
اتنے دراز عرصہ میں کوئی ایسی
ادا یا حرکت خلاف طبع سرزد
نہ ہوئی ہوگی۔ تجربہ اور عرف
عام گواہ ہے کہ خانہ نشین ہم پہلو
کج طبعی اور جہالت سے کیسی
کیسے رنج دہ امور کے مصدر
ہوا کرتی ہیں۔ باایں ہمہ وہ ٹھنڈا دل
اور بہشتی قلب قابل غور ہے
جسے اتنی [illegible] کسی وقت رنج

اور بغض و کینہ کی آگ کی آنچ تک
نہ چھوئی ہو۔

وہ کڑوا گوشت کا ٹکڑا جو تمام
زہروں کا مخزن اور ہر قسم کے غل
اور حسد اور کینہ اور عداوت کا
منشاء ہے اور جو اس عالم میں
دوزخ در بغل ہے اگر کسی شخص
سے قطعاً مسلوب نہ ہو چکا ہو۔
اور خدائے قدوس کے دست خاص
نے اس کا تزکیہ و تطہیر اور شرح
صدر نہ کیا ہو تو خیال میں آ سکتا ہے
کہ اس پُرپیچ و تاب اور آتش ناک
زندگی میں ایسے سکون اور وقار
اور جمعیت سے زندگی بسر کر سکے۔

ایک ہی خطرناک اور قابل اصلاح
عیب ہے جو سارے اندرونی
فتنوں کی جڑ ہے۔ بات بات پر
نکتہ چینی اور چڑ اور یہ عیب
ایسے متعفن اور تنگ دل کی خبر
دیتا ہے کہ جس کی نسبت با آسانی فیصلہ
کر سکتے ہیں کہ وہ اس عالم میں دائم
نقد دوزخ میں ہے۔

دس برس سے میں بڑی غور اور
نکتہ چینی کی نگاہ سے ملاحظہ کر رہا
ہوں اور پوری بصیرت سے اس
نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حضرت اقدس
کی جبلت پاک میں شیطان کے
اس مس کا کوئی بھی حصہ نہیں۔

میں خود اپنے اوپر اور اکثر افراد پر
قیاس کر کے کہہ سکتا ہوں کہ یہی اعتراض
اور نکتہ چینی اور حرف گیری
اور بات بات میں چڑچڑاپن کی
فطرت ہے جس نے بہتوں کے آرام
اور عیش کو مکدر کر رکھا ہے اور
ہر ایک شخص جس کی ایسی طبیعت ہے
اور قلیل اور بہت ہی قلیل ہیں۔
جو اس عیب سے منزہ ہیں اُس
کھا جانے والی آگ کے فوری
اثر کو محسوس کرتا اور گواہی دے
سکتا ہے کہ یا آخر یہی فطرت ہے
جو تمام اخلاقی مفاسد کی اصل اصول
ہے اور اس سے زیادہ خدا اور

کس قدر شرمندہ ہوا اور مجھے سخت افسوس ہے کہ کیوں میں نے ایک لمحہ کے لئے بھی بوڑھے تجربہ کار نرم خو صوفی کی پیروی کی۔

برادران اس ذکر سے جسے میں نے نیک نیتی سے لکھا ہے میری غرض یہ ہے کہ اس انسان میں جو مجبولاً پاکیزہ فطرت اور حقوق کا ادا کرنے والا اور اخلاق فاضلہ کا معلم ہو کر آیا ہے اور دوسرے لوگوں میں جنہیں نفس نے مغالطہ دے رکھا ہے کہ وہ بھی کسی کی صحبت میں کوئی گھاٹ کر چکے ہیں اور ہنوز وہی اخلاق سے ذرا بھی حصہ نہیں لیا بڑا فرق ہے ہاں وہ بات تو رہ ہی گئی۔ اس بد مزاج دوست کا واقعہ سنکر آپ معاشرت نسوان کے بارہ میں دیر تک گفتگو کرتے رہے اور آخر میں فرمایا میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے اور باایں ہمہ کوئی دلآزار اور درشت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا۔ اس کے بعد میں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع و خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنہانی معصیت الٰہی کا نتیجہ ہے۔

مجھے اس بات کے سننے سے اپنی حال اور معرفت اور عمل کا خیال کر کے کس قدر شرم اور ندامت حاصل ہوئی بجز خدا کے کوئی جان نہیں سکتا۔ میری روح میں اس وقت میخ فولاد کی طرح یہ بات جاگزین ہوئی کہ یہ غیر معمولی تقوی اور خشیۃ اللہ اور دقائق تقوی کی رعایت معمولی انسان کا کام نہیں ورنہ میں اور میرے امثال ہزاروں اسلام اور اتباع سنت کے دعوی میں کم لاف زنی نہیں کیا کرتے اور اس میں شک نہیں کہ متمرد بے باک اور حدود الٰہیہ سے متکبرانہ تجاوز کرنے والے بھی نہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ یہ قوت قدسیہ اور تیز شامہ ہمیں نہیں ملی یا اور عوارض کے سبب سے کمزور ہو گئی ہے۔

ہم بڑی سے بڑی سعادت اور اتقا اس میں سمجھتے ہیں کہ موٹے موٹے گناہوں اور معاصی سے بچ رہیں اور بڑے ہی بیّن اور مرئی گناہوں کے سوا دقائق معاصی اور مشتبہات کی طرف ہم التفات نہیں کرتے۔ یہ خرد بیں کامل ایمان اور کامل عرفان اور کامل تقوی سے ملتی ہے جو حضرت

امام زمان علیہ السلام

کو عطا ہوئی ہے۔ اور میں نے اس وقت لسان اور جنان کے سچے اتفاق سے کہا اور تسلیم کیا کہ اگر اور ہزاروں باہرہ حجتیں آپ کے منجانب اللہ ہونے پر جو آفتاب سے زیادہ درخشاں ہیں نہ بھی ہوتیں جب بھی یہی ایک بات کہ غیر معمولی تقوی اور خشیۃ اللہ آپ میں ہے کافی دلیل تھی۔

بڑے بڑے مرتاض صوفیوں اور دنیا و مافیہا سے دل برداشتگی اور واسوختگی کے اشعار ورد زبان رکھنے والے زاہدوں اور بڑے بڑے اتباع کے مدعیوں اور علمار رسوم کو دیکھا گیا ہے کہ جلوت میں ابنائے دنیا کے حضور گربۂ مسکین کی طرح بیٹھتے ہیں اور ہر ایک دقیقہ کے بعد سر اٹھا کر اور سینہ ابھار کر ایک آہ سرد بھر دیتے ہیں اور مشتاقان سخن کے انتظار شدید کے بعد بھی زبان پاک کو کلام سے اگرچہ موزوں اور برمحل کیوں نہ ہو آلودہ نہیں کرتے گھر میں بد مزاج بد زبان اور گرگ و پلنگ ہیں۔

ہندوستان میں ایک نامی گرامی سجادہ نشین ہیں لاکھ سے زیادہ ان کے مرید ہیں اور خدا کے قرب کا انہیں دعوے بھی بڑا ہے۔ ان کے بہت ہی قریب متعلقین سے ایک نیک بخت عورت کو کچھ مدت سے ہمارے حضرت کے اندرون خانہ میں رہنے کا شرف حاصل ہے۔ وہ حضرت اقدس کا گھر میں فرشتوں کی طرح رہنا نہ کبھی سے نوک ٹوک نہ چھیڑ چھاڑ جو کچھ کہا گیا اس طرح مانتے ہیں جیسی ایک واجب الاطاعت مطاع کے امر سے انحراف نہیں کیا جاتا۔ ان باتوں کو دیکھ کر وہ حیران ہو ہو جاتیں اور بارہا تعجب سے کہہ چکی ہیں کہ ہماری حضرت شاہ صاحب کا حال تو سراسر اس کے خلاف ہے وہ جب باہر سے زنانہ میں آتے ہیں ایک ہنگامہ رستخیز برپا ہو جاتا ہے اس لڑکے کو گھور اس خادمہ سے خفا اس بچہ کو مار پیوی سے تکرار ہو رہی ہے کہ نمک کھانے میں کیوں زیادہ یا کم ہو گیا یہ برتن یہاں کیوں رکھا ہے اور وہ چیز وہاں کیوں دھری ہے تم کیسی پھوہڑ بد مذاق بے سلیقہ عورت ہو اور کبھی جو کھانا طبع عالی کے حسب پسند نہ ہو تو آگے کے برتن کو دیوار سے پٹخ دیتے ہیں اور بس ایک کہرام گھر میں مچ جاتا ہے۔ عورتیں بلک بلک کر خدا سے دعا کرتی ہیں کہ شاہ صاحب باہر ہی رونق افروز رہیں۔ غض بصر اور عفو اور چشم پوشی کے جزئیات بڑا لمبا مفصل مضمون چاہتی ہیں۔ موٹی موٹی سمجھ کے کام کاج کرنے والی عورتیں ایسا یقین اس بات پر رکھتی ہیں جیسے اپنے وجود پر کہ حضرت کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ ہفتوں ہفتوں اندر زنانہ میں پھرا کریں اور عورتوں کے مجمع میں سے ہر روز کیوں نہ گذرا کریں کبھی بھی آنکھ اٹھا کر کسی کی طرف نہیں دیکھتے۔ ہمیشہ نظر بر پشت پا دوختہ رہتے ہیں۔ عجب سکون اور جمعیت باطن اور فوق العادۃ وقار اور حلم ہے

کہ کیسا ہی شور اور غلغلہ برپا ہو جائے جو عموماً قلوب کو پرکاہ کی طرح اڑا دیتا اور شور اور جائے شور کی طرف خواہ نہ خواہ کھینچ لاتا ہے حضرت اسے ذرہ بھر بھی محسوس نہیں کرتے اور مشوش الاوقات نہیں ہوتے۔

یہی ایک حالت ہے جس کے لئے اہل مذاق ترستے اور سالک ہزار دست و پا مارتے اور رو رو کر خدا سے چاہتے ہیں۔ میں نے بہت سے قابل مصنفوں اور لائق محرروں کو سنا اور دیکھا ہے کہ کمرہ میں بیٹھے کچھ سوچ رہے ہیں یا لکھ رہے ہیں اور ایک چڑیا اندر گھس آئی ہے۔ اس کی چڑ چڑ سے اس قدر حواس باختہ اور سراسیمہ ہوئے ہیں کہ تفکر اور مضمون سب نقش بر آب ہو گیا اور اسے مارنے اور نکالنے کو یوں لپکے ہیں جیسی کوئی شیر اور چیتے پر حملہ کرتا یا سخت اشتعال دینے والے دشمن پر پڑتا ہے۔

ایک بڑے بزرگ صوفی صاحب یا قاضی صاحب کی بڑی صفت ان کے پیرو جب کرتے ہیں یہی کرتے ہیں کہ وہ بڑے نازک طبع ہیں اور جلد برہم ہو جاتے ہیں اور تھوڑی دیر آدمی ان کے پاس بیٹھے تو گھبرا جاتے ہیں اور خود بھی فرماتے ہیں کہ میری جان پر بوجھ پڑ جاتا ہے۔

مدت ہوئی ایک مقام پر میں خود انھیں دیکھنے گیا۔ شاید دس منٹ سے زیادہ میں نہ بیٹھا ہوں گا جو آپ مجھ سے فرماتے ہیں کچھ اور کام بھی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ جمعیت قلب اور کوہ وقاری اور حلم اکسیر ہے جس میں ہو اور یہی صفت ہے جس سے اولیاء اللہ مخصوص اور ممتاز کئے گئے ہیں۔

میں نے دیکھا ہے کہ حضرت اقدس نازک سے نازک مضمون لکھ رہے ہیں یہاں تک کہ عربی زبان میں بے مثل فصیح کتابیں لکھ رہے ہیں اور پاس ہنگامہ قیامت برپا ہے بے تمیز بچے اور سادہ عورتیں جھگڑ رہی ہیں۔ چیخ رہی ہیں چلا رہی ہیں یہاں تک کہ بعض آپس میں دست و گریبان ہو رہی ہیں اور پوری زنانہ کرتوتیں کر رہی ہیں۔ مگر حضرت یوں لکھے جا رہے ہیں اور کام میں یوں مستغرق ہیں کہ گویا خلوت میں بیٹھے ہیں یہ ساری لانظیر اور عظیم الشان کتابیں عربی اردو فارسی کی ایسے ہی مکانوں میں لکھی ہیں۔

میں نے ایک دفعہ پوچھا اتنے شور میں حضور کو لکھنے میں یا سوچنے میں ذرا بھی تشویش نہیں ہوتی۔ مسکرا کر فرمایا میں سنتا ہی نہیں تشویش کیا ہو اور کیونکر ہو۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے **محمود** چار ایک برس کا تھا حضرت معمولاً اندر بیٹھے لکھ رہے تھے اور مسودات لکھے ہوئے سارے رکھے تھے میاں محمود دیا سلائی لے کر وہاں تشریف لائے اور آپ کے ساتھ بچوں کا ایک غول بھی تھا۔ پہلے کچھ دیر تک آپس میں کھیلتے جھگڑتے رہے پھر جو کچھ دل میں آئی ان مسودات کو آگ لگا دی اور آپ لگے خوش ہونے اور تالیاں بجانے اور حضرت لکھنے میں مصروف ہیں سر اٹھا کر دیکھتے بھی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ اتنے میں آگ بجھ گئی اور قیمتی مسودے راکھ کا ڈھیر ہو گئے اور بچوں کو کسی اور مشغلہ نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ حضرت کو کسی عبارت کا سیاق ملانے کے لئے کسی گذشتہ کاغذ کے دیکھنے کی ضرورت ہوئی۔ اس سے پوچھتے ہیں خاموش اس سے پوچھتے ہیں دبکا جاتا ہے۔ آخر ایک بچہ بول اٹھا کہ میاں صاحب نے کاغذ جلا دئے عورتیں بچے اور گھر کے سب لوگ حیران اور انگشت بدنداں کہ اب کیا ہو گا۔ اور درحقیقت عادتاً ان سب کو علی قدر مراتب بری حالت اور مکروہ نظارہ کے پیش آنے کا گمان اور انتظار تھا اور ہونا بھی چاہئے تھا مگر حضرت مسکرا کر فرماتے ہیں خوب ہوا اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی بڑی مصلحت ہو گی اور اب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس سے بہتر مضمون ہمیں سمجھائے۔

اس موقعہ پر بھی ابنائے زمانہ کی عادات سے مقابلہ کئے بغیر ایک نکتہ چیں نگاہ کو اس نظارہ سے واپس نہیں ہونا چاہئے۔

ایسا ہی ایک دفعہ اتفاق ہوا جن دنوں حضرت تبلیغ لکھا کرتے تھے مولوی **نورالدین** صاحب تشریف لائے۔ حضرت نے ایک بڑا بھاری دو ورقہ مضمون لکھا اور اور اس کی فصاحت و بلاغت خداداد پر حضرت کو ناز تھا اور وہ فارسی ترجمہ کے لئے مجھے دینا تھا مگر یاد نہ رہا اور جیب میں رکھ لیا اور باہر سیر کو چل دئے مولوی صاحب اور جماعت بھی ساتھ تھی واپسی پر کہ ہنوز راستہ ہی میں تھے مولوی صاحب کے ہاتھ میں کاغذ دیدیا کہ وہ پڑھ کر عاجز راقم کو دے دیں مولوی صاحب کے ہاتھ سے وہ مضمون گر گیا۔ واپس ڈیرہ میں آ کر اور بیٹھ گئے۔ حضرت معمولاً اندر چلے گئے۔ میں نے کسی سے کہا کہ آج حضرت نے مضمون نہیں بھیجا اور کاتب سر پر کھڑا ہے اور ابھی مجھ ترجمہ بھی کرنا ہے۔ مولوی صاحب کو دیکھتا ہوں تو آپ کا رنگ فق ہو رہا ہے آپ نے نہایت بیتابی سے لوگوں کو دوڑایا کہ بھیو۔ پکڑیو لپکیو کاغذ راہ میں گر گیا۔ مولوی صاحب اپنی جگہ بڑے خجل اور حیران تھے

کہ بڑی خفت کی بات ہے حضرت کیا کہیں گے عجیب ہوشیار آدمی ہو ایک کاغذ اور ایسا ضروری کاغذ بھی سنبھال نہیں سکا۔ حضرت کو خبر ہوئی معمولی بشاش بشاش چہرہ تبسم زیر لب تشریف لائے اور بڑا عذر کیا کہ مولوی صاحب کو کاغذ کے گم ہونے سے بڑی تشویش ہوئی۔ مجھے افسوس ہے کہ اس کی جستجو میں اس قدر دوا دو اور تگاپو کیوں کیا گیا۔ میرا تو یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالے اس سے بھی بہتر ہمیں عطا فرمائے گا۔

برادران۔ ان سب باتوں کی جڑ خدائی زندہ اور قادر کی ہستی پر ایمان ہے یہ ایمان ہر وقت قویٰ کو زندہ اور تازہ رکھتا اور ہر قسم کی پژمردگی اور افسردگی سے بچاتا رہتا ہے جو دنیا داروں کو بسا اوقات بڑی بڑے شرمناک حرکات پر مجبور کرتی ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے آپ کو سخت دردسر ہو رہا تھا اور میں بھی اندر آپ کے پاس بیٹھا تھا اور پاس حد سے زیادہ شور وغل برپا تھا۔ مینے عرض کیا جناب کو اس شور سے تکلیف تو نہیں ہوتی فرمایا ہاں اگر چپ ہو جائیں تو آرام ملتا ہے مینے عرض کیا تو جناب کیوں حکم نہیں کرتے فرمایا آپ ان کو نرمی سے کہدیں میں تو کہہ نہیں سکتا۔

بڑی بڑی سخت بیماریوں میں الگ ایک کوٹھڑی میں پڑے ہیں اور ایسے خاموش پڑے ہیں کہ گویا مزے میں سو رہے ہیں۔ کسی کا گلہ نہیں کرتے کہ تونے نہیں پوچھا اور تونے ہمیں پانی نہیں دیا اور تونے ہماری خدمت نہیں کی۔

مینے دیکھا ہے کہ ایک شخص بیمار ہوتا ہے اور تمام تیمار دار اس کی بدمزاجی اور چڑچڑا پن سے اور بات بات پر بگڑ جانے سے پناہ مانگ اٹھتے ہیں۔ اسے گالی دیتا ہے اُسے گھورتا ہے اور بیوی کی تو شامت آجاتی ہے بیچاری کو نہ دن کو آرام اور نہ رات کو چین۔ کہیں تکان کی وجہ سے ذرا اونگھ گئی ہے بس پھر کیا خدا کی پناہ آسمان کو سر پر اٹھا لیا۔ وہ بیچاری حیران ہے ایک تو خود چور چور ہو رہی ہے اور ادھر یہ فکر لگ گئی ہے کہ کہیں مارے غضب و غیظ کے اس بیمار کا کلیجہ پھٹ نہ جائے۔

غرض جو کچھ بیمار اور بیماری کی حالت ہوتی ہے خدا کی پناہ کون اس سے بے خبر ہے۔ برخلاف اس کے سالہا سال سے دیکھا اور سنا ہے کہ جو طمانینت اور جمعیت اور کسی کو بھی آرا رہنا دیکھا حضرت کے مزاج مبارک کو صحت میں حاصل ہے۔ وہی سکون حالت بیماری میں بھی ہو اور جب بیماری سے افاقہ ہوا معًا وہی خندہ روئی اور کشادہ پیشانی اور پیار کی باتیں۔

میں بسا اوقات عین اس وقت پہونچا ہوں جب کہ ابھی ابھی سر درد کے لمبے اور سخت دورہ سے آپ کو افاقہ ہوا آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھا ہے تو مسکرا کر دیکھا ہے اور فرمایا ہے اب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اس وقت مجھے ایسا معلوم ہوا کہ گویا آپ کسی بڑے عظیم الشان دل کشا نزہت افزا باغ کی سیر سے واپس آئے ہیں جو یہ چہرہ کی رنگت اور چمک دمک اور آواز میں خوشی اور لذت ہے۔

میں ابتدا سے حال میں ان نظاروں کو دیکھ کر بڑا حیران ہوتا تھا اسلئے کہ میں اکثر بزرگوں اور حوصلہ اور مردانگی کے مدعیوں کو دیکھ چکا تھا کہ بیماری میں کیا چولہ بدل لیتے اور بیماری کے بعد کتنی کتنی مدت تک ایسی بیڑبل ہوتے ہیں کہ الامان۔ کسی کی تقصیر آئی ہے جو بہلی کی بات بھی منہ سے نکال بیٹھے۔ بال بچے بیوی دوست کسی اپنے کو دور ہی سے اشارہ کرتے ہیں کہ دیکھنا کالا ناگ ہی نزدیک نہ آتا۔

اصل بات یہ ہے کہ بیماری میں بھی ہوش و حواس اور ایمان اسی کا ٹھکانے رہتا ہے جو صحت کی حالت میں مستقیم الاحوال ہو۔ اور دیکھا گیا ہے کہ بہت سی تندرستی کی حالت میں مغلوب غضب شخص بیماری میں خالص دیوانے اور شدۃ جوش سے مصروع ہو جاتے ہیں۔

حقیقت میں ایمان اور عرفان اور استقامت کے پرکھنے کے لئے بیماری بڑا بھاری معیار ہے جیسے سکر اور خواب میں بڑبڑانا اور خواب دیکھنا حقیقی تصویر انسان کی دکھا دیتا ہے بیماری بھی مومن اور کافر اور دلیر اور بزدل کے پرکھنے کے لئے ایک کسوٹی ہے۔ بڑا مبارک ہے وہ جو صحت کی حالت میں جوش اور جذبات کو قابو میں رکھتا اور کبھی بھی نفس کی باگ کو ہاتھ سے نکلنے نہیں دیتا۔

برادران۔ چونکہ موت یقینی ہے اور بیماریاں بھی لابدی ہوتی ہیں کوشش کرو کہ مزاجوں میں سکون اور قرار پیدا ہو۔ اسلام پر خاتمہ ہونا جس کی تمنا ہر مسلمان کو ہے اور جو امید وبیم میں معلق ہے اسی پر موقوف ہے کہ ہم صحت میں ثبات وتثبیت اور استقامت واطمینان پیدا کرنے کی کوشش کریں ورنہ اس خوفناک گھڑی میں جو حواس کو سراسیمہ کر دیتی اور عقائد اور خیالات میں زلزلہ ڈال دیتی ہے تثبیت اور قرار دشوار ہے۔ خدا تعالے فرماتا ہے

یثبت اللّٰہ الذین اٰمنوا بالقول الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ ۝

یہ تثبیت یہی ہے جو میں حضرت خلیفۃ اللہ

کی سیرت میں دکھا چکا ہوں۔ وہ انسان اور کامل انسان جس پر اس دنیا کی آگ اس دنیا کے آفات و مکروہات کی آگ یہاں کچھ بھی اثر نہیں کر سکتی وہ وہی مومن ہے جسے دوزخ کہے گی کہ اے مومن گذر جا کہ تیرے نور نے میری نار کو بجھا دیا ہے۔ اسے بہشت کو دونوں جیبوں میں اسی طرح موجود رکھنے والے برگزیدۂ خدا جس طرح آج کل لوگ جیبوں میں گھڑیاں رکھتے ہیں تو یقیناً خدا سے ہے۔ ہاں تو اس کثیف اور مکروہ دنیا کا نہیں ورنہ وجہ کیا کہ یہ دنیا اپنی آفات و امتحانات کے پہاڑ تیرے سر پر توڑتی ہے اور وہ یوں تیرے اوپر سے ٹل جاتے ہیں جیسے بادل سورج کی تیز شعاعوں سے پھٹ جاتے ہیں۔ لاکھوں انسانوں میں یہ نزالا قلب اور فوق العادت جمعیت اور سکون اور ٹھہرا ہوا مزاج جو تجھے بخشا گیا ہے یہ کس بات کی دلیل ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ تو صاف نہ تر کر پہچانا جائے کہ تو زمینی نہیں ہے بلکہ آسمانی ہے آہ اس زمین کے فرزندوں نے تجھے نہیں پہچانا۔ حق تو یہ تھا کہ آنکھیں تیری راہ میں فرش کرتے اور دلوں میں تجھے جگہ دیتے کہ تو خدا کا موعود خلیفہ اور خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خادم اور اسلام کو زندہ کرنے والا ہے۔ ہاں تو چشم پوشی اور فراخ حوصلگی کی کیا تعریف کروں۔

ایک عورت نے اندر سے کچھ چاول چرائے چور کا دل نہیں ہوتا اور اس لئے اس کے اعضاء میں غیر معمولی قسم کی بیتابی اور اس کا ادھر اُدھر دیکھنا بھی خاص وضع کا ہوتا ہے کسی دوسرے تیز نظر نے تاڑ لیا اور پکڑ لیا۔ شور پڑ گیا۔ اس کی بغل سے کوئی پندرہ سیر کی گٹھڑی چاولوں کی نکلی۔ ادھر سے ملامت اُدھر سے پھٹکار ہو رہی تھی جو حضرت کسی تقریب سے اُدھر آ نکلے۔ پوچھنے پر کسی نے واقعہ کہہ سنایا۔ فرمایا محتاج ہے کچھ تھوڑے سے اسے دیدو اور فضیحت نہ کرو اور خدا تعالے کی ستاری کا شیوہ اختیار کرو۔ کبھی کسی سے باز پرس نہیں کرتے کہ یہ تمہاری حرکات نازیبا ہیں اور تم نے کیا بیہودہ بکواس شروع کر رکھا ہے۔

گھر بار میں رعب اور جلال ہے ہر ایک عورت اور بچہ کو جیسے یہ کامل یقین ہے کہ حضرت سزا دینے والے اور گرفت کرنے والے نہیں اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ ادب اور ہیبت اور احترام اُن کے دلوں کو ہلا یا گیا ہے اور ڈرتے بھی ایسے ہیں جیسے کسی بڑے سخت گیر سے۔ میں اس ڈر اور ہیبت اور معاً محبت اور مودت کو نہ تو دنیا کے کسی پیرایہ میں بیان کر سکتا ہوں اور نہ کسی دنیا کے بیٹے کو سمجھا سکتا ہوں اس کو وہ مومن ہی خوب سمجھ سکتا ہے جس کا خدا تعالیٰ سے تعلق ہو۔ ایک طرف تو خدا کا جلال اور عظمت اور خشیت اور تقوی ایسی طور سے بیان کی گئی ہے کہ تصور سے پیٹھ کی ہڈیاں ٹوٹ جاتی ہیں اور ایک جوان بوڑھا ہو جاتا ہے۔ اور باایں ہمہ عشاق اس کی طرف یوں بڑھتے ہیں جیسے شیر خوار بچہ ماں کی پستان کی طرف۔ حالانکہ فطرتاً انسان ڈراونی چیز سے بھاگتا ہے مگر وہ بات کیا ہے کہ روحیں آگ اور پانی کے سمندروں کی کچھ بھی پرواہ نہ کر کے خدا سے ملنے کو تڑپتے ہیں۔

خدا تعالے کے مظہروں اُس کے خلیفوں کی ہیبت اور عظمت اُس شخص کی مانند نہیں ہوتی جو قہر اور سطوت سے غصباً قلوب پر متمکن ہو جاتا اور ایک خوفناک زہریلے سانپ کی طرح غضب کے مقناطیسی اثر سے چھوٹے جانداروں کو بیہوش کر دیتا ہے اور نہ اُن کا حلم اور فروتنی ایک بےغیرت بزدل کیسی ہوتی ہے جو لازماً ہر آنکھ اور دل سے اُتر جاتا ہے۔ اُن کی ہیبت محبت اور پیار سے ملی ہوئی اور اُن کا پیار ادب اور عظمت کو ساتھ لئے ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے سایہ کے نیچے پاکیزگی اور طہارت اور عفت اور تقوی اور اوامر الٰہی کی پابندی آرام پاتی ہے اور شیطان اور اُس کی ذریت کو ان جگہوں میں دخل نہیں ملتا ورنہ ممکن ہے کہ گرفت نہ ہو کسی قسم کی کوئی دھمکی اور سزا نہ ہو۔ اور نظام میں خلل نہ آ جائے اور گھر سارے لوازم میں معاشرت کے عمدہ سے عمدہ محاسن کا قابل تقلید نمونہ ہو۔ ایک تندخو جس کا نفس پر ذرا بھی قابو نہیں اور جو درحقیقت اپنے آپ میں ہر وقت جلتے ہوئے تنور میں پڑا ہے یہ سنکر جلد بول اُٹھے گا اور انکار اور استبعاد سے میرے اس بیان کو دیکھے گا اس لئے کہ اُس کے نزدیک اصطلاحی رعب اور ادب اور عزت قائم رکھنے کے لئے شیر کی طرح چیں بہ جبیں رہنا اور چیتے کی طرح موچھوں کو تاؤ دیتے رہنا اور سیہ کے کانٹوں کی طرح کھڑا رکھنا ضروری ہے مگر اُس نے ٹھوکر کھائی ہے اور اُس کے شریر نفس نے اُسے سخت دھوکا دیا ہے۔ کاش اُسے خبر ہوتی کہ اُس کا سارا گلہ اس سے بیزار ہے اور وہ اُس وقت بڑے خوش ہوتے ہیں جب وہ گرگ وش گلہ بان اُن کے سر پر نہ ہو۔

کبھی گھر میں حساب نہیں لیتے کہ جتنا تم نے مانگا تھا واقعی اُتنا خرچ بھی ہوا۔ اور کہاں کہاں ہوا اور اتنا زیادہ لیا گیا اور فلاں چیز اُس اندازہ سے کم ہے اور اُن اخراجات اور آمدنیوں کے لئے کوئی حساب کتاب یا بہی کھاتہ نہیں۔

تعالیٰ نے آپ کا قلب ایسا وسیع اور صدر ایسا منشرح بنایا ہے کہ ان امور کی فکریں اور کاوشیں اور یہ مادی تجسس اس میں دخل پا ہی نہیں سکتے۔

میں مانتا ہوں کہ ایک دنیا دار جس کا خدا اپنا ہی ناتوان نفس ہے۔ یہ چال اختیار نہیں کرسکتا اور نہ کرنی چاہتا ہے۔ اور اگر وہ تکلف سے اختیار بھی کرے تو ممکن ہے کہ اس کا سارا شیرازہ اُدھڑ جائے اور تار و پود ٹوٹ پھوٹ جائے مگر زندہ اور قادر خدا پر ایمان رکھنے والوں کے قول اور فعل نرالے ہی ہوتے ہیں۔ ان کی راستی اور خدا پر غیر مذبذب بھروسہ میں نامراد نہ ہونے کا صاف ثبوت یہی ہے کہ سب سے زیادہ مستقیم الاحوال اور اُن مختل اور ممکن تباہیوں اور خانہ ویرانیوں سے محفوظ ہیں جو ایسی صورتوں میں ایک دنیا دار کے خیال و گمان میں آتی ہیں۔

اور درحقیقت خدا والوں کو ان خبرداریوں اور یہی کہا توں کی فکروں سے جو شامت اعمال اور عدم تقوی سے کلاب الدنیا کے طائر عنق ہو رہی ہیں کیا تعلق ہے۔

ایک روز حضرت اقدس فرماتے تھے اگر انسانوں میں تقوی ہوتا تو پرندوں کی طرح بھوکے نکلتے اور پیٹ بھر کر واپس آتے۔ درحقیقت یہ آگ طلب دنیا کی جس نے آدم کے بیٹے کو کتے کی جنس سے بنا دیا ہے کہ ہر وقت ہانپتا رہتا اور ایک اندرونی جلن ہے جو اسے لگی ہوئی ہے اس کی جڑ خدا کے وعدوں پر یقینی اعتماد اور توکل نہ ہونا اور اپنے ہی قویٰ کو اُمید و بیم کا مرجع ٹھیرانا ہے۔ سو طالب بھی ضعیف مطلوب بھی ضعیف نتیجہ یہی ہونا چاہیئے کہ اسے کبھی قرار نہ آسکے۔

آج مادی دنیا کے آگے یہ باتیں ہنسی ہیں اور وہ ایسے لوگوں کو بڑی فراخ حوصلگی سے نیم مجنون اور مخبط کا لقب دیتے ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ وہ اس سائنس سے بے خبر ہیں اور ہوا پرستی نے خدا پرستی کے قوی اور حواس تباہ کر دئے ہیں۔

الغرض حضرت کو ہر متنفس پر وثوق ہے اور بالبداہت ہر ایک کو سچا سمجھتے ہیں۔ کیسی ہی خستہ حال اور گھنونی صورت و وضع کی کوئی عورت ہو جس کو دیکھکر ایک بدظن اور اس عالم کا تیز حس یہ چاہے کہ اس کے آگے سے دور ہو جائے اور وہ بات کرے تو کان بند کرلے اور اس سے پہلے آنکھ پر اور ناک میں ہاتھ اور انگلی رکھدے حضرت ہیں کہ گھنٹوں ایسی جمعیت اور قرار سے اُس کی بات سنے جارہے ہیں کہ گویا ایک عندلیب شیریں مقال چہچہا رہی ہے۔ یا ایک طوطی عذب البیان ہے جو دلچسپ نقل لگا رہی ہے۔ کیسی بے تکی اور بے معنی باتیں کوئی کرے کبھی ایک اشارہ تک نہیں کیا کہ تیری باتیں فضول محض اور اُن کا سننا اوقات کا خون کرنا ہے۔ اور جو واقعہ سنایا گیا اُس کی تکذیب نہیں کی۔ جو سودا لائی ہے اس کی چگونگی کی نسبت بازپرس نہیں اور جو کچھ خرچ کیا اور جو کچھ واپس دیا ہے آنکھ بند کرکے لیا اور جیب میں ڈال لیا ہے۔

گاؤں کے بہت ہی گمنام اور پست ہمت اور وضیع فطرۃ جولاہوں کے لڑکے اندر خدمت کرتے ہیں اور بیسیوں روپیوں کے سودے لاتے بارہا امرتسر جاتے اور بارہا لاہور جاتے اور ضروری اشیا خرید لاتے ہیں۔ کبھی گرفت نہیں۔ سختی نہیں۔ بازپرس نہیں۔ خدا جانے کیا قلب ہے اور درحقیقت خدا ہی ان قلوب مطہرہ کی حقیقت جانتا ہے جس نے خاص حکمت اور ارادہ سے اُنھیں پیدا کیا ہے اور کیا ہی سچ فرمایا اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔

میں نے خاص غور کی اور ڈھونڈ کی ہی آنکھ لگائی ہے کان لگائے ہیں اور ایسے اوقات میں ایک نکتہ چین ریویو نویس کا دل و دماغ لے کر اس نظارہ کا تماشائی بنا ہوں۔ مگر میں اعتراف کرتا ہوں کہ میری آنکھ اور کان ہر دفعہ میرے ایمان اور عرفان کو بڑھانے والی بات ہی لائے اتنے دراز عرصہ میں میں نے کبھی بھی نہیں سنا کہ اندر تکرار ہو رہی ہے اور کسی شخص سے لین دین کے متعلق بازپرس ہو رہی ہے۔

سبحان اللہ کیا سکون زا دل ہے اور پاک فطرت ہے جس میں سوء ظن کا شیطان نشیمن بنا نہیں سکا۔

اور کیا ہی قابل رشک بہشتی دل ہے جسے یہ آرام بخشا گیا ہے۔ اور پھر کوئی نقصان اور مضرت عاید حال نہیں چنانچہ کہ اگر یہ اغماض اور اعتماد عام معاش اور معاد کی میزان میں کم وزن ہو یعنی نظام عالم اور خدا کی نگاہ میں مکروہ ہو تو کارخانہ درہم برہم ہو جانا چاہیئے۔ مگر دن دونی رات چوگنی ترقی گواہ ہے کہ خدا ایسے ہی دلوں کو پیار کرتا ہے۔

اگر کبھی کوئی خاص فرمایش کی ہے کہ وہ چیز ہمارے لئے تیار کردو اور عین اُس وقت کسی عارضہ یا ضعف کا مقتضا تھا کہ وہ چیز لازماً تیار ہی ہوتی اور اس کے انتظار میں کھانا بھی نہیں کھایا اور کبھی کبھی جو لکھتے یا توجہ الی اللہ سے نزول کیا ہے تو یاد آگیا ہے کہ کھانا کھانا ہی اور منتظر ہیں کہ وہ چیز آتی ہے آخر وقت اس کھانے کا گذر گیا اور شام کے

کھانے کا وقت آگیا ہے اُس پر بھی کوئی گرفت نہیں - اور جو نرمی سے پوچھا ہے اور عذر کیا گیا ہے کہ دھیان نہیں رہا تو مسکرا کر الگ ہو گئے ہیں -

ایسا ایسا ادنیٰ خدمتگار اور اندر کی عورتیں جو کچھ چاہتی ہیں پاتی کھاتی ہیں اور ایسا تصرف ہے کہ گویا اپنا ہی گھر اور اثاث البیت ہے - اور حضرت کے کھانے کے متعلق کبھی ذہول اور تغافل بھی ہو جائے تو کوئی گرفت نہیں - کبھی نرم لفظوں میں بھی یہ نہ کہا کہ دیکھو یہ کیا حال ہے تمھیں خوف خدا کرنا چاہیئے -

یہ باتیں ہیں جو یقین دلاتی ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا بالکل سچ ہے کہ میں اپنے رب کے ہاں سے کھاتا اور پیتا ہوں اور حضرت امام علیہ السلام بھی فرماتے ہیں -

من نمی زیم بوحی خدای کہ با من است
پیغام اوست چون نفس روح پرورم

حقیقت میں اگر یہ سچ نہ ہو تو کون تاب لا سکتا ہے اور ان فوق العادۃ فطرۃ رکھنے والے انسانوں کے سوا کس کا دل گردہ ہے کہ ایسے حالات پر قناعت کر سکے -

مجھے یاد ہے کہ حضرت لکھ رہی تھے ایک خادمہ کھانا لائی اور حضرت کے سامنے رکھدیا اور عرض کیا کھانا حاضر ہے فرمایا خوب کیا مجھ بھوک لگ رہی تھی اور میں آواز دینے کو تھا - وہ چلی گئی اور آپ پھر لکھنے میں مصروف ہو گئے اتنے میں کتا آیا اور بڑی فراغت سے سامنے بیٹھ کر کھانا کھایا اور برتنوں کو بھی خوب صاف کیا اور بڑے سکون اور وقار سے چلدیا - اللہ اللہ ان جانوروں کو بھی کیا عرفان بخشا گیا ہے - وہ کتا اگرچہ رکھا ہو اور سدھا ہوا نہیں مگر خدا معلوم اُسے کہاں سے یہ یقین ہو گیا اور بجا یقین ہو گیا کہ یہ پاک وجود بے شر اور بے ضرر وجود ہے اور یہ وہ ہے جس نے کبھی چیونٹی کو بھی پاؤں تلے نہیں مسلا اور جس کا ہاتھ کبھی دشمن پر بھی نہیں اٹھا غرض ایک عرصہ کے بعد ہاں ظہر کی اذان ہوئی تو آپ کو پھر کھانا یاد آیا - آواز دی خادمہ دوڑی آئی اور عرض کیا کہ میں تو مدت ہوئی کھانا آپ کے آگے رکھ کر آپ کو اطلاع کر آئی تھی اس پر آپ نے مسکرا کر فرمایا اچھا اب جو کچھ بچا ہو تو لاؤ - پھر فرمایا اچھا تو اب شام کو ہی کھائیں گے -

آپ کے حلم اور طرز تعلیم اور قوت قدسیہ کی ایک بات مجھے یاد آئی ہے دو سال کی بات ہے تقاضائے سن اور عدم علم کی وجہ سے اندر کچھ دن کہانی کہنے اور سننے کا چسکا پڑ گیا - آدھی رات گئے تک سادہ اور معصوم کہانیاں اور پاک دل بہلانے والے قصے ہو رہے ہیں اور اس میں عادۃً ایسا استغراق ہوا کہ گویا وہ بڑے کام کی باتیں ہیں - حضرت کو معلوم ہوا مُنہ سے کسی کو کچھ نہ کہا - ایک شب سب کو جمع کر کے کہا آؤ آج ہم تمھیں اپنی کہانی سنائیں - ایسی خدا لگتی اور خوف خدا دلانے والی اور کام کی باتیں سنائیں کہ سب عورتیں گویا سوتی تھیں اور جاگ اُٹھیں سب نے توبہ کی اور اقرار کیا کہ وہ صریح بھول میں تھیں اور اس کے بعد وہ سب داستانیں افسانۂ خواب کی طرح یادوں ہی سے مٹ گئیں -

ایسے موقعہ پر ایک تند خو مصلح جو کارروائی کرتا اور بے فائدہ اور بے نتیجہ حرکت کرتا ہے کون نہیں جانتا - ممکن ہے کہ ایک بدمزاج بدزبان ظاہر میں ڈنڈے کے زور سے کامیاب ہو جائے مگر وہ گھر کو بہشت نہیں بنا سکتا -

ہمارے حضرت کی سیرت اس کے لئے اسوہ حسنہ ہے - حضرت کی زوجہ محترمہ آپ سے بیعت ہیں اور آپ کے منجانب اللہ ہونے پر صدق دل سے ایمان رکھتی ہیں - سخت سے سخت بیماریوں اور اضطراب کے وقتوں میں جیسا اعتماد انھیں حضرت کی دعا پر ہے کسی چیز پر نہیں -

وہ ہر بات میں حضرت کو ایسا صادق و مصدوق مانتی ہیں جیسے کوئی جلیل سے جلیل صحابی مانتا ہے -

ان کے کامل ایمان اور راسخ اعتقاد کا ایک بین ثبوت سُنیے - عورتوں کی فطرۃ میں سَوت کا کیسا برا تصور ودیعت کیا گیا ہے - کوئی بھیانک قابل نفرت چیز عورت کے لئے سوت سے زیادہ نہیں - عربی میں سوت کو ضرّہ کہتے ہیں - حضرت کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے جو ایک نکاح کے متعلق ہے اور جس کا ایک حصہ خدا کے فضل سے پورا ہو چکا ہے اور دوسرا دور نہیں کہ خدا کے بندوں کو خوش کرے حضرت بیوی صاحبہ مکرمہ نے بار بار رو رو کر دُعائیں کی ہیں اور بارہا خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا ہے کہ گو میری زنانہ فطرۃ کراہت کرتی ہے مگر صدق دل اور شرح صدر سے چاہتی ہوں کہ خدا کے مُنہ کی باتیں پوری ہوں اور اُن سے اسلام اور مسلمانوں کی عزت اور جھوٹ کا زوال و ابطال ہو -

ایک روز دعا مانگ رہی تھیں حضرت نے پوچھا آپ کیا دعا مانگتی ہیں آپ نے بات سنائی کہ یہ مانگ رہی ہوں - حضرت نے فرمایا کہ سوت کا آنا تمھیں کیونکر پسند ہے آپ نے فرمایا کچھ ہی کیوں نہ ہو مجھے اس کا پاس ہے کہ آپ کے مُنہ سے نکلی ہوئی باتیں پوری

ہو جاؤں خواہ میں ہلاک کیوں نہ ہو جاؤں۔

برادران یہ ایمان تو میں مسلمانوں کے مردوں میں بھی نہیں دیکھتا۔ کیا ہی مبارک ہے وہ مرد اور مبارک ہو وہ عورت جن کا تعلق باہم ایسا پاک اور مصفا ہے اور کیا بہشت کا نمونہ وہ گھر ہے جس کا ایسا مالک اور ایسے اہل بیت ہیں۔

میرا اعتقاد ہے کہ شوہر کے نیک و بد اور اس کے مکار اور فریبی یا راستباز اور متقی ہونے سے عورت خوب آگاہ ہوتی ہے۔ حقیقت میں ایسے عظیم ملاپ میں بیوی سے کون سی بات مخفی رہ سکتی ہے۔

میں ہمیشہ سے رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کی بڑی محکم دلیل سمجھا اور مانا کرتا ہوں آپ کے ہم عمر اور محرم راز دوستوں اور ازواج مطہرات کے آپ پر صدق دل سے ایمان لانے اور اس پر آپ کی زندگی میں اور موت کے بعد پورے ثبات اور وفاداری سے قائم رہنے کو۔

صحابہ کو ایسی تیز شامہ اور کامل زیرکی بخشی گئی تھی کہ وہ اس محمدؐ میں جو **انما انا بشر مثلکم** کہتے اور اس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں جو **انی رسول اللہ الیکم** جمیعاً کہتا صاف تمیز کرتے۔ وہ بڑے عشاق اخوان الصفا اور آپ کی بیبیاں جیسی اس محمدؐ سے جو بشر محض ہے ایک وقت انبساط اور بے تکلفی سے گفتگو کرتے اور کبھی کبھی معمولی کاروبار کے معاملات میں پس و پیش اور رد و قدح بھی کرتے ہیں اور ایک وقت ایسی اختلاط اور موانست کی باتیں کر رہی ہیں کہ کوئی حجاب حشمت اور پردہ تکلف درمیان نہیں وہی دوسرے وقت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقابل یوں سرنگوں اور مناسب بیٹھے ہیں گویا سانپ ہیں جن پر پرندے بھی بے باکی سے گھونسلا بنا لیتے ہیں اور تقدم اور رفع صوت کو آپ کی حضور میں حبط اعمال کا موجب جانتے ہیں اور ایسے مطیع و منقاد ہیں کہ اپنا ارادہ اور اپنا علم اور اپنی رسم اور اپنی ہوا امر رسول کے مقابل یوں ترک کر دیتے ہیں کہ گویا وہ بے عقل اور بے ارادہ کٹھ پتلیاں ہیں۔

ایسی مخلصانہ اطاعت اور خودی اور خود رائی کی کینچلی سے صاف نکل آنا ممکن نہیں جب تک دلوں کو کسی کے سچی بے ریا اور من جانب اللہ زندگی کا زندہ یقین پیدا نہ ہو جائے۔

اسی طرح میں دیکھتا ہوں حضرت اقدس کو آپ کی بی بی صاحبہ صدق دل سے مسیح موعود مانتی ہیں اور آپ کے بشارات سے خوش ہوتی اور انذارات سے ڈرتی ہیں۔

غرض اس برگزیدہ ساتھی کو برگزیدہ خدا سے سچا تعلق اور پورا اتفاق ہے اور علی ہذا جتنا جتنا آپ کا کوئی گہرا دوست اور واقف کار جلیس ہے وہ اسی اندازہ پر آپ کی راستی کا قائل ہے اور جتنا دراز عرصہ کوئی آپ کی خدمت میں رہے وہ محبت اور نیک گمان میں دوسروں کی نسبت بہت زیادہ ترقی کر جاتا ہے۔

حضرت کا حوصلہ اور حلم یہ ہے کہ میں نے سیکڑوں مرتبہ دیکھا ہے آپ اوپر دالان میں تنہا بیٹھے لکھ رہے ہیں یا فکر کر رہے ہیں اور آپ کی قدیمی عادت ہے کہ دروازے بند کرکے بیٹھا کرتے ہیں۔ ایک لڑکے نے زور سے دستک بھی دی اور منہ سے بھی کہا ہے ابا بوا کھول۔ آپ وہیں اٹھے ہیں اور دروازہ کھولا ہے کم عقل بچہ اندر گھسا ہے اور ادھر ادھر جھانک تاک کر پھر الٹے پاؤں نکل گیا ہے۔ حضرت نے پھر معمولاً دروازہ بند کر لیا ہے۔ دو ہی منٹ گذرے ہوں گے جو پھر موجود اور زور زور سے دھکے دے رہے ہیں اور چلا رہے ہیں ابا بوا کھول۔ آپ پھر بڑی اطمینان اور جمعیت سے اٹھے ہیں اور دروازہ کھول دیا ہے۔ بچہ اب کی دفعہ اندر بھی نہیں گھسا ذرا سر ہی اندر کرکے اور کچھ منہ میں بڑ بڑا کے پھر الٹا بھاگ جاتا ہے۔ حضرت بڑے ہشاش بشاش بڑی استقلال سے دروازہ کو بند کرکے اپنی نازک اور ضروری کام پر بیٹھ جاتے ہیں۔ کوئی پانچ ہی منٹ گذرے ہیں تو پھر موجود اور پھر وہی گرما گرمی اور شورا شوری کہ ابا بوا کھول اور آپ اٹھکر اسی وقار اور سکون سے دروازہ کھول دیتے ہیں اور منہ سے ایک حرف تک نہیں نکالتے کہ تو کیوں آتا اور کیا چاہتا ہے اور آخر تیرا مطلب کیا ہے جو بار بار ستاتا اور کام میں حرج ڈالتا ہے۔ میں نے ایک دفعہ گنا کوئی بیس دفعہ ایسا کیا اور ان ساری دفعات میں ایک دفعہ بھی حضرت کے منہ سے زجر اور توبیخ کا کلمہ نہیں نکلا۔

بعض اوقات دوا دارو پوچھنے والی گنواری عورتیں زور سے دستک دیتی ہیں اور اپنی سادہ اور گنواری زبان میں کہتی ہیں "مرزا جی جرا بوا کھو تاں" حضرت اس طرح اٹھتے ہیں جیسے مطاع ذی شان کا حکم آیا ہے اور کشادہ پیشانی سے باتیں کرتے اور دوا بتاتے ہیں۔

ہمارے ملک میں وقت کی قدر پڑھی ہوئی جماعت کو بھی نہیں تو پھر گنوار تو اور بھی وقت کے ضائع کرنے والے ہیں۔ ایک عورت بے معنی بات چیت کرنے لگ گئی ہے اور اپنے گھر کا رونا اور ساس نند کا گلہ شروع کر دیا ہے اور گھنٹہ بھر اسی میں ضائع کر دیا ہے آپ وقار اور تحمل سے بیٹھے سن رہے ہیں۔ زبان سے یا اشارہ سے اس کو کہتے نہیں کہ بس اب جاؤ دوا پوچھ لی اب کیا کام ہے ہمارا وقت ضائع ہوتا ہے۔ وہ خود ہی گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوتی اور مکان کو اپنی ہوا سے

پاک کرنی ہے۔

ایک دفعہ بہت سی گنواری عورتیں بچوں کو لے کر دکھانے آئیں اتنے میں اندر سے بھی چند خدمتگار عورتیں شربت شیرہ کے لئے برتن ہاتھوں میں لئے آ نکلیں۔ اور آپ کو دینی ضرورت کے لئے ایک بڑا اہم مضمون لکھنا تھا اور جلد لکھنا تھا۔ میں بھی اتفاقاً جا نکلا کیا دیکھتا ہوں حضرت کمربستہ اور مستعد کھڑے ہیں جیسے کوئی یورپین اپنی دنیوی ڈیوٹی پر چست اور ہوشیار کھڑا ہوتا ہے اور پانچ چھ صندوق کھول رکھے ہیں۔ اور چھوٹی چھوٹی شیشیوں اور بوتلوں میں سے کسی کو کچھ اور کسی کو کوئی عرق دے رہے ہیں اور کوئی تین گھنٹہ تک یہ بازار لگا رہا اور ہسپتال جاری رہا۔ فراغت کے بعد مَیں نے عرض کیا حضرت یہ تو بڑی زحمت کا کام ہے اور اس طرح بہت سا قیمتی وقت ضائع جاتا ہے۔ اللہ اللہ کس نشاط اور رحمانیت سے مجھے جواب دیتے ہیں کہ یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے۔ یہ مسکین لوگ ہیں یہاں کوئی ہسپتال نہیں۔ میں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا رکھا کرتا ہوں جو وقت پر کام آجاتی ہیں اور فرمایا یہ بڑا ثواب کا کام ہے مومن کو ان کاموں میں سست اور بے پروا نہ ہونا چاہئے۔

مَیں نے بچوں کا ذکر کیا ہے عام خدمتگار عورتوں کی نسبت بھی آپ کا یہی رویہ ہے۔ کئی کئی دفعہ ایک آتی اور مطلوب چیز مانگتی ہے اور پھر پھر اس چیز کو مانگتی ہے۔ ایک دفعہ بھی آپ نہیں فرماتے کہ کم بخت کیوں دق کرتی ہے جو کچھ لینا ہے ایک ہی دفعہ کیوں نہیں لیتی۔

بارہا مَیں نے دیکھا ہے اپنے اور دوسرے بچے آپ کی چارپائی پر بیٹھے ہیں اور آپ کو مضطر کر کے پائینتی پر بٹھا دیا ہے اور اپنے بچپنے کی بولی میں مینڈک اور کوے اور چڑیا کی کہانیاں سنا رہے ہیں اور گھنٹوں سنائے جا رہے ہیں اور حضرت ہیں کہ بڑے مزہ سے سنے جا رہے ہیں گویا کوئی مثنوی ملائے روم سنا رہا ہے۔

حضرت بچوں کو مارنے اور ڈانٹنے کے سخت مخالف ہیں بچے کیسے ہی بسوریں۔ شوخی کریں۔ سوال میں تنگ کریں اور بے جا سوال کریں اور ایک موہوم اور غیر موجود شئے کے لئے حد سے زیادہ اصرار کریں۔ آپ نہ تو کبھی مارتے ہیں نہ جھڑکتے ہیں اور نہ کوئی خفگی کا نشان ظاہر کرتے ہیں۔

محمود کوئی تین برس کا ہوگا آپ لودھیانہ میں تھے میں بھی وہیں تھا۔ گرمی کا موسم تھا مردانہ اور زنانہ میں ایک دیوار حائل تھی۔ آدھی رات کا وقت ہوگا جو میں جاگا اور مجھے محمود کے رونے اور حضرت کے اِدھر اُدھر کی باتوں میں بہلانے کی آواز آئی۔ حضرت اُسے گود میں لئے پھرتے تھے اور وہ کسی طرح چپ نہیں ہوتا تھا۔ آخر آپ نے کہا دیکھو محمود وہ کیسا تارا ہے بچہ نے نئے مشغلہ کی طرف دیکھا اور ذرا چپ ہوا۔ پھر وہی رونا اور چلانا اور یہ کہنا شروع کر دیا "ابا تارے جانا"۔ کیا مجھے مزہ آیا اور پیارا معلوم ہوا آپ کا اپنے ساتھ یوں گفتگو کرنا "یہ اچھا ہوا ہم نے تو ایک راہ نکالی تھی اس نے اس میں بھی اپنی ضد کی راہ نکالی"۔ آخر بچہ روتا روتا خود ہی جب تھک گیا چپ ہو گیا۔ مگر اس سارے عرصہ میں ایک لفظ بھی سختی کا یا شکایت کا آپ کی زبان سے نہ نکلا۔ بات میں بات آگئی۔ حضرت بچوں کو سزا دینے کے سخت مخالف ہیں میں نے بارہا دیکھا ہے ایسے کسی چیز پر ہم برہم نہیں ہوتے جیسے جب سن لیں کہ کسی نے بچہ کو مارا ہے۔

یہاں ایک بزرگ نے ایک دفعہ اپنے لڑکے کو عادتاً مارا تھا حضرت بہت متاثر ہوئے اور اُنھیں بلا کر بڑی دردانگیز تقریر فرمائی۔ فرمایا میرے نزدیک بچوں کو یوں مارنا شرک میں داخل ہے گویا بد مزاج مارنے والا ہدایت اور ربوبیت میں اپنے تئیں حصہ دار بنانا چاہتا ہے فرمایا ایک جوش والا آدمی جب کسی بات پر سزا دیتا ہے اشتعال میں بڑھتے بڑھتے ایک دشمن کا رنگ اختیار کر لیتا ہے اور جرم کی حد سے سزا میں کوسوں تجاوز کر جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص خوددار اور اپنے نفس کی باگ کو قابو سے نہ دینے والا اور پورا متحمل اور بردبار اور باسکون اور باوقار ہو تو اُسے البتہ پہونچتا ہے کہ کبھی وقت مناسب پر کسی حد تک بچہ کو سزا دے یا چشم نمائی کرے مگر مغلوب الغضب اور سبک سر اور طائش العقل ہرگز سزاوار نہیں کہ بچوں کی تربیت کا متکفل ہو۔ فرمایا جس طرح اور جس قدر سزا دینے پر کوشش کی جاتی ہے کاش دعا میں لگ جائیں اور بچوں کے لئے سوز دل سے دعا کرنے کو ایک حزب مقرر ٹھیرالیں۔ اس لئے کہ والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے۔

فرمایا میں التزاماً چند دعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں۔ اوّل اپنے نفس کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ خداوند کریم مجھ سے وہ کام لے جس سے اُس کی عزت و جلال ظاہر ہو اور اپنی رضا کی پوری توفیق عطا کرے۔ پھر اپنے گھر کے لوگوں کے لئے مانگتا ہوں کہ ان سے قرۃ عین عطا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات کی راہ پر چلیں۔ پھر اپنے بچوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خدام بنیں۔ پھر اپنے مخلص دوستوں کے لئے نام بنام اور پھر ان سب کے لئے جو اس سلسلہ سے وابستہ ہیں خواہ ہم انھیں جانتے ہیں یا نہیں جانتے۔ اور اسی ضمن میں فرمایا حرام ہے مشیخی کی گدی پر بیٹھنا اور پیر بننا اس شخص کو

ممیرے کا سرمہ

مصدّقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب۔

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پھروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عا میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ہے خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۱۲ہر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم سانکلی صاحب۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی۔

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مسماۃ اتم دیوی بعمر ۲۰ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں ... دانے نکلے ہوئے تھے اور پھروال پڑتے تھے اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اس کی بینائی میں فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاص کر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند۔ اور غبار او کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کی سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۸ء میں جمع کیا گیا ہے۔

... پرنٹر و پبلشر قادیان ... کے اہتمام سے طبع ہو کر شائع ہوا

بیا در بزم مستاں تا ببینی عالمی دیگر | بہشتی دیگر و ابلیس دیگر آدمی دیگر

نمبر ۳ | قادیان دارالامان ۲۰ رمضان و شنبہ مطابق ۱۲ جنوری سنہ ۱۹۰۱ع | جلد ۵

بقیہ مضمون چٹھی نمبر ۶ مولانا مولوی حضرت عبد الکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ

جو ایک منٹ بھی اپنے متوسلین سے غافل رہے۔ ہاں پھر فرمایا ہدایت اور تربیت حقیقی خدا کا فعل ہے۔ سخت پیچھا کرنا اور ایک امر پر اصرار کو حد سے گزار دینا یعنی بات بات پر بچوں کو روکنا اور ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں اور ہم اس کو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئیں گے یہ ایک قسم کا شرک خفی ہے اس سے ہماری جماعت

کو پرہیز کرنا چاہئے۔ آپ نے قطعی طور پر فرمایا اور لکھ کر بھی ارشاد کیا کہ ہمارے مدرسہ میں جو اُستاد مارنے کی عادت رکھتا اور اپنی اس ناسزا فعل سے باز نہ آتا ہو اُسے یک لخت موقوف کر دو۔

فرمایا ہم تو اپنے بچوں کے لئے دُعا کرتے ہیں اور سرسری طور پر قواعد اور آداب تعلیم کی پابندی کراتے ہیں بس اس سے زیادہ نہیں اور پھر اپنا پورا بھروسہ اللہ تعالے پر رکھتے ہیں جیسا کسی میں سعادت کا تخم ہوگا وقت پر سرسبز ہو جاوے گا۔

برادران۔ حضرت اقدس کے اس عمل سے سبق لینا چاہئے۔ ہماری جماعت میں بعض ایسے بھی ہیں جو بڑے بڑے

اونچے دعوے کرتے اور معرفت کی سدھی منزلوں کو طے کر جانے کے مدعی ہیں مگر اشتعال کے وقت اور پھر ادنیٰ سی باتوں پر درندے بن جاتے ہیں اور اپنے بچوں سے اُن کا سلوک اچھا نہیں۔ وہ مارنے کو فرض جانتے ہیں اور اس پر بڑے دلائل لاتے ہیں اُمید ہے کہ اس کے بعد تبدیلی کریں گے۔

حضرت مکان اور لباس کی آرائش اور زینت سے بالکل غافل اور بے پروا ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے حضور اقدس کا یہ پایہ اور منزلت ہے کہ اگر چاہیں تو آپ کے مکان کی اینٹیں سنگ مرمر کی ہو سکتی ہیں اور آپ کے پارچہ سندس و اطلس کے بن سکتے ہیں مگر بیٹھنے کا مکان ایسا معمولی ہے کہ زمانہ کی عرفی نفاست اور صفائی

کا ن دادہ تو ایک دم کے لئے وہاں بیٹھنا پسند نہ کرے۔ میں نے بارہا وہ تخت لکڑی کا دیکھا ہے جس پر آپ گرمیوں میں باہر بیٹھتے ہیں اُس پر مٹی پڑی ہوئی ہے اور میلا ہے جب بھی آپ نے نہیں پوچھا اور جو کسی نے کبھی خدا کا خوف کرکے مٹی جھاڑ دی ہے جب بھی التفات نہیں کیا کہ آج کیسا صاف اور پاک ہے غرض اپنے کام میں اس قدر استغراق ہے کہ ان مادی باتوں کی مطلق پروا نہیں۔

جب مہمانوں کی ضرورت کے لئے مکان بنوانے کی ضرورت پیش آئی ہے بار بار یہی تاکید فرمائی ہے کہ اینٹوں اور پتھروں پر پیسہ خرچ کرنا عبث ہے اتنا ہی کام کرو جو چند روز بسر کرنے کی گنجایش ہو جائے نجار تیر بنداپا اور تختے رندے سے صاف کر رہا تھا روک دیا اور فرمایا یہ محض تکلف ہے اور ناحق کی دیر لگتا ہے مختصر کام کرو۔ فرمایا اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ہمیں کسی مکان سے کوئی اُنس نہیں ہم اپنے مکانوں کو اپنے اور اپنے دوستوں میں مشترک جانتے ہیں اور بڑی آرزو ہے کہ ملکر چند روز گذارہ کرلیں۔ اور فرمایا میری بڑی آرزو ہے کہ ایسا مکان ہو کہ چاروں طرف ہمارے احباب کے گھر ہوں اور درمیان میرا گھر ہو اور ہر ایک گھر میں میری ایک کھڑکی ہو کہ ہر ایک سے ہر ایک وقت واسطہ و رابطہ رہے۔

برادران۔ یہ باتیں سچی ہیں اور واقعات ان کے گواہ ہیں۔ مکان اندر اور باہر نیچے اور اوپر مہمانوں سے کشتی کی طرح بھرا ہوا ہے اور حضرت کو بھی بقدر حصہ رسدی بلکہ تھوڑا سا ایک حصہ رہنے کو ملا ہوا ہے۔ اور آپ اُس میں یوں رہتے ہیں جیسے سرائے میں کوئی گذارہ کرتا ہے اور اُس کے جی میں کبھی نہیں گذرتا کہ یہ میری کوٹھڑی ہے۔

لباس کا یہ حال ہے کہ پشمینہ کی بڑی قیمتی چادر ہے جس کی سنبھال اور پرتال میں ایک دنیا دار کیا کیا غور و پرداخت کرتا اور وقت کا بہت سا حصہ بے رحمی سے اسی کی پرستش میں صرف کر دیتا ہے حضرت اُسے اس طرح خوار کر رہے ہیں کہ گویا ایک فضول کپڑا ہے۔ واسکٹ کے بٹن نیچے کے ہول میں بند کرنے سے آخر رفتہ رفتہ سبھی ٹوٹ جاتے ہیں ایک دن تعجب سے فرمانے لگے کہ بٹن کا لگانا بھی تو آسان کام نہیں ہمارے تو سارے بٹن جلدی ٹوٹ جاتے ہیں اور فرمایا حقیقت میں ان میں تضیع اوقات ہے اگرچہ آرام بھی ہے۔

فرمایا میرا تو یہ حال ہے کہ پاخانہ اور پیشاب پر بھی مجھے افسوس آتا ہے کہ اتنا وقت ضائع جاتا ہے یہ بھی کسی دینی کام میں لگ جائے۔ اور فرمایا کوئی مشغولی اور تصرف جو دینی کاموں میں حارج ہو اور وقت کا کوئی حصہ لے مجھ کو سخت ناگوار ہے۔ اور فرمایا جب کوئی دینی ضروری کام آ پڑے تو میں اپنے اوپر کھانا پینا اور سونا حرام کر لیتا ہوں جب تک وہ کام نہ ہو جائے۔ فرمایا ہم دین کے لئے ہیں اور دین کی خاطر زندگی بسر کرتے ہیں بس دین کی راہ میں ہمیں کوئی روک نہ ہونی چاہئے۔ جاڑے کا موسم تھا محمود نے جو اُس وقت بچہ تھا آپ کی واسکٹ کی جیب میں ایک بڑی اینٹ ڈالدی۔ آپ جب لیٹیں وہ اینٹ چبھے میں موجود تھا آپ حامد علی سے فرماتے ہیں حامد علی چند روز سے ہماری پسلی میں درد ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز چبھتی ہے۔ وہ حیران ہوا اور آپ کے جسد مبارک پر ہاتھ پھیرنے لگا اور آخر اُس کا ہاتھ اینٹ سے جا لگا جھٹ جیب سے نکال لی اور عرض کیا یہ اینٹ تھی جو آپ کو چبھتی تھی۔ مسکرا کر فرمایا او ہو چند روز ہوئے محمود نے میری جیب میں ڈالی تھی اور کہا تھا اسے نکالنا نہیں میں اس سے کھیلوں گا۔

غرض لباس سے آپ کو دلچسپی نہیں بے شک ایک دنیا پرست حقیقت ناشناس ظاہر میں اچھا لباس دیکھ کر اس کنہ میں پے نہیں لے جا سکتا اور قریب ہے کہ وہ اپنے نفس پر قیاس کر کے کہے کہ آپ کو اچھے لباس سے تعلق ہے مگر رات دن کے پاس بیٹھنے والے اُس بے التفاتی کی حقیقت کو خوب سمجھتے ہیں ایک روز فرمایا کہ ہم تو اپنے ہاں کے کاتے اور بنائے ہوئے کپڑے پہنا کرتے تھے اب خدا تعالیٰ کی مرضی کہ یہ کپڑے لوگ لے آتے ہیں ہمیں تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ان میں اور اُن میں کوئی تفاوت نظر نہیں آتا۔

آپ کے مزاج میں وہ تواضع۔ انکسار اور ہضم نفس ہے کہ اُس سے زیادہ ممکن نہیں۔ زمین پر آپ بیٹھے ہوں اور لوگ فرش پر یا اونچے بیٹھے ہوں آپ کا قلب مبارک ان باتوں کو محسوس بھی نہیں کرتا۔ چار برس کا عرصہ گذرتا ہے کہ آپ کے گھر کے لوگ لدھیانہ گئے ہوئے تھے۔ جون کا مہینہ تھا اور اندر مکان نیا نیا بنا تھا میں دوپہر کے وقت وہاں چارپائی بچھی ہوئی تھی اُس پر لیٹ گیا حضرت ٹہل رہے تھے میں ایک دفعہ جاگا تو آپ فرش پر میری چارپائی کے نیچے لیٹے ہوئے تھے۔ میں ادب سے گھبرا کر اُٹھ بیٹھا آپ نے بڑی محبت سے پوچھا آپ کیوں اُٹھے ہیں۔ میں نے عرض کیا آپ نیچے لیٹے ہوئے ہیں میں اوپر کیسے سو سکتا ہوں مسکرا کر فرمایا میں تو آپ کا پہرا دے رہا تھا۔ لڑکے شور کرتے تھے اُنھیں روکتا تھا کہ آپکی نیند میں خلل نہ آوے

باہر مسجد مبارک میں آپ کی نشست کی کوئی خاص وضع نہیں ہوتی۔ ایک اجنبی آدمی آپ کو کسی خاص امتیاز کی معرفت پہچان نہیں سکتا۔ آپ ہمیشہ دائیں صف میں ایک کونے میں مسجد کے اس طرح مجتمع ہوکر بیٹھتی ہیں جیسے کوئی فکر کے دریا میں خوب سمٹ کر تیرتا ہے۔ میں جو اکثر محراب میں بیٹھتا ہوں اور اس لئے داخلی دروازہ کے عین محاذ میں ہوتا ہوں بسا اوقات ایک اجنبی جو مارے شوق کے سرزدہ اندر داخل ہوا ہے تو سیدھا میری طرف ہی آیا ہے اور پھر خود ہی اپنی غلطی پر متنبہ ہوا ہے یا حاضرین میں سے کسی نے اسی حضرت کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

آپ کی مجلس میں احتشام اور وقار اور آزادی اور بے تکلفی دونوں ایک ہی وقت میں جمع رہتے ہیں ہر ایک خادم ایسا یقین کرتا ہے کہ آپ کو مخصوصاً مجھسے ہی پیار ہے۔ جو جو کچھ چاہتا ہے بے تکلفی سے عرض کر لیتا ہے۔ گھنٹوں کوئی اپنی داستان شروع رکھے اور وہ کیسی بے سروپا کیوں نہ ہو آپ پوری توجہ سے سُنتے جاتے ہیں۔ بسا اوقات حاضرین اپنی بساط قلب اور وسعت حوصلہ کے موافق سُنتے سُنتے اُکتا گئے ہیں انگڑائیاں اور جمائیاں لینے لگ گئے ہیں مگر حضرت کی کسی حرکت سے ایک لحظہ کے لئے بھی کبھی کوئی ملال کا نشان ظاہر نہیں کیا۔ آپ کی مجلس کا یہ رنگ نہیں کہ آپ سرنگوں اور متفکر بیٹھے ہوں اور حاضرین سامنے حلقہ کئے یوں بیٹھے ہوں جیسے دیواروں کی تصویریں ہیں۔ بلکہ وقت کے مناسب آپ تقریر کرتے ہیں اور کبھی کبھی مذاہب باطلہ کی تردید میں بڑے زور شور سے تقریر فرماتے ہیں گویا اُس وقت آپ ایک عظیم الشان لشکر پر حملہ کر رہے ہیں

اور ایک اجنبی ایسا خیال کرتا ہے کہ ایک جنگ ہو رہی ہے۔ آپ کی مجلس کا رنگ ہو بہو نبوت کا (علے صاحبہا الصلوۃ والسلام) رنگ ہے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد ہی آپ کی انجمن تھی اور وہی ہر قسم کی دینی ضرورتوں کے پورا کرنے کی جگہ تھی۔ ایک درویش دنیا سے قطع کر کے جنگل میں بیٹھا ہو اور اپنے تئیں اسی شغل بے شغلی میں پورا باخدا سمجھنے والا اگر ایسے وقت میں آپ کی مسجد میں آ جائے کہ جب آپ جہاد کی گفتگو کر رہے ہیں اور ہتھیاروں کو صاف کرنے اور تیز کرنے کا حکم دے رہے ہیں تو وہ کیا خیال کر سکتا ہے کہ آپ ایسے رحیم کریم ہیں کہ رحمۃ للعلمین ہونے کا حق اور بجا دعوی کر رکھا ہے اور ساری دنیا سے زیادہ خدا اور اُس کی مخلوق کے حقوق کی رعایت رکھنے والے ہیں۔ اسی طرح ایک دفعہ ایک شخص جو دنیا کے فقیروں اور سجادہ نشینوں کا شیفتہ اور خو کردہ تھا ہماری مسجد میں آیا۔ لوگوں کو آزادی سے آپ سے گفتگو کرتے دیکھکر حیران ہو گیا آپ سے کہا کہ آپ کی مسجد میں ادب نہیں۔ لوگ بیجا بات چیت آپ سے کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میرا یہ مسلک نہیں۔ کہ میں ایسا تند خو اور بھیانک بنکر بیٹھوں کہ لوگ مجھے ایسے ڈریں جیسے درندہ سے ڈرتے ہیں۔ اور میں بُت بننے سے سخت نفرت رکھتا ہوں۔ میں تو بت پرستی کے رد کرنے کو آیا ہوں نہ یہ کہ میں خود بُت بنوں اور لوگ میری پوجا کریں اللہ تعالے بہتر جانتا ہے کہ میں اپنے نفس کو دوسروں پر ذرا بھی ترجیح نہیں دیتا۔ میرے نزدیک متکبر سے زیادہ کوئی بت پرست اور خبیث نہیں۔ متکبر کسی خدا کی پرستش نہیں کرتا بلکہ وہ اپنی پرستش

کرتا ہے۔

آپ اپنی خدام کو بڑے ادب اور احترام سے پکارتے ہیں اور حاضر غائب ہر ایک کا نام نہایت ادب سے لیتی ہیں۔ مینے بار ہا سُنا ہے اندر اپنی زوجہ محترمہ سے آپ گفتگو کر رہے ہیں اور اس اثنا میں کسی خادم کا نام زبان پر آ گیا ہے تو بڑے ادب سے لیا ہے جیسے سامنے لیا کرتے ہیں۔ کبھی تو کرکے کسی کو خطاب نہیں کرتے تحریروں میں جیسا آپ کا عام رویہ ہے "حضرت اخویم مولوی صاحب"۔ "اور اخویم حبی فی اللہ مولوی صاحب"۔ اسی طرح تقریر میں بھی فرماتے ہیں وہ حضرت مولوی صاحب یوں فرماتے تھے۔

مینے اکثر فقرا اور پیروں کو دیکھا ہے وہ عار سمجھتے ہیں اور اپنے قدر کی کاہش خیال کرتے ہیں۔ اگر مرید کو عزت سے یاد کریں۔ کیسر شاہ ایک رندبیباک فقیر تھا اُس کا بیٹا کوئی ۲۴ یا ۲۵ برس کی عمر کا تھا سخت بے باک شراب خوار اور تمام قسم کی منہیات کا مرتکب تھا۔ وہ سیالکوٹ میں آیا۔ شیخ اللہ داد صاحب مرحوم محافظ دفتر جو شہر میں معزز اور اپنی ظاہری وجاہت کے سبب سے مانے ہوئے تھے۔ بدقسمتی اور علم دین سے بیخبر ہونے کے سبب سے اُس کے باپ کے مرید تھے۔ وہ لڑکا آپ کے مکان میں اُترا مینے خود دیکھا کہ وہ شیخصاحب سے جب مخاطب ہوتا ان ہی لفظوں میں ہوتا "او اللہ دادا بھائی توں ایہ کم کرناں ہا"۔

غرض بڑے بڑے شیخ اور پیر دیکھے گئے ہیں اُنھیں ادب اور احترام سے اپنے متوسلین کے نام لینا گویا بڑی بدی کا ارتکاب کرنا ہوتا ہے۔ مینے اتنے دراز عرصہ میں کبھی نہیں سُنا کہ آپ نے مجلس میں کسی ایک کو بھی تو کرکے پکارا ہو یا خطاب کیا ہو۔ اس بات کی طرف ہماری جماعت کو خصوصًا لاہوری احباب کو خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ اُن میں مینے دیکھا ہے ایک دوسرے کا نام ادب سے لیا

نہیں جاتا۔ ابھی ایک نوجوان قادیان میں آئے تھے وہ احباب کے ذکر کے سلسلہ میں جب کسی کا ذکر آیا ضمیر واحد اور فعل واحد کا استعمال کرتے تھے جیسے کوئی معمولی حقیر لوگوں کا ذکر کرتا ہے۔ افسوس بہت سے ہنوز اس حقیقت سے غافل ہیں کہ ادب کس قدر پاکیزگی اور طہارت دلوں میں پیدا کرتا اور اندر ہی اندر محبت کا بیج بو دیتا ہے۔ وہ اپنے نفسوں کو مغالطہ دیتے ہیں جب خیال کرتے ہیں یا منہ سے کہتے ہیں کہ وہ آپس میں بے تکلف دوست ہیں۔ اگر وہ پاک جماعت بننا چاہتے ہیں اور مبارک دلوں کے اُمیدوار ہیں تو آپس میں چھوٹے بڑے کا امتیاز اُٹھا دیں اور جات پات اور شریف و وضیع کے خیال کو پاؤں تلے مسل ڈالیں اور ہر ایک سے رو برو ادب اور احترام سے پیش آئیں اور غیبت میں ادب سے نام لیں اور ذکر کریں اُس وقت یوں ہوگا کہ خداوند کریم **ونزعنا ما فی صدورهم من غل** الآیہ کا مصداق اُنھیں بنا دے گا اور وہ دنیا کے لئے شہدا اور مصلح ہوں گے۔

آپ کی ملاقات کی جگہ عموماً مسجد ہی ہے۔ آپ اگر بیمار نہ ہوں تو برابر پانچ وقت نماز باجماعت پڑھتے ہیں اور نماز باجماعت کے لئے از بس تاکید کرتے ہیں اور تاہ نا فرمایا ہے کہ مجھ اس سے زیادہ کسی بات کا رنج نہیں ہوتا کہ جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھی جائے۔ مجھ یاد ہے جن دنوں آدمیوں کی آمد و رفت کم تھی آپ بڑی آرزو ظاہر کیا کرتے تھے کہ کاش اپنی ہی جماعت ہو جس سے ملکر پانچ وقت نماز پڑھا کریں اور فرماتے تھے میں دعا میں مصروف ہوں اور اُمید ہے کہ اللہ تعالے میری دعا منظور کریگا۔ آج خدا کا یہ فضل ہے کہ پانچوں نمازوں میں اپنے ہی آدمی اسّی نوّے سے کم نہیں ہوتے

ذ ... ادا کرنے کے بعد آپ معاً اندر تشریف لے جاتے ہیں۔ اور تصنیف کے کام میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ مغرب کی نماز کے بعد آپ مسجد میں بیٹھے رہتے ہیں اور کھانا بھی وہیں دوستوں سے ملکر کھاتے اور عشاء کی نماز پڑھکر اندر جاتے ہیں۔ دوپہر کا کھانا بھی باہر احباب میں ملکر کھاتے ہیں۔ اُس وقت بھی کسی نہ کسی بات پر تقریر ہو جاتی ہے آپ کی ہر ادا سے صاف ترشح ہوتا ہے کہ آپ کو کوئی حب جاہ اور علو نہیں اور آپ جلوت میں محض خدا تعالی کے امر کی تعمیل کی خاطر بیٹھتے ہیں۔ فرمایا اگر خدا تعالی مجھے اختیار دے کہ خلوت اور جلوت میں سے تو کس کو پسند کرتا ہے تو اُس پاک ذات کی قسم ہے کہ میں خلوت کو اختیار کروں مجھے تو کشاں کشاں میدان عالم میں اُنھوں نے نکالا ہے۔ جو لذت مجھے خلوت میں آتی ہے اُس سے بجز خدا تعالے کے کون واقف ہے۔ میں قریب ۲۵ سال تک خلوت میں بیٹھا رہا ہوں اور کبھی ایک لحظہ کے لئے بھی نہیں چاہا کہ دربار شہرت میں کرسی پر بیٹھوں۔ مجھے طبعاً اس سے کراہت ہے کہ لوگوں میں ملکر بیٹھوں مگر امر آمر سے مجبور ہوں۔ فرمایا میں جو باہر بیٹھتا ہوں یا سیر کرنے جاتا ہوں اور لوگوں سے بات چیت کرتا ہوں یہ سب کچھ اللہ تعالے کے امر کی تعمیل کی بنا پر ہے۔

آپ دینی مسائل کو خواہ کیسا ہی بیباکی سے بات چیت کرے اور گفتگو بھی آپ کے دعوے کے متعلق ہو بڑی نرمی سے جواب دیتے اور تحمل سے کوشش کرتے ہیں کہ آپ کا مطلب سمجھ جائے۔ ایک روز ایک ہندوستانی جس کو اپنے علم پر بڑا ناز تھا اور اپنے تئیں جہاں گرد اور سرد و گرم زمانہ دیدہ و چشیدہ ظاہر کرتا تھا ہماری مسجد میں آیا اور حضرت سے

آپ کے دعوی کی نسبت بڑی گستاخی سے باب کلام وا کیا اور تھوڑی ہی گفتگو کے بعد کئی دفعہ کہا آپ اپنے دعوے میں کاذب ہیں اور میں نے ایسے مکار بہت سے دیکھے ہیں اور میں تو ایسے کئی بغل میں دبائے پھرتا ہوں۔ غرض ایسے ہی بے باکانہ الفاظ کہے مگر آپ کی پیشانی پر بل تک نہ آیا۔ بڑے سکون سے سنا کئے اور پھر بڑی نرمی سے اپنی نوبت پر کلام شروع کیا۔

کسی کا کلام کیسا ہی بیہودہ اور بیموقعہ ہو اور کسی کا کوئی مضمون نظم میں یا نثر میں کیسا ہی بے ربط اور غیر موزوں ہو۔ آپ نے سننے کے وقت یا بعد خلوت میں یا جلوت میں کبھی نفرت اور ملامت کا اظہار نہیں کیا۔ بسا اوقات بعض سامعین اس دل خراش لغو کلام سے گھبرا کر اُٹھ اُٹھ گئے ہیں اور آپس میں نفرین کے طور پر کاناپھوسی بھی کی ہے اور مجلس کے برخاست ہونے کے بعد تو ہر ایک نے اپنے اپنے حوصلے اور ارمان بھی نکالے ہیں مگر مظہر خدا کے حلیم اور شاکر ذات نے کبھی بھی ایسا کوئی اشارہ کنایہ نہیں کیا۔ کوئی دوست کوئی خدمت کرے کوئی شعر بنا لاوے۔ کوئی مضمون تائید حق میں لکھے۔ آپ بڑی قدر کرتے ہیں اور بہت ہی خوش ہوتے ہیں اور بارہا فرماتے ہیں کہ اگر کوئی تائید دین کے لئے ایک لفظ نکال کر ہمیں دے تو ہمیں موتیوں اور اشرفیوں کی جھولی سے بھی زیادہ بیش قیمت معلوم ہوتا ہے اصل قبلہ ہمت آپ کا دین اور خدمت دین ہی ہے۔ فرماتے ہیں جو شخص چاہے کہ ہم اس سے پیار کریں اور ہماری دعائیں نیازمندی اور سوز سے اس کے حق میں آسمان پر جائیں وہ ہمیں اس بات کا یقین دلاوے کہ وہ خادم دین ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ بارہا قسم کھا کر فرمایا ہے کہ ہم ہر ایک شے سے محض خدا تعالی کے لئے پیار کرتے ہیں۔ بیوی ہو بچے ہوں۔ دوست ہوں سب سے ہمارا تعلق اللہ تعالی کے لئے ہے۔ کوئی شخص آپ ہی محبت لگائے اور گاڑھا تعلق پیدا کرے

وہ بالمقابل آپ کی محبت دیکھکر شرمندہ ہو جاتا اور اپنی محبت کو ہیچ اور پست دیکھتا ہے۔ دنیا میں کوئی ایسا رشتہ نہیں جسے اپنے کسی متعلق کے سود و بہبود کی وہ فکر ہو جو آپ کو اپنے متوسلین کی ہے۔ ہاں شرط یہ ہے کہ وہ مومن اور متقی اور خادم دین ہو یوں تو عام طور پر آپ کو سب کی فلاح و صلاح مدنظر رہتی ہے مگر مومنوں کے ساتھ تو خاص محبت اور تعلق ہے میں گذشتہ اکتوبر میں بیمار ہو گیا اور اس وقت چندروز کے لئے سیالکوٹ گیا ہوا تھا۔ میری حالت بہت نازک ہو گئی میرے عزیز مکرم دوست میر حامد شاہ صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ضلع سیالکوٹ نے میری بیماری کے متعلق حضرت کو خط لکھا۔ آپ نے اس کے جواب میں جو خط لکھا میں اُسے درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں اس لئے کہ میرے نزدیک وہ خط حضرت کی مظہر اللہ ہونے کی بڑی دلیل ہے وانما الاعمال بالنیات۔ اور وہ یہ ہے

مکرمی اخویم مولوی عبد الکریم صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس وقت قریباً دو بجے کے وقت وہ خط پہونچا جو اخویم سید حامد شاہ صاحب نے آپ کے حالات علالت کے بارہ میں لکھا ہے۔ خط کے پڑھتے ہی کو وقت غم سے وہ حالت ہوئی جو خدا تعالے جانتا ہے اللہ تعالی اپنا خاص رحم فرماوے میں خاص توجہ سے دعا کروں گا اصل بات یہ ہے کہ میری تمام جماعت میں آپ دو ہی آدمی ہیں جنھوں نے میرے لئے اپنی زندگی دین کی راہ میں وقف کر دی ہے ایک آپ اور ایک مولوی حکیم نور الدین صاحب ابھی تک تیسرا آدمی پیدا نہیں ہوا اس لئے جس قدر قلق ہے اور جس قدر بے آرامی ہے بجز خدا تعالی کے اور کون جانتا ہے اللہ تعالی شفا بخشے اور رحم فرماوے اور آپ کی عمر دراز کرے آمین ثم آمین۔ جلد کامل صحت سے بخشے اطلاع بخشیں۔ خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۲۴ر اکتوبر ۱۹۰۵ء۔

خدا کا شکر ہے کہ آپ کی دعا سے مجھے صحت ہو گئی۔ غرض ہماری برگزیدہ اور مخلص احباب کے زمرہ میں کوئی ایسا نہیں جو صدق دل سے اعتراف نہیں کرتا کہ حضرت کا ہاتھ اس کے ہاتھ کے اوپر ہے اور ہر حال میں اوپر ہے۔

آپ کوئی مضمون لکھا ہوا سنائیں یا اشتہار کا مسودہ مجلس میں سنائیں اس لئے کہ اکثر آپ کی عادت ہے کہ مطبع میں دینے سے پہلے خدام کو سنا دیتے ہیں اگر کوئی گرفت کرے اور کوئی بات بتلائے تو انہیں خوش ہوتی ہیں۔ میں نے اس خصلت میں آپ کو لانظیر پایا ہے۔ ایک مولوی اور دنیا کا مؤلف یا مصنف آگ بگولہ ہو جاتا ہے اگر کوئی شخص اس کی کسی بات پر حرف رکھے اور اپنے تئیں معصوم محض مانتا ہے۔ ✣

✣ **نوٹ** حضرت کے تعلق کی اپنے خدام سے ایک عجیب بات ایک دن فرمایا میرا یہ مذہب ہے کہ جو شخص ایک دفعہ مجھ سے عہد دوستی باندھے مجھے اس عہد کی اتنی رعایت ہوتی ہے کہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اور کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے میں اس سے قطع نہیں کر سکتا ہاں اگر وہ خود قطع تعلق کر دے تو ہم لاچار ہیں ورنہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اگر ہمارے دوستوں سے کسی نے شراب پی ہو اور بازار میں گرا ہوا ہو اور لوگوں کا ہجوم اس کے گرد ہو تو بلا خوف لومۃ لائم کے اُسے اُٹھا کر لے آئیں گے۔ فرمایا عہد دوستی بڑا قیمتی جوہر ہے اس کو آسانی سے ضائع کر دینا نہ چاہئے۔ اور دوستوں سے کیسی ہی ناگوار بات پیش آوے اُسے اغماض اور تحمل کے محل میں اُتارنا چاہئے۔

آپ کسی کو اُس کی خطا اور لغزش پر مخاطب کر کے ملامت نہیں کرتے۔ اگر کسی کی حرکت ناپسند آوے تو مختلف پیرایوں میں عام طور پر تقریر کر دیں گے اگر وہ سعید ہوتا ہے تو خود ہی سمجھ جاتا اور اپنی حرکت پر نادم ہوتا ہے۔ آپ جب تقریر وعظ و نصیحت کی کرتے ہیں ہر ایک ایسا ہی یقین کرتا ہے کہ یہ میرے ہی عیب ہیں جو آپ بیان کر رہے ہیں اور یوں اصلاح اور تزکیہ کا پاک سلسلہ بڑی عمدگی سے جاری رہتا ہے اور کسی کو کوئی ابتلا پیش نہیں آتا اور نہ کسی کی حمیت اور ناک کو چوٹ نہیں لگتی کہ جاہلیت کی حرارت سے اور بھی گناہ پر آمادہ اور دلیر ہو۔ اس سیرت میں بڑا عمدہ سبق ہے اُن لوگوں کے لئے جو ذرا سا کسی کا نقص دیکھکر اصلاح کے لباس میں اُسے یوں کاٹنے پڑتے ہیں کہ درندہ بھی شرمندہ ہو جائے۔ اور بجائے صلح کاری کے فساد پھیلاتے ہیں۔

بقیہ حاشیہ بھائیوں کو اس سیرت سے بڑا بھاری سبق لینا چاہئے بات بات پر بگڑ جانا اور اشتعال کے وقت عامیوں اور اجنبیوں کا سا ایک دوسرے سے سلوک کرنا اُس عہد کے خلاف ہے جو ید اللہ سے باندھا گیا ہے افسوس اب تک بہتیرے ایسے ہیں جنھوں نے اس راز کو سمجھا نہیں کہ قوم کس طرح بنتی ہے ہم سب کا اصول یہ ہونا چاہئے کہ اگر ایک کے منہ سے بھی وہ پیارا نام نکل جائے جس کو ہم نے آج تمام دنیا و مافیہا سے گرامی سمجھا ہے تو اس کا منہ چاٹ لینے میں ذرا پس و پیش نہ کرنا چاہئے۔ پھر آپس میں تکرار اور رنج کس قدر نامناسب بات ہے۔

سیٹھ صاحب نے اپنے کسی ضروری کام کے لئے مدراس جانے کی اجازت مانگی اور آپ کو بلانے کے لئے مدراس سے تار بھی آیا تھا۔ حضرت نے فرمایا آپ کا

اس اصلاح کا اتنا ثواب نہ ہوتا جتنا وہ جنگ و جدل کرکے عقاب و عذاب خرید لاتے ہیں۔ افسوس ہے کہ اکثر مولویوں خصوصاً غیر مقلدوں کو تبلیغ میں درشت تند خو اور بد زبان پایا ہے۔ کسی کی ذرا مونچھیں بڑھی ہوئی ہوں اور پاجامہ ٹخنوں سے ذرا نیچے ہو اور ان کی مسجدوں میں گھس جائے تو سمجھو کہ وہ باغستان میں گھس گیا اب خدا ہی ہے جو پھر سلامت اُسے درۂ خیبر یا علی مسجد سے واپس لائے۔ افسوس یہ لوگ رحمۃ للعلمین کی سیرت بیان کرنے کے وقت تو وہ حدیث بھی بیان کر جاتے ہیں کہ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں پیشاب کر دیا اور آپ نے اُسے کچھ بھی نہ کہا۔ مگر عملاً کچھ بھی نہیں دکھاتے۔ مجھے خوب یاد ہے ڈاکٹر فضل الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن جن دنوں سیالکوٹ میں متعین تھے۔ ایک دفعہ کسی کام پر مجھے ساتھ لے کر جموں گئے اور مولوی نور الدین صاحب کے ہاں فروکش ہوئے ان دنوں عبد الواحد غزنوی بھی وہیں رہا کرتے تھے ڈاکٹر صاحب نے اس وقت بڑی بھاری بھر کم شلوار پہن رکھی تھی

ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی ہمیں وہاں پہنچے ہوئے۔ ہاں ہنوز وہاں بیٹھے بھی نہ تھے کھڑے ہی تھے جو مولوی غزنوی صاحب سامنے سے نمودار ہوئے۔ ہاتھ میں آپ کے ایک پتلی سی چھڑی تھی۔ جھٹ پاس آتے ہی چھڑی ڈاکٹر صاحب کی شلوار سے لگا دی اور جبیں پہ جبیں تند اور تُرش بگڑ کر جیسی آواز سے اپنی افغانی اردو میں فرمایا پاجامہ ٹخنوں سے نیچا ہے یہ حرام ہے۔ ڈاکٹر صاحب آزاد طبع اور ان [illegible] سے قطعاً ناواقف اور لاپروا اس قدر برہم ہوئے کہ اگر مولوی صاحب کا پاس نہ ہوتا تو شاید انہیں امر بالمعروف کی کیفیت سمجھا دیتے۔ غرض اس میں ہمارے امام مسلّم بعد حضور سرور عالم سیدنا احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے تابع ہیں اور عقد ہمت اور دعا سے خطا کار کی طرف متوجہ رہتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُسے القا کے ذریعہ یا اور ذریعہ سے اصلاح کی توفیق دیتا ہے۔ آپ مجلس میں ذومعنی بات نہیں کرتے نہ کبھی آنکھ کے اشارہ سے کوئی بات کرتے ہیں۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ نے کسی کو تاک کر کوئی بات کی ہو یا مجلس میں کسی کو مخاطب کرکے کہا ہو کہ ہم تم پر ناراض ہیں۔ تمہاری فلاں حرکت ہمیں ناگوار ہے اور فلاں بات مکروہ ہے۔ آپ کو جیسا کہ خدا کی طرف سے یہ خطاب ملا اور کتاب براھین احمدیہ میں درج ہے (فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك) حقیقت میں آپ کی ذات میں ایسی لینیت اور حلم اور اغماض ہے کہ مزید برآں متصور نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی شخص جو کسی گلّہ کا گلّہ بان ہونا چاہے اور متفرق افراد کو جمع کرتا چاہے جب تک اس میں لینت نہ ہوگی ہرگز کامیاب نہ ہوگا۔ میں نے اپنے بعض مکرم دوستوں اور بھائیوں کو شکایت کرتے سنا ہے کہ کوئی اُن کی بات نہیں مانتا اور باوجود طرح طرح کے احسانوں کے مخلوق ان کے فتراک سے متعلق نہیں ہوتی اور لوگوں میں اُن کی طرف سے وحشت رہتی ہے۔ وہ حضرت امام کی سیرت اغماض اور عفو کو اپنا اسوہ بنائیں۔ شگفتہ پیشانی اور [illegible] اور مجلس میں ذومعنی باتیں اور تاک کر بات کرنی اور [illegible] کسی پر اظہار ناراضی کرنا یک قلم ترک کر دیں پھر [illegible] ہزاروں جن اور پری بال [illegible] کی جا سکتی ہیں۔ بالطبع یہ کہ جو اس میں ایک مرتبہ پھنس گیا ہے [illegible] کی کوئی راہ نہیں۔ — اکثر دنوں کو باہر سیر کرنے جاتے ہیں اور راہ میں تمام وقت تقریر کرتے ہیں۔ ہمیشہ نیت پا پر نظر کرکے چلتے ہیں دائیں بائیں کبھی نہیں دیکھتے اور چلنے میں خدا تعالیٰ نے ایسی طاقت دے رکھی ہے کہ کوسوں پیادہ سفر کر سکتے ہیں۔ حضرت کبھی پسند نہیں کرتے کہ خدام اُن کے پاس سے جائیں۔ آنے پر بڑے خوش ہوتے ہیں اور جانے پر کُرہ سے رخصت دیتے ہیں۔ اور کثرت سے آنے جانے والوں کو بہت ہی پسند فرماتے ہیں۔ اب کی دفعہ دسمبر میں بہت کم لوگ آئے اس پر بہت اظہار افسوس کیا اور فرمایا ہنوز لوگ ہمارے اغراض سے واقف نہیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں کہ وہ بن جائیں۔ وہ غرض جو ہم چاہتے ہیں اور جس کے لئے ہمیں خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے وہ پوری نہیں ہو سکتی جب تک لوگ یہاں بار بار نہ آئیں اور آنے سے ذرا بھی نہ اکتائیں۔

بقیہ نوٹ: آپ کا اس مبارک مہینہ میں یہاں رہنا از بس ضروری ہے۔ اور فرمایا ہم آپ کے لئے دعا کرنے کو تیار ہیں جس سے باذن اللہ پہاڑ بھی ٹل جائے۔ فرمایا میں آج کل احباب کے پاس کم بیٹھتا ہوں اور زیادہ حصہ اکیلا رہتا ہوں یہ احباب کے حق میں از بس مفید ہے۔ میں تنہائی میں بڑی فراغت سے دعائیں کرتا ہوں اوقات کا بہت سا حصہ بھی دعاؤں میں صرف ہوتا ہے۔ — منہ

اور فرمایا جو شخص ایسا خیال کرتا ہو
کہ آنے میں اُس [illegible] بوجھ پڑتا ہے
یا ایسا سمجھتا ہے کہ یہاں ٹھہرنے میں
ہم پر بوجھ ہوگا۔ اُسے ڈرنا چاہیے
کہ وہ شرک میں مبتلا ہے۔ ہمارا تو
یہ اعتقاد ہے کہ اگر سارا جہان ہمارا
عیال ہو جائے تو ہماری مہمات کا
متکفل خدا تعالےٰ ہے ہم پر ذرا بھی
بوجھ نہیں۔ ہمیں تو دوستوں کے وجود سے
بڑی راحت پہونچتی ہے۔ یہ وسوسہ ہے
جسے دلوں سے دور پھینکنا چاہیے۔
میں بعضوں کو یہ کہتے سنتا ہے کہ ہم یہاں
بیٹھ کر کیوں حضرت صاحب کو تکلیف
دیں ہم تو نکمے ہیں ان کی روٹی بیٹھ کر
کیوں توڑا کریں۔ وہ یاد رکھیں یہ
شیطانی وسوسہ ہے جو شیطان نے
اُن کے دلوں میں ڈالا ہے کہ ان کے
پیر یہاں جمنے نہ پائیں۔ ایک دفعہ حکیم
فضل الدین صاحب نے عرض کیا کہ
حضور میں یہاں نکما بیٹھا کیا کرتا ہوں
مجھے حکم ہو تو بھیرہ چلا جاؤں وہاں
درس قرآن کریم ہی کروں گا یہاں
مجھے بڑی شرم آتی ہے کہ میں حضور کے
کسی کام نہیں آتا اور شاید بیکار
بیٹھنے میں کوئی معصیت نہ ہو۔ فرمایا
آپ کا یہاں بیٹھنا ہی جہاد ہے اور
یہ بیکاری ہی بڑا کام ہے۔ غرض
بڑے دردناک اور افسوس بھری
لفظوں میں نہ آنے والوں کی شکایت
کی اور فرمایا یہ عذر کرنے والے
وہی ہیں جنھوں نے حضور سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کے عذر کیا تھا
ان بیوتنا عورۃ اور خدا
تعالیٰ نے اُن کی تکذیب کردی کہ
ان یریدون الا فرارا۔
برادران میں بھی بہت کڑھتا ہوں
اپنے اُن بھائیوں کے حال پر جو آنے
میں کوتاہی کرتے ہیں۔ اور میں بار ہا
سوچتا ہوں کہ کہاں سے ایسے الفاظ
لاؤں جو اُن کو یقین دلا سکوں کہ یہاں
رہنے میں کیا فائدے ہوتے ہیں۔
علم صحیح اور عقائد صحیحہ بجز یہاں رہنے کے

میسر آہی نہیں سکتے۔ ایک مفتی صادق
صاحب کو دیکھتا ہوں (سلمہ اللہ وبارک
وعلیہ وفیہ) کہ کوئی چھٹی ملجائے یہاں
موجود۔ مفتی صاحب تو عقاب
کی طرح اسی تاک میں رہتے ہیں کہ کب
زمانہ کے زور آور ہاتھوں سے
کوئی فرصت غصب کریں اور محبوب آقا کے
کی زیارت کا شرف حاصل کریں۔
اے عزیز برادر۔ خدا تیری ہمت میں استقامت
اور تیری کوششوں میں برکت رکھدے
اور تجھے ہماری جماعت میں قابل اقتدا
اور قابل فخر کا رنامہ بنائے۔
حضرت نے بھی فرمایا لاہور سے
ہمارے حصہ میں تو مفتی صادق صاحب
ہی آئے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ
کیا مفتی صاحب کی کوئی بڑی آمدنی
ہے اور کیا مفتی صاحب کی جیب میں
کسی متعلق کی درخواست کا نقصہ
نہیں پڑتا اور مفتی صاحب ہنوز
نوعمر نہیں اور اس عمر میں کیا کیا
امنگیں نہیں ہوا کرتیں۔ پھر مفتی
صاحب کی یہ سیرت اگر عشق کامل
کی دلیل نہیں تو اور کیا وجہ ہے
کہ وہ ساری زنجیروں کو توڑ کر
دیوانہ وار بٹالہ میں اتر کر نہ رات
دیکھتے ہیں نہ دن نہ سردی نہ گرمی
نہ بارش نہ اندھیری آدھی آدھی
رات کو یہاں پیادہ پہونچتے ہیں
جماعت کو اس نوجوان عاشق کی
سیرت سے سبق لینا چاہیے۔ فرمایا
ہمارے دوستوں کو کس نے بتایا
ہے کہ زندگی بڑی لمبی ہے۔ موت
کا کوئی وقت نہیں کہ کب سر پر
ٹوٹ پڑے اس لیے مناسب ہے
کہ جو وقت ملے اُسے غنیمت سمجھیں
فرمایا یہ ایام پھر نہ ملیں گے اور
یہ کہانیاں رہ جائیں گی بھائیو
خدا کے لئے تلافی کرو اور ان
جھوٹے تعلقات کی دلبستگی سے
دست کشی کرو اور یاد رکھو ایک
کام کرنے والا تعلق یہی ہے اور
کوئی نہیں باقی سارے تعلقات

حسرت ہو جائیں گے یا گناہ کی صورت
میں طوق گلو ہوں گے۔ میں ہمیشہ
حضرت کی اس سیرت سے کہ وہ بہت
چاہتے ہیں کہ لوگ اُن کے پاس رہیں
یہ نتیجہ نکالا کرتا ہوں کہ یہ آپ کی
صداقت کی بڑی بھاری دلیل ہے
اور آپ کی روح کو کامل شعور ہے
کہ آپ من جانب اللہ اور راستباز ہیں
جھوٹا ایک دن میں گھبرا جاتا اور
دوسروں کو دھکے دیکر نکالتا ہے۔
کہ ایسا نہ ہو کہ اس کا پول ظاہر ہو جائے
مجلس میں آپ کسی دشمن کا ذکر نہیں
کرتے اور جو کسی کی تحریک سے ذکر
آجائے تو بُرے نام سے یاد نہیں
کرتے۔ یہ ایک بیّن ثبوت ہے کہ آپ
کے دل میں کوئی جلانے والی آگ
نہیں۔ ورنہ جس طرح کی ایذا قوم نے
دی ہے اور جو سلوک مولویوں نے
کیا ہے اگر آپ ایسے واقعی دنیادار کی
طرح محسوس کرتے تو رات دن کڑھتے
رہتے اور بڑی بری طرح بات بات
میں ذکر کرتے اور اپر پھیر کر اُن ہی کا
مذکور درمیان لاتے اور یوں حواس
پریشان ہو جاتے اور کاروبار میں
خلل آجاتا۔ زٹلی جیسی گندی گالیاں
دینے والا عرب کے مشرک بھی حضور
سرور عالم کے مقابل نہ لاسکے مگر میں خدا
تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ ناپاک
پرچہ اوقات گرامی میں کوئی بھی خلل
کبھی بھی ڈال نہیں سکا تحریر میں ان موذیوں کا [illegible] ذکر
کوئی دیکھے تو شاید خیال کرے کہ رات
دن ان ہی معاندین کا آپ ذکر کرتے
ہوں گے۔ مگر ایک مجسٹریٹ کی طرح
جو اپنی مفوضہ ڈیوٹی سے فارغ ہو کر
پھر کسی کی ڈگری ڈسمس یا سزا سے
کوئی تعلق نہیں رکھتا اور نہ اسے
درحقیقت کسی سے ذاتی لگاؤ یا اشتعال
ہوتا ہے اسی طرح حضرت تحریر میں
ابطال باطل اور احقاق حق کے لئے
لوجہ اللہ لکھتے ہیں جو کچھ لکھتے ہیں
آپ کے نفس کا اس میں کوئی دخل
نہیں ہوتا ایک روز فرمایا میں اپنے

نفس پر اتنا قابو رکھتا ہوں اور خدا تعالیٰ نے میرے نفس کو ایسا مسلمان بنایا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک سال بھر میرے نفس کو گندی سے گندی گالی دیتا رہے آخر وہی شرمندہ ہوگا اور اُسے اقرار کرنا پڑیگا کہ وہ میرے پاؤں جگہ سے اُکھاڑ نہ سکا۔

آپ کی استقامت اور قوت قلب اولوالعزم انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی طرح کسی تہیب اور رعب انداز نظارہ سے متاثر نہیں ہوتی۔ کوئی ہولناک واقعہ اور غم انگیز سانحہ آپ کی توجہ کو منتشر اور مفوض کام سے غافل نہیں کرسکتا۔ اقدام قتل کا مقدمہ جسے پادریوں نے برپا کیا اور جنگی تا مُد میں بعض ناعاقبت اندیش نام کے مسلمان اور آریہ بھی شامل ہوگئے تھے ایک دنیا دار کا پتہ پگھلا دینے اور اس کا دل پریشان اور حواس مختل کردینے کو کافی تھا مگر حضرت کے کسی معاملہ میں۔ لکھنے میں۔ معاشرت میں۔ باہر خدام سے کشادہ پیشانی اور رافت سے ملنے میں غرض کسی حرکت و سکون میں کوئی فرق نہ آیا۔ کوئی آدمی قیاس بھی کر نہیں سکتا تھا کہ آپ پر کوئی مقدمہ قائم ہے۔ کسی خوفناک رپورٹ کو جو کسی وقت کسی دوست کی طرف سے پہونچی ہے (کہ فلاں شخص نے یہ مخبری کی ہے اور فلاں جگہ بڑی بڑی سازشیں آپ کے خلاف ہو رہی ہیں اور فلاں شخص شملہ کے ہمالیوں سے سر ٹکراتا اور ماتھا پھوڑتا پھرتا ہے کہ آپ کے دامن عزت پر اپنا پاک، خواہ کا کوئی دھبہ ہی لگا دے) کبھی آپ نے مرعوب دل سے نہیں سنا۔ آپ ہمیشہ فرماتے ہیں کہ کوئی معاملہ زمین پر واقع نہیں ہوتا جب تک پہلے آسمان پر طے نہ ہو جائے اور خدا تعالیٰ کے ارادہ کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا اور وہ اپنے بندہ کو ذلیل اور ضائع نہیں کرے گا۔ یہ ایک بیمارکن شدید ہے جو ہر مصیبت میں آپ کا حصن حصین ہے۔

میں مختلف شہروں اور ناگوار نظاروں میں آپ کے ساتھ رہا ہوں۔ دہلی کے ناشکرگذار اور جلد باز مخلوق کے مقابل۔ پٹیالہ جالندھر۔ کپورتھلہ امرت سر۔ لاہور۔ اور سیالکوٹ کے مخالفوں کی متفق اور منفرد دل آزار کوششوں کے مقابل میں آپ کا حیرت انگیز صبر اور حلم اور ثبات دیکھا ہے۔ کبھی آپ نے خلوت میں یا جلوت میں ذکر تک نہیں کیا کہ فلاں شخص یا فلاں قوم نے ہمارے خلاف یہ ناشائستہ حرکت کی اور فلاں نے زبان سے یہ نکالا۔ میں صاف دیکھتا تھا کہ آپ ایک پہاڑ ہیں کہ تاتو ان پست ہمت چوہے اُس میں سرنگ کھود نہیں سکتے۔ ایک دفعہ آپ نے جالندھر کے مقام میں فرمایا۔ ابتلا کے وقت ہمیں اندیشہ اپنی جماعت کے بعض ضعیف دلوں کا ہوتا ہے۔ میرا تو یہ حال ہے کہ اگر مجھے صاف آواز آوے کہ تو مخذول ہے اور تیری کوئی مراد ہم پوری نہ کریں گے تو قسم ہے مجھے اس کی ذات کی اس عشق و محبت الٰہی اور خدمت دین میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی اس لئے کہ میں تو اسے دیکھ چکا ہوں پھر یہ پڑھا هل تعلم له سمیا۔

آپ بچوں کی خبرگیری اور پرورش اس طرح کرتے ہیں کہ ایک سرسری دیکھنے والا گمان کرے کہ آپ سے زیادہ اولاد کی محبت کسی کو نہ ہوگی۔ اور بیماری میں اس قدر توجہ کرتے ہیں اور تیمارداری اور علاج میں ایسے محو ہوتے ہیں کہ گویا اور کوئی فکر ہی نہیں۔ مگر باریک بیں دیکھ سکتا ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور خدا کے لئے اس کی ضعیف مخلوق کی رعایت اور پرورش مد نظر ہے۔ آپ کی پہلوٹی بیٹی عصمت لودھیانہ میں ہیضہ سے بیمار ہوئی آپ اس کے علاج میں یوں دوا دوی کرتے کہ گویا اس کے بغیر زندگی محال ہے اور ایک دنیادار دنیا کی عرف و اصطلاح میں اولاد کا بھوکا اور شیفتہ اس سے زیادہ جانکاہی کر نہیں سکتا مگر جب وہ مرگئی آپ یوں الگ ہوگئے کہ گویا کوئی چیز تھی ہی نہیں۔ اور جب سے کبھی ذکر تک نہیں کیا کہ کوئی لڑکی تھی۔ یہ مصالحت اور مسالمت خدا کی قضا و قدر سے بجز منجانب اللہ لوگوں کے ممکن نہیں۔

کوئی نوکر گو کتنا بڑا نقصان کردے آپ معاف کر دیتے اور معمولی چشم نمائی بھی نہیں کرتے۔ حامد علی کو کچھ لفافے اور کارڈ ڈاکخانہ میں ڈالنے کو دئے۔ فراموش کار حامد علی کسی اور کام میں مصروف ہوگیا اور اپنے مفوض کام کو بھول گیا۔ ایک ہفتہ کے بعد محمود جو ہنوز بچہ تھا کچھ لفافے اور کارڈ لئے دوڑا آیا کہ ابا ہم نے کوڑے کے ڈھیر سے خط نکالے۔ آپ نے دیکھا تو وہی خط تھے جن میں بعض رجسٹرڈ خط تھے اور آپ اُن کے جواب کے منتظر بیٹھے تھے حامد علی کو بلوایا اور خط دکھا کر بڑی نرمی سے صرف اتنا ہی کہا حامد علی تمھیں نسیان بہت ہوگیا ہے فکر سے کام کیا کرو۔ ایک ہی چیز ہے جو آپ کو متاثر کرتی اور جنبش میں لاتی اور حد سے زیادہ غصہ دلاتی ہے وہ ہے ہتک حرمات اللہ اور اہانت شعائر اللہ۔ فرمایا میری جائداد کا

تباہ ہونا اور میرے بچوں کا میری آنکھوں کے سامنے ٹکڑا ٹکڑے ہونا مجھپر آسان ہے بہ نسبت دین کے ہتک اور استخفاف کے دیکھنے اور اس پر صبر کرنے کے۔ جن دنوں میں وہ موذی اور خبیث کتاب "امہات المومنین" جس میں بجز دل آزاری کے اور کوئی معقول بات نہیں چھپ کر آئی ہے اس قدر صدمہ اس کے دیکھنے سے آپ کو ہوا کہ زبانی فرمایا (ہمارا آرام تلخ ہو گیا ہے۔ یہ اسی صدمہ اور توجہ الی اللہ کا نتیجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس باطل عظیم اور شرک جسیم (مسیح کی الوہیت اور کفارہ) کی استیصال کے لئے وہ حربہ آپ کے ہاتھ میں دیا یعنی مرہم عیسیٰ اور مسیح کی قبر کا نشان کشمیر میں آپ ... نزدیک ہے دور نہیں کہ مسیح کی قبر اس باطل ... کے گھر گھر میں ماتم ڈالے اور مسلمانوں کے دل ٹھنڈے ہوں اور اس رنج کو بھول جائیں جو اس ناپاک کتاب سے انہیں پہونچا۔

آپ کے تعلقات غیر قوموں سے ایسے ہیں کہ اس سے بہتر ممکن نہیں ہر ایک کی بہتری چاہتے ہیں خواہ کسی مذہب کا ہو۔ کافہ بنی نوع کے بہبود آپ کا قبلۂ ہمت اور نصب عین فرض ہے۔ قادیان کے ہندو ہر ایک مصیبت کے وقت آپ کے وجود ذی امین اور مفید صلاح کار پاتے ہیں۔ مذہب کے لحاظ سے بعض یہاں کے ہندو آریہ اور اسلام کے مخالف ہیں اور حضرت کو عظیم الشان اور پختہ مسلمان تسلیم کرتے ہیں اور مذاہب باطلہ کی بیخ کنی کرنے والا دل سے یقین کرتے ہیں مگر حضرت کوئی دوا ینا ہیں اس پر ایک رشتی کی بات سے کمتر یقین نہیں رکھتے۔ ہمیشہ اپنے خدام کو تقریر و تحریر میں یہی نصیحت کرتے اور اس پر بڑا زور دیتے ہیں کہ کسی جاندار کی حق تلفی نہ کرو اور تمہاری زبانوں اور کاموں میں فریب اور ایذا نہ ہو۔ بادشاہ وقت (گورنمنٹ برطانیہ) سے جو آپ کے پاک اور سچے تعلقات ہیں وہ آپ کی کتابوں اور آئے دن کے اشتہاروں سے صاف ظاہر ہیں۔ میں نے دس برس کے عرصہ میں خلوت و جلوت میں کبھی نہیں سنا کہ کبھی اشارہ یا کنایہ یا صراحت سے کوئی کلمہ برا گورنمنٹ یا گورنمنٹ کے کسی آفیسر کی نسبت آپ کے منہ سے نکلا ہو۔ ہزاروں روپے خرچ کر کے عربی و فارسی میں آپ نے رسائل تالیف کئے اور بلاد شام و عرب و افغانستان وغیرہا میں پھیلائے جن میں سرکار انگریزی کے اعلیٰ درجہ کے حمایت کی ہے قوموں کو ایسی حکومت کے ظل عاطفت کے نیچے آنے کی ترغیب دی ہے۔

برادران چونکہ اور کام بہت ہیں اب بالفعل اتنے پر بس کرتا ہوں اگر خدا تعالیٰ نے بینا علم بخشا اور قلم پکڑنے کی توفیق دی تو پھر اس مضمون پر لکھوں گا۔ خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میری اس تحریر کو قبول کرے اور اسے بہتوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

عبد الکریم

قادیان - ۲ر جنوری ۱۹۰۰ء

تکملہ

اگرچہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ اب جو کچھ لکھتا ہوں اسے آئندہ خط میں لکھوں گا مگر بھائیوں کی محبت اور خاطر داری اور عدم یقین بہ حیات نے مجبور کیا کہ آئندہ پر اٹھا نہ رکھوں۔ برادران کل عجیب اور غیر معمولی روز قادیان میں تھا۔ ہمارے مہربان جو عنایتیں اور کرم ہمارے حال پر مسد امیذول فرماتے ہیں وہ کچھ کم یادگار اور شکریہ کے قابل نہیں مگر کل ان کے انتقامی قوت اور سبعی جوش نے ایک نئی اور غیر مترقب راہ نکالی۔ ہماری مسجد کو آنے والی اور شارع عام گلی کو بھی اینٹوں سے پاٹ دیا اور اس راہ میں کانٹے بچھانے والے پہلوان کے نقش قدم کی پوری پیروی کی۔ اب ہمارے مہمان گاؤں کے گرد چکر لگا کر اور بڑا پھیر کھا کر مسجد مبارک میں آتے ہیں۔ حضرت اقدس کو کل معمولاً درد سر تھا۔ اور ہم نے بھی عادتاً یقین کر لیا تھا کہ تحریک تو ہو ہی گئی ہے اب خدا کا کلام نازل ہوگا۔ ظہر کے وقت آپ مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا سر درد بہت ہے دونوں نمازیں جمع کر کے پڑھ لی جائیں۔ نماز پڑھ کر اندر تشریف لے گئے اور سلسلہ الہام شروع ہوا اور مغرب تک تار بندھا رہا۔ مغرب کو تشریف لائے اور الہام اور کلام الٰہی پر بہت دیر تک گفتگو کرتے رہے کہ کس طرح خدا کا کلام نازل ہوتا ہے اور ملہم کو اس پر کیسا یقین ہوتا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کے الفاظ ہیں اگرچہ دوسرے لوگ اس کی کیفیت نہ سمجھ سکیں۔ اور پھر ان الہاموں کی قافیہ بندی پر تقریر کرتے رہے اور فرمایا قرآن کی عظمت اس سے سمجھ میں آتی ہے اور اس کی عبارت کا مقفی و مسجع ہونا، و اسکی خوبی اسی طریق سے سمجھ میں آسکتی ہے

اور وہ الہامات یہ ہیں

ان الرحی تدور و ینزل القضاء۔ ان فضل اللہ لاٰت و لیس لاحد ان یرد ما اتی۔ قل ای و ربی انہ لحق لا یتبدل ولا یخفی۔ و ینزل ما تعجب منہ۔ وحی من رب السموات العلی۔ ان ربی لا یضل ولا ینسی۔ ظفر مبین۔ وانما یؤخرہم الی اجل مسمّی۔ انت معی وانا معک قل اللہ ثم ذرہ فی غیہ یتمطّی۔ انہ معک وانہ یعلم السرّ وما اخفی۔ لا الٰہ الا ہو یعلم کل شیء و یری۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم یحسنون الحسنی۔ انا ارسلنا احمد الی قومہ فاعرضوا و قالوا کذاب اشر۔ و جعلوا یشہدون علیہ و یسیلون الیہ کماء منہمر۔ ان حبی قریب انہ قریب مستتر۔

ترجمہ یقیناً چکی پھرے گی اور قضا نازل ہوگی۔ یقیناً خدا کا فضل آنے والا ہے اور کسی کی شان نہیں کہ رد کرے اُسے جو آگیا۔ کہدے ہاں میرے رب کی قسم وہ یقیناً حق ہے وہ نہ بدلے گا اور نہ مخفی رہے گا۔ اور اُترے گا جس سے تو اچنبھے میں رہ جائے گا یہ وحی ہے جو بلند آسمانوں کے رب سے ہے۔ میرا رب نہ بہکتا ہے اور نہ بھولتا ہے فتح مبین ہے اور انھیں ایک وقت مقرر تک ڈھیل دے رکھی ہے۔ تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ کہدے اللہ پھر اُسے چھوڑ دے کہ تا وہ اپنی ناز میں مٹک مٹک کر چلا کرے۔ وہ تیرے ساتھ ہے اور وہ جانتا ہے سرّ کو اور اُس سے بھی زیادہ پوشیدہ چیز کو۔ کوئی معبود نہیں بجز اُس کے اور وہ ہر شے کو جانتا اور دیکھتا ہے۔ اللہ اُن کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور وہ جو نیکی کو سنوار کر کرتے ہیں۔ ہم نے **احمد** کو بھیجا اُس کی قوم کی طرف پس انھوں نے اعراض کیا اور کہا جھوٹا خود پسند ہے۔ اور اُس کے خلاف شہادت دیتے اور اُس کی طرف جرار پانی کی طرح دوڑتے ہیں۔ میرا محبوب قریب ہے وہ قریب ہے مگر چھپا ہوا۔ ان میں بعض الہام اُس پیشگوئی کی تصدیق و تائید میں ہیں جس کی طرف انتظار کی آنکھیں لگ رہی ہیں ایک تدبر کرنے والا خود الفاظ سے کنہ حقیقت میں پہنچ سکتا ہے

ضمیمہ۔ ایک روز اخراجات کا تذکرہ ہوا۔ ہمارے ایک مکرم دوست نے کہا کہ میں اتنے میں گذارہ کرتا ہوں۔ کسی نے کچھ کہا اور کسی نے کچھ۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کھانے کے متعلق میں اپنے نفس میں اتنا تحمل پاتا ہوں کہ ایک پیسہ پر دو دو وقت بڑے آرام سے بسر کر سکتا ہوں۔ اور فرمایا ایک دفعہ میرے دل میں آیا کہ انسان کہاں تک بھوک کی برداشت کر سکتا ہے اس کے امتحان کے لئے چھ ماہ تک میں نے کچھ نہ کھایا کبھی کوئی ایک آدھ لقمہ کھا لیا اور چھ ماہ کے بعد میں نے اندازہ کیا کہ چھ سال تک بھی یہ حالت لمبی کی جا سکتی ہے اس اثنا میں دو وقت کھانا گھر سے برابر آتا تھا اور مجھے اپنی حالت کا اخفا منظور تھا۔ اس اخفا کی تدابیر کے لئے جو زحمت مجھے اُٹھانی پڑتی تھی شاید وہ زحمت اوروں کو بھوک سے نہ ہوتی ہوگی۔ میں وہ دو وقت کی روٹی دو تین مسکینوں میں تقسیم کر دیتا۔ اس حال میں نماز پانچوں وقت مسجد میں پڑھتا اور کوئی میرے آشناؤں میں سے کسی نشان سے پہچان نہ سکا کہ میں کچھ نہیں کھایا کرتا۔ فرمایا خدا تعالیٰ نے جس کام کے لئے کسی کو پیدا کیا ہے اس کی تیاری اور لوازم اور اُس کے سرانجام اور مہمات کے طے کرنے کے لئے ان میں قوتیں بھی مناسب حال پیدا کئے ہیں دوسرے لوگ جو حقیقۃً فطرت کے مقتضا سے وہ قویٰ نہیں رکھتے اور ریاضتوں میں پڑ جاتے ہیں آخر کار دیوانے اور مخبط الحواس ہو جاتے ہیں۔

اسی ضمن میں فرمایا کہ طبیبوں نے نیند کے لئے طبعی اسباب مقرر کئے ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ جب خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ ہم سے کلام کرے اُس وقت پوری بیداری میں ہوتے ہیں اور یکدم ربودگی اور غنودگی وارد کر دیتا ہے اور اس جسمانی عالم سے قطعاً باہر لے جاتا ہے اس لئے کہ اُس عالم سے پوری مناسبت ہو جائے۔ پھر یوں ہوتا ہے کہ جب ایک مرتبہ کلام کر چکتا ہے پھر ہوش و حواس واپس دیدیتا ہے اس لئے کہ ملہم اُس کلام کو محفوظ کر لے اس کے بعد پھر ربودگی طاری کرتا ہے پھر یاد کرنے کے لئے بیداری کر دیتا ہے۔ غرض اسی طرح کبھی پچاس دفعہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ وہ ایک تصرف الٰہی ہوتا ہے اس طبعی نیند سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔ اور اطبا اور ڈاکٹر اس کی ماہیت کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔

آپ سائل کو رد نہیں کرتے۔ جو کچھ میسر ہو دید یتے ہیں۔ ایک دن ایسا ہوا کہ نماز عصر کے بعد آپ معمولاً اُٹھے اور مسجد کی کھڑکی میں اندر جانے کے لئے پاؤں رکھا اتنے میں ایک سائل نے آہستہ سے کہا کہ میں سوالی ہوں حضرت کو اُس وقت ایک ضرور کام بھی تھا اور کچھ اُس کی آواز دوسرے لوگوں کی آوازوں میں مل جل گئی تھی جو نماز کے بعد اُٹھی اور عادتاً آپس میں کوئی نہ کوئی بات کرتے تھے۔ غرض حضرت سرزدہ اندر چلے گئے اور التفات نہ کیا۔ مگر جب نیچے گئے وہی دھیمی سی آواز جو کان میں پڑی تھی اب اس نے اپنا نمایاں اثر آپ کے قلب پر کیا۔ جلد واپس تشریف لائے اور خلیفہ نور الدین صاحب کو آواز دی کہ ایک سائل تھا اُسے دیکھو کہاں ہے۔ وہ سائل آپ کے جانے کے بعد چلا گیا تھا خلیفہ صاحب نے ہرچند ڈھونڈا پتا نہ لگا۔ شام کو حسب عادت نماز پڑھکر بیٹھے وہی سائل آگیا اور سوال کیا۔ حضرت نے بہت جلدی جیب سے کچھ نکال کر اُس کے ہاتھ میں دیا۔ اور اب ایسا معلوم ہوا کہ آپ ایسے خوش ہوئے ہیں کہ گویا کوئی بوجھ آپ کے اوپر سے اُتر گیا ہے۔ چند روز کے بعد ایک تقریب سے ذکر کیا کہ اُس دن جو وہ سائل نہ ملا میرے دل پر ایسا بوجھ تھا کہ کہ مجھے سخت بیقرار کر رکھا تھا اور میں ڈرتا تھا کہ مجھسے معصیت سرزد ہوئی ہے کہ میں نے سائل کی طرف دھیان نہیں کیا اور یوں جلدی اندر چلا گیا۔ اللہ تعالے کا شکر ہے کہ وہ شام کو واپس آگیا ورنہ خدا جانے میں کس اضطراب میں پڑا رہتا۔ اور میں نے دعا بھی کی تھی کہ اللہ تعالے اُسے واپس لاوے۔

برادران چونکہ اور کام بہت ہیں اب بالفعل اتنے پر بس کرتا ہوں اگر خدا تعالیٰ نے نیا علم بخشا اور قلم کرنے کی توفیق دی تو پھر اس مضمون پر لکھوں گا خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میری اس تحریر کو قبول کرے اور اسے بہتوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ عبدالکریم۔ قادیان

۱۲ر جنوری ۱۹۰۰ء

مبائعین

(۱) حکیم محمد امیر شاہ صاحب۔ ساکن بیری ضلع لدہیانہ
(۲) رحمت اللہ صاحب ؍؍ ؍؍
(۳) پیر فرزند علی صاحب۔ عوث پور ؍؍
(۴) اللہ بخش صاحب۔ جھمٹ ؍؍
(۵) حسین علی صاحب ؍؍ ؍؍
(۶) عبدالحق صاحب۔ ساکن جوڑا ضلع گجرات پنجاب۔
(۷) اللہ بخش صاحب ست۔ پٹیالہ۔
(۸) جمال الدین صاحب۔ گاگرن۔ کشمیر
(۹) غلام قادر صاحب۔ ہرسیاں۔ گورداسپور
(۱۰) سید حبیب اللہ صاحب۔ کرنانہ۔ جالندھر
(۱۱) عبدالرزاق صاحب۔ طحال۔ گجرات
(۱۲) اللہ دتا صاحب۔ اولک لون پی سیالکوٹ
(۱۳) رحمت اللہ صاحب۔ ولد خیردین۔ بلاہی پور۔ امرتسر
(۱۴) حیات محمد صاحب ؍؍ ؍؍
(۱۵) امیر بخش صاحب۔ فیض اللہ چک قریب قادیان
(۱۶) شادی صاحب۔ بھیکری والہ ؍؍
(۱۷) میاں رحمت صاحب۔ عمر پور۔ ہوشیارپور
(۱۸) محمد یعقوب علی صاحب ؍؍ ؍؍
(۱۹) عبداللہ صاحب ہرسیاں قریب قادیان
(۲۰) کریم بخش صاحب ؍؍ ؍؍
(۲۱) میاں سندا۔ کنجر ؍؍
(۲۲) غلام محمد صاحب ؍؍ ؍؍
(۲۳) حافظ محمد حیات صاحب جادہ۔ جہلم
(۲۴) محمد سلیم ؍؍ ؍؍
(۲۵) سیٹھ عبدالرحمن ولد سیٹھ محمد عثمان صاحب ساکن موردی علاقہ کچھ کٹھا ڈاک خانہ موردی
(۲۶) نبی بخش صاحب۔ جہلم۔
(۲۷) اللہ بخش صاحب۔ اٹاوہ ضلع گوجرانوالہ
(۲۸) گلاب دین صاحب۔ داود والہ گورداسپور

ترجمۃ القرآن

ہمارے مکرم بھائی شیخ محمد جان صاحب تاجر وزیر آبادی ترجمۃ القرآن کی ضرورت کو محسوس کر کے چاہتے ہیں کہ یہ بہت جلد شائع کیا جاوے۔ اس لئے وہ اپنی سابقہ درخواست میں جو دو جلد کی تھی ۸ جلد اور ایزاد کرتے ہیں اور ایسا ہی شیخ نیاز احمد صاحب وزیرآبادی بھی اپنے تین جلد کو دس جلد تک بڑھاتے ہیں جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اب ہم کو صرف ۱۶۰ درخواستیں اور آنی چاہئیں تاکہ بہت جلد مطبع میں بھیجدیا جاوے دوسرے احباب توجہ فرماویں۔ (ایڈیٹر)

رسید زر

رسید زر بوجہ عدم گنجائش شائع نہیں ہوسکی۔ اخبار ابھی تک رجسٹرڈ نہیں ہوا۔ اگلی اشاعت سے خبروں کا صیغہ خاص طور پر ایزاد کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس لو

مندرجہ ذیل ادویات تجربہ کثیر کے بعد شائع کی جاتی ہیں اگر حسب ترکیب استعمال سے فائدہ نہ ہو تو بعد وضع محصول ڈاک قیمت واپس لو سچائی کے لئے یہی کافی امر ہے۔

(۱) قوت باہ داخلی و خارجی علاج چودہ قسم کے ضعف باہ کا حکمی علاج قیمت علاج خارجی ۵ر اور قیمت علاج داخلی عا
(۲) بواسیر خونی و بادی کے لئے اکسیر عا
(۳) دافع جریان ہر قسم۔ للعہ
(۴) علاج آتشک۔ ۸ر
(۵) سوزاک کہنہ وجدید ہر قسم عا
(۶) خضاب سالانہ جو تیل کیطرح لگایا جاتا ہے عہ
(۷) مصفی خون معہ
(۸) سوانزول الماء کے ہر ایک بیماری کیلئے مفید ہے فی تولہ عا۔

مندرجہ بالا ادویات کی قیمت مقررہ ایک مریض کے علاج کے لئے ہے اگر اس قدر دوا سے کوئی نفع باقی رہے زائد دوا مفت دی جاوے گی۔

المشتہر حکیم محمد امین مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

میرے کا سرمہ

مصدقہ جناب ہیڈ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت "تاریکی چشم دُھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سُرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچے سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۱۲ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ سے خالص میرہ فی ماشہ عسہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ محصول ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے ضرور بچنا چاہیئے۔

المشتہر قلمیر میاں سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مضافات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے۔ اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم سانگلی صاحب بہادر ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

(۲) میں بڑی خوشی سے میرے کے سُرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت دیتا ہوں کہ جو سردار میاں سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اِنم دیوی بعمرہ ۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑنے تھی اُس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں اُن میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اُس کی بینائی میں فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پروسکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) میں نے میرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاں سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر اُن مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دُھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو کہ سردار میاں سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے میرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے

انوار احمدیہ پریس میں شیخ یعقوب علی تراب کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوتا ہے بمنہ تعالیٰ

شیخ محمد یعقوب علی تراب ایڈیٹر

عام سے پیشگی قیمت سالانہ ۱۲ خاص سے ما عہ جو مہربانی فرماویں۔

نمبر ۴ | دار الامان قادیان ۲۷ رمضان سنہ ۱۳۱۷ مطابق ۳ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء | جلد ۴

سیالکوٹی

ہوا ناصر خدا تیرا مرے ای قادیاں والے
ہمیں بخشی اماں تو نے بنی ہے دارالاماں والے
ہوئی تجھسے ہی شوکت دین احمد کی مرے احمد
کیا مردوں کو زندہ تو نے ای روح وروان والے
اٹھایا تو نے بیڑا آکے اسلامی حمایت کا
دکھایا تو نے حق بندوں کو ای حق کی نشان والے
ہوا نازل سما سے تو خدا کے فضل کو لایا
زمیں پر فضل کو تقسیم کرا ہی آسماں والے
ستایا تجھکو امت نے نہ سمجھا تجھکو ای مہدی
خدا نے تجھکو عزت دی ہی فضل و امتناں والے

ملائک جب اطاعت میں تری سرگرم ہیں ہر دم
مخالف ہوکے کیا کرلیں گے بندے اس جہاں والے
نہیں ہادی پہونچتے وہ کلام پاک کی تہ تک
رسائی اس میں رکھتے ہیں مگر راز نہاں والے
نہیں واقف ہوئی امت حمایت کے اصولوں سے
جہالت کے تعصب میں دبے بار گراں والے
سمجھ لیتے اگر اصلاح کے ایام کو مہدی
تو کیوں یہ ڈھونڈتے پھرتے بھلا تیغ وسناں والے
وفات حضرت عیسیٰ نے بخشی زندگی دیں کو
مگر اس مسئلے سے مرگئے وہم و گماں والے
مزار عیسوی کھولے گی اس راز حقیقت کو
مسیحا ہند میں دیکھیں گے پھر ہندوستاں والے
کئے ہیں خود خدا نے دستخط تیرے نوشتہ پر
مقابل میں لڑیں گے کب تلک کلک وزباں والے
نہ چھوڑا ہے نہ چھوڑے گا کسی کا زور تو باقی
چلیں گے کب تلک چل لیں بھلا تاب وتواں والے
خدا جس روز تیرے فیصلہ کا وقت لائے گا
ہر اک ادنیٰ و اعلیٰ در پہ تیرے سر جھکائیگا

مبارک ہو مسیحا و مجدد تیرا یاں آنا

خدا کا فضل ہے ہم پر تجھے مبعوث فرمانا
نہیں تیری شناسائی ہے کل امت کو گو اب تک
مگر امت کی حالت کو ہے تو نے خوب پہچانا
خدا کے ہاتھ میں اس کام کی عقدہ کشائی ہے
نہیں اصلاح امت کی گرہ آسان سلجھانا
بہت سے اپنی جانب سے کمر کس کر یہاں اٹھے
مگر مشکل ہوا اس بار کو منزل پہ پہونچانا
ڈبویا آخرش تجدید بار میں امت کے بیڑے کو
جنازہ پڑھ ہر امت کا ایک پہنچ کر زمانہ
لحد میں منہ چھپایا تو نے اسے تصویر مایوسی
تری قسمت میں تھا اس یاس کو ہمراہ لے جانا
رہی حسرت تری جاں کو ہو گو امت کی جانب سے
نہیں واجب مگر امت کو اس حسرت سے گھبرانا
صدا یہ آسمانی ہے خدا حافظ ہے امت کا
نگہباں ہے تو ہی اپنا نہیں ممکن ہے مٹ جانا
سمجھ سکتی نہیں اس راز کو تدبیر انسانی
مقدر ہو چکا ہی جس طرح امت کا بڑھ جانا
نہیں کوئی خدا سے بڑھکے ہی غمخوار امت کا
نہیں مشکل اسے امت کا ہرگز راہ پر لانا

سمجھنا ہے وہی اسرار کو جس کو خدا بخشے
دعا کے واسطے پرسوز دل سے ہاتھ پھیلا
ترقی جس طریقہ پر ہوئی پہلے ہے امت کی
اسی طرز و روش پر چاہیے امت کو پڑھانا
وہی راہ اب نکالی ہے خدا نے اس زمانہ میں
مگر امت کو ہے درکار قدم صدق دکھلانا
ہوئی بعثت خدا سے ہے امام قادیانی کی
ہوا امت میں نازل ہے کہ وہ نفس مسیحانہ
نمایاں ہیبت حق ہے دعاوی میں مجدد کے
خدا نے اس کو بخشی ہے دعا کی مستندانہ
اسی ہتھیار کو وہ آسماں سے ساتھ لایا ہے
اسی نے کامیابی کا اسے ہے تاج پہنانا
اسی کے زور سے وہ آخرش میدان مارے گا
اسی کے خوف سے کانپے گا دشمن اور ہارے گا

قبول حق سے نفرت کیوں ہے بولو تو مسلمانو
نہیں گر محرم اسرار خود محرم کی تم مانو
تمہاری ہی کیے پر گر ترقی منحصر ہوتی
تو کیوں امت بگڑتی ای صحیح سنت سے بیگانو
اگر تم غور سے دیکھو کلام پاک قرآں کو
تو ماموروں کی سنت سے نہ کیوں واقف ہونا دانو
کسی کی عقل اور تدبیر ہی مصلح اگر ہوتی
تو تدبیروں کے ہوتے کیوں بگڑتی تم مسلمانو
فدائی قوم کے بنکر بہت اسٹیج پر آئے
نکالیں تا کہ غفلت سے تمہیں غفلت کے دیوانو
جو لیڈر بن کے رہبر تھے سب انکی تدبیریں
نہ جاگے خواب غفلت سے مگر تم ای تن آسانو
زمینی تھک گئے آخر اب آیا آسماں والا
اگر اس کی نہ مانو گے تو دکھ پاؤ گے نادانو
خدا سے ہو کے ملہم اور مجدد وہ بتاتا ہے
یہی ہے غیب کی آواز اب تم اس کو پہچانو
مقدر ہے اسی کے ہاتھ پر اسلام کا غلبہ
سعادت مند بنجاؤ سنو اس کی مری جانو
شہادت دی زمین و آسماں نے اس کے آنے کی
بدلتی جاتی ہے تم دیکھ لو حالت زمانے کی

نہیں تم مانتے جس کو تمہیں منوائے گا آخر
خدا اپنے خلیفہ کی مدد فرمائے گا آخر
نہیں ضائع کرے گا وقت موعود کا آخر
وہ تائید مسیحا میں نشاں دکھلائے گا آخر
نہیں گر باز آتے تم خلاف حق سے ای لوگو
تمہارا جو مقدر ہے وہ تم پر آئے گا آخر
نہ سمجھو گے اگر اس وقت تم شان مسیحائی
تو پھر تم یاد رکھنا تم سے سمجھا جائے گا آخر
جہاں میں لے کے آیا ہے وہ تعلیم صلحکاری
نہ ہوگی صلح اس سے جسکی وہ پچھتائے گا آخر
بھلا کیا بے نتیجہ ہے مسیح اللہ کا آنا
یہ امر حق ہے سن رکھیو نتیجہ لائے گا آخر
خدا کا کام بندوں سے نہیں ٹلتا ہی ہیچ ہے
جو اس کو ٹالنا چاہے وہ خود ٹل جائے گا آخر
نشاں تو سیکڑوں ظاہر ہوئے تائید میں اس کی
مگر کامل تسلی کا نشاں بھی آئے گا آخر
جھکیں گی گردنیں جس سے سلیم الطبع لوگوں کی
جو پھر ہو بیسر انکار منہ کی کھائے گا آخر
بہت منکروں کے کبر حق اس روز توڑے گا
معافی کے جو قابل ہے وہ بخشا جائے گا آخر
خطاب عزت کا ملنا ہے وعدہ ہو چکا حق سے
خدا اک تخت عالی پر اسے بٹھلائے گا آخر
محبوں کے لئے وہ کیا خوشی کا اک سماں ہوگا
کہ جب ان کا مسیحا تخت پر جلوہ کناں ہوگا

خدا کی نصرت و یاری سے بیڑا پار ہوتا ہے
اسی سے باغ ویراں اپنا پھر گلزار ہوتا ہے
وہی اسلام کا حامی رہا ہے اور رہے گا بھی
یوں ہی ہوتا رہا ہے اور یوں ہی ہر بار ہوتا ہے
پناہ عاجزاں ہے تو تری قدرت نرالی ہے
خدایا تو وہ کر سامان جو درکار ہوتا ہے
زمانہ غربت اسلام کا دیکھا ان آنکھوں نے
دکھا اسلام کا اب جس طرح اظہار ہوتا ہے
بہت سوئے ہیں گو غفلت میں پر تیرا سہارا ہے
ترے ہی آسرے سے ہم نے پھر بیدار ہونا ہے
تری در آ پڑے ہیں کس توشن ای قدرتوں والے
غریبوں عاجزوں کا فضل تیرا یار ہوتا ہے
مسیح وقت کو بھیجا ہے تو نے اپنی وعدہ پر
اسی کے ہاتھ سے ہوگا جو آخر کار ہونا ہے
ترے مامور کے منکر ہیں اب تک گو بہت سے ہی
مگر جو کر چکا ہے تو وہی ناچار ہونا ہے
کوئی مانے نہ مانے ہم کہیں گے برملا سب کو
کہ یہ انکار لوگو آخرش بیکار ہونا ہے
جسے حق نے ہی بھیجا جیتنے کو وہ تو جیتے گا
وہ ہو بیزار جس کو اس سے ہی بیزار ہونا ہے
خدا کا شکر واجب ہے کہ آیا اب وہی عیسی
عما دا جس سے تیرا امت بیمار ہونا ہے
ملا ہے دین کی امداد کا یہ وقت اسے یارو
خوشی سے اب وہ ہو لے جس کو مرزا انصار ہونا ہے
نہ کرنا تو دریغ اس وقت اپنا مال و زر ہرگز
اگر اگلوں جیسا تمہیں سرخرو زردار ہونا ہے
کہاں ہے طالب دین تو آیا ہے تھا قادیاں کو چل
خدا کے واسطے تجھکو اگر طیار ہونا ہے
کرینگے خود اطاعت وہ مسیح قادیانی کی
جنھیں حامد۔ غلام احمد مختار ہونا ہے

مختلف واقعات

رائی بہادر پنڈت بھاگ رام صاحب سی آئی ای جوڈیشل ممبر کشمیر فورا انگریزی ملازمت میں واپس ہونگے اور ان کی جگہ کے لئے حضور مہاراجہ صاحب اور دربار نے ایک اکسٹرا جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر کے لئے درخواست کی ہے۔

خان بہادر منشی غلام احمد خان صاحب ریونیو افسر بجائے رائے بھگوانداس صاحب متوفی کے ریاست جموں و کشمیر کے مشیر مال مقرر ہوئے۔

ہفتہ مختتمہ ۲۳ جنوری کو پنجاب کے تمام صوبہ میں ½ سے لے کر ½ ۲ - انچ تک بارش ہوئی - ڈیرہ اسمعیل خان میں برف پڑی - ژالہ باری بھی ہوئی - نیز گوڑگانوہ کرنال - لاہور - بھیرہ میں اولے پڑے۔

سندھ ساگر ریلوے کے شٹیشن ملکوال سے ٹوبہ ٹیک سنگھ تک ریل کی پیمایش کریں گے جو براہ جھنگ گذرے گی ایک رستہ ملکوال سے براہ چنیوٹ لائلپور تک ہے یہ ریلوی نئی دوابہ نام سے مشہور ہوگی۔

سرفع تکلیف قحط کے کاموں پر سرکاری اندازہ ہے کہ آخر مارچ تک چار کروڑ تک خرچ اٹھانا پڑے گا۔

جنوبی افریقہ کو ہند سے ۲۵۱۰ گھوڑے آراستہ کر کے بھیجے جاویں گے ۱۷۰۰ دیسی رسالوں سے اور ۸۱۰ دیسی ریاستوں کر

پچھلے سال سررشتہ ڈاک ہند کی خالص آمدنی ۲۲ لاکھ ۲۱ ہزار تھی سال ماسبق

ہیں ۱۸ لاکھ ترقی - آمدنی میں قریبا ۴ لاکھ اضافہ ہوا خرچ میں صرف ۹۷ ہزار - اضافہ خطوطات ایک کروڑ ۲۳ لاکھ تھا -

بنگال ناگپور ریلوے نے بجز ڈاک کے کل ریل گاڑیوں کی رفتار گھٹا دی کہ انجنوں کے لئے پانی نہیں دستیاب ہوتا -

قیصر ہند مل بمبئی کے ۹۵۰ آدمیوں نے ایکاکر کے کام کرنا چھوڑ دیا کیونکہ اُن کی تنخواہ میں ۲ ½ فی روپیہ کمی کی گئی تھی -

کانپور کی میور مل کمپنی نے انڈین وائیلنٹیر کنٹنجنٹ کے لئے مفت خیمے دینے کا ارادہ ظاہر کیا ہے اور گورنمنٹ نے بخوشی منظور کیا ہے -

پیرس کے اخبارات نے ایک اعلان جس پر پریزیڈیٹ کروگر کے دستخط ہیں شائع کیا ہے کہ جس میں ٹرینسوال کے اُن تمام باشندوں کے نام جو ممالک غیر میں آباد ہیں حکم جاری کیا ہے کہ بلا توقف اپنی فیلڈ کارنٹ کے سامنے حاضر ہو جائیں اور جو کوئی اس حکم کی تعمیل نہ کرے گا اُس کو ایک سو پونڈ سے پانسو پونڈ جرمانہ دینا ہوگا یا پانچ سال قید اور گھر بار ضبط -

پانڈہ (پٹنہ) میں طاعون پایا گیا - ۸۰ دیہات آلودہ ہیں ۱۰۰ کیس ہو چکے ہیں لوگ چھپاتے ہیں -

لارڈ نارتھ کوٹ حیدرآباد گورنر بمبئی نے لنڈن کی دعوت میں کہا کہ ہند کی تجارت کو نشوونما دینا فرض ہوگا -

بیکانیر کے رائے بہادر سیٹھ کستور چند نے دستگیری قحط زدگان کے لئے علاوہ ۵ ہزار کے ۲۰ ہزار اور دیا ہے -

کلکتہ سے پچھلے مہینہ ۴۷ لاکھ کھالیں مویشیوں کی جہازوں پر بھیجی گئی جو قحط سخت کا نتیجہ ہے -

صوبجات متحدہ کے مسلمانوں کی رائے نہیں ہے کہ حق مہر کا پیمانہ مقرر ہو بلکہ ان کا یہ منشا ہے کہ اُسی دستور سابق پر رہے

چند روز ہوئے منجانب شاہ جاپان بذریعہ ایک خاص سفیر کے تحائف نادرہ بخدمت سلطان المعظم نذر کرنے کی غرض سے بھیجے گئے تھے جواب بتوسط احمد پاشا سفیر تحائف مذکور معہ خط کے جلالتمآب کے پیش کئی گئی مگر خط کا مطلب اب تک نامعلوم ہو قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مابین دولت عثمانیہ و جاپان ایک اتحاد قائم ہونے والا ہے یہ اعلیٰ حضرت کی روشن دماغی نیک عملی اور حکمت عملی کا مختصر نتیجہ ہے جو ساری دنیا کو اپنا شیدا بنا لیا ہے -

چیف کورٹ پنجاب میں ایک اور ججی مقرر ہونے والا ہے اور سنتے ہیں کہ آنریبل رائے بہادر لالہ ہرن گوپال صاحب ہوں گے -

پنجاب میں حکم ہوا ہے کہ سرکاری دفاتر میں چپراسیوں اور سرکاری اردلیوں وغیرہ نوکریوں کی تنخواہ بجائے [illegible] روپیہ کی جاوے -

[illegible] جنوری تک قحط کے سرکاری کاموں پر حصار میں ۲۰۰۰ - ۱۴ - رہتک ۱۰۲۴ - دہلی ۹۵ - ۱۳ روپیہ صرف ہوا -

گنچیم میں جنگی کورٹ مارشل نے فوجی گورہ مسمی ہنری ڈیوس کو پھانسی کی سزا دی اور گورنر جنرل سے بھی منظوری آگئی ہے -

ہندوستان میں قحط کا سب سے زیادہ زور ممالک وسط میں ہے جہاں اس وقت سرکاری کاموں پر ۱۵ لاکھ آدمی قحط زدہ ہیں -

وائنا میں ایک چور اندھا موجود ہے جو اپنی عمر میں ۳۹۰ مرتبہ جرم نقب زنی کا مرتکب ہو چکا ہے -

لنڈن میں لارڈ میر کے پاس ایک بیوہ کا خط آیا جس کے ساتھ چند شلنگ کی مالیت ایک انگوٹھی تھی مراسلہ میں افسوس کے ساتھ تحریر تھا کہ خط کی راقمہ بہت غریب عورت ہے اور بجز اس کم قیمت انگوٹھی کے وہ ٹرینسوال فنڈ کے لئے اور کچھ پیش نہیں کر سکتی - جس وقت انگوٹھی نیلام کی گئی اور لوگوں کو یہ اصلی کیفیت معلوم ہوئی - اُسی وقت ایک محب قوم انگریز نے پچیس روپیہ میں انگشتری مذکور خرید لی اور یہ روپیہ ٹرینسوال وار فنڈ میں جمع کیا گیا - واہ واہ - ایک یہ لوگ ہیں جنکی رگوں میں انتہا سے نیشنلٹی کا خون جوش زن ہے اور ایک ہم ہیں جنھیں اپنے ہی وطنوں اور ملک والوں کو قحط زدگی اور فاقہ کشی سے تڑپتے اور سسکتے دیکھ کر بھی رحم نہیں آتا +

صاحبہ سٹریٹ جج بہادر امرتسر کی عدالت میں ایک شخص موہن لال کھتری نے درخواست کی - کہ اس کی نابالغ لڑکی کو جو بیوہ ہے عیسائیوں نے روک رکھا ہوا ہے درخواست گذرنے پر مس مارٹن معہ لڑکی طلب کی گئی ۲۰ تاریخ کو پیشی تھی - لڑکی بالفعل پنڈت کشمیر امل کے حوالہ کی گئی ہے اور تاریخ ۲۵ جنوری مقرر ہوئی ہے لڑکی خوب سکھائی پڑھائی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور عیسائیوں کا کلمہ پڑھتی ہے

غازی پور سے پانچ کوس پر ایک موضع ہینر پور ہے جہاں کے ایک متمول زمیندار کو جو قوم راجپوت سے ہے اسطرح سے زہر دیا گیا کہ ایک پارسل غالباً بنارس کی طرف سے آیا جس کے ساتھ ایک خط بھی تھا - پارسل جب کھولا گیا تو اُس میں یہ اس مضمون کا پایا گیا کہ باباجی (نام ندارد) یہ پرشاد کا خاص تحفہ بھیجتے ہیں - جس پر اس زمیندار کے خاندان نے بڑی خوشی سے اُس زہر آمیز پرشاد کو جس کو اُس کے دشمن نے بھیجا تھا کھالیا - جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہسپتال میں اس مصیبت زدہ راجپوت کے اٹھارہ شخص تڑپتے ہوئے گاڑیوں سے اُٹھا کر لائے گئے - کوئی بیہوش تھا کوئی نیم مردہ کوئی پیاس کی شدت سے مجبور - تین کا تو انتقال ہو چکا ہے جن میں سے سب سے پہلے اس مالک خاندان نے رحلت کی ہے

ملکہ الزبتھ کے متعلق روایت ہے کہ وہ بچپن سے ہی ایک ذہین اور تیز فہم

لڑکی تھی ایک دفعہ اس سے استانی نے سوال کیا کہ کیا تم جانتی ہو کہ آنکھوں کا کیا کام ہے۔ چنانچہ لڑکی نے جو کچھ جواب دیا وہ بیشک اس لائق ہے کہ ہم سب اُسے اپنے لوح دل پر اچھی طرح نقش کریں اور عملی طور پر کاربند ہوں۔ اس نے کہا تھا آنکھوں کا یہ کام ہے کہ وہ دیکھیں اور پلکوں کا یہ کام ہے کہ نہ دیکھیں۔ یعنی جہاں خوبصورت نیچر رنگا رنگ کے لباس میں اپنا جوبن دکھا رہی ہو۔ یا کوئی اچھا کام ہو رہا ہو۔ وہ تم آنکھوں سے دیکھو لیکن جہاں شرارت۔ بُرائی۔ حسد۔ خودغرضی وغیرہ نمودار ہوں۔ پلکوں کے ساتھ آنکھیں بند کرکے مت دیکھو۔

اخبار المؤید مورخہ ۲ رشعبان مظہر ہے کہ اعیان و اشراف مصر سے ایک انجمن اس غرض سے منعقد ہوئی ہے کہ اس کے ارکان داطراف یورپ میں سفر کریں اور شاہان یورپ سے تخلیہ مصر کی بابت کمک چاہیں اور ایک خاص سفارت لنڈن جائے اور ملکہ عالیہ اور وزراء پارلیمنٹ سے ملاقات کرکے ایفاء وعدہ چاہے اور اگلے قرار و مدار کو مدلل وجوہات سے ثابت کرکے دکھائے اور غازی مختار پاشا کے ذریعہ سے سلطانی توجہ کو بھی اس طرف منعطف کرے۔

جاپانی لڑکوں کو دونوں ہاتھوں سے لکھنا سکھایا جاتا ہے۔

خبر ہے کہ پنجاب کمیشن کے افسروں کے لئے بھی تعطیل کی بندش کا حکم ہونے والا ہے۔ وجہ ظاہر ہے کہ قحط کے کام کے لئے خاص خدمات کی ضرورت ہے۔ اب تک ملٹری افسران کے ذخیرہ سے کام چلتا تھا لیکن بوجہ جنگ ٹرنسوال اور دوسری ضروریات کے فوجی حکام نے اپنی افسران کی خدمات قحط اور طاعون کے لئے دینی بند کر دی ہیں۔ پنجاب کمیشن میں رخصت صرف ڈاکٹری سرٹیفکٹ یا غیر معمولی ضروری کام کے لئے دی جاوے گی ورنہ تا اطلاع ثانی نہیں ملے گی۔

بلوچستان سے بھاری برف باری کی خبر آئی ہے سڑک ریلوے کو برفوں سے صاف کرنے کے لئے پائلٹ انجن سے کام لینا پڑتا ہے ڈاک گاڑی کی روانگی سے پہلے یہ انجن روانہ ہوتا ہے کہ سڑک کو برفانی رکاوٹوں سے پاک کرے اسی طرح چمن کی ڈاک بھیجنے میں کچھ وقفہ بھی ہو جاتا ہے۔

جنگ مقدس

کسر صلیب کی ابتدا۔ یعنی وہ مباحثہ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور عیسائیان امرتسر کے درمیان ۱۸۹۳ء میں ہوا تھا۔ اس مباحثہ کی ایک ایک کاپی ہر دوست کے پاس ہونی ضرور ہے ۸ر قیمت پر بلا محصول ڈاک دفتر اخبار الحکم سے مل سکتا ہے۔ اور شیخ نور احمد صاحب مالک مطبع ریاض ہند امرتسر سے بھی مل سکتا ہے۔

ترجمۃ القرآن

حکیم فضل الدین صاحب بھیروی ۱۰ جلد
شیخ غلام نبی صاحب راولپنڈی ۲ جلد
منشی محمد سلیمان صاحب مدرس بہادلہ ۱ جلد
منشی عطا محمد صاحب ڈویژنل آفیسر فورٹ لنڈیمین ۱ جلد
ڈاکٹر عبد الحکیم خاں صاحب ۱ جلد

۳۰۰ درخواستوں کے پورا ہونے میں صرف ۱۴۵ کی کمی ہے جس کے بہت جلد پورا ہونے کی ہم کو اُمید ہے۔

ضروری اطلاع

ترجمۃ القرآن کے متعلق ضروری امور قابل استفسار کا جواب ہم درج کر چکے ہیں مگر ابھی تک اکثر لوگ اس کے متعلق کئی قسم کے سوال کرتے ہیں اس لئے ہم ذیل میں چند باتیں عرض کرتے ہیں۔

اول۔ یہ ترجمۃ القرآن عام مروجہ تراجم کے طور پر تحت اللفظ ترجمہ نہ ہوگا۔ بلکہ ایک قسم کی تفسیر ہے جس کے مرتب کرنے کی توفیق خدا تعالے نے محض اپنے فضل سے نیاز مند ایڈیٹر الحکم کو دی ہے۔

دوم۔ یہ تفسیر حضرت مولانا مولوی جناب نور الدین صاحب سلمہ ربہ کے درس قرآن مجید کی یادداشتوں کی بنا پر اور حضرت موصوف کی بعض یادداشتوں کو لے کر مرتب کی گئی ہے۔ مولانا ممدوح نے ایک بار اس مسودہ کو دیکھ کر درست فرمایا ہے اور دوبارہ پھر دیکھنا شروع کیا ہے

سوم۔ ابھی تک صرف پہلا پارہ مرتب ہوا ہے۔

چہارم۔ تقطیع اخبار الحکم کے برابر تجویز کی ہے اگر ناظرین عام کتابوں کی تقطیع پسند کریں گے تو کثرت رائے پر وہی کر دی جاوے گی مگر ہم نے یہی پسند کی ہے

پنجم حجم سیپارہ اول کا پہلی مرتبہ جب ہم نے صاف کرکے مولانا ممدوح کو دکھایا تو ۸ سے ۱۰ جزو تک تخمینہ ہوتا تھا مگر اب دوسری مرتبہ کے مسودہ صاف کرنے میں ۱۰ جزو سے لے کر ۱۴ یا ۱۶ جزو تک تخمینہ ہو سکتا ہے۔

ششم۔ کاغذ اعلیٰ درجہ کا لگایا جاویگا۔ اور قیمت فی پارہ جبکہ ۸ جزو سے ۱۰ جزو تک ہو عہ پیشگی بلا محصول ڈاک اور اگر ۱۰ جزو سے حجم بڑھ جاوے تو قیمت اسی نسبت سے بڑھانی پڑے گی۔ اور مابعد عہر بصورت موجودہ مقرر ہے

ہفتم سردست پہلا پارہ طبع ہوگا۔ اگر مناسب طور پر ہماری حوصلہ افزائی کی گئی تو آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ

بھی جاری رہے گا ۔ کیونکہ کم و بیش کل قرآن سے متعلق یادداشتیں اور نوٹ کافی طور پر ہمارے پاس جمع ہیں۔

ہشتم جس وقت طبع ہونا شروع ہو گا ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دی جائے گی تاکہ قیمتیں بھیج دی جائیں

ایڈیٹر

وفات نامہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

جس کا دوسرا نام

فتح الدین

ہے

مندرجہ بالا کتاب پنجابی زبان میں نظم میں تیار ہوئی ہے اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور نزول پر لطیف بحث کی گئی ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود کے دعاوی کو دلائل سے ثابت کیا ہے اور آپ کی اُن پیشگوئیوں کا بھی ذکر کیا ہے جو پوری ہو چکی ہیں۔ اس کتاب کو کثرت کی ساتھ شائع کرنا چاہئے ہمارے ذی ہمت دوست اس کار خیر میں بڑھکر حصہ لیں قیمت فی جلد ۴ر علاوہ محصول ڈاک۔ دفتر اخبار الحکم قادیان سے طلب کرو۔

ہماری زیر طبع کتابیں

مندرجہ ذیل دو رسالے سردست زیر طبع ہیں جو ہمارے محسن و مخدوم حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ایدہ اللہ کے پرزور قلم کا نتیجہ ہیں۔

اثبات خلافت شیخین

مع

ضمیمہ خلافت راشدہ

اثبات خلافت تو اکثر لوگوں نے دیکھا ہے مگر خلافت راشدہ کے عنوان سے جو حصہ اس میں بطور ضمیمہ ازاد کیا گیا ہے اُس نے رافضی قوم کی ترکی تمام کردی ہے ۔ قرآن کریم کے معارف اور حقایق بیان کرنے کے علاوہ بالکل جدید طرز پر شیعہ لوگوں کے اعتراضوں کا قلع قمع کیا ہے ہم اس جگہ ضرورت نہیں دیکھتے کہ اس کے متعلق کچھ لکھیں ۱۱۲ صفحہ تک پریس میں جا چکا ہے۔

دوسرا قابل قدر رسالہ

حضرت مسیح موعود کی سیرۃ

جو چھوٹی چیٹھی کی صورت میں آپ نے پڑھا ہے مگر رسالہ کی صورت میں اُس میں مندرجہ ذیل مضمون ہیں

(۱) مفاسد زمانہ اور مصلح کی ضرورۃ

(۲) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ

(۳) حضرت مسیح موعود نے آکر کیا تجدید کی ؟

(۴) مسیح اور مہدی دو جداگانہ ناموں کی حقیقت۔

یہ رسالہ بھی حضرت مولانا ممدوح کی گرانقدر تصنیف ہے جس کو خود حضرت مسیح موعود نے پسند فرمایا ہے۔ ہماری جماعت نے نہایت مسرت اور خوشی کے ساتھ اس کی قدر کی ہے چنانچہ جناب سیٹھ عبدالرحمن صاحب مدراسی نے ایکسو جلد اس کی خرید فرمائی ہیں۔ کوئی گھر اس سے خالی نہیں رہنا چاہئے کیونکہ یہ رسالہ نور اور ہدایت ہے اور پُر امن زندگی بسر کرنے کے لئے دستور العمل ہے ۔ زیر طبع

رسالہ فضل حق

۲۴ صفحہ تک مطبع میں جا چکا ہے یہ بھی ایک قابل قدر رسالہ ہے۔

شاہجہان پور سے فوجی چھاونی اُٹھالی جائیگی ۔ ضلع ہزارہ کے سرحدی واقعہ کی نسبت تحقیق ہوا ہے کہ تھانہ ٹبیل پر نہیں بلکہ ایک متصلہ موضع پچیری پر حملہ ہوا تھا فریقین گوجر تھے اور وجہ حملہ عناد دیرینہ ۔ یاران حملہ آور پکڑے جاچکے ہیں۔

حیدر آباد دکن کے کمیشن ایجنٹ ٹمپلٹن کا دعوی دو لاکھ روپیہ ہرجانہ کا جوکہ ڈاکٹر لارے وہی بردنس ڈیکاستا کے برخلاف تھا ہائیکورٹ بمبئی نے اس بنا پر خارج کر دیا۔ کہ اگر اختیار سماعت حاصل نہیں مدعی ایک مس کی وفات کے متعلق ...... اسقاط میں اعانت کرنے کے شبہ میں مدعا علیہم کی رپورٹ کی بنا پر ماخوذ ہوکر بری ہوا تھا اس فوجداری مقدمہ میں اس کا پچھتر ہزار روپیہ خرچ ہوا اور ایک ہزار روپیہ کی ملازمت سے الگ ہوا تھا۔

ایک جرمن نے ایسی مرکب دوائی ایجاد کی ہے کہ ایک بوتل مٹی کے تیل میں اگر اس کا ایک چمچہ ڈالا جائے تو تیل میں جلنے کی خاصیت تو برابر رہے گی بلکہ پہلے سے زیادہ اور خنک روشنی دیگا لیکن جلانے کی خاصیت اور حرارت اس کے شعلہ سے بالکل مفقود ہو جائیگی ۔ کلکتہ میں اس کی آزمائیش ہو چکی ہے۔

صوبجات مغربی شمالی [illegible] پچھلی سال کے خاتمہ تک کل [illegible] روپیہ ہو چکا تھا ۔ اس سال کل آمدنی [illegible] نکالنے کے بعد خالص [illegible] لاکھ روپیہ [illegible] سے کر اس سال تک کل [illegible] کروڑ روپیہ ہوتی [illegible] میں کل ۴۴ لاکھ [illegible]

[illegible]

بیعت

امام علیہ السلام

اکتوبر سنہ ۹۹ء سے یہ مقرر کیا گیا ہے کہ ہر ایک ہفتہ میں جس قدر نئے لوگ حضرت امام علیہ السلام کی بیعت سے مشرف ہوں اُن کے نام درج اخبار الحکم کر دیئے جاویں - چنانچہ یہی قاعدہ جاری ہے اب رمضان المبارک میں پانسو سے زیادہ نے شرف بیعت حضرت اقدس سے حاصل کیا ہے لہذا اُن کے نام معہ اُن کے بیان کے درج کئے جاتے ہیں اور پہلے ایک خط مولوی سید عبد الرحیم صاحب کا جنکے وسیلہ سے یہ سب لوگ داخل بیعت ہوئے ہیں لکھا جاتا ہے - وہ یہ ہے -

گذارش

حاضر الوقت بندہ اثیم سید عبد الرحیم کٹکی تریل حیدر آباد حضرت اقدس امام زمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بابرکت خدمت میں بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرض ہے کہ رمضان کے جمعہ اولی میں ان لوگوں نے بطیب نفس اس عاجز کی تقریر پر بیعت کے لئے آمادگی ظاہر کی اگرچہ اس عاجز کی تحریک پر اہل چنگوسہ ضلع حیدر آباد دکن کے ۱۷ مسلمانوں شرف بیعت سے مشرف ہوئے مگر یہاں کے لوگوں کے دلی جوش و مسرت کا اظہار احاطہ بیان سے باہر ہے - اکثر لوگ احوال حضرت اقدس سنکر زار زار روتے ہیں اور ملاقات کیلئے ایک تڑپ انہیں پائی جاتی ہے غالباً چند آدمی عرصہ قریب میں شرف ملازمت و مکالمت سے بہرہ اندوز ہوں گے - یقیناً یہ جوش حضرت اقدس کی توجہ و دعاء کا ثمرہ ہے - آیندہ جمعہ میں دوسرے محلوں کے لوگ جسقدر بیعت کیلئے مستعد ہوں گے اس کی ایک علحدہ فہرست پیش خدمت ہوگی - ان لوگوں کی کمال آرزو ہے کہ قبول بیعت کا مژدہ زبانی مبارک سے سنیں - حضرت کی بندہ نوازی و کریمانہ اوصاف سے یہی اُمید قوی ہے -

حضرت کا خادم اثیم سید عبد الرحیم
ضلع کٹک بنگال پوسٹ
آفس صالح پور
موضع گوبنی

اقرار نامہ بیعت مبایعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

آج پہلا جمعہ رمضان المبارک کا ہے کہ ہم لوگ مولوی سید عبد الرحیم صاحب کے بیان سے بطیب خاطر یہ اقرار کرتے ہیں اور نیچے دستی اپنا اپنے دستخط کر دیتے ہیں کہ جناب مولانا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی واقعی اس زمانہ کے مجدد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نائب ہیں اور ہم لوگ ان کے دعوی میں آپ کو صادق اور مصدق سمجھتے ہیں یعنی مہدی وقت اور مسیح موعود جسکی بشارت جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پاک پیشگوئی میں فرما گئے ہیں - ۳ رمضان سنہ ۱۳۱۸ھ

---

۱ - مولوی سید سعید الدین احمد - ۲ - سید اختر الدین احمد
۳ - سید المحسن - ۴ - اہلیہ سید سراج الدین احمد
۵ - اہلیہ مولوی سید سعید الدین احمد - ۶ - اہلیہ سید اختر الدین احمد
۷ سید اکرام الدین احمد - ۸ - سید حسام الدین
۹ - اہلیہ سید اکرام الدین - ۱۰ - اہلیہ سید تاج الدین
۱۱ - سید احمد حسین - ۱۲ - اہلیہ سید احمد حسین
۱۳ دفعہ اہلیہ سید احمد حسین - ۱۴ - اہلیہ سید فرخ حسین
۱۵ اہلیہ مولوی سید ابو المحسن - ۱۶ - اہلیہ سید الہی بخش
۱۷ - سید غلام اکبر - ۱۸ - اہلیہ سید غلام اکبر
۱۹ سید وارث علی - ۲۰ - سید عبد الوہاب
۲۱ - اہلیہ سید عبد الوہاب ۲۲ - اہلیہ سید غلام صفدر
۲۳ - سید قطب الدین - ۲۴ - اہلیہ مولوی سید عبد الرحیم
۲۵ - والدہ مولوی سید عبد الرحیم ۲۶ - سید نیاز الدین -
۲۷ - سید مبین الدین - ۲۸ اہلیہ سید نیاز الدین
۲۹ سید عبد الحلیم - ۳۰ - سید شفیق الدین -
۳۱ سید رفیق الدین ۳۲ - والدہ سید شفیق الدین
۳۳ - اہلیہ سید شفیق الدین - ۳۴ - اہلیہ سید رفیق الدین
۳۵ اہلیہ سید دلبر حسین ۳۶ - سید منظور علی
۳۷ سید انعام علی - ۳۸ - اہلیہ سید انعام علی
۳۹ اہلیہ سید منظور علی - ۴۰ - میر کفایت اللہ
۴۱ میر ہدایت اللہ ۴۲ - اہلیہ میر علیم اللہ
۴۳ - اہلیہ دوم میر علیم اللہ ۴۴ - اہلیہ میر حاجی
۴۵ - شیخ فیض محمد - ۴۶ - اہلیہ شیخ فیض محمد
۴۷ - شیخ حسن - ۴۸ - اہلیہ شیخ حسن

۴۹ شیخ بجو - ۵۰ - امیر خان ۵۱ - اہلیہ شیخ بجو
۵۲ شیخ بجو ثانی ۵۳ اہلیہ شیخ بجو ثانی ۵۴ -
سبحان خان ۵۵ گلزاری ۵۶ شیخ امید علی ۵۷
مبارک علی ۵۸ تبارک علی ۵۹ میر بابو - ۶۰
اہلیہ میر بابو ۶۱ اہلیہ میر نبو - ۶۲ اہلیہ جنگلیہ
۶۳ - میر دھنو - ۶۴ - اہلیہ میر بخش علی -
۶۵ اہلیہ دوم میر بخش علی - ۶۶ - اہلیہ کالیخان
۶۷ - اہلیہ سبحان خان - ۶۸ - اہلیہ کھتو - ۶۹ -
اہلیہ مبارک علی - ۷۰ اہلیہ مراد علی - ۷۱ - اہلیہ امید علی
۷۲ - اہلیہ دین محمد - ۷۳ - اہلیہ شیخ عصمہ ۷۴
سید معشوق علی - ۷۵ - اہلیہ سید معشوق علی
۷۶ - سید بذل علی - ۷۷ - اہلیہ سید بذل علی
۷۸ - سید تفضل حسین - ۷۹ - اہلیہ سید تفضل حسین
۸۰ - سید طفیل علی - ۸۱ - سید حافظ علی -
۸۲ - اہلیہ سید حافظ علی - ۸۳ - اہلیہ سید اولاد علی
۸۴ - اہلیہ سید غلام جانیان ۸۵ سید گلاب علی
۸۶ - اہلیہ سید گلاب علی ۸۷ والدہ سید گلاب علی
۸۸ - سید آفتاب الدین - ۸۹ - والدہ سید آفتاب الدین
۹۰ - سید مفتاح الدین ۹۱ - اہلیہ سید آفتاب الدین
۹۲ - سید حسن علی - ۹۳ - والدہ سید حسن علی
۹۴ - اہلیہ سید حسن علی ۹۵ - سید صفدر علی
۹۶ - اہلیہ سید صفدر علی ۹۷ سید رئیس الدین
۹۸ والدہ سید امین الدین ۹۹ اہلیہ دوم سید تفضل علی
۱۰۰ - شیخ بابو - ۱۰۱ - اہلیہ شیخ بابو ۱۰۲ - اہلیہ جھنجھ
۱۰۳ - اہلیہ بادی باری ۱۰۴ مسماۃ ہیرا - ۱۰۵ -
اہلیہ سید حمایت علی ۱۰۶ - اہلیہ خدا بخش
۱۰۷ - اہلیہ شیخ پانچو ۱۰۸ شیخ حسینی -
۱۰۹ - اہلیہ شیخ حسن - ۱۱۰ - اہلیہ سید دلبر علی
۱۱۱ - اہلیہ سعادت اللہ ۱۱۲ - اہلیہ میر بھولی
۱۱۳ - اہلیہ میر ہاشم ۱۱۴ میر قاسم ۱۱۵ - اہلیہ میر قاسم
۱۱۶ - اہلیہ رمضانی ۱۱۷ میر الماس - ۱۱۸ -
اہلیہ میر الماس ۱۱۹ - میر رستم - ۱۲۰ - اہلیہ میر رستم
۱۲۱ - اہلیہ میر شانو ۱۲۲ - اہلیہ سید احمد علی -
۱۲۳ - سید غلام حیدر ۱۲۴ - سید مصباح الدین
۱۲۵ - گلزار خان ۱۲۶ سید حاجی حسین
۱۲۷ - سید محمد انعام الحق ۱۲۸ سید محمد شبیر الحق
۱۲۹ سید محمد بشیر الحق ۱۳۰ - زینب خاتون
۱۳۱ - اہلیہ سید محمد انعام الحق ۱۳۲ سید احمد حسین
۱۳۳ - اہلیہ سید احمد حسین ۱۳۴ سید عبد الحنان
۱۳۵ سید عبد الدیان ۱۳۶ - اہلیہ سید محمد علی
۱۳۷ - اہلیہ سید یعقوب علی ۱۳۸ - اہلیہ سید غلام علی
۱۳۹ - اہلیہ سید محمد نعیم ۱۴۰ - اہلیہ سید خیرات علی

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معززز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسرو نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چندروز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۸ روپے خالص ممیرا فی ماشہ عہ مدری ممیرا فی تولہ ۱۲ روپے خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے۔

المشتہر۔ پروفیسر میاسنگہ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاسنگہ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے۔ اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر۔ ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ سانگی صاحب بہادر ایم۔ بی۔ ایس۔ سند یافتہ

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میاسنگہ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمرہ ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اس کی بینائی میں فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امراض مذکور سے کلی صحت پائی راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگہ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھی استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگہ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ سنہ ۱۹۰۵ء میں جمع کیا گیا ہے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۴۷

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر

عام سے سالانہ قیمت پیشگی ۳ روپے
خواص اور معاونین جو لطف فرماویں

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

چہ گویم بانو گر آئی چہ پا روز قادیاں بینی | وہ وا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

جلد ۴ — قادیان دار الامان ۱۰ فروری سنہ ۱۹۰۰ء مطابق ۹ شوال ۱۳۱۷ھ بروز شنبہ — نمبر ۵

جماعت مسیح علیہ السلام کی اطلاع کیلئے

ایک ضروری اعلان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

میں بڑی مسرت اور خوشی سے اس بات کی مبارک باد آپ کو دیتا ہوں کہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان جو پیشتر ازیں مڈل تک تھا یکم فروری سے ہائی سکول بنا دیا گیا ہے۔ اس مدرسہ کی تعلیم کی خوبی اس سے عیاں ہے کہ دو لائق

اور نیک چلن فرشتہ وش گریجوایٹ تعلیم کے لئے مقرر ہیں اور باقی سب سٹاف بھی بہت عمدہ ہے۔ دینی و دنیوی تعلیم خاطر خواہ ہوتی ہے نہ صرف تعلیم بلکہ تربیت بھی اعلےٰ درجہ کی ہوتی ہے۔ کیوں نہ ہو جبکہ طلباء اور استاد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت سے روزمرہ مستفیض ہوتے ہوں اس قسم کی تعلیم و تربیت کا موقع دنیا میں کہیں بھی حاصل نہیں پھر قابل افسوس بات ہوگی اگر آپ لوگ اپنی اولاد کو ایسے مبارک مدرسہ کی تعلیم سے محروم رکھیں۔ حضرت اقدس کی صحبت ایک اکسیر کا حکم رکھتی ہے مزید براں حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے بے نظیر درس قرآن سے طلباء مدرسہ روزمرہ مستفید ہو سکتے ہیں اور یہاں کے وعظوں اور اسوہ حسنہ

کی موجودگی میں طلباء برخلاف دیگر مدارس کے طلباء کے متقی اور صالح بن سکتے ہیں۔ لہذا ہماری جماعت کے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی اولاد کو یہاں بھیجیں۔ بورڈنگ کا خاطر خواہ بندوبست ہو چکا ہے اس لئے بورڈنگ ہاؤس کی عمارت اور مدرسہ کی عمارت کو ترقی دینی ہے اگرچہ بالفعل کمیٹی نے ۴۰۰ روپیہ بورڈنگ کے لئے منظور کیا ہے مگر ایک ہزار سے کم میں بورڈنگ تیار نہیں ہو سکتا جس کے لئے بھائیوں کی توجہ ازبس ضروری ہے گو پہلے بھی طلباء و بورڈروں کی تعداد خاطر خواہ ہے لیکن کمیٹی ناظم التعلیم دلسے چاہتی ہے کہ ہماری جماعت کے بچے اس نعمت سے مستفید ہوں لہذا یہیں سٹاف مدرسہ اور عمارت مدرسہ کو ترقی دینی پڑی جسکی وجہ سے اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں بنا بریں ہم مردان قوم و بہی خواہان اسلام کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ ان اغراض کے پورا کرنے کے لئے اپنے مالوں سے

کمیٹی کو امداد فرما کر مشکور فرماویں۔ ہم اور انجمنوں کے کارکنوں کی طرح بڑے بڑے چوٹے چوڑے الفاظ سے توجہ دلانا پسند نہیں کرتے کیونکہ بفضل خدا ہماری جماعت تعلیم مدرسہ وسلسلہ کی غایت سے ناواقف نہیں بلکہ دارالامان کی کل ضروریات کو بخوبی سمجھتی ہے۔ پس ان کو چاہیے کہ محض ابتغاء لوجہ اللہ اس استدعا کو قبول فرما کر دل و جان سے تکمیل اغراض کے لئے سعی فرماویں اور غفلت اور سہل انگاری کو ترک کریں۔ والسلام۔ نیز بورڈنگ کے لئے ایک باورچی بھی علیحدہ تجویز کیا گیا ہے۔

المشتہر عبد الکریم سکرٹری ناظم التعلیم
۹ر فروری سنہ ۱۹۰۰ء

جنگ ٹرنسوال کی کامیابی کیلئے
جلسۂ دعا
اور
گورنمنٹ انگلشیہ کے حقوق اور مسلمانوں کے فرائض
پر
عالیجناب سیدنا میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس دارالامان قادیان کی تقریر

عید الفطر کی تقریب پر حضرت اقدس سیدنا مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس اعظم قادیان نے ایک خاص جلسہ اس غرض کے لئے منعقد فرمایا کہ تا جنگ ٹرنسوال کی کامیابی کے لئے دعا کی جاوے اور مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کے حقوق اور ان کے اپنے فرائض سے آگاہ کیا جاوے ہم کو اس امر کے بیان کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی کہ حضرت مرزا صاحب گورنمنٹ انگلشیہ کے ایک مسلم وفادار اور فرمانبردار خاندان کی یادگار ہیں جس نے آڑے وقت پر گورنمنٹ کی ہر طرح سے مدد کی ہے۔ چنانچہ آپ کے والد ماجد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم کی وہ خدمات جو انہوں نے ۱۸۵۷ء کے غدر میں کی تھیں کسی کو بھولی نہیں ہیں۔ لیکن چونکہ حضرت مرزا صاحب ایک فقیرانہ زندگی بسر کرتے ہیں اور ہمیشہ گوشہ نشین اور خلوت گزین رہے ہیں اس لئے آپ نے اپنی پرسوز دعاؤں کے لشکر سے ہمیشہ گورنمنٹ کی مدد کرنے میں پہلوتہی نہیں کی۔ اور اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ مسلمانوں کے دل سے ان خیالات کو دور کرنے کی کوشش کی ہے جو جہاد یا خونی مہدی اور خونی مسیح کے متعلق کوتاہ اندیش ملانوں نے بٹھا رکھے تھے اور اس میں وہ بہت بڑھ کر کامیاب ہوئے ہیں اور آپ نے ہزارہا اشتہار اور کتابیں مختلف ممالک اسلامیہ میں مختلف زبانوں میں شائع کی ہیں اور کر رہے ہیں علاوہ ازیں حضرت مرزا صاحب نے کسی ایسے موقع کو ہاتھ سے نہیں دیا جب کہ انہوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کے خیالات میں غلط فہمی پیدا ہوسکتی ہے اور انہوں نے اس کے دفعیہ کیلئے سعی نہ کی ہو۔ چنانچہ جب کہ سلطان روم کا وائس قونصل متعینہ کراچی پنجاب میں آیا اور اکثر جگہ مسلمانوں نے اس کی آمد پر جلسے کئے اور کیا کیا اور وہ قادیان میں بھی آیا حضرت اقدس نے عام مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے اور ان کو ایک غلطی سے نکالنے کے لئے سفیر مذکور کی حقیقت اور سلطنت ٹرکی کی اندرونی حالت سے آگاہ کیا۔ جیسا آپ کو مسلمانوں کی طرف سے جو کچھ سب وشتم سننا پڑا وہ پوشیدہ نہیں ایسا ہی پنجاب میں جب طاعون کے انسداد کی تدابیر کا اعلان ہوا اور ہر جگہ مذہبی امور کی کوتاہ اندیشی سے ایک شور اٹھا حضرت اقدس نے ایک خاص جلسہ کے ذریعہ ان تدابیر کی حقیقت کو بتلایا اور ایک بڑے بھاری شر سے لوگوں کو محفوظ رکھا اور گورنمنٹ عالیہ کو گراں قدر امداد دی۔

اب اس موقعہ پر بھی جبکہ ٹرنسوال سے گورنمنٹ کی جنگ شروع ہوئی آپ نے عادتاً ضروری سمجھا کہ ایک عام جلسہ کیا جاوے چونکہ وقت تھوڑا تھا اس لئے عام اشتہار شائع نہ ہو سکا مگر بایں ہمہ مختلف مقامات سے جیسے جموں۔ وزیرآباد۔ پٹیالہ سنور۔ کپورتھلہ۔ لودھیانہ۔ [illegible] امرتسر بٹالہ گورداسپور [illegible] موجود تھے اس کے علاوہ قادیان اور دیہات ملحقہ کے لوگ بھی موجود تھے جنکی تعداد ایک ہزار سے متجاوز اور ڈیڑھ ہزار سے کم تھی۔

بعد نماز عید الفطر آپ نے ایک مبسوط تقریر فرمائی جس کو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں اور پھر نہایت جوش دل اور اخلاص کے ساتھ دعا کی۔ ہم کو یقین ہے کہ یہ تقریر جو الحکم میں درج ہوتی ہے ہماری جماعت کا کوئی معزز ممبر اردو اور انگریزی میں عام فائدہ کے لئے بھی شائع کرے گا علاوہ ازیں حضرت اقدس نے ٹرنسوال کے لئے چندہ کی فہرست بھی کھولی ہے اور اس کا اشتہار بھی شائع کیا ہے

بہرحال وہ تقریر یہ ہے

حضرت اقدس کی تقریر

جو آپ نے عید الفطر کے خطبہ میں ۱۲ر فروری سنہ ۱۹۰۴ء کو فرمائی

مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کا بہت شکر کرنا چاہیئے جس نے اُن کو ایک ایسا دین بخشا ہے جو علمی اور عملی طور پر ہر ایک قسم کی فساد اور مکروہ باتوں اور ہر ایک نوع کی قباحت سے پاک ہے۔ اگر انسان غور اور فکر سے دیکھے تو اُس کو معلوم ہو گا کہ واقعی طور پر تمام محامد اور صفات کا مستحق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور کوئی انسان یا مخلوق واقعی اور حقیقی طور پر حمد و ثنا کا مستحق نہیں ہے۔ اگر انسان بغیر کسی قسم کی غرض کی ملونی کے دیکھے تو اُس پر بدیہی طور پر کھل جاوے گا کہ کوئی شخص جو مستحق حمد قرار پاتا ہے وہ یا تو اس لئے مستحق ہو سکتا ہے کہ کسی ایسے زمانہ میں جبکہ کوئی وجود اور وجود کی خبر نہ تھی وہ اس کا پیدا کرنے والا ہو۔ یا اس وجہ سے کہ ایسے زمانہ میں کہ کوئی وجود نہ تھا اور نہ معلوم تھا کہ وجود اور بقاء وجود اور حفظ صحت اور قیام زندگی کے لئے کیا کیا اسباب ضروری ہیں اور اس نے وہ سب سامان مہیا کئے ہوں یا اس وجہ سے کہ اُس پر بہت سی مصیبتیں آ سکتی تھیں اُس نے رحم کیا ہو اور اُس کو محفوظ رکھا ہو۔ اور یا اس وجہ سے مستحق تعریف ہو سکتا ہے کہ محنت کرنے والے کی محنت کو ضائع نہ کرے اور محنت کرنیوالوں کے حقوق پورے طور پر ادا کرے۔ اگرچہ بظاہر اجرت کرنے والے کے حقوق کا دینا معاوضہ ہے لیکن ایسا شخص بھی محسن ہو سکتا ہے جو پورے طور پر حقوق دے۔ یہ صفات اعلیٰ درجہ کی ہیں جو کسی کو مستحق حمد و ثنا بنا سکتے ہیں۔ اب غور کر کے دیکھ لو کہ حقیقی طور پر ان سب محامد کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو کامل طور پر ان صفات سے متصف ہے اور کسی میں یہ صفات نہیں ہیں۔

اوّل دیکھو صفت خلق اور پرورش یہ صفت اگرچہ انسان گمان کر سکتا ہے کہ ماں باپ اور دیگر محسنوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ لیکن اگر انسان زیادہ غور کرے گا تو اُس کو معلوم ہو جاوے گا کہ ماں باپ اور دیگر محسنوں کے اغراض و مقاصد ہوتے ہیں جنکی بنا پر وہ احسان کرتے ہیں اسپر دلیل یہ ہے کہ مثلاً بچہ تندرست خوبصورت توانا پیدا ہو تو ماں باپ کو خوشی ہوتی ہے اور اگر لڑکا ہو تو پھر یہ خوشی اور بھی بڑی ہوتی ہے شادیانے بجائے جاتے ہیں۔ لیکن اگر لڑکی ہو تو گویا وہ گھر ماتم کدہ اور وہ دن سوگ کا دن ہو جاتا ہے اور اپنے تئیں منہ دکھانے کے قابل نہیں سمجھتے۔ بسا اوقات بعض نادان مختلف تدابیر سے لڑکیوں کو ہلاک کر دیتے یا اُن کی پرورش میں کم التفات کرتے ہیں۔ اور اگر بچہ لنجہ۔ اندھا۔ اپاہج پیدا ہو۔ تو چاہتے ہیں کہ وہ مر جاوے اور اکثر دفعہ تعجب نہیں کہ خود بھی وبال جان سمجھکر مار دیں۔ میں نے پڑھا ہے کہ یونانی لوگ ایسے بچوں کو عمداً ہلاک کر دیتے تھے بلکہ اُن کے ہاں شاہی قانون تھا کہ اگر کوئی ناکارہ بچہ اپاہج۔ اندھا وغیرہ پیدا ہو تو اُس کو فوراً مار دیا جاوے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ انسانی خیالات پرورش اور خبر گیری کے ساتھ ذاتی اور نفسانی اغراض ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی اس قدر مخلوق کی (جس کے تصور اور بیان سے وہم اور زبان قاصر ہے اور جو زمین اور آسمان میں بھری پڑی ہے۔) خلق اور پرورش سے کوئی غرض ہرگز نہیں ہے۔ وہ والدین کی طرح خدمت اور رزق نہیں چاہتا بلکہ اس نے مخلوق کو محض ربوبیت کے تقاضے سے پیدا کیا ہے ہر ایک شخص مان لے گا کہ بوٹا لگانا پھر آبپاشی کرنا اور اس کی خبر گیری رکھنا اور ثمر دار درخت ہونے تک محفوظ رکھنا ایک بڑا احسان ہے۔ پس انسان اور اُس کی حالت اور غور و پرداخت پر غور کرو تو معلوم ہو گا کہ خدا تعالیٰ نے کتنا بڑا احسان کیا ہے کہ اس قدر انقلابات اور بیکسیوں کی تغیرات میں اس کی دستگیری فرمائی ہے

دوسرا پہلو جو ابھی میں نے بیان کیا ہے کہ قبل از پیدائش وجود ایسے سامان ہوں کہ تمدنی زندگی اور قویٰ کے کام کے لئے پورا پورا سامان موجود ہو۔ دیکھو ہم ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے کہ سامان پہلے ہی پیدا کر دیا۔ منور سورج جو اب چڑھا ہوا ہے اور جس کی وجہ سے عام روشنی پھیلی ہوئی ہے اور دن چڑھا ہوا ہے اگر نہ ہوتا تو کیا ہم دیکھ سکتے تھے یا روشنی کے ذریعہ جو فوائد اور منافع ہمیں پہونچ سکتے ہیں ہم کس ذریعہ سے حاصل کر سکتے۔ اگر سورج اور چاند یا اور کسی قسم کی روشنی نہ ہوتی تو بینائی بیکار ہوتی۔ اگرچہ آنکھوں میں ایک قوت دیکھنے کی ہے مگر وہ بیرونی اور خارجی روشنی کے بدون محض نکمی ہے پس یہ کس قدر احسان ہے کہ قویٰ سے کام لینے کے لئے اُن ضروری سامانوں کو پہلے سے مہیا کر دیا۔ اور پھر یہ کس قدر رحمت ہے کہ ایسے قویٰ دئے ہیں اور اُن میں بالقوہ استعدادات رکھدی ہیں جو انسان کی تکمیل اور وصول الی الغایۃ کے لئے ازبس ضروری ہیں۔ دماغ میں اعصاب میں عروق میں ایسے خواص رکھے ہیں کہ انسان اُن سے کام لیتا ہے اور اُنکی تکمیل کر سکتا ہے اس لئے کہ

قوتوں کی تکمیل کا سامان ساتھ ہی پیدا کر دیا ہے۔ یہ تو اندرونی نظام کا حال ہے کہ ہر ایک قوت اُس منشاء اور مقاصد سے پوری مناسبت رکھتی ہے جسمیں انسان کی فلاح ہے اور بیرونی طور پر بھی ایسا ہی انتظام رکھا ہے کہ ہر شخص جس قسم کا حرفہ رکھتا ہے اُس کے مناسب حال ادوات و آلات قبل از وجود مہیا کر رکھے ہیں مثلاً اگر کوئی جولاہا بنا ہوا ہے تو اگر کپڑا اور دھاگا نہ ملے تو وہ کہاں سے لائے اور کیونکر اپنے حرفہ کی تکمیل کرے اسیطرح درزی کو اگر کپڑا نہ ملے تو کیونکر سیئے۔ اسی طرح ہر متنفس کا حال ہے طبیب کیسا ہی حاذق اور عالم ہو لیکن اگر ادویہ نہ ہوں تو وہ کیا کر سکتا ہے بڑی سوچ اور فکر سے ایک نسخہ لکھکر دے گا لیکن بازار میں دوا نہ ملے تو کیا کرے گا کس قدر فضل ہے کہ ایک طرف علم دیا ہے اور دوسری طرف نباتات جمادات حیوانات جو مریضوں کے مناسب حال تھے پیدا کر دیئے ہیں اور اُن میں قسم قسم کے خواص رکھے ہیں جو ہر زمانہ میں نا اندیشیدہ ضروریات کے کام آ سکتے ہیں۔ غرض خدا تعالیٰ نے کوئی چیز بھی غیر مفید پیدا نہیں کی اور جس کے خواص محدود ہوں یہاں تک کہ پسّو اور جوں تک بھی غیر مفید نہیں۔ لکھا ہے کہ اگر کسی کا پیشاب بند ہو تو بعض وقت جوں کو احلیل میں دینے سے پیشاب جاری ہو جاتا ہے۔ انسان ان اشیاء کی مدد سے کہاں تک فائدہ اُٹھاتا ہے کوئی تصور کر سکتا ہے؟ پھر چوتھی بات پاداش محنت ہے اس کے لئے بھی خدا کا فضل درکار ہے مثلاً انسان کس قدر محنت و مشقت سے زراعت کرتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی مدد اُس کے ساتھ نہ ہو تو کیونکر اپنے گھر میں غلہ لا سکے اُسی کے فضل و کرم سے اپنے وقت پر ہر ایک چیز ہوتی ہے۔ چنانچہ ابھی قریب تھا کہ اس خشک سالی میں لوگ ہلاک ہو جاتے مگر خدا نے اپنے فضل سے بارش کر دی اور بہت سے حصہ مخلوق کو سنبھال لیا۔

غرض اوّلاً و بالذات اکمل اور اعلیٰ مستحق تعریف کا خدا تعالیٰ ہے اُس کے مقابلہ میں کسی دوسرے کا ذاتی طور پر کوئی بھی استحقاق نہیں اگر کسی دوسرے کو استحقاق تعریف کا ہے تو صرف طفیلی طور پر ہے یہ بھی خدا تعالیٰ کا رحم ہے کہ باوجودیکہ وہ وحدہٗ لا شریک ہے مگر اس نے طفیلی طور پر بعض کو اپنے محامد میں شریک کر لیا ہے جیسے اس سورہ شریفہ میں بیان فرمایا ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ اِلٰهِ النَّاسِ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِىْ يُوَسْوِسُ فِىْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ٥

اس میں اللہ تعالیٰ نے حقیقی مستحق حمد کے ساتھ عارضی مستحق حمد کا بھی اشارۃً ذکر فرمایا ہے۔ اور یہ اسلئے ہے کہ اخلاق فاضلہ کی تکمیل ہو۔ چنانچہ اس سورۃ میں تین قسم کے حق بیان فرمائے ہیں۔

فرمایا تم پناہ مانگو اللہ کے پاس جو جامع جمیع صفات کاملہ کا ہے اور جو ربّ ہے اور جو ملک ہے لوگوں کا اور پھر جو معبود و مطلوب حقیقی ہے لوگوں کا۔ یہ سورۃ اس قسم کی ہے کہ اس میں اصل توحید کو تو قائم رکھا ہے مگر معاً یہ بھی اشارہ کیا ہے کہ دوسرے لوگوں کے حقوق بھی ضائع نہ کریں جو ان اسماء کے مظہر ظلی طور پر ہیں۔ ربّ کے لفظ میں اشارہ ہے کہ گو حقیقی طور پر خدا ہی پرورش کرنے والا اور تکمیل تک پہونچانے والا ہے لیکن عارضی اور ظلی طور پر دو اور بھی وجود ہیں جو ربوبیت کے مظہر ہیں ایک جسمانی طور پر دوسرا روحانی طور پر۔ جسمانی طور پر والدین ہیں اور روحانی طور پر مرشد اور ہادی ہے۔ دوسرے مقام پر تفصیل کے ساتھ بھی ذکر فرمایا ہے

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا

یعنی خدا نے یہ چاہا ہے کہ کسی دوسرے کی بندگی نہ کرو اور والدین سے احسان کرو۔ حقیقت میں کیسی ربوبیت ہے کہ انسان بچہ ہوتا ہے اور کسی قسم کی طاقت نہیں رکھتا اس حالت میں ماں کیا کیا خدمات کرتی ہے اور والد اس حالت میں ماں کی مہمات کا متکفل ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ناتوان مخلوق کی خبر گیری کے لئے دو محل پیدا کر دیئے ہیں اور اپنی محبت کے انوار سے ایک پرتو محبت کا اُن میں ڈالدیا مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ ماں باپ کی محبت عارضی ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت حقیقی ہے اور جب تک قلوب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکا القا نہ ہو کوئی فرد بشر خواہ دوست ہو یا کوئی برابر کے درجہ کا ہو یا کوئی حاکم ہو کسی سے محبت نہیں کر سکتا اور یہ خدا کی کمال ربوبیت کا راز ہے کہ ماں باپ بچوں سے ایسی محبت کرتے ہیں کہ اُن کے تکفل میں ہر قسم کے دکھ شرح صدر سے اُٹھاتے ہیں یہاں تک کہ اُن کی زندگی کے لئے مرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے پس خدا تعالیٰ نے تکمیل اخلاق فاضلہ کے لئے ربّ الناس کے لفظ میں والدین اور مرشد کی طرف ایما فرمایا ہے تو کہ اس مجازی اور مشہود سلسلہ شکر گذاری سے حقیقی ربّ و ہادی کی شکر گذاری میں پہنچ جاویں اسی راز کے حل کی یہ کلید ہے کہ اس سورۃ شریفہ کو ربّ الناس سے شروع فرمایا ہے الٰہ الناس سے آغاز نہیں کیا

چونکہ مرشد روحانی تربیت خدا تعالےٰ کے منشاء کے موافق اُسکی توفیق و ہدایت سے کرتا ہے۔ اسلئے وہ بھی اسی میں شامل ہے۔ پھر دوسرا اشارہ اسمیں ملك الناس ہے تم پناہ مانگو خدا کے پاس جو تمہارا بادشاہ ہے۔ یہ ایک اور اشارہ ہے تا لوگوں کو متمدن دنیا کے اصول سے واقف کیا جاوے اور مہذب بنایا جاوے حقیقی طور پر تو اللہ تعالیٰ ہی بادشاہ ہے مگر اس میں اشارہ ہے کہ ظلّی طور پر دنیا میں بھی بادشاہ ہوتے ہیں اور اسی لئے اسمیں اشارۃً ملک وقت کے حقوق کی نگہداشت کی طرف بھی ایما ہے۔ یہاں کافر اور مشرک اور موحد بادشاہ کسی قسم کی قید نہیں بلکہ عام طور پر ہے کسی مذہب کا بادشاہ ہو مذہب اور اعتقاد کے حصے جدا ہیں قرآن میں جہاں جہاں خدا نے محسن کا ذکر فرمایا ہے وہاں کوئی شرط نہیں لگائی کہ وہ مسلمان ہو اور موحد ہو اور فلاں سلسلہ کا ہو بلکہ عام طور پر محسن کی نسبت فرمایا خواہ وہ کوئی مذہب رکھتا ہو هل جزاء الاحسان الا الاحسان کہ کیا احسان کا بدلا احسان کے سوا بھی ہو سکتا ہے۔

اب ہم اپنی جماعت کو اور تمام سننے والوں کو بڑی صفائی اور وضاحت سے سُناتے ہیں کہ سلطنت انگریزی ہماری محسن ہے اُس نے ہم پر بڑے بڑے احسان کئے ہیں۔ جسکی عمر ۶۰ یا ۷۰ برس کی ہوگی وہ خوب جانتا ہوگا کہ ہم پر سکھوں کا ایک زمانہ گذرا ہے اُسوقت مسلمانوں پر جسقدر آفتیں تھیں وہ پوشیدہ نہیں ہیں اُنکو یاد کرکے بدن پر لرزہ پڑتا ہے اور دل کانپ اُٹھتا ہے۔ اُسوقت مسلمانوں کو عبادات اور فرائض مذہبی کی بجا آوری سے جو اُنکو جان سے عزیز تر ہیں روکا گیا تھا۔ بانگ نماز جو نماز کا مقدمہ ہے اُسکو باآواز بلند پکارنے سے روکا گیا تھا۔ اگر کبھی مؤذن کے مُنہ سے سہواً اللہ اکبر باآواز بلند نکل جاتا تو اُسکو مار دیا جاتا تھا۔ اسیطرح پر مسلمانوں کے حلال و حرام کے معاملہ میں بیجا تصرف کیا گیا تھا۔ ایک گائے کے مقدمہ میں ایک دفعہ پانچ ہزار غریب مسلمان قتل کئے گئے بٹالہ کا واقعہ ہے کہ ایک سید وہیں کا رہنے والا باہر سے دروازہ پر آیا وہاں گائیوں کا ہجوم تھا اُسنے تلوار کی نوک سے ذرا ہٹایا اور ایک گائے کے چمڑے کو خفیف سی خراش پہونچگئی وہ بیچارا پکڑ لیا گیا اور اس امر پر زور دیا گیا کہ اسکو قتل کردیا جائے آخر بڑی سفارشوں کے بعد اُسکا ہاتھ کاٹا گیا۔ مگر اب دیکھو کہ ہر قوم و مذہب کو کیسی آزادی ہے ہم صرف مسلمانوں کا ذکر کرتے ہیں۔ فرائض مذہبی اور عبادات کے بجالانے میں سلطنت نے پوری آزادی دے رکھی ہے اور کسی کے مال و جان و آبرو سے کوئی ناحق کا تعرض نہیں۔ برخلاف اُس پرفتن وقت کے کہ ہر ایک شخص کیسا ہی اُسکا حساب پاک ہو اپنی جان و مال پر لرزتا رہتا تھا۔ اب اگر کوئی خود اپنا چلن خراب کرے اور اپنی بے اندامی اور ارتکاب جرایم سے خود مستوجب عقوبت ٹھہر جاوے تو اور بات ہے یا خود ہی سوء اعتقاد اور غفلت کی وجہ سے عبادت میں کوتاہی کرے تو جدا امر ہے لیکن گورنمنٹ کی طرف سے ہر طرح کی پوری آزادی ہے۔ اسوقت جسقدر عابد بننا چاہو بنو کوئی روک نہیں گورنمنٹ خود معابد مذہبی کی حرمت کرتی ہے اور اُن کی مرمت وغیرہ پر ہزاروں روپیہ خرچ کردیتی ہے سکھوں کے زمانہ میں اس کے خلاف یہ حال تھا کہ مسجدوں میں بھنگ گھُٹتی تھی اور گھوڑے بندھتے تھے چنانچہ نمونہ خود یہاں قادیان میں موجود ہے اور پنجاب کے بڑے بڑے شہروں میں اس کے نمونے ملیں گے۔ لاہور میں آج تک بھی ایک مسجد سکھوں کے قبضہ میں ہے۔ آج اُس کے مقابل میں گورنمنٹ انگلشیہ ان بزرگ مکانوں کی ہر قسم کی واجب عزت کرتی ہے اور مذہبی مکانات کی تکریم اپنے فرائض میں سے سمجھتی ہے جیسا کہ ان ہی دنوں حضور ویسرائے لارڈ کرزن صاحب بہادر بالقابہ نے دہلی کی جامع مسجد میں جوتا پہنکر جانے کی مخالفت اپنی عملی حالت سے ثابت کردی اور قابل اقتدا نمونہ بادشاہانہ اخلاق فاضلہ کا دیا اور اُن کی اُن تقریروں سے جو وقتاً فوقتاً انھوں نے مختلف موقعوں پر کی ہیں صاف معلوم ہوگیا ہے کہ وہ مذہبی مکانات کی کیسی عزت کرتے ہیں۔ پھر دیکھو کہ گورنمنٹ نے کہیں منادات نہیں کی کہ کوئی باآواز بلند بانگ نہ دے یا روزہ نہ رکھے بلکہ انھوں نے ہر قسم کی تغذیہ کے سامان مہیا کئے ہیں جسکا سکھوں کے ذلیل زمانہ میں نام و نشان تک نہ تھا۔ برف۔ سوڈا واٹر اور بسکٹ ڈبل روٹی وغیرہ ہر قسم کی غذائیں بہم پہونچائیں اور ہر قسم کی سہولت دی ہے یہ ایک ضمنی امداد ہے جو ان لوگوں سے ہمارے شعائر اسلام کو پہونچی ہے۔ اب اگر کوئی خود روزہ نہ رکھے تو یہ اور بات ہے افسوس کی بات ہے کہ مسلمان خود شریعت کی توہین کرتے ہیں۔ چنانچہ دیکھو جنھوں نے ان دنوں روزے رکھے ہیں وہ کچھ دُبلے نہیں ہوگئے۔ اور جنھوں نے استخفاف کے ساتھ اس مہینہ کو گذارا ہے وہ کچھ موٹے نہیں ہوگئے اُنکا بھی وقت گذر گیا اور اُنکا بھی زمانہ گذر گیا۔ جاڑے کے روزے تھے صرف غذا کے اوقات کی ایک تبدیلی تھی سات آٹھ بجے نہ کھائی چار پانچ بجے کھالی۔ باوجود اس قدر رعایت کے پھر بھی بہتوں نے شعائر اللہ

کی عظمت نہیں کی اور خدا تعالیٰ کے اِس واجب التکریم مہمان ماہ رمضان کو بڑی حقارت سے دیکھا۔ اسقدر آسائش کے مہینوں میں رمضان کا آنا ایک قسم کا معیار تھا۔ اور مطیع وعاصی میں فرق کرنے کے لیئے یہ روزے میزان کا حکم رکھتے تھے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے آسانی بھی سلطنت نے ہر قسم کی آزادی دے رکھی ہے طرح طرح کے پھل اور غذائیں میسر آتی ہیں کوئی آسائش و آرام کا سامان نہیں جو آج مہیا نہ ہو سکتا ہو۔ بایں ہمہ جو پروا نہیں کی گئی اس کی کیا وجہ ہے ؟ اس کی کیا وجہ ہے کہ دلوں میں خدا پر ایمان نہیں رہا۔ افسوس خدا کا ایک ادنیٰ بھنگی کے برابر بھی لحاظ نہیں کیا جاتا گویا یہ خیال ہے کہ خدا سے کبھی واسطہ ہی نہ ہوگا اور نہ اُس سے کبھی پالا پڑے گا اور اُس کی عدالت کے سامنے جانا ہی نہیں کاش سنکر غور کریں اور سوچیں کہ کروڑوں سورجوں کی روشنی سے بھی بڑھکر خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت ہیں افسوس کی جگہ ہے کہ ایک جوتہ کو دیکھکر یقینی طور پر سمجھ لیا جاتا ہے کہ اس کا کوئی بنانے والا ہے۔ مگر یہ کسقدر بدبختی ہے کہ خدا تعالیٰ کی بے انتہا مخلوق کو دیکھ کر بھی اُس پر ایمان نہ ہو یا ایسا ایمان ہو جو نہ ہونے میں داخل ہے۔ خدا تعالیٰ کی ہمپر بہت رحمتیں ہیں از انجملہ ایک یہ ہے کہ اُس نے ہمکو جلتے ہوئے تنور سے نکالا سکھوں کا زمانہ ایک آتشی تنور تھا اور انگریزوں کا قدم رحمت و برکت کا قدم ہے۔ میںنے سنا ہے کہ جب اول ہی اول انگریز آئے تو ہوشیارپور میں کسی مؤذن نے اونچی اذان کہی چونکہ ابھی ابتدا تھی اور ہندوں اور سکھوں کا خیال تھا کہ یہ بھی اونچی اذان کہنے پر روکیں گے یا ان کی طرح اگر گائے کو کسی سے زخم لگ جاوے تو اُس کا ہاتھ

کاٹیں گے۔ اُس اونچی اذان کہنے والے مؤذن کو پکڑ لیا۔ ایک بڑا ہجوم ہوگیا اور ڈپٹی کمشنر کے سامنے وہ لایا گیا بڑے بڑے رئیس مہاجن جمع ہوئے اور کہا حضور ہمارے آٹے بھرشٹ ہوگئے ہمارے برتن ناپاک ہوگئے جب یہ باتیں اُس انگریز کو سنائی گئیں تو اُسے بڑا تعجب ہوا کہ کیا بانگ میں ایسی خاصیت ہے کہ کھانے کی چیزیں ناپاک ہو جاتی ہیں اُسنے سررشتہ دار سے کہا کہ جب تک تجربہ نہ کر لیا جاوے اس مقدمہ کو نہ کرنا چاہیئے چنانچہ اُس نے موذن کو حکم دیا کہ تو پھر اُسیطرح بانگ دے وہ ڈرا کہ شاید دوسرا جرم نہ ہو مگر جب اُس کو تسلی دی گئی اُس نے اُسی قدر زور سے بانگ دی۔ صاحب بہادر نے کہا کہ ہمکو تو اس سے کوئی ضرر نہیں پہونچا سررشتہ دار سے پوچھا کہ تمکو کوئی ضرر پہونچا اُس نے بھی کہا کہ حقیقت میں کوئی ضرر نہیں۔ آخر اُس کو چھوڑ دیا گیا اور کہا گیا جاؤ جسطرح چاہو بانگ دو۔ اللہ اکبر یہ کسقدر آزادی ہے اور کسقدر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ پھر ایسے احسان پر اور ایسے انعام صریح پر بھی اگر کوئی دل گورنمنٹ انگریزی کا احسان محسوس نہیں کرتا وہ دل بڑا کافر نعمت اور نمک حرام اور سینہ سے چیر کر نکال ڈالنے کے لائق ہے۔

خود ہمارے اس گاؤں میں جہاں ہماری مسجد ہے کارداروں کی جگہ تھی ہمارے بچپن کا زمانہ تھا لیکن میںنے معتبر آدمیوں سے سنا ہے کہ جب انگریزی دخل ہوگیا تو چند روز تک وہی قانون رہا۔ ایک کاردار آیا ہوا تھا اُس کے پاس ایک مسلمان سپاہی تھا وہ مسجد میں آیا اور مؤذن کو کہا کہ بانگ دی

اُس نے وہی گنگنا کر اذان دی۔ سپاہی نے کہا کہ کیا تم اسی طرح بانگ دیتے ہو موذن نے کہا ہاں اسی طرح دیتے ہیں سپاہی نے کہا کہ نہیں کوٹھے پر چڑھکر اونچی آواز سے اذان دے اور جسقدر زور سے ممکن ہو دے وہ ڈرا آخر اُس نے زور سے بانگ دی تمام ہندو اکٹھے ہوگئے اور ملّا کو پکڑ لیا وہ بیچارا بہت ڈرا اور گھبرایا کہ کاردار مجھے پھانسی دیدے گا۔ سپاہی نے کہا کہ میں تیرے ساتھ ہوں آخر سنگدل چھری مار برہمن اُسکو پکڑ کر کاردار کے پاس لے گئے اور کہا کہ مہاراج اس نے ہم کو بھرشٹ کر دیا کاردار تو جانتا تھا کہ سلطنت تبدیل ہوگئی ہے اور اب **وہ سکھا شاہی** نہیں رہی مگر ذرا دبی زبان سے پوچھا کہ تو نے اونچی آواز سے کیوں بانگ دی ؟ سپاہی نے آگے بڑھکر کہا کہ اِنہوں نہیں میںنے بانگ دی۔ کاردار نے کہا کہ کمبختو ! کیوں شور ڈالتے ہو لاہور میں تو اب کھلے طور سے گائے ذبح ہوتی ہے تم ایک اذان کو روتے ہو۔ جاؤ چپکے ہوکر بیٹھ رہو۔ الغرض یہ واقعی اور سچی بات ہی جو ہمارے دل سے نکلتی ہے۔ جس قوم نے ہمکو تحت الثریٰ سے نکالا ہے اُس کا احسان ہم نہ مانیں یہ کسقدر ناشکری اور نمک حرامی ہے۔

اس کے علاوہ بڑی جہالت پھیلی ہوئی تھی ایک بڈھے کرم شاہ نے بیان کیا کہ میںنے اپنے اُستاد کو دیکھا ہے کہ وہ بڑے تضرع سے دعا کرتے تھے کہ صحیح بخاری کی ایک دفعہ زیارت ہو جائے اور بعض وقت اس خیال کر کہ کہاں ممکن ہے دعا کرتے کرتے انکی ہچکیاں بندھ جاتی تھیں اب وہی بخاری دو چار روپیہ میں امرتسر اور لاہور سے ملتی ہے۔ ایک مولوی شیر محمد صاحب تھے کہیں دو چار ورق احیاء العلوم کے اُن کو مل گئے لمبی مدت تک ہر نماز کے بعد نمازیوں کو بڑی خوشی

اور فخر سے دکھایا کرتے تھے کہ یہ احیاء العلوم ہے اور ترستے تھے کہ پوری کتاب کہیں سے ملجائے اب جابجا احیاء العلوم مطبوعہ موجود ہے۔ غرض انگریزی قدم کی برکت سے لوگوں کی دینی آنکھ بھی کھل گئی ہے اور خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اسی سلطنت کے ذریعہ دین کی کسقدر اعانت ہوئی ہے کہ کسی سلطنت میں ممکن ہی نہیں۔ پریس کی برکت اور قسم قسم کے کاغذ کی ایجاد سے ہر قسم کی کتابیں تھوڑی تھوڑی قیمت پر میسر آسکتی ہیں اور پھر ڈاکخانہ کے طفیل سے کہیں سے کہیں گھر بیٹھے بٹھائے پہونچ جاتی ہیں اور یوں دین کی صداقتوں کی تبلیغ کی راہ کسقدر سہل اور صاف ہوگئی ہے۔ پھر منجملہ اور برکات کے جو تائید دین میں اس گورنمنٹ کے عہد میں ملی ہیں ایک یہ بھی ہے کہ عقلی قویٰ اور ذہنی طاقتوں میں بڑی ترقی ہوئی ہے اور چونکہ گورنمنٹ نے ہر ایک مذہب کو اُس کے مذہب کی اشاعت کی آزادی دی ہے اسطرح پر لوگوں کو ہر ایک مذہب کے اصول اور دلایل پر کھنے اور اُنپر غور کرنے کا موقعہ مل گیا ہے۔ اسلام پر جب مختلف مذہب والوں نے حملے کئے تو اہل اسلام کو اپنے مذہب کی تائید اور صداقت کے لئے اپنی مذہبی کتابوں پر غور کرنے کا موقع ملا اور اُن کی عقلی قوتوں میں ترقی ہوئی۔ قاعدہ کی بات ہے کہ جیسے جسمانی قویٰ ریاضت کرنے سے بڑھتے ہیں ایسا ہی روحانی قویٰ بھی ریاضت سے نشو ونما پاتے ہیں۔ جیسا گھوڑا چابک سوار کے نیچے آکر درست ہوتا ہے اسی طرح سے انگریزوں کے آنے سے مذہب کے اصولوں پر غور کرنے کا موقع ملا اور تدبر کرنے والوں کو استقامت اور استحکام مذہب حق میں زیادہ ملگیا اور جس جس موقعہ پر قرآن کریم کے مخالفوں نے انگشت رکھی وہیں سے غور کرنے والوں کو ایک گنج معارف کا ملا۔ اور اس آزادی کی وجہ سے علم کلام نے معتدبہ ترقی کی اور وہ مخصوصاً اسجگہ ہوئی ہے اب اگر روم یا شام کا رہنے والا خواہ وہ کیسا ہی عالم و فاضل کیوں نہ ہو آجاوے تو وہ عیسائیوں کے یا آریوں کے اعتراضات کا کافی جواب نہ دیسکیگا کیونکہ اُسکو ایسی آزادی اور وسعت کے ساتھ مختلف مذاہب کے اصولوں کے موازنہ کرنے کا موقع نہیں ملا غرض جیسے جسمانی طور پر گورنمنٹ انگلشیہ سے ملک میں امن ہوا۔ ایسے ہی روحانی امن بھی پوری طرح پھیلا چونکہ ہمارا تعلق دینی اور روحانی باتوں سے ہے۔ اس لئے ہم زیادہ تران امور کا ذکر کریں گے جو فرائض مذہب کے ادا کرنے میں گورنمنٹ کی طرف سے ہم کو بطور احسان ملے ہیں یاد رکھنا چاہئے کہ انسان پوری آزادی اور اطمینان کے ساتھ عبادات کو تب ہی بجا لا سکتا ہے کہ اُس میں چار شرطیں موجود ہوں اور وہ یہ ہیں۔

اوّل صحت اگر کوئی شخص ایسا ضعیف ہو کہ چارپائی سے اُٹھ نہ سکے وہ صوم و صلوٰۃ کا کیا پابند ہو سکتا ہے۔ اسی طرح پر حج زکوٰۃ وغیرہ بہت سے ضروری امور کی بجا آوری سے قاصر رہے گا۔ اب دیکھنا چاہئے کہ گورنمنٹ کے طفیل سے ہمکو صحت جسمانی کے بحال رکھنے کے لئے کسقدر سامان ملے ہیں۔ ہر بڑے شہر اور قصبہ میں کوئی نہ کوئی ہسپتال ضرور ہے جہاں مریضوں کا علاج نہایت دلسوزی اور ہمدردی سے کیا جاتا ہے اور دوا غذا وغیرہ مفت دی جاتی ہیں بعض بیماروں کو ہسپتال میں رکھکر ایسے طور پر انکی نگہداشت اور غور و پرداخت کیجاتی ہے کہ کوئی اپنے گھر میں بھی ایسی آسانی اور سہولت اور آرام کے ساتھ علاج نہیں کر سکتا۔

حفظان صحت کا ایک الگ محکمہ بنا رکھا ہے جسپر کروڑہا روپیہ سالانہ خرچ ہوتا ہے۔ قصبات اور شہروں کی صفائی کے بڑے بڑے سامان بہم پہونچائے ہیں۔ گندہ پانی اور مواد ردیہ مضر صحت کو دفع کرنے کے لیے الگ انتظام ہیں۔ پھر ہر قسم کی سریع الاثر ادویہ طیار کرکے بہت کم قیمت پر مہیا کی جاتی ہیں یہانتک کہ ہر ایک آدمی چند دوائیں اپنے گھر میں رکھکر بوقت ضرورت علاج کر سکتا ہے۔

بڑے بڑے میڈیکل کالج جاری کرکے طبّی تعلیم کو کثرت سے پھیلایا یہانتک کہ دیہات میں بھی ڈاکٹر ملتے ہیں۔ بعض خطرناک امراض چیچک۔ ہیضہ طاعون وغیرہ کے دفعیہ کے لیے الگ محکمے ہیں۔ جو ابھی طاعون کے متعلق جسقدر کارروائی گورنمنٹ کی طرف سے عمل میں آئی ہے وہ بہت ہی کچھ شکر گذاری کے قابل ہے۔ غرض صحت کے لحاظ سے گورنمنٹ نے ہر قسم کی ضروری امداد دی ہے اور اسطرح پر عبادت کے لئے پہلی اور ضروری شرط پورا کرنے کے واسطے بہت بڑی مدد دی ہے۔

دوسری شرط **ایمان** ہے۔

اگر خدا تعالیٰ اور اُس کے احکام پر ایمان ہی نہ رہا ہو اور اندر ہی اندر بیدینی اور الحاد کا جذام لگ گیا ہو پھر بھی تعمیل احکام الٰہی نہیں ہوتی جیسے بہت لوگ کہتے ہیں ترا بہ حگ منٹھا تے اگلا کن ڈٹھا۔ افسوس ہے دو آدمیوں کی شہادت پر ایک مجرم کو پھانسی مل سکتی ہے مگر باوجودیکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اور بے انتہا ولیوں کی شہادت موجود ہے

لیکن ابھی تک اس قسم کا الحاد ان لوگوں کے دلوں سے نہیں گیا۔ ہر زمانہ میں خدا تعالیٰ اپنے مقتدر نشانوں اور معجزات سے انا الموجود کہتا ہے مگر یہ کم بخت کان رکھتے ہوئے بھی نہیں سنتے۔ غرض یہ شرط بھی بہت بڑی ضروری شرط ہے اس کے لئے بھی ہمیں گورنمنٹ انگلشیہ کا شکر گذار ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ایمان و اعتقاد پختہ کرنے کے لئے عام تعلیم مذہبی کی ضرورت تھی اور مذہبی تعلیم کا انحصار مذہبی کتابوں کی اشاعت سے وابستہ تھا۔ پریس ڈاک خانہ کی برکت سے ہر قسم کی مذہبی کتابیں مل سکتی ہیں اور اخبارات کے ذریعہ تبادلہ خیالات کا موقع ملتا ہے۔ سعید الفطرت لوگوں کے لئے بڑا بھاری موقع حاصل ہے کہ ایمان و اعتقاد میں رسوخ حاصل کریں۔ ان باتوں کے علاوہ جو ضروری اور اشد ضروری بات ایمان کے رسوخ کیلئے ہے وہ خدا تعالیٰ کے نشانات ہیں جو اس شخص کے ہاتھ پر سرزد ہوتے ہیں جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتا ہے اور اپنے طرز عمل سے گم شدہ صداقتوں اور معرفتوں کو زندہ کرتا ہے۔ سو خدا کا شکر کرنا چاہیئے کہ اس نے اس زمانہ میں جسکو بھیج

ایمان زندہ کرنیکے لئے مامور کیا

اور اس لئے بھیجا کہ تا لوگ قوت یقین میں ترقی کریں وہ بھی اسی مبارک گورمنٹ کے عہد میں آیا۔ وہ کون؟

وہی جو تم میں کھڑا ہوا بول رہا ہے

چونکہ یہ مسلم بات ہے کہ جب تک پوری طور پر ایمان نہ ہو نیکی کے اعمال انسان علیٰ وجہ الاتم بجا نہیں لاسکتا جسقدر کوئی پہلو یا کنگرہ ایمان کا گرا ہوا ہو اسی قدر انسان اعمال میں سست اور کمزور ہوگا اس بنا پر ولی وہ کہلاتا ہے جس کا ہر پہلو سالم ہو اور وہ کسی پہلو سے کمزور نہ ہو اسکی عبادات اکمل و اتم طور پر صادر ہوتی ہیں غرض دوسری شرط ایمان کی سلامتی ہے۔

تیسری شرط انسان کے لئے طاقت مالی ہے مساجد کی تعمیر اور امور متعلقہ اسلام کی بجا آوری مالی طاقت پر منحصر ہے۔ اس کے سوا تمدنی زندگی اور تمام امور کا اور خصوصاً مساجد کا انتظام بہت مشکل سے ہوتا ہے اب اس پہلو کے لحاظ سے گورنمنٹ انگلشیہ کو دیکھو۔ گورنمنٹ نے ہر قسم کی تجارت کو ترقی دی۔ تعلیم پھیلا کر ملک کی باشندوں کو نوکریاں دیں اور بڑے بڑے عہدے دیئے۔ سفر کے وسائل بہم پہونچا کر دوسرے ملکوں میں جاکر روپیہ کمانے میں مدد دی چنانچہ ڈاکٹر۔ پلیڈر۔ عدالتوں کے عہدہ دار سررشتہ تعلیم وغیرہ بہت سے ذریعوں سے لوگ معقول روپیہ کماتے ہیں اور تجارت کرنے والے سوداگر قسم قسم کے تجارتی مال ولایت اور دور دراز ملکوں افریقہ اور اسٹریلیا وغیرہ میں جاکر مالا مال ہو کر آتے ہیں غرض روزگار عام کر دیا اور روپیہ کمانے کے بہت سے ذریعے پیدا کر دیئے۔

چوتھی شرط امن ہے

یہ امن کی شرط انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہے جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اسکا انحصار علی الخصوص سلطنت پر رکھا گیا ہے۔ جسقدر سلطنت نیک نیت اور اسکا دل کھوٹ سے پاک ہوگا اسی قدر یہ شرط زیادہ صفائی سے پوری ہوگی۔ اب اس زمانہ میں امن کی شرط اعلیٰ درجہ پر پوری ہو رہی ہے میں خوب یقین رکھتا ہوں کہ سکھوں کے زمانہ کے دن انگریزوں کے زمانہ کے راتوں سے بھی کم درجہ پر تھے یہاں سے قریب ہی بونڈر[ھ] ایک گاؤں ہے + وہاں اگر کوئی عورت جایا کرتی تھی تو رو رو کر جایا کرتی تھی۔ کہ خدا جانے پھر واپس آنا ہوگا یا نہیں [*] سکھوں کے جور و ظلم کی یہ نشانی اب تک بھی قائم ہے کہ باوجودیکہ اب راستے صاف اور امن سے پُر ہیں لیکن پھر بھی اکثر جب کوئی سفر کو جاتا ہے تو رو رو کر بچھڑتا ہے۔ ایڈیٹر [*] اب یہ حالت ہے کہ زمین کی انتہا تک چلا جاوے کسی قسم کا خطرہ نہیں سفر کے وسائل ایسے آسان کر دیئے ہیں کہ ہر ایک قسم کا آرام حاصل ہے گویا گھر کی طرح ریل میں بیٹھا ہوا یا سویا ہوا جہاں چاہے چلا جاوے مال و جان کی حفاظت کے لئے پولیس کا وسیع صیغہ موجود ہے۔ حقوق کی حفاظت کے لئے عدالتیں کھلی ہیں جہاں تک چاہے چلا جاوے یہ کس قدر احسان ہیں جو ہماری علمی آزادی کا موجب ہوئے ہیں۔ پس اگر ایسی حالت میں جبکہ جسم و روح پر بے انتہا احسان ہو رہے ہیں ہم میں صلحکاری اور شکر گذاری کا مادہ پیدا نہیں ہوتا تو تعجب کی بات ہے؟ جو مخلوق کا شکر نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کر سکتا۔ وجہ کیا ہے؟ اس لئے کہ وہ مخلوق بھی تو خدا ہی کا فرستادہ ہوتا ہے اور خدا ہی کے ارادہ کے تحت میں چلتا ہے۔ الغرض یہ سب امور جو پہلے بیان کئے ہیں ایک نیک دل انسان کو مجبور کر دیتے ہیں کہ وہ ایسے محسن کا شکر گذار ہو یہی وجہ ہے کہ ہم بار بار اپنی تصنیفات میں اور اپنی تقریروں میں گورنمنٹ انگلشیہ کے احسانوں کا ذکر کرتے ہیں کیونکہ ہمارا دل واقعی اس کے احسانات کی لذت سے بھرا ہوا ہے احسان فراموش نادان اپنی منافقانہ فطرتوں پر قیاس کر کے ہمارے اس طریق عمل کو جو صدق اخلاص سے پیدا ہوتا ہے جھوٹی خوشامد پر حمل کرتی ہیں

مراد علی

ھ موضع قادیان سے یہ گاؤں دو میل ہوگا۔ جمالی

اب میں پھر اصل بات کی طرف عود کرکے بتلانا چاہتا ہوں کہ پہلے اس سورۃ میں خدا تعالیٰ نے رب الناس فرمایا پھر ملک الناس آخر میں الٰہ الناس فرمایا جو اصلی مقصود اور مطلوب انسان کا ہے۔ الٰہ کہتے ہیں معبود مقصود مطلوب کو لا الٰہ الا اللہ کے معنی یہی ہیں کہ لا معبود لی و لا مقصود لی و لا مطلوب لی الا اللہ یہی سچی توحید ہے کہ ہر مدح و ستائش کا مستحق اللہ تعالیٰ ہی کو ٹھیرایا جاوے۔ پھر فرمایا من شر الوسواس الخناس یعنی وسوسہ ڈالنے والے خناس کے شر سے پناہ مانگو خناس عربی میں سانپ کو کہتے ہیں جسے عبرانی میں نحاش کہتے ہیں اسلئے کہ اس نے پہلے بھی بدی کی تھی یہاں ابلیس یا شیطان نہیں فرمایا تاکہ انسان کو اپنی ابتدائی ابتلا یاد آوے کہ کسطرح شیطان نے ان کے ابوین کو دھوکا دیا تھا اس وقت اس کا نام خناس ہی رکھا گیا تھا یہ ترتیب خدا نے اس لئے اختیار فرمائی ہے تاکہ انسان کو پہلے واقعات پر آگاہ کرے کہ جس طرح شیطان نے خدا کی اطاعت سے انسان کو فریب دیکر روگرداں کیا ویسے ہی وہ کسی وقت ملک وقت کی اطاعت سے بھی عاصی اور روگرداں نہ کراوے۔ یوں انسان ہر وقت اپنی نفس کے ارادوں اور منصوبوں کی جانچ پڑتال کرتا رہے کہ مجھ میں ملک وقت کی اطاعت کسقدر ہے اور کوشش کرتا رہے اور خدا تعالیٰ سے دعا مانگتا رہے کہ کسی مدخل سے شیطان اس میں داخل نہ ہو جاوے اب اس سورۃ میں جو اطاعت کا حکم ہے وہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کا حکم ہے کیونکہ اصلی اطاعت اسی کی ہے مگر والدین۔ مرشد و ہادی اور بادشاہ وقت کی اطاعت کا بھی حکم ہے کیونکہ انکی اطاعت کا بھی حکم خدا ہی نے دیا ہے۔ اور اطاعت کا فائدہ یہ ہوگا کہ خناس کے قابو سے بچ جاؤ گے۔ پس پناہ مانگو کہ خناس کی وسوسہ اندازی کے شر سے محفوظ رہو کیونکہ مومن ایک ہی سوراخ سے دو مرتبہ نہیں کاٹا جاتا۔ ایک بار جس راہ سے مصیبت آئی دوبارہ اس میں نہ پھنسو۔ پس اس سورۃ میں صریح اشارہ ہے کہ بادشاہ وقت کی اطاعت کرو۔ خناس میں خواص اسی طرح ودیعت رکھے گئے ہیں جیسے خدا تعالیٰ نے درخت پانی آگ وغیرہ چیزوں اور عناصر میں خواص رکھے ہیں عنصر کا لفظ اصل میں عنص سر ہے عربی میں ص اور س کا بدل ہوجاتا ہے یعنی یہ چیز اسرار الٰہی میں سے ہے درحقیقت یہاں آکر انسان کی تحقیقات رہ جاتی ہے غرض ہر ایک چیز خدا ہی کی طرف سے ہے خواہ وہ بسائط کی قسم سے ہو خواہ مرکبات کی قسم سے جبکہ یہ بات ہے کہ ایسے بادشاہوں کو بھیجکر اس نے ہزار ہا مشکلات سے ہمکو چھڑایا اور ایسی تبدیلی بخشی کہ ایک آتشی تنور سے نکال کر ایسے باغ میں پہونچا دیا جہاں فرحت افزا پودے ہیں اور ہر طرف ندیاں جاری ہیں اور ٹھنڈی خوشگوار ہوائیں چل رہی ہیں پھر کسقدر ناشکری ہوگی اگر کوئی انکی احسانات کو فراموش کردے خاصکر ہماری جماعت کو جسکو خدا نے بصیرۃ دی ہے اور انمیں نفاق نہیں ہے شکر گذاری کا بڑا عمدہ نمونہ بننا چاہیے مجھے کامل یقین ہے کہ میری جماعت میں نفاق نہیں ہے اور میرے ساتھ تعلق پیدا کرنے میں انکی فراست نے غلطی نہیں کی اس لئے کہ میں درحقیقت وہی ہوں جسکے آنے کو ایمانی فراست نے سمجھتے پر متوجہ کیا ہے اور خدا تعالیٰ گواہ اور آگاہ ہے کہ میں وہی صادق اور امین اور موعود ہوں جسکا وعدہ لوگوں کو ہمارے سید و مولیٰ صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے دیا گیا تھا مگر جنہوں نے مجھ سے تعلق پیدا نہیں کیا وہ اس نعمت سے محروم ہیں۔ فراست گویا ایک کرامت ہے۔ لفظ فراست بفتح الفا بھی ہے اور بکسر الفا بھی۔ زبر کے ساتھ اس کے معنی ہیں گھوڑے پر چڑھنا مومن فراست کے ساتھ اپنے نفس کا چابک سوار ہوتا ہے خدا کیطرف سے اسکو نور ملتا ہے جس سے وہ راہ پاتا ہے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ** یعنی مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ نور اللہ سے دیکھتا ہے غرض ہماری جماعت کی فراست کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ انھوں نے خدا کے نور کو شناخت کیا۔ اسی طرح میں امید رکھتا ہوں کہ ہماری جماعت عملی حالت میں ترقی کریگی کیونکہ وہ منافق نہیں ہے اور وہ ہمارے مخالفوں کے اس طرز عمل سے بالکل پاک ہے کہ جب حکام سے ملتے ہیں تو انکی تعریفیں کرتے ہیں اور جب گھر میں آتے ہیں تو کافر ٹھہراتے ہیں۔

سنو اور یاد رکھو کہ خدا اس طرز عمل کو پسند نہیں فرماتا تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور محض خدا کے لئے رکھتے ہو

نیکی کرنیوالوں کے ساتھ نیکی کرو اور بدی کرنیوالوں کو معاف کرو

کوئی شخص صدیق نہیں ہو سکتا جبتک وہ یکرنگ نہو۔ جو منافقانہ چال چلتا ہے اور دورنگی اختیار کرتا ہے وہ آخر پکڑا جاتا ہے مثل مشہور ہے دروغگورا حافظہ نباشد۔

اسوقت میں ایک اور ضروری بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ سلاطین کو اکثر مہمیں پیش آتی ہیں اور وہ بھی رعایا ہی کے بچاؤ اور حفاظت کے لئے ہوتی ہیں تم نے دیکھا ہے کہ ہماری گورنمنٹ کو سرحد پہ کئی بار جنگ کرنی پڑی ہے۔ گو سرحدی لوگ مسلمان ہیں مگر ہمارے نزدیک وہ حق پر نہیں ہیں۔ انکا انگریزوں کے ساتھ جنگ کرنا کسی مذہبی حیثیت اور پہلو سے درست نہیں ہے اور نہ وہ حقیقۃً مذہبی پہلو سے لڑتے ہیں

غلام مولا

کیا وہ بتلا سکتے ہیں کہ گورنمنٹ نے مسلمانوں کو آزادی نہیں دے رکھی ؟ بیشک دے رکھی ہے اور ایسی آزادی دے رکھی ہے جسکی نظیر کابل اور نواح کابل میں رہ کر بھی نہیں مل سکتی - امیر کے حالات اچھے سننے میں نہیں آتے ان سرحدی مجنونوں کے لڑنیکی کوئی وجہ بجز اسکے نہیں ہے کہ دس بیس روپے ملجاویں تو وہ غازی پن غرق ہوجاتا ہے - یہ لوگ ظالم طبع ہیں جو اسلام کو بدنام کرتے ہیں اسلام بادشاہ وقت اور محسن کے حقوق قائم کرتا ہے یہ دنی الطبع لوگ اپنی پیٹ کی خاطر حدود اللہ کو توڑتے ہیں اور ان کی رزالت اور سفاہت اور سفاکی کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ ایک روٹی کے لئے باسانی ایک انسان کا خون کردیتے ہیں ایسا ہی آجکل ہماری گورنمنٹ کو ٹرانسوال کی ایک چھوٹی سی جمہوری سلطنت کے ساتھ مقابلہ ہے - وہ سلطنت پنجاب سی بڑی نہیں ہے اور یہ سراسر اُس کی حماقت ہے کہ اسقدر بڑی سلطنت کے ساتھ مقابلہ شروع کیا ہے لیکن اسوقت جبکہ مقابلہ شروع ہوگیا ہے ہر ایک مسلمان کا حق ہے کہ انگریزوں کی کامیابی کے لئے دعا کرے - ہمکو ٹرانسوال سے کیا غرض جسکی ہمپر ہزاروں احسان ہیں ہمارا فرض ہے کہ اُسکی خیر خواہی کریں - ایک ہمسایہ کے اتنے حقوق ہیں کہ اسکی تکلیف سنکر اُسکا پتہ پانی ہوجاتا ہے تو کیا اب ہمارے دلوں کو سرکار انگلشیہ کے وفادار سپاہیوں کے مصائب پڑھکر صدمہ نہیں پہونچتا - میرے نزدیک وہ بڑا بیایا دل ہے جسے گورنمنٹ کے دُکھ اپنے دُکھ معلوم نہیں ہوتے -

یاد رکھو جذام کئی قسم کے ہوتے ہیں ایک جذام جسم کو لگ جاتا ہے جسکو کوڑھ کہتے ہیں اور ایک جذام روح کو لگ جاتا ہے ہمارے یہاں ایک شخص بازار میں رہا کرتا تھا اگر کوئی مقدمہ کسی پر ہو جاتا تو پوچھا کرتا تھا کہ مقدمہ کی کیا صورت ہے اگر کسی نے کہدیا کہ وہ بری ہوگیا یا اچھی صورت ہے تو اسپر آفت آجاتی اور چپ ہوجاتا - اگر کوئی کہدیتا کہ فرد قرارداد جرم لگ گئی تو بہت خوش ہوتا اور اُسکو پاس بٹھاکر سارا قصہ سُنتا غرض بعض آدمیوں کی فطرت میں بد اندیشی کا مادہ ہوتا ہے کہ وہ بُری خبریں سُننا چاہتے ہیں اور کسی کی بُرائی پر خوش ہوتے ہیں - کیونکہ شیطان کی سیرت ان کے اندر ہوتی ہے پس بد خواہی کسی انسان کی بھی اچھی نہیں چہ جائیکہ محسن کی ہو - لہذا میں اپنی جماعت کو کہتا ہوں کہ وہ ایسی لوگوں کا نمونہ اختیار نہ کریں بلکہ پوری ہمدردی اور سچی خیر خواہی کے ساتھ برٹش گورنمنٹ کی کامیابی کے لیے دعا کریں اور عملی طور پر بھی وفاداری کے نمونے دکھائیں - ہم یہ باتیں کسی صلہ یا انعام کی خاطر نہیں کرتے ہمکو صلہ اور انعام اور دنیوی خطابات سے کیا غرض ہماری نیات کو علیم خدا خوب جانتا ہے کہ ہمارا کام محض اُس کے لئے اور اسی کے امر سے ہے - اُسی نے ہم کو تعلیم دی ہے کہ محسن کا شکر کرو ہم اس شکر گذاری میں اپنے مولی کریم کی اطاعت کرتے ہیں اور اُسی سے انعام کی اُمید رکھتے ہیں سو تم جو میری جماعت ہو اپنی محسن گورنمنٹ کی خوب قدر کرو - اب میں چاہتا ہوں کہ ٹرانسوال کے جنگ کے لئے ہم دعا کریں اس کے بعد حضرت اقدس نے نہایت جوش اور خلوص کے ساتھ دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور سب حاضرین نے جنکی تعداد ایکہزار سے متجاوز تھی دعا کی

اس ہفتہ کے مبائعین کے نام

(۱) خدا بخش صاحب وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ
(۲) شیخ محمد اصغر علی صاحب حاجی پورہ سیالکوٹ
(۳) شیخ عنایت علی صاحب " "
(۴) شیخ محمد اکرم صاحب " "
(۵) بہادل خانصاحب ڈوگرانوالہ وڑیچہ - گوجرانوالہ
(۶) عمر الدین صاحب کشمیری " "
(۷) محمد شریف صاحب " "
(۸) فضل احمد صاحب - منجن - شاہ پور
(۹) علی احمد صاحب " "
۱۰ - میاں بہت صاحب " "
۱۱ - والدہ مولوی ظہیر محمد صاحب " "
۱۲ - سید میر گل شاہ صاحب - داتہ ہزارہ
۱۳ - برکت علی صاحب ڈریسر کمپونڈر ملازمان محکمہ ہاسپیٹل کلیڈنیا -
۱۴ - محمد خداداد صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ ریلوے ہسپتال لاہور
۱۵ - رحیم بخش صاحب رسہڑ - انبالہ
۱۶ - ولی محمد صاحب سنور - پٹیالہ
۱۷ - عالمہ مسماۃ زینب بی بی چک سکندر کھاریاں - گجرات بنت مولوی حافظ احمد الدین
۱۸ - محمد اسحاق صاحب دیپ گران - ہزارہ
۱۹ - محمد عالم صاحب " "
۲۰ - موجدار صاحب نمبردار سٹھیالی قریب قادیان
۲۱ - وزیر صاحب نمبردار بھینگری والہ "
۲۲ - میاں شادی " "
محمد بخش صاحب - قلعہ لال سنگھ - گورداسپور
۲۴ - سید جواد علی صاحب ہلائی کھڑیا - کٹک
۲۵ - عبد العزیز خانصاحب معلم سال جنگ "
۲۶ - بھیکھن محمد صاحب " "
۲۷ شیخ قربان صاحب معہ اہلیہ رسولپور "
۲۸ شیخ رحمانی " " "
۲۹ بادل خانصاحب بالی سکری "
۳۰ صاحبداد خانصاحب " "
۳۱ فقیر خاں صاحب " "
۳۲ - مولوی سید انعام رسول صاحب جبرام پور "
۳۳ - اہلیہ " "
۳۴ - والدہ " "
۳۴ - مولوی سید رسول بخش صاحب " "
۳۵ - اہلیہ " "
۳۶ - سید دلیر حسین صاحب " "
۳۷ - اہلیہ سید دلیر حسین صاحب "
۳۸ - رحمت اللہ صاحب بھامڑی قریب قادیان
۳۹ - شیخ فضل کریم صاحب قانون گو بھیرہ
۴۰ محمد تقی صاحب سنور ریاست پٹیالہ
۴۱ اللہ دتا - بستی کورٹ وریام جھنگ

ہوسکتا - (ایڈیٹر)
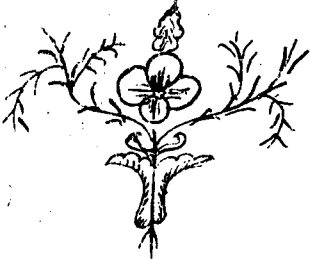
مختلف خبریں

مہاراجہ میسور پنجاب میں سیر و سیاحت کر رہے ہیں ۱۲ ماہ حال کو رونق افروز لاہور ہوئے۔

نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب نے گذشتہ ہفتہ کو جالندھر میں دربار کیا اور ۵۰ غیر سرکاری عہدہ داروں کو جنہوں نے انتظام طاعون میں مدد دی خلعت عطا کئے اور طاعون کے متعلق جامع تقریر کی فرمایا کہ اب تک ضلع ہذا کی ۱۱۰ دیہات میں وبا پھوٹ چکی کل ۴۲۳۴ واردات اور ۱۹۹۲ فوتیاں ہوئیں اور ساڑھے آٹھ لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔

سر انتونی میکڈانل ۵ فروری کو لکھنؤ سے الہ آباد میں واپس آئے ۱۲ فروری سے اضلاع اعظم گڈھ۔ گھور کھپور بستی و لکھنؤ کا دورہ کر کے ۲۳ تک مراجعت کریں گے۔

احمد آباد کے ہندو دوکانداروں نے ہڑتال کر دی ہے اس لئے کہ ۲۰ ہزار مویشی چمڑے کے لئے ذبح کئے گئے ہیں۔ منج کے چند بہواؤں اور ہندوں کے مابین کچھ جھگڑا بھی ہوا۔

کلکتہ میں مہاراجہ بھنگہ کی صدارت میں جو جلسہ ٹرانسوال فنڈ کے لئے ہوا۔ اس کے متعلق ۷۷ ہزار روپیہ اب تک جمع ہو چکا ہے۔

ایم پیری لوئی جو فرانس کی طرف سے بطور سفیر کے کابل کو جانے کا ارادہ رکھتے ہیں آجکل مدراس میں کرنل اسکارٹ کے مہمان ہیں۔ ابھی تک گورنمنٹ سے انھوں نے کابل جانے کی اجازت نہیں لی۔ اب سنا ہے کہ کلکتہ سے رنگون گئے ہیں۔

لاہور میں وزیر صاحب پونچھ کی مکان سے ۲۰ ہزار کی چوری ہوئی تھی ایک فقیر کی جھونپڑی سے وام وام برآمد ہوئی

حاجیان جہاز کے لئی آخری جہاز ۱۵ فروری کو چاٹگام سے روانہ ہو گا۔

پشاور میں ایک گورہ سپاہی نے پنکھا قلی کو مار ڈالا تھا چیفکورٹ سے بری ہوا۔

ملتان میں ایک کالج کھولنے کی تجویز ہے

مہاراجہ پدوکوٹہ ۲۹ مارچکو انگلستان تشریف لیجائینگے۔

مسٹر جسٹس سبرامنی آئر جج ہائیکورٹ مدراس ۵ ماہ کی رخصت لیں گے۔ غالباً انکی جگہ سر یاشیام آئنگر قائمقام مقرر ہوں گے اگرچہ چار ایسے امیدوار اور حقدار ہیں۔

ضلع جہلم میں ڈاکہ زنی کی کثرت ہے صاحب ڈپٹی کمشنر نے حفاظت جان کے لئے ساہوکاروں کو ہتھیار دئے ہیں۔

نواب سر احسان اللہ خاں رئیس ڈھاکہ نے ۵ ہزار اور مہاراجہ سرجو تندر موہن ٹیگور نے ۲ ہزار روپیہ ٹرانسوال فنڈ میں دیا ہے۔

تار خیر کا پی رائٹ بل ۲ مارچ کے اجلاس کونسل میں پاس ہوگا۔

گورنمنٹ ہند کی کارکن کونسل کے ممبروں کو جو ولایت سے مقرر ہو کر آئیں بشرطیکہ سررشتہ سول یا ملٹری سے تعلق نہ رکھتے ہوں ۵ سال میعاد ختم کرنے پر ۳۰۰ پونڈ سالانہ پنشن ملا کریگی

خواجہ محمد خاں رئیس ہوتی نے والنیٹروں کے دستہ فوج کے لئے جو جنوبی افریقہ کو جاتا ہے ۲ ہزار روپیہ دیا ہے۔

ممالک مغربی و شمالی کے ہر ایک گاؤں میں جھونپڑیاں بنائی جائیں گی تاکہ طاعون زدہ علاقوں سے جو آئیں وہ دس روز تک علحدہ رکھے جائیں۔

یکم فروری کو بمبئی میں طاعون کے ۹۰ کیس اور ۶۰ موتیں ہوئیں

خان قلات کے علاقہ میں بچہ لجکی سردار نے بغاوت کر دی تھی۔ مگر خان کے گورنر مہر اللہ خاں نے باغی کو شکست دیکر قید کر لیا جو امید ہے کہ کوئٹہ میں رکھا جاویگا

نوجوان ولیعہد صاحب بڑودہ کالج میں داخل ہوئے۔

سالانہ جلسہ ندوۃ العلما کا امسال ایام ہولی میں پٹنہ میں ہوگا۔

گورنمنٹ انڈیا نے کرنسی آفس کو حکم بھیجا ہے کہ جو شخص روپے کے عوض طلائی سکہ لینا چاہیں انکو وہی دیا جائے۔

گریٹ انڈین پننشولا ریلوے نے اپنے ملازموں کو نوٹس دیا ہے کہ ۳۰ جون ۱۹۰۶ء کو کمپنی کا ٹھیکہ ختم ہو جائیگا۔

کلکتہ کے ایک طالب علم بنگالی ایک ہی سال میں ریاضی اور طبعیات میں ایم اے کا امتحان خصوصیت کے ساتھ پاس کیا۔ پورے نمبر لئے وہ سرکاری وظیفہ پر ولایت بھیجا جائے گا۔

رنگون میں ایک گورے پولس افسر کی گولی سے ایک برہمی مر گیا پولیس نے تحقیقات کر کے کہا کہ گولی غلطی سے چھوٹ گئی تھی صاحب بے قصور ہیں لیکن اب سنا ہے کہ بڑے لاٹ حضور کرزن بہادر نے دوبارہ تحقیقات کا حکم دیا ہے۔

ممیری کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عا ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ سے خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں

نقلی وجعلی ممیرے سرمہ کے اشتہار دہندوں سے بچنا چاہیئے

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُن سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہو وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے۔ اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیری کا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی۔ سانگلی صاحب بہادر۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی۔ (۲) میں بڑی خوشی سے ممیری کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۵۴ سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پروال پڑتے تھے اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اس کی بینائی میں فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔ (۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر اُن مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔ (۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیری کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر پیر شاہ۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام - اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سنات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ ۱۹۰۵ء میں جمع کیا گیا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر اخبار الحکم کے اہتمام سے چھپ کر منبہ تعالیٰ شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۴۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر

قیمت اخبار عام سے سالانہ ۱۲ روپیہ پیشگی - اور خواص اور معاونین جو کچھ لطف فرماویں

پے کریم با تو گر آئی چہ ادر قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

نمبر ۶ | قادیان ۱۷ شوال ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۷ فروری سنہ ۱۹۰۰ء | جلد ۴

ایڈیٹوریل نوٹس

جنگ ٹرنسوال اور ہماری جماعت

اس امر کا اعلان ہمارے لئے نہایت ہی مسرت بخش ہے کہ چار سے سیاد ہادی حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود وسلمہ ربہ کے جلسہ دعا برائے فتح جنگ ٹرنسوال کی طرز پر ہماری جماعت مختلف مقامات پر ایسے جلسے کر رہی ہے اور مجروحین جنگ کے لئے دلی جوش اور سچی ہمدردی کے ساتھ چندہ کر رہی ہے چنانچہ ضلع سیالکوٹ میں دعا فتح کے لئے ......

جلسہ اسی ارادتمند قوم نے اپنے پیر و مرشد کے نقش قدم پر چلکر کیا ہے ۱۱ فروری سنہ ۱۹۰۰ء کو سیالکوٹ میں بمکان حکیم حسام الدین صاحب یہ جلسہ ہوا جس میں مجروحین کے لئے چندہ کی فہرست کھولی گئی اور حضرت اقدس کی وہ تقریر جو آپ نے عید الفطر کی تقریب پر جلسہ دعا میں فرمائی تھی پڑھی گئی تا کہ گورنمنٹ کے احسانات اور اپنے فرائض کی مسلمانوں کو اطلاع ہو۔ ایک معقول چندہ کی رقم جمع ہو گئی ہے ہم ان تمام رویدادوں کو اختصار کے ساتھ اپنے اخبار میں جگہ دیں گے۔ اُمید کی جاتی ہے کہ اس قسم کے جلسے ہر ایک شہر میں ہماری جماعت کرے گی۔ اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ ہر ایک شہر کی انجمن اپنے جلسہ کی مختصر رویداد بغرض اشاعت بھیجیں گے۔

مورخ گبن کا خیال

۲۴ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء کے پایونیر میں اس کے کسی نامہ نگار نے مشہور مورخ گبن کی کتاب "رومتہ الکبری کے تنزل اور بربادی" میں سے یہ فقرہ شائع کرایا ہے جو کسی حد تک قابل غور ہے اور وہ یہ ہے اگر سلطنت پر طاعون - قحط یا ناکامیاب جنگوں سے کوئی آفت آئے اور دریائے نیل معمولی حد تک نہ چڑھے اگر زلزلوں سے زمین ہلا دی جاوے اور موسموں کے مزاج میں اعتدال نہ رہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ عیسائیوں کے جرایم اور فسق و فجور ...

با فوق الفطرۃ قوتیں جوش میں آگئی ہیں اور بالآخر ربانی انصاف کی باری آگئی ہے یعنی وہ اخیر ربانی انصاف کے شکنجہ میں کسے جاتے ہیں۔

اس تحریر کے جواب میں سمجھو یا تائید میں ۳ر فروری کے پایونیر میں ایک پادری صاحب نے مندرجہ ذیل تحریر شائع کرائی ہے۔

ایک پادری صاحب نے ۳ر ماہ حال کے پانیر میں ایک چٹھی چھپوائی ہے جسمیں انھوں نے اُن مضمون نگاروں کو جنھوں نے انگریزوں شکستوں کی وجہ لکھی تھی اور ان میں سے ایک نامہ نگار نے گبن مورخ اعظم کا فقرہ نقل کر دیا تھا کافر اور بیدین بتایا ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ مورخ گبن ایک کافر مطلق تھا جس نے انجیل کے اقوال کی ہمیشہ غلط توضیح کی اور اس لئے وہ ہرگز قابل تسلیم نہیں ہے۔ پادری صاحب فرماتے ہیں کہ اُس سے زیادہ اور کون اندھا ہو سکتا ہے جو آنکھیں ہوتے نہیں دیکھتا مگر جنکی آنکھوں میں بصارت ہے اور وہ اپنی بصارت سے کام لیتے ہیں اُن سے میں یہ کہتا ہوں کہ انگریزی راج پر جو کچھ مصیبتیں آ رہی ہیں اور جن آفتوں میں وہ پھنس رہا ہے صرف اُسکی بد اعمالیوں اور مذہب عیسوی کو ترک کرنے کی وجہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تمام روشن ضمیر اصحاب میرے اس قول کی تائید کریں گے کہ افریقہ میں فاش شکستیں اور رہنماؤں اور افسروں کی فاش اغلاط سامان بار برداری کی بربادی۔ سپاہیوں اور سامان حرب کا خطرناک نقصان یہ شہادت دیتا ہے کہ جو ہاتھ عقل اور روشن ضمیری کے ساتھ ہمیشہ کام کیا کرتا تھا اُس نے اپنے کو علحدہ کر لیا ہے۔ بوئروں کا مار لینا بات ہی کیا تھا مگر جب خدا کا ہاتھ ہی ہمارے ساتھ نہ ہو پھر کیونکر کامیابی ہو سکتی ہے۔ محکمہ جنگ کی پریشانی۔ گورنمنٹ اور جنگی حکام کی ناچاقی سب اسبات کی دلیل ہے کہ خدا نے ہمارے کاموں سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا ہے۔

قحط اور طاعون اور ساتھ ہی انفلوئنزا کی خطرناک آفتیں جنھوں نے جنگ سے زیادہ خدا کی مخلوق کا ستیاناس کر دیا محض وجوہ بالا پر مبنی ہیں وہ روح جو ہمارے رہنماؤں کے کاموں میں ہماری الفاظ اور ہمارے اخباروں میں کام کر رہی ہے مسیح کی روح نہیں ہے بلکہ کفر کی روح ہے وہ اشخاص جو ہمپر حکومت کرتے ہیں اور وہ افسر جو ہماری فوجوں کو میدان جنگ میں لڑا رہے ہیں اپنی ایسی روشنی میں کر رہے ہیں جو فی الحقیقت نفس تاریکی سے بھی زیادہ سیاہ ہے۔ یہ وہ روشنی ہے جو خدا کے رستہ کو نہیں دکھاتی۔ انا جیل کی منادی سننے سے ہم نے اپنے کان بند کر لئے ہیں چرچ آف انگلینڈ انجیل کی منادی کر رہا ہے مگر کوئی اس پر خیال نہیں کرتا اور ایک مقولہ یہی انجیل کا کان لگا کر نہیں سنا جاتا اس نہ سننے کا نتیجہ بیّن ہے۔ ہماری افسر اور سپاہی ہمارے حکمران اور سوسائٹی کے رہنما سب کے سب ہی بلا کے بیدرماں میں پھنسے ہوئے ہیں ہمارے رہنما ملحد ہیں اور وہی ہمیں چلاتے ہیں پھر کیونکر خداوند کی مرضی پوری ہو سکتی ہے۔ یاد رکھو خدا ہی حکومت کرتا ہے اگرچہ تم اس کا مضحکہ ہی کیوں نہ اُڑاؤ دیکھو اب بھی آنکھیں کھولو ورنہ پھر بیدار ہونا بھی کام نہ دے گا۔

باز آ باز آ ہر انچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
این درگہ ما درگہ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

ایک اسلامی مسجد کے واگذار کرنیکی درخواست

ہم ذیل میں ایک چٹھی شائع کرتے ہیں جو لاہور کی ایک مسجد کے واگذار کرنے کے متعلق ہے ہم صاحب مضمون کے ساتھ پوری طور پر متفق ہیں اور آیندہ گنجایش نکال کر انشاءاللہ حسب ضرورت مضامین لکھیں گے وہ چٹھی یہ ہے۔

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب سلامت آداب۔ عرض پرداز ہوں کہ ذیل کی چند سطور کو اپنے گرامی اخبار میں جگہ عنایت فرما دیں۔ یہ ایک اسلامی خدمت ہے اور بندہ اس کے لئے جناب کے مشہور اسلامی اخبار کو بہتر خیال کرتا ہوں ہماری ایک مودبانہ درخواست جناب لاٹ کرزن بہادر کی خدمت میں مسلمانوں کی خوشی قسمتی سے اس وقت ایک منصف مزاج نیک طبیعت اور محسن حاکم ان پر حکمران ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے اس نیک بندہ کو مسلمانوں کی بہتری سے ایک گونہ خوشی ملے اور وہ اسلام اور مسلمانوں اور اہل اسلام کے متبرک مقامات کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے چنانچہ کئی ایک موقعہ پر ہم کو اس کا کافی ثبوت مل چکا ہے۔ جب حضور والا پچھلے دنوں لاہور میں تشریف لائے تھے تو آپ نے شاہی مسجد کے ملاحظہ فرماتے وقت چند ایک درویشوں کے حجروں کے آگے چھپر پڑے ہوئے دیکھکر فرمایا تھا کہ

مسجد مسجد ہی کی حالت میں ہونے چاہیے اور نہ ایک جھونپڑی۔ اور اسی طرح جب آپنے انارکلی بیگم کے مقبرہ کی سیر کی تو آپکو جناب لاٹ صاحب پنجاب کے دفتر کی لائبریری کو دیکھکر جو کہ اس مقبرہ کی عمارت میں ہے فرمایا تھا کہ پرانی عمارات کو سرکاری کاموں کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہیے بلکہ ان کو اپنی اصلی حالت میں رہنے دینا چاہیے اور ان کی حفاظت کرنی چاہیے اسکے بعد آپ دہلی کی جامع مسجد میں انگریزی سپاہیوں کا معہ جوتوں کے نہ جانے سے (جس کا آپ نے آیندہ کے لئے حکم دیا تھا اور خود سب سے پہلے اسپر عمل کیا ہے) اپنے اعلے خیالات کا نمونہ دکھلا چکے ہیں

(چونکہ آپ ہی کی کوشش کا نتیجہ ہے) اور اس لئے ہمکو امید ہے کہ ہم آیندہ بھی اپنی درخواستوں میں جو کہ بجا طور پر بڑے ادب سے جناب کی خدمت اقدس میں پیش کی جاویں گی کامیاب ہونگے۔

جبسے کہ صوبہ پنجاب سلطنت انگریزی کے قبضہ میں آیا ہے تب ہی سے چند اک مسجدیں اور مقبرے سرکار کے قبضہ میں ہیں جنکو وہ بطور اپنی عمارت کے اپنی ضروریات کے لئے استعمال کرتی ہے یہ عمارتیں یا تو سلطنت کی تبدیلی کے باعث اس کے قبضہ میں آئی ہیں یا چند ایک ناعاقبت اندیش مسلمانوں سے تھوڑی تھوڑی قیمتیں دیکر خرید لی ہوئی ہیں منجملہ ان کے ایک عالیشان مسجد ریلوے کے قبضہ میں ہے جسمیں کہ آجکل ٹی ایس دفتر ہے۔ سنا گیا ہے کہ مسجد بھی پانچسو روپیہ پر جو کہ اس کے چبوترہ کی قیمت بھی نہیں خرید ی گئی تھی اور اگرچہ باہر سے اس کی قدرے ترمیم کی گئی ہے مگر اندر سے ویسی کی ویسی ہی ہے سوائے اس کے کہ اس میں دیواریں بنا کر علحدہ علحدہ کمرے بنا دئے گئے ہیں اور جب آدمی اس کے اندر داخل ہوتا ہے تو دیواروں پر جابجا قرآن مجید کی آیات اور مختلف قسم کے نقش و نگار کلکاریاں جو کہ اعلی درجہ کی ہیں دیکھکر اس کے دل پر ایک بہت بڑا صدمہ ہوتا ہے اور وہ اسکو بہت ہی بری طرح محسوس کرتا ہے۔ خاصکر اسوقت جب کہ وہ دیکھتا ہے کہ وہ جگہ جہاں پر کہ ہزارہا بندگان خدا اپنے پیدا کرنے والے کی درگاہ میں سجدہ کیا کرتے تھے معمولی معمولی انگریز جو کہ اس دفتر میں ملازم ہیں رفع حاجت کرتے ہیں (کیونکہ اس کے ایک کونے میں انگریزوں کے واسطے ٹٹی بنی ہوئی ہے) علاوہ ہی اس کے ریلوے کے محکمہ میں مسلمان ہزاروں کی تعداد میں ملازم ہیں خواہ تقریبًا تمام ہی معمولی یا ادنیٰ درجہ کے کاموں پر مامور ہیں مگر تمام ریلوے احاطہ میں انھیں اسقدر بھی جگہ نہیں ملتی کہ جہاں چالیس یا پچاس آدمی اکٹھے ملکر نماز ادا کر سکیں صرف ایک ٹکڑا ویران زمین کا پڑا تھا وہاں لوگ ملکر نماز پڑھ لیا کرتے تھے مگر اب اس جگہ بھی ریلوے والوں نے باغیچہ بنا لیا ہے اور اب اگر اس تمام وسیع احاطہ میں اگر کوئی جگہ ہے۔ تو صرف کرکٹ گراؤنڈ ہے جہاں کہ کھلے میدان میں نماز پڑھتے ہیں۔ اور جہاں پر علاوہ دھوپ اور بارش کی سختیوں کے پانی کی ازحد تکلیف ہے اور ساتھ ہی عام گزرنے والے لوگوں کے سبب جو کہ نمازیوں کے آگے سے گذرتے ہیں سخت دقت ہوتی ہے۔

چونکہ اب ریلوے کا ارادہ اس دفتر کو اس جگہ سے تبدیل کر دینے کا ہے اس لئے ہم اپنی عادل گورنمنٹ اور مہربان حاکم جناب لارڈ کرزن صاحب بہادر سے ادب کے ساتھ التماس کرتے ہیں کہ حضور والا اپنی وفادار رعایا کے حال زار پر رحم فرماکر وہ مسجد مسلمانوں کو واپس دلوا دیں تاکہ ملازمان و مسافران وغیرہ کو اس جگہ آرام سے عبادت کرنے کے لئے جگہ مل جاوے اور انھیں جا بجا خوار نہ ہونا پڑے۔ اگر حضور والا نے مسلمانوں کے اس التماس کو شرف قبولیت عنایت فرمایا تو تمام اہل پنجاب ہی نہیں بلکہ کل اہل ہندوستان اور ان کی آئیندہ نسلیں بھی حضور والا کی ثنا خوان رہینگی اور یہ جناب کے عہد حکومت کی مسلمانوں کے لئے ایک اعلیٰ درجہ کی یادگار ہوگی۔

واثق امید ہے کہ مسلمان اس تمام رقم کو جو کہ سرکار عالیہ ریلوے کو ان سے دلوانا چاہے بڑی خوشی سے دینے کو تیار ہونگے۔ الراقم شیخ محمد الدین کلرک دفتر اگزیمنر ریلوے کوچہ بنگلہ زیان عقب مسجد وزیر خان لاہور

جنگ ٹرنسوال کے لئے چندہ

ہم نے گذشتہ اشو میں جلسہ دعا کا خطبہ شائع کرتے ہوئے ظاہر کیا تھا کہ عنقریب اس جلسہ کی روئداد شائع کیجاویگی چنانچہ یہ روئداد حضرت مرزا خدا بخش صاحب شائع کرنے والے ہیں حضرت اقدس نے وار فنڈ کے لئے چندہ کا اعلان فرما دیا ہے جو ذیل میں درج ہے

(ایڈیٹر)

اپنی جماعت کے لئے

ایک ضروری اشتہار *

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

چونکہ مسلمانان ہند پر علی العموم اور مسلمانان پنجاب پر بالخصوص گورنمنٹ برطانیہ کے بڑے بڑے احسانات ہیں لہذا مسلمان اپنی اس مہربان گورنمنٹ کا جسقدر شکریہ ادا کریں اتنا ہی تھوڑا ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کو ابھی تک وہ زمانہ نہیں بھولا جبکہ وہ سکھوں کی قوم کے ہاتھوں ایک دہکتے ہوئے تنور میں مبتلا تھے۔ اور ان کے دست تعدی سے نہ صرف مسلمانوں کی دنیا ہی تباہ تھی بلکہ اون کے دین کی حالت اس سے بھی بدتر تھی۔ دینی فرائض کا ادا کرنا تو درکنار بعض اذان نماز کہنے پر جان سے مارے جاتے تھے۔ ایسی حالت زار میں اللہ تعالیٰ نے دور سے اس مبارک گورنمنٹ کو ہماری نجات کے لئے ابر رحمت کی طرح بھیجدیا جس نے آنکر نہ صرف ان ظالموں کے پنجہ سے بچایا

* اس اشتہار [illegible]

بلکہ ہر طرح کا امن قائم کرکے ہرقسم کے سامان آسایش مہیا کئے اور مذہبی آزادی یہان تک دی کہ ہم بلا دریغ اپنے دین متین کی اشاعت نہایت خوش اسلوبی سے کرسکتے ہین

ہم نے عید الفطر کے موقع پر اس مضمون پر مفصل تقریر کی تھی جس کی مختصر کیفیت تو انگریزی اخبارات مین جا چکی ہے - اور باقی مفصل کیفیت عنقریب مرزا خدابخش صاحب شایع کرنے والے ہین - ہم نے اس مبارک عید کے موقع پر گورنمنٹ کے احسانات کا ذکر کرکے اپنی جماعت کو جو اس گورنمنٹ سے دلی اخلاص رکھتی اور دیگر لوگون کی طرح منافقانہ زندگی بسر کرنا گناہ عظیم سمجھتی ہے توجہ دلائی کہ سب لوگ تہ دل سے اپنی مہربان گورنمنٹ کے لئے دعا کرین کہ اللہ تعالےٰ اوس کو اس جنگ مین جو ٹرینسوال مین ہو رہی ہے فتح عظیم بخشے - اور نیز یہ بھی کہا کہ حق اللہ کے بعد اسلام کا اعظم ترین فرض ہمدردی خلایق ہے اور بالخصوص ایسی مہربان گورنمنٹ کے خادمون سے ہمدردی کرنا کار ثواب ہے جو ہماری جانون اور مالون اور سب سے بڑھکر ہمارے دین کی محافظ ہے - اس لئے ہماری جماعت کے لوگ جہان جہاں ہین اپنی توفیق اور مقدور کے موافق سرکار برطانیہ کے اُن زخمیون کے واسطے جو جنگ ٹرینسوال مین مجروح ہوئے ہین چندہ دین - لہذا بذریعہ اشتہار ہذا اپنی جماعت کے لوگون کو مطلع کیا جاتا ہے - کہ ہر ایک شہر مین فہرست مکمل کرکے اور چندہ کو وصول کرکے یکم مارچ سے پہلے مرزا خدابخش صاحب کے پاس بمقام قادیان بھیج دین کیونکہ یہ ڈیوٹی ان کے سپرد کی گئی ہے - جب آپکا روپیہ مع فہرستون کے آجائیگا - تو اوس فہرست چندہ کو ادس رپورٹ مین درج کیا جائےگا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے - ہماری جماعت اس کام کو ضروری سمجھ کر بہت جلد اس کی تعمیل کرے - والسلام

راقم مرزا غلام احمد از قادیان

۱۰ فروری ۱۹۰۰ء

جنگ مقدس

کسر صلیب کی ابتدا - یعنی وہ مباحثہ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور عیسائیان امرتسر کے درمیان ۱۸۹۳ء مین ہوا تھا اس مباحثہ کی ایک ایک کاپی ہر دوست کے پاس ہونی ضرور ہے - ۸ قیمت پر بلا محصول ڈاک دفتر اخبار الحکم سے مل سکتا ہے اور شیخ نور احمد صاحب مالک مطبع ریاض ہند امرتسر سے بھی مل سکتا ہے -

---

اسلام اور فطرۃ

اس مذہب کی خدا شناسی نہایت صاف صاف اور انسانی فطرت کے مطابق ہے اگر تمام مذہبون کی کتابین نابود ہو کر انکی ساری تعلیمی خیالات اور تصورات بھی محو ہو جائین تب بھی وہ خدا جسکی طرف قرآن رہنمائی کرتا ہے - آئینہ قانون قدرت مین صاف صاف نظر آئیگا - اور اوس کی قدرت اور حکمت سے بھری ہوئی صورت ہریک ذرہ مین چمکتی ہوئی دکھائی دیگی - غرض وہ خدا جسکا پتہ قرآن شریف بتلاتا ہے - اپنی موجودات پر فقط قہری حکومت نہین رکھتا بلکہ موافق آیۃ کریمہ اتینا طوعًا او کرہًا قالوا اتینا طائعین کے ہریک ذرہ ذرہ اپنی طبیعت اور روحانیت سے اسکا حکم بردار ہے اُسکی طرف جھکنے کیلئے ہریک طبیعت مین ایک کشش پائی جاتی ہے اس کشش سے ایک ذرہ بھی خالی نہین اور یہ ایک بڑی دلیل اس بات پر ہے کہ وہ ہریک چیز کا خالق ہے کیونکہ نور قلب اس بات کو مانتا ہے کہ وہ کشش جو اوس کی طرف جُھکنے کے لئے تمام چیزوں مین پائی جاتی ہے وہ بلاشبہ اوسیکی طرف سے ہے جیساکہ قرآن شریف نے اس آیت مین اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ان من شئ الا یسبح بحمدہٖ یعنی ہریک چیز اُسکی پاکی اور اوسکے محامد بیان کر رہی ہے اگر خدا ان چیزونکا خالق نہین تھا تو اون چیزون مین خدا کی طرف کشش کیون پائی جاتی ہے ایک غور کرنے والا انسان ضرور اس بات کو قبول کریگا کہ کسی مخفی تعلق کی وجہ سے یہ کشش ہے پس اگر وہ تعلق خدا کا خالق ہونا نہین تو کوئی آریہ وغیرہ اس بات کا جواب دین کہ اوس تعلق کی وید وغیرہ مین کیا ماہیت لکھی ہے - اور اوس کا کیا نام ہے کیا یہی سچ ہے کہ خدا صرف زبردستی ہریک چیز پر حکومت کر رہا ہے اور ان چیزون میں کوئی طبعی قوت اور شوق خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے کا نہین ہے معاذ اللہ ہرگز ایسا نہین بلکہ ایسا خیال کرنا نہ صرف حماقت بلکہ پرلے درجہ کی خباثت بھی ہے مگر افسوس کہ آریون کے وید نے خدا تعالےٰ کی خالقیت سے انکار کرکے اس روحانی تعلق کو قبول نہین کیا جس پر طبعی اطاعت ہریک چیز کی موقوف ہے اور چونکہ دقیق معرفت اور دقیق گیان سے وہ ہزارون کوس دور تھے لہذا یہ سچا فلسفہ اُن سے پوشیدہ رہا ہے کہ ضرور تمام اجسام اور ارواح کو ایک فطرتی تعلق اُس ذات قدیم سے پڑا ہوا ہے اور خدا کی حکومت صرف بناوٹ اور زبردستی کی حکومت نہین - بلکہ ہریک چیز اپنی روح سے اُس کو سجدہ کر رہی ہے - کیونکہ ذرہ ذرہ اس کے بے انتہا احسانوں مین مستغرق اور اوس کے ہاتھ سے نکلا ہوا ہے مگر افسوس

کہ تمام مخالف مذہب والون نے خدائے تعالیٰ کے وسیع دریائے قدرت اور رحمت اور **تقدس** کو اپنی تنگ دلی کی وجہ سے زبردستی روکنا چاہا ہے۔ اور انہین وجوہ سے اُن کے **فرضی خداؤن** پر کمزوری اور ناپاکی اور بناوٹ اور بیجا غضب اور بیجا حکومت کے طرح طرح کے داغ لگ گئے ہین۔ لیکن اسلام نے خدائے تعالےٰ کی صفات **کاملہ** کی تیز رو دہار کو کہین نہین روکا وہ آریون کیطرح اس عقیدہ کی تعلیم نہین دیتا کہ زمین و آسمان کی روحین اور **ذرات** اجسام اپنے اپنے وجود کے آپ ہی **خدا ہین** اور جسکا پرمیشر نام ہے وہ کسی نامعلوم سبب سے محض ایک راجہ کے طور پر اُن پر حکمران ہے اور نہ عیسائی مذہب کی طرح یہ سکہلاتا ہے کہ خدا نے انسان کی طرح ایک **عورت کے پیٹ** سے جنم لیا اور نہ صرف نو مہینہ تک خون حیض کھا کر ایک گنہگار جسم سے جو بنت **سبع اور تمر** اور راحاب جیسی حرام کار عورتون کے خمیر سے اپنی فطرت مین **ابنیت** کا حصہ رکھتا تھا خون اور ہڈی اور گوشت کو حاصل کیا بلکہ بچپن کے زمانہ مین جو جو بیماریوں کی صعوبتیں ہین جیسے خسرہ چیچک دانتون کی تکالیف وغیرہ تکلیفین وہ سب اُٹھائین اور بہت سا حصہ عمر کا معمولی انسانون کی طرح کھو کر آخر موت کے قریب پہنچکر خدائی یاد آگئی مگر چونکہ صرف دعوی ہی دعوے تھا اور خدائی طاقتین ساتھ نہین تھین اسلئے دعوے کے ساتھ ہی پکڑا گیا بلکہ اسلام ان سب نقصانون اور ناپاک حالتون سے خدائے حقیقی ذوالجلال کو منزہ اور پاک سمجھتا ہے۔ اور اس وحشیانہ غضب سے بھی اُس کی ذات کو برتر قرار دیتا ہے کہ جبتک کسی کے گلے مین پھانسی کا رسہ نہ ڈالے تب تک اپنے بندون کے بخشنے کے لئے کوئی سبیل اوس کو یاد نہ آوے اور خدائے تعالیٰ کے وجود اور صفات کے بارے مین قرآن کریم یہ سچی اور پاک اور کامل معرفت سکہاتا ہے کہ اس کی قدرت اور رحمت اور عظمت اور تقدس بے انتہا ہے اور یہ کہنا قرآنی تعلیم کے رو سے سخت مکروہ گناہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی قدرتین اور عظمتین اور رحمتین ایک حد پر جا کر ٹھہر جاتی ہین یا کسی موقعہ پر پہنچکر اُس کا ضعف اُسے مانع آجاتا ہے بلکہ اُسکی تمام قدرتین اس مستحکم قاعدہ پر چل رہی ہین کہ باستثنا اُن امور کے جو اوس کے تقدس اور کمال اور صفات کاملہ کے مخالف ہین یا اوسکے مواعید غیر متبدلہ کے منافی ہین باقی جو چاہتا ہے کرسکتا ہے۔ مثلاً یہ نہین کہہ سکتے کہ اپنی قدرت کاملہ سے اپنے تئین ہلاک کرسکتا ہے۔ کیونکہ یہ بات اُس کی صفت قدیم **حی و قیوم** ہونیکے مخالف ہے وجہ یہ کہ وہ پہلے ہی اپنے فعل اور قول مین ظاہر کر چکا ہے کہ وہ ازلی ابدی اور غیر فانی ہے اور موت اوس پر جائز نہین ایسا ہی یہ بھی نہین کہہ سکتے کہ وہ کسی عورت کے رحم مین داخل ہوتا اور خون حیض کھاتا اور قریباً نو ماہ پورے کرکے سیر ڈیڈھ سیر کے وزن پر عورتون کی پیشاب گاہ سے روتا چلاتا پیدا ہو جاتا ہے اور پھر روٹی کھاتا اور پاخانہ جاتا اور پیشاب کرتا اور تمام دُکھ اس فانی زندگی کے اُٹھاتا ہے اور آخر چند ساعت جان کندنی کا عذاب اُٹھا کر اس جہان فانی سے رخصت ہو جاتا ہے کیونکہ یہ تمام امور نقصان اور منقصت مین داخل ہین اور اوسکے جلال قدیم اور کمال تام کے برخلاف ہین +

پھر یہ بھی جاننا چاہئے کہ چونکہ اسلامی عقیدہ مین درحقیقت خدا تعالیٰ تمام مخلوقات کا پیدا کرنیوالا ہی ہے اور کیا ارواح اور کیا اجسام سب اوسی کے پیدا کردہ ہین اور اوسی کی قدرت سے ظہور پذیر ہوئی ہین۔ لہذا قرآنی عقیدہ یہ بھی ہے کہ جیسا کہ خدا تعالےٰ ہر ایک چیز کا خالق اور پیدا کنندہ ہے۔ اسی طرح وہ ہر ایک چیز کا واقعی اور حقیقی طور پر **قیوم** بھی ہے یعنے ہر ایک چیز کا اسی کے وجود کے ساتھ بقا ہے اور اوس کا وجود ہر یک چیز کے لئے بمنزلہ جان ہے اور اگر اُسکا عدم فرض کرین تو ساتھ ہی ہر یک چیز کا عدم ہوگا غرض ہر یک وجود کے بقا اور قیام کے لئے اُسکی معیت لازم ہے لیکن آریون اور عیسائیونکا یہ اعتقاد نہین ہے آریوں کا اسلئے کہ وہ خدا تعالیٰ کو ارواح اور اجسام کا خالق نہین جانتے اور ہر یک چیز سے ایسا تعلق اُسکا نہین مانتے جس سے ثابت ہو کہ ہر یک چیز اوسی کی قدرت اور ارادہ کا نتیجہ ہے اور اوس کی مشیت کیلئے بطور سایہ کے ہے بلکہ ہر یک چیز کا وجود ایسے طور سے مستقل خیال کرتے ہین جس سے سمجھا جاتا ہے کہ اونکے زعم مین تمام چیزین اپنے وجود مین مستقل طور پر قدیم اور انادی ہین پس جبکہ یہ تمام موجود چیزین اُن کے خیال مین خدا تعالیٰ کی قدرت سے نکل کر قدرت کے ساتھ قائم نہین تو بلاشبہ یہ سب چیزین ہندوؤں کے پرمیشر سے ایسی بے تعلق ہین کہ اگر اُن کے پرمیشر کا مرنا بھی فرض کرلین تب بھی روحون اور جسمون کا کچھ بھی حرج نہین۔ کیونکہ اُنکا پرمیشر صرف معمار کی طرح ہے اور جسطرح اینٹ اور گارہ معمار کی ذاتی قدرت کے ساتھ قائم نہین تا ہر یک حال مین اُسکے وجود کا تابع ہو یہی حال ہندوؤن کے پرمیشر کی چیزون کا ہے سو جیسا کہ معمار کے مرجانے سے ضروری نہین ہوتا کہ جسقدر اوس نے اپنی عمر مین عمارتین بنائی ہون وہ ساتھ ہی گر جائین ایسا ہی یہ بھی ضرور نہین کہ ہندوؤن کے پرمیشر کے مرجانے سے کچھ بھی صدمہ دوسری چیزون کو پہنچے کیونکہ وہ اُنکا قیوم نہین۔ + اگر قیوم ہوتا تو ضرور اُنکا خالق بھی ہوتا کیونکہ جو چیزین پیدا ہوئی ہین خدا کی قوت کی محتاج نہین وہ قائم

٫٫ - جو چیزیں قدرت کے سہارے سے پیدا نہین ہوئی وہ اپنے بقا مین بھی قدرت کے سہارے کی محتاج نہین

رہنے مین بھی اسکی قوت کے سہارے کی حاجت نہین رکھتین اور عیسائیون کے اعتقاد کی رو سے بھی اُنکا مجسم خدا قیوم الاشیاء نہین ہو سکتا کیونکہ قیوم ہونیکے لیے معیت ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ عیسائیوں کا خدا یسوع اب زمین پر نہین کیونکہ اگر اب زمین پر ہوتا تو ضرور لوگون کو نظر آتا تھا جبکہ پلاطوس کے عہد میں اُسکے ملک مین موجود تھا پس جبکہ وہ زمین پر موجود نہین تو زمین کے لوگوں کا قیوم کیونکر ہو رہا آسمان سو وہ آسمانون کا بھی قیوم نہین کیونکہ اوسکا جسم تو صرف چھ سات بالشت کے قریب ہوگا پھر وہ سارے آسمانون پر کیونکر موجود ہو سکتا ہے تا اُن کا قیوم ہو۔ لیکن ہم لوگ جو خدا تعالیٰ کو رب العرش کہتے ہین تو اوس سے یہ مطلب نہین کہ وہ جسمانی اور جسم ہے۔ اور عرش کا محتاج ہے بلکہ عرش سے مراد وہ مقدس بلندی کی جگہ ہے جو اس جہان اور آنے والے جہان سے برابر نسبت رکھتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کو عرش پر کہنا درحقیقت ان معنون سے مترادف ہے کہ وہ مالک الکونین ہے۔ اور جیسا ایک شخص اونچی جگہ بیٹھکر یا کسی نہایت اونچے محل پر چڑھ کر یمین و یسار نظر رکھتا ہے۔ ایسا ہی استعارہ کے طور پر خدائے تعالیٰ بلند سے بلند تخت پر تسلیم کیا گیا ہے جسکی نظر سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہین نہ اس عالم کی اور نہ اوس دوسرے عالم کی ہان اس مقام کو عام سمجھون کے لیے اوپر کی طرف بیان کیا جاتا ہے۔ کیونکہ جب کہ خدائے تعالیٰ حقیقت مین سب سے اوپر ہے اور ہر یک چیز اُسکے پیرون پر گری ہوئی ہے تو اوپر کی طرف سے اسکی ذات کو مناسبت ہے مگر اوپر کی طرف وہی ہے جس کے نیچے دونون عالم واقعہ ہین۔ اور وہ ایک انتہائی نقطہ کی طرح ہے جس کے نیچے سے دو عظیم الشان عالم کی دو شاخین نکلتی ہین۔ اور ہر یک شاخ ہزارہا عالم پر مشتمل ہے جن کا علم بجز اوس ذات کے کسی کو نہین جو اُس نقطہ انتہائی پر مستوی ہے جسکا نام عرش ہے اس لئے ظاہری طور پر بھی وہ اعلیٰ سے اعلیٰ بلندی جو اوپر کی سمت مین اُس انتہائی نقطہ میں متصور ہو جو دونون عالم کے اوپر ہے وہی عرش کے نام سے عند الشرع موسوم ہے اور یہ بلندی باعتبار جامعیت ذاتی باری کی ہے تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ وہ مبدء ہے ہر یک فیض کا اور مرجع ہے ہر یک چیز کا اور مسجود ہے ہر یک مخلوق کا اور سب سے اونچا ہے اور اپنی ذات مین اور صفات میں اور کمالات مین ورنہ قرآن فرماتا ہے کہ وہ ہر یک جگہ ہے جیسا کہ فرمایا اینما تولوا فثم وجه الله جدھر منہ پھیرو اُدھر ہی خدا کا منہ ہے اور فرماتا ہے ھو معکم اینما کنتم یعنے جہان تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور فرماتا ہے نحن اقرب الیه من حبل الورید یعنی ہم انسان سے اسکی رگ جان سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔

والسلام علی من اتبع الھدی

اسماء مریدین حضرت اقدس

(۱) علیا - بھامڑی - گورداسپور
(۲) ۱۲ مین - ״ - ״
(۳) محمد منیر - بٹال - ״
(۴) مرزا امیران بخش - قادیان - ״
(۵) نواب خان - چینگا - راولپنڈی
(۶) حیدر شاہ - لاہور - ״
(۷) مہر الدین - تلونڈی - گورداسپور
(۸) حسین بخش - تلونڈی - گورداسپور
(۹) کھیڑا ״ ״
(۱۰) الہ داد ٹھیکیدار - جھوگیان - ״
(۱۱) شیخ چراغ الدین - وزیرآباد - ״
(۱۲) نادر خان - دھوان سائی - کٹک اڑیسہ
(۱۳) اکبر خان - ״ - ״
(۱۴) اہلیہ ״ - ״ - ״
(۱۵) عبد الکریم خان - ״ - ״
(۱۶) اہلیہ ״ - ״ - ״
(۱۷) فقیر الدین خان - ״ - ״
(۱۸) اہلیہ ״ - ״ - ״
(۱۹) علی داود خان - ״ - ״
(۲۰) اہلیہ ״ - ״ - ״
(۲۱) ״ صاحب جان - ״ - ״
(۲۲) امام خان - ״ - ״
(۲۳) ״ اہلیہ - ״ - ״
(۲۴) اہلیہ سرفراز خان - ״ - ״
(۲۵) پیر خان - ״ - ״
(۲۶) اہلیہ ״ - ״ - ״
(۲۷) عصمت اللہ خان - ״ - ״
(۲۸) اہلیہ ״ - ״ - ״
(۲۹) حسن خان - ״ - ״
(۳۰) گوہر علی خان - ״ - ״
(۳۱) اہلیہ ״ - ״ - ״
(۳۲) عبد الحمید خان - ״ - ״
(۳۳) عبد الصمد خان - ״ - ״
(۳۴) عمر علی خان - ״ - ״
(۳۵) محمد واعظ خان - ״ - ״
(۳۶) رحیم داد خان - ״ - ״
(۳۷) مظفر خان - ״ - ״
(۳۸) اہلیہ ״ - ״ - ״
(۳۹) سرفراز خان - ״ - ״
(۴۰) اہلیہ ״ - ״ - ״
(۴۱) محمود خان - ״ - ״
(۴۲) اہلیہ ״ - ״ - ״
(۴۳) عبد النبی خان - ״ - ״
(۴۴) اہلیہ ״ - ״ - ״
(۴۵) سید دلبر علی - محی الدین پور - ״
(۴۶) اہلیہ ״ - ״ - ״
(۴۷) سید عبد الرحیم - ״ - ״
(۴۸) اہلیہ ״ - ״ - ״
(۴۹) میر دومہ - ״ - ״
(۵۰) میر قاسم - ״ - ״
(۵۱) اہلیہ ״ - ״ - ״
(۵۲) محبوب علی - سیال جھنگ - ״

باقی اسماء آئندہ اخبار میں درج ہونگے

مختلف واقعات

(مصریوں کے قومی خواص)

مصری اعلیٰ درجہ کے متواضع ہین مہینہ کے تیس دنون مین کوئی بھی ایسا دن نہین گذرتا کہ کوئی نہ کوئی مسافر یار ہگذر ان کے دستر خوان پر اون کے ساتھ نہ بیٹھا ہو۔ مصر کے آفندیوں کو چار شادیان کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن یہ ایک سے زیادہ کبھی نہین کرتے۔ ان مین صغیر سِن بچّون کی شادی بھی جائز ہے۔ یہ بچّون سے بہت پیار کرتے ہین۔ جنگجو نہیں۔ مگر گذشتہ جنگ نے ثابت کر دیا ہے کہ اعلیٰ افسرون کی زیر کمان دادِ مردانگی دے سکتے ہین۔ یہ تقلید کر سکتے ہین۔ مگر اختراع کا مادہ نہین رکھتے

چوہا۔ مختلف وباؤن کی وجہ سے یہ جانور اخباری دنیا مین قابل ذکر خیال کیا گیا ہے۔ در اصل چوہا ایشیا سے دوسرے ممالک تک پہنچا ہے۔ مغربی ممالک مین تھوڑی صدیون سے وارد ہے سیاہ چوہا سولھوین صدیون مین یورپ اور اٹھارہوین صدی کے آغاز مین امریکہ پہنچا تھا۔ ۱۷۲۷ء مین دوسرے رنگون کے چوہے یورپ مین نمودار ہونے لگے بعض کہتے ہین کہ یہ ھندوستان سے روانہ ہو کر روس کے رستہ سے یورپ گئے۔ اور بعض کا خیال ہے کہ ناروے سے انگلستان پہنچے اور اب تمام سطح زمین پر پھیلے ہوئے ہین۔

عیسائیون مین ذات کی تفریق

چونکہ ھندو عیسائی ہونے کے بعد بھی ذات کا خیال رکھتے ہین اور کابستھ عیسائی اور برہمن عیسائی وغیرہ کہلاتے ہیں۔ اس لئے گذشتہ مشنری کونفرنس نے جو امسال مدراس میں ہوئی تھی یہ رزو لیوشن پاس کیا ہے کہ "جو شخص کسی حالت میں ذات کی تفریق مدّ نظر رکھکر عیسائیون کے قواید توڑے گا۔ اُس کو گرجا کے متعلق کوئی عہدہ نہین ملے گا" اسپر ایک صاحب نے اعتراض کیا ہے کہ یورپین کرسچن کیون شریف۔ یوریشنوں سوشل طور پر علیحدہ رکھتے ہین۔ غمی کے موقع پر دیسی عیسائیون کے گھروں مین نہین جاتے اور اون مین جب کوئی یوپین لیڈی سے شادی کرتا ہے تو اوس کو ستاتے ہین۔؟ اس کا جواب ہم کیا دین۔

قابل قدر نظیر

امرت بازار پتر کا لکھنا ہے کہ جب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ چوبیس پرگنہ جات جن کا نام نامی مسٹر ایکین ہے بائیسکل پر سوار جا رہے تھے۔ اُن کو ایک دیسی سڑک پر سسکتا ہوا ملا صاحب ممدوح نے جھٹ بائیسکل سے اوتر کر اوسکی نبض پر ہاتھ رکھا اور اس کے پڑوسیون سے اسکو پاس ہی ایک حکیم کے مکان پہنچانے کے لئے مدد مانگی چونکہ یہ شخص ہیضہ مین مبتلا تھا سب نے اس کو چھونے سے انکار کر دیا صاحب ممدوح اُس کو گود مین اٹھا کر لے گئے۔ مگر وہ بیچارہ چل بسا۔ صاحب ممدوح نے دلی رنج کیساتھ اُس کے تجہیز و تکفین کا خرچ اپنی جیب سے ادا کیا۔

ملتان مین رعایا کی دعائین

فروری کو گیارہ بجے دن کے شہر ملتان کی عیدگاہ مین نماز عید ادا کی گئی قریباً دس ہزار مسلمان اس موقع پر جمع تھے خطبہ کے ختم ہونے پر تمام حاضرین نے خلوص دل سے جنگ ٹرانسوال مین گورنمنٹ برطانیہ کی فتح کے واسطے زور شور سے دعائین مانگین۔ اس امر کے محرک حاضرین مین سے متوسط اور غریب درجہ کے اشخاص تھے۔

زراعت مین بجلی کی امداد

کینڈا کے ایک متمول زمیندار نے اپنی کھیتی باڑی مین کھربائی طاقت سے کام لینے کا انتظام کیا ہوا ہے کھیتوں کے وسط مین دو آبشار ساٹھ فیٹ اور ایک سو فیٹ بلند ہین اُن کی طاقت سے سب کچھہ بویا جاتا ہے وسطی انجن جسپر سب کام کا مدار ہے دس گھوڑون کی طاقت رکھتا ہے۔

جاندار درخت

جزیرہ جمیکا میں ایک عجیب جاندار درخت ہوتا ہے جو کسی طرح سے بجز چند خاص تدبیرون کے ضائع ہی نہین ہوتا۔ کوئی پتہ۔ کوئی شاخ اُس کی توڑ مروڑ کر پھینک دیجئے۔ وہ پھر پھوٹ نکلتا ہے۔ صرف گرم آہن یا بہت جوش زن پانی سے وہ ضایع ہوتا ہے ❊

مصنفہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد از تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پھولا غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کو مرضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچپنے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ للعہ خالص ممیرہ فی ماشہ عہ ۲۵ رمصری سرمہ فی تولہ عہ ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی اور جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے

المشتہر پروفیسر میاسنگھ آہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاسنگھ آہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سبز شش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ۔ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شئے نہیں ہے۔ اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے۔ اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر۔ ڈی۔ ایم۔ بی۔ سانگلی صاحب بہادر۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی۔ (۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میاسنگھ آہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسمات اتم دیوی بعمر ۵۴ سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلی ہوئی تھیں اور پرِ بال پڑتے تھے اُس کی آنکھیں عرصہ سے سُرخ اور دُکھتی رہتی تھیں اُنہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اُس کی بینائی میں فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اُن اشیاء کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا جن کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور (۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگھ نے تیار کیا ہے۔ اُن مریضوں پر جن کی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاص کر اُن مریضوں کے واسطے جن کی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے۔ اور دھند اور غبار۔ اور کمزوری نظر ہو۔ یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال انریری سرجن گورنر جنرل ہند۔ (۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگھ آہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا۔ میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام ۔ اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مناسبت کے لئے مارچ سنہ ۱۹۰۸ء میں جمع کیا گیا ہے۔

انوار احمدیہ پریس، قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر اخبار الحکم کے اہتمام سے چھپکر بفضلہ تعالیٰ شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر

عام سے سالانہ قیمت پیشگی ۔۔۔
خواص اور معاونین جو لطف فرماویں۔

اخبار الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہاں در قادیاں بینی دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

نمبر ۷ | قادیاں دارالامن والامان ۲۴ فروری سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۲۳ شوال سنہ ۱۳۱۷ھ | جلد ۴

ترجمۃ القرآن

اپنے دوستوں کو خوشخبری دیجاتی ہے کہ یکم مارچ سنہ ۱۹۰۶ء سے بفضلہ تعالےٰ ترجمۃ القرآن کی طبع اور اشاعت کا کام شروع کیا جاتا ہے۔گو ابھی تک پوری تین سو درخواستیں پیشگی قیمت دینے والوں کی موصول نہیں ہوئیں۔ تاہم زیادہ انتظار ہی مناسب نہیں سمجھا گیا۔اس لئے جن صاحبان کی درخواستیں آچکی ہیں وہ اس اطلاع کے بعد سردست ایک روپیہ فی جلد کے حساب سے قیمت پیشگی بلا محصول ڈاک بھیجدیں۔اگر مجوزہ حجم سے ضخامت بڑہ گئی تو اُس نسبت سے جیسا کہ ہم نے اعلان کر دیا ہے قیمت میں اضافہ ہو جاویگا۔یہہ بھی یاد رہے کہ قیمت بھیجنے والے احباب کوپن منی آرڈر پر بخط جلی ترجمۃ القرآن لکھدیں۔ (ایڈیٹر)

جدید درخواست کنندگان

(۱) جماعت سیالکوٹ معرفت میر حامد شاہ ۱۰ جلد
(۲) میاں عبداللہ قوم کہرل سکنہ ٹھٹھہ ضلع منٹگمری ۱-جلد
(۳) منشی ہدایت اللہ حسن ابدال ۱-جلد
(۴) مولوی عزیز بخش بی۔اے ڈیرہ غازیخاں ۲ جلد
(۵) ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کوٹہ ۱ جلد
(۶) جماعت لودہانہ ۲۰ جلد
(۷) منشی ولی محمد ورزش ماسٹر مدارس عربیہ ۱ جلد
(۸) منشی محمد علی مدرس بانسانوالہ تحصیل رعیہ ۱ جلد
(۹) مولوی محمد منیر ہیڈ ماسٹر غوطہ فتحگڈہ ۱ جلد
(۱۰) ڈاکٹر نعمت خاں وٹرنری اسسٹنٹ نوشہرہ ۱ جلد
(۱۱) منشی غلام محمد بہلوری ملازم گودرم وزیر آباد ۱-جلد
(۱۲) مولوی حبیب اللہ صاحب ساکن بانڈہی ڈہونڈاں ڈاکخانہ ایبٹ آباد ضلع ہزارہ ۱-جلد
(۱۳) سید محمد سرور شاہ صاحب ساکن دراتہ ۱ جلد
(۱۴) سید امیر گلشاہ صاحب ساکن داتہ ۱ جلد
(۱۵) بابو محمد اسحاق صاحب اورسیر اللیاں ۲ جلد
(۱۶) مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین منی پور ۳-جلد
(۱۷) منشی محمد عیسیٰ خاں صاحب ہیڈ ماسٹر
(۱۸) منشی غلام حیدر ڈپٹی انسپکٹر میانی ضلع سیالکوٹ ۱-جلد
(۱۹) منشی محمد فاضل ڈاکخانہ جہوک وینس موضع مانکوٹ ضلع ملتان ۱-جلد
(۲۰) شیخ احمد جان صاحب پنشنر جالندہر ۱ جلد
(۲۱) میاں فضل دین ساکن جلہ ارائیاں

ڈاکخانہ دینا پور تحصیل لودہراں ۲ جلد
(۲۲) منشی چراغدین صاحب پنکے منڈی البورے ۲ جلد
(۲۳) حکیم محمد حسین صاحب کادام ہم عیسیٰ الہور ۲ جلد
(۲۴) حکیم ڈاکٹر شیخ نور محمد صاحب ہمدم صحت لاہور ۱ جلد
(۲۵) بابو امام الدین صاحب کمپونڈر لالہ موسیٰ ۱ جلد
آجتک کل ۲۲۹ درخواستیں آچکی ہیں ۳۰۰ میں صرف ۷۱ باقی ہیں اور ابہی ہماری جماعت کے اہل دول اصحاب نے توجہ نہیں فرمائی بہرحال کام یکم مارچ سنہ ۱۹۰۰ء سے خدا تعالے کے فضل پر بہروسہ کرکے شروع کر دیا جاتا ہے درخواست کنندہ احباب حسب وعدہ قیمت بہت جلد بہیجدیں۔

(ایڈیٹر)

رویای صادقہ

بحضور فیض گنجور مسیح موعود جناب میرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان شریف مدظلہ تعالے۔

کمترین بندہ گناہوں سے شرمندہ حضور عالی کے خدمت شریف میں عرض پرواز ہے کہ حضور کے کتب تصنیف خاص کے ملاحظہ سے مشرف ہوا فدوی امید رکھتا ہے کہ حضور عالی میرے مراسلہ اخبار الحکم میں درج فرماکر ایک پرچہ بنام فدوی روانہ فرمادیں تو فدوی محصول ڈاک وغیرہ دینے کو موجود ہے۔

اور میں اپنے خدا و رسول اور قرآن مجید کی قسم کہا کر عرض کرتا ہوں کہ میری اس تحریر میں اگر کچہ جہوٹ ہو تو خدا تعالے میرا خاتمہ ایمان پر نہ کرے اور مجہے روسیاہ کرکے ہمیشہ مجہہ پر لعنت نازل کرے فدوی کو امید ہے کہ میرے اس خواب کو اخبار میں درج کرکے ایک پرچہ بنام فدوی حسب سراغ ذیل مرحمت فرمادیں گے۔

فدوی کو جناب عالی سے قلبی محبت ہے۔

احوال خواب

بروز چہارشنبہ ۲۰ ماہ جمادی الاول سنہ ۱۳۱۷ ہجری مطابق ۲۶ ستمبر سنہ ۱۸۹۹ء شب کے تین بجے میں کیا دیکھتا ہوں ایک جماعت کثیر راستہ سے جا رہے ہیں میں بہی اُنہیں کے ساتہہ ہو لیا سب لوگوں نے سیدہا مسجد والا جاہی جو ترپلکیڑی مدراس میں واقع ہے مسجد مذکور میں جانا شروع کئے میں بہی اندر داخل ہوا اب کیا دیکھتا ہوں ایک منبر پر ایک عظیم الشان بزرگ تشریف رکہے ہوئے اور ہاتہہ میں کتاب لئے ہوئے یہہ بیت نوک زبان سے جاری ہے ؎ چو زمستان بے چمن بگذشت بشمسی خوش بہار مے بینم بہ بینج لوگوں سے پوچہا یہہ بزرگ کون ہیں تب لوگوں نے کہا کہ یہہ حضرت رسول خدا ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور جو کتاب دست شریف میں ہے آئینہ کمالات اسلام تالیف سے مرزا غلام احمد قادیانی کے ہے میں نے کہا علما تو قادیانی صاحب پر تکفیر کر چکے ہیں۔ تب اونہے کہا کہ خود رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت دے رہیں ہیں کیا اس سے بڑہکر علما کا فتویٰ ہو سکتا ہے تب اُنہوں نے وہ کتاب کہول دکہلائی میں پڑہکر بہت ہی بہت خوش ہوا اتنے میں کیا دیکہتا ہوں میری آنکہیں کہل گئی فقط

حضور عالی سے میں کچہہ طلب نہیں کرتا ہوں چونکہ حضور عالی کا سچا خادم بننا چاہتا ہوں اس لئے تحریر کیا ہے خاطر شریف پر بار نہ لادیں اور گستاخی معاف

بندہ کا پتہ یہہ ہے۔
مدراس مونٹ روڈ کوچہ ٹیپو صاحب نمبر مکان ۲۴
بحمد نظام الدین عفی عنہ

ندوۃ العلما کا ساتواں سالانہ جلسہ عظیم آباد پٹنہ میں

جمیع حضرت اہل اسلام کی خدمت میں عموماً اور علمائے کرام کی خدمت میں خصوصاً التماس ہے کہ ۱۴-۱۵-۱۶ ذیقعدہ سنہ ۱۷ھ جمعہ۔ شنبہ۔ یکشنبہ مطابق ۱۶-۱۷-۱۸ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء عیسوی کو عظیم آباد پٹنہ میں ندوۃ العلما کا ساتواں سالانہ جلسہ قرار پایا ہے لہذا آپ از راہ حمیت اسلامی اس جلیل القدر اجلاس میں شریک ہوکر اپنی مفید تجویزوں اور مشوروں سے اپنی قوم کی اعانت فرمائیں۔ جملہ مہمانوں کے آرام و آسایش کا رؤسای پٹنہ نے عمدہ بند و بست کیا ہے۔ جو صاحب تشریف لانا چاہیں وہ تاریخ روانگی سے ایک ہفتہ پہلے مولوی حافظ نظر الرحمن صاحب نبیرۂ شمس العلما مولانا شاہ محمد سعید صاحب مرحوم کو بغلپورہ شہر پٹنہ کے پتے سے مطلع فرماویں۔ والسلام

الداعی
فقیر محمد علی ناظم ندوۃ العلما

جنگ مقدس

کسر صلیب کی ابتدا یعنے وہ مباحثہ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور عیسائیان امرتسر کے درمیان ۱۸۹۳ء میں ہوا تہا اس مباحثہ کی ایک ایک کاپی ہر دوست کے پاس ہونا ضروری ہے ۸؍ قیمت پر بلا محصول ڈاک دفتر اخبار الحکم سے اسکتا ہے اور نور احمد صاحب مالک مطبع

چند پیریگراف

(جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ایدہ اللہ کی لانظیر تصنیف خلافت راشدہ میں سے جو آجکل آپ تصنیف فرما رہے ہیں انتخاب کئے گئے ہیں۔)

پادریوں کا یہ حال ہے کہ وہ یسوع مسیح کا مقابلہ کسی ایک نبی یا مصلح سے کرتے وقت بالبداہت یسوع کو قادر مطلق خدا فرض کر لیتے ہیں اور اُسکی معمولی باتوں اور چھوٹے چھوٹے کاموں کو جو کوئی بھی اپنے اندر خصوصیت نہیں رکھتے خدائی رنگ دینے کی کوشش کرتے ہیں اور دوسرے نبیوں کے ویسے ہی کاموں اور باتوں کو گرے ہوئے اور گناہگار اور کمزور انسانوں کے قول اور فعل قرار دیتے ہیں ایک بڑا ناحق شناس ظلم عظیم کا موید اور عملاً راستبازوں سے عداوت رکھنے والا انگریز ولیم میور اپنی کتاب لایف آف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں جہاں یسوع اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) میں مقابلہ موازنہ (بیرلیل) قائم کرتا ہے لکھتا ہے کہ

ایک عیسائی کا موازنہ یسوع اور آنحضرت میں) بظاہر یہ بات حیرت انگیز ہے اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی زندگی میں بڑے کامیاب ہوئے اور لاکھوں آدمیوں نے آپکی زندگی میں آپکے مشن کو قبول کیا اور آپکو بڑا ظاہری جلال اور شان شوکت نصیب ہوئی مگر یسوع کا معاملہ اسکے خلاف ہے وہ آخر تک گمنام اور ضعیف اور کس مپرس رہا اور چند ہی آدمیوں نے اُسے قبول کیا اسکا سِر یہ ہے کہ وہ چونکہ خدائے قادر مطلق تھا اُسنے نہ چاہا کہ عاجز بندوں پر اپنی قدرت کا اظہار کرے اور اُسنے پسند کیا کہ اپنے تئیں پست اور غریب ہی جتائے اور اگر وہ اپنی الوہیت کی شان نمائی پہ آتا تو تمام یہودیوں کا تختہ ہی اُلٹ دیتا اگرچہ یہ دلیل صرف صرف بزدلی اور حماقت کی دلیل ہے اور تعجب آتا ہے کہ عقل کی پرستار قوم مادی جہان کے فرزندوں کے مونہہ سے ایسی بودی بات نکلے اور بقول ایک عمیق اندیش کے کہ انجیل کا پڑھنا ہی انجیل کے رد کیلئے کافی ہے۔ پیریلیل۔ (موازنہ) اپنا دشمن آپ ہی ہے مگر ایک دو باتیں اسپر کرنی بے موقع نہیں ہونگی۔

(دعویٰ الوہیت مسیح بے دلیل ہے) یسوع کی الوہیت کی اور دلیل نصاریٰ کے ہاتھ میں کیا ہے درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے یہ مقولہ لا انتہا تجربوں کا سرچشمہ اور دنیا میں حق اور باطل کا معیار ہے الوہیت کی شناخت تو آپکے کاموں سے ہونی چاہیئے تھی کوئی فوق عادت خارق عادت اقتدار آپسے ظاہر ہوتا تو کم سے کم ایک ممتاز اور حیرت انگیز انسان اور کامل انسان آپکو ماننے کیلئے جگہہ نکل آتی دنیا میں مونہہ کی لافوں اور فضولیوں نے تو کسیکو کوئی رتبہ نہیں دلایا اور نہ بیہودہ لاف کاف کسی عظمت کا مستحق بنانے کی صلاحیت رکھتی ہے ہزاروں مجنون مونہہ سے کیا کچھ نہیں کہتے خود خدا بنتے اور رکرۂ زمین کے مطلق العنان بادشاہ بنتے اور کیا کیا بکتے ہیں مگر معیار عمل اور محک امتحان آخر دکھا دیتی ہے کیا کمی ہیں یسوع کے مونہہ کے لاکھوں دعوے ہوں اور مونہہ کی باتوں سے وہ کیا کچھ نہ بنا ہو (اگرچہ ہم مانتے ہیں کہ بات بھی اُنکی کوئی فوق العادت نہیں یا دری ناحق کھینچ تان کر بات کو کہیں سے کہیں تک لے جاتے ہیں) مگر کوئی عمل دکھاؤ اور واقعات سے کوئی نظیر لاؤ کہ گردنیں خود بخود اُسکے آگے جھک جائیں اور ذاتی مفروضات تو کوئی شے نہیں۔

(یسوع ناکام رہے۔) یسوع اپنے مشن میں نامرادی کے پورے معنوں میں نامراد رہے اور ذلت و شکست کے چندروز بسر کرکے آخر گمنام ہو جائے اور قوت قدسیہ اور مقلب القلوب ہونے کی یہ شان کہ وہ دو چار شخص جو ایمان لائے تھے نہیں وہ بھی تبدیل ہو جائیں اور تعلیم ہی ساری کی ساری خصوصاً وہ مایۂ ناز مگر ناقابل عمل پہاڑی وعظ بھی حرفاً تالمود یہود کی نقل ہو اور آپکے کام (معجزات بھی) وہی توریت کے نبیوں کے کام یا اُنکی نقل ہوں اسپر بھی وہ قادر مطلق خدا اور رب یسوع مسیح اور جلال کے تخت کا شاہزادہ ہو۔

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پورے پورے کامیاب ہوئے اور آپکی پُرزور تحدی) اور پورے معنوں میں کامیاب بامراد انسان جسکی کامیابی کی نظیر لانے سے تاریخ عالم بکلی ساکت ہے وہ جسنے اسوقت جبکہ وہ ناتوان بے کس اور بے جاہ و حشم تھا اور ہر قسم کے استخفاف اور استحقار قوم کا نشانہ بنا ہوا تھا بڑی حیرت انگیز تحدی سے دعویٰ کیا۔ انی رسول اللہ الیکم جمیعاً الذی لہ ملک السموات والارض یعنے میں تم سب کی طرف اس خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں جو زمین اور آسمان کا مالک ہے اس میں صاف سمجھا دیا کہ یقیناً آسمان میری تائید میں ہوگا اور طبقات سموات سے جو جو برکات زمین پر نازل ہوتے ہیں۔ وہ سب میرے حصہ میں آئیں گی۔ اور میرے مخالف آسمان کی بری تقدیروں اور مصائب کا ہدف بنیں گے اور الارض۔ یعنے اولاً اور بالذات اسی زمین کی حکومت میرے حصہ میں آئیگی اور میرے مخالف اسکی سطح پر سے اٹھا دیئے جائیں گے اور یہ دعوے کیا۔ اقرء باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرء و ربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم۔ اور اس کے آخر میں یہ دعویٰ کیا فلیدع نادیہ سندع الزبانیہ کلا لا تطعہ واسجد واقترب۔ یعنی اپنے خالق رب کے نام کی تبلیغ دنیا میں کر وہ خالق رب جس نے ایک حقیر جونک جیسے ....

کیڑے سے جو منی مین پیدا ہوتا ہے الانسان بنایا۔ ہان پڑھ اور تبلیغ کر اور خوف نہ کر اور تیرا رب اکرم ہے جس نے قلم کے ذریعہ علم کی اشاعت کی اور الانسان کو وہ کچھ تعلیم کیا جو وہ نہ جانتا تھا۔

پانچ پیشگوئیان اس کلام الٰہی مین پانچ پیشگوئیان ہین۔ اوّل۔ ربک الذی خلق اس کا مطلب یہ ہے کہ ربوبیت الٰہی نے جو تیری خاص پرورش فرمائی ہے اور اپنے اندازہ سے خاص قوئے مرحمت کئے اور خاص کام کے لئے تجھے منتخب کیا ہے اور اپنے ہاتھ سے تیرا پیڑ لگایا ہے۔ اور تیرے مبارک پھلون کے انتظار مین بیٹھی ہے وہ تجھے ضرور کامیاب اور سرسبز کریگی اور تیرے نونہال کو اعدا کے تبر اور مخالف جھونکون سے محفوظ رکھے گی۔

دوسری پیشگوئی خلق الانسان من علق۔ یعنی اُس منی کے کیڑے یا جونک کی طرف دھیان کرو کہ وہ کیسا حقیر اور ذلیل تھا جس کا ایسا خوبصورت باکمال انسان بنا ہے۔ جب ہماری ربوبیت نے نظر عنایت سے ایک کیڑے کو اس شکل و صورت تک پہونچایا ہے اور ایک مقصد اور غائیت کے لئے جو ربوبیت کا اصلی تقاضا ہے یہ خلعت کمال مرحمت فرمایا ہے تو کیا اب ہماری ربوبیت اس کا ساتھ چھوڑ دیگی۔ ہم اپنی ربوبیت کا سایۂ عاطفت اسپر رکھینگے جب تک وہ انسان اپنی خلقت کی علت غائی کو پہونچ نہ جائے۔

رب اور اللہ اسمون کا فلسفہ قرآن کریم مین قرآن کریم مین تدبّر کرنے والے جانتے ہین کہ نبوت کی تربیت اور راستے کمال مطلوب تک پہونچانا خدا تعالیٰ کے اسم رب کا خاصہ ہے۔ اور جہان جہان خدا تعالیٰ نے ضرورت نبوت کی قرآن کریم مین بحث چھیڑی ہے دلیل مین اپنے اسم رب کو مذکور فرمایا ہے اس لئے کہ جیسے اس کی ربوبیت نے انسان کے عالم اجسام کے لئے ......

مقصود اور ابدی غیر فانی شے ہے۔ اس کی تربیت کے مناسب حال سامان مہیا کرے۔ سو اس کے لئے اس نے نبوت کا سلسلہ اس جہان مین قائم کیا۔ اور جہان نبوت کے اعدا اور مخالفین کو مقابلہ سے ڈرانا چاہا اور اُن کے بارہ مین خوفناک وعید بیان کرنے چاہے ہین۔ وہان نبوت کی حمایت و دفاع مین اسم اللہ کو جو جامع جمیع صفات کاملہ ہے۔ پیش کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبوت کا اصلی مقصد توحید الوہیت کو قائم کرنا اور آلہۂ باطلہ اور ہر قسم کے طواغیت کا ابطال کرکے خداوند تعالیٰ کے لئے معبودیت اور الوہیت کا یگانہ استحقاق اور لاشریک منصب مخصوص کرنا ... ہوتا ہے۔ تو جب عداوت اور خلاف اپنے ہتھیار پہن کر اس کا استیصال کرنے پر آمادہ ہون غیرت اور جوش بھی اسی کو آنا چاہئے جس کی خدمت کے لئے نبوت میدان مین نکلی ہے اس علق اور الانسان کے لفظ مین بڑی بھاری پیشگوئی ہے

تیسری پیشگوئی اقرء وربک الاکرم اس مین اشارہ یہ ہے کہ اس سلسلۂ تبلیغ مین تیری سخت مخالفت ہوگی اور ایک عالم تجھے ذلیل اور خوار کرنے پر آمادہ ہوگا اور حکمت الٰہیہ کے اقتضاء سے کچھ عرصہ تک بظاہر ایسا ہوگا کہ تو مغلوب اور شکستہ نظر آئے گا اور کفر و شرک اپنی جمیعت پر ناز کریگا مگر آخر کار غلبہ اور فتح تیرے حصہ مین آئے گی اور تو اکرم اور عزیز ہوگا اس لئے کہ تیرا رب جس نے تجھے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے پرورش کیا ہے وہ اکرم ہے لہذا ضروری ہے کہ اسکا مربوب بھی بطور ظل کے اکرم ہو

قرآن لانظیر ہے چوتھی پیشگوئی الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کتاب عجیب مین جو تجھے دی جاتی ہے اور جو بظاہر انسانی قلم سے لکھی جاتی ہے وہ وہ علوم عالیہ ہونگے کہ کل بنی آدم کے معلومات اس کے مقابلہ سے عاجز آ جائینگے۔ الانسان سے مالم یعلم ملاکر یہ اشارہ فرمایا ہے کہ فطرتاً اور اکتساباً انسان کی بساط مین اور اس کے قوا کی رسائی مین وہ علوم عالیہ آہی نہین سکتے جن پر قرآن مشتمل ہے۔ لہذا یہ علوم لاریب خداوند علیم خالق انسان کی طرف سے ہین اور اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ ذہینون کے ذہن عقیلون کی عقلین اور عالمون کے علم اور محررون کی قلمین ان سماوی علوم کے مقابلہ مین ٹوٹ جائین گی۔

پانچوین پیشگوئی۔ کلا لئن لم ینتہ لنسفعا بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ خاطئۃ فلیدع نادیہ سندع الزبانیۃ کلا لا تطعہ واسجد واقترب۔ دشمن کی عداوت کی پیش رفت نہ جائیگی اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اس کی جھوٹی خطاکار چوٹی کو پکڑ کر زور سے کھینچین گے اور یون ذلت سے گھسیٹ کر ہاویہ مین گرائین گے۔ پھر وہ اپنی مجلس کو جن کے بل بوتے پر اُسے ناز تھا بلائے اور انکی دوہائی دے ہم بھی سیاست کے پیادون کو بلائین گے۔ وہ ہرگز اپنے منصوبون مین کامیاب نہ ہوگا تو اپنے کام مین لگا رہ اور ان کے خلاف کی ذرا بھی پروا نہ کر اور کبھی ان کی ہان مین ہان نہ ملا اس لئے کہ ان کے ہاتھ مین تیرا کوئی نفع اور ضرر نہین۔ اور ہماری فرمانبرداری مین لگا رہ اور جسقدر تو ہمارا فرمانبردار ہوگا۔ ہماری جناب مین تیرا قرب اور درجہ اتنا ہی بڑھے گا۔

اگر نیچیریلسٹ اور برہمو غور کرے ایک مادہ پرست ایک برہمو۔ ایک دہریہ غرض ہر ایک شخص جو الہام اور ضرورت الہام اور خدا تعالیٰ کی ہستی کو نہین مانتا ان

الفاظ کی شوکت اور قوت میں غور کرے۔ اور اُس انسان کا مطالعہ کرے جس کے مُنہ سے یہ نکلے اور اسوقت کی تاریخ کو پڑھے جب یہ بلند دعوے ایک پورے بے سامان اور ناتوان اور اعدا کے نرغے مین گھرے ہوئے انسان سے سرزد ہوئے اور پھر انجام کو دیکھے کہ یہ دعوی کس شان سے پورے ہوئے اور نبوت کے بدخواہ ٹھیک اسی طرح ہلاک ہوئے جیسے ان سچے دعون کا منشاء تھا۔

غرض ایسا کامل انسان جس کے اعمال اور نتائج اعمال نے اس کی کاملیت پر ہمیشہ کے لئے مہر لگا دی اور تمام بنی آدم سے اس کو امتیاز بخشا وہ تو اس قابل بھی نہ ہو کہ تخفیف کر کے اُسے ایک انسان ہی مان لیا جائے اور اسکی نسبت کیکیا دینے والی سب وشتم اور بدگوئی سے زبان کو نکام دیدی جائے۔ اور ایک ایسے شخص کو جسے ایک ناتوان عورت نے جنا جو قانون قدرت کے موافق بڑھا اور پھولا۔ جو ہگتا موتتا کھاتا اور پیتا اور تمام لوازم بشری کا محتاج اور تمام عوارض انسانی کا مغلوب تھا جس کی زندگی نے کوئی حیرت انگیز کام تو ایک طرف بنی اسرائیل کے معمولی نبیوں جیسی کامیابی بھی نہیں پائی وہ جو بدخواہ دشمنوں کے منصوبوں کا ہدف بنا اور آخر بیزار جان کا ہی ان کے ہاتھوں نیچے سے چھوٹ کر اور دیس بدیس پھر پھرا کر غریب آدمیوں کی طرح کشمیر مین ہمیشہ کی نیند سو گیا غرض ایسے شخص کو یگانہ خدا اور قادر مطلق خدا کر کے مانا جائے کبرت کلمۃ تخرج من افواہھم ان یقولون الا کذبا۔

الوہیت یسوع کے بطلان کی دلیل

تعجب کی بات ہے ایک شخص انسانی جامہ مین ہو اور انسانی لوازم اور عوارض کے ماتحت ہو کس دلیل سے فوق العادہ انسان اسکو مانا جا سکتا ہے؟ صورت شکل سے یہ پہچاننا کہ وہ خدا ہے یہ تو سراسر خیال باطل اور محال ہے اور نصاریٰ بھی اس کے قائل نہین ہون گے تو اب بجز اس کے کہ یہ دکھایا جائے کہ اس کے یہ افعال اور اعمال تھے جو انسانی طاقتوں سے بڑھکر ہین اور جو اسے خدائی کا منصب دلاتے ہین اور کوئی مضبوط دلیل اس کی الوہیت کی ہو نہین سکتی۔ اور یہ سودائے خام ہے۔ اسلام آج تک ڈنکے کی چوٹ سے پکار رہا ہے۔ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم یعنے اللہ کے نزدیک جو حقیقی الوہیت کا حقدار ہے اس لئے کہ جامع جمیع صفات کاملہ اور منزہ کے بشری ضعفوں اور مخلوقی عوارض اور لوازم سے منزہ ہے ہاں اللہ تعالےٰ کے نزدیک عیسیٰ آدمی سے کچھ بھی زیادہ نہین ... یعنے اس مین سارے وہ لوازم اور عوارض موجود ہین جو آدمی مین پائے جاتے ہین۔ جو شخص اس کی الوہیت کا مدعی ہے وہ معمولی آدمی سے بڑھکر خواص اس میں دکھائے۔ یہ بڑا بھاری قرضہ

عیسائی اسلام کے الزام کے نیچے ہین تیرہ سو برس سے

نصاریٰ کی گردن پر ہے اور وہ تیرہ سو برس سے برابر چلا آتا ہے ان کی غیرت کا اگر ان مین ہوتی یہ مقتضاء ہونا چاہیئے تھا کہ اس خطرناک الزام سے بری ہوتے۔ کہان یہ کہ وہ ایک شخص کو خدا اور الفا امیگا کہین اور کہان یہ کہ اسلام مٹی سے بنے ہوئے آدمی سے کسی طرح بھی بڑھکر اسے نہ مانے اور نہ ماننے دے۔

حضرت اقدس کا ایک گرامی نامہ

جو حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ کے نام ۲۰ر اگست ۱۸۸۹ء کو لکھا گیا تھا۔ اس گرامی نامہ کے پڑھنے سے حضرت اقدس کی ایک خاص دعا کا پتہ لگتا ہے جو ہر مشکل پیش آمدہ کے حل کیلئے آپ حضور الہی مین کیا کرتے ہین۔ علاوہ ازین یہ بھی معلوم ہوگا کہ جبکہ اس گرامی نامہ مین آپ نے حضرت مولانا صاحب کے لخت جگر کے لئے دعا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اس دعا کے موافق وہ بچہ اسوقت بچ گیا کیونکہ خود مولانا موصوف نے اصل خط پر جو کچھ درج فرمایا ہے وہ اصل مکتوب کے بعد ہم مع تاریخ درج کرتے ہیں۔

گویا اس گرامی نامہ سے حضرت اقدس کی قبولیت دعا کا ایک زبردست ثبوت ہوتا ہے۔ اور بجائے خود یہ مکتوب ایک نشان ہے جو غور کرنے والی طبیعتوں کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہے۔ . . . . . ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد بخدمت اخویم مخدوم حکیم نور الدین صاحب سلمہ ربہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

عنایت نامہ پہونچا حال صدمہ وفات دو لخت جگر آن مخدوم و علالت طبیعت پسر سوم سنکر موجب حزن و اندوہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ آپکو صدمہ گذشتہ کے نسبت صبر عطا فرماوے۔ اور آپ کے قرۃ العین فرزند سوم کو جلد تر شفا بخشے انشاء اللہ القدیر یہ عاجز آپ کے فرزند کے شفا کے لئے دعا کریگا۔ اللہ تعالےٰ مجھکو اپنے فضل و کرم سے ایسی دعا کی توفیق بخشے جو اپنے جمیع شرائط

سے جامع ہے۔ یہ امر کسی انسان کے اختیار مین نہین ہے صرف اللہ تعالےٰ کے ہاتھ مین ہے اُسی کے مرضات حاصل کرنے کے لئے اگر آپ خفیہ طور سے اپنے فرزند دلبند کی شفا حاصل ہونے پر اپنے دل مین کچھہ نذر مقرر کر رکھین تو عجیب نہین۔ کہ وہ نکتہ نواز جو خود اپنی ذات مین کریم و رحیم ہے آپ کے اس صدق دلی کو قبول فرماکر ورطہ غموم سے آپ کو مخلصی عطا فرما دے وہ اپنے مخلص بندون پر اُنکے مان باپ سے بہت زیادہ رحم کرتا ہے اُسکو نذرون کی کچھہ حاجت نہین مگر بعض اوقات اخلاص آدمی کا ایسے راہ سے محقق ہوتا ہے۔ استغفار اور تضرع اور توبہ بہت ہی عمدہ چیز ہے اور بغیر اس کے سب نذرین ہیچ اور بے سود ہیں۔ اپنے مولا پر قوی امید رکھے اور اُسکی ذات بابرکت کو سب سے زیادہ پیارا بناؤ کہ وہ اپنے قوی الیقین بندون کو ضایع نہین کرتا اور اپنے سچی رجوع دلانے والون کو ورطہ غموم مین نہین چھوڑتا۔ رات کے آخری پہر مین اٹھو اور وضو کرو اور چند دوگانہ اخلاص سے بجالاؤ۔ اور دردمندی اور عاجزی سے یہ دعا کرو کہ اے میرے محسن اور میرے خدا میں ایک تیرا ناکارہ بندہ پُرمعصیت اور پُرغفلت ہون تو نے مجھہ سے ظلم پر ظلم دیکھا اور انعام پر انعام کیا۔ اور گنہ پر گنہ دیکھا۔ اور احسان پر احسان کیا تو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنی بے شمار نعمتون سے مجھے متمتع کیا۔ سو اب بھی مجھہ نالائق اور پُرگناہ پر رحم کر اور میری بے باکی اور ناسپاسی کو معاف فرما۔ اور مجھہ کو میرے اس غم سے نجات بخش کہ بجز تیرے اور کوئی چارہ گر نہین۔ آمین ثم آمین +
مگر مناسب ہے کہ بروقت اس دعا کی فی الحقیقت دل کامل جوش سے اپنے گناہ کا اقرار اور اپنے مولی کے انعام اکرام کا اعتراف کرے کیونکہ صرف زبان سے پڑھنا کچھہ چیز نہین جوش دلی چاہیئے اور رقت اور گریہ بھی یہ دعا معمولات اس عاجز سے ہے۔ اور درحقیقت اسی عاجز کے مطابق حال ہے والسلام خاکسار
غلام احمد عفی عنہ۔ ۲۰ اگست ۱۸۸۵ء

حضرت مولانا صاحب نے اس گرامی نامہ کی پشت پر یہہ الفاظ درج کئے ہین۔ "یہ لڑکا اس وقت اس مرض سے بچ گیا تھا پھر دوبارہ سعال وام الصبیان مین انتقال کرگیا۔ ان یعزاقۃ لمحزون وادعو اللہ بدلہ"۔ نورالدین ۔

ضروری اطلاع

وفات نامہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے کل حقوق میان فتح دین صاحب سے خرید لئے گئے ہین۔ اور وہ محفوظ ہین۔ لہذا کوئی صاحب بلا اجازت منشی محمد اکبر صاحب ٹھیکیدار چوب بٹالہ اس کے طبع کرانے کی جرات نہ کرین۔ ورنہ قانونی طور پر جوابدہ ہونا پڑے گا جسقدر نسخے مطلوب ہون اون سے منگوا لئے جائین

اسماء مریدین حضرت اقدس

(۱) حافظ غلام محمد خان۔ وزیر آباد ضلع گجرات
(۲) مولوی عبدالرحمن عرف مولوی نجم الدین صاحب۔ موضع شادیوال ضلع گجرات۔
(۳) میان محمد صاحب موضع ناگروالا ضلع گجرات۔
(۴) مولوی محمد علی صاحب موضع کامون والہ ضلع گوجران والہ۔
(۵) مبارک علی۔ موضع کاموںکے ضلع گوجران والہ
(۶) سردار علی صاحب موضع کاموںکے ضلع گوجران والہ
(۷) حیات علی صاحب ״ ضلع گوجران والہ
(۸) کرم دین صاحب موضع سیدوالہ ضلع منٹگمری
(۹) مرزا اکرم بیگ صاحب ״ ضلع منٹگمری
(۱۰) اسماعیل ״ ضلع منٹگمری

دارالامان

(۱) حضرت اقدس الحمد اللہ بہمہ وجوہ مع جمیع ممبران خاندان وخدام بخیرت ہین اور نصیبین کمیشن کے ممبرون کیلئے ایک لانظیر عربی کتاب تصنیف فرما رہے ہین جو ۲۱۰۰ چھپ رہی ہے ۱۱۲ صفحہ تک کتاب مذکور چھپ چکی ہے
(۲) بعد مغرب حضرت اقدس اون مضامین کو سن رہے ہین جو حضرت اقدس کے ایما سے ہمارے احباب نے مفاسد زمانہ اور ضرورت امام پر لکھے ہین۔ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی ان مضامین کو سنا رہے ہین۔
(۳) حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی خلافت راشدہ کی تصنیف مین علاوہ دوسرے کامونکے مصروف ہین یہ قابل قدر کتاب ۱۳۶ صفحہ تک پریس میں جا چکی ہے۔ اور ۱۲۸ تک چھپ چکی ہے۔
(۴) حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کا درس قران مجید حسب معمول ہر روز بعد عصر ہوتا ہے۔ آپ آجکل مخالفین کی کتابون کا مطالعہ بغرض جواب کررہے ہین اور بعض مخالف مصنفین کو خطوط بھی لکھے ہین جن مین سے بعض کا جواب آئندہ اشاعت مین انشاء اللہ درج کرین گے +

ہندوستان کی خبریں

نواب وزیر ہند نے پارلیمنٹ میں بیان کیا ہے کہ قحط کے اخراجات کیوجہ سے گورنمنٹ ہند کو خزانہ انگلستان سے مدد دینے کی کچھ ضرورت نہیں۔ وہ ان اخراجات کے لئے کافی وسائل رکھتی ہے۔ اور بشرط ضرورت قرض لے سکتی ہے

جدید گورنر بمبئی لارڈ نارتھ کوٹ مع لیڈی صاحبہ ۱۶ر کی صبح کو بمبئی رونق افروز ہوئے۔ اور سابق گورنر اسی تاریخ ولایت کو روانہ ہو گئے۔

مسودہ قانون تازیانہ و قانون کینہائے پاس ہو گئے ہیں۔

میران شاہ (وادی ٹوچی) کے پولیٹیکل افسر نے چند متواتر ڈاکوزن کے جواب میں ۱۵ر کی صبح کو ۸ میل کے فاصلہ پر دو دیہات پر اچانک حملہ کر کے ۴۳ مفسد اور ۴۰ اونٹ گرفتار کر لئے۔ حملہ ایسا اچانک کیا گیا کہ کوئی مقابلہ نہ کر سکا۔ ۱ر کی دوپہر کو لٹیروں کی ایک جماعت کے تعاقب میں کامیابی نہ ہوئی۔

نواب کرزن نے بتاریخ ۱۷ر فروری کلکتہ یونیورسٹی کے سالانہ جلسہ میں مسئلہ تعلیم پر بسیط تقریر کر کے لوکل گورنمنٹوں کو ابتدائی تعلیم کی عام توسیع و اشاعت کیطرف خاص توجہ کرنے کی نصیحت کی۔ مگر افسوس صنعتی تعلیم کے متعلق ایک لفظ بھی ارشاد نہ فرمایا۔ اور بر عکس ازیں تعلیم کی مروجہ قسم کو بہت سراہا۔ اس تعلیم سے بلاشبہ ملک کو بہت فائدہ پہونچا ہے۔ اور اُسکی اشاعت کی بھی ابھی بہت ضرورت ہے۔ لیکن یہ مسلمہ امر ہے کہ صرف ایک ہی تعلیم زمانہ کی مقتضیات یا ملک کی ضرورتوں کے لئے مکتفی نہیں ہو سکتی اور [illegible] کہ نواب ممدوح کبھی نہ کبھی تعلیمی مسئلہ کے اس پہلو پر بھی ضرور خیال فرماویں گے۔ جناب ممدوح نے اپنی تقریر میں مدرسوں کی درسگاہوں اور معائنہ کے عملہ کی زیادتی پر بھی بہت زور دیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ گورنمنٹ امدادی مدراس کے نصاب تعلیم نظم ونسق کی عمدگی و معقولیت کی بھی ذمہ وار ہے +

جزیرہ بورنیو کا عثمان دفنہ یعنے مست صالح قتل ہو گیا ہے۔ اور انگریزی فوج نے اُسکے ہمراہیوں کو پراگندہ کر دیا ہے۔

ہندوستان کی ریلوے لائینوں کو اپریل ۱۸۹۹ء سے ۱۳ر فروری ۱۹۰۰ء تک سال ماقبل کے اسی عرصہ کی نسبت ایک کروڑ ۸۷ لاکھ روپیہ زیادہ آمدنی ہوئی۔

لارڈ نارتھ برک سابق وائسرائے ہندوستان نے پانسو پونڈ چندہ بھیج کر قحط زدگان کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ کل ملک میں اسوقت چالیس لاکھ کے قریب مصیبت زدگان امدادی کاموں پر ہیں۔

چھوٹا ناگپور کے بلوہ کے تقریباً پانسو مجرم حوالات میں مقید ہیں۔ اُنکے سرغنہ برسا بھگوان کی نسبت لاٹ صاحب بنگالہ سے دریافت کیا گیا ہے کہ آیا اُسے پولیٹیکل مجرم قرار دیکر ملک بدر کیا جائے۔ یا معمولی مجرم کی حیثیت میں اُسکی تجویز کیجائے۔

مہاراجہ پٹیالہ نے بخشی گنڈا سنگھ متوفی سپہ سالار افواج ریاست کی پوری تنخواہ اُنکے بیٹوں کے لئے مقرر کر دی ہے اور مزید برآن بڑے بیٹے جرنیل حضورا سنگھ صاحب کو اپنا حاضر باش ایڈیکانگ بنا دیا ہے۔ بخشی صاحب کی جگہہ جرنیل پریم سنگھ سپہ سالار بنائے گئے ہیں۔

ہردوار اور ڈیرہ دون کے درمیان ریل جاری ہو گئی ہے۔

علاقہ سوات کے مقام کہار سے ایک دستہ علاقہ کی دیکھ بھال کے لئے درہ مورہ کو جاکر درہ شاہکوٹ کے رستہ واپس آئے گا۔

امرتسر اور اُسکے ملحقہ اضلاع میں کچھو دجبرو وغیرہ سرغنہ ڈاکوؤں کی گرفتاری سے سنگین جرائم کے ارتکاب میں اگرچہ بہت کچھ کمی ہو گئی ہے لیکن اکثر دیگر اضلاع میں ابھی تک اس معاملہ میں کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ ۱۲ر ماہ حال کو ضلع حصار کے موضع فہروالہ میں ۱۵ مسلح آدمیوں نے ڈاکہ مارا۔ اور ایک بنیا کا مال و متاع تمام و کمال لوٹ لے گئے۔ اُنکی باڑھوں سے آٹھ دیہاتی زخمی ہوئے۔ ۹ر ماہ حال کی رات کو ضلع ڈیرہ اسمعیلخاں کے موضع شہاب خیل کی پن چکی پر ۱۶ آفریدیوں نے ڈاکہ مارا۔ دو محافظوں میں سے ایک کو قتل کیا۔ اور کئی من غلہ اُٹھا لے گئے۔

ولایت میں قحط زدگان ہند کیلئے تخمیناً ستر ہزار پونڈ چندہ جمع ہو چکا ہے ملکہ معظمہ کے علاوہ شاہی خاندان کے دیگر اراکین نے بھی معقول رقمیں دی ہیں۔ ہندوستان میں محاربہ ٹرانسوال کے متعلق اسوقت تک آٹھ لاکھ روپیہ سے اوپر چندہ جمع ہو چکا ہے +

بمبئی میں طاعون سے ۱۲ر فروری کو ۸۹ بیمار ۹۲ فوت اور کراچی میں ۱۳ر کو ۲ بیمار اور ایک فوت ہوا۔ ضلع جالندھر میں نواں شہر کے متصل اس ہفتہ ایک گانوں اس بلا میں مبتلا ہوا ہے۔

افسوس نوجوان مہاراجہ سندھیا ۲۴ روز سے سخت بیمار ہیں۔ اس عرصہ میں بخار ایک دفعہ بھی ہلکا نہیں ہوا جو بے اندازہ مشقت اور تکان سے پیدا ہوا۔ مہاراجہ صاحب نے قحط زدہ علاقہ میں دورہ کرتے وقت ایک ایک دن میں ساٹھ ساٹھ میل زین سواری پر طے کئے۔

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ - اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچے سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ لے رخالص ممیرہ فی ماشہ عسہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے - المشتہر پروفیسر میاں سنگھ اہلو والیہ مقام ٹبالہ ضلع گورداسپور -

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے -

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لایق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے -
راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - بی - ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی

(۲) میں خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میاں سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مساۃ ام دیوی بعمر ۵۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے - اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اس کی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی -
راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و کمشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاں سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جن کی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جن کی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے
راقم ڈاکٹر برج لال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایم ایل ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند -

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاں سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا - میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے -
راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے -

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر اخبار الحکم کے اہتمام سے چھپکر بفضلہ تعالیٰ شایع ہوا)

نمبر ۸ | قادیان دار الامان یکم ذی قعدہ سنہ ۱۳۱۷ ھجری ۳ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء | جلد ۴

قصیدہ

در شان حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

(از مولوی عبد اللہ کشمیری)

مبارک عندلیبان را کہ وقت نوبہار آمد
زبہر باغ ایمان آب خوش در جویبار آمد
زمین از مردگی میخواست ابر آسمانی را
پئے احیاء او باران رحمت فیض بار آمد
چو ریح صرصر از مغرب پئے تخریب جان آمد
ہوائی نافۂ عرفان ز مشرق مشکبار آمد
وزید از مطلع ایمان نسیم جانفزا از حق
شگفتن را بحرکت غنچہ در گلزار یار آمد
بتاریکی شب تیرہ محیط عالمے شد چون
تجلی را ز مطلع آفتاب نور بار آمد
زمانہ چون شب نیکو مصفا لیلۃ القدرے
بقدر و منزلت بہتر ز شبہائے ہزار آمد
یعنی حضرت مرزا غلام احمد یکتا
بصد زیب و بصد زینت چو مہ روئے نگار آمد
برآمد ان شہ خوبان بتاج عزت علوی
پئے تنویر این عالم چو خورِ نصف النہار آمد
فرود آمد بصد تائید او از عالم بالا
بدستش حربۂ علوی کہ بہر کارزار آمد
دوان ہمراہ او قدوسیان از بہر تائیدش
بگنج و نعمت بیحد پئے داد و نثار آمد
ستادہ بہر تصدیقش زمین و آسمان شاہد
برون از بہر تائیدش خدای کردگار آمد
دو شاہد مہر و مہ بر طبق اخبار پیمبر ہم
جہانے دید و من ہم دیدم کہ نجم تاجدار آمد
جمال از فزونتر از ہمہ عالم ہے بینم
برنگ گندمی خوشتر بحسن خوشگوار آمد
سر دجال از جنگ مقدس بر زمین آمد
نہ افسونش نہ نیرنگش نہ انکارش بکار آمد
ز تیغش دشمن نادان بہ بیراہی فتا خوردہ
بتکذیب و جہالت سرنگون و شرمسار آمد
خدائے را کہ از عجز و بذلت زیست در دنیا
ز دست دشمنان آخر بذلت ہم بدار آمد
ز دست دشمنان بگریخت بالا رفت پوشیدہ
کہ تا چندین مہ و ہم سال زندہ ہوشیار آمد
ندارد حاجت خوردن نہ پوشیدن نہ نوشیدن
نہ بر جانش اثر گاہے ز دور روزگار آمد
بیک حربہ بزیر آورد از تخت الوہیت
مزارش را ہمے دیدم بکوئے خانیار آمد
شفا بخشید زخمش را دوائے مرہم عیسیٰ
ہمہ تزویر دجالان تبہ گشت و بہار آمد
مسیح ناصری انسان میت بود ظاہر شد
ازان روزیکہ آتھم مرد و با ذلت نبار آمد
بروزے یافت دجل و مکر در قوم نصاریٰ چون
درون حالت اسلام بیمار و نزار آمد
عجب دور انسدنی بروز یافتہ عیسیٰ
محمد نیز در مہدی بحسن آشکار آمد
ہمین است آن غلام احمد کہ می باشد محمد ہم
ہمین مہدی ہمین عیسیٰ ہمیں آن تاجدار آمد
کلیم اللہ ہمین باشد ہمین آدم صفی اللہ
ہمین خاتم ولائت را بمہر نقش دار آمد

ز شوکت تنجوے بستہ بآیات کتاب اللہ
بمیدانِ رسول اللہ بہ تیغ آبدار آمد
بعالی گوہرے شاہے بتاج فلاحی بیا
کہ مرغے خوش زباغ قدس او برشاخسا آمد
پئے روئے خدا آئینہ آمد حضرت مرزا
عدوش خایب وخاسر ذمیم نیز خوار آمد
ز ارض و آسمان لعنت بروی دشمن مرزا
عدو حق کہ باحق از برائے کارزار آمد
چراغے را کہ ایزد میفروزد وازپئے عالم
اگر تف میزند جاہل بروئش باز نار آمد
خطاب او نش سو زندے کند خوار وسیہ رویش
چو ہمراہش نشانے اعظم وہم استوار آمد
چہ اسر میکشد از حکم او این دشمن نادان
الا از بہر او بر حملہ ذات کردگار آمد
چو مسیح بجز چون آید برون آنحضرت باری
کرا یارا کہ می جنگد چو حق بر روی کار آمد
پشیمان گشت آن جاہل خرِ غزنی بامرِ سر
مبارک چون بدنیا ہم چو دلدار نگار آمد
ندید ندا این سیہ بختان بتائید خداوندی
کہ بیرون حضرت باری پئے ابرار یار آمد
بسے بدنداز عدالت چون وو دست دشمن نادان
از آن رو نسے زتحریر اشاعة تر سا آمد
ہمین است آنکہ از وسے احمد مرسل نمودایا
ہمین است آنکہ بہر او جہان را انتظار آمد
یہودی سیرتان از بہر تکفیرش زبخل وکین
کمر بستہ زبدکاری نشان آشکار آمد
زحلوا خوردن مردم دماغ شان پراگندہ
یکے شیخ ویکے پیرو یکے انگور خوار آمد
زخاک انگیزی وغوغائے شان یکذرہ باکے
کہ آن ماموز حق خوشتر و بہ بیت پایی وار آمد
بمدح من ندارد حاجتے آن سید عالم
کہ مداحش زبالائے سما پروردگار آمد

تفسیر القرآن کی طبع کا کام شروع ہوگیا ہے۔ حسب وعدہ خریداران پیشگی قیمت بھیجدیں۔ (ایڈیٹر)

ایڈیٹوریل

گناہ کی حقیقت کس نے بتلائی؟ انجیل نے یا قرآن کریم نے؟؟؟

بارہا عیسائیوں کو کہتے سُنا ہے کہ کامل حقیقت گناہ کی انجیل نے بیان کی ہے مگر یہ دعوے اُنکا نرا دعویٰ ہی ہے جس کے ثبوت میں وہ کیا کہیں گے انجیل خود خاموش ہے۔ انجیل کی علت غائی بجز اس کے اور معلوم نہیں کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنایا جاوے اور پھر معًا **ملعون** مانکر اپنے گناہوں کا گٹھا اُس کے سر پر دھر دیا جاوے۔ اور اس طرح پر **اخلاقی** ذہنی اور روحانی قویٰ کو خاک میں ملا دیا جاوے۔ برخلاف اس کے قرآن کریم نے اپنی علت غائی ہی یہہ بیان کی ہے کہ وہ تقویٰ اور خداترسی کی راہوں کی ہدائت کرے چنانچہ فرمایا ہے ذالك الكتب لاريب فيه هدى للمتقين یعنے اس کتاب کے نزول کی غرض وغائت یہی ہے۔ کہ جو لوگ گناہ سے پرہیز کرتے ہیں اور مولا کریم سے ڈرتے ہیں اُنکو باریک سے باریک گناہوں پر بھی اطلاع دی جاوے تاکہ وہ اُن بُرائیوں سے بھی بچتے رہیں جو ہر ایک آنکھ نہیں دیکھ سکتی بلکہ اُن کو صرف **معرفت** کی آنکھ دیکھ سکتی ہے۔ یہہ قرآن کریم کا دعویٰ ہے جس کو ہم نہائت وضاحت کے ساتھ موکد پاتے ہیں۔ مثلاً آنکھ۔ یا کان کے باریک سے باریک گناہ ایسے ہیں جو انسان محسوس بھی نہیں کرسکتا مگر رفتہ رفتہ وہ اس حد تک پہونچ جاتے ہیں کہ اُنسے ایک خطرناک گناہ سرزد ہوجاتا ہے بے محابا آنکھ اُٹھتی ہے اور کسی نامحرم عورت پر پڑتی ہے آخر زنا کا ارتکاب ہوجاتا ہے۔ اب اس باریک **گناہ** کی اصلاح ہم دیکھتے ہیں کہ انجیل قطعاً نہیں کرسکتی۔ کیونکہ اُسمیں یہہ حکم صاف موجود ہے کہ "جو کوئی شہوت سے کسی عورت پر نگاہ کرے وہ اپنے دل میں اُس کے ساتھ زنا کرچکا"

اس تعلیم اور حکم کو اگر غور اور فکر سے دیکھا جاوے تو معلوم ہوجاوے گا کہ اس تعلیم کا معلّم کوئی ہی کیوں نہو فرضی خدا ہو یا خدا کا فرضی بیٹا نہ انسان کی بناوٹ سے واقف ہے اور نہ قویٰ کی حقیقت سے آگاہ۔ زنا اور مبادی زنا سے اُسے کچھ آگاہی نہیں ہے۔ کیونکہ اس آئت سے جو متی کی انجیل میں درج ہے صاف پایا جاتا ہے کہ شہوت کی نگاہ سے دیکھنا منع ہے اور یوں کھلے بندوں ہر نامحرم عورت کو گھورتے رہو۔ غالباً یہی وجہ تھی جو یورپ بلکہ وسیع طور پر یوں کہو کہ عیسائی دنیا کی سوشل حالت بہت کچھ قابل اعتراض ہوچکی ہے اُن واقعات کو جو **حرامکاری** اور **بدکاری** کے متعلق عام طور پر زبان زد ہیں اور **پیرس ولنڈن** کے سیاحوں نے اپنے سفرناموں میں جن دل کو ہلا دینے والے واقعات کا ذکر کیا ہے اور بتلایا ہے کہ کس طرح پر پیرس کے بازاروں میں حرامکاری کے اڈے بنے ہوئے ہیں اور کس طرح پر غریب دیہاتیوں کی ناواقف دوشیزہ لڑکیاں محض فریب دیکر

اُمرا کے لئے لائی جاتی ہیں اور ایک پیالہ شراب پر کس طرح اپنی عفت فروخت کر ڈالتی ہیں یا لنڈن کے ہائیڈ و پارک میں جو کچھہ ہو رہا ہے یا خانقاہوں کے جگر دوز حالات جن لوگوں نے لکھے ہیں اُنسے پتہ لگتا ہے کہ کس طرح پر ایک مجذوم کی طرح قوم بگڑ گئی ہے اور جب اُسکے اصول پر غور کرتے ہیں تو وہ وہی تعلیم ہے جو ہم نے اوپر درج کی ہے "کہ جو کوئی شہوت سے کسی عورت پر نگاہ کرے وہ دل میں اُسکے ساتھہ زنا کر چکا"۔ یہہ حالت تو عملی طور پر نظر آ رہی ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ ہم کو اس امر کے ماننے میں کوئی عذر نہیں ہے کہ قریباً ہر ملک میں حرامکاری بڑھ چلی ہے مگر ہم کہیں گے کہ یہہ کوڑہ اسی آزادگی کا نتیجہ ہے۔ جو ہنگم طور پر نگاہ کو اُٹھانے میں دی گئی ہے۔ اور اس کے محرکات وہ ناول ہیں جو بے باکی سے انگریزی سوسائٹی کی دلچسپی یا اُنکی اصلاح کی خاطر لکھے جاتے ہیں اور پھر عملی پیرائیوں میں اُسے سٹیج پر دکھایا جاتا ہے۔ عام شرینیوں اور مٹھائیوں پر "[illegible]" جیسے مخرب اخلاق الفاظ لکھے جاتے ہیں۔ اور بوسہ بازی سکھانے کے لئے سکول قائم کئے جاتے ہیں۔ مگر پھر سوال یہی ہوتا ہے کہ یہہ ہوا کیوں؟ اسکا ایک اور صرف ایک ہی جواب ہے کہ انجیل گناہ اور اُسکے مبادی کی حقیقت بیان کرنے سے بالکل قاصر ہے بلکہ برخلاف اس کے کفارہ کا مسئلہ پیش کر کے گناہ کی جرأت دلاتی ہے۔

پس معلوم ہوا کہ انجیل کے پرستاروں کا یہہ دعوےٰ کہ گناہ کی حقیقت کماحقہٗ انجیل نے بیان کی ہے بالکل غلط اور فضول ہے اب ہم دکھانا چاہتے ہیں کہ قرآن کریم اپنے اس دعوے کی تائید میں کہ **ھدی للمتقین** کیا تعلیم دی؟ اس موقع پر ہم کسی دوسرے پہلو پر بحث نہ کریں گے بلکہ یہی دکھائیں گے کہ جیسے انجیل نے ایسی تعلیم دی ہے جو عام طور پر اخلاق سوز تعلیم ہے بالمقابل قرآن کریم نے ایسی تعلیم دی ہے جو گناہ سوز فطرت پیدا کرتی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے **قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم** یعنے مومنوں کو کہدے کہ نامحرم کو دیکھنے سے اپنی آنکھہ بند رکھیں اور اپنے سوراخوں کی حفاظت کریں یہہ طریق اُنکے تزکیہ نفس کا ہے۔ **فروج** کے معنے سوراخوں کے کان کا سوراخ۔ مونہہ کا سوراخ اور دوسرے سوراخ جو انسان کے اندر ہیں۔ اس پاک تعلیم سے معلوم ہوا۔ کہ انسان نامحرم کی طرف آنکھہ تک نہ اُٹھائے کیونکہ جبکہ زنا کا منشاء اور قصد فطرتاً اختیار میں نہیں ہے بلکہ وہ بعض مبادی سے پیدا ہوتا ہے تو یہی آزادی سے اِدہر اُدہر جھانکنا ٹھوکر کا موجب ہے۔ جو شخص بے محابا کسی نامحرم عورت کو دیکھے گا آخر ایک دن وہ بدنیتی اور نگاہ شہوت سے ضرور دیکھیگا کیونکہ جذبات نفس ساتھہ لگے ہوئے ہیں اور یہ قانون ساتھہ ہی کام کر رہا ہے کہ ایک فعل پر ایک نتیجہ مترتب ہو کر وہ نتیجہ کسی دوسرے فعل کا باعث ہو جاتا ہے سب سے مقدم چونکہ آنکھہ تھی اُسکے بے موقع اُٹھنے سے منع فرمایا اور پھر اس بات سے بھی منع کر دیا کہ اُنکی نرم باتوں اور قصّوں کی طرف کان ندو۔ اور نہ خود بے حیائی اور ہنسی مخول کی باتیں کرو کہ ٹھوکر کا موجب ہیں۔ اور آنکھہ **کان۔ زبان پر قابو پانے سے** انسان کے دوسرے **فروج** خود بخود رام ہو جاتے ہیں۔ یہہ ہے وہ تعلیم جو اس موقع پر قرآن کریم نے پیش کی ہے۔ اب سعادت مند روحیں اور خدا ترس دل غور کریں کہ کامل بصیرت اور ہدایت بخشنے والی تعلیم کونسی ہے اس سے صاف پتہ لگ سکتا ہے کہ انجیل گناہ کی حقیقت سمجھنے سے قاصر محض ہے اور وہ **اخلاق سوز** اور **گناہ افزا فطرت** پیدا کرتی ہے مگر قرآن کریم **گناہ سوز اور اخلاق فاضلہ** پیدا کرنے **والی طبعیت عطا فرماتا ہے۔**

انشاء اللہ ہم وقتاً فوقتاً قرآن کریم کی تعلیم کا انجیل کی تعلیم سے مقابلہ کرتے رہیں گے اور دکھانے کی کوشش کریں گے کہ انجیل نے دنیا کو کیا بنایا اور قرآن کریم کیا بنانا چاہتا ہے **وما توفیقی الا باللہ ھو نعم المولی ونعم النصیر**

مسلمانوں کو سکھہ فرقہ کے اعلیٰ مذہبی مقتدایاں کی رائے میں سکھہ بنانا یا امرت چکھانا جائز نہیں۔ خالصہ اخبار مورخہ ۱۹ر فروری نے اپنے مذہبی مقتدایاں کے فتاوے اس کے متعلق شائع کئے ہیں امید ہے کہ سنگھہ سبھائیں آئندہ اپنے مذہب کے اعلیٰ ارکان کے منشاء کے برخلاف عمل پیرا نہیں ہونگی

سلطان المعظم کی نسبت ایک ولایتی اخبار لکھتا ہے کہ وہ برلن کی سیاحت کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہی اخبار قمطراز ہے کہ امدرمان میں مصری فوجکی سوڈانی پلٹنیں اپنے مصری افسروں کے اغوا سے سرتابی پر مائل ہو گئی ہیں۔

چند پیرگراف

جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی کتاب خلافت راشدہ میں سے منتخب کئے ہیں۔

واوحینا الی امّ موسیٰ ان ارضعیه فاذا خفت علیه فالقیه فی الیم و لاتخافی ولاتحزنی انّا رادّوه الیك وجاعلوه من المرسلین۔ اور اس سورت کے آخر میں فرمایا ان الذی فرض علیك القرآن لرادّك الی معاد قل ربّی اعلم من جاء بالھدی ومن ھو فی ضلال مبین۔ وماکنت ترجوا ان یلقی الیك الکتاب الا رحمة من ربك فلاتکونن ظھیرا للکافرین۔

اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو وحی کی کہ تو موسیٰ کو دودھ پلا پس جب تجھے اس کی جان کا اندیشہ ہو اسے دریا میں ڈالدے اور اسوقت خوف اور حزن کو دل میں راہ نہ دینا ہم اسے تیرے پاس پھر لائیں گے۔ اور اسے ان مرسلوں میں سے (جو اپنے دشمنوں پر غالب ہوئے) ایک مرسل بنائیں گے۔ جس نے تجھپر قرآن نازل کیا (یعنے اس موسیٰ کے قصہ اور اس کے رنگ میں تیری کامیابی کی پیشگوئی کے لوگوں کو پڑھ سنانے کا حکم دیا ہے اس مماثلت اور پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے) وہ تجھے ضرور معاد (مکہ۔ام القریٰ) کی طرف واپس لائے گا۔ کہہ دے میرا رب اسے بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت لایا (اور اس لئے ضرور ہے کہ وہ کامیاب ہو) اور اسے بھی جانتا ہے جو ضلال مبین میں ہے (اور اس لئے ضرور ہے کہ وہ ہلاک ہو) اور تجھے امید نہ تھی کہ الکتاب تجھے القا ہوگی (یعنی ایسی زبردست پیشگوئی کہ میں موسیٰ کی طرح کامیاب ہوجاؤنگا اور میرے دشمن فرعونیوں کی طرح تباہ ہوجائیں گے تیرے قویٰ کی پہونچ اور بشری طاقتوں سے باہر تھی) ہاں یہہ تیرے رب کی رحمت ہے (کہ تجھے ایسا منصور و مظفر رسول بنایا ہے اور ایسے قادرانہ دعوے تیرے موتہہ سے نکلوائے ہیں) تو (اب اس نصرت الٰہی اور اعدا پر غالب آنے کے شکر میں) کافروں کا مددگار کبھی نہ ہونا (اسی طرح جیسے خدا کے انعامات دیکھکر موسیٰ نے کہا تھا رب بما انعمت علی فلن اکون ظھیرا للمجرمین۔)

اور اس بات کے دکہانے کے لئے کہ وہ وعدہ رَدّ دونوں بزرگ نبیوں کے حق میں پورا ہوا فرمایا فرددناه الی امه کی تقر عینھا ولاتحزن ولتعلم ان وعد الله حق ولکن اکثرھم لایعلمون۔ ولما بلغ اشده واستوی آتیناه حکما وعلما وکذالك نجزی المحسنین۔

پھر ہم نے (حسب وعدہ) اسے اس کی امّ کو واپس دیا تو کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غمگین نہ ہو (اس میں یہ اشارہ ہے کہ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امّ (ام القریٰ۔ مکہ) بھی آپکی واپسی پر خنک چشم اور خوش وخرم ہوئی۔ یعنے آپ کا مکہ میں واپس آنا اور اسے فتح کرنا ہی مکہ کی اصلی غرض تھی اور مکہ کی آئیندہ کی سرسبزی اور آبادی اور برکت اسی پر موقوف تھی اور ہجرت کے بعد مکہ اسی طرح آپ کے پھر آنے کی راہ تکتا تھا جیسے موسیٰ کی ماں دریا میں پھینکنے کے بعد اپنے لخت جگر کے پھر گود میں آنے کیلئے تڑپتی تھی) اور وہ اس نتیجہ پر پہونچ جا کہ اللہ کا وعدہ حق ہوتا ہے پر (اس رمز کو) ان میں سے بہتیرے نہیں جانتے (اس میں یہہ اشارہ ہے کہ عرب کے مشرکین اس وقت اس بات سے بیخبر ہیں کہ جسے وہ ذلیل کرکے نکالیں گے وہ فاتح ہوکر پھر مکہ میں داخل ہوگا) اور جب موسیٰ پوری قوت کو پہونچگیا اور اس کے قویٰ ہماری مخاطبت اور امانت کا بار اُٹھانے کے قابل ہوگئے ہم نے اس کو حکم اور علم دیا اور (یہ اسی پر موقوف نہیں) ہم تو اسیطرح محسنوں کو جزا دیا کرتے ہیں اور عنقریب ایک محسن کو اسی رنگ کی جزا دیں گے۔ حکم اور علم سے مراد ہے مومنین اور کافرین میں فیصلہ کرنے کیلئے حکم یا حاکم بننا اور ایسے منصب جلیل کے شایان شان علم سے بہرہ مند ہونا یعنے آخرکار کفار کی ہلاکت کا فتویٰ دینا۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ اسی طرح کفار مکہ کی قسمتوں کا فیصلہ آپ کی حکومت کے ہاتھ میں ہوگا۔

قصص انبیاؑ سے قرآن کا مقصد کیا ہے۔

قرآن حکیم کا داب ہے کہ اس بات کو ظاہر کرنے کے لئے کہ فلاں فلاں قصہ میں باہم مماثلت ہے ان دونوں میں کوئی لفظ یا الفاظ مشترکہ رکھ دیتا ہے اس لئے کہ واقعات انبیا (علیہ السلام) جو قرآن میں مذکور ہوئے ہیں خصوصًا جناب موسیٰ کے واقعات انکا موضوع ومقصد حضور سرور عالم (علیه الصلوٰة والسلام) کی مبارک زندگی ہے قرآن کریم نے التزام کیا ہے کہ ان میں الفاظ یا اشارات ایسے رکھدیتا ہے کہ انکی وساطت سے فورًا ذہن آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے واقعہ کیطرف منتقل ہو جاتا ہے۔ اس سورت میں اصلی مقصد یہہ ظاہر کرنا ہے کہ ایک دفعہ اس سرزمین (مکہ) سے ظالموں کے ظلم کے ہاتھوں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نکل جائیں گے مگر پھر کامیاب اور فاتح کی صورت میں اس میں واپس آئیں گے۔ اور اس بیکسی اور بیکسی اور مجبوری کے بعد آپ ایک عظیم الشان سلطنت اور دولت کے بانی ہوں گے جس کا دامن قیامت تک لمبا ہوگا اور دشمنوں کے املاک واموال سب آپ کے قبضہ میں آجائیں گے۔ ایسی حالت میں جو مکہ کے اندر آپ کی تھی اُس آنے والی شاندار حالت کا لوگوں کو سمجھانا بہت نازک امر تھا۔ خداوند حکیم نے اس بھید کو

اور اور بھی بہت سے مصالح کو مدنظر رکھکر جناب موسیٰ (علیہ السلام) کے قصے کے پیرایہ میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سوانح سمجھانی چاہی ہے۔ چنانچہ آپ کی اس بیکسی اور بے بسی کی تصویر دکھلانے کے لئے جناب موسیٰ کی کمال بیکسی کے دردناک ترحم انگیز قصے پیاری ماں کی گود سے چھن جانے اور خونخوار دریا کی موجوں کے موہنہ میں پھینکے جانے کو بیان فرمایا ہے۔

ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد اس تمام سورت میں اصل دعوی اور تبلیغ کی غرض اور علت غائی ہے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کا قصہ اس کے لئے بطور استدلال کے ہے ان دونوں قصوں میں مماثلت کی طرف اشارہ کرنے کی غرض سے لفظ راد اور معاد اور ام مشترک رکھدیئے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی اور بقا اور آیندہ کی کامیابی کے لئے ضروری تھا کہ وہ مہربان کی کنار عاطفت میں سپرد کئے جائیں۔ جناب خاتم النبیین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے حق میں جو سب سے اکمل اور اتم تھے کمال مطلوب تک پہنچنے کے لئے ضروری تھا کہ اس عظیم الشان ماں ام القریٰ کی چھاتیوں سے روحانی دودھ چوسنے کو پھر اس کے دامان عاطفت میں دیئے جائیں جتنا فرق جناب موسیٰ اور خاتم النبیین کے کمالات اور فرائض میں ہونا چاہیئے اسے خداوند حکیم نے ان دونوں کی اموں کے اظہار سے واضح کر دیا ہے۔ اس لئے کہ جسقدر ماں قوی اور صحیح ہو گی اس کی چھاتیوں میں اسی قدر قوی اور مقوی دودھ پیدا ہوگا۔ سو حضرت موسیٰ کی ماں ایک ضعیفہ عورت تھی۔ جسکا آج صفحہ ہستی سے نام و نشان مٹ گیا ہے اور بطور نتیجہ لازمہ کے ضروری تھا کہ اوس دودھ کا پرورش یافتہ بھی ایک حدتک جیتا رہتا اور اسی حدتک اس کی بقا ہوتی

اسلام ایسا مذہب ہے اور کوئی مذہب اور باقی مذہب خدا نے ارادہ نہیں فرمایا کہ ابدی ہو۔

جس قدر اس دودہ میں قوت تھی چنانچہ جناب موسیٰ اور آپ کا دودہ یعنے کتاب توریت اور شرع توریت اور قوم توریت گمنام اور ناپید ہو گئی اور اس منتجی بنی اسرائیل کے نقش قدم یوں مٹ گئے۔ جیسے ریگستان میں چلنے والوں کے آثار کو بیداد گر آندھیاں ناپید کر دیتی ہیں۔ مگر خاتم النبیین کی ام ام القریٰ اور مکہ ایک ابدی اور قیامت تک باقی چیز ہے جس کی نسبت خداوند علیم وعدہ کر چکا ہے کہ آسمان و زمین کے قیام سے اس کا قیام وابستہ ہے لاجرم بطور نتیجہ لازم کے ضروری ہے کہ آپ بھی اپنی عظیم الشان ام کی طرح ابدی اور غیر فانی ہوں اور قرآن جو آپکا دودہ ہے وہ بھی فنا اور زوال سے محفوظ رہے۔ بظاہر یہ مناسب اور مشابہت قریب ہے کہ اوپری اور محض لطیفہ معلوم ہو مگر ذرا غور کرنے سے اس کی حقیقت اور ماہیت کھل سکتی ہے۔ جب ایک دقیقہ رس انسان ام موسیٰ اور ام القریٰ اور لفظ لرادوہ اور لرادک اور فرددنہ الی امہ میں غور کرے اور پھر واقعات عالم پر نگاہ ڈالے کہ جیسے قرآن کے اشارات بتاتے ہیں ویسے ہی واقعات بھی دکھاتے ہیں کہ اسلام کے لوازم اور مویدات کیسے محفوظ ہیں اور دیگر ادیان اور اونکی کتابیں اور ان کے بانی کس طرح تغیر اور انقلابات کے چکروں میں آگئے کہ اگر ان نبیوں اور ان کی تعلیموں کو قرآن نئے سرے سے زندہ نہ کرتا تو وہ ناپید ہو گئے ہوتے اور ان کی کتابیں اور تعلیمات ایک مجذوم آدمی کی طرح ہو چکی تھیں۔ چنانچہ یہ کس قدر حیرت انگیز بات ہے اور خداوند عالم کی ہستی اور اس کے علم و قدرت کا کیسا واضح ثبوت ہے کہ مکہ ابتدائے دنیا سے محفوظ۔ قرآن کریم محفوظ اور حامل قرآن۔ مکہ کا لایق فرزند (صلی اللہ علیہ وسلم) محفوظ اور اس امر کی طرف پختہ اور گہرا اشارہ کرنے کے لیئے کہ آپ کی آل یعنے امت بھی زوال اور فنا سے سدا محفوظ رہے گی آپ کی آل یعنے ابوبکرؓ و عمرؓ کو آپ کے پاس محفوظ مامن اور جنت الماوٰے میں جگہ دی۔

(باقی ایندہ)۔

کسر صلیب کی ابتدا یعنی وہ مباحثہ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور عیسائیان امرتسر کے درمیان ۱۸۹۳ء میں ہوا تھا۔ اس مباحثہ کی ایک ایک کاپی ہر دوست کے پاس ہونی ضرور ہے ۸ر قیمت پر بلا محصول ڈاک دفتر اخبار الحکم سے مل سکتا ہے۔ اور شیخ نور احمد صاحب مالک مطبع ریاض ہند امرتسر سے بھی مل سکتا ہے

ترجمۃ القرآن

جیسا ہم پہلے اطلاع دے چکے ہیں اسکی طبع کا کام شروع ہو گیا ہے۔ ہم مندرجہ ذیل احباب کے شکر گذار ہیں کہ انہوں نے حسب وعدہ پیشگی قیمت بھیجکر کارخانہ کی اعانت کی ہے گویا اس کام کا شروع انکی ہی امداد پر ہوا ہے امید ہے دوسرے صاحبان بھی توجہ فرماویں گے۔

شیخ محمد جان صاحب تاجر وزیرآباد عـہ
شیخ نیاز احمد صاحب تاجر وزیرآباد "
چودہری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ

مندرجہ ذیل صاحبان نے جدید درخواستیں بھیجی ہیں

منشی نورالدین صاحب گوجرانوالہ ۵ جلد
شیخ کرم الٰہی صاحب بھٹنڈہ ۲ جلد
بابو محمد صاحب انبالہ چھاونی ۱ جلد

ایک مامور من اللہ کی دعا کا نتیجہ

یعنی ٹرنسوال میں ہماری گورنمنٹ کی کامیابی

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید

یہ امر کسی پر مخفی نہیں کہ جب سے ہماری گورنمنٹ کو جنوبی افریقہ کی ایک جمہوری سلطنت سے معرکہ پیش آیا ہے خلاف امید انگلستان کو اس سے بہت کچھ نقصان اٹھانا پڑا۔ اور حضرۃ قیصرہ ہند کو اپنے جان نثار سپاہیوں کے مارے جانے یا زخمی ہونے پر کمال تاسف ہوا۔ اس نقصان کے اسباب اور بواعث پر اسوقت بحث کرنا ہمارا منشا نہیں بلکہ ہم صرف اس امر کا اظہار کرنا چاہتے ہیں کہ جب سے عید الفطر کی تقریب پر ہمارے سید و مولیٰ امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم نے گورنمنٹ کی کامیابی کے لئے جلسہ دعا کیا ہے اور نہایت سوز اور رقت سے بھرے دل کے ساتھ حضور الٰہی میں کامیابی کے لئے دعا کی اسوقت سے ہماری گورنمنٹ کا پلہ بہت بھاری ہے۔ ان فتوحات کا قرعہ خواہ لارڈ رابرٹس کے نام پر پڑے یا لارڈ کچنر کے نام پر مگر ایک سلیم الفطرت انسان کو ماننا پڑے گا بشرطیکہ وہ اس معاملہ پر غور کرے کہ دعا میں اثر ہے۔ اس سے پیشتر ہندوستان پنجاب کے مختلف شہروں میں دعا کے جلسے ہوئے مگر ہم نہیں چاہتے کہ ان جلسہ ہائے دعا کی حقیقت کو بیان کریں۔

بہر حال اس جگہ ہم کو صرف اس امر کا بتانا منظور ہے کہ یہ کامیابیاں ۲ فروری ۱۹۰۰ء کے بعد سے شروع ہوئی ہیں۔ ہفتہ کی سب سے زیادہ مژدہ بخش خبر اس کے متعلق یہ ہے کہ جنرل کرونجی (کمانڈر) مع چار ہزار سپاہ کے ریزیلیجی افواج کے نرغہ میں آگیا۔ ہماری فوج نے اسکا چاروں طرف سے توپوں کے ساتھ محاصرہ کر لیا۔ کہا تو بلا شرط اپنے آپ کو ہمارے حوالہ کر دو اور ہتھیار ڈال دو ورنہ توپوں سے اڑا دیں گے۔

جنرل کرونجی نے ہر چند مہلت چاہی مگر لارڈ رابرٹس نے ایک نہ سنی اور آخر کار جنرل کرونجی نے مع چار ہزار بوئروں کے ہتھیار ڈال دئے اور اپنے آپکو انگریزی فوج کے حوالہ کر دیا۔ جس وقت لارڈ رابرٹس اور جنرل کرونجی کی ملاقات ہوئی اسوقت کا نظارہ قابل دید تھا۔ جب دونو جنرل قریب پہونچے تو کرونجی گھوڑے سے اتر آیا۔ اور لارڈ رابرٹس نے مصافحہ کر کے فرمایا "جناب! آپ نے ہم سے بہادرانہ مقابلہ کیا ہے اور ہم آپ کے ساتھ عزت سے پیش آئیں گے"۔ بعد ازاں عورتوں اور بچوں کو چھوڑ دیا اور کرونجی صاحب مع اپنی سپاہ کے روانہ ہوئے۔

اس موقع پر لارڈ رابرٹس نے یہ بھی فرمایا کہ بوئر مجروحوں کے لئے ہمارے ڈاکٹر اور دوائیں حاضر ہیں مگر خرد ماغ بوئروں نے اسکو طنز سمجھا۔ بوئر سپاہ کے قیدیوں میں ۱۱۵۰ فری سٹیٹ والے ہیں اور باقی ٹرنسوالی۔ ۴۷ افسر ہیں جنہیں دو مشہور ترین افسر ہیں جنرل کرونجی کی درخواست صرف اسقدر تھی کہ میرے ساتھ اچھا سلوک کیا جاوے اور جہاں جاؤں میرے قبائل اور ملازم میرے ساتھ ہیں چنانچہ یہ درخواست خوشی سے منظور کی۔ جنرل کرونجی کی گرفتاری پر تمام انگریزی عملداری میں خوشیاں منائی جا رہی ہیں اور لارڈ رابرٹس کی بہادری اور قابلیت کا شہرہ ہے۔ حضور قیصرہ ہند نے لارڈ ممدوح کو مبارکبادی کا تار دیا اور انکی لیڈی صاحبہ کو سی۔ آئی کا خطاب ملا۔

ویسرائے ہند نے کلکتہ ایک ڈنر میں لارڈ رابرٹس کا جام صحت تجویز فرمایا کہ وہ ہندوستانی سپاہی ہیں اسلئے ہندوستان کو اس کامیابی پر خاص فخر ہے بہر حال کامیابی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کا ایک نمونہ ہے۔ امید ہے کہ ہماری فوج ظفر موج پے در پے کامیابیاں حاصل کریگی اسقدر لکھ چکنے کے بعد معلوم ہوا کہ بوئر لیڈی سمتھ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست۔ اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ۔ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیر معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چندروز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ سے ر خالص ممیرہ فی ماشہ عسہ مصری سرمہ فی تولہ ۲ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے۔ المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُن سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔

راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ نانگی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے مینے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اُس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں اُن میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اُس کی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور وہ اُن اشیاء کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاص کر اُن مریضوں کیواسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایم ایل ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی قسم کے مریضوں پر استعمال کیا۔ میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اُس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا چنانچہ لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے پانچ ہزار ... میں جمع کیا گیا ہے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر اخبار الحکم کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

(رجسٹرڈ ایل ۷۷)

قیمت اخبار عام سی سالا ۱۲ روپے پیشگی۔ اور خواص اور معاونین جو کچھ لطف فرماوین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چہ گویم باتو ہر گرامی چہ در قادیان بینی
دو اینجا شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۹ | قادیان دارالامان ۸ ذی قعدہ ۱۳۱۷ھ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء | جلد ۴

نظم

از حضرت اقدس مسیح الزمان سلمہ الرحمٰن

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہمنے —
کوئی دین - دین محمدؐ سا نہ پایا ہمنے
کوئی مذہب نہین ایسا کہ نشان دکھلاوے
یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہمنے
ہمنے اسلام کو خود تجربہ کرکے دیکھا
نور ہی نور اٹھو دیکھو سنایا ہمنے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہین نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہمنے
تھک گئے ہم تو انہین باتوں کو کہتے کہتے
ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہمنے
آزمائش کے لیے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہمنے
یونہی غفلت کی لحافون مین پڑے سوتے ہین
وہ نہین جاگتے سو بار جگایا ہمنے
آؤ لوگو کہ یہین نور خدا پاؤ گے
لو تمہین طور تسلی کا بتایا ہمنے

آج ان نوروں کا اک زور ہی اس عاجز مین
دل کو ان نورونکا ہر رنگ دلایا ہمنے
جب سے یہ نور ملا نور پیمبر سے ہمین
ذات سے حق کے وجود اپنا ملایا ہمنے
مصطفیٰ پر ترا بیحد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہمنے
ربط ہے جان محمدؐ سے مری جان کو مدام
دلکو وہ جام لبالب ہی پلایا ہمنے
اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم مین
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہمنے
مورد قہر ہوے آنکھ مین اغیار کے ہم
جب سے عشق اسکا تہ دلمین بٹھایا ہمنے
زعم مین اونکے مسیحائی کا دعویٰ میرا
افترا ہے جسے از خود ہی بنایا ہمنے
کافر و ملحد و دجال ہمین کہتے ہین
نام کیا کیا غم ملت مین رکھایا ہمنے
گالیان سنکے دعا دیتا ہون ان لوگونکو
رحم ہے جوش مین اور غیظ گھٹایا ہمنے
تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہمنے

تیری الفت سے ہے معمور میرا ہر ذرہ
اپنے سینہ مین یہ اک شہر بسایا ہمنے
صف دشمن کو کیا ہمنے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہمنے
نور دکھلاکے ترا سب کو کیا ملزم و خوار
سب کا دل آتش سوزان مین جلایا ہمنے
نقش ہستی تری الفت مین مٹایا ہمنے
اپنا ہر ذرہ تیری راہ مین اوڑایا ہمنے
تیرا میخانہ جو اک مرجع عالم دیکھا
خم کا خم موہنہ سے بصد حرص لگایا ہمنے
شان حق تیرے شمایل مین نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہمنے
چھوکے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے نجات
لاجرم در پہ ترے سر کو جھکایا ہمنے
دلبرا مجھکو قسم ہے تیری یکتائی کی -
آپکو تیری محبت مین بھلایا ہمنے
بخدا دل سے میرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش
جب سے دلمین یہ ترا نقش جمایا ہمنے
دیکھکر تجھکو عجب نور کا جلوہ دیکھا
نور سے تیرے شیاطین کو جلایا ہمنے

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے
آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے
قوم کے ظلم سے تنگ آکے مرے پیارے آج
شور محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے

لیڈی سمتھ کے ریلیو ہونے کی خوشی

لیڈی سمتھ کے ریلیو ہونیکی خبر جسوقت دارالامان قادیان میں پہنچی اور حضرت امام الزمان سلمہ اللہ الرحمن نے سُنی آپکا چہرہ مسرّت وانبساط سے سُرخ ہوگیا۔ آپ نے اوسی وقت حضور لفٹنٹ گورنر پنجاب کو مبارک بادی کا تار بھیجنے کا حکم دیا۔ چنانچہ فی الفور آپکے حکم کی تعمیل کی گئی اور ایک خاص آدمی بٹالہ سٹیشن کو ٹیلگرام دینے کے لیئے روانہ کیا گیا جسکا خلاصہ مضمون یہہ تھا۔

کہ ہم نہایت صدق دل کے ساتھ لیڈی سمتھ کے ریلیو ہونے کی آپ کو مبارکباد دیتے ہین۔ اور حضرۃ قیصرۂ ہند کو بھی آپ یہہ مبارکبادی کا پیغام پہنچادین۔

اس کے علاوہ آپنے حکم دیا کہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان میں اس تقریب پر ایک دن کی تعطیل کی جاوے۔ چنانچہ مدرسہ مذکور ایک یوم کے لیئے بند کیا گیا +

الغرض سچی خوشی کا اظہار فرمایا آپ کی جماعت برٹش رول کے ساتھ اپنی وفاداری اور فرمان پذیری کو حضرت امام کی ہدایت کے بموجب مذہبی طور پر جزو ایمان سمجھتی ہے۔ اور جیساکہ حضرت امام نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا۔ یہہ باتیں نہ اس لیئے ہیں کہ گورنمنٹ سے کسی قسم کے خطاب واجر کی امید ہے بلکہ محض اس لیئے کہ خدا نے حکم دیا ہے کہ محسن کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ پس گورنمنٹ انگلشیہ کی خوشی ہماری خوشی اوس کا رنج ہمارا رنج ہے۔ غرض آپکو جو مسرّت ہوئی وہ مندرجہ بالا کارروائی سے ثابت ہے۔ اور آپکی جماعت کے ہر فرد کو جسقدر خوشی ہوئی ہے اوس کے اظہار کے لیئے مندرجہ ذیل نظم کافی ہے جو ہمارے مکرم دوست میر حامد شاہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ضلع سیالکوٹ نے لکھی ہے۔ یہاں اس امر کا ذکر فضول نہ ہوگا۔ کہ ہماری سیالکوٹی جماعت صرف ایک جماعت ہے۔ جس نے کل ضلع سیالکوٹ مین دُعا کا جلسہ کیا اور ہندو مسلمانان ضلع سیالکوٹ میں سے کسی کو یہہ جوش نہین آیا القصہ وہ نظم یہ ہے +

رباعیات حسب حال

ہوا لیڈی سمتھ ریلیو یہہ ٹیلیگرام آیا
خدا کا شکر کرتے ہیں کہ روح افزا پیام آیا
نہ پوچھو ہم سے کیفیت تم اُسکے چھوٹ جانیکی
خوشی سے دل ہمین اچھلا کہ جب مُنہ پر یہ نام آیا

دیگر

جھکا اب آسمان آخر خدا کی یہہ عنایت ہے
ہمین سرکار کی فتح مبارک کی بشاشت ہے
بڑھی آگے ہماری فوج اب دل بڑھ گئے انکے
مسلسل فتح ہونیکی مبارک یہ علامت ہے

دیگر

مبارک ہے ہمین لیڈی سمتھ تیرا رہا ہونا
کھُلا ہم پر جو المرد و تمہارا باوفا ہونا
اٹھائے دُکھ بہت تم نے مگر ثابت ہوا آخر
تمہین پر ختم ہے ہان حق خدمت کا ادا ہونا

دیگر

بہت مدت سے گو ہمکو لگی یہ انتظاری تھی
ہمیں محصور ہونے کی بہت ہی بیقراری تھی
اطاعت کے نہ کرنے سے مگر تمنے یہ دکھلایا
دکھائی تمکو یہان منظور قومی پاسداری تھی

دیگر

سُنی اوسنے ہماری بھی جو سنتا ہی دعاؤنکو
خدایا رد نہین کرتا تو خالص التجاؤن کو
ہماری یہ دعا ہر دم ہے تجھہ سے طاقتوں والے
فتح مندی ہو انگلستان کی ماؤں کی جاؤں کو

دیگر

یہ خواہش ہے ہمیشہ یہ ہمارے بادشاہ ہووین
بعدل وداد مسکینون کی یہ دائم پناہ ہووین
بڑا احسان ہین ان کے ہماری یہ تو محسن ہین
دعا کرتے ہیں تجھہ سے یہہ انکو دشمن سب تباہ ہووین

دیگر

بہت تقسیم کرتے ہیں یہہ ہم پر رحم وشفقت کو
بہت توقیر وعزت سے ہیں لیتے ہم سے خدمت کو
کوئی ذلت جو پاتا ہے تو ہے یہ اوسکی نادانی
سمجھتا جو نہیں انکی ہے وہ طرز حکومت کو

دیگر

جو سچ پوچھو تو سچ ہے ہماری مہرباں ہیں یہ
خدا کی مہربانی سے ہماری پاسبان ہیں یہ
خدایا انکے تو اقبال کو ہر دم بڑھاتا جا
یہ تیری پاک مرضی ہے کہ ہم پر حکمران ہیں یہ

دیگر

نہین ممکن ہے ہم سے حق خدمت کچھ ادا ہووے
مگر ہم صاف کہتے ہین کہ نیت باصفا ہووے
دکھائیں گے اطاعت میں جو اب اخلاص بڑھ بڑھ کر
نہین ممکن کہ ایسو نکی کوئی خدمت خطا ہووے

دیگر

ہماری آرزو یہ ہے خدا امن وامان بخشے
یہان بخشے وہان بخشے نہان بخشے عیان بخشے
ہماری قیصرہ کو دائمی آرام دے یا رب
کوئی تیرے سوا کب ہے جو فضل وامتنان بخشے

خاکسار حامد سیالکوٹی

آب زر سے لکھنے کی قابل

رہبانیت بزدلوں کا کام ہے۔

معاصی کے اسباب جب جمع ہوں تو دُعا مستجاب ہوتی ہے۔ دیکھو یوسف علیہ السلام کی حالت۔

تکاثر لہو کا موجب ہوتا ہے۔

نصر اللہ کے وقت الناس دین میں داخل ہوتے ہیں۔

تنزل کا باعث لوگ کہتے ہیں کہ سلطان وقت کی زبان نہ سیکھنا ہے اور فضول خرچی اور کاہلی ہے۔ میرے نزدیک تحجر قرآن کریم ہے۔

(بیاض حضرت مولانا نورالدین سلمہ ربہ)

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

ہماری قوم کو مبارکباد ہم نہایت خوشی اور انبساط کے ساتھ یہ مژدہ قوم کو سناتے ہیں کہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان - امسال امتحان مڈل کے نتائج میں پنجاب بھر میں اوّل رہا ہے - جسقدر طالب علم شامل امتحان ہوئے تھے سب کے سب اور پھر کل مضامین میں یعنے اختیاری میں بھی پاس ہوئے - الحمدللہ علے ذالک یہ پہلی مرتبہ ہے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے طالب علم امتحان مڈل میں شریک ہوئے ہیں - یہ خوشی ہماری کل قوم کی خوشی ہے اس قابل تعریف نتیجہ کا باعث صرف صرف خدا یتعالی کا فضل اور کرم ہے - ہم اپنے لائق ہیڈ ماسٹر میاں شیر علی - بی - اے کی کارگزاری اور مستعدی کو کبھی نظر انداز نہیں کرسکتے جنہوں نے اپنے فرض منصبی کو پوری دیانتداری سے ادا کیا ہے ہم کو کامل امید ہے کہ مجلس منتظمہ اون کی محنت کی پوری قدر کرے گی - اس عمدہ نتیجہ پر ہم اپنی قوم کو مبارکباد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ ہم ہمیشہ ایسے اور اس سے بھی بڑھ کر نتائج دیکھیں آمین +

ضرورۃ امام حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کی بیاض پڑھتے پڑھتے ہم ایک مقام پر پہونچے جہاں مندرجہ ذیل چند سطور ضرورۃ امام کے متعلق لکھی ہوئی تھیں -

تعجب ہے کہ ادنی ادنی کاموں میں استاد کی جستجو کی جاتی ہے - دنیا میں ادنی امور کو دریافت کیئے بغیر کام نہیں چلتا - مکانوں پر بدون ذرایع کے پہونچنا محال ہے - ادنی ادنی خدمات پر مامور کرنے کے مٹو امتحان اور ڈگری ضروری ہے ادنی علوم سے اعلی علوم تک مدارج اور امتحانات مقرر ہین اون کے حصول کے لئے پروفیسر اور شرایط محنت - فرصت وغیرہ ضروری ہیں -

اور اسلام کے سمجھنے یا مذاہب پر رائے دینے کے لئے کسی چیز کی ضرورت نہیں؟ ؟ ؟ افسوس ! افسوس !! افسوس!!!

لاہور کے لاٹ پادری اور طلباء کو وعظ - ست دہرم پرچارک اس عنوان سے لکھتا ہے کہ پچھلے دلوں لاہور میں بشپ آف لاہور (لاٹ پادری) نے سکولوں اور کالجوں کے طلباء کے روبرو فورمن مشن کالج میں وعظ کیا جہاں تک روانی اور الفاظ کی موزونیت کا تعلق ہے وعظ خاصہ تھا - مگر مطلب کو اگر لیا جاوے تو نوجوانوں کو گمراہ اور ورطۂ جہالت میں غرق کرنے والا تھا - لاٹ پادری صاحب نے طلباء کے یہ امر ذہن نشین کرنے کی جدوجہد کی کہ حضرت عیسے مسیح مصلوب ہونے کے بعد قبر میں دبائے گئے تھے اور وہاں سے چند یوم کے بعد مع جسم جان نکلکر آسمان پر چڑھ گئے اور وہاں خدا کے دائیں ہاتھ بیٹھ گئے - اس جگہ سے وہ اپنی امت کی شفاعت کرایا کرتے ہین یعنے اپنے پیروکاروں کے گناہ خدا سے سفارش کرکے بخشوایا کرتے ہیں" افسوس جن کالجوں اور مدرسوں میں ایسے ایسے وعظ ہون اور طلباء کو ایسی تعلیم دی جاوے - وہاں بہتری کی امید کی جاسکتی ہے - کیا لطف ہو کہ ایک طرف سائنس اور فلسفہ کا پڑھانا اور دوسری طرف ایسی ایسی کہانیاں سنانا کہ جن کو ہمارے دیہات کی بوڑھی عورتیں بھی باور نہ کریں +

خلافت راشدہ جس کے چند ایک پیراگراف ہم نے شایع کئے ہیں ۱۳۶ صفحہ تک چھپ چکی ہے ان پیرے گرافوں کو پڑھ کر ناظرین کو اندازہ ہو جاوے گا کہ یہ کتاب قرآن کریم کے حقایق اور معارف کا کیسا گران بہا خزینہ ہے - ہم کو سخت افسوس ہے کہ بعض مالی مشکلات کی وجہ سے ہم اوس کو ۳۰۰ سے زیادہ نہیں چھاپ سکے - ورنہ یہ کتاب اس قابل ہے کہ کئی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم ہو کیونکہ آج جس بات کی ضرورت ہے وہ یہی ہے کہ قرآن کریم کی عظمت اور شان کو دنیا میں قائم کیا جاوے اور یہ مطہر القلب انسانوں کی سعی اور کوشش کے بدون نہیں ہو سکتا - شیعہ لوگوں کا فتنہ بھی ایک عظیم الشان فتنہ ہے اور یہ کتاب اون کے فتنہ کو پاش پاش کرنے کیلئے آسمانی حربہ ہے - ہم امید کرتے ہیں کہ اس کتاب کی ضرورت کو محسوس کرنے والے اصحاب امید سے زیادہ اس کی اشاعت میں ہم کو مدد دیں گے +

کشف صفحہ چہارم پر ہم پیر صاحب العلم (جن کے ملک سندھ میں لاکھوں مرید ہیں) اور پیر کوٹھہ والے صاحب کا (جو مولوی عبداللہ غزنوی مرحوم کے پیر ہیں) کا ایک کشف درج کرتے ہیں صاحب بصیرۃ لوگ اونکو پڑھیں اور سوچیں کہ کیا ایسے بزرگ انسان مفتری علی اللہ ہیں اور خدا کے لئے وہ مدعیان الہام بھی پڑھیں جو اپنے تین چار دوستوں کے طبقہ میں حضرت اقدس کے خلاف الہام ہونے کا دعوی کرتے ہیں اور باوجودے کہ کئی مرتبہ اُن کو ایسے الہام شایع کرنے کی دعوت بھی کی گئی - مگر آج تک وہ باہر نہیں نکلتے +

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلاد سندہ کے پیر صاحب العلم کو کیا فرمایا

یہہ پیر صاحب العلم بلاد سندہ کے مشاہیر مشایخ مین سے ہین جن کے مرید ایک لاکھ سے کچھہ زیادہ ہون گے آپ علوم عربیہ مین مہارت تامہ رکھتے اور علماء راسخین میں سے ہیں۔ جناب مرزا صاحب کے حق مین اُن کی شہادت جنکو وہ قسم کھا کر بیان کرتے ہین۔ یہہ ہے + انی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واستفسرتہ فی امرک وقلت بین لی یا رسول اللہ اھو کاذب مفتری او صادق فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **انہ صادق ومن عند اللہ** فعرفت انک علی حق مبین وبعد ذلک لانشک فی امرک ولا نرتاب فی شانک ونعمل کما تامر۔ فان امرتنا ان اذهبوا الی بلاد امریکہ فانا نذهب الیہا وما نکون لانخیرہ وستجدنا ان شاء اللہ من المطاوعین۔ یعنے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم کشف مین دیکھا پس مین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہہ شخص جو مسیح موعود ہونے کا دعوی کرتا ہے کہ یہ جھوٹا اور مفتری ہے یا صادق ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ صادق ہے اور خدا تعالی کی طرف سے ہے پس میں نے سمجھ لیا کہ آپ حق پر ہیں۔ اب بعد اس کے ہم آپ کے امور میں شک نہین کرینگے اور آپکی شان مین ہمین کچھہ شبہ نہین ہوگا اور جو کچھہ آپ فرمائینگے ہم وہی فرمائینگے۔ پس اگر آپ یہہ کہو کہ ہم امریکہ مین چلے جائین تو ہم وہین جائینگے۔ اور ہم نے اپنے تئین آپکے حوالے کر دیا ہے اور انشاء اللہ ہمین فرمانبردار پاؤگے +

پہر صاحب العلم نے عام مجلس میں کھڑے ہوکر اور عصا لیکر تمام حاضرین کو بلند آواز سے سنا دیا کہ میں اُنکو اپنے دعوی مین **حق** پر جانتا ہون اور ایسا ہی مجھے **کشف** کی رو سے معلوم ہوا ہے۔

حضرت پیر صاحب کوٹھہ والے نے کیا فرمایا

محمد یحیی ساکن موضع دیگران نے حضرت مہدی معہود امام الزمان کی خدمت مین ایک نیاز نامہ ۲۳ جنوری ۱۹۰۱ء کا لکھا ہوا ارسال کیا ہے جس مین **حضرت کوٹھہ** والے صاحب مرحوم علاقہ یوسف زئی کی گواہی دربارہ پیدا ہوجانے مہدی آخر الزمان کے درج کی ہے۔ چنانچہ وہ اصل خط بعبارت ذیل ہے:۔

بخدمت شریف حضرت امام زمان بعد از السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

معروض کہ میں موضع کوٹھہ علاقہ یوسف زئی کو گیا تہا اور چونکہ سنا ہوا تھا کہ حضرت صاحب مرحوم کوٹھہ والے فرماتے تھے کہ مہدی آخر الزمان پیدا ہوگیا ہے مگر وقت ظہور ابھی نہیں ہے۔ تو اس بات کا مجکو بہت خیال تھا کہ اس امر میں تحقیق کرون کہ فی الواقع کس طرح ہے۔ جب میں اسدفعہ کوٹھہ کو گیا تو اُن کے مریدون مین سے جو کوئی باقی ماندہ ہین۔ ہر ایک سے مین نے استفسار کیا۔ ہر ایک یہی کہتا تھا کہ یہ بات مشہور ہے۔ ہم نے فلان سے سنا فلان آدمی نے یون کہا حضرت صاحب یہہ بیان فرماتے تھے۔ مگر دو۲ آدمی ثقہ متدین نے اس طرح کہا۔ ہم نے خود اپنے کانون سے حضرت کی زبان مبارک سے سُنا ہے۔ اور ہمکو خوب یاد ہے ایک حرف بھی نہین بھولا۔ اب ہر ایک کا بیان بعینہ عرض خدمت کرتا ہون۔

(۱) **ایک شخص** حافظ قرآن نور محمد اصل متوطن گڑھی امازی حال از کوٹھہ بیان کرتا ہے کہ **حضرت ایکدن** وضو کرتے تھے اور میں روبرو بیٹھا تھا فرمانے لگے کہ۔ **ہم اب کسی اور کے زمانہ میں ہین**۔ میں اس بات کو نہ سمجھا اور عرض کیا کہ کیوں حضرت آپ اسقدر متغیر ہوگئے ہیں کہ اب آپکا زمانہ چلا گیا ابھی آپ کے ہم عمر لوگ بہت تندرست ہین۔ اپنے کام دنیوی کرتے ہین۔ فرمانے لگے تو میری بات کو نہ سمجھا۔ میرا مطلب تو کچھہ اور ہے۔ پھر فرمانے لگے کہ جو خدا کی طرف سے ایک بندہ **تجدید دین** کے لئے مبعوث ہوا کرتا ہے وہ پیدا ہوگیا ہے ہماری بار چلی گئی۔ میں اس لئے کہتا ہون کہ ہم کسی غیر کے زمانہ مین ہین۔ پھر فرمانے لگے وہ ایسا ہوگا۔ مجھکو کچھہ تعلق مخلوق سے بھی ہے اسکو کسی کے ساتھ تعلق نہ ہوگا۔ اور اوسپر اس قدر شدائد مصائب آئینگے جنکی نظیر زمانہ گذشتہ مین نہ ہوگی مگر اوسکو کچھہ پرواہ نہ ہوگی اور سب طرح کی تکالیف اور فساد اُس وقت مین ہونگے اُسکو پرواہ نہ ہوگی۔ زمین آسمان مل جاوینگے اور اُلٹ پلٹ ہو جاوینگے اُس کو پرواہ نہ ہوگی پھر مین نے عرض کی کہ نام ونشان یا جگہ بتا دو۔ فرمانے لگے نہیں بتاتا ہون فقط۔ اس میں مین نے ایک حرف زیر بالا نہین کیا۔ ہان اسکی تقریر افغانی ہے۔ یہ اسکا ترجمہ ہے +

(۲) **دوسرا شخص** مسمی گلزار **قوم افغان** ساکن موضع بڑا بیر علاقہ پشاور حال از **ٹوپی قریب کوٹھہ شریف**۔ یہہ شخص بہت مدت **حضرت صاحب** کی خدمت مین رہا ہے **قسم** کہا کر کہتا ہے کہ ایکدن حضرت صاحب **عام مجلس** میں بیٹھے ہوئے تھے اور طبیعت اسوقت بہت خوش وخورم تھی۔ فرمانے لگے کہ میرے **بعضے** آشنا **مہدی آخر الزمان** کو اپنی آنکھون سے دیکھیں گے اور اُسکی باتیں اپنے کانون سے سنینگے۔ فقط۔ پہر اوس **شخص** کو مین نے اس راز سے مطلع کیا۔ تمہارے حضرت کی پیشین گوئی تو سچی نکلی ایسا ہی وقوع میں آیا تو یہ **شخص** بہت رویا اور کہنے لگا کہ کہان ہے مجھکو کسی طرح اسکے قدمون تک پہنچا دو میں بسبب ضعف بصارت

انبیاء علیہم السلام کا ایمان۔
اور
فلاسفروں کا ایمان

جاننا چاہیے کہ خدا تعالیٰ اور عالم مجازات اور دیگر امور مبدا اور معاد کے ماننے مین فلسفیون کا طریقہ انبیاء علیہم السلام کے طریقہ سے بہت مختلف ہے نبیوں کے طریق کا اصل اعظم یہ ہے کہ ایمان کا ثواب تب مترتب اور بار آور ہوگا کہ جب غیب کی باتون کو غیب ہی کی صورت میں قبول کیا جاوے اور ظاہری حواس کی کھلی کھلی شہادتیں یا دلائل ہندسیہ کے یقینی اور قطعی ثبوت طلب نہ کئے جائین۔ کیونکہ تمام و کمال مدار ثواب اور استحقاق قرب و توصل الٰہی کا تقوی پر ہے اور تقوی کی حقیقت وہی شخص اپنے اندر رکھتا ہے جو افراط آمیز تفتیشون اور لمبے چوڑے انکارون اور ہر ہر جزئی کی موشگافی سے اپنے تئیں بچاتا ہے اور صرف دور اندیشی کے طور سے ایک راہ کی سچائی کا دوسری راہون پر غلبہ اور رجحان دیکھکر بحسن ظن قبول کر لیتا ہے۔ اسی بات کا نام ایمان ہے۔ اور اسی ایمان پر فیوض الٰہی کا دروازہ کھلتا ہے اور دنیا و آخرت میں سعادتیں حاصل ہوتی ہین جب کوئی نیک بندہ ایمان پر محکم قدم مارتا ہے اور پھر دعا اور نماز اور فکر اور نظر سے اپنی حالت علمی میں ترقی چاہتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ خود اوس کا متولی ہوکر اور آپ اسکا ہاتھ پکڑ کر درجۂ ایمان سے درجۂ عین الیقین تک اسکو پہنچا دیتا ہے۔ مگر یہ سب کچھہ بعد استقامت و مجاہدات و ریاضات و تزکیہ و تصفیہ نفس ملتا ہے پہلے نہین اور جو شخص پہلے ہی تمام جزئیات کی بکلی صفائی کرنا چاہتا ہے اور قبل از صفائی اپنے بد عقائد اور بد اعمال کو کسی حالت مین چھوڑنا نہین چاہتا وہ اِس ثواب اور اس راہ کے پانے سے محروم ہے۔ کیونکہ ایمان اسی حد تک ایمان ہے جب تک وہ امور جن کو مانا گیا ہے۔ کسی قدر پردۂ غیب مین ہین یعنی ایسی حالت پر واقع ہیں جو ابھی تک عقلی ثبوت نے اُن پر احاطہ تام نہین کیا اور نہ کسی کشفی طور پر وہ نظر آئی بلکہ ان کا ثبوت صرف غلبۂ ظن تک پہنچا ہے وبس۔

یہ تو انبیا کا سچا فلسفہ ہے جس پر قدم مارنے سے کروڑہا بندگان خدا آسمانی برکتیں پا چکے ہین اور جس پر ٹھیک ٹھیک چلنے سے بیشمار خلق اللہ معرفت تامہ کے درجہ تک پہنچ چکی ہین اور ہمیشہ پہنچتی ہین اور جن اعلیٰ درجہ کے یقینون کو شوخی اور جلدی سے فلسفی لوگون نے ڈھونڈھا اور نہ پایا وہ سب مراتب اِن ایماندار بندون کو بڑی آسانی سے ملگئے اور اُس سے بھی بڑھکر اس مین معرفت تامہ کے درجہ تک پہنچ گئے کہ جو کسی فلسفی کے کانون نے اسکو نہیں سنا اور نہ اُس کی آنکھہ نے دیکھا اور نہ کبھی اُس کے دل میں گذرا لیکن اس کے مقابلہ پر خشک فلاسفرون کا چھوٹا اور مغشوش فلسفہ جس پر آج کل کے نو تعلیم یافتہ لوگ فریفتہ ہو رہے ہیں اور جس کے بد نتائج کی بیخبری نے بہت سے سادہ لوحون کو برباد کر دیا ہے یہ ہے کہ جب تک کسی اصل یا فرع کا قطعی طور پر فیصلہ نہ ہو جاوے اور بکلی اُس کا انکشاف نہو جائے تب تک اُس کو ہرگز ماننا نہین چاہیے گو خدا ہو یا کوئی اور چیز ہو ان میں سے اعلیٰ درجہ کے اور کامل فلاسفر جنہون نے اِن اصولوں کی سخت پابندی اختیار کی تھی انہوں نے اپنا نام محققین رکھا جن کا دوسرا نام دھریہ بھی ہے ان کامل فلاسفرون کا بپابندی اپنے اصول قدیمہ کے یہ مذہب رہا ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ کا وجود قطعی طور پر بذریعہ عقل ثابت نہین ہو سکتا اور نہ ہم نے بچشم خود اُس کو دیکھا۔ اس لئے ایسے خدا کا ماننا ایک امر مظنون اور مشتبہ کا مان لینا ہے جو اصول متقررہ فلسفہ سے بکلی بعید ہے۔ سو انہون نے پہلے ہی خدا تعالیٰ کو درمیان سے اُڑا دیا پھر فرشتون کا یون فیصلہ کیا کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کی طرح نظر نہین آتے چلو یہ بھی درمیان سے اٹھاؤ پھر روحون کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ رائے ظاہر کی کہ ہم کوئی ثبوت قابل اطمینان اس بات پر نہیں دیکھتے کہ بعد مرنے کے روح باقی رہجاتی ہے نہ کوئی روح نظر آتی ہے اور نہ واپس آ کر کچھہ اپنا قصہ سناتی ہے بلکہ سب روحین مفارقت بدن کے بعد خدا اور فرشتون کی طرح بے اثر بے نشان ہیں سو اون کا بھی وجود ماننا خلاف دلیل و برہان ہے ان سب فیصلون کے بعد اُن کی نظر عمیق نے تکالیف شرعیہ کی مشقت اور حلال حرام کا فرق اصول فلسفہ کا سخت مخالف سمجھا اس لئے اُنہوں نے صاف صاف اپنی رائے ظاہر کر دی کہ مان اور بہن اور جورو مین فرق کرنا یا اور چیزوں میں سے بلا ثبوت ضرر طبی بعض چیزوں کو حرام سمجھہ لینا یہ سب بناوٹی باتین ہیں جن پر کوئی فلسفی دلیل قائم نہین ہو سکتی اسی طرح انہون نے یہ بھی بیان کیا کہ ننگا رہنے میں کوئی شناعت عقلی ثابت نہیں ہوتی بلکہ اسمیں طبی قواعد کے روسے فوائد ہیں اسی طرح ان فلاسفرون کے اور بھی مسائل ہین اور خلاصہ اُنکے مذہب کا یہی ہے کہ وہ بجز دلایل قطعیہ عقلیہ کے کسی چیز کو نہین مانتے اور انکی فلسفیانہ نگاہ میں گو کیسی کوئی بد عملی ہو جب تک براہین قطعیہ فلسفیہ سے اوس کا بد ہونا ثابت نہوے یعنی جب تک اس میں کوئی طبی ضرر یا دنیوی بد انتظامی متصور نہ ہو تب تک اوس کا ترک کرنا بیجا ہے مگر جو دوسرے درجہ کے فلاسفر ہیں انھون نے لوگوں کے لعن طعن سے اندیشہ کر کے اپنے فلاسفری اصولون کو کچھہ نرم کر دیا ہے اور قوم کے خوف اور ہم جنسون کی شرم سے خدا اور عالم جزا اور دوسری کئی باتون کو ظنی طور پر تسلیم کر بیٹھے ہیں لیکن یہ اعلیٰ درجہ کے فلاسفر اُن کو سخت نالائق اور بد فہم اور غبی الطبع اور بزدل اور اپنی سوسائٹی کے بدنام کنندہ خیال کرتے ہین کیونکہ اُنہوں نے فلاسفر ہونیکا دعوی تو کیا لیکن اصول فلسفہ پر جیسا کہ حق چلنے کا تھا نہیں چلے اس لئے اول درجہ کے فلاسفر اس بات سے عار رکھتے ہیں کہ ان ناقصون کو فلاسفر کے باعزت لفظ سے مخاطب یا موسوم کیا جاوے۔ کیونکہ انہون نے کچھہ کچھہ تو فلسفہ کے طریقہ پر قدم مارا

چند پیراگراف

از خلافت راشدہ مصنفہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب

قران کریم کی پیشگوئیوں کی حقیقت نہ سمجھنے والون نے ان مواعید پر نابینائی اور خطا کاری سے اعتراض کئے ہیں اگرچہ اس اعتراض کے واقعی اور کامل جواب کا متکفل وہ مضمون ہو سکتا ہے جو بالاستقلال جنت وجہنم کے وعید و وعدہ پر وقف ہو مگر اتنا اس موقع پر بھی لکہنا بیجا نہ ہوگا کہ قران کریم کا یہ مضبوط قاعدہ اور اسی کی درحقیقت یہ یگانہ صفت اور اسی کا ممتاز خاصہ ہے کہ قرآن کریم ہرایک دعوے کے ساتھ دلائل بھی اپنے اندر بیان کرتا ہے۔ کوئی اس کا دعویٰ نہین جس کے ساتھ معًا قاطع برہان نہ ہو اور یہ صفت منجلہ اُن صفات مہمہ کے ہر جس نے اسے خاتم الکتب ہونے کا فخر بخشا ہے۔ اس نے جہان خدا کا ایک ہونا بیان کیا ہے۔ اس کے ساتھ توحید کے دلائل بھی بیان کئے ہیں۔ اور جہان کثرت آلہہ کی نفی کا دعویٰ کیا ہے وہان اس کثرت کی نفی اور مفاسد کے دلائل بھی بیان فرمائے ہین غرض نبوت اور نبوت کے دلائل اور کتاب اللہ کی ضرورت کا دعویٰ اور اس کے دلائل اور عدم نبوّت کے مفاسد علیٰ ہذا ہرایک ضروری مسئلہ کے متعلق دعویٰ اور دلیل بیان کی ہے۔ مگر ثبوت توحید اور اثبات الوہیت اور ربوبیت کے بعد بڑا بھاری مسئلہ جو سب مسائل کی روح رواں ہے معاد اور وعدہ و عید معاد کا مسئلہ ہے۔ درحقیقت آخرۃ کا یقین ہی تمام نیکیون کا سچا محرک اور انکار آخرت تمام مفاسد کا باعث ہے۔ دنیا میں بڑی بھاری کتاب توریت تھی انجیل تو بجہہ توریت کی تعلیم کا اعادہ اور دو چار فقیرانہ اصول سے زیادہ نہ تھی اس سے تو کوئی توقع ہی عبث تھی۔ مگر توریت با این ضخامت قیامت کے ضروری مسئلہ سے بالکل خاموش رہی اگرچہ کسی قدر مگر نہائیت ہی باریک اور دقیق پیرایہ میں ایمان اور حسنات پر اس عالم کی جزاء کے وعدے بیان کئے مگر ان مین دو نقص اور واضح نقص رہ گئے ایک یہ کہ ان دنیوی مواعید میں (یعنے بارشین ہون گی اور اور وقت پر پھل ہوگا اور یہ ہوگا اور یون ہوگا) کوئی ایسی رموز اور دلالات نہ تھین جو اس مادی عالم اور محسوسی منافع سے کشاں کشان یہودیون کو باہر لے جاتیں اور اُن ہی الفاظ کی دوربین کی وساطت سے اس ورار الورار اور غیب الغیب عالم کی سیر بھی کرا دیتیں۔ دوسرا نقص یہ ہوا کہ وہ دنیوی مواعید بھی اکمل طور پر پورے نہ ہوئے بلکہ کبھی جو تہوڑا سا آرام یہودیون کو ملا وہ زمانۂ دراز کی تباہی اور کوفت کے سبب سے افسانۂ خواب ہو گیا۔ اور صدیون کی غلامی اور ذلت اور لعنت نے طبعًا ایسا پست ہمت اور زمین پر نظر رکھنے والی اور حقائق سے ناآشنا قوم یہودیون کو بنا دیا کہ بہت سے ان مین قیامت کے منکر ہو گئے اور باقی ماندہ مادی اور حسی واقعات میں ایسے مبتلا ہوئے کہ انبیاء کے روحانی رنگون اور پیشگوئیوں کے اصلی لباس سے قطعًا نابلد ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ مسکین اور بظاہر گم نام اور ابن نجار مسیح کو پہچان نہ سکے۔ ہندوستان کی کتاب وید جو حقیقتہً بیدبے ثمر ہے اس مسئلہ شریفہ سے ایسی جاہل ہے کہ اس نے غریب آدم زاد کو تناسخ کے گورکھ دھندے مین پھنسا کر ان کی اخلاق فاضلہ کی بنیادون میں پانی پھیر دیا۔

قرآن کریم نے سب سے زیادہ اسی مسئلہ کو نصب عین رکھا ہے۔ اول النفسی اور آفاقی شہادتون یعنے انسان کی خلقت اور اس کے اعمال کے میلان اور غائیت اور نیچر (فطرۃ اللہ) و قانون قدرت سے اقامت قیامت اور ثبوت حشر اجساد اور ضرورت یوم الدین پر جابجا بحث کی ہے۔ ایحسب الانسان ان یترک سدی الم یک نطفۃ من منی یمنی ثم کان علقۃ فخلق فسوی فجعل منہ الزوجین الذکر والانثی الیس ذالک بقادر علی ان یحیی الموتی۔ اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ انسان کی بناوٹ اور خلقت اور اس کا تسویہ اور اس کا دو مختلف نتیجون اور کارروائیون کی مخلوق یعنے نر و مادہ ہونا چاہتا ہے اور بتاتا ہے کہ یہ جواب دہ ہستی اور اپنے اعمال و افعال کی ذمہ وار ہستی ہے۔ اور آسمان سے پانی برسنے اور زمین میں نباتات اُگنے سے جابجا استدلال کیا ہے کہ اسی طرح حشر اجساد بھی ہوگا۔ اس کے بعد انسان کی فطرت کے سچے تقاضے کو وعدہ و عید کے رنگ مین بیان فرمایا ہے۔ یہ وعدہ و عید جو قرآن مین مذکور ہوئے ہیں حقائق واقعہ ہیں۔ انسان کے اعمال میں اور اقوال میں اور اس کی تمناؤن اور ارادون اور حوصلون اور اس کی فطرت کے نہاں در نہاں خواص میں ان مواعید کے تخم موجود رکھے گئے ہیں یہاں بھی اس کے اعمال ایک بہشت اور ایک دوزخ کے مورث ہیں جو اس مادی کثیف عالم کی فطرت اور قالب کے موافق ہیں اور چونکہ اس کے تقاضا اور تمنیات اور ارادے فانی نہین اس لئے کہ وہ ابدی اور دائمی اور غیر فانی قوا کے فطری اظلال و آثار ہیں۔ لاجرم ضروری ہے کہ اُن اعمال اور خواہشوں کی غایات بھی پوری ہون۔ جیسے یہاں ہر قسم کی بادشاہی انعامات از قسم مطاعم و مشارب و مناکح انسان کی فطری خواہش ہے اور آخری غائیت اس کی سلطان اعظم کا تقرب اور رضا اور ہمکلامی سے مشرف ہونا ہے

باقی آئندہ
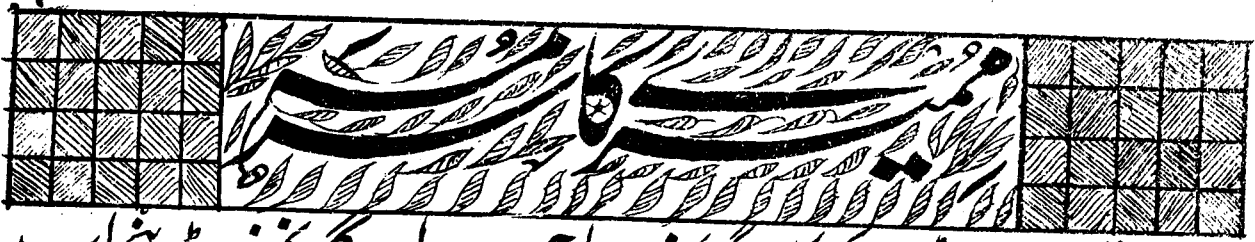
مصدقہ جناب اسسٹنٹ کمیکل ایگزیمنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی ون میڈیکل کالج کے پروفیسرن نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھندجالا پڑوال۔ غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند

ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چندروز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ مفید ہے قیمت اسلئے کم رکھی گئی ہے کہ عام اس سرمہ سے

فائدہ اٹھا سکین قیمت فیتولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہی مبلغ ۸ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ہے۔ خالص ممیرانی ماشہ عہ مصری سرمہ فیتولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیئے

المشتہر۔ پروفیسر میاسنگہ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاسنگہ آہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے۔ بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے بہت پانی جانا۔ دھند سوزش قسم جس کو عموماً آنکھہ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُن سے بیٹ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اسلئے مین بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم بی۔ ایم سانگلی صاحب بہادر ایم۔ بی ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میاسنگہ آہلووالیہ نے تیار کیا ہے مین نے اسکا

بعمر ۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑنے ہوتے تھے اسکی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین اُن مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی مین فرق اسقدر آگیا تھا سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی۔ اور وہ اُن اشیاء کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھی صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اس امرض مذکور سے کلی صحت پائی راقم خان بہادر۔ ڈاکٹر محمد حسین خان۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) مین نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگہ نے تیار کیا ہے اُن مریضون پر جن کی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر مریضون کے واسطے جن کی آنکھون سے پانی جاری رہنا ہو یا دھند اور غبار اور کمزوری

نظر ہو۔ یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگہ آہلووالیہ نے تیار کیا ہے۔ اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ سنہ ۹۸ء مین جمع کیا گیا ہے۔

رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر

قیمت اخبار عام سے سالانہ ۳ روپے پیشگی اور خواص اور معاونین جو کچھ لطف فرماوین

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ ہادر قادیان بینی ❊ دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

قادیان دار الامان ۱۵ ذی قعدہ ۱۳۱۷ھ ۱۷ مارچ ۱۹۰۰ء

جلد ۴ — نمبر ۱۰

خطبہ

جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب ایدہ اللہ نے ایک جمعہ میں پڑھا

الحمد للہ رب العالمین - الرحمن الرحیم مالک یوم الدین - والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم - نٓ - والقلم وما یسطرون - ما انت بنعمۃ ربک بمجنون - وان لک لاجراً غیر ممنون - وانک لعلی خلق عظیم -

قسم ہے دوات اور قلم کی اور اون باتوں کی جو دوات اور قلم سے لوگ لکھتے ہین تو اپنے رب کے فضل کے ساتھ مجنون نہین ہے - تجھے تو اتنا بڑا اجر ملنے والا ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا اور تو تو بڑے بھاری خلق پر ہے -

اس آیت کے پڑھنے سے میری غرض یہ ہے کہ یہ دکھایا جاوے کہ اللہ جلشانہ کے نزدیک سچا عظیم الشان نشان جو کبھی نہیں مٹ سکتا اور قیامت تک پرانا نہین ہو سکتا کیا ہے ؟ اور اس عظیم الشان صفت کا اظہار کیا جاوے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبین ہونے کا فخر بخشا ہے -

جس قدر نبی دنیا میں آئے اُن سب پر ہم ایمان لاتے ہیں اور کبھی کسی نبی کی نسبت ایک لحظہ کے لئے بھی بیہودہ خیال کرنا یا ہتک کرنا ایمان اور اسلام کے خلاف سمجھتے ہین - لیکن یہ امر خدا تعالیٰ کی مشیت ازلی مین تھا کہ آخری زمانہ میں ایک ایسا رسول ہو (صلی اللہ علیہ وسلم) جس کی شان کو کوئی دوسرا نہ پہونچ سکے جس پر جمیع کمالات نبوت فطرتی طور پر ختم ہو جائین - اور جس کا دامن رسالت قیامت تک دراز ہو ایسی صورت میں ضروری تھا کہ اوسکے معجزات اور خوارق بھی ابدی اور غیر فانی ہون اور اُن پر نسخ وفسخ ومسخ کی موت وارد نہ ہو بلکہ زمانہ کی درازی کے ساتھ اوسکے اعجازی نشانوں کی عظمت اور قوت اور بھی بڑھتی جاوے -

لاریب موسی علیہ السلام کو ید بیضا اور عصا دیا گیا اوس کو بڑا بھاری فرقان یعنے دشمنوں پر فتح پانا عطا ہوا ہمارا ایمان ہے کہ موسی علیہ السلام نے عصا اور ید بیضا سے دشمن کو زیر کیا - مگر آج نہ وہ عصا ہے اور نہ وہ ید بیضا - حضرت مسیح علیہ السلام نے بڑے بڑے مبروصون اور مجذوموں کو جو بہودیت کے فساد خون کے سبب گل سڑ گئے تھے پاک کیا اور اون بہتون کو زندہ کیا جو قبروں میں گرے ہوئے تھے -

مگر آج کوئی قوم ایسی نظر نہین آتی جو اپنے آپ کو اون پاک شدہ کوڑہیوں کی طرف منسوب کرتی ہو۔ اور نہ کسی ایسے انسان کا پتہ چلتا ہے جو مسیح علیہ السلام کی تعلیم پر پورے طور پر عمل درآمد کرنے کی وجہ سے اس قابل ہوگیا ہو کہ اون بھولی بسری باتوں کو جو آج کہانیوں اور قصّون کے رنگ میں پائی جاتی ہیں عملی طور پر دکھاسکے نوح علیہ السلام کو ایک بڑا عظیم الشان فیصلہ کن نشان کشتی کا دیا گیا تھا مگر آج اوس کشتی کا پتہ نہین چلتا اسی طرح پر نہ کسی ناقہ کا پتہ چلتا ہے نہ اُس کے امتیاز اور گھاٹ کا۔ غرض دنیا کی تاریخ چھان ڈالو کہین ان باتونکا نام و نشان تک نہین ملے گا یہ جو کچھہ ہوا خدائے تعالیٰ کے ارادے سے ہوا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خاتم النبیین ہونے کا فخر عطا ہوا اور تمام صداقتون اور تعلیموں کو آپ کے پاک وجود مین جمع کر دیا گیا کیا زبردستی ایسا ہوگیا؟ یا خود بخود ایسا خطاب مل گیا؟ نہین بلکہ طبعی طور پر تمام کمالات نبوت آپ کی ذات مین ختم ہوگئے اور ایک ایسا زندہ نشان آپکو دیا گیا ہے جو قیامت تک حی و قیوم خدا کی طرف سے ہونے کا ثبوت اپنے ساتھہ رکھتا ہے بلکہ جس نے اون تمام گذشتہ مقدسین اور اونکے اعجازون کو اپنے دم سے زندہ کیا ہے۔ سچ پوچھو تو نوح۔ موسیٰ۔ عیسےٰ وغیرہ جملہ انبیاء علیہم السلام فوت ہوچکے تھے اور مدت دراز گذر گئی تھی کہ اہل زمین اون کے نامون اور معجزات کو ایک کہانی سمجھہ چکے تھے۔ مگر اوس اعجاز نے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا۔ اُن سب کو از سر نو زندہ کیا اور بقائے دوام کا تاج اون کے سر پر رکھا۔ وہ نشان وہ زندہ اعجاز۔ وہ ید بیضا وہ عصا وہ فرقان وہ ناقہ وہ کشتی وہ مبروصون اور مجذومون کو پاک کرنے والا دم کیا ہے؟ قرآن کریم!!!

یہ زندہ نشان اور کبھی نہ مٹنے والا معجزہ ایسا ہے کہ تمام دنیا کے عقلاء جو کچھہ روح کی فلاح اور آرام کے لئے تجویز کر سکتے ہیں اوس سے بہتر مفید احسن آسان ترین قرآن کریم میں موجود ہے۔

اوس دن کی لذت اور ذوق سے میری روح آج تک بھری ہوئی ہے جب کہ حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے نشہ مین سرشار ہوکر یہ کہا کہ "آپ ہی ایک ایسے رسول ہین جنکا زندہ کارنامہ ہم دنیا مین پاتے ہین" حقیقت میں غور کرو۔ جیسا مین نے ابھی کہا ہے۔ قرآن کریم کا احسان نہ صرف دنیا پر ہے بلکہ کل نبیوں پر بھی احسان ہے۔ خدا کے لئے غور کرو!!! سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام کو کیا بنا رکھا تھا۔ یہودیوں نے تو اُس معصوم انسان کو عیاذاً باللہ ملعون کہا اور اپنی حرامکاری کی وجہ سے معاذ اللہ حرامی بھی کہا مگر افسوس تو یہ ہے۔ کہ جو قوم آپ کی حمایت کے لئے اٹھی اور جس نے اپنے خیال میں آپ کی بہت عزت و توقیر کی۔ وہ بھی بجائے اس کے ملعون یہودیون سے سچا انتقام لیتے اور خدا کے اس مقدس کی تطہیر کرتے اونہوں نے اوس کو الٰہاً و بیٹا قادر مطلق خدا اور معاً ملعون اور ہاویہ مین داخل ہونے والا تسلیم کیا۔

آہ! صد آہ!!!

ان مادی جہان کے فرزندون اور عقل کے پرستارون نے جو عزت اور رتبہ کے مفہوم کو سمجھنے کے بڑے مدعی ہین۔ اتنا بھی خیال نہین کیا کہ اس سے اُس مقدس راستباز کی کس قدر توہین ہوتی ہے۔ اور اون کی محبت اور دوستی اوس عاجز ضعیفہ کے بیٹے کے حق مین کس قدر عداوت ہے۔ انسان کا بڑا فخر تو یہ ہے کہ وہ خدا کے حضور عبد اللہ ہونے کا فخر کرے۔ مگر گمراہ قوم نے مسیح کو [illegible] ملعون قرار دیکر

خدا میں اور اوس میں دائمی بُعد ڈلوا دیا۔

موسیٰ اور نوح وغیرہ انبیا علیہم السلام کی بھی اسی طرح پر توہین ہوئی ہے حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام پر ایسے گندے اور شرمناک حلے کئے ہیں کہ اون کے تصور سے روح کانپ اٹھتی ہے۔ اسی طرح پر حضرت لوط علیہ السلام پر حرف رکھا گیا ہے۔ اب اگر قرآن کریم کا پاک وجود دنیا مین نہ آتا تو یقیناً سمجھو کہ دنیا ہلاک ہوچکی تھی اور زمین لعنت سے بھر گئی تھی۔ دنیا میں کسی راستباز انسان کا نمونہ موجود نہ تھا حقیقی شرف اور منزلت انبیاء علیہم السلام کی اٹھہ چکی تھی۔ مگر اوس برگزیدہ رسول پر بے انتہا سلام اور رحمت ہو۔ جس کے پاک وجود نے انبیاء علیہم السلام کے وجود کو گندے اور ناپاک بہتانون سے پاک کر دیا۔ اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارك وسلم۔

قرآن کریم نے نہ صرف آنے والی نسلون کو زندہ کیا بلکہ مردہ نسلون کو بھی زندہ کر دیا ہے یہ وہ زبردست اعجاز جو ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا۔

اس قدر بیان کے بعد اب میں کسی قدر اختصار کے ساتھہ بتلانا چاہتا ہون کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات مین کیا بیان فرمایا ہے۔ قسم ہے دوات اور قلم کی اور ان تمام مضامین اور صداقتون کی جو لوگ قلم سے لکھین تو مجنون نہیں ہے یعنے قیامت تک جسقدر مضامین دنیا لکھ سکتی ہے اون سے جب ثابت ہوگا یہی ثابت ہوگا کہ قرآن کریم کتاب حق ہے اور تو جو اوس کا لانے والا ہے لاریب تمام دانشمندون اور فرزانون کا معلم ہے اور ہرگز ہرگز مجنون نہین ہے کیونکہ مجنوں کی کارروائی بودی اور بے اصل ہوتی ہے۔ مجنون کا فعل نہ اپنی ذات کے لئے کارآمد ہوتا ہے اور نہ کسی دوسرے کے لئے مفید وہ فوری جوش کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اس لئے

آناً فاناً اوس کی حالت میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ مگر یہ رسالت کی کارروائی جبپر ہدایت اور اسلام کا بنیادی پتھر رکھا گیا ہے۔ یہ کبھی منقطع ہی نہ ہوگی۔ دنیا کی کوئی مزدوری ایسی نہین جو منقطع نہ ہوتی ہو مصر کے بڑے بڑے میناروں کے بنانے والوں کا کوئی پتہ نہین چلتا کہ وہ ایسے تھے یا ویسے یا اب کوئی مزدوری اون کی جاری ہو۔

مگر مجھ پر ہمیشہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کے فضل و انعام کا سلسلہ جاری رہے گا۔ دیکھو لو دنیا کا کوئی قطعہ یا حصّہ ایسا نہین جہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللھم صل علی محمد کا ورد نہ ہوتا ہو۔ اور کوئی وقت ایسا نہیں گذرتا کہ درود شریف نہ پڑھا جاتا ہو۔

دوسرے یہ کہ یہ ہدایت کا کارنامہ جو مومنون کی جان ہے اور جسکو عشق و محبت سے پڑھتے ہیں اور جس سے کئی کروڑ روحون نے فائدہ اٹھایا ہے اس سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو فائدہ پہونچا غرض یہ سچ ہے کہ اگر سمندر سیاہی ہوجاوین اور درختون کی قلمین بنالی جاویں کہ کل دنیا کلمات اللہ کو لکہنا چاہئے پھر بھی سمندر ختم ہو جاوینگے۔ مگر وہ نہ لکھے جاسکیں گے۔ میں سچے دل سے کہتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مزدوری کی کوئی انتہا نہین زمین کی ریت اتنی نہین آسمان کے تارے اسقدر نہین دریا کے قطرے استنے نہین جتنا آپکا اجر ہے وہ وقت کیا تھا جب کہ مکہ میں یہ آیت اتری دو چار مسکین غلام اور دو چار اور برگزیدہ لوگ آپ کو جانتے تھے۔ اسوقت کسی کو کیا معلوم تھا کہ یہ مکہ کا فرزند کیا سے کیا ہوجاوے گا۔ مگر آج دیکھو کہ دنیا میں اوس نے کیا کیا ہے۔ اور پھر ایک اور بات پیش کی کہ انک لعلی خلق عظیم مجنوں درندے اور بھیڑئیے کی طرح ہوتا ہے مگر آپ کی سیرۃ کو پیش کرکے خدا تعالیٰ اس دعوے کی تائید فرماتا ہے کہ تو بڑے خلق پر ہے تیری سیرۃ فانی ہوسکتی ہی نہین۔ آپ کے اخلاق پر اگر کچھ بیان کیا جاوے گو کتنا ہی مختصر کیون نہ ہو یہ خطبہ اور اس جیسے بیشمار خطبہ بھی اوس کے متحمل نہین ہو سکتے۔ مگرمیں ان آیات سے ایک سبق اپنی قوم کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہون اور وہ یہ ہے کہ ہر انسان بقاء دوام کا خواہشمند ہے اور مختلف طریق و طرز پر چاہتا ہے کہ زندہ رہے۔ مگر میرے دوستو! ان آیات پر غور کرو تو تم کو معلوم ہوگا کہ دنیا میں کامل زندگی جسکا اجر کبھی ختم نہ ہو اور قیامت تک مل سکے اور قومین ہمیشہ سلام بھیجتی رہین وہ اس حقیقی معجزے سے ملتی ہے جو قرآن کریم ہے جو انسان قرآن کے سایہ کے نیچے آتا ہے وہ بقاء باللہ کا درجہ حاصل کرلیتا ہے۔ میری روح اس بات کے تصوّر سے خوش ہوتی ہے کہ آج ساری دنیا میں سایہ اور ظل کے طور پر یہ **خلق عظیم** ہمارے امام ایدہ اللہ کو دیا گیا ہے۔ یہ زمانہ اس قسم کا علمی زمانہ ہے کہ اگر کوئی المار ی کو چلادے یا چوہے اور گلہری کو سانپ بنادے تو تھوڑی دیر کے لئے لوگ حیران تو ہوجاوینگے مگر خدا کی عظمت اور جلال اور گناہ اور ناپاکی سے نفرت پیدا نہ ہوگی۔ خدا تعالیٰ نے جیساکہ ابتدا مین قرآن کریم کا علمی اعجاز تجویز فرمایا تھا۔ اس زمانہ مین جب کہ تشکیک کو کثرت ہوگئی اور خدا پرستی اٹھ گئی ایسا ہی تقاضا کیا ہے۔ کہ قرآن کریم کے رنگ میں قرآن کریم کی عظمت کو ظاہر کیا جاوے چنانچہ آج یہ معجزہ امام کے کلام قلم اور دوات میں رکھا ہے یہ خدمت جو امام الزمان سے ہو رہی ہے وہی خدمت ہے جو قرآن کریم نے کی جیسے قرآن کی مزدوری غیر منقطع ہے اسی طرح سلطان القلم کے قلم کی مزدوری غیر فانی ہے۔ پھر خدا تعالیٰ کا کیسا احسان ہے کہ جہان قلم کا نشان دیا اوس کے ساتھ ہی اخلاق فاضلہ کا نشان عطا فرمایا تاکہ ظل اصل کے تابع ثابت ہو جاوے براہین احمدیہ میں یہ الہام پچیس برس سے درج ہے۔

انک لعلی خلق عظیم۔

غرض یہ نشانات ہین جو ایک صادق کی شناخت کا معیار ہو سکتے ہیں الحمد للہ ہم نے ان نشانات کو دیکھا اور صادق کو پہچانا ہے۔ خدا تعالیٰ ہم پر ایسا فضل کرے کہ اس فضل اور احسان کی قدر کرین اور وہ چال چلن بناوین جو اوس نے پسند کیا ہے اور جسکی اسکی پاک کتاب نے تعریف کی ہے +

آمین

مدرسہ تعلیم الاسلام میں دینیات کی شاخ

ہم نہایت مسرت کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی مجلس منتظم نے مدرسہ تعلیم الاسلام کے ساتھ ایک جدید شاخ دینیات کی کھولدی ہے۔ اس کے متعلق ہم ایک ضروری مضمون اگلی اشاعت میں شایع کرینگے جن میں اپنے خیال کے موافق مجلس منتظمہ کو بعض ضروری امور قابل توجہ سجھت کرین گے۔ انشاء اللہ سردست ہم اپنے ناظرین اخبار کو متوجہ کرنا چاہتے ہین کہ وہ اس شاخ کی ہر طرح سے مدد کریں۔ چونکہ دینیات کے ساتھ مسلمانوں کی بدقسمتی سے امرا کو تو دلچسپی رہی نہین۔ اس لئے اس میں عموماً غربا کے لڑکے آئینگے۔ اس لیئے اون کی رہائش اخراجات تعلیم وغیرہ کل ضروریات کا بوجھ مجلس منتظم کے ذمہ ہوگا۔ پس ضروری ہے کہ ہر ایک قسم کی ضروری امداد اس شاخ کو دی جاوے

مولا کریم کی ہستی پر چند باتیں

(جو حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ کی بیاض سے لی گئی ہیں)

ہمیں جسقدر قوائ عطا ہوئے - وہ سب کے سب مفید اور مثمر ہی ثابت ہوئے خود ہمارے تمام علوم ہمارے حواس خمسہ اور ہمارے قوی طبعیہ سے شروع ہوئے ہیں -

بصر - اذن - لامسہ - شامہ - ذائقہ اعضا رئیس - قوت جذب شیر - مصورہ سب کے سب مفید ثابت ہوئے -

سمع ہی سے پہلے مین نے اپنے الحمد رب العالمین - رحمٰن - رحیم - مالک یوم الدین کا نام سنا - اور آج بعد ترقیات جو غور کیا تو تمام علوم کے آلات اور دینوی انتظامات میں سمع ہی کو یا سمع کو بھی ایک عظیم الشان آلہ پایا - ماں باپ کو سمع سے ماں باپ یقین کیا - اور اون کے اموال - عزت قوم سے اس یقین پر نفع اٹھایا - اساتذہ کے پاس سمع کے بعد پہونچے - سیر و سیاحت - تجارت و زراعت - ملازمت کی جڑین سمع سے شروع ہوئین - زبان سمع سے سیکھی ہاں اماں - ابا پانی سمع سے پایا یہ ضرور ہے کہ سمع میں غلط چیزین اور غیر واقعی امور بھی پہونچتے ہیں مگر ایسے مشکلات علوم صحیحہ سے مانع نہیں ہو سکتے ایک کی غلط بیانی دوسرے سے دریافت پر معلوم ہو سکتی ہے والّا تیرے سے دلہم جرا -

مولی! تیرا نام سنا اماں سے ابا سے اخوان سے احباب سے اساتذہ سے اور تجھے عین حسب الفطرۃ مانا اور تجھہ پر یقین کیا کہ تو ہے اور ضرور ہے پھر بڑے ہوئے اور آزاد ہوئے تو تیرا ہونا اون سے سنا جنہوں نے تجھہ سے یا جن سے تونے مکالمہ کیا اور اون کی سامعہ کو اپنے کلام سے معزز و مسعود فرمایا - پھر بڑے ہوئے تو اسلام نصرانیت یہودیت - مجوسیت یعنے مجوس اہل ایران والہند) آریہ - براہمہ سے آخر اسلام کے امام الوقت راستباز سے پھر آخر تو جانتا ہے کہ تجھہ سے ہاں تجھہ سے -

تا تجربہ کار نیچری نے غلط کہا ہاں تجہی سے کہ میں جمع القرآن فقد نقصن و نقصان -

*بطن الانبیا صامت اس پاک عنایت کا مکالمہ تیرا ہی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اون کو مجاز بولنے پر مجبور کر دیا ہے اور اس امر کہید پر رکھ - دہ ر) کے کنارے پر کہ ختم کیا گیا ہے -

---

* یہ حضرت مولانا المکرم کا الہام ہے آپ نے بارہا ذکر کیا ہے کہ ایک بار میں معمول سے کسی قدر زیادہ کہانا کہا گیا - پیٹ مین ریح ہوئی اوس پر مولا کریم نے مجھے فرمایا بطن الانبیا صامت یہ الہام آپ کے وارث علوم الانبیا اور معلم القرآن ہونے پر ایک زبردست شہادت ہے اور خود حضرت اقدس امام الزمان سلمہ الرحمٰن نے آپ کی نسبت فرمایا ہے کہ مولوی صاحب کی تفسیر آسمانی تفسیر ہوتی ہے (ایڈیٹر)

سے بدیہی مولانا کے الہام ہین یہاں اون کو صرف اس وجہ سے حضرت مولانا نے درج فرمایا ہے چونکہ آپ خدا تعالیٰ کی ہستی پر وجوہ ایمان سے ایک وجہ یہ بھی لکھہ رہے ہیں کہ تجھہ سے بھی سنا اس لئے اس کے ثبوت میں یہ چند الہام لکھے ہیں یہاں اون کی تشریح کی ہم کو کوئی ضرورت نہیں - خود مولانا صاحب نے نہین لکھی اور عند الدریافت - یہہ اپنے خاص اسرار بتلائے

(ایڈیٹر)

اور تونے اس اپنے بندے کو جو ہیری لئے دعا کر رہا تھا کہاں تلک الامثال نضربہا للناس - کیا دنیا مین سمعی یقینیات کی شہادۃ اس سے زیادہ ہونا ممکن ہے؟ نہین اور ہرگز نہین -

یہی امر ملایکہ اور کتب اور یوم آخرۃ کے مجاہدات پر بھی بس نہین بلکہ نبوۃ و قدر کے مسئلہ پر بھی گو دونو اور ذرایع سے بھی ثابت ہو چکے ہیں -

*احادیث پر اعتراض بہی اسی کے لگ بھگ ہے - کیا سمعیات میں اگر غلطی موجب عام عدم اعتبار ہے تو تمام سمعیات کا انکار کرنا پڑیگا اور یہ بداہت غلط ہے - تعجب تو اُن پر ہے - جو ان تصل احدیہا پر یقین لاتے اور اوس کے آگے فتذکر احدیہا الاخری پر ایمان رکھتے ہیں اور پھر احادیث کے اس لئے منکر ہین کہ بعض احادیث پر جرح ہو سکتی ہے حالانکہ لغتہ صرف و نحو اس کے بھی مابعد ہے - اور اسکے راوی بہ نسبت عظیم الشان تابعین کے بالکل ہیچمیرز ہین -

پس

جو لوگ حواس سے کام نہیں لیتے وہ مصدق صم بکم عمی فہم لا یرجعون - او فہم لا یعقلون

---

*حاشیہ - ہم ذرا تفصیل کے ساتھ اس امر کو بیان کر دینا ضروری سمجہتے ہیں بعض ناعاقبت اندیش احادیث پر اعتراض کرتے ہیں کہ چونکہ یہ سمعی باتیں ہین اور بعد از وقت لکھی گئی ہیں لہذا قابل یقین نہین ہا اس کے جواب میں حضرت مولانا صاحب نے لکھا ہے کہ اگر تمام سمعیات قابل اعتبار نہیں ہوتیں تو پھر دنیا میں کسی چیز پر بھی اعتبار نہیں ہوگا - اور سب سے انکار کرنا پڑیگا والدین کے والدین ہونے سورج کے سورج ہونے غرض ہر ایک شئے کے وجود میں شک کرنا پڑیگا یہانتک خدا تعالیٰ کے وجود میں بھی اور تمام حقائق الاشیا سے منکر ہونا پڑیگا جو بداہت باطل ہے پس معلوم ہوا کہ اعتراض احادیث کی عدم صحت پر صحیح نہیں ہے (ایڈیٹر)

خلافت راشدہ میں سے چند پیراگراف

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۹

قرآن کریم میں بھی بعد ان نعماء کے جو یہاں کے حسی نعماء سے لفظاً متشابہ واقع ہوئی ہیں لقاء الہی اور رضوان اللہ اور تکلیم اللہ کو غایت فلاح اور فوز قرار دیا ہے۔

قرآن کریم کا یہ مذہب ہے کہ جیسے اس مادی اور حسی عالم مین انسان کے اعمال پھل لاتے ہین۔ اور اس مادی عالم کی آب و ہوا میں صرف مادی اشیاء پھل لاتی اور مقداری چیزیں ہی ظہور کا رنگ پکڑتی ہیں۔ اس لطیف عالم مین جہاں خدا تعالیٰ کی تجلی اس مادی عالم کی نسبت دوچند ہو جائے گی انسان کے اعمال کی روحانیت اور کیفیت بھی پھل لائیگی اور یہ روحانی تخم مادی اور کمی تمثل میں جلوہ گر ہوگا۔ درحقیقت وہ عالم خدا تعالیٰ کی تجدد خالقیت اور عجیب بدیع و فاطر ہونیکا ثبوت اور مظہر ہوگا اس عالم کا ادنیٰ اور مشابہ ثبوت اس مادی عالم میں عالم رویا ہے جس مین کیفیات کو کمیات کے پیرایہ میں دکھایا جاتا ہے جیسے علم کو دودھ کی شکل میں دکھایا گیا اور طرح طرح کے اخلاق فاسدہ اور اعمال ردیہ سانپوں اور بچھوؤں اور بھیڑیوں اور درندوں کی شکل میں نظر آتے ہین اور بعض وقتوں مین ایک مادی شئے ایک اور مادی رنگ میں دکھائی جاتی ہے جیسے دو جھوٹے نبوت کے مدعی حضرت صادق مصدوق علیہ السلام کو دو سونے کے کنگنوں کی شکل میں نظر آئے۔ بجز سخت شراب خوار دماغ کے ہر ایک سلیم الفطرت ایسے حقایق رویا میں دیکھتا ہے اور یہ سائنس منجملہ قوائے انسانی کے علوم کے ایک حقیقی اور با نتیجہ سائنس ہے مگر افسوس بعض نادان یوروپ کے شراب خواروں کی پیروی کے سبب سے ان حقائق میں غور کرنے اور ان کے حقایق پر پہونچنے سے رہ گئے ہین اور خدا کی کلام اور سنت خیر الانام کی پوری مخالفت کرکے رویا اور اس کی حقیقت حقہ کا انکار کر دیا ہے

قرآن کریم مین آیا ہے ویحمل عرش ربک فوقھم یومئذ ثمانیہ یعنے اس عالم میں تیرے رب کے عرش کو (عرش سے مراد خدا تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے جو درحقیقت خدا تعالیٰ کے جمیع فیوض اور تجلیات کا ایک مقام یا اس عالم کی اصطلاح میں یوں کہو کہ ایک ریزر وائر ہے اور تمام مخلوق پر بقدر مراتب فیضان الٰہی اسی واسطہ سے تقسیم ہوتا ہے) آٹھ فرشتے اٹھائے ہوں گے۔ یعنے وہی فرشتے (رب۔ رحمان۔ رحیم۔ مالک) جو اس عالم کی فطرت کے موافق اسوقت چار ہیں اس دوسرے عالم مین آٹھ ہو جائیں گے یعنے وہاں ربوبیت۔ رحمانیت۔ رحیمیت اور مالکیت دوچند ہو جائے گی۔ اور اس دوچند فیضان کی قوی تاثیر سے ایک عجیب خالقیت کا عالم وہ عالم ہوگا۔ یہی کلمات طیبات جو خدا تعالیٰ کی تقدیس و تسبیح کے بارے میں ایک مومن کے منہ سے نکلتے ہیں اور یہ اعمال صالحہ وہاں درختوں اور ثمروں اور نہروں اور دودھ اور شہد اور مئے کی ندیوں کی شکل مین متمثل ہوں گے اور حقیقۃً انسان اون لذائذ سے متمتع ہوں گے۔ خدا تعالیٰ کی حکیم کتاب مین اس سچے مسئلہ کے فلسفہ کو اس آیت مین بیان کیا گیا ہے من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی واضل سبیلا یعنے انسان ہر ایک قسم کی بینائی اور نابینائی اور سعادت و شقاوت کا سرمایہ یہیں سے لے جاتا ہے۔

بعض نادانوں نے ایسا سمجھا ہے کہ کہ انبیاء علیہم السلام نے بے بنیاد ترغیبات و ترہیبات نیک نیتی سے بیان کی ہین اور مقصد اتنا ہی ہے کہ اعمال نیک کے بجالانے اور بد سے بچنے کی راہ پیدا ہو جائے۔ افسوس اونہوں نے نہ تو کبھی خدا کے پاک نوشتوں میں غور کی ہے اور نہ انسان کی فطرت کے صحیفہ اور نہ قانون قدرت کے اوراق کا مطالعہ تدبر سے کیا ہے ورنہ تجہیل انبیاء اور خدا تعالیٰ کی صفات کی گورنمنٹ کی تکذیب پر وہ آمادہ نہ ہوتے۔ غرض قران کریم نے دو عظیم الشان کام کئے ہین جن کی وجہ سے آج سچے مسلمان سے زیادہ حقیقۃً آخرت و نتائج اعمال پر ایمان اور یقین رکھنے والا اور خشیۃ اللہ اور لوازم تقویٰ سے آراستہ کوئی فرقہ اور مذہب نہین۔

پہلا کام یہ کیا ہے کہ ان مواعید کے مادی رنگ اور حسی صورت کے ساتھ ہی الفاظ اور بیان مین ایسا رنگ رکھا اور ایسا ڈھنگ ڈالا ہے کہ انسان معاً روحانیت کے عالم کا سراغ لگالیتا ہے اور شرح صدر سے سمجھ جاتا ہے کہ یہ مواعید اس عالم کے اشیائے واقعۂ ثابتہ کے اظلال و آثار ہین۔ مثلاً مے کے ذکر مین جہاں فرمایا ہے کہ اس سے نہ تو بہکین گے اور نہ دردسر ہوگا اور نہ کوئی لغو حرکت اور کلام سرزد ہوگا بلکہ وہ مے طہور یعنے اخلاق کو پاک کرنے والی اور پورا تزکیہ و تصفیہ پیدا کرنے والی ہوگی اور وہ کافوری مے کافور یعنے بہت کفر کرنے والی اور گناہوں کی فطرت ہی کو نیچے دبا دینے والی ہوگی اور وہ قواریر فضہ (فضہ کے معنے چاندی ہے اور عالم حقائق الاشیاء مین چاندی سے مراد محبت لی گئی ہے اور چاندی کے برتن مین پینے سے مراد یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی محبت کے جام

پلائے جائیں گے) اصل میں یہی ہونگے جو یہاں مومن نے اپنے اعمال حب الٰہی سے بنائے ہون گے یہی معنے ہیں قدروھا تقدیرا کے اور وہ پانی ایسا ہوگا کہ اس کے جوہر میں سڑنا نہیں ہو گا وغیرہ وغیرہ۔ یہ صاف صاف اشارے ہیں کہ وہ مے یہاں کی دھسکی اور رم اور برانڈی نہیں ہو گی جس سے کوئی فسق و فجور نہیں جو پیدا نہیں ہوا اور کوئی تباہی ایسی نہیں جو اس ام الخبائث سے نظام عالم میں واقع نہیں ہوئی۔ جب یہ مواد اور اشیاء ہی نہیں جن سے وہ پاک اور سرور بخش مے تیار ہوتی ہے تو اور روحانیت کس شے کا نام ہے۔

غرض قرآن کریم نے ایک تو یہہ بڑا بھاری اور ضروری کام کیا ہے دوسرا کام یہ کیا ہے کہ تمام وعدے مومنون کے حق میں اسی جگہ پورے کرکے اور وعید اون کے اعدا کے بارہ میں پورے کرکے قیامت اور جزاء و سزا کے مسئلہ کا یقین دلون کو پلا دیا ہے۔ بنا براں میں بڑے زور اور یقینی و لائل کی بناء پر دعوے کرتا ہون کہ جنات انہار۔ انہار عسل۔ انہار لبن۔ انہار روح وراح یعنے انگورون کے باغات اور گوری گوری اور موٹی آنکھون والی خوبصورت عورتیں اور خوبصورت نوعمر غلام اور سونے کے کنگن اور حریر کے لباس یہ سب وعدے اسی جگہ اس عالم کی فطرت کے مطابق پورے ہوئے اور حضرت فاروق (رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ سے آپ کے مبارک عہد میں پورے ہوئے ایران کے کسریٰ اور امرا سونے کے کنگن اور قیمتی جواہرات پہننے کے عادی تھے

ان کی غیر مطموث دوشیزہ لڑکیاں اور ان کے زر و جواہرات کے انبارون کے انبار حضرت عمر کی خلافت مین مدینہ طیبہ میں آئے اور شام اور مصر کی فتح نے باقی تمام مواعید کو پورا کر دیا حضرت عصمت مآب عفت کباب شہر بانو جو کسروی محلون کی ناز پرورده دوشیزہ تھی اور جو آج سادات کی قابل فخر مان ہے حضرت فاروق کی جانفشانیون کا صدقہ ہے جو جناب شیر خدا (رضی اللہ عنہ) کے پیارے بیٹے سیدنا حسین (رضی اللہ عنہ) کی قسمت میں آئی تھی۔ آہ آہ آہ اس قوم کی ناشکر گذاری اور کافر نعمتی!۔

ایک غور طلب بات

گو ہمارے ناظرین اوس اشتہار کو نہ بھولے ہون گے جو اعلام کے عنوان سے حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ نے چند ضرورتون کی بناء پر اپنے دوستون کی توجہ کے لئے شائع کیا تھا۔ تاہم مختصر طور پر اوسکا حاصل بالمطلب ہم یہاں بھی لکھہ دیتے ہین اور وہ یہہ ہے کہ دارالامان میں آنے اور رہنے والون کے متعلق چند ضروریات ہیں مثلاً نومسلموں کی ضروریات مسکین طالب علمون کے اخراجات بعض نادار مسافرون کے لئے واپسی کے واسطے زاد راہ اور کرایہ وغیرہ اس قسم کی ضروریات کو محسوس کرکے مولوی صاحب نے وہ اشتہار جاری کیا تھا جسپر صرف چند دوستون نے مولوی صاحب کا ہاتھ اس کار خیر مین بٹایا۔ مگر مدرسہ تعلیم الاسلام کے جاری ہونے پر مجلس منتظمہ کی رائے سے اس مد کا جسقدر روپیہ تھوڑا یا بہت تھا وہ مساکین فنڈ کے نام سے مدرسہ میں لیا گیا۔

ہم اس وقت یہہ نہیں لکھتے کہ یہ اچھا ہوا یا برا۔ کیونکہ مجلس منتظمہ کے متدین اور بہی خواہ ممبرون کی تجویز سے ہوا لیکن اس میں کسی کو کلام نہین ہو سکتا کہ مدرسہ کا مساکین فنڈ صرف طلباء مدرسہ ہی کی کفالت کرتا ہے اور کرے گا نہ اون ضروریات کا متکفل ہوگا جو اعلام کے شائع کرنے کے وقت ملحوظ رکھی گئی تھیں۔ اور جو اب تک بعینہ موجود ہین۔ لہذا ہم ناظرین اخبار کو توجہ دلانا چاہتے ہین کہ وہ اس کار خیر میں حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کا ہاتھ بٹائین اور اُن کو ہر قسم کی مناسب امداد دین۔

مثلاً ہر قسم کا کپڑا زنانہ یا مردانہ کرتے یا جامے۔ ٹوپی۔ پگڑی وغیرہ جو کسی کو میسر آئیں بھیجتے رہیں۔

ہر قسم کی کتب تعلیمی و درسی۔ فقہ حدیث۔ لغت۔ طب وغیرہ اور اہل دول اصحاب روپیہ پیسہ سے مدد کریں۔

غرض جو کچھہ کسی سے ممکن ہو اون کے پاس بھیجتے رہیں۔ مولانا موصوف کے پاس مفصل حساب رکھا جاتا ہے اس سلسلہ کے مدد کرنے والے اصحاب کی مرسولہ اشیاء یا زر نقد کی رسید بذریعہ الحکم شائع کر دی جایا کرے گی۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس ضروری کام پر پوری توجہ ہو گی۔

جامع مسجد کی توسیع کا کام شروع ہے اکثر احباب کو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے ذریعہ سے اطلاع ہو چکی ہے۔

ترجمۃ القرآن

مندرجہ ذیل احباب نے بطور اعانت قیمت پیشگی عطا فرما کر کارخانہ کو مشکور فرمایا ہے - جزاھم اللہ احسن الجزا -

خلیفہ ڈاکٹر رشید الدین صاحب ۵ر
میاں ہدایت اللہ صاحب تالگا ایجنٹ ۲ر
بابو غلام حسین صاحب سٹیشن ماسٹر مظفر گڑھ ۲ر

جدید درخواستیں

بابو محمد صاحب ہیڈ کلرک انبالہ چھاونی ۱ جلد
شیخ نور احمد صاحب جالندھر ۱ جلد
چوہدری محمد حسین خان گرداور قانون گو وڈالہ سندھواں ایک جلد

جنگ مقدس

کسر صلیب کی ابتدا یعنے وہ مباحثہ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور عیسائیان امرت سر کے درمیان سنہ ۱۸۹۳ء میں ہوا تھا - اس مباحثہ کی ایک ایک کاپی ہر دوست کے پاس ہونی ضرور ہے - ۸ر قیمت پر بلا محصول ڈاک دفتر اخبار الحکم سے مل سکتا ہے - اور نور احمد صاحب مالک مطبع ریاض ہند امرت سر سے بھی مل سکتا ہے +

اشتہار

سر رشتہ میونسپل کمیٹی امرت سر

میلہ مال مویشی و اسپان بساکھی ۷ - اپریل سنہ ۱۹۰۰ء سے شروع ہوکر ۱۶ - اپریل سنہ ۱۹۰۰ء تک امرتسر میں قرار پایا ہے اس لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ مبلغ دو ہزار دس روپیہ مال مویشی کو مطابق شرائط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کی گئی ہے دیا جاوے گا اور مبلغ چار سو روپیہ گھوڑوں کو انعام دیا جاوے گا -

اگر کسی کو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوا لے مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہئیں ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہونگے اور مادہ گاوان قابل انعام کے دودہ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاوے گا یعنے ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ - اپریل سنہ ۱۹۰۰ء کو دو وقت صبح اور شام دودہ دودہ کر وزن کیا جاوے گا - اور نیز میلہ اسپان بھی حسب دستور اسموقعہ پر ہوگا فروخت اسپان پر ایک روپیہ فیصدی محصول لیا جاوے گا اور واضح ہو کہ میلہ مویشی میں جو ٹکٹ فیس وقت داخل ہونے احاطہ میں مال کے دیا جاتا ہے وہ بوقت واپسی یعنے باہر نکال لیجانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جاویگا اور خریدار مال کے پاس رسید بطور سند وصول یابی قیمت کی رہے گی +

المشتہر

مسٹر جے - جی - ایس صاحب بہادر سکرٹری میونسپل کمیٹی امرت سر +

گارنٹی ۱۵ سال

خرچ ڈاک معاف

ہماری خاص بنوائی ہوئی راسکوپ سٹیم واچ

قیمت درجہ خاص جو بلا قطب نما ہو ۵ر - قیمت درجہ خاص جسکی چابی میں قطب نما ہے ۵ر

پشت ہا پشت تک وراثتاً پہونچنے والی گھڑی

اگر آپ چاہتے ہیں کہ روز روز کی گھڑیوں کی خریداری سے خلاصی پائیں تو ہمارے ہاں سے صرف ایک گھڑی موسومہ بہ راسکوپ منگا لیجئے تو آپ کو عمر بھر کے لئے خدمت کرنے والی گھڑی تھوڑے داموں میں ملجائیگی - راسکوپ کا نام کسی سے چھپا نہیں - یہ گھڑیاں اسی اصول پر بنی ہوئی ہیں البتہ زیادتی اس میں یہ کردی گئی ہے کہ پرزوں پر سونہری گلٹ کرایا گیا ہے - دوسرا یہ کہ جب اس کی چابی پوری ہو جاتی ہے تب بھی بھرنی جاتی ہے تاکہ زیادتی چابی سے سپرنگ نہ ٹوٹے جیسا کہ اور گھڑی کے ٹوٹ جاتے ہیں - قد برابر اس تصویر کے ہے - چینی کا سفید اور رنگدار ڈائل ہے - سوئیاں پھرانے کے لئے بیرونی پن لگا ہے - دیکھنے میں خوبصورت اور پائیداری میں لاثانی ہے - یہ گھڑی افسران بارگ ماسٹری - جنگلات - پولیس و ریلوے کے لئے نہایت مفید ہے - سواری کے کام کی عمدہ ہے - زیادہ تعریف فضول ہے -

چند شہادتیں - سیٹھ لیسٹن جی سپرنٹنڈنٹ دفتر لینڈ ریکارڈ لاہور - بابو جیون مل سٹیشن ماسٹر لکھتے ہیں کہ یہ گھڑیاں جو آپ سے خریدی ہیں عمدہ وقت دیتی ہیں - گھڑی کی قیمت بمقابلہ درستی وقت کے بہت تھوڑی ہے -

کشن چند سدانند کمپنی لاہور انارکلی بانس منڈی

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ - اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھندجالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص سرمہ سے فائدہ اٹھاسکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ عہ ممیریکا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ سے خالص ممیرہ فی ماشہ عسہ مصری سرمہ فی تولہ ہم رخرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیئے - المشتہر پروفیسر میا سنگھ آہلو والیہ - مقام بٹالہ ضلع گورداس پور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے - ؟

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیریکا سرمہ جو سردار میا سنگھ آہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا - دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھہ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُن سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفلات مین جہان لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے -
راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - بی - ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیریکے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب آہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۲۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑے تھے اوس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں اون مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اوس کی بینائی مین اس قدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پر وسکتی تھی اور وہ اون اشیار کو جو اوس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین - صفائی سے نہین دیکھہ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی / راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان - ایل ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضون پر جن کی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضون کے واسطے جن کی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برج لال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایم ایل ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند -

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ آہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قایم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے -
راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اوس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے +

— انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر اخبار الحکم کے اہتمام سے چھپکر بمنہ تعالیٰ شائع ہوا -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر

عام سے سالانہ قیمت پیشگی ۲ روپیہ خواص اور معاونین جو لطف فرماویں ۱۲ روپیہ

ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

جلد ۴ — قادیان دارالامان ۲۴ر مارچ سنہ ۱۹۰۰ء مطابق ۲۲ر ذیقعد ۱۳۱۷ھ — نمبر ۱۱

خطبہ

جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے ۹ر مارچ سنہ ۱۹۰۰ء کو پڑھا

الحمد للہ رب العٰلمین الرحمٰن الرحیم ملک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد والہٖ واصحابہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یاایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ واٰمنوا برسولہ یؤتکم کفلین من رحمتہ ویجعل لکم نورا تمشون بہ ویغفر لکم واللہ غفور رحیم ؕ لئلا یعلم اہل الکتٰب الا یقدرون علٰی شیء من فضل اللہ وان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشآء واللہ ذوالفضل العظیم

(مومنو! اللہ سے ڈرو اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اس کا نتیجہ یہ ہوگا) کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے تم کو دو حصے دیگا اور ایک نور تم کو عطا کرے گا جس کو لیکر تم چلوگے اور ہر قسم کی کمزوریاں معاف کر دیگا اور اللہ غفور رحیم ہے۔ اور تمہیں ظاہری اور باطنی رحمت اور مغفرت اور نور عطا کرنے سے وہ دکھانا چاہتا ہے کہ اب وہ خاص تمہارا خدا ہوا اور اوسکا فضل بنی اسمٰعیل کی طرف منتقل ہوا اور تو کہ اہل کتاب یہ نہ کہیں کہ مسلمان خدا کے فضل کے کسی حصہ کے ثبوت دینے پر قادر نہیں اور وہ جانیں کہ فضل (امتیاز بخشنا اور نور نبوت سے سرفراز کرنا اور فاتح قوم بنانا) اللہ کے ہاتھ میں ہے (یعنی اسرائیلی خاندان کے ٹھیکہ میں نہیں آگیا اور انسانی تجویز اور انتخاب پر اُس کی بنا نہیں) اور اللہ بڑے فضل والا ہے یعنی اب نبوت محمدیہ اور اُس کی برکات اور اُس کے نمونے تمام گذشتہ فضلوں اور نبوتوں سے بڑھ کر ہونگے ان آیات میں غور کرنے سے کئی سبق ملتے ہین۔ اوّل یہ کہ مومنوں کو اس عالم مین کس قسم کی زندگی اختیار کرنی چاہیئے۔ دوئم اوس طرز زندگی سے مومنوں کو کس قسم کے امتیازی نشان ملتے ہین اور اوسپر کیا ثمرات مترتب ہوتے ہین ان دونوں باتوں کو دوسرے الفاظ ہیں ہم یون کہہ سکتے ہین کہ ان

آیات سے پتہ لگتا ہے کہ اسلام لوگوں کو کس درجہ تک پہنچانا چاہتا ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم کی آخری غایت مقصد کیا ہے اور نیز اسلام کے پیروؤں اور دوسرے مذاہب کے متبعین مین مابہ الامتیاز اور امر فارق کیا ہے جس سے صاف سمجھ مین آجاوے کہ یہ مسلمان ہے اور لاریب خدا کی طرف سے آئے ہوئے پسندیدہ الٰہی دین کا پیرو ہے اور حق پر ہے اور اوسکے بالمقابل نرا بطلان اور کفر ہے حقیقت مین بڑی بھاری بات اور عظیم الشان امر جس پر لوگون نے کم نگاہ کی ہے اور بڑے بڑے مباحثہ واقع ہوئے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ انسان کی علت غائی کیا ہے۔ یا انسان کہاں تک کمالات حاصل کر سکتا ہے۔ میرے نزدیک بھی یہ سوال بہت عمدہ ہے اور ضروری ہے کہ ہر ایک سلیم فطرت میں یہ سوال پیدا ہو اس وقت دنیا میں مختلف مذاہب اور مشارب اور طرق رائج ہیں مگر کسی کو نہ تو دعویٰ ہے اور نہ کسی نے جرأت کی ہے اور نہ درحقیقت کسی کو منہ پر لانے کے لئے عرفان ہی بخشا گیا ہے کہ وہ انسان کو اس کے کمال مطلوب تک پہنچا سکتا ہے صرف قرآن کریم ہی ایسی کتاب ہے جس نے پوری بصیرت اور تحدی سے یہ دعوےٰ کیا اور تعلیم بھی پیش کی ہے اور صراط مستقیم بھی دکھائی ہے۔ اور کمال مطلب تک پہنچے ہوئے لوگوں کے نمونے بھی دکھائے ہیں اب ہر مومن کو چاہیے کہ اپنی تلاش کے دامن کو بہت وسیع رکھے اور جب تک اوس امتیاز اور خاص علامت کے پھول اوس کی جھولی میں نہ پڑیں اس وقت تک ایمان کی کسی منزل میں توقف نہ کرے ہمارے شریک یہودی

اور عیسائی ہیں ہندو بھی ویدیت کی حیثیت سے اہل کتاب کے نام سے نامزد ہو سکتے ہیں۔ مگر عجیب بات یہ ہے کہ اون سب قومون نے انسان کے کمال مطلوب تک پہنچنے کا نمونہ دکھانا تو ایک طرف اپنی بے برکتی اور اپنی کتابوں کی بے عزتی اور بے ثمری کا یہ ثبوت دے دیا ہے کہ برکات ایمانیہ اور ثمرات ایمان کو عقاید سے ہی نکال دیا ہے اور ایسے مدعی کے بے بصیرتی اور کوری سے سخت دشمن ہیں جو خدا کے وصال اور اسکی جناب میں باریابی کی علامات کا دعویٰ اور مطالبہ کرے۔ کیسا خشک دعویٰ ہے کہ یہود کہتے ہین کہ ہم خدا کے فرزند ہیں اور ابراہیم کی یادگار رہین اور کوئی برکت کا نشان ہاتھ میں نہین۔ اور کیسا قابل افسوس دعوے کفارہ کے معتقدون کا ہے کہ وہ نجات یافتہ ہیں اور نجات کی کوئی علامت اور تقرب الی اللہ کی کوئی آیت ہاتھ مین نہین جسے امتیازی طور پر نقد بہ نقد عالم کو دکھا سکین اور نہایت جھوٹا دعوے ہے کہ وید آسمانی کتاب ہے اور آریہ پاک قوم ہے جب کہ بید برکات الٰہیہ کے دکھانے میں بید کی طرح بے ثمر ہے اب جب کہ قرآن کریم کا یہ صاف دعویٰ ہے کہ اہل کتاب کے مقابلہ میں امتیازی اور فضیلت کا نشان بخشتا اور نور مرحمت کرتا ہے۔ اور دوسری قوموں کے ہاتھ مین بجز خشک افسانوں کے اور کچھ نہیں تو کس قدر ضروری ہے کہ اہل اسلام اس نور امتیاز کے ہاتھ مین لانے کی فکر کرین اور ان خشک ایمانون اور روکھی عبادتون پر قانع نہ ہون جو ان مین اور ان کے غیرون میں کوئی مابہ الامتیاز امر پیدا نہیں کر سکتیں۔ حقیقت میں اگر خشک

ایمان اور اپنے اپنے مسلمات اور عقاید کی بنا پر روکھی سوکھی عبادتین ہی کمال مطلوب اور مایۂ ناز ہین تو باطل کوئی شے نہین اور حق کی کوئی صریح اور بین علامت نہین اور یون نعوذ باللہ عملاً یہ دکھانا ہوگا کہ قرآن کریم کسی ضرورت حقہ کے ساتھ نہین آیا اور نہ کوئی ضرورت حقہ کے سامان ساتھ لایا ہے اور پچھلا ساختہ پرداختہ تباہ کرکے نئی کوئی بات اس نے انسان کے ہاتھ مین نہین دی۔ اور اگر مسلمان اس امر کی طرف غور نہ کرین اور اپنی عملی خاص زندگی کی ایک زندہ مثال تیار نہ کریں تو گویا انہوں نے قرآن کریم کی وہی بیعزتی کی جو اہل باطل نے کی ہے جب کہ وہ کہتے ہیں کہ اگلی کتابون اور تعلیمون کے موجود ہوتے قرآن بے ضرورت کیون آگیا اور اوس نے آکر کیا کیا۔ ہر ایک مومن کا فرض ہے کہ اوس کے دل میں اس سوال کی اور پھر اوس کے حل کرنے کی گدگدی پیدا ہو۔ اور اگر جیسا کہ معمول ہے یوں ہی عادتاً ایک رسم کی پابندی کرتا ہے تو وہ اس شخص کی مانند ہے جو لق و دق جنگل میں بھٹکتا پھرتا ہے۔ میں پھر زور سے دعویٰ کرتا ہون کہ اس سوال کو دنیا کی کل کتابیں (جو انسانی اصلاح کی مدعی ہین یا کم از کم اُن کے ماننے والے ایسا سمجھتے ہین) حل کرنے سے عاری اور تہی دست ہین۔ اور یہ فخر اور امتیاز صرف قرآن کریم کو ملا ہے کہ اس نے انسانی ہستی کی غایت اور مقصد کو ہی بیان نہین کیا بلکہ اوس کے حصول کی راہیں نہایت صفائی سے بیان کی ہین۔ ان آیات کو پڑھ کر مین نہین سمجھتا کہ ایک دل رکھنے والا انسان اس بچے کی طرح مطمئن ہو جاوے۔ جو روتا اور تڑپتا تھا

اور گود سے نکل نکل جاتا تھا مگر
جو ہین اوس کو مٹھائی کی ایک ڈلی
یا ایک پیسہ مل گیا اوس سے ٹھنڈک
سی آگئی۔ اور چپ چاپ ہوگیا۔ اسی
طرح اُس بدنصیب پابند مذہب کا
حال ہے جو مدت گذر گئی جو عبادت
یا پوجا مین لگا ہے اور خدا خدا کرکے
پکارتا ہے۔ مگر روح نے اطمینان
سے یقین نہین دلایا اور نہ کوئی زندہ
ثبوت ہاتھ آیا ہے کہ واقعی خدا
ہے۔ اور یہ اسکا مقرب اور صالح
عبد ہے۔ اور اگر کوئی دہوکے کی
ٹکی سٹے پر بس کر جائے اور سچے
ثمرات کی آرزو نہ کرے تو وہ
اوس کھلونے اور گڑیا پر قناعت
کرنے والے بچے کی طرح علوم عالیہ
اور معرفت کی نہروں سے ناواقف
ہے کہ معالی اور معارف کے لئے
نہیں کڑہتا اور روح میں علوم
عالیہ کے حصول کے لئے پانی کی
طرح بہ نکلنے والی گدازش نہین
پاتا۔ یہ آیت صاف طور پر مومن
کی زندگی کا عام فرض اور مقصد
بتلا رہی ہے یعنی اس سے بیشتر
کہ اوسے وہ نور عطا ہو جسکے اندر
الہی ہیبت اور خدائی رعب ہوتا
ہے اور جسکے ساتھ وہ دیکھتا اور
چلتا ہے۔ اور جس کے لئے فاران
کی چوٹیوں کا مجسم نور علیہ الصلواۃ
والسلام" یوں فرماتا ہے۔ اتقوا
فراستہ المومن فانہ ینظر بنور اللہ
اوسکو مومن بننا چاہئیے اور
اوس کے بعد اُس ایمان کی تکمیل
کے لئے جو چیز سب سے زیادہ
ضروری اور لازمی ہے۔ وہ جس کے
بدون کوئی قوم معزز و ممتاز
ہو ہی نہین سکتی اور مومن کو
مومن ہونے کے لئے ازبس ضروری
ہے وہ تقوی اللہ ہے بلکہ آیت
کی ترتیب الفاظ بتلا رہی ہے
کہ تقوی اللہ ہی گویا ایمان ہے
تقوی کے معنے ہیں ہر حال میں
اللہ ہی کو اپنی وقایہ سمجھنا یعنے
ہر خطرہ مین اوسی کو ڈھال بنانا۔
ہر قسم کے شرک کی جڑھ کیا ہے
غیر اللہ کو امید و بیم کا مرجع بنانا
اور توحید کامل جس کو دوسرے
الفاظ میں تقوی اللہ کہہ سکتے
ہین اوسی کو محل امید و بیم سمجھنا
ہے۔
غرض بات یہ ہے کہ ان آیات
کو پڑھ کر ہر مسلمان کے دل میں یہ
سوال پیدا ہونا چاہئیے۔ کہ خدا
تعالی جو تقوی اختیار کرنے سے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر ایمان لانے سے دو حصہ رحمت
کے دینے کا وعدہ فرماتا ہے۔
اور کہتا ہے کہ ایک نور ملے گا
جس سے مومن ممتاز ہوجاوین
گے۔ اور ایک امر فارق پیدا ہو
جاوے گا جس سے یہ معلوم ہو
کہ یہ مسلم ہے اور دوسرے باطل
ہیں۔ وہ صفات ہم مین کہان
تک ہیں؟
مجھے اچھی طرح سے یاد ہے اور
بہت دنون سے یاد ہے کہ
میں جب اون آیات کو پڑھا
کرتا تھا تو کچھ لطف نہ آیا کرتا تھا
پھر ایک وقت مجھ پر گذرا ہے
اور میں سمجھتا ہوں کہ اکثروں پر
ایسا وقت آیا ہوگا کہ ان آیات
کا مفہوم و مصداق سمجھنے کے
لئے کوئی اسوہ نگاہ مین نہین
آتا تھا۔ آخر اپنے آپ کو بھی
مسلمان ہی مانا جاتا تھا مگر اپنے
اندر اُن انوار و برکات کا جو
ان آیات کا مفہوم ہے شمہ
بھی نظر نہ آتا تھا اور جب نگاہ
ذری وسیع ہوئی تو حسن ظن
مولویوں صوفیوں اور فقیروں
کو پیش نظر کرتا۔ مگر پھر یہ مشکل
پڑی کہ وہ بھی حیران اور سرگردان
اور ثمرات ایمان دکھانے سے
قاصر اور عاجز اور نری خشک
نمازون اور لفظ رٹنے پر قناعت
کرنے والے اور کوئی اونمین حقیقی نور
کا مدعی نہ تھا اور ہمارے ایک بڑے
نیچری مولوی صاحب جنکا نمونہ
دینداری زیادہ تر ہمارے محلہ مین
تھا وہ نماز کو ہمیشہ اس طرح پڑھتے
جیسے جانور پنجرے مین پھڑ پھڑاتا
اور نکل بھاگنے کے لئے تڑپتا ہے
وہ ہمیشہ یہی کہتے کہ ہم تو عادتاً مسلمان
اور نمازین پڑھتے ہین ورنہ مزا تو ہمیں
کوئی نہین اور نہ ہم لطف و ذوق
کے قائل ہین۔ غرض اس سے یہ
خیال پیدا ہوتا کہ ہم میں اور دیگر
مذاہب مین مابہ الامتیاز کیا ہے
بہ تو تیرا دیکھا ہے کہ ہم اونھین
کافر کہتے ہیں اور کوئی خاص نشان
تو ہم میں بھی نہین اور پھر شدہ
اعتقاد یا تعصب کی وجہ سے قرآن
کریم کی ان آیات کے مطلب کو حوالہ
بخدا کر دیتا یہاں تک کہ اوس حقیقی
مسلم۔ مسیح احمد اور غلام احمد کا
مبارک دامن ہاتھ آیا۔ اس نور
اللہ نے قرآن کریم کے اس دعوی
کی تصدیق کی اور اپنے قول اور
فعل سے بڑے زور کے ساتھ
ثابت کیا کہ قرآن کا یہ دعوے
بالکل صحیح ہے کہ اتباع الرسول
سے ایک نور ملتا ہے جس کو دنیا
دیکھ سکتی ہے۔ اور جیسے ایک
کافر کی پیشانی پر رقم (کفر) لکھا
ہوتا ہے اسی طرح اوس متقی
مومن بالرسول کی پیشانی پر (نور)
لکھا ہوا ہوتا ہے اور خدا تعالی کی
رحمت کے دو حصے اسکو دئے جاتے
ہین۔ جنکو ہر ایک دیکھ سکتا ہے۔
اور تمام مذاہب اوس کے آگے
سر عجز خم کر دیتے ہین کہ خدا کے
تقرب کا نور بجز اوس کے اور
کسی کے ہاتھ مین نہین چنانچہ یہ
اوسکا دعوی کس قوت و شوکت کو
اپنے اندر رکھتا ہے کہ کم سے کم
دعوی برہی خیال کیا جاوے تو

تو روح سجدہ میں گر جاتی ہے
چنانچہ اوس کے بلند دعاوی سے
یہ ذرا سا نمونہ ہے۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے۔
کوئی دین دین محمدؐ سا نہ پایا ہم نے۔
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کرکے دیکھا۔
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے۔
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہین نور نہ تھا۔
یہہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے۔
آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز مین
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہمنے۔

آج میں یہ سوال ہر شخص سلیم الفطرت کے آگے دائر کرتا ہون اور خدا تعالی کی قسم دیکر پوچھتا ہون کہ ان آیات کو پڑھو اور پھر بتاؤ کہ آج کون ہے جو عملی طور پر ان آیات کی صداقت دکھاتا یا دکھا سکتا ہے۔ میں کہتا ہون کہ آسمان کے تلے اور زمین کے اوپر صرف صرف ایک شخص ہے اور وہ ہیں ہمارے امام ہمام مسیح موعود علیہ السلام۔ اور اگر کوئی بغی اور عناد اور عدوان کی وجہ سے ہمارے امام کا انکار کرے تو اوس کا فرض ہوگا کہ وہ ایسا انسان پیش کرے جو فضل اللہ کا کھلا کھلا امتیازی نشان ان آیات کے بموجب اپنے ساتھ رکھتا ہو اور اوس نے کہا ہو کہ یہ جو کچھ مجھے ملا ہے وہ صرف صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اتباع سے ملا ہے اور پھر دنیا اوسکو دیکھ کر بول اٹھے کہ ہاں ہم مین یہ بات نہین ہے صرف خشک تقریرین اور لفاظیان کسی مذہب اور کتاب کی سچی وکالت نہین کر سکتیں۔ آج بھی اور ہمیشہ سے باطل بھی اگرچہ کچھہ مدت ہی کے لئے کیوں نہ ہو تقریر اور تحریر میں زبان اور قلم کو چلاتا ہی رہا ہے آخر کوئی عظیم الشان معیار ہونا چاہیے۔ آریہ عیسائی براہمو۔ فلاسفر بڑی بڑی لمبی تقریریں کرتے ہیں اور ایک کتاب کے بدلے دس کتابین لکھدیتے ہین محاربے اور مباحثے سب فریق کرتے ہیں مگر یہ نزاع آخر تک فیصل نہین ہولی اور کیوں کر ہو جب تک کھلا کھلا گردنیں جھکا دینے والا نشان ظاہر نہ ہو جسکی شوکت کے آگے سب خم ہو جائین اور سب مذاہب اوس کی مثل لانے سے عاجز ہون اور ایک شخص کیکیا دینے والی تحدی سے یہ دعوے کرے کہ قادر مطلق خدا کے فضل کا نشان جس کے اندر سے خود بخود انا الموجود کی ندا بلند ہو اور زندہ خدا کا زندہ ثبوت ہو۔ اور وہ نشان جو ایک زندہ کتاب کی زندہ برکت کا ثبوت ہے اور صاف صاف یوں کہو کہ قرآن کریم کے دعوون کے ثبوت کا نشان ہے مجھہ میں ہے۔ اور ہے کوئی اور شخص جس کے اندر یہ نشان ہو۔ غرض قرآن کریم کا یہ دعوے چلا آتا تھا اور اسکا علمی ثبوت آج تک کسی نے نہ دیا تھا اور یہ بڑا بھاری قرضہ مسلمانوں کی گردنوں پر چلا آتا تھا۔ کوئی مولوی کوئی درویش کوئی صوفی کوئی سجادہ نشین قرآن کے اس دعوے کے ثبوت اور قرآن کو اپنے دعوے میں واقعی صادق اور ممتاز ثابت کرنے کے لیئے نہ اٹھا اور یوں مذاہب باطلہ کی شوخی اور دریدہ دہنی اور خیرہ چشمی حد سے بڑھہ گئی تھی۔ اتنے مین ایک خدا کی برکت دیئے ہوئے موعود نے میدان مین نکل کر اس کا دعوی کیا اور مذاہب باطلہ کے علم کو اوندھا کر دیا اے ہمارے امام اے صاحب الزمان مہدی اے موعود مسیح تجھہ پر خدا تعالی کی بڑی بڑی برکتیں اور صلوات ہون تیرے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام بوجہ ذخیرہ رکھتا ہوا نہ تھا۔ رسول کریم نے تیری ممتاز خدمات دیکھکر فرط خوشی سے تجھہ سلام کہا۔ یہ فخر صرف تجھہ اکیلے کو ملا لاکھون اولیا قطب غوث ہوئے مگر آپ کا سلام کسی کے لئے امانت چلا نہین آتا تھا۔ اے جری اللہ اگر تو نہ آتا تو یہ ایک ایسا سوال قرآن کریم پر تھا جسکا جواب نہو سکتا تھا۔ غرض اگر قرآن کریم کی تعلیم سے صرف اتنا ہی ہو کہ انسان اخلاق و عادات میں اچھا ہو جائے اور بے نفس متواضع اور خاکسار بن جائے تو یہ بڑی بات نہین۔ فطرتاً ہر ایک مذہب میں یہ تفاوت اچھے ہوتے ہیں۔ قاہر اور غالب اور عظیم الشان گردن شکن نشان جو ذات مستجمع صفات کاملہ کا پورا آئینہ ہو اور اسلام کے متبع اور اوس کے غیر مین امر فارق ہو وہ ایک ہی نشان ہے جو خلیفۃ اللہ میں خدائے قادر کا ظل ہونے کی جہت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ زمین میں کل زمینی طاقتون اور علمون اور منصوبون اور مکیدون کو پست کر دیتا ہے اور اسکو نور واضح اور بینہ یعنی قاہرانہ پیشگویوں کے توسط سے اپنے مخالفون پر صوری اور معنوی ہین فتح حاصل ہوتی ہے اور علم اور زور اور بت ستا اور بت گرو لوں اس کے آگے ذلیل ہو جاتے ہیں۔ وہ ان اعتبارات اور نسب اور شکلون سے خدائے غیب کی ذات اور اسکی صفات و اسماء کا زمین پر مشہود اور مرئی ثبوت ہوتا ہے۔ وہ خدا جو تمام مذاہب اور فلسفیون سے مخفی ہوتا ہے۔ اسسے وہ اجلی البدیہات ثابت کر دیتا ہے۔ غرض بڑے غور کے قابل یہ بات ہے کہ قرآن کریم

کا یہ کیسا اور کتنا بڑا دعوےٰ ہے کہ میں انسان کو انسان کی غائیت مطلوب تک پہنچا دیتا ہوں۔ یہ حق آسمانی کتاب کا ہے کہ ایسا بلند دعوےٰ کرے۔ دنیا میں مادی اشیاء کی نسبت ہم ایسا مدعی کسی کو نہیں پاتے۔ مثلاً ایک لوہار دعوےٰ نہیں کر سکتا کہ لوہے کو اوس کی غایت تک پہنچا دیتا ہے اور کوئی نجار دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ لکڑی کو اوس کے کمال مطلوب تک پہونچا سکتا ہے جبکہ محدود مادی چیزوں کی نسبت ایسا دعویٰ کسی سے بن نہیں پڑا تو انسان کو جو ایک عالم صغیر اور بیحد قویٰ رکھتا ہے اوسکے کمال مطلوب تک پہنچا دینے کا کوئی یعنی آدمی مدعی کیونکر ہو سکتا ہے۔ یہ فضیلت اور عزت قرآن کریم کے لئے ہی مخصوص ہے کہ وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ انسان کو اسکی غایت تک پہنچا دیتا ہے اور اوس کے اس دعوے کو آج مرزا غلام احمد نے خدا تعالیٰ کی نصرتین اور تائیدین اوسکے شامل حال ہوں اپنی زندگی سے ثابت کر دکھایا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ قرآن کریم ہر قسم کے کمالات و برکات اور فیوض اور انوار کا جامع ہے مگر مبارک ہے وہ جسنے قرآن سے نور حاصل کرکے دوسرے چراغوں کو روشن کرنے اور جہان کو تاریکی میں پڑے ہوئے ثابت کر دکھانے کا دعویٰ کیا اور یوں قرآن اور حامل قرآن کی لاج رکھ لی اس بات کے ثابت کرنے کے لئے بہت سے دلائل کی ضرورت نہیں کہ مسلمان صدیوں سے اس شرف کو کھو چکے ہیں کہ وہ فضل کا نشان اور نور اور علامات مغفرت اپنے اندر دکھا سکیں۔ اور اہل کتاب پر حجت ثابت کریں۔ جو شخص اس دن جلسہ مذاہب میں موجود ہوگا۔ جب ایک مسلمانی کا بڑا مدعی سٹیج پر کھڑا ہوا اور مختلف مذاہب کے وکلا کے سامنے اس نے بڑی ذلت سے اعتراف کیا کہ آج اسلام میں کوئی برگزیدہ اور ولی نہیں۔ جو کرامت اور خرق عادت دکھا سکے۔ گویا آج اسلام صرف اساطیر الاولین۔ سے زیادہ نہیں اور علمی اور نمونہ کی برکت اس میں کچھ بھی نہیں اور ہمارے ہاتھ میں آج نری باتین ہی باتیں ہیں غرض جسنے اوس اسلام کے نادان دوست کی بات کو سُنا اور یاد رکھا ہے۔ وہ خوب سمجھ سکتا ہے کہ کسقدر ضرورت کو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے پورا کیا ہے۔ کاش مسلمان اس ایک بات کو سمجھیں اور تدبیر کرین میرے دوستو کسقدر لذت آتی ہے اور میں تو محسوس کرتا ہوں کہ میرا دل لذت سے سرشار ہوا جاتا ہے۔ جیسے پیاس کے وقت برفانی اور شیرین پانی سے روح میں فرحت آتی ہے۔ جب میں دیکھتا ہوں کہ یہ دعویٰ جو ثبوت چاہتا تھا اور حق و باطل مین اشتباہ واقع ہوگیا تھا۔ رسول اللہ کے سچے متبع احمد کے غلام نے اسکا ثبوت دیا اور الحق کو الباطل سے جدا کر دیا اور لیظہرہ علی الدین کلہ کے مفہوم کے مطابق کسطرح تمام ادیان باطلہ پر اسلام کی حجت کو غالب کر دیا ہے۔ قرآن کریم کی طرح قرآن کریم کے ثبوت مین حضرت مسیح علیہ السلام نے دو ہی راہیں اختیار کی ہیں ایک طرف حجج باہرہ اور دلائل ساطعہ اور براہین جلیہ سے جو کتابوں کے ذریعہ سے شائع کی ہیں۔ نور دکھا کر دشمنوں کو پست کر دیا ہے۔ اور دوسری طرف مقتدر پیشگوئیوں اور قاہرانہ نشانوں سے اعداء اللہ کا سر نیچا کر ڈالا ہے اور از سر نو دکھا دیا ہے کہ قادر مطلق مدبر بالارادہ علیم خبیر قدیر ہستی ہے اور ہر ایک باطل پر ایسا رعب پڑ گیا ہے کہ اس کے نام سے کانپتا ہے اور جیسے فاروق کے سایہ سے شیطان بھاگتا تھا مسیح موعود کے ہر ایک خادم کے نام سے دجال کے فرزندوں کے اندام پر لرزہ پڑ جاتا ہے۔ اسلئے کہ دل یقین کر اوٹھے ہیں کہ حقیقی نور اور فضل اسی پاک جماعت کے ہاتھ میں ہے۔ یہ کیا کم فخر کی بات ہے کہ ایک مرزائی کا نام ایک عیسائی اور اوس کے ہم رنگ باطل کی شکست اور ہزیمت کے لئے کافی ہے درحقیقت جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا ہے لم یکن الذین کفروا من اهل الکتب و المشرکین منفکین حتی تاتیهم البینة

اس بینہ کی ضرورت اس زمانہ میں تھی۔ اور یہ نصاریٰ اور آریہ اور دیگر اہل باطل کبھی بھی اسلام کا پیچھا چھوڑنے والے نہ تھے جب تک ایسے معجزہ کا مدعی ظاہر نہ ہوتا۔ کفر کی تائید میں بڑی بڑی ضخیم کتابیں مختلف عنوانوں سے لکھی گئیں اور جرمن سلور کے ملمع کی طرح ان کی قلم اور زبان کے ملمع نے حق کو چھپانا چاہا اور تحریروں اور تقریروں کی آندھیاں چڑھ آئیں۔ اور کچھ امتیاز نہیں ہوتا تھا کہ صادق کون ہے اور کاذب کون اسلئے کہ خشک لفاظی پر ہر طرف مدار تھا۔ اللہ اللہ!! آسمان چلاتا تھا اور زمین چیخ چیخ کر کہتی تھی کہ فسق حد سے بڑھ گیا ہے۔ اور باطل نے حق کو دبا لیا ہے اور اسلام اور قرآن اور پیغمبر علیہ السلام سب دہائی دیتے رہتے تھے کہ انکی سخت توہین کی گئی ہے۔ مگر تمام مولوی اور صوفی اور کشف القبور کے مدعی خواب غفلت مین سوئے ہوئے تھے۔ ایک بھی نہ ہوا جو قرآن کریم کی عزت وجلال کو قائم کرنے کے لئے کھڑا ہوتا اور خدا تعالیٰ کے مقتدرانہ نشانات

کا حسبہ لیکر بطلان کا مقابلہ کرتا۔ مگر یہ فخر اور امتیاز اوسی کو ملا جو ازل سے مشیت الہی میں اس کام کے لئے مقرر ہوچکا تھا۔ جسنے اپنی دعاؤن تقریرون۔ تحریرون اور مقتدر نشانون سے باطل کا منہ پھیر دیا اور صداقت اور قرآن کی عزت رکھ لی۔

غرض اسوقت یہ ہے کہ ہمارے احباب جو یہان موجود ہیں اور جو یہان موجود نہیں سب کے سب ان باتوں پر پوری توجہ کریں اور اپنی چال چلن میں ایسی نمایاں تبدیلی کرکے دکھاویں جو قرآن کریم کا منشا ہے انمین اور انکے غیرون مین وہ فرق ہو جو ایک حیوان اور انسان میں ہوتا ہے۔ میرے دوستو! آرام نہ پکڑو اور ایک بیقرار کردینے والی تڑپ پیدا کرو مغفرت کی فکر کرو جو سارے اندرونی جذامون۔ حسدون۔ بدظنیون بخلوں اور ہر قسم کے غل وغش کو ڈہانپ دیتی ہے خوب سوچو اور اسکا جواب خود اپنے آپ کو دو کہ تم میں جو قادیان میں رہتے ہو اور ان میں جنہیں یہان رہنا نصیب نہیں بلحاظ سیرت واخلاق کے کیا فرق ہے اگر تم میں بھی وہی رذالت اور سفاہت اور تحاسد اور تباغض اور تدابر ہے تو پھر بہت خطرہ کا مقام ہے۔ اگر خدا کے برگزیدہ کے نقش قدم پر چلکر دل بریان اور آنکھین گریان نہین اور روحین آستانہ الہی پر گری ہوئی نہین۔ تو کیا امید ہو سکتی ہے کہ تم کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کے مصداق بنوگے جیسے تمہارے امام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اتباع کا نمونہ دکھادیا ہے اوسیطرح تم اپنے امام کے سچے اتباع کا نشان پیدا کرو۔ یاد رکھو یہ کبھی نہین ہوتا کہ راستباز آوے اور مینہ فولاد کی طرح اسکی راستبازی دلوں میں گھر نہ کرجاوے۔ اوسکی زندگی ایک نور ہوتی ہے خدا کا مامور اور راستباز دس ہزار آدمی میں اکٹشناخت کیا جاتا ہے اور وہ ممتاز نظر آتا ہے مگر مخفی بدکاریان اور نہان در نہان معصیتیں اسکے انکار کا موجب ہوجاتی ہین پس ہمارے بھائیونکو چاہئے کہ وہ محاسبہ نفس کرین اور سعی کرین کہ وہ خوفناک مرض جو اندر ہی اندر تپ دق کی طرح کھاجاتا ہے نہین نہ لگ جاوے کہ اوسکا نتیجہ آخر کار اس پاک سلسلہ سے کٹ جانا ہوگا۔

الغرض مبارکی ہو ہمارے امام کو جسنے اپنے دعوی اور دلایل سے پھر قرآن مجید کو زندہ کیا اور اس نور یعنی امتیازی نشان کا ثبوت دیا جو ہمیشہ سے مسلمین یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کا ورثہ اور خاصہ چلا آتا تھا۔ یہ اس پاک انسان کا ابہاری احسان اور عظیم الشان تجدید ہے مبارک وہ جو اسپر غور کرے بالآخر میں دعا کرتا ہون کہ خداتعالی مجھکو اور میرے دوستونکو بھی اس نور کا وارث کرے کہ سب قومیں اس امتیازی نشان کیوجہ سے ہمین شناخت کرین اور اپنے مامور کی دعاؤن سے ہمیں بھی حصہ دے تاکہ ہم بھی اوسکا نمونہ بنکر دکہاین آخر ہم بھی اوسکی ہی شاخین ہین۔ ہمارے اخلاق عادات قرآن کریم کی امتیازی حکومت کے نیچے ہون اور ہمارے اندر وہ تاثیر ہو جو صحابہ کرام کو دی گئی تھی کہ ایک ایک نے اُن میں ہزارون دلوں کو اپنے پاک انفاس اور نیک نمونے سے فتح کیا۔ آمین +

ڈاکٹر رحمت علی صاحب دار الامان میں

ڈاکٹر صاحب اپنے اخلاص اور رخشندہ نمونہ کی وجہ سے ہماری جماعت میں بہت مشہور ہین اور تھوڑے آدمی ہونگے جو آپ کے نام سے واقف نہون حضرت اقدس کے ہر سلسلہ میں وفاداری کے ساتھ امداد دیتے ہین + چونکہ ڈاکٹر صاحب چار مہینے کی رخصت لیکر امام الزمان کے حضور رہ کر اکتساب فیض کے لئے آنے والے ہیں۔ اس لئے اپنے بھائیون اور ڈاکٹر صاحب کے دلی احباب کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ ۱۵ ار اپریل ۱۹۰۷ء تک دار الامان میں انشاء اللہ پہونچ جاینگے۔ اون کے نام کے خطوط وغیرہ دار الامان ہی میں روانہ کریں +

مدرسہ تعلیم الاسلام اور اوسکی امداد کے لئے نئی تجویز

مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضرورت پر ہم نے ایک علیحدہ آرٹیکل لکھا ہے جو عدم گنجائش کی وجہ سے اشاعت آیندہ تک ملتوی کرنا پڑا ہے۔ اسمیں ہم نے مدرسہ کی امداد کے لئے ایک تجویز پیش کی ہے اس امید پر کہ اُس کی اطلاع بہت جلد ہو جاوے۔ ہم اوس تجویز کو یہان درج کردیتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو مدرسہ تعلیم الاسلام میں کچھ بھی چندہ دیتا ہے وہ ایک سال کا چندہ بطور امداد دے اور عید الضحی پر قربانی کرنے والے احباب قربانی کی کھالیں فروخت کرکے سب روپیہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے روانہ کریں۔ اور اون کھالون کا انتظام ہر شہر میں مجلس فرقانیہ کرے۔

اون دوستون کی تحریک اور ایما پر جنہوں نے حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ کو الاعلام شائع کرنے کی صلاح دی تھی ہم نے ذیل میں اوس اشتہار کو چھاپ دیا ہے جس کے متعلق گذشتہ اشاعت میں ہم نے اپنے ناظرین اخبار کو توجہ دلائی ہے ہم امید کرتے ہیں کہ ان اغراض کے پورا کرنے کے لئے دست ہمت کھولا جاوے گا +

دولت احمد

حضرت صاحب زادہ دولت احمد (سلمہ اللہ تعالی)

حضرت اقدس کے چوتھے مبارک فرزند حضرت مرزا مبارک احمد صاحب کا دوسرا نام صاحبزادہ دولت احمد رکھاگیا۔ (اللہم اجعلہ مبارکا فی الدنیا والدین) +

خلافت راشدہ الحمدللہ ۱۶۰ صفحہ تک طبع ہوچکی ہے۔ حضرت مسیح موعود کی سیرۃ اور تجدید دین ۴ صفحہ تک چھپ چکی ہے۔ تفسیر القرآن کی طبع کا کام شروع ہے۔

الاعلام

میں عرصۂ دراز سے بحضور حضرت امام حجۃ الاسلام سلمہ اللہ تعالیٰ سعادت اندوز رہا اور اب بھی ہوں ہمیشہ حضرت ممدوح کی محنتوں اور مشقتوں کو دیکھتا تو مجھے جوش اٹھتے تھے کہ الہٰی کوئی دینی خدمت مجھسے بھی ہوتی اور خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے توفیق عطا ہو۔ بحمد اللہ یہ مراد اسطرح پوری ہوئی کہ عید الضحیٰ کے بعد چند احباب نے حضور فقیر نے یہ امر پیش کیا کہ یہاں مقام قادیان حضور امام حجۃ الاسلام کے آستانہ مبارک میں چند ضرورتیں ہیں۔

اوّل چند نومسلم نوجوان موجود ہیں جن کے لباس اور تعلیم اور دوسری ضروریات کا کوئی انتظام نہیں۔

دوم مؤلفۃ القلوب لوگ آتے ہیں اور ان کی آمد و رفت اور دوسری ضرورتوں کا سامان نہیں۔

سوم بعض نوجوان نیک چلن ہماری جماعت کے لڑکے اپنے سلسلہ کی تعلیم کو باینکہ وہ ہر طرح تعلیم کے قابل ہیں صرف قلت مال و افلاس کے باعث قائم نہیں رکھ سکتے۔

چہارم بعض شرفا اپنی روحانی تعلیم کیواسطے یہاں مقیم ہیں اور وہ ایسے ہیں کہ کوئی عمدہ ہنر اور حرفہ نہیں جانتے جس سے اپنی اور اپنے کنبے کی خبر گیری کر سکیں۔

پنجم بعض مسافر ایسے آجاتے ہیں جنکے پاس جانیکے لئے کرایہ نہیں ہوتا اور وہ اپنے شوق سے کسی طرح یہاں پہنچ جاتے ہیں یا کسی صدمہ سے بیخرچ ہو جاتے ہیں پھر واپسی کے وقت انکو سوال کرنا پڑتا ہے یا حضرت امام حجۃ الاسلام کو رقعے لکھتے ہیں اور تنگ کرتے ہیں۔

ششم بعض نومسلم اور غربا جماعت کی شادی کا سامان یہاں کرنا پڑتا ہے اور اسکے لئے وقتاً فوقتاً چندہ کرنے میں مشکلات پیش آتی ہیں علاوہ اسطرح بعض کو امراض میں ایسی ضرورتیں پیش آجاتی ہیں جنکے پورا کرنے کے لئے مالی امداد کی ضرورت پڑتی ہے۔

ہفتم بعض ہمارے نوجوان ہیں جنکو کتابوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور میرے کتب خانہ میں حد سے حد دو دو تین تین نسخے ہوئے اور وہ انکو کافی نہیں ہوتے۔

ہشتم بعض یتیم لڑکے اور لڑکیاں حضور کے دولت سرائے میں ہیں انکی تعلیم اور شادی اور ضرورتوں کا خیال ہے۔

نہم جن نومسلموں اور شرفا کا ارادہ ہے کہ یہاں حضور امام صادق کے قدموں میں زندگی بسر کریں انکے لئے رہنے کو مکان نہیں اور ہمارے مکان اور حضرت جی کے تمام مکانات پُر ہیں توسیع مکانات کی ضرورت ہے۔

دہم ہماری جماعت کے واعظ بالکل قلیل ہیں اور باینکہ ہماری جماعت کو ضرورتیں ہیں قلت کے باعث اور اسلئے بھی کہ واعظ جو اپنی جماعت کے متعلق وعظ کر سکیں بہت کم ہیں ایسے واعظ بنانا ضروری امر ہے جو بحث طلب مسائل اور امور متنازع فیہا پر بحث کر سکیں۔ ان ضرورتوں کے متعلق میں نے اپنے احباب کو جب کچھ سنایا تو حکیم فضل الدین۔ نور الدین خلیفہ۔ میر ناصر نواب۔ منشی رستم علی۔ راجہ عبد اللہ خان۔ برادر عبد الرحیم۔ حافظ احمد اللہ خان وزیر خان نے پسند فرمایا۔ اسلئے گذارش ہے کہ جو احباب اس خیال کو پسند فرماویں وہ اپنی پسندیدگی کا اظہار فرماویں اور بحکم تعاونوا علی البر والتقویٰ ہمارا ساتھ دیں۔ حضرت امام حجۃ الاسلام نے بھی اجازت دیدی ہے اور آمد و خرچ کے رجسٹر مجلس شوریٰ میں دکھائے جائیں گے

اور قرآن شریف۔ کتاب۔ نقد۔ کرتا۔ پاجامہ۔ عمامہ۔ ٹوپی وغیرہ جو کچھ کسی نے میسر ہو ہر ایک فرستندہ کو بھیجنے کا اختیار ہے۔ والسلام

المعلن مولوی نور الدین بھیروی

از قادیان

اشتہار

سرشتہ میونسپل کمیٹی امرتسر

میلہ مال مویشی و اسپان بساکھی ۷ اپریل ۱۹۰۶ء سے شروع ہوکر ۱۶ اپریل ۱۹۰۶ء تک امرتسر میں قرار پایا ہے اس لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ مبلغ دو ہزار دس روپیہ مال مویشی کو مطابق شرائط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کی گئی ہے دیا جاوے گا اور مبلغ چار سو روپیہ گھوڑوں کو انعام دیا جاوے گا۔

اگر کسی کو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوا لے مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہیے۔ ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہونگے اور مادہ گاوان قابل انعام کے دودھ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاویگا یعنی ۱۱-۱۲-۱۳-اپریل ۱۹۰۶ء کو دو وقت صبح اور شام دودھ دوہ کر وزن کیا جاوے گا اور نیز میلہ اسپان بھی حسب دستور اسموقعہ پر ہوگا۔ فروخت اسپان پر ایک روپیہ فیصدی محصول لیا جاویگا۔ اور واضح ہو کہ میلہ مویشی میں جو ٹکٹ فیس وقت داخل ہونے احاطہ میں مال کے دیا جاتا ہے۔ وہ بوقت واپسی یعنے باہر نکال لیجانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جاوے گا اور خریدار مال کے پاس رسید بطور سند وصول یابی قیمت کی رہے گی۔

المشتہر

مسٹر جی السپ صاحب بہادر سیکرٹری میونسپل کمیٹی امرتسر

ممیریکا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون۔ نامور ڈاکٹرون والیان ریاست۔ اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائے موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھاسکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیریکا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ سے خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیئے۔ **المشتہر** پروفیسر میاسنگھ آہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیریکا سرمہ جو سردار میاسنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھہ آنا کہتے ہین۔ جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُن سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شئے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لایق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہو وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے مین بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیریکا سرمہ ضروری ہے۔
راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی

(۲) مین خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میاسنگھ صاحب اہلوالیہ نے تیار کیا ہے مین نے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۰ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکون میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اُسکی آنکھین عرصہ سے سُرخ اور دکھتی رہتی تھین اُنہین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اُسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پروسکتی تھی اور وہ اُون اشیا کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہین دیکھہ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

مین نے ممیرے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاص کر اون مریضوں کے واسطے جن کی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برج لال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایم ایل ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیریکا سرمہ جو کہ سردار میاسنگھ اہلووالیا نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔
راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۹ء مین جمع کیا گیا ہے۔

انوار احمدیہ پریس مین شیخ یعقوب علی تراب کے اہتمام سے مقام قادیان چھپکر شایع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر

عام سے سالانہ قیمت پیشگی خواص ۱۲ روپے اور معاونین جو لطف فرماوین

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

اخبار الحکم

چہ کویم با تو کر آئی چہاد ر قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

جلد ۴ | قادیان دار الامان - ۳۱ر مارچ سنہ ۱۹۰۰ء مطابق ۲۹ر ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۷ھ | نمبر ۱۲

دار الامان کی دینی ضرورتیں اور ہماری قوم کی توجہ کی ضرورت

ہم نے خدا تعالیٰ کے فضل و تائید پر بھروسہ کر کے مندرجہ بالا عنوان سے اپنے احباب کو اون دینی ضروریات پر اطلاع دینی چاہی ہے جو حمایت و حفاظت اسلام کے لئے ضروری ہیں + چونکہ اس مضمون مین ہماری مخاطب وہ قوم ہے - جسنے نہ رسمی اور نمائشی طور پر موجودہ اسلام اور اسکی حمایت کی ضرورت کو محسوس کیا ہے بلکہ ایک داعی الی اللہ کی دعوت پر بصیرت کی آنکھہ سے اوس ضرورت کو دیکھا ہے اس لئے ہم کو ضرورت نہ ہوگی کہ آج کل کے ملمع کار الفاظ جو معانی سے خالی ہوتے ہین استعمال کرین۔

ہم امید کرتے ہیں کہ وہ قوم جسنے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کسی معمولی ہاتھہ پر نہین بلکہ مامور من اللہ کے ہاتھہ بلکہ ید اللہ پر کیا ہے - ان مضامین کو پوری توجہ سے پڑھیگی اور اپنی توجہ اور عہد کا عملی نمونہ دکھانے کی سعی کریگی۔

سہولت کے لئے اس سلسلۂ مضامین کو ہم مختلف عنوانوں میں تقسیم کرلیں گے۔

اس امر کا بیان کر دینا بھی اس موقع پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ دین اور اوسکی ضرورتوں کی اطلاع ہم کو حضرت امام ہمام علیہ السلام کے پاک وجود سے ملی ہے۔ اور اوس کی بعثت ہی نے مسلمانوں کو اس امر پر سوچنے کا موقع دیا ہے اس لئے خود جو کچھہ حضرت امام نے فتح اسلام اور پھر اشتہار لا الانصار میں بیان فرمایا ہے اُن ضرورتوں کو اس وقت چھوڑ کر اون ضرورتوں پر بحث کریں گے جو اُن کی تائید کے لئے درپیش ہیں وہ ضرورتین تو گویا قوم کے لئے ہر وقت نصب العین رہنی چاہین اور اون کے پورا کرنے کے لئے ہر وقت طیار رہنا چاہیے مگر جو امور ہم ذیل میں بیان کرین گے وہ سب اون کی تائید ہی کے لئے بطور اسباب ہین

ازانجملہ

مدرسہ تعلیم الاسلام ہے - تعلیم الاسلام اور اوسکی ضرورت ایک ایسا بدیہی امر ہے جو کسی مزید بحث کا طالب نہیں سرکاری مدارس میں مذہبی تعلیم کے نہ ہونے سے الحاد اور بے دینی کا پھیلنا اور مشن اسکولوں میں عیسائیت کی زہریلی تعلیم کی اشاعت ایسے امر ہیں جن سے ہر

ایک قوم کو ہندو ہو یا مسلمان اس بات پر مجبور کر دیا ہے کہ وہ قومی مدرسے مذہبی اصولون کو قائم رکھ کر جاری کرے۔ چنانچہ ایسے مدرسے جاری کئے گئے ہیں۔ ہم دوسرے مذاہب کے لوگون اور ان کے مدرسون کا ذکر نہ کرین گے۔ صرف مسلمانوں کو مد نظر رکھیں گے۔

بدقسمتی سے جیسے مسلمانوں میں باہم تفرقہ اور نفاق ہے اوسی طرح پر انکے ان کامون کا حال ہے جو اونہوں نے قومی حمایت یا مذہبی یا سداری کی بناء پر جاری کئے ہیں اور اون مدرسون یا انجمنوں کے کافی نہ ہونے کی اس سے بڑھ کر کوئی دلیل نہین ہو سکتی کہ نت نئے مدرسے اور نئی انجمنین بنتی جاتی ہین گویا ایک انجمن یا ایک مدرسہ کے بانی پہلی انجمن یا پہلے مدرسہ کو غیر مکتفی خیال کرتے ہیں۔ اگر علی گڑھ کالج مسلمانوں کی مذہبی حالت اور ملیّت کو سدھار سکتا تھا تو انجمن حمایت اسلام کے کالج کی ضرورت ایک ڈھکوسلہ سمجھی جاتی ہے۔ اور پھر اگر انجمن حمایت اسلام کی دینی تعلیم کافی تھی تو انجمن نعمانیہ کا قیام اوسکو غیر مکتفی قرار دے رہا ہے۔ غرض یہ انتشار قوم بتلا رہا ہے کہ دینی تعلیم کی ضرورت ہے اور بے حد ہے۔ مگر اس کے لئے کوئی طریقہ جو آج کل مختلف سوسائٹیوں یا تعلیم گاہون نے اختیار کیا ہے۔ کافی نہیں ہے * اور یہ نتیجہ اس تفرقہ سے ایک موٹی سمجھ کا انسان بھی پیدا کر سکتا ہے۔ غرض جیسے اس تفرقہ اور انتشار نے ضرورت امام کو بتلایا ہے۔ اسی طرح پر ان قومی اور مذہبی درسگاہون نے ایک ایسے مدرسہ کی ضرورت بتلائی ہے جو اس امام کی پاک ہدایتون اور بناء پر قائم کیا جاوے جیسے وہ امام کامل ہے۔ اور محض اصلاح دین کے لئے آیا ہے۔ اسی طرح اوسی ہی کی رائے اشاعت علوم دین کے متعلق واجب العمل ہو سکتی ہے غرض یہ ضرورت ہے مدرسہ تعلیم الاسلام کی۔ اور اسی غرض کو مدِنظر رکھکر اکتوبر ۱۸۹۷ء میں حضرت امام ہمام علیہ السلام نے اجرائے مدرسہ کے لئے اعلان کیا اور جنوری ۱۸۹۸ء سے دارالامان میں مدرسہ تعلیم الاسلام جاری کر دیا گیا ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ کا قانون ہے کہ اصلاح کے کامون مین ابتداً رکاوٹیں اور مشکلات ہوتی ہین اس مدرسہ کو بھی بہت سی مشکلات کا سامنا رہا اور اب تک بھی ہے۔ مگر محض خدا کے فضل سے جس کو ہمارے امام کی دعائیں جذب کر رہی تھین اسکی ترقی ہوتی رہی۔ چنانچہ ۱۸۹۹ء مین مڈل تک بڑھا دیا گیا۔ اور سال روان سے ہائی سکول بنا دیا گیا ہے۔ ان دو سالون کے اندر مدرسہ نے جو کچھ ترقی کی وہ اس سے معلوم ہو سکتی ہے کہ دو سال کے اندر پرائمری سکول ہائی سکول ہو گیا ہے۔ اور تعلیمی حالت جیسی قابل اطمینان ثابت ہوئی ہے اوسکا اندازہ نتائج یونیورسٹی سے ہو سکتا ہے کہ جسقدر طالب علم امتحان مڈل میں شریک ہوئے وہ سب کے سب پاس ہوئے۔

اب ہمکو اس مدرسہ کی ضرورت اور اُسکی حالت پر بجز اسکے اور کچھ نہین کہنا ہے۔ کہ طلباء کی اخلاقی اور مذہبی حالت کی اصلاح کے لئے تعلیم الاسلام نے کیا انتظام کیا ہے۔ اس انتظام کا پتہ اس سے لگ سکتا ہے کہ پنج وقت اُن کو نماز باجماعت ادا کرنی لازمی ہوتی ہے اور ہر روز حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہٗ کا درس قرآن مجید سنایا جاتا ہے۔ جمعہ کے روز مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کا وعظ ہوتا ہے۔ اور ان سب سے زیادہ حضرت اقدس کا نمونہ اور آپ کے کلمات طیبات سُننے کا موقعہ ہر روز حاصل ہے۔ مدرسہ کی نگرانی متدین سرپرست کرتے ہین *

غرض آج جس بات کی ضرورت قوم کو ہے۔ یعنے قرآن کریم کو دستورالعمل بنانے کی اُوسے دستورالعمل بنا کر دکھایا جاتا ہے * یہہ سب کچھہ تو ہے مگر سوال یہ ہے کہ مدرسہ کی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے کیا کیا جاوے۔

اس سوال کے جواب سے پہلے یہ بتلا دینا غیر مناسب نہ ہوگا کہ مدرسہ کی ضرورتیں کیا ہیں؟

(۱) مدرسین کی تنخواہ (۲) مکان مدرسہ کی وسعت (۳) بورڈنگ ہوس کی تعمیر (۴) غریب اور مسکین طالب علموں کے اخراجات تعلیم اور دیگر ضروریات یہ امور اربعہ ایسے ہین کہ قیام مدرسہ کے لئے یہ بطور اربعہ عناصر ہین اور انکی ترکیب سے جو نتیجہ پیدا ہوتا ہے وہ گویا تعلیم الاسلام ہے۔

دو سال سے مدرسہ میں چونکہ کسی قسم کی فیس نہ تھی اس لئے فیس کی آمدنی کچھہ نہین ہوئی اور سرکار سے بھی کسی قسم کی مدد نہین لی جاتی کیونکہ مدد لینے کی صورت مین سرکار کے ضابطۂ تعلیم کے مواخق عمل کرنا ہوگا جس پر عمل کرنا مدرسہ تعلیم الاسلام کی اکثر اغراض آہمہ کا مخالف ہے اور بجز اپنی قوم کے کسی دوسرے سے چندہ بھی نہین لیا جاتا پس کُل ضروریات کا مدار صرف صرف اپنی جماعت پر ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ وہی اس کے چلانے کی فکر کرے۔

بورڈنگ ہوس کے نہ ہونے سے مدرسہ کی ترقی مین ایک بڑی بھاری روک تھی اور کمیٹی نے خدا تعالیٰ کے توکل اور بھروسہ پر کیونکہ اوسکا سارا کام خدا ہی کے بھروسہ پر چل رہا ہے۔ ان دنون ساٹھ روپیہ لگا کر بورڈنگ تیار کیا ہے مگر وہ متجدد اور وسیع ضروریات کے لئے ہنوز مکتفی نہین۔ کیونکہ طلباء کی ترقی نے مکان مدرسہ کی بڑی بھاری توسیع کا سوال پیش کر دیا ہے جو مردان قوم کی کمال توجہ اور التفات سے بعونہ تعالےٰ حل ہوگا اور علاوہ برآن مساکین طلباء کی خوراک جسکا اکثر بوجہہ حضرت اقدس کے لنگر خانے پر ہے اُس کا الگ انتظام تجویز کیا گیا ہے۔ غرض مدرسہ کی ضروریات بہت بڑھ گئی ہین اور قوم کی امداد کی سخت توجہ کی ضرورت ہے۔ ہم کو اس امر کے

...کرنے میں، ذرا بھی تامل نہیں ہے
کہ ...ی کے پاس اسقدر روپیہ بھی نہیں
ہے جو آئندہ ایک ماہ کے لئے سٹاف مدرسہ
کی تنخواہوں کا کفیل ہو سکے گو یہ امر یقینی
ہے کہ خدا تعالیٰ خود ایسے اسباب پیدا
کر دیگا جو مدرسہ کی ترقی اور اس کے
جاری رہنے کا موجب ہوں گے اور
روپیہ کی کمی کمیٹی کے متوکل ممبرون کو ایک
لحظہ کے لئے بھی ہراسان نہیں ہونے
دیتی لیکن اسباب کی رعایت بھی مومن
کا خاصہ ہے اس لئے ہم اپنی قوم کو
توجہ دلاتے ہین کہ وہ بہت جلد مدرسہ
کی امداد کے لئے طیار ہو جاوین۔ اس مین
شک نہین کہ جماعت تھوڑی اور پھر
اُن مین متمولین کی تعداد اور بھی کم ہے
لیکن یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ اخلاص چاہتا
ہے۔ اخلاص سے جو کچھ بھی دیا جاوے
وہ بیش قیمت ہے۔ اس وقت ضرورت
ہے کہ قوم دین کو دنیا پر مقدم
رکھنے کے عہد کو پیش نظر رکھکر
اس مدرسہ کی امداد کے لئے اپنے
مالون کو قربان کرے۔ اور چونکہ ابھی
اور بھی کام اُنکی توجہ طلب پیش کرنے
والے ہین۔ اس لئے امداد مدرسہ
کے لئے مندرجہ ذیل تجویز پیش کرتے ہیں
جو لوگ اس کو پسند کرتے ہیں وہ عملی طور
پر ہماری تائید کرین اور جو اس سے
بہتر کوئی تجویز پیش کر سکین وہ اطلاع
دین ۔

تجویز برائے امداد مدرسہ تعلیم الاسلام

ہر ایک چندہ دینے والا ایک سال کا چندہ
یکمشت بطور امداد دے یعنے جسقدر
چندہ کوئی صاحب ایک سال کے لئے
دیتے ہیں۔ اُسی قدر چندہ بطور امداد دیں
اور اپنا پچھلا ذمگی چندہ داخل کر دے
اور عید اضحیٰ پر جسقدر لوگ قربانی کریں
اون کی کھالوں کا روپیہ مدرسہ کے
مسکین طلباء کے لئے جمع کر کے
بھیجین۔ اس کے انتظام کے لئے ہر
شہر کی ہماری مجلس انتظام کرے۔

ایک قابل غور گرامی نامہ

ذیل میں ہم حضرت مولانا و مخدومنا مولوی
نور الدین صاحب سلمہ ربہ کا ایک خط درج
کرتے ہین جو مولانا شبلی نعمانی کے نام لکھا گیا ہے۔
اس خط کے پڑھنے سے جسقدر مفید نتائج
ہماری قوم کو مل سکتے ہین۔ اسوقت اُنکی
تفصیل ہم نہ کریں گے صرف ناظرین کو اتنا
بتلانا چاہتے ہیں کہ اس خط کے لکھنے کی
ضرورت کیوں پیش آئی ہے کچھ تھوڑا
عرصہ گذرتا ہے کہ مولوی شبلی صاحب نے
دائرۃ التالیف کے عنوان سے ایک
لمبا چوڑا اشتہار شایع کیا تھا جس مین
اخوان الصفا کے طرز پر فلسفیانہ مضامین
لکھنے اور شایع کرنے کا ارادہ ظاہر کیا
تھا۔ اور اسکو قوم کی بہت بڑی ضرورت
اور غایت بتلایا تھا۔ منجملہ اور مقاصد کے
آخر میں قرآن کریم کی فصاحت اور بلاغت
پر بھی مضامین لکھنے کا ارادہ دکھایا تھا۔
کھنے والا کہہ سکتا ہے کہ قرآن کریم کی
فصاحت و بلاغت پر مضامین لکھنے کا
وعدہ یا ارادہ اوسی جہت کا ہوگا جیسا
علی گڈہ کالج کی دینی تعلیم اور تمام مقاصد
کے اخیر میں اسکا رکھنا شاید اسوجہ سے
ہو کہ عام مسلمانوں کو تنفر نہ ہو۔ بہر حال
شبلی صاحب کی غرض اس سے کچھہ
ہی ہو ہم کو اسپر بحث کرنے کی ضرورت
نہین لیکن یہ ایک عام بات ہی کہ اگر شبلی
صاحب نے اپنے زور قلم سے ایک ثابت شدہ
صداقت کو کہ قرآن کریم افصح
و ابلغ کتاب ہے مکرر ثابت کرنے کی کوشش
بھی کی تو سمجھہ مین نہیں آتا کہ فائدہ کیا
ہو گا +

مولینا مولوی نور الدین صاحب کا گرامی
نامہ قرآن کریم کی عظمت کو قائم کرنے
کی ایک نظیر ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ
اگر شبلی صاحب نے اسکا جواب حق
و حکمت کی راہ سے دیا اور اسپر توجہ
کرنی ضروری سمجھی تو مسلمانوں کی خوش
قسمتی سے ایک بہت بڑی فائدہ کی
بات نکل آوے گی اور اُن کو وہ
روشنی کا مینار نظر آجاویگا جو آج
مسلمانون کو ہلاکت کے بھنور سے
نکلنے کے لئے رہنما ہو سکتا ہے خدا
کرے کہ ہمارے مخدوم مولانا کی کوشش
کارگر ہو۔ آمین (ایڈیٹر)

(وہ خط یہ ہے)

مولینا المکرم المعظم!

(۱) بعض موانع کے باعث آپ کے اشتہار
کی نسبت رائے اور کرنامہ سے متعلق جواب
دینے سے قاصر رہا ہون اس لئے عفو
کا طالب بھی ہون۔

(۲) مجوزہ مسودہ پہونچا اور پورا غور سے
پڑھا۔ حسب الارشاد رائے اور ارادہ
دونوں عرض خدمت ہین جناب نے
رائے پوچھی اگر خلاف طبع بھی ہو تو ملامت
کا موجب نہ رہے۔

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا۔ والمستشار موتمن
مورخ اور ادیب کو گو رائے دینا آسان
نہین۔ مگر قال اللہ اور قال الرسول نے
کچھہ آسان ہی دکھایا۔

(۳) مولینا۔ جس راہ پر اللہ تعالیٰ نے
ہمین چلایا ہے اور اوسپر علے وجہ البصیرۃ
ہمیں آگاہی اور استقامۃ بخشی ہے
اسمین اور اوس دوسری راہ بلا ہون
مین جنکو اسوقت کے مدبران اصلاح
اور فلاح قوم تجویز کرتے اور قدم مارتے
آہ بون بائن ہے۔

(۴) خاکسار نے سید کی تحریروں مولوی
چراغ علی کے عجائبات نواب صدیق حسن خان
کے صدہا رسایل السید مہدی علی کے
لکچرس اور مضامین مولوی عبد الحی
کے مباحث السید امیر علی کی لائیف آف
محمدؐ احکام فقہ المولینا محمد شبلی کے قابل قدر
رسایل اور اوسکی بے نظیر سوانح عمریان
پڑھین اور بہت غور سے پڑھیں

(۵) میں اونپر نہ اسوقت کوئی ریویو کرتا
ہون اور نہ اس عریضہ میں حضور کے مجوزہ
نوٹس پر ریمارک ہے نہ اس راہ پر کوئی
بحث ہے جسکو زمانہ کے اقتضاے موافق
ہمارے امام و مقتدا مرزا قادیانی نے
اصلاح و فلاح قوم کے لئے مولیٰ کریم

بلت عظمتہ سے الہام پاکر (سید مرحوم والا الہام نہین بل مکالمہ الہیہ) ہمین اسپر چلانا چاہا ہے -

صرف ایک رائے آپکے نوٹس پر ایک سوال کے پیرایہ میں بحضور ملاز مان والا پیش کرتا ہون از راہ فتوۃ و مروۃ اسپر توجہ مبذول ہو اور پھر جواب بھی چاہتا ہون -

قرآن کریم کی غایت اور اس نور - فضل ہدایتہ - شفا - اور رحمۃ کا اپنی تعلیم میں اعلیٰ مقصد کیا ہے ؟

اس الکتاب اور لاریب فیہ من رب العالمین کی ہدایات پر پوری طرح آگاہی حاصل کرکے اور اس کے انوار اور افادات سے کامل طور پر مستنیر و مستفید ہوکر ایک شخص اپنے اندر اور اپنے اعمال میں وہ کونسا امر پیدا کرلیتا ہے جو اُسمیں اور دیگر مذاہب یا کتب الہامیہ کے پیرو میں فارق اور مابہ الامتیاز ہو جاوے -

(۲) میری غرض یہ ہے کہ وہ کمال مطلوب الانسان کا کیا ہے جس تک قرآن مجید پہونچا دیتا ہے اگر اسکو دستور العمل بنا یا جاوے اور دیگر مذاہب و ادیان اور کتب سماویہ اس حد تک پہونچانے سے قاصر ہیں اگرچہ انپر اسوقت عمل کیا جاوے - اولڈ ٹسٹمنٹ اور عہد جدید - ژند و ستا - گاتہ اور ساتیر - رگوید - یجر - شام اور اتھر بن بدہ کی تعلیمات آج محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے سامنے موجود ہیں ذرہ بھی مشکل نہین اگر ہم توجہ کرین اور ان کتب کے سچے پیرو بھی موجود ہین مولینا! خوش کن دعوے تو تمام ادیان میں موجود ہین مگر ہمین کیا ملے گا برہمو بھی جس کے پاس کوئی کتاب نہین ہم کو بتلا تا ہے میرا منشا اس سے مواعید سے نہین ممکن ہے مواعید عرقوب ہوں یا مواعید صادقہ میرا مطلب یہ ہے کہ اس عالم دنیا میں جہاں ہم اسوقت موجود ہیں بقائمی ہوش و حواس وہ عملی آثار و علامات کیا ہیں جو قرآن کریم کو دستور العمل بنانے کے لئے مختص ہیں کامل نہ سہی اطو نمونہ ہی حاصل ہو جاویں یہہ کیوں عرض کرتا ہون ؟ اس عالم میں وہ عملی آثار و آیات کون سے ہیں جن سے قرآن مجید کی باہرہ حجتہ اور واضح سلطان کو ہم دوسرون پر ثابت کرسکین یا وہ حج اور دینر ثابت ہوجاوین -

رازی کا مایہ فخر تفسیر کبیر ہے اور غزالی کے واسطے احیاء ولاشك الہما عدیمی النظیر -

مگر ان دونون سے کیا میرے سوال کا جواب ہو جاتا ہے مجھے امید ہے کہ آپ اپنے گرامی اوقات سے تھوڑا سا حصہ نکال کر جواب سے مسرور فرمائین گے -

ارادہ - رسائل معارف کی خریداری اور مالی امداد میں ضرور شریک ہون -

کرمنامہ کے پہلے حصہ کا جواب -

میری کتابیں اکثر عاریت کی میں رہتی ہین اس وقت پشاور سے لیکر حیدرآباد تک احباب نے مانگی ہوئی ہین عمدہ جلدین تباہ ہو جاتی ہین -

میرا تجربہ ہے کہ عمدہ جلد والی کتاب اور نفیس شیشی میں جب دوائی ڈالین تو چرائی گئیں اور بہت صدمہ پہنچا اسواسطے عمدہ دوائی اور کتاب خراب شیشی اور بودی جلدوں میں رکھتا ہوں - نورالدین ۲۹ مارچ ۱۹۰۶ء

دس سوالون کا جواب -

جو حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ نے ماسٹر غلام حیدر ہیڈ ماسٹر چکوال کے سوالات پر لکھا ہے اور جسکو عام فائدہ کے لئے ہم ذیل مین درج کرتے ہین + (ایڈیٹر)

سوال اوّل - کیا امت محمدی کا اجتماع ضلالت پر بھی ہو سکتا ہے -

جواب - ہرگز نہین ہوسکتا - کنتم خیر امتہ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر -

سوال دوم - کیا ابن عباس اور دیگر اماموں کی راے ½ اپنے مطلب موافق قبول کرکے اُسکو اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کرنا اور ⅔ حصہ راے سے پہلو تہی کرنا خواہ وہ ⅔ حصہ راے کا ایسی پیش کردہ ثبوت کا نقیض ہو ایک مسلمان شخص کی صداقت اور علمیت کو تقویت دے سکتا ہے -

جواب - یہ ½ اور ⅔ تو کوئی گول بات ہے اصل بات میرے نزدیک یہ ہے کہ حقیقی امام قرآن مجید اور اوسپر عمل درآمد کرنیکے لئے پاک نمونہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بس ان دونون کی تائید میں جو کوئی آجاوے اوسکا کہنا بسر و چشم قبول ہے ہر حکمت کی بات مومن کی متاع ہے جہان ملے لے لے ½ ہو یا ⅔ تعجب ہے کہ احادیث و اقوال فقہا و مفسرین تم لوگونکی خود بھی عادت ہے اور تمام امتہ محمدؐ یہ کاہی چال - اور آپ مجھ سے دریافت فرماتے ہیں -

سوال ۳ - کیا آپنے بعد بیعت مرزا صاحب اون کے مسیح موعود ہونے میں کبھی شک کیا یا دن بدن آپ کے اعتقاد کو ترقی ہے ؟

جواب ۳ - یاد رکھو اور خوب اد رکھو مجھے ہرگز شک نہین ہوا - میں اعتقاد میں ہر روز ترقی کرتا ہون میں مرزا کو یقیناً مہدی مسعود اور عیسےٰ بن مریم مسیح موعود جانتا ہون اگر شک ہوتا تو اس علیحدگی کو کون مانع تھا -

سوال ۴ - کیا آپنے پیر مہر علی شاہ صاحب ساکن گولڑہ تحصیل راولپنڈی کا فارسی رسالہ ہدیتہ الرسول اور اردو رسالہ شمس الہدایتہ فی اثبات حیات مسیح و نیز غایتہ المرام اور تائید الاسلام مؤلفہ قاضی محمد سلیمان وکیل ریاست پٹیالہ کا بغور ملاحظہ کیا اور اونکا جواب دینے کی کوشش آپکی جماعت سے کی گئی ؟

جواب ۴ - شمس الہدایتہ تو میں نے خوب پڑھی ہے اور غایتہ و تائید کو غور سے دیکھا ہے - ہدیتہ الرسول نے غالباً ابتک مطبع سے جنم نہین لیا ان رسائل کے جواب کی چندان ضرورۃ نہین ایسے رسائل کے جواب میں غالب بھی مغلوب

ہی ۔ ہے مگر پھر بھی مجھے امید ہے کہ کوئی آدمی ہماری جماعت کا جواب لکھدیگا بات یہ ہے کہ ہمیں بڑے عظیم الشان کام درپیش ہیں اور یہ رسایل ہماری شاہ راہ میں کچھہ روک نہیں ان سنگریزوں سے حرج کیا ہے ؟ ۔

سوال ۵ ۔ ازالہ اوہام میں جن الفاظ سے مرزا صاحب نے خدا و ند کریم کے (یا عیسے ابن مریم اذکر نعمتی علیک تا آخر) لغمار مو ہوبہ کو عمل الترب مسمریزم مکروہ ۔ قابل نفرۃ کا لقب دیا ہے اوسکی نسبت آپ کی ایمانی رائے کیا ہے ؟ ۔

جواب ۵ ۔ سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجا است انگریزی دانی موسیقی دانی ۔ تعلیم مدارس انگریزی اور ہے اسلام دانی ۔ قرآن دانی اہل اللہ شناسی اور ہے ۔ ایک محمدی کو کھیئۃ الطیر تصویر کا خلق کیا تیرے نزدیک حرام نہیں اور کیا حرام مکروہ سے زیادہ مکروہ لفظ نہیں سوچ اور فکر کر اور کیا شریعت کا ہر ایک حکم نعمۃ اللہ نہیں اور پھر کس طرح اسلام نے بعض تعلیمات انبیا میں حلتہ کے مقام پر حرمۃ کا لفظ استعمال فرمایا ۔

سوال ۶ ۔ معجزہ کے بارہ میں آپکی کیا رائے ہے ؟ ظاہری بدیہی اسباب اس کے واسطے لازم ہیں یا بغیر واسطہ بدیہی کے بھی جسکو عقل نہیں سمجھ سکتی ہو سکتے ہیں ؟

(الف) حضرت موسے کے عصا سے قلزم کا پھٹ جانا ۔

(ب) اور عصا سے بارہ چشموں کا پتھر سے جاری ہونا ۔

(ج) اور عصا کا سانپ اژدہا بن جانا

(د) شق القمر

(ہ) حضرت عیسے کا بن باپ ہونا

(و) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ کے اثر سے محفوظ رہنا ۔

(ز) چار جانوروں کو ذبح کرنے کے بعد زندہ دیکھنا ۔ کیا ان مذکورہ بالا نشانات کو بھی آپ ایسا مکروہ اور قابل نفرۃ خیال کرتے ہیں یا کچھہ اور ہی تاویل مثل سید احمد صاحب کرتے ہیں ۔ ؟

جواب (۶) ۔ معجزہ کا لفظ قرآن کریم اور حدیث شریف میں ان معنے پر نہیں بولا جن معنے میں آپ لیتے ہیں ۔ آیات الہیہ کو نہ ماننے والے بے ایمان ہوتے ہیں میرے نزدیک تو قرآن کریم امام اور السید الکامل محمد رسول اللہ صلعم مطاع اور مقتدا جو کچھہ ان دونوں میں پایا گیا اسپر میرا ایمان ہے میں سید احمد خانکا مقلد نہیں اوسکی تعلیمات کو میں ہرگز پسند نہیں کرتا یہہ ع۱ و ع۲ و ع۳ تیرے دل کی کوئی صدا ہے اسپر یہہ نصیحت یاد رکھہ ایاك والظن فان الظن اکذب الحدیث

سوال (۷) ۔ ازالہ صفحہ ۶۲۸ دخل شیطانی کلمہ کا کبھی انبیا اور رسولوں کی وحی میں ہوجاتا ہے ۔ اس مرزا صاحب کے عقیدہ اور مذہب کو آپنے مرزا صاحب کے بارہ مین تسلیم کرلیا ہے ۔ یا اس دخل شیطانی سے مرزا صاحب مامون اور معصوم ہین

جواب (۷) ۔ تمام مرسل اور انبیا علیہم الصلواۃ والسلام بلکہ تمام مامورمن اللہ بل وہ اہل اللہ بھی جو انبیا و رسل علیہم السلام کے اتباع ہیں ایک ہی رنگ میں رنگین ہوتے ہیں ۔ اور شیطانی تسلط سے محفوظ ان عبادی لیس لک علیہم السلطان او فینسخ اللہ مایلقی الشیطان کی بشارۃ سے مسرور ہیں مرزا بھی خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم بل ان سے علیحدہ نہیں ۔

سوال (۸) ۔ آجکل جو مرزا صاحب نے اپنے فوٹو کرنے اور کرانے کا جواز بتلایا ہے ۔ گویا تصویر کشی کی اباحت کو ثابت کیا ہے کیا اس سے آجکل ہی یا بعد چندے بعد وفات مرزا صاحب رومن کتھولک کی طرح بت پرستی کی بنیاد کا زہریلا اثر ہنفتہ معلوم نہین ہوتا ۔

جواب (۸) ۔ فوٹوگرافی کے جواز کا فتوی آپ نے کہان دیکھا اور مرزا پر کیون اعتراض کیا ۔ ایک مسیح نے تو کھیئۃ الطیر تصویریں تمہارے نزدیک کخلق اللہ بنائین اور اس کے اتباع میں رومن کتھولک بھی ہوئے اب تم نے دوسرے مسیح پر اعتراض کیسے کردیا کیا اب تصویر کشی کا مسئلہ یاد آگیا اور عیسے میں بھول گئے ہم پر یا ہمارے مابعد پر سوءظن کیوں کرتے ہو ۔ ۔ ان الظن اکذب الحدیث اور کیا عکسی تصویر کو برا مانکر آپنے آئینہ کا دیکھنا ترک کردیا ہے ؟

سوال (۹) ۔ جو شخص خدا کو وحدہ لاشریک اور محمد کو رسول برحق اور قرآن کریم کو جنت اور قیامت کو برحق مانتا ہے اور جنت و دوزخ کا قایل ہے اور حتے الوسع عمل صالح کرتا ہے جیساکہ اوسکو آپ دین نے بتلایا یا کسی اور نیک بخت مسلمان نے سکھایا ہے تو ایسے شخص کے واسطے قرآن کریم میں لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون کی آیت وارد ہوئی ہے اب کیا ایسا شخص بلا شفاعت مرزا صاحب یا بیعت مرزا صاحب قابل نجات و مغفرت ہوسکتا ہے ؟

جواب (۹) ۔ جو قرآن کریم کو برحق مانتا ہے وہ مسیح کا مرنا اور پھر یہ آنا بھی برحق مانیگا اور جو محمد رسول اللہ کو برحق مانتا ہے اوسکو لازم ہے کہ نازل شدہ عیسے کو مانے امام الوقت کا منکر عمل صالح کرتا ہے ؟ لا خوف اور لا یحزن کے مصداق تمہیں یہ مسلمان نظر آتے ہیں ؟ سچ بتاؤ یہ تو ایک مرتبہ ہے جس میں عام اہل اسلام ہر وقت داخل نہیں ۔

سوال (۱۰) ۔ اگر کوئی مسلمان اپنے نیک ارادہ سے مرزا صاحب کے دعوی کو محض باطل قرار دے تو اوسکا ایمان درست رہتا ہے یا نہیں ۔

جواب (۱۰) ۔ کیا الہی فضل لغو ہو سکتے ہیں کیا آپ نے نہین پڑھا اوس کتاب کو جس میں سورہ نور ہے اور جس میں خلفاء کے منکروں پر الفاسقون کا فتوی ہے کیا لیستخلفنہم کا فعل کوئی باطل مانے اور اوسکا ایمان درست رہے ؟ افتومنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ نے بہ نظر تحقیق مرزا کے رسائل نہین پڑھے یا دعاؤں سے بہت کام نہیں لیا یا استغفار ساتھہ نہ تھا آپنے بعض مقام پر اپنی تحریر میں اپنی ان عادات سے کام نہین لیا جو مدۃ ہوئی

معلوم نہیں میں نے ایمانی طور پر مختصر جواب دیئے ہیں۔ اگر پسند ہو بہتر۔ والا کالائے بد بریش خاوند۔

نورالدین ۲۹ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم

قصیدہ

درشان حضرت اقدس امام الزمان سلمہ الرحمان

از مولانا مولوی محمد منیر صاحب ہیڈ ماسٹر غوطہ فتح گڑھ

الصلوٰۃ اے ہادیٔ گم گشتگان راہ دین
والسلام اے رہنمائے منزل علم و یقین
اندرین وقت ضلالت اندرین دورفتن
بود برگشتہ جہاں از مسلک دین متین
آن یکے میگفت عیسیٰ ابن مریم تاہنوز
ہست در قید حیات و بر سپہر چارمین
آن یکے را انتظار مہر مستقبل بدل
وآن یکے را شوق دید چشم دجال لعین
دیگرے میگفت مہدی مختفی در غار شد
بر تناسخ چون ہنود از رجعت آوردہ یقین
دیگرے سرخم نمودہ بر احادیث غلط
در پس پشتش فگندہ قول رب العٰلمین
چشم در راہ صدا از جانب چرخ برین
بیخبر از قدرت و قانون رب یوم دین
آرزو ئے مہدیٔ خونی و جنگی میکنند
قد تبین را بخواندہ لیک نا وردہ یقین
غافل از تفسیر قرآن و تشبث بالحشیش
یاوی نارند ہم پند امیر المومنین ؑ[ع۱]
ایکہ کشف معنیٔ قرآن ز ذات تو شدہ
نقطہ نقطہ از کلامت آفتاب نور دین
بر درِ تو آمدم امیدوار لطف تو
ذرہ را کافی شعاع از خور نور مبین
اللہ اللہ بارگاہ تو ہدایت گاہ عام
مہدویت را گواہ ہم آسمان وہم زمین
شد دلی و مہبط الہام بد گرچہ شقی
جستہ ہر کہ غلام تو شد از صدق و یقین
این خجالت از دلم ہر لحظہ سر بیرون زند
آمدم حاضر ولی اندر شمار آخرین
زآب اطمینان و لیکن چشم و دل سرد م کند
آنکہ مبعوث آمدہ بر خلق ختم المرسلین
اے عطا پاش ہدایت اے خطا پوش ضلال
اے امام و مقتدائے کیش ختم المرسلین
گم ز راہ دین و دنیا در بیابان ضلال
ماندہ ام برسان مراد رکاروان مومنین
بیکس و نایاور و نامتقی و بو الفضول
وست در ذیلت زدستم اے امام الآخرین
دعوتم را گر پذیرا مے کنی و رد کنی
از دل و جانم غلامت اے امام المسلمین
بو کہ از ماء الحیات اہتدا زندہ کنی
سوختہ جان حزینم در غم دنیا و دین
گر نظر بر من فگندی گشتم از خیر القرون
آہنم آتا زرم گر پارسم شد ہم قرین
ہر کسے مفلس چو من باشد مبارک مفلسی
بر در ہم چو توے آید بسلک سائلین
اللہ اللہ عاصیم گرچہ منیرم مے کنی
رو سیاہی را بنازم بر درت آوردم این

خاتم بالخیر

دارالامان کی جامع مسجد

جامع مسجد کے صحن کی تنگی اور نمازیوں کی کثرت اور اونکی تکالیف کو دیکھ دیکھ کر ہمارے امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جامع مسجد کی توسیع کا ارادہ فرمایا تھا اور ارادہ کیساتھ ہی کوئی تین سو سے زاید رقم چندہ کی جمع ہو گئی تھی جبپر مسجد کی توسیع کا کام شروع کر دیا گیا اس کام کے لئے کوئی خاص اشتہار حضرت اقدس نے شایع کرنا ضروری نہیں سمجھا لیکن تاہم حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے قریباً کل احباب کو اس امر کی طرف توجہ دلادی تھی اور اکثر جگہہ سے چندہ آ بھی گیا اور مسجد کا کام بہت کچھہ ہو چکا اور ابھی بہت باقی ہے۔ مسجد کے جنوبی پہلو مین ایک اور عمارت بڑھائی گئی ہے جو عند الضرورت عورتون کے لئے نماز پڑھنے کے کام آئیگی اور صحن قریباً پہلے سے دو چند ہو گیا ہے حضرت اقدس اب جبکہ مسجد کو دیکھتے ہیں نہایت مسرت اور انبساط ظاہر فرماتے ہیں دراصل مسلمانوں کی عظمت مذہبی کا یہی ایک نشان ہے۔ اور اگر اس کی طرف بھی توجہ نہ کی جاوے تو بیشک افسوس کی بات ہے اس کے پورے طور پر طیار ہونے میں کوئی تین ہزار روپیہ خرچ آئیگا۔ ہماری جماعت دینی ضرورتوں سے خوب آگاہ ہے اس لئے ضرورت نہین کہ لمبے چوڑے الفاظ میں اونکو بنائے مسجد کے فضایل اور برکات کا وعظ کرنے بیٹھیں صرف اتنا ہی لکھدینا کافی ہے کہ مسجد کی وسعت کے کام کے واسطے وہ اپنے ایمانی جوش کے موافق چندہ دین جہاں جہاں سے ابھی تک چندہ نہین آیا ہے وہ لوگ متوجہ ہوں۔ صحابہ کرام میں بھی عند الضرورت چندوں کی فہرستیں کھلتی تھین اور اون کے چندوں کی انتہا یہہ ہوتی تھی کہ جو کچھہ جمع جتھا گھر میں ہوتا تھا لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور رکھدیتے تھے یا کم از کم نصف تو ضرور دیدیتے تھے۔ پس کیا تعجب ہے اگر ہمارے دوست ہمت کریں اور ایک ایک مہینے کی تنخواہ یا کم از کم پندرہ دن کی تنخواہ مسجد کی وسعت کے لئے دیدیں تاکہ اس خانۂ خدا کی عظمت اوسکی وسعت کے ساتھہ بڑھے۔

دوستو! یہ مبارک مسجد جسمیں امام الزمان آکر نماز پڑھتا اور کھڑا ہوتا ہے ایک وقت **آئیگا کہ ایک مسجد** ہوگی جو خدا کی نظر میں مقبول اور منظور ہے اور ہوگی اسمیں خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے برکات اور فضل نازل ہوتے ہیں اور ہونگے پس اس کار خیر میں حصہ لینے والے کے لئے دنیا کے آخر ہونے تک بھی ثواب اور برکات کا سلسلہ جاری رہیگا آخر میں ہم یہ کہہ کر دوستوں کی طرف دیکھتے ہیں ؎

اے کہ داری مقدرت ہم عزم تائید دین
لطف کن ما را نظر بر اندک و لبیار نیست

مسجد کے متعلق زر چندہ حضرت اقدس علیہ السلام یا میر ناصر نواب صاحب مہتمم تعمیرات دارالامان کے نام بھیجیں۔

ع۱ حضرت عمرؓ کا قول ہے حسبنا کتاب اللہ

اسماء مریدان

حضرت اقدس مسیح علیہ السلام

(۱) چوہدری بڈھا موضع تلونڈی ضلع گورداسپور
(۲) رحیم بخش 〃 〃 〃
(۳) مولا بخش 〃 〃 〃
(۴) سلطان 〃 〃 〃
(۵) دیوان 〃 〃 〃
(۶) امام الدین 〃 〃 〃
(۷) حفیظ الدین 〃 بہادر حسین 〃
(۸) حسینا 〃 〃 〃
(۹) مولوی رحیم بخش صاحب 〃 〃
(۱۰) منشی علی بخش صاحب خاص ضلع سیالکوٹ
(۱۱) علی اظفر صاحب افریقہ
(۱۲) حاکم موضع لنگنی ضلع ہوشیارپور
(۱۳) مصدی 〃 〃 〃
(۱۴) حافظ شیر خان 〃 الہ آباد 〃
(۱۵) قاضی غلام محمد 〃 رن گڑھ امرتسر
(۱۶) مولوی رحمت اللہ صاحب کاندہ عثمانوالی گوجرانوالہ
(۱۷) نور محمد صاحب عبد اللہ 〃
(۱۸) مہر دین صاحب 〃
(۱۹) لکھا موضع رو ڈیانہ 〃
(۲۰) مظہر علی طالب
(۲۱) فیض علی صابر
(۲۲) محمد اشرف الدین موضع حیدر آباد
(۲۳) عبد الصمد صدر سیالکوٹ
(۲۴) مولوی سید عبد الرحمن صاحب موضع دریاپور ضلع کٹک
(۲۵) اہلیہ صدر و 〃 〃
(۲۶) اہلیہ صدر محمد 〃 〃
(۲۷) الہ بخش حجام موضع ملتان
(۲۸) محمد شاہ طالب علم 〃 توکہ ہنگر
(۲۹) منشی محمد بخش موضع دہرم کوٹ بگا ضلع گورداسپور
(۳۰) غلام علی گھڑی ساز
(۳۱) میانجی سراج محمد موضع حاجی پور
(۳۲) محب الدین 〃 〃
(۳۳) عبد الغفور 〃 جلہ ضلع ملتان
(۳۴) فضل حق خاص سیالکوٹ
(۳۵) اہلیہ حبیب الرحمن موضع حاجی پور
(۳۶) محمد شفیع صاحب حاجی پور ضلع سیالکوٹ

رحمان بخش حجام موضع ہجن کے ضلع شاہ پور
محمد حجام 〃 〃 〃
خدا بخش 〃 〃 〃
فضل احمد 〃 حاجی پور سیالکوٹ
نظام الدین 〃 جوڑا لاہور
(۴۲) سلطان محمد امرتسر
(۴۳) امام الدین 〃 ڈیرہ نانک گورداسپور
(۴۴) عبد الرحمن 〃 موکل 〃
(۴۵) فضل سائین 〃 تندوی 〃
(۴۶) عبد الواحد 〃 موکل 〃
(۴۷) محمد چراغ 〃 علی وال 〃
(۴۸) فتح دین 〃 سیکھوان 〃
(۴۹) مہر دین 〃 قادیان 〃
(۵۰) الہ دین 〃 سیکھوان 〃
(۵۱) محمد الدین 〃 بلڑوال امرتسر
(۵۲) نظام الدین 〃 تلونڈی گورداسپور
(۵۳) حسین بخش 〃 〃 〃
(۵۴) سندھی 〃 〃 〃
(۵۵) سجن 〃 مہرپور منٹگمری
(۵۶) حسین بخش 〃 تلونڈی گورداسپور
(۵۷) محمد صدیق امرتسر کٹرہ مہان سنگھ
(۵۸) ابراہیم 〃 〃
(۵۹) لال دین موضع کوٹ ہرسا گورداسپور
(۶۰) حافظ فضل احمد 〃 〃
(۶۱) خدا بخش 〃 〃
(۶۲) بہادر بھاملڑی 〃
(۶۳) نتھو کوٹ 〃
(۶۴) عمرا سیکھواں 〃
(۶۵) چراغ موضع قلعہ لال سنگھ 〃
(۶۶) قادر بخش 〃 بھیتی 〃
(۶۷) رمضان 〃 سراوی 〃
(۶۸) محمد بخش 〃 قلعہ لال سنگھ 〃
(۶۹) مولوی عبد الوحید لاہور
(۷۰) ولی محمد موضع تلونڈی
(۷۱) عادل علی کٹک
(۷۲) محمد عمر کٹک
(۷۳) محمد اکبر 〃
(۷۴) کبیر الدین محمد 〃
(۷۵) سید وہاب حسینی موضع میلاپور
(۷۶) اللہ دتا 〃 وریام کملانا جھنگ
(۷۷) رہانہ 〃 〃
(۷۸) حاجی 〃 〃

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میدلکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ ... تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دُھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سُرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں۔ چندروز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سُرمہ سے فائدہ اوٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عـہ ممیرے کا سفید سُرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ے ر۔ خالص ممیرہ فی ماشہ عـہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیئے۔ المشتہر پروفیسر میا سنگھ آہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (+)

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرکا سُرمہ جو سردار میا سنگھ آہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی بہت جانا دُھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُن سے پیٹ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مُضر کیمیاوی شے نہین ہے۔ اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہان لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرکا سرمہ ضروری ہے۔
راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - بی - ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی۔

(۲) مین خوشی سے ممیرے کے سُرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب آہلو والیہ نے تیار کیا ہے۔ مین نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے۔ اُسکی آنکھیں عرصہ سے سُرخ اور دکھتی رہتی تھین انین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اُسکی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پروسکتی تھی اور وہ اُن اشیاء کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) مین نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جن کی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاص کر ان مریضون کے واسطے جن کی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھُند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برج لال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایم ایل ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ آہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا - میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔
راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اُس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے۔

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم کے اہتمام سے چھپکر قبہ قادیان سے شائع ہوا) -

رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جلد ۴ | قادیان دار الامان ۱۰ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء مطابق ۹ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۷ھ | نمبر ۱۳

ایڈیٹوریل

دارالامان کی دینی ضرورتیں

اور

اونپر احباب کی توجہ کی ضرورت

(نمبر ۲)

گذشتہ نمبر میں ہم نے مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضرورت اور اوس کی ضروریات پر ضروری بحث کی ہے اور ہم کو امید ہے کہ قوم اوسپر پوری توجہ کرے گی ۔ یہ معلوم کرکے ہم کو اور بھی خوشی ہوئی ہے کہ ہمارے محسن و مخدوم حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ کی تحریک پر جناب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ نے پانچسو روپیہ اور خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر نے ایک سو روپیہ مدرسہ کی امداد کیلئے بھیجدیا ہے ۔ جزاہم اللہ احسن الجزا ۔ امید ہے دوسرے احباب بھی توجہ کرینگے ۔ چونکہ ابھی مدرسہ تعلیم الاسلام ہی کی بحث ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اس نمبر میں مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق

دینیات کی شاخ

پر بحث کریں ۔

دینیات کی شاخ ہم نے الحکم کے کسی گذشتہ نمبر میں یہ اطلاع دیدی ہے کہ مجلس منتظمہ نے مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق ایک جدا شاخ دینیات کی کھولنے کی تجویز کرلی ہے مگر اس سے پیشتر کہ وہ شاخ کھولی جاوے ہم چند ضروری امور مجلس منتظمہ اور قوم کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ اونہیں جسقدر مناسب حصہ ہوگا اوسپر ہماری قوم اور مجلس منتظمہ غور کرنے کی ضرورت سمجھے گی ۔

اس شاخ کی ضرورت ہے اس میں شک نہیں کہ مدرسہ تعلیم الاسلام میں اس شاخ کی بے حد ضرورت تھی اور سچ پوچھو تو تعلیم الاسلام کے نام کا منشاء یہی تھا اور ہے ۔ اور ہماری شروع سے یہی آرزو تھی کہ مدرسہ کے متعلق ایک ایسی برانچ کھولی جاوے

جس میں علوم عربیہ اور قرآن کریم اور احادیث پڑھائے جاویں اور عربی زبان میں مضامین لکھنا۔ تقریر کرنا طالب علموں کو سکھایا جاوے اور اگر ممکن ہو تو اس کے ساتھ صرف انگریزی زبان بھی سکھائی جاوے۔ بہر حال ہم کسی لمبی تقریر میں اسکی ضرورت ثابت کرنا نہیں چاہتے کیونکہ یہ ایک مسلم اور ثابت شدہ امر ہے کہ دارالامان کے ماموراً علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاک وجود احیاء دین کے لیئے ہے اس کی ساری کوشش اسی ایک بات میں خرچ ہو رہی ہے کہ مسلمان مسلمان بنیں اور اور اسلام اور قرآن کا بول بالا ہو مگر ہم کو جس امر پر غور کرنا باقی ہے۔ وہ صرف یہ ہے کہ اس شاخ کا انتظام کس طرح پر ہو اور کیونکر اس کو چلایا جاوے۔ کیا تعلیم ہو۔

اس شاخ میں کیا تعلیم ہو دینیات کی شاخ کا نام خود بتلا رہا ہے کہ اسمیں دینی علوم پڑھائے جاویں گے۔ مگر ہم اپنے خیال میں اس شاخ کا جو منشاء سمجھے ہوئے ہیں اسکو ذرا کھول کر بیان کر دینا چاہتے ہین اصل غرض اس شاخ کے اجراء سے یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے لوگون کی ایک پاکیزہ باعمل جماعت پیدا ہو جو قرآن کریم کے حقایق اور معارف کو زبان سے بیان کر سکے اور اپنے عمل سے کر کے دکھاوے اور موجودہ واعظوں کی اصلاح کرے۔ پس ضروری ہے کہ اس کے لیئے ایک ایسی سکیم طیار کیجاوے جو پرانے زمانے کی بھدّی سکیموں کے موافق نہ ہو۔ بلکہ صرف نحو کی ضروری تعلیم جس سے انسان غلط بیانی اور غلط نویسی سے بچ سکے اور قواعد ضروریہ کا لحاظ رکھ سکے۔ البتہ علم ادب خوب پڑھایا جاوے۔ کیونکہ جسقدر عربی علم ادب کی باریکیوں پر انسان پہنچے جاویگا اوسی قدر قرآن کریم کی عظمت دل پر قایم ہو گی۔ غرض قرآن کریم۔ احادیث۔ علم ادب جسمیں تاریخ سخن اور ضروری علوم متعلقہ ادب شامل ہیں۔ اور پھر عربی زبان مین تقریر کرنا اور مضامین لکھنا۔ اور اس بات کے لیئے کہ وہ لوگ جو اس تعلیم الاسلام سے طیار ہوں نرے ملّاں ہی نہ ہون اور مسجدوں کے ٹکڑوں پر گذارہ کرنے کے عادی نہ ہو سکیں ضروری ہو کہ انکو علم طب پڑھایا جاوے۔ تاکہ وہ العلم علمان علم الابدان وعلم الادیان کے موافق تعلیم پائیں۔ اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس میں کون لوگ داخل ہون۔

شاخ دینیات کے طالب علم کون ہون اگر ابجد خوان بچوں کا مکتب بنایا جاوے تو اس سے وہ غرض حاصل نہ ہو گی جو ہماری مجلس منتظمہ کی اصل غرض ہونی چاہیئے اس لیئے ضروری ہے کہ اس شاخ میں داخل ہونے والے طالب علمون کے لیئے ایک آسان سا امتحان داخلہ مقرر کیا جاوے اور سر دست ایک خاص تعداد اون طالب علموں کی رکھی جاوے + جو اس غرض کے لیئے آنا چاہیں۔ اس کے متعلق اور ضروری امور دوسرے وقت پر پیش ہو سکتے ہیں اب ایک تیسرا امر باقی ہے کہ اس کے چلانے کا انتظام کیا ہو یعنے اخراجات کہاں سے آویں۔ اس کے متعلق ہم ایک عمدہ تجویز پیش کرتے ہیں جو ہماری قوم کے متعلق ہے۔

دینیات کی شاخ کے اخراجات کیونکر ادا ہون یہی سب سے اہم اور ضروری مسئلہ ہے جس پر ہماری قوم کو توجہ کرنی ضروری ہے + چونکہ ہر ایک مسلمان بحیثیت مسلمان ہونے کے اس امر پر مکلف ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے۔ مگر اس حکم کی بسیط صورت چونکہ قریبًا ممکن نہین۔ اس لیئے خود خداء تعالیٰ نے ایک ایسی صورت بتلائی ہے کہ جس سے ہر ایک مسلمان اس حکم پر پورے طور پر عمل پیرا ہو سکے اور وہی ثواب لے سکے جو ایک حقیقی واعظ لے سکتا ہے وہ کیا؟ خدا تعالیٰ نے سورت برأت کے آخری حصّہ میں فرمایا ہے کہ

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ

یعنے چونکہ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ کل مومن علوم حقہ کی تعلیم اور اشاعت میں نکل کھڑے ہون اس لیئے ایسا ہونا چاہیئے کہ ہر طبقہ اور ہر گروہ میں سے ایک ایک آدمی ایسا ہو جو علوم دین حاصل کرے اور پھر اپنی قوم میں واپس جاکر اونکو حقایق دین سے آگاہ کرے۔ تاکہ اونمیں خوف و خشیت پیدا ہو پس قرآن کریم نے جب کہ ایک بہترین راہ ہمارے لیئے کھولدی ہے پھر کیا وجہ ہے؟ کہ اسکو ہی دستور العمل بنایا نجاوے + ہمارے خیال میں دینیات کی شاخ کے کل اخراجات اسطرح پر ادا کیئے جاوین کہ جہاں جہاں حضرت اقدس امام الزمان سلمہ الرحمان کی جماعت کے لوگ بکثرت ہیں یعنے ہر بڑے بڑے شہر میں سے ایک ذہین۔ فہیم۔ با این نیک بخت شخص ایسا منتخب کیا جاوے جو یہاں دارالامان میں رہ کر علوم دینیہ حاصل کرے۔ اور پھر اپنی قوم ملک شہر میں واپس جاکر واعظ کا کام کرے اور اوس کے اخراجات کی ذمہ دار وہ لوگ ہون جو اوسکو یہاں بھیجیں۔ اور وہ شخص اپنی زندگی اس طرح پر خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کرے اشاعت اسلام اپنا فرض قرار دے لے۔ ایسے طالب علموں کے جملہ اخراجات۔ کتابین۔ خوراک پوشاک بورڈنگ کی فیس اور ضروری اخراجات اوس مجلس کے ذمہ ہون جو اوسکو بھیجے۔ اور یہ ایک ایسا امر ضروری ہے جس پر ساری قوم کی توجہ بکار ہے۔ اور یہی ہماری اصل غرض و غایت ہے۔ عید الضحیٰ کے جلسہ پر ہمارے بہت سے احباب جمع ہونگے ہم چاہتے ہیں کہ دارالامان میں ایک عام جلسہ ان ضروری امور پر غور کرنے کے لیئے بھی کیا جاوے اور اس شاخ کے چلانے کی تجاویز پر بحث ہو اور مدت تعلیم جہان تک ہو تھوڑی رکھی جاوے۔ اسطرح پر اس شاخ کا چلانا بالکل آسان اور سہل ہو گا۔ اب ہم کو

صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ اس شاخ کے متعلق اور کیا کیا ضروری اخراجات ہیں۔ اور اس کے متعلق جو اساتذہ ہون وہ کیسے ہون؟

شاخ کی ضروریات اور اساتذہ مدرسہ دینیات کی ضرورتون میں سب سے پہلی اور بڑی ضرورت مکان مدرسہ اور بورڈنگ کی ہے جس کے اخراجات کا سردست ہم کوئی تخمینہ پیش نہین کر سکتے۔ پھر بڑی بھاری ضرورت ہے۔ لائبریری اور ڈسپنسری کی۔

لائبریری کی ضرورت تو عام ہے ایک بڑی حدتک ہمارے محسن و مخدوم مولینا مولوی نورالدین صاحب کا کتب خانہ اس ضرورت کو پورا کریگا مگر ڈسپنسری کی ضرورت ایسی عظیم الشان ضرورت ہے کہ اور باتوں سے مقدم اسکا فکر ہونا چاہئے چونکہ مضمون لمبا ہوا جاتا ہے اس لئے اس کے متعلق ہم کوئی طویل بحث اب نہین کر سکتے۔ اب مختصر طور پر اساتذہ کے متعلق ہم کو کہنا باقی ہے اس سے پیشتر ہماری رائے یہان کے مدرسین کے متعلق بجائے خود کچھہ اور ہی تھی مگر بعد فکر بسیار ہماری رائے یہ قرار پائی ہے کہ اور کوئی اوستاد جو مقرر ہون ہون مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی جو علم فن مناظرہ میں ایک خصوصیت رکھتے ہیں اس مدرسہ کے متعلق اگر اونکی خدمات حاصل کرنے کی کوشش کی جاوے تو بہت بہتر ہوگا بہرحال شاخ دینیات کے متعلق ہماری یہ رائے ہے۔ ہم چاہتے تھے کہ اس پر سیر کن بحث کریں مگر طوالت مانع ہے ہم آخر میں امید کرتے ہیں کہ اس میں جو الکی قوم کی توجہ طلب ہین وہ اون پر بشرطیکہ نہایت اور ضروری ہون غور کرے گی اور جو ہماری مجلس منتظمہ کے متعلق ہون وہ اون پر غور کرے گی۔ آخر میں ہماری دعا ہے کہ خداتعالی اس شاخ نو کو سرسبز کرے اور اسکے پہلوؤن کو اکلہا دائما کا مصداق کرے آمین۔

خطبہ

جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے ۶ اپریل ۱۹۰۰ء کو پڑھا

محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم - الی اجرًا عظیما -

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے رسول ہیں۔ اور جن لوگون کو خدا تعالی نے آپکی معیت اور صحبت نصیب کی ہے اون مین خدا تعالی نے یہہ نشان اور صفات رکھے ہیں کہ وہ کفار پر بہت سخت ہوتے ہیں مگر آپس مین رحیم ہوتے اونہین رکوع سجود کرتے دیکھتے ہو وہ اللہ کے فضل اور خوشنودی کے طلب مین لگے رہتے ہیں۔ پیشانیون اور چہرون کو دیکھہ کر تم کہہ اوٹھوگے کہ یہ خدا کی فرمان بردار قوم ہے۔ اور انجیل میں اون کی یہ مثال بیان کی گئی ہے کہ ایک کھیت ہے جسکی کونپلین نکلین پھر ڈنٹھل نکالے اور اپنے پاون پر کھڑے ہوگئے۔ وہ کھیت زارعین کو خوش لگتا اور کافر اسکی اس قدر جلدی سرسبزی اور مبارکی دیکھہ دیکھہ کر جلے بھنے جاتے ہیں۔ خدا نے ان مین کے مومنون اور اعمال صالحہ کے بجالانے والون کو مغفرت اور اجر عظیم کے وعدے دیئے ہیں۔ اس آیت شریف میں ہم کو غور کرنی چاہئے۔ کہ ہر ایک بات ہماری نصیحت کے لئے ہے۔ اللہ جلشانہ نے یہہ مقدر کر رکھا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پورے طور پر کامیاب ہوکر دنیا سے اٹھین آدم سے لیکر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام نبیون کی تاریخ پر نظر ڈالو۔ کوئی فرد ایسا نظر نہ آئیگا جو اپنی تبلیغ۔ دعوت اور قوم بنانے میں ایسا کامیاب ہوا ہے جیسے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی شخص ہم کو کسی نبی کی تاریخ میں

بتلا دے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائف میں ہے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ آج میں نے تمہارا دین کامل کردیا اور اپنے نعمت اور فضل کو تم پر پورا کردیا اور تمہارے لئے اسلام کا دین دے کر خوش ہوا۔ یہہ صدا اپنی زندگی میں کس راستباز کو آئی پھر اذا جاء نصرالله والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین الله افواجا کے مبارک الفاظ کس کے لئے بشارت ہوئے۔ کہ ایک وقت آتا ہے اور یقینا وہ وقت قریب ہے کہ لوگ فوج در فوج تیرے دین میں شامل ہونگے اور خدا کی نصرتین آسمان سے نازل ہونگی پھر یہ وعدہ ہی نہ رہا۔ بلکہ پورے طور پر آپ نے دیکھہ لیا۔ اب وہ دل جو خدا تعالی کے ماننے کی بھوک و پیاس رکھتا ہو جس کے اندر خدا بینی کی تڑپ ہو تمام نبیون اور رسولون کے سلسلہ پر غور کرے۔ پھر اوسے ماننا پڑیگا کہ کامل کامیابی کا تاج پہننے والا صرف ایک ہی انسان کامل تھا جو محمد تھا جو احمد تھا صلی اللہ علیہ وسلم آدم سے لیکر حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ تک ایک بھی نبی ایسا نہین گذرا جسکو اس قسم کی کامیابی عطا ہوئی ہو۔ بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی اور مصر کے آہنی تنور سے نکالنے والے جناب موسی علیہ السلام اپنی قوم کو وعدہ کی سرزمین مین پہنچا سکے۔ اور خود اوس ارض مقدسہ کو نہ دیکھہ سکے۔ پھر بنی اسرائیل کے گھرانے کے خاتم مسیح ابن مریم علیہ السلام اپنی قوم اور ملک میں حسب مراد سرسبزی حاصل نہ کر سکے۔ ساری دعوت کے زمانہ میں کل یہودیہ میں صرف ۱۲۰ آدمی ساتھہ ہوئے۔ جن میں سے بعض چند کھوٹے درہمون پر گرفتار کرا دینے والے اور اور بعض لعنت کرنے والے اور انکار کرنیوالے ثابت ہوئے اور کسی ایک پر بھی مسیح کو پورا اعتماد اور بھروسہ نہ ہوا بلکہ ہمیشہ اون کو ضعیف الایمان ہی کہتے رہے۔ آخر اون سے کہنا پڑا کہ بہت سی باتین کہنے کی تھین لیکن چونکہ تم ہیں

برداشت نہیں اور ہم اوس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ اس لئے نار تلیہ ط۔ آکر بیان کرے گا۔ غرض مسیح نے نہ اپنے دوستوں کو فائز المرام ہوتے دیکھا اور نہ اپنے دشمنوں کو ذلیل اور روسیاہ پایا۔ اصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ کامل ارادہ اور عظیم الشان منشاء صرف ایک ہی کامل انسان کے لئے تھا جو مکہ میں پیدا ہوا صلی اللہ علیہ وسلم الانسان کی سب سے بڑی خوشی یہ ہوتی ہے کہ وہ اور اوس کے دوست کامیاب ہوں۔ اور دشمن ذلیل اور روسیاہ ہوں۔ اور یہی معنے ہیں اُن اسماء شریفہ کے جو بشیر اور نذیر ہیں۔ بشیر کا مفہوم یوں پورا ہوا کہ صحابہ پورے معنوں میں کامیاب ہوئے اور نذیر یوں پورا ہوا کہ دشمن جنہوں نے تکذیب کی اور تکالیف پہونچائیں سامنے تباہ ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے اون کا نام ونشان جزیرہ نمائے عرب سے مٹ گیا اور آج دنیا کے تختہ پر کوئی اون کا نام ونشان تک بھی نہیں جانتا هلك قيصر ولا قيصر بعده هلك كسرىٰ ولا كسرىٰ بعده ایران کے بادشاہ نے اپنی سلطنت کے نشہ میں آکر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط چاک کیا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اوس کی سلطنت کی دھجیاں اڑا دیں۔ ہرقل نے انکار کیا آج ۱۳ سو برس گذر چکے اوس کی سلطنت کا نام ونشان تک نہ رہا۔ اللہ اللہ کیا کامیابی ہے کہ اسکی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خطبہ حجتہ الوداع کو نہایت غور سے پڑھا کرتا ہوں جبکہ قریب دو لاکھ آدمی کے آپ کے ساتھ تھے۔ اور جس کے بعد حضور نے مدینہ طیبہ میں جا کر اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔ حجتہ الوداع میں اوسی طرح جیسے موسیٰ علیہ السلام نے پہاڑ پر چڑھ کر اپنی قوم کو مخاطب کرکے اقرار لیا تھا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ٹیلے پر چڑھے

اور اپنے خدام کو بہت سی نصیحتیں کیں فرمایا الا ہل بلغتکم سب نے متفق اللفظ ہوکر کہا بے شک اے بے شک!! اور تین مرتبہ اسی طرح پر گواہی لی اور پھر آسمان کی طرف منہ کرکے کہا اے خدا تو بھی گواہ رہ کہ میں نے تیرا پیغام مخلوق کو پہنچا دیا میں اوس کامیابی اور مسرت کا اندازہ نہیں کر سکتا کہ آپ کس کامیابی اور خوشی کے ساتھ اترے ہونگے۔ جو دل سوچ اور قوت رکھتے ہیں وہ اوس کا مزا لے سکتے ہیں الیوم اکملت لکم کی ندا نے کسقدر مسرت اور خوشی آپ کو اور آپ کی پاک جماعت کو دی ہوگی!!

پھر میں آپکو دکھانا چاہتا ہوں کہ وہ عظیم الشان وعدہ ان الذی فرض علیك القرآن لرادك الی معاد ایسے وقت میں ہوا تھا جبکہ آپ مکہ میں ستائے جاتے اور دکھ پر دکھ اٹھاتے تھے اوسوقت یہ خدائے مقتدر کی آواز آئی کہ میں وہ خدا ہوں جس نے تجھ پر قرآن نازل کیا اور میں یقیناً وعدہ کرتا ہوں کہ تو کامیابی کے ساتھ پھر اس مکہ میں واپس آئیگا۔ اس آیت کے بعد جب آپ کو مکہ سے نکلنا پڑا تو لات منات اور عزیٰ کے پوجاریوں نے مکہ میں چراغان کیا۔ مکہ کی گلیوں میں کہتے پھرتے تھے کہ آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا معاذاللہ جھوٹا ہوگیا۔ مگر خیال تو کرو کہ اوس وقت کی ذلت اور خواری کا کیا اندازہ ہوسکتا ہے جبکہ ابدالاباد کے لئے لا الہ الا اللہ کی ہیبت ناک صدا نے لات ومنات کے آثار کو قیامت تک کے لئے مٹا ڈالا۔ اور انھیں مکہ کی گلیوں میں خدائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا ڈنکا بج گیا اپنے دل میں تصور تو کرو۔ کہ اوس انسان کامل کو دوپہر کی تنگ اور تنہائی کی گھڑی میں جبکہ پاؤں میں پھپولے پڑے ہوئے اور لبوں پر پپڑیاں جمی ہوئی ہیں۔ مکہ سے نکالا گیا ہے اور اوس تنہائی کی گھڑی میں صرف ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایسا وفادار رفیق ساتھ ہے ایک یہ وقت ہے۔ پھر دوسرے وقت یہ بھی ان

مکہ کا سرگردان دس ہزار قد... سے ساتھ کامیابی کے ترانہ میں تحمید وتکبیر کرتے ہوئے اوسی وعدہ کے موافق جو لرادك الی معاد میں کیا گیا اُسی وطن میں داخل ہوتا ہے جسکی نسبت پیشگوئی کے طور پر کہا گیا تھا۔ لا اقسم بهذا البلد انت حل بهذا البلد اور بیت اللہ کے دروازہ پر آکر اون ۳۶۰ بتوں کو جنہوں نے خانہ خدا کو ناپاک کر رکھا تھا۔ اپنی چھڑی سے ٹکرا کر فرماتا ہے جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا الحق جس کا حق اور استحقاق ہے کہ وہ غالب اور حکمران ہو۔ اپنی تمام برکتوں اور کامیابیوں کے ساتھ آگیا اور الباطل اپنی نحوستوں کو لیکر بھاگ گیا۔ اور وہ الباطل بھاگنے ہی والا تھا اب پھر نہ آئے گا یہ مقتدرانہ دعویٰ اب تک مکہ معظمہ کی پاک مسجد میں زندہ موجود ہے۔ اُس دن سے لے کر آجتک کبھی بھی مکہ معظمہ اور اوس کے ملحقات میں بت پرستی کا نام ونشان نہیں رہا۔ غرض کسقدر خوشی سے سینہ بھر جاتا ہے اور ایک مسلمان کسقدر لذت پاتا ہے۔ جب کہ وہ دیکھتا ہے کہ اوسکو ایک کامل رسول صلی اللہ علیہ وسلم ملا ہے۔ اور چونکہ تابع اپنے متبوع کے قدر ومراتب کے متعلق مراتب حاصل کرتا ہے اس لئے ایک سچا مسلمان بھی اجر عظیم پاتا ہے۔ القصہ دنیا میں ایسی کامیابی کسی فرد بشر کو آجتک نصیب نہیں ہوئی۔ پھر چونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں مقدر تھا کہ آپ فوق العادۃ کامیاب ہوں۔ اس لئے آپ کی جماعت عظیم الشان جماعت ہوئی۔ اون کی وفاداریوں راستبازیوں کی شہادت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی جو اس آیت میں خود اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم۔ دنیا میں جب کوئی قوم قوم بنی ہے اور گمنامی سے نکل کر معزز بنی ہے منجملہ اور اسباب کے جو اسکی ترقی اور عزت کا موجب ہوئے ہیں۔ ایک یہ بھی ہے کہ انمیں باہم

... اور محبت اور اخلاص ہو اور ہر قسم کے غل و غش اور نفاق سے ان کے سینے پاک ہوں وہ گھر جہاں دل باہم پھٹے ہوئے نہ ہوں برباد ہو جاتا ہے وہ سلطنت جس میں کار داروں اور ارکان میں پھوٹ ہو۔ وہ تباہی کا نشانہ ہو جاتی ہے۔

اسلام کی پہلی برکت جو نازل ہوئی وہ یہی تھی کہ اوسنے پراگندہ اور منتشر قوم کو شیرازہ بندکیا اور فرمایا کہ اذکنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ تم اس رسول سے پہلے باہم دشمن تھے مگر خدا نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور آج اسلام کی نعمت سے بھائی ہو گئے یہ دو اصول بڑے ہیں دنیا کے علوم کا دعوی کرنے والی قومیں بھی اس سے بڑھ کر اصول نہیں بتلا سکتیں۔ پہلا اصول یہ ہے کہ اشداء علی الکفار یعنے کفار پر سخت ہوں مطلب یہ کہ دشمنوں کے اثر سے کسی طرح متاثر نہوں اور باطل کی طمع کے دانت اون پر کبھی بھی تیز نہوں جیساکہ اس آیت سے سمجھ میں آتا ہے ان عبادی لیس لک علیہم سلطان یعنے اے شیطان تیرا تسلط میرے بندوں پر نہیں ہوتا مومن کی بڑی تعریف یہ ہے کہ کافر اوس سے مایوس ہو جاوے اسکا پہلا اور بیّن ثبوت یہ ہے کہ اگر اثناء مباحثہ میں یا آغاز ہی میں کسی آریہ یا عیسائی کو یہ معلوم ہو جاوے کہ اوسکا حریف حضرت اقدس کے سلسلہ کا ایک خادم ہے تو اوسکا مونہہ بگڑ جاتا اور اوس کے دانت ٹوٹ جاتے ہیں یہہ اس لیئے کہ اونکی فطرت تسلیم کر چکی ہے کہ یہ ایک کامل الایمان راستباز کے خدام ہیں اور جسقدر ایمان قوی ہو اور راستبازی اور تقوی ہو شیطان اوسی قدر ایسے شخص سے دور بھاگتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کی نسبت کہا کہ شیطان اوس راہ سے گذر کر چلا جاتا ہے جس راہ سے حضرت عمرؓ جاتے ہیں پس حقیقت میں ہر مومن کو عمری الغیرت ہونا چاہیئے۔ غرض ایک بڑا گر ایمان کامل کے لیئے یہ ہے کہ دوسری قوموں کے خیالاتوں اور بدعتوں کا اثر اوس پر نہ پڑے۔ یہہ تو کفار کے ساتھ اونکا تعلق ہو۔ اور اپنے دوستوں اور احباب کے لیئے اون کی صفت یہ ہے کہ رحماء بینہم رحیم اوس کو کہتے ہیں جو اثر قبول کر سکے اور اوس کا قلب رقیق ہو اور قساوت کا مادہ اوس میں نہ ہو محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار خدا تعالی اپنی مراد کو بہتر جانتا ہے دو قسم کے ثبوت ہوتے ہیں ایک انفسی دوسرے آفاقی یا اندرونی اور بیرونی اس ترتیب میں محمد رسول اللہ ایک دعوی بھی ہے اور معًا اندرونی اور نظری ثبوت بھی اپنے ساتھ رکھتا ہے اور آپ کی رسالت کے لیئے والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم بطور آفاقی ثبوت کے ہے یہ امر واضح ہے کہ ایک مامور اور مدعی خواہ کیسا ہی نفس الامر میں راستباز اور اعلے صفات کا ہو مگر اگر اس کے مسترشدین اور مستفیضین میں سے ایک بھی پاک دل اور نیک نمونہ نہ ہو تو بالبداہت شک کی گنجائش ہو گی کہ متبوع کا خود کیا حال ہے۔ اور کم سے کم اسکی تعلیم پر نقص اور ناکافی ہونے کا داغ لگے گا۔ اس بنا پر ہم بڑے فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدسی النفس ہونے اور آپ کی زبردست تعلیم اور موثر چال چلن کا ثبوت اگر بے انتہا شواہد اور دلائل سے نہ بھی دیا جاوے تو آپ کی طیار کردہ جماعت ہی ایک بے نظیر ثبوت ہے۔ یعنے آپ کی طیار کردہ جماعت میں دو صفتیں پائی جاتی ہیں کہ وہ باہم رحیم ہیں اور مخالفین پر اشدا ہیں حقیقت میں منجانب اللہ مامور کے ہم نشینوں اور اس کی صحبت سے فیض یافتوں میں نہایت ضروری ہے کہ دو صفتیں ہوں اور درحقیقت رسالت اور ماموریت کا انحصار کلی ان ہی دو صفتوں پر ہے۔ پھر تراہم سجدًا بھی اُن کی عجیب شان ظاہر کرتا ہے کہ وہ ہر حال میں بزم میں اور رزم میں اپنا سارا تعلق خدا ہی سے رکھتے ہیں اور کوئی نفسانی غرض اور اتباع شہوات درمیان نہیں آہ کیسا ظالم اور تاریخ عالم سے ناواقف ہے وہ جو کہتا ہے کہ آن حضرت صلعم کے ساتھ لوٹ مار کے طمع سے لوگ ہو گئے تھے قاتلہم اللہ انی یوفکون اسلام کے جان اور روح رروان صدیق و فاروق (رضی اللہ عنہما) کی سیرۃ کو جاننے والے جانتے ہیں کہ کسطرح انہوں نے اپنی عروج کے اوقات میں زندگی بسر کی اور بعد موت کے کیا ترکہ چھوڑ گئے اور کون ان کے بعد ان کا جانشین ہوا کیا اون کی وصیت کسی اپنے فرزند کے لیئے بھی تھی۔ آج میں یہہ آئیتیں حاضرین کے سامنے اور حاضرین کی وساطت سے تمام غائبین کے روبرو اس لیئے پڑھتا ہوں کہ ان سے ایک سبق اور بڑا ضروری اور مفید اپنی جماعت کو دوں۔ برادران خدا تعالی کے فضل و کرم سے آج ہم میں بھی خدا تعالی نے اوسی پہلے نقش کا ظہور دکھایا ہے اور رسالت محمدیہ کا ظل اور خادم کلی طور پر ان ہی صفات کا خوبصورت لباس پہن کر ہم میں موجود ہے اور خدا تعالی اب چاہتا ہے کہ اوسی رنگ کا ایک سلسلہ قائم کرے جسکی بنا راستی اور

طہارت اور ایمان پر ہو۔ میں سچ سچ کہتا ہون کہ جسطرح مکّی آیتون میں جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آئندہ زندگی اور کامیابیوں کے سارے نقشے کھینچے گئے ہیں اور وہ مدینہ جاکر پورے ہوئے اسی طرح براہین احمدیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے اور پیشگوئیان ہیں اور بعینہ وہی رنگ اور وہی قوت اور وہی تحدی ہے اور یہ خدا کا کس قدر احسان ہے کہ ہمارے ہی زمانے میں دعوے ہوئے اور بحمداللہ ہمارے دیکھتے دیکھتے انکے پورا ہونیکا سلسلہ بھی شروع ہوا اس طرح خدا تعالیٰ کی بڑی حجت ہم پر پوری ہو گئی اور ہمنے وہ دیکھا جو ہمارے باپ دادون نے نہ دیکھا تھا۔ بڑے بڑے اولیا اور صلحا ہوئے مگر بعد زمانۂ نبوت کے نبوّت کے منہاج پر صرف یہی ایک پاک سلسلہ قائم ہوا جس کے ساتھ نبوّت کے رنگ میں تمام خدا تعالیٰ کی سنتیں جاری ہیں اور ہماری جماعت کا فرض ہے کہ جسقدر آیات اس سلسلۂ طیبہ کی تائید میں خدا تعالیٰ نازل فرما چکا ہے۔ ہر روز اُن کو نظر کے سامنے اوسی طرح رکھا جائے جسطرح قرآن کریم کی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے اس لئے کہ نبوّت کا تحقیقی رنگ سمجھنے کے لئے ولایت ہی کلید ہے اور ولایت بھی وہ جو نبوّت کے اسلوب پر ہو۔ ان آیات کے آئینہ سے تم خدا تعالیٰ کا صاف اور درخشان چہرہ دیکھو گے اور ایک پر تقویٰ ایمان تم کو ملے گا۔ بہت افسوس ہے کہ تھوڑے ہیں جنہوں نے اس ضروری بات پر توجہ کی ہے اور اکثر یوں گذر گئے ہیں اور گزر جاتے ہین جیسے ایک تماشا کے پاس سے آدمی گزر جاتا ہے۔

خدا وہ وقت جلد لاوے کہ تریاق القلوب جس میں یہ نشان یکجا جمع کئے گئے ہیں شایع ہو۔ غرض مطلب یہ ہے کہ اسوقت خدا نے اسی رنگ میں ایک سلسلہ قائم کیا ہے اور اوسی رنگ کی نصرتیں شامل حال ہو رہی ہیں تو اب سوال یہ ہے کہ قرآن کریم میں جو صفات آنحضرتؐ کے ساتھیوں کے بیان ہوئی ہیں اشداء علی الکفار اور رحماء بینہم کیا یہ علامتیں ہم میں بھی ہیں۔ اپنی زبانوں کو دیکھو سینوں کو ٹٹولو اور سوچو کہ آپس میں کسقدر محبت اور مودت ہے۔ اس پر تو میں ایمان رکھتا ہون کہ یہ سلسلہ ضرور ضرور کامیاب ہوگا مگر قلق ہے تو اسی بات کا کہ ایسا نہ ہو کہ ہم نکال دیئے جائیں اور ہماری جگہ اور لوگ لے لیں۔ ہم میں سے بعض بہت پرانے ہیں۔ میں بھی چودہ برس سے حضرت اقدس سے شرف نیاز رکھتا ہون اور دس برس سے یہاں رہتا ہون بسا اوقات اپنی کمزوریان دیکھ کر جان ماری فکر کے گداز ہو جاتی ہے کہ ایسا نہ ہو کہ اس مبارک درخت کی سوکھی لکڑی کی طرح ہم کٹ جائین۔ خدا تعالیٰ کو تو صفات سے پیار ہے۔ جب ہم میں وہ صفات نہ ہونگی جو نصرت الٰہی کے جالب ہوتی ہیں اور نصرت کا آنا ضروری ہے تو لامحالہ خداوند تعالیٰ کوئی اور قوم تلاش کریگا جو ہم سے بہتر اس نعمت کے شکر گذار ہونگے۔ یہ آیت بہت ڈراتی ہے ویستخلف ربی غیرکم ولا تضرونہ شیئا۔ برادران خدا تعالیٰ کے لئے کوشش کرو اور دعائیں مانگو کہ وہ صفات پیدا ہوں جو رسالت کی حقیقت کے لئے شایان ہیں اور جن پر نصرت الٰہی نازل ہوا کرتی ہے آپس میں رحیم کریم ہو جاؤ۔ اور اپنے ایمانون کے ایسے مضبوط قلعے بناؤ کہ شیطان کا لشکر اون پر حملہ کرنے سے آس توڑ بیٹھے۔

طاعون اور اوسکا آخری علاج

بترسید از خدائے بے نیاز و سخت قہارے
نمے بینم کہ باز بیند خدا ترسے نکوکارے

طاعون نے ملک کو جس مصیبت اور آفت میں مبتلا کیا ہے اوس کا اندازہ زبان قلم اور قلم زبان سے بہت مشکل ہے۔

جبکہ خدا تعالیٰ کے ایک مامور مصدوق نے ایک علم اعلان کے ذریعے سے اہل ملک کو طاعون کے آنیوالے خطرناک حملون سے آگاہ اور بیدار کرنا چاہا تھا اوسوقت بہت تھوڑے دل تھے جنہوں نے اوسکی پاک باتوں کی قدر کی مگر ایک جماعت کثیر تھی جنہون نے موسم سرما کے کسیقدر بظاہر پرامن گذرنے پر جامے سے باہر نکل کر اس مرد خدا کی پیشگوئی اور تجویز پر مضحکہ اڑایا تھا۔ لاہور کے پیسہ اخبار نے جو آج طاعون کے علاج کو دعا پر ختم کر بیٹھا ہے اس سے بیشتر دعا اور دوا طاعون پر بے معنی ہنسی کی تھی خدا کی غیرت نے اوسکو اس الزام سے ملزم کیا اور اوسپر حجت پوری کی۔ بہرحال ہمارا منشاء یہاں کچھ اور ہے تو دہانہ کے سول ملٹری نیوز اخبار نے پیسہ اخبار لاہور کی کسی سابق تحریر کے حوالہ سے طاعون کے آخری علاج کے متعلق یہ تجویز پیش کی ہے کہ ۲۴ مئی ۱۹۱۰ء کو ہندوستان بھر میں طاعون کے رفع ہونے کیلئے خدا سے اس دعا کی جاوے اور اس دعا میں دہریوں اور ملحدون کو الگ کر دیا ہے جیسپر معزز ہمعصر رفیق ہند نے اتنا اور اضافہ کر دیا ہے کہ اون گمراہوں کو بھی چھوڑ دو جنہوں نے عقائد اسلام کے خلاف دعا اور استجابت کے معنے کئے ہیں اور دعا کی اصلی اور حقیقی تاثیر سے بالکل منکر ہیں ہمارے خیال میں یہ تجویز بے شک قابل عمل ہے مگر آخر ان لوگوں کو اس تجویز کی اوس اصلی صورت میں ماننا پڑیگا جو خدا تعالیٰ کے ایک برگزیدہ بندے نے پیش کی تھی

آپ بیتی

بیان پر درد ہے گذری ہوئی اپنی کہانی ہے

[عالی جناب سیٹھ عبدالرحمن صاحب تاجر مدراسی نے جو مضمون بحکم حضرت اقدس امام ہمام علیہ السلام ضرورت امام پر لکھا تھا وہ حضور کے حکم سے درج ذیل کیا جاتا ہے
ایڈیٹر]

حضور اقدس امام ہمام علیہ السلام! اس ناچیز کی ابتدائی عمر ہی سے قسم قسم کے لوگون سے ملاقات رہی ہے۔ مگر جس گروہ کے ساتھ جب ملاقات ہوتی ابتداً تو ایک دلی جوش سے ہوا کرتی تھی اور اس ناچیز کو بڑی محبت اوس سے رہا کرتی۔ لیکن جب کبھی کسی قسم کی کوئی منافقانہ حرکت ایسے ملاقاتی سے مشاہدہ میں آتی تو میرا دل رنج و غم سے بھر جاتا اور سخت صدمہ پہونچتا میری صحبت اور ملاقات زیادہ تر اور خصوصیت کے ساتھ علماء و صلحاء سے رہی اور بجائے خود میں تقویٰ اور طہارت کو بھی فی الجملہ پسند کرتا تھا۔ چنانچہ میری ابتدائی عمر کی ایک کیفیت یہ ہے کہ ایک بزرگ غالباً وہ خراسانی تھے بنگلور کے قریب ایک مقام میں جسکو لاگر کہتے ہیں سکونت رکھتے تھے اور اونکا نام دو دو میاں تھا چونکہ خراسانی گھوڑوں کے سوداگر وہان قیام کرتے تھے۔ اور سرکاری گھوڑوں کی خریداری بھی وہان ہی ہوا کرتی تھی۔ اس لئے اون کا قیام اوسی جگہ رہتا تھا اور کبھی کبھی بنگلور بھی آجایا کرتے تھے۔ ایک نوجوان خوش رو اور دوسرے تقویٰ اور پرہیزگاری میں بھی کامل تھے اور اوس وقت اونکا سن بھی کوئی پچاس برس کے قریب ہوگا مگر قرأت بہت ہی اچھی پڑھتے تھے اور بڑے ہی خوش الحان تھے۔ جب کبھی اون کا آنا بنگلور میں ہوتا تھا تو جامع مسجد میں آکر فروکش ہوا کرتے تھے۔ اور اس ناچیز کے وقت کا ایک بڑا حصہ اوسی مسجد میں گذرتا تھا ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ مولوی دو دو میاں صاحب سے نماز عشاء پڑھوائی۔ اور یہ گویا اون کی قرأت اور خوش الحانی پر مطلع ہونے کا پہلا اتفاق ہوا۔ جون جون نماز پڑھتا تھا ساتھ ساتھ طبیعت کو اون کی طرف میلان ہوتا گیا۔ اور پھر تو میرے وقت کا کچھہ کچھہ حصہ اون کی صحبت میں بھی گذرتا رہا چونکہ وہ بزرگ نہایت درجہ کے متقی۔ پارسا تہجد گذار۔ اور منکسر المزاج تھے۔ اور اون کے پیچھے نماز پڑھنے میں ایک لذت بھی محسوس ہوتی تھی بایں سبب اونپر میرا حسن ظن بڑھتا گیا۔ اور اکثر وہ ہمارے ہان بھی مہمان رہتے جب تک اونکا قیام ہوتا۔ چونکہ اس ناچیز کے والدین خدا اونکو مغفرت کرے اس بات کو نہایت عزیز رکھتے تھے تو میرے لئے یہ بات بہت آسان ہو جاتی تھی کہ جب کبھی کوئی عالم یا کوئی اور اعلیٰ درجہ کے آدمی وہان آجاتے تو ہر گز ہمارے مہمان ہوئے بغیر رخصت نہ ہوتے تھے۔ اور یہ اوس زمانہ کا ذکر ہے کہ اس ناچیز کو کاروبار دنیا سے کچھہ معلوم نہ تھا مسجد اور مدرسہ اور کبھی کبھی اپنے ہم عمر لڑکون کے ساتھ کھیل تماشا سیر کرنے مین بھی وقت گذرتا تھا غرض جیساکہ والدین کی عادت ہوا کرتی تھی بڑے دلون یعنے مشہور تہواروں میں لڑکوں کو کچھہ دیدیا کرتے ہیں جیساکہ عیدین وغیرہ کو اور ایسا ہی بعض دوسرے موقعون پر اور ہمارے ہان عموماً یہ بھی عادت ہے کہ دوسرے رشتہ دار بھی ایسے موقعوں پر کچھہ نہ کچھہ نقدی بطور عیدی دے دیا کرتے ہیں تو اس ناچیز کے پاس ایسی تقریبوں کے جمع کئے ہوئے کوئی دس بارہ روپے تھے اور اوسکو بڑی احتیاط سے اپنے پاس رکھتا تھا یعنے کسی کو اسکی خبر نہ تھی میں خاص اپنے صندوق میں رکھا کرتا تھا۔ غرض ایک وقت مولوی صاحب مذکور حسب عادت تشریف لائے اور میں اون کو کھانا کھلانے کے واسطے مکان پر لے گیا۔ چونکہ وہ کوئی وقت کھانے کا نہ تھا تاہم میری والدہ نے جھٹ پٹ تھوڑی روٹی اور سالن طیار کر لیا اور بہت جلد مولوی صاحب کے روبرو پیش کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے اوس وقت اون کو اشتہا بھی زیادہ تھی۔ یعنی کھانا کھانے کے بعد اونہون نے دعاء خیر معمول سے زیادہ اون سے صادر ہوئی۔ اور اونکی حالت ظاہری سے کچھہ ایسا بھی محسوس ہوتا تھا کہ اون کو کچھہ اور بھی احتیاج ہے اور میں نے وہ مبلغ جو اوس عمر تک جمع کیا ہوا تھا۔ تمام و کمال مولویصاحب کی نذر کر دیا۔ اور شاید آجتک اسکی کسی کو خبر نہیں ہے۔ اور مجھے یہ واقعہ اب تک اچھی طرح سے یاد ہے۔

اس کے بعد مولویصاحب بہت ہی محبت اور شفقت فرماتے رہے اور چونکہ ایک صوفی منش بھی تھے کچھہ کچھہ ذکر اور اوراد مجھے سکھلانے لگے۔ اور میں بھی اون کی ہدایت بموجب کرتا رہا۔ چنانچہ اون کی لکھوائی ہوئی ادعیہ میں سے ایک ابھی تک میرا دستور العمل ہے۔ لیکن بعد اوس کے بہت جلد میری شادی ہوئی میری عمر کا شاید چودھواں سال ہوگا جو میری یہ تقریب ہوئی۔ اور میری حالت اوس وقت تک یہ تھی کہ میں اسکی غرض وغیرہ سے بالکل نا آشنا تھا۔ یعنے کچھہ بھی خبر نہ تھی کہ شادی سے غرض کیا ہوتی ہے۔ غرض بعد شادی کے بھی مجھے زیادہ انس مسجد اور اچھے لوگوں کی صحبت سے رہی اگرچہ ایک حد تک دوکانداری بعد شادی کے ضروری امر ہوگیا۔ مگر میں اس کے واسطے کچھہ پرواہ نہیں کرتا تھا

باقی آئندہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب۔

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون۔ نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ۔ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چندروز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام وخاص سرمہ سے فائدہ اُٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ ۴ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۲ خالص ممیرہ فی ماشہ ۱۰ مصری سرمہ فی تولہ ۴ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیئے المشتہر پروفیسر میا سنگہ آہلووالیہ۔ مقام بٹالہ۔ ضلع گورداسپور +

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے۔

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگہ آہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھہ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اون سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہین ہے۔ اسلئے ہر کسی کیلئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لایق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لیئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔

راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگہ صاحب آہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اُسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دُکھتی رہتی تھین اون میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اوس کی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ اون اشیاء کو جو اوس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہیں دیکھہ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان۔ ایل۔ ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگہ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاص کر اون مریضوں کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھندا اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برج لال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایم ایل ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگہ آہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اوس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے۔ +

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان

نمبر ۱۴ | دارالامان قادیان ۱۷ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۷ ہجری مطابق ۱۷ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء | جلد ۴

روئیداد جلسہ عید اضحیٰ

حضرت اقدس کی خواہش

حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دلی آرزو اور تمنا رہتی ہے کہ کہ ہمارے احباب کو یہاں دارالامان میں بار بار آنے کا موقع ملے۔ اور اسطرح یہاں رہ کر ہر ایک شخص کو اپنے تزکیۂ نفس اور تصفیہ باطنی اور تجلیہ روح کے لئے عملی ہدایتیں مل سکیں۔ اس غرض کے پورا کرنے کے لئے آپ نے سال میں تین جلسے مقرر کر رکھے ہیں عیدالفطر اور بڑے دن کی تعطیلوں میں۔ اس کے علاوہ بھی بعض امور مہمہ دین کی خاطر حسب ضرورت جلسے کئے جاتے ہیں۔ مگر یہ جلسہ جس کی روئیداد ہم لکھنے کو ہیں ان معمولی جلسوں میں سے ایک جلسہ ہے جو ہر سال عید اضحیٰ کی تقریب پر ہوتا ہے۔

جلسہ کی اطلاع

یوں تو پہلے ہی سے سب احباب کو معلوم ہے کہ عید اضحیٰ پر جلسہ ہوتا ہے اور اس کی اطلاع کسی مطبوعہ اشتہار کے ذریعہ سے نہیں دی جاتی مگر ہمارے محسن و مخدوم مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی جنہوں نے ایک عرصہ دراز سے حضرت امام کی صحبت میں رہنا اپنے لئے لازم کر لیا ہے اور اس صحبت سے قابل رشک فائدہ اٹھایا ہے اپنے کامل ایمان کی وجہ سے ہمیشہ دوستوں کو دارالامان میں آنے اور رہنے کی تاکید بجائے خود کرتے رہتے ہیں اور اس لحاظ سے کہ مومن کامل تب ہوتا ہے جب کہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لئے چاہتا ہے مولانا موصوف کی ہمیشہ یہ آرزو رہتی ہے کہ لوگ آکر وہ دیکھیں جو انہوں نے دیکھا ہے اور وہ حاصل کریں جو انکو ملا ہے اس لئے اس موقعہ پر بھی اسی ایمانی جوش کے اقتضا سے انہوں نے اپنے ہر ایک شہر کے دوستوں کو متواتر خطوط کے ذریعہ مختلف مؤثر پیرایوں میں اس جلسہ پر آنے کی تحریک اور ترغیب دی۔ گویا اس سارے مجمع کی جو اس تقریب پر ہوا بلانے والے حضرت مولانا موصوف ہی تھے اور آپ کے خطوط ہی اطلاعنامہ تھے۔

مہمانوں کی آمد

۱۰ اپریل ہی سے مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی۔ اس موقعہ پر سب سے زیادہ دوست سیالکوٹ سے تشریف لائے۔ اور اس سے پیشتر کبھی اسقدر دوست سیالکوٹ سے نہ آئے تھے چنانچہ انکی ایک ریزرو گاڑی بٹالہ تک پہونچی تھی۔ بہرحال امرتسر بٹالہ۔ لاہور وزیر آباد۔ سیالکوٹ۔ جموں۔ پشاور۔ گجرات۔ جہلم۔ راولپنڈی کپورتھلہ۔ لودھیانہ۔ پٹیالہ۔ بمبئی

لکھنؤ۔ سنور۔ وغیرہ بہت سے مقامات سے مہمان آئے جنکی تعداد تین سو سے زیادہ تھی۔

یوم العرفہ اور حضرت اقدس کی دعاء

یوم العرفات کے دن علی الصباح حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ و السلام نے حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ کو بذریعہ ایک مختصر سی چٹھی کے اطلاع دی کہ میں آج کا دن اور رات کا کسی قدر حصہ اپنے اور اپنے دوستوں کے لئے دعا میں گذارنا چاہتا ہوں اس لئے وہ دوست جو یہاں موجود ہیں اپنا نام اور جائے سکونت لکھکر میرے پاس بھیجدیں تاکہ دعا کرتے وقت مجھے یاد رہے (ہم نے آنحضرت کی اُس چٹھی کو اُسی روز شائع کر دیا تھا یہاں اُس کے اندراج کی کوئی ضرورت نہیں ہے) اسپر حضرت مولانا نے سب دوستوں کو بلا کر ایک مختصر سی تقریر کی بعد حضرت اقدس کے ارشاد سے سب کو مطلع کیا اور ایک فرد بنا کر آنحضرت کی خدمت میں بھیجدی گئی۔ چنانچہ حضرت اقدس نے وہ دن اور رات کا ایک بڑا حصہ دعاؤں میں گذارا۔ چونکہ اُس روز احباب کثرت سے آرہے تھے ہر ایک چاہتا تھا کہ میں آپ کی زیارت کروں اس وجہ سے حضور قلب اور رجوع تام میں فرق آتا تھا لہذا حضرت اقدس نے مکرر اطلاع بھیجی کہ میرے پاس کوئی رقعہ وغیرہ نہ بھیجے اس طرح پر سخت حرج ہوتا ہے حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب نے پھر دوستوں کو جمع کر کے اس حکم سے اطلاع دی۔ مغرب اور عشاء کی نماز جمع ہوگئی اور آپ نے فرمایا کہ چونکہ میں خدا تعالےٰ سے وعدہ کر چکا ہوں کہ آج کا دن اور رات کا حصہ دعاؤں میں گذاروں اس لئے میں جاتا ہوں تاکہ تخلف وعدہ نہ ہو۔ یہ فرما کر آپ تشریف لے گئے اور دعائیں مصروف ہوگئے۔ اُس وقت جناب کا تشریف لے جانا گویا موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور پر جانا نظر آتا تھا۔ بہر حال وہ دن اور رات آپ کی دعاؤں میں گذری۔

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی تحریک کہ تقریر ضرور کریں۔

یہ بات جو اب ہم لکھتے ہیں ایک ایسی بات ہے جس سے معلوم ہوگا کہ ہمارے مخدوم مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کو کسقدر عشق آپ کی باتوں سے ہے۔ حضرت مولانا صاحب یوں بھی جلسہ عید سے پیشتر (؟) علی العموم ہر روز بعد شام عرض کر دیا کرتے تھے کہ حضور تقریر ضرور کریں اور یہ اسلئے کہ نصیب اعدا آپ کی طبیعت پچھلے چند دنوں سے کسی قدر ناساز تھی۔ اُس کی امید نہ تھی کہ آپ تقریر فرماویں گے مگر آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہماری تقریر کیا ہے جب بہت سے دوستوں کا مجمع ہوتا ہے تو انہیں سے ہر ایک کے مرض کی اصلاح زیر نظر ہوتی ہے اس لئے اُن کے امراض کا علاج فرداً فرداً جمع ہو کر ایک تقریر بنجاتی ہے۔“ بہر حال آج عید کی صبح کو مولانا موصوف اندر تشریف لے گئے۔ اور عرض کیا کہ ”میں آج خصوصیت کے ساتھ یہ عرض کرنے کو آیا ہوں کہ آپ تقریر ضرور کریں خواہ چند فقرے ہی ہوں“ آپ نے فرمایا کہ ”خدا نے ہی حکم دیا ہے“ اور فرمایا کہ رات الہام ہوا ہے کہ مجمع میں کچھ عربی فقرے پڑھو میں کوئی اور مجمع سمجھتا تھا شاید یہی مجمع ہو۔ غرض حضرت مولانا موصوف کی تحریک پر دنیا کو وہ بے نظیر نعمت ملی جو الگ رسالہ کی صورت میں شائع ہوگی اور جسے ہم بھی اگر موقع ہوا تو درج اخبار کر دیں گے۔ اور ہمارا یقین ہے کہ اس خطبہ پر جسقدر برکات اور فیوض نازل ہو رہے ہیں اور ہوں گے اُن سے ایک بڑا حصہ حضرت مولانا کو ملے گا اس لئے کہ اصل محرک وہی ہیں اور حضرت نے خود کئی بار اُنکی تحریک کا اعتراف فرمایا ہے۔

نماز کی طیاری

جامع مسجد کی توسیع کا کام ایک عرصہ سے شروع تھا اور آج جامع مسجد کا نظارہ قابل دید تھا۔ بہت بڑا حصہ توسیع کے کام میں سے ختم ہو چکا تھا اس لئے حضرت اقدس نے جامع مسجد ہی میں ادائے نماز کا حکم دیا۔ آٹھ بجے تک جامع مسجد کا صحن اور اندر قریباً بھر چکا تھا۔ حضرت اقدس کوئی ساڑھے آٹھ بجے کے قریب تشریف لائے۔ اور کوئی سوا نو بجتے بجتے تک نماز سے فارغ ہو گئے نماز حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر حضرت اقدس خطبہ کے لئے مسجد کے بیچ کے دروازہ میں کھڑے ہوئے اور مندرجہ ذیل خطبہ پڑھا۔

خطبہ عید اضحیٰ

آج عید اضحیٰ کا دن ہے اور یہ عید ایک ایسے مہینہ میں آتی ہے جسپر اسلامی مہینوں کا خاتمہ ہوتا ہے یعنی پھر محرم سے نیا سال شروع ہوتا ہے یہ ایک سِرّ کی بات ہے کہ ایسے مہینہ میں عید کی گئی ہے جسپر اسلامی مہینہ کا یا زمانہ کا خاتمہ ہے۔ اور یہ اسطرف اشارہ ہے کہ اسکو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آنے والے مسیح سے بہت مناسبت ہے وہ مناسبت کیا ہے؟ ایک یہ کہ ہمارے نبی کریم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم آخر زمانہ کے نبی تھے اور آپ کا وجود باوجود اور وقت بعینہٖ گویا عید اضحےٰ کا وقت تھا۔ چنانچہ یہ امر مسلمانوں کا بچہ بچہ بھی جانتا ہے کہ آپ نبی آخر الزمان تھے اور یہ مہینہ بھی آخر الشہور ہے اس لئے اس مہینہ کو آپ کی زندگی اور زمانہ سے مناسبت ہے۔

دوسری مناسبت۔ چونکہ یہ مہینہ قربانی کا مہینہ

لہلاتا ہے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی حقیقی قربانیوں کا کامل نمونہ دکھانے کے لئے تشریف لائے تھے - جیسے آپ لوگ بکری اونٹ گائے دنبہ ذبح کرتے ہو - ایسا ہی وہ زمانہ گذرا ہے کہ آج سے تیرہ سو سال پیشتر خدا تعالیٰ کی راہ میں انسان ذبح ہوئے - حقیقی طور پر **عید اضحی** وہی تھی اور اُسی میں ضحی کی روشنی تھی - یہ قربانیاں اس کا لُب نہیں پوست ہیں روح نہیں جسم ہیں - اس سہولت اور آرام کے زمانہ میں ہنسی خوشی سے عید ہوتی ہے اور عید کی انتہا ہنسی خوشی اور قسم قسم کے تعیشات قرار دیئے گئے ہیں - عورتیں اسی روز تمام زیورات پہنتی ہیں عمدہ سے عمدہ کپڑے زیب تن کرتے ہیں مرد عمدہ پوشاکیں پہنتے ہیں اور عمدہ سے عمدہ کھانے بہم پہونچاتے ہیں اور یہ ایسا مسرت اور راحت کا دن سمجھا جاتا ہے کہ بخیل سے بخیل انسان بھی آج گوشت کھاتا ہے خصوصاً کشمیریوں کے پیٹ تو بکروں کے مدفن ہو جاتے ہیں گو اور لوگ بھی کمی نہیں کرتے الغرض ہر قسم کے کھیل کود لہو لعب کا نام عید سمجھا گیا ہے - مگر افسوس ہے کہ حقیقت کی طرف مطلق توجہ نہیں کی جاتی - درحقیقت اس دن میں بڑا ستر یہ تھا کہ حضرت **ابراھیم** نے جس قربانی کا بیج بویا تھا اور مخفی طور پر بویا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے لہلہاتے کھیت دکھائے - حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے ذبح کرنے میں خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں دریغ نہ کیا اس میں مخفی طور پر یہی اشارہ تھا کہ انسان ہمہ تن خدا کا ہو جائے اور خدا کے حکم کے سامنے اُسکی اپنی جان اپنی اولاد اپنے اقربا و اعزا کا خون بھی خفیف نظر آوے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو ہر ایک پاک ہدایت کا کامل نمونہ تھے کیسی قربانی ہوئی - خونوں سے جنگل بھر گئے - گویا خونوں کی ندیاں بہ نکلیں باپوں نے اپنے بچوں کو بیٹوں نے اپنے باپوں کو قتل کیا اور وہ خوش ہوتے تھے کہ اسلام اور خدا کی راہ میں قیمہ قیمہ اور ٹکڑے ٹکڑے بھی کئے جاویں تو انکی راحت ہے مگر آج غور کرکے دیکھو کہ بجز ہنسی اور خوشی اور لہو ولعب کے روحانیت کا کونسا حصہ باقی ہے - یہ عید اضحیٰ پہلی عید سے بڑھکر ہے اور عام لوگ بھی اسکو بڑی عید کہتے ہیں مگر سوچکر بتلاؤ کہ **عید** کی وجہ سے کسقدر ہیں جو اپنے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور روحانیت سے حصہ لیتے ہیں اور اُس روشنی اور نور کو لینے کی کوشش کرتے ہیں جو اس ضحی میں رکھا گیا ہے - **عید رمضان** اصل میں ایک مجاہدہ ہے اور ذاتی مجاہدہ ہے اور اُسکا نام **بذل الروح** ہے مگر یہ عید جسکو بڑی عید کہتے ہیں ایک عظیم الشان حقیقت اپنے اندر رکھتی ہے اور جسپر افسوس کہ توجہ نہیں کی گئی - خدا تعالےٰ نے جس کے رحم کا ظہور کئی طرح پر ہوتا ہے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک یہ بڑا بھاری رحم کیا ہے کہ اور اُمتوں میں جسقدر باتیں پوست اور قشر کے رنگ میں تھیں اُنکی حقیقت اس امت مرحومہ دکھلائی ہے **سورۃ الفاتحہ** میں جو خدا تعالیٰ کی یہ چار صفات بیان ہوئی ہیں کہ **رب العلمین - الرحمن الرحیم ملک یوم الدین** اگرچہ عام طور پر یہ صفات اس عالم پر تجلی کرتی ہیں لیکن ان کے اندر حقیقت میں پیشگوئیاں ہیں جنپر کہ لوگ بہت کم توجہ کرتے ہیں - اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چاروں صفتوں کا نمونہ دکھایا کیونکہ کوئی حقیقت بغیر نمونہ کے سمجھ میں نہیں آسکتی - **رب العلمین** کی صفت نے کسطرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نمونہ دکھایا آپ نے عین ضعف میں پرورش پائی کوئی موقع مدرسہ مکتب نہ تھا جہاں آپ اپنے روحانی اور دینی قویٰ انکو نشو ونما دے سکتے - کبھی کسی تعلیم یافتہ قوم سے ملنے کا موقع ہی نہ ملا نہ کسی موٹی سوٹی تعلیم کا ہی موقع پایا اور نہ فلسفہ کے باریک اور دقیق علوم کے حاصل کرنے کی فرصت ملی - پھر دیکھو کہ باوجود ایسے مواقع کے نہ ملنے کے **قرآن شریف** ایک ایسی نعمت آپ کو دی گئی جس کے علوم عالیہ اور حقہ کے سامنے کسی اور علم کی ہستی ہی کچھ نہیں جو انسان ذرا سی سمجھ اور فکر کے ساتھ **قرآن کریم** کو پڑھے گا اُسکو معلوم ہو جاوے گا کہ دنیا کے تمام فلسفے اور علوم اس کے سامنے ہیچ ہیں اور سب حکیم اور فلاسفر اس سے بہت پیچھے رہ گئے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر دو عظیم الشان نبی گذرے ہیں ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام دوسرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام - مگر ان دونوں کو تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا - انمیں سے کسی کی نسبت نبی اُمی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا گیا یہ تحدی اور دعوے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ہوا چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے - **ماکنت تدری ما الکتاب ولا الایمان ولکن جعلناہ نورا نھدی بہ من نشاء من عبادنا الی الآیۃ**

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تو گویا شاہزادوں کی طرح تعلیم پائی تھی اور فرعون کی گود میں شاہانہ نشو ونما پایا اُن کے لیے اتالیق مقرر کیے گئے کیونکہ اس زمانہ میں بھی اتالیق مقرر ہوتے تھے اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مقدر نہ ملتا تو گویا فرعون کے بعد گدی نشین آپ ہی تھے اور اگر خدا کا فضل نہ ہوتا تو نعوذ باللہ آپ کو فرعون بھی بننا تھا -

یاد رہے کہ فرعون کا لفظ بُرا نہیں - اصل میں شاہان مصر کا یہ لقب تھا جسطرح پر قیصر وکسریٰ شاہان روم

(غلام مولا)

و ایران کا لقب تھا اور جسطرح پر آج زار روس اور سلطان روم کا لقب ہے - میرا مطلب اس بیان سے صرف یہ ہے کہ اگر خدا تعالے یہ دوسرا سلسلہ نہ شروع کردیتا تو ضرور تھا کہ وہی تخت نشین ہوتے - اور یہ بھی سچی بات ہے کہ گو موسیٰؑ کی ماں کو بھی ایک درد اور دکھ پہونچا تھا کہ جیتی جان کو دریا میں ڈالا - لیکن اسکی راحت اور مسرت کی کیا انتہا ہوسکتی ہے جب کہ خود خدا تعالے نے موسیٰ کی واپسی کا اُسکو وعدہ دیا تھا - الغرض موسیٰؑ کی تعلیم تو یوں شاہانہ رنگ میں ہوئی -

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم بھی باقاعدہ ہوئی - میرے پاس ایک یہودی مصنف کی کتاب ہے اُس نے صاف اور واضح طور پر لکھا ہے بلکہ مسیح کے اُستاد کا نام تک بتایا ہے اور پھر نہ بھی کی ہے کہ اُسی وقت سے توریت اور صحف انبیاء کے مضامین پسند آئے تھے اور جو کچھ انجیل میں ہے وہ صحف انبیاء سے زاید نہیں - اُسنے بتلایا ہے کہ ایک مدۃ دراز تک وہ یہود کے شاگرد رہے تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کسی یہودی نصاری ہندی سے پوچھو کہ آپ نے بھی کہیں تعلیم پائی تھی تو وہ صاف کہے گا کہ ہرگز نہیں !!! کتنی بڑی ربوبیت کا مظہر ہے انسان جب بچپن کی حالت سے آگے نکلتا ہے جو بلوغ سے پہلے ہے تو عام طور پر مکتب میں بٹھا دیا جاتا ہے یہ پہلا قدم ہوتا ہے مگر آپ کی زندگی کا پہلا قدم ہی گویا اعجاز تھا - چونکہ آپ کو خاتم الانبیاء ٹھیرایا تھا اس لئے آپ کے وجود میں حرکات وسکنات میں بھی اعجاز رکھدئے تھے - آپ کی طرز زندگی کہ ا ب - تک نہیں پڑھا اور قرآن جیسی بے نظیر نعمت لائے اور ایسا عظیم الشان معجزہ اُمت کو دیا پہلے نبی آئے اور ایک خاص وقت

تک دنیا میں رہ کر چلدئے اور دین وہیں کالعدم ہوگیا اور خدا کو اُنکا محو کرنا ہی منظور تھا - مگر اس دین کے اظلال و آثار کا قیام منظور تھا اور چونکہ کوئی دین معجزات کے بدون رہ نہیں سکتا ورنہ چند روز تک تاعی باتوں پر یقین رہتا ہے پھر کہہ دیتے ہیں کہ ایہہ جہان مٹھا تے اگلا کن ڈٹھا - اس لئے خدا نے چاہا کہ اسلام کے ساتھ زندہ معجزہ ہو کس قوت اور سنجیدگی اور یقین سے بنایا گیا تھا اور اس ذریعہ سے اسلام کا نور ابد تک درخشاں رہے - چنانچہ اس زندہ نور کی تصدیق کے لئے اس زمانہ میں ہی دیکھو کہ لیکھرام کے قتل ہونے سے پیشتر کہ وہ چھ سال کے اندر ہلاک ہو جاوے گا عوز کردہ کہ وقت - مدۃ - صورت موت کا بتا دینا کیا انسان کے اپنے اختیار میں ہے اور پھر وہ اُسی طرح مارا گیا جیسا کہ دعوے کیا گیا تھا - جب یہ پیشگوئی کی گئی تھوڑے ہی عرصہ میں کروڑ ہا انسانوں میں مشہور ہوگئی - ہندو - مسلمان - عیسائی - سکھ ہر قوم وملت کے لوگ اس سے واقف ہوگئے یہانتک کہ عام بازاری لوگوں سے لیکر گورنمنٹ تک کو اطلاع ہوگئی - اور خود آریوں نے بڑے زور وشور کے ساتھ اسکو مشتہر کیا اور جہاں لیکھرام خود جاتا اس پیشگوئی کا ذکر کرتا - اور شہرت دیتا اور جب پیشگوئی پوری ہوئی تو ایک عام شور برپا ہوگیا - یہاں کہ ہماری بھی خانہ تلاشی ہوئی - تا کہ اسکی صداقت اور شہرت اس خاص ذریعہ سے اور بھی ہو - اور یہ نشان ہمیشہ صفحہ دہر پر ثبت رہے - پھر مقدمات کے دوران میں سرکاری کاغذات اور مثلوں میں اس پیشگوئی کے متعلق بیانات اور کاغذات درج اور شامل ہوئے -

الغرض یہ ایسا عظیم الشان نشان ہے جسکی نظیر کوئی نہیں دکھلا سکتا [illegible] کسی انسانی طاقت [illegible] سے نہ [illegible] کسی [illegible] جا[illegible] کی خبر

بھی دے کہ فلاں وقت پر فلاں [illegible] سے مرجاوے گا - مگر یہاں چھ سال پہلے وقت - صورت موت وغیرہ سے اطلاع دی گئی حالانکہ وہ تیس برس کا ایک مضبوط جوان آدمی تھا - اور اسنے بھی تو میری نسبت کہا کہ میں تین سال کے اندر ہیضہ سے مرجاؤں گا اور میں اُسکی نسبت عمر میں بہت بڑا اور ضعیف اور قریبًا دائم المریض تھا - مگر خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ کی چمکار دکھلائی اور اُسکو ہلاک کرکے اپنے سچے دین کی صداقت پر مہر کردی -

اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ جو آریہ کہلاتے ہیں اصلًا خدا کو پہچانتے ہی نہیں - پھر اُنہیں خداشناسی - اور خدا بینی اور خدا نمائی کی قوت کیونکر پیدا ہو - اُنکا تو پہلا قدم ہی غلط ہے - اُن کے نزدیک تو مرنا جینا عورت یا مرد ہونا بکری یا بیل بننا یہ سب کچھ شامت اعمال کا نتیجہ ہی جب [illegible] اور اشیاء اعمال ہی کا نتیجہ ہیں تو پھر خدا کیا اور اُس کے وجود کے اثبات کے لئے نئے نئے نشان اور معجزات کیا اور اُنکی ضرورت ہی کیا رہی - انکا مذہب ہے کہ خدا پیدا کرنے والا نہیں بلکہ صرف جوڑنے جاڑنے والا ہے جیسے معمار یا کمہار ہوتے ہیں مادہ موجود تھا ارواح بھی اتفاق سے موجود تھیں پرمیشر نے جھٹ جوڑ جاڑ کر مخلوق بنالی - نعوذ باللہ - ہم پوچھتے ہیں کہ جب کہ ارواح اور ذرات قدیم سے موجود ہیں تو اسپر کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ جوڑنا جاڑنا پرمیشر کے بدون نہ ہو - بلکہ طبعی طور پر دلیل تو یہ ملتی ہے کہ اشیاء کو طبعی طور پر تجاذب کی طرف میلان ہوتا ہے اگر یہ تجاذب اور کشش نہ ہو تو نہ اینٹ بن سکے اور نہ مکان رہ سکے اور نہ کوئی اور چیز دنیا میں موجود ہو اور رہ سکے - پس جب کہ آریہ لوگوں کے عقیدہ کے موافق روح اور مادہ قدیم سے ہیں اور طبعیات سے دلیل ملتی ہے

کہ تجاذب کا خاصہ تو آریوں کو پرمیشر سے تو فراغت اور فرصت ہو گئی اب آریہ کے پاس پرمیشر کے ہونے کا کیا ثبوت اور نشان ہے ایک طرف تو یہ ناپاکی ہے کہ خدا ہی کا پتہ نہیں چہ جائیکہ خدا بینی اور خدا نمائی کی راہیں بیان کر سکیں پھر یہ ظلم عظیم کہ ہر قسم کی چیز و ہمیں روحیں اعمال کا بدلہ پانے کے لئے آتی ہیں کبھی سور بنتے ہیں کبھی کتا کبھی بلی وغیرہ۔ اس پر سوال ہوتا ہے اگر کسی کی ماں مر جاوے جب کہ وہ ابھی بچہ ہی تھا اور اُس نے کسی دوسری جگہ پر جنم لیا۔ اور جب دونوں بلوغ کو پہونچے اور باہم ناطہ رشتہ ہو کر بیاہ ہو گیا اور ہم بستری ہو کر اولاد کا سلسلہ چلا اس سے تو بڑی بے شرمی اور پرلے درجہ کی بیحیائی کی بنیاد پڑی اور نہایت قابل شرم مذہب یہ مذہب ہو گیا۔ پرمیشر نے کوئی فہرست تو دی نہیں کہ اس قسم کے نشان سے ماں بہن شناخت ہو جاوے گی اور حق تو یہ تھا کہ وید کے ذمہ یہ فرض تھا کہ جہاں اُس نے یہ پاکیزگی اور اخلاق کی جڑ کاٹنے والا مسئلہ ایجاد کیا تھا اگر اُسے کوئی سوجھ اور سوچ بچار کی طاقت ہوتی تو ساتھ ہی علامات بھی بیان کر دیتا جس سے ایسے رشتوں سے اجتناب کرنے کی کلید ہاتھ میں آریوں کے آ جاتی مگر ضروری تھا کہ وید کی تعلیم کی پیشانی پر نقص کا داغ لگا رہتا تو کہ ہر زمانہ میں تدبر کرنے والے اس کے بطلان میں پہلے جا سکیں۔ ایک طرف تو یہ حال ہے کہ نانی اور نانی کی بھی پڑنانی تک کے رشتہ میں ناطہ نہیں کرنے اور ہم لوگوں میں جو چچا یا ماموں کی بیٹی سے رشتہ کرتے ہیں اس پر اعتراض کرتے ہیں مگر دوسری طرف آپ ماں بہن کے بیاہ لانے پر کوئی دلیل نہیں دیتے یا تو ہزاروں کوس چلے گئے یا ماں بہن کو بھی بیاہ لائے۔ کسی قوم میں ایسا اندھیر نہیں افسوس ان کے پرمیشر نے انکو ناپاکی میں

تو ڈالدیا اور پھر کوئی فہرست بھی نہ دی اور نہ بتایا کہ فلاں گذشتہ پاپوں سے کام نہ لینا یہ تیرے فلاں رشتہ دار ہیں اور فلاں فلاں علامت والی عورت سے رشتہ نہ کرنا کہ وہ تیری حقیقی ماں یا دادی یا خالہ یا بہن یا بھتیجی جنم لے کر دوبارہ آئی ہے۔ اصل میں یہ لوگ تو معذور ہیں یہ سارا ظلم پرمیشر کی گردن جس نے فہرست نہ دی۔

پھر تیسری ناپاکی جو ویدوں کی تعلیم کا عرق اور گل سرسبد بتائی گئی ہے **نیوگ** ہے جسکی تفسیر یہ ہے کہ ایک عورت جیتے جاگتے خاوند کے روبرو گیارہ آدمیوں سے ہم بستر ہو سکتی ہے اگر مرد عورت جوان ہوں اور چند سال شادی پر گذر جاویں اور اولاد نہ ہو تو دوسرے کا نطفہ لینے کے لئے عورت اُس سے ہم بستر ہو اس لئے کہ بدون اولاد کے سرگ کا ملنا محال ہے اور دیوث شوہر کو لازم ہے کہ بیرج داتا کے لئے عمدہ معجونات اور لطیف مقویات طیار کرائے تاکہ وہ تھک نہ جاوے اور کوئی ضعف اُسے لاحق نہ ہو جاوے اور وید کی رو سے۔ بستر۔ رزائی۔ اور چارپائی سب اُسی کی ہو اور غذا بھی اُسی کی کھاوے اور لطف یہ کہ بچہ بھی لے لیوے سوچو یہ کیسا خاوند ہے کہ ایک کوٹھڑی میں آپ دیوث ہے اور دوسری کوٹھڑی میں اُسکی بیاہتا بیوی غیر مرد سے منہ کالا کرا رہی ہے اور آریہ اُنکی حرکات کی آوازیں سنتا ہے اور دل میں خوش ہو رہا ہے کہ اب اس پانی سے اسکی اُمید کا کھیت ہرا بھرا ہو جاوے گا۔ حیف ہے ایسے مذہب پر!!!

خدا پر وہ ظلم! عزت و آبرو پر یہ ظلم!! وید ایسے کاموں کی اجازت دیتا ہے کہ ناپاک سے ناپاک آدمی بھی اُن کے ارتکاب سے شرم کرتے ہیں۔ دیانند نے لکھا ہے کہ یہ شبھ کرم یعنی مبارک کام بیچ میں ترک ہو گیا تھا۔ اب آریہ ورت کے آریہ جاری کریں کہ اسمیں ثواب ملتا ہے ہمکو ضرورت

نہیں کہ اسکا ڈھول دیں۔ آریوں کی کتب مذہبی اور معتقدات کو کوئی دیکھے اور خود ان ہی بزرگوں سے پوچھ دیکھے اُمید ہے کہ بڑے فخر سے اس فعل عجیب کی خوبیاں بیان کرینگے۔*

ان تمام مذاہب کو سامنے رکھکر اور اُنکی تعلیمات و عقاید کی خوب چھان بین کر کر اسلام کی ضرورت اور عزت محسوس ہوتی ہے اور خدا تعالے کے عظیم فضل کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ اُس نے اسلام کو ایسے ناپاک عقیدوں سے پاک کیا اور اُس کی تعلیم کے ہر شعبہ میں کمال اور اعجاز کا جلوہ دکھایا چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم میں قصاص پر بڑا زور تھا کہ دانت کے بدلے دانت کان کے بدلے کان آنکھ کے بدلے آنکھ ہو اور مسیح علیہ السلام کی تعلیم میں اس بات پر زور تھا کہ بدی کا مقابلہ نہ کیا جاوے اگر کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسری بھی پھیر دے کوئی ایک کوس بیگار لے جاوے تو دو کوس چلا جاوے کرتا مانگے تو چادر بھی دیدے وغیرہ وغیرہ اب ہم کو دکھلاؤ کہ کیا کوئی پادری اس پر عمل بھی کرتا ہے کوئی کسی پادری کے منہ پر طمانچہ مار کر تو دیکھ لے۔ یقیناً دوسرا گال پھیرنے کے بجائے کچہری میں گھسیٹ کر لے جائے گا اور ہر قسم کے جھوٹھ اور فریب سے سزا دلوانے کی فکر کرے گا مگر اسلام نے یہ تعلیم نہیں دی بلکہ وہ پاک تعلیم دی جو دنیا کی جان ہے اور انسان فطرۃً اسپر عمل کرتا ہے اور وہ یہ ہے

جَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ

یعنی بدی کی جزا اُسی قدر بدی ہے لیکن اگر کوئی عفو کرے مگر وہ عفو بے محل نہ ہو بلکہ اُس عفو سے اصلاح

* نمونہ کے لئے وہ اشتہار ٹریکٹ ہیں جو ہم نے دوسری جگہ درج کیا ہے۔ ایڈیٹر

مقصود ہو تو اُس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ مثلاً اگر چور کو چھوڑ دیا جاوے تو وہ دلیر ہو کر ڈاکازنی کرے گا۔ اُسکو سزا ہی دینی چاہیئے لیکن اگر دو نوکر ہوں اور ایک اُنمیں سے ایسا ہو کہ ذرا سی چشم نمائی ہی اُسکو شرمندہ کر دیتی اور اُسکی اصلاح کا موجب ہوتی ہے تو اُسکو سخت سزا مناسب نہیں مگر دوسرا عمداً شرارت کرتا ہے اُسکو عفو کریں تو بگڑتا ہے اُسکو سزا ہی دی جاوے تو بتاؤ کہ مناسب حکم وہ ہے جو قرآن حکیم نے دیا ہے یا وہ جو انجیل پیش کرتی ہے قانون قدرت کیا چاہتا ہے؟ وہ تقسیم اور رویت محل چاہتا ہے۔ یہ تعلیم کہ عفو سے اصلاح مدنظر ہو ایسی تعلیم ہے جسکی نظیر نہیں اور اسی پر آخر متمدن انسان کو چلنا پڑتا ہے۔ اور یہی تعلیم ہے جسپر عمل کرنے سے انسان میں قوت اجتہاد اور تدبر اور فراست بڑھتی ہے گویا یوں کہا گیا ہے کہ ہر طرح کی شہادت سے دیکھو۔ اور فراست سے غور کرو۔ اگر عفو سے فائدہ ہو تو معاف کر دو لیکن اگر خبیث اور شریر ہے تو پھر جزاء **سیئۃ سیئۃ مثلھا** پر عمل کرو۔ اسی طرح پر اسلام کی دوسری پاک تعلیمات ہیں جو ہر زمانہ میں روز روشن کی طرح ظاہر ہیں آفتاب پر بھی کسی وقت بادل آجاتا ہے اور بظاہر ایک قسم کا دھندلا سا نظر آتا ہے۔ لیکن اسلام کا چہرہ اس سے بھی مصفا ہے عدم معرفت نے لوگوں کو اندھا کر دیا ہے اور بغض کی نظر سے دیکھتے ہیں اس لئے موتیا بند کی حالت سے بھی گئے گذرے ہیں پھر کیا فیصلہ کریں۔

جسقدر مذہب دنیا میں موجود ہیں سب کے سب بے برکت اور بے نور اور مردہ ہیں اور پاک تعلیم سے بے بہرہ محض ہیں ہندوؤں نے مذہب کا وہ نمونہ دکھایا۔ عیسائیوں نے یہ نمونہ دکھایا کہ ایک عاجز بندہ کو خدا بنایا جسنے یہودیوں جیسی تباہ حال قوم سے جو **ضربت علیہم الذلۃ** **والمسکنۃ** کی مصداق تھی مار یں کھائیں اور آخر **صلیب** پر لٹکایا گیا اور اُن کے عقیدہ کے موافق ملعون ہو کر **ایلی ایلی لما سبقتانی** کہتے ہوئے جان دیدی۔ غور تو کرو کیا ایسی صفات والا کبھی خدا ہو سکتا ہے وہ تو خدا پرست بھی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ وہ خود خدا ہو۔ عیسائی دکھاتے ہیں کہ اُسکی وہ ساری رات کی پُرسوز دعا محض بے اثر گئی۔ اس سے زیادہ بے برکتی کا ثبوت کیا ہو سکتا ہے اور اس سے کیا توقع ہو سکتی ہے کہ وہ دوسروں کے لئے شفیع ہو سکتا ہے۔ ہم کو یاد نہیں کہ دو گھنٹے بھی **دعا** کے لئے ملے ہوں اور وہ دعا قبول نہ ہوئی ہو اِن **اللہ بلکہ خود خدا** کا معاذ اللہ یہ حال ہے کہ ساری رات رو رو کر چلا چلا کر خود بھی دعا کرتا رہا اور دوسروں سے بھی دعا کراتا رہا۔ اور کہتا رہا کہ اے خدا تیری آگے کوئی چیز اَن ہونی نہیں اگر ہو سکے تو یہ پیالہ ٹل جائے۔ مگر وہ دعا قبول ہی نہیں ہوئی۔ اگر کوئی کہے کہ وہ کفارہ ہونے کے واسطے آئے تھے اس لئے یہ دعا قبول نہیں ہوئی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جب اُن کو معلوم تھا کہ وہ کفارہ کے لئے آئے ہیں پھر اسقدر بزدلی کے کیا معنے ہیں۔ اگر ایک افسر ملاحوں کی ڈیوٹی پر بھیجا جائے اور وہ کہتا ہے کہ یہاں خطرہ کا محل ہے مجھے فلاں جگہ بھیجدو تو کیا وہ احمق نہ سمجھا جائے گا۔ جبکہ مسیح کو معلوم تھا کہ وہ صرف **کفارہ** ہی ہونے کو بھیجے گئے ہیں تو اسقدر لمبی دعاؤں کی کیا ضرورت تھی؟ ابھی کیا کفارہ زیر تجویز امر تھا یا ایک مقرر شدہ امر تھا۔ غرض ایک داغ ہو۔ دو داغ ہوں۔ جسپر بے شمار داغ ہوں کیا وہ خدا ہو سکتا ہے؟؟؟ خدا تو کیا وہ عظیم الشان انسان بھی نہیں ہو سکتا!!!

یہودی بیچارے جو خود **ضربت علیہم الذلۃ** کے مصداق تھے وہ حالت تھی کہ صورت سے ہی حالت یہ ہے کہ دنیا پرستی کے سوا کچھ جانتے ہی نہیں۔ ہمارے یہاں ایک اسرائیلی **محمد سلمان** مسلمان ہوا ہے اُس سے پوچھو۔ یہودیوں نے کھانے پینے کے سوا اور کوئی مقصود ہی نہیں رکھا۔ خدا کی قدرت ہے جب **ضربت علیہم الذلۃ** کی حالت آئی تو وہ افعال بھی آگئے جو ذلت کے جالب اور ذلت کے نتائج تھے اگر وہ تائب ہو جاتے تو پھر ضربت کیونکر صادق آتا۔ اس پیشگوئی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شامت اعمال اُن کے گلے کا ہار ہی رہے گی۔ مرد صالح کے ساتھ ذلت اور بے رزقی نہیں ہوتی خدا کا نام عزیز ہے خدا میں ہو کر زندگی بسر کرنے والا ذلیل ہو نہیں سکتا۔ یہودیوں کی زندگی اگر ناپاکیوں کا مجموعہ نہ تھی تو پھر **ضربت علیہم الذلۃ** کی مار اُن پر کیونکر پڑتی۔ اس پر خوب غور کرو اس کے اندر یہ مخفی اسرار ہیں اور پتہ ملتا ہے کہ یہودی قوم کے اطوار بگڑ جاویں گے۔

اب ان مذاہب پر نظر ڈالکر صدق دل سے بتاؤ کہ کیا اسلام کے سوا کوئی اور طریق ہے جس سے تمہارے دل ٹھنڈے ہو سکتے ہیں کیا **ضربت علیہم الذلۃ کے مصداق یہودیوں سے کوئی روشنی اور نور پا سکتے ہو؟ کیا ایسے عیسائی جو ایک عاجز کمزور ناتوان نامراد انسان کو خدا بناتے ہیں کوئی کامیابی کسی کو دے سکتے**

ہیں جس کی اپنی ساری رات کی دعائیں اکارت اور بے سود گئی ہیں وہ دوسروں کی دُعاؤں پر کونسے ثمرات مترتب کرسکتا ہے۔ جو خود ایلی ایلی لما سبقتنی کہہ کر اقرار کرتا ہے کہ خدا نے اُسے چھوڑ دیا وہ دوسروں کو کب خدا سے ملا سکتا ہے!!!

دیکھو اور غور سے سنو!! یہ صرف اسلام ہی ہے جو اپنے اندر برکات رکھتا ہے اور انسان کو مایوس اور نامراد ہونے نہیں دیتا!!!

اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ میں اُس کے برکات اور زندگی اور صداقت کے لئے

نمونہ کے طور پر کھڑا ہوں!!!

کوئی عیسائی نہیں جو یہ دکھا سکے کہ اُسکا کوئی تعلق آسمان سے ہے وہ نشانات جو ایمان کے نشان ہیں اور مومن عیسائی کے لئے مقرر ہیں کہ اگر پہاڑ کو کہیں تو جگہ سے ٹل جاوے اب پہاڑ تو پہاڑ کوئی عیسائی نہیں جو ایک انگلی ہلا دے۔ جو نبی کو سید ھی کر دکھائے۔ مگر میں نے اپنے پر زور نشانوں سے دکھایا ہے اور صاف صاف دکھایا ہے کہ زندہ

برکات اور زندہ نشانات

صرف اسلام کے لئے ہیں۔ میں نے بیشمار اشتہار دئے ہیں اور ایک مرتبہ سولہ ہزار اشتہار شائع کئے اور ان لوگوں کے ہاتھ میں بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ جھوٹے مقدمات کئے اور قتل کے الزام دئے اور اپنی طرف سے ہمارے ذلیل کرنے کے منصوبے گانٹھے مگر عزیز خدا کا بندہ ذلیل کیونکر ہوسکتا تھا جس میں ان لوگوں نے ہماری ذلت چاہی اُسی ذلت سے ہمارے لئے عزت نکلی وذٰلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء۔ دیکھو! اگر کلارک کا مقدمہ نہ ہوتا تو ابراء کا الہام کیونکر پورا ہوتا جو مقدمہ سے بھی پہلے سیکڑوں انسانوں میں شائع ہوچکا تھا یہ اسلام ہی ہے جس کے ساتھ معجزات اور ثبوت ہیں اسلام دوسرے چراغ کا محتاج نہیں بلکہ خود ہی چراغ ہے اور اس کے ثبوت ایسے اجلی بدیہیات ہیں کہ انکا نمونہ کسی مذہب میں نہیں۔ غرض اسلام کی کوئی تعلیم ایسی نہ ہوگی جسکا نمونہ موجود نہ ہو۔ سینے سورۃ الفاتحہ (جسکو ام الکتاب اور مثانی بھی کہتے ہیں اور جو قرآن شریف کی عکسی تصویر اور خلاصہ ہے) کے صفات اربعہ میں دکھانا چاہا ہے کہ وہ چاروں نمونے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں ان صفات اربعہ کا نمونہ دکھایا۔ گویا وہ صفات دعویٰ تھیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود بطور دلیل کے ہے چنانچہ ربوبیت کا آپ کے وجود میں کیسا ثبوت دیا کہ مکہ کے جنگلوں کا سرگردان اور دس برس تک حیران پھرنے والا جسکے لئے کوئی راہ کھلی نظر نہ آتی تھی اُس کی تربیت کی کسکو خیال تھا کہ اسلام روئے زمین پر پھیل جاوے گا۔ اور اُس کے ماننے والے ۹۰ کروڑ تک پہونچیں گے۔ مگر آج دیکھو کہ دنیا کا کوئی آباد قطعہ ایسا نہیں جہاں مسلمان نہیں۔ پھر الرحمٰن کی صفت کو دیکھو جسکا منشا یہ ہے کہ عمل کے بدون کامیابی اور ضرورتوں کے سامان بہم پہونچائے۔ کیسی رحمانیت تھی کہ آپ کے آنے سے پیشتر ہی استعدادیں پیدا کردیں عمر رضی اللہ عنہ بچوں کی طرح کھیلتا تھا ابو بکر رضی اللہ عنہ جو کافروں کے گھر میں پیدا ہوا تھا اور ایسا ہی اور بہت سے صحابہ آپ کے ساتھ ہوگئے گویا ان کو آپ کے لئے رحمانیت الٰہی نے پہلے ہی تیار کر رکھا تھا۔ اور اس قدر امور رحمانیت کے اسلام کے ساتھ ہیں کہ ہم اُن کو مفصل بیان بھی نہیں کرسکتے۔ امیت رحمانیت کو چاہتی ہے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا

رحمانیت کا منشا اس ضرب المثل سے خوب ظاہر ہے

کر دے کرا دے اور اُٹھانے والا ساتھ دے

اور یہ ظہور اسلام کے ساتھ ہوا اسلام گویا خدا کی گود میں بچہ ہے اسکا سارا کام کاج سنوارنے والا اور اُسکے سارے لوازم بہم پہونچانے والا خود خدا ہے کسی مخلوق کا بار احسان اس کی گردن پر نہیں۔ اسیطرح رحیم جو محنتوں کو ضائع نہ کرے اس کے

خلاف یہ ہی کہ محنت کرتا رہے اور ناکام رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رحیمیت کا اظہار دیکھو کیسے واضح طور پر ہوا کوئی لڑائی ایسی نہیں جسمیں فتح نہ پائی ہو۔ تھوڑا کام کرکے بہت اجر پایا ہے بجلی کے کوندنے کی طرح فتوحات چمکیں۔ فتوحات الشام فتوحات المصر ہی دیکھو۔ صفحہ تاریخ میں کوئی ایسا انسان نہیں جسنے صحیح معنوں میں کامیابیاں پائی ہوں جیسے کامیابیاں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ملیں۔ پھر **مٰلک یوم الدین** جزا و سزا کا مالک اچھی کام کرنے والوںکو جزا دیجاوے اگرچہ کامل طور پر یہ آخرت کے لئے ہے اور سب قومیں جزا و سزا کو آخرت ہی پر ڈالتی ہیں مگر خدا نے اسکا نمونہ اسلام کے لئے اس دنیا میں رکھا **ابوبکر** رضی اللہ عنہ جو دوپہر کی دھوپ میں گھر بار مال و متاع چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا تھا اور جس نے ساری جائیداد کو دیکھکر کہدیا کہ **برباد شد برباد باشد** سب سے انقطاع کرکے ساتھ ہی ہو لیا تھا اُس نے یہ مزہ پایا کہ آپ کے بعد سب سے پہلا خلیفہ بلافصل یہی ہوا۔ حضرت عمرؓ جو صدق اخلاص سے بھر گئے تھے انہوں نے یہ مزہ پایا کہ اُن کے بعد خلیفہ ثانی ہوئے غرض اسی طرح پر ہر ایک صحابی نے پوری عزت پائی۔ قیصر و کسرا کے اموال اور شاہزادیاں ان کے ہاتھ آئیں لکھا ہے ایک صحابی کسرا کے دربار میں گیا ملازمان کسرا نے سونے چاندی کی کرسیاں بچھوادیں اور اپنی شان و شوکت دکھائی اُس نے کہا کہ ہم اس مال کے ساتھ فریفتہ نہیں ہوے ہمکو تو وعدہ دیا گیا ہے کہ کسرا کے کڑے بھی ہمارے ہاتھ آجائیں گے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ کڑے ایک صحابی کو پہنادئے تاکہ وہ پیشگوئی پوری ہو۔

مذہب اسلام چونکہ اعتدال پر واقع ہوا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے تعلیم بھی دی ہے اور مغضوب اور ضالین سے بچنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ ایک سچا مسلمان نہ مغضوب ہوسکتا ہے نہ ضالین کے زمرہ میں شامل ہوسکتا ہے مغضوب وہ قوم ہے جسپر خدا تعالیٰ کا غضب بھڑکا چونکہ وہ خود غضب کرنے والے تھے اسلئے خدا کے غضب کو کھینچ لائے اور وہ یہودی ہیں اور ضال سے مراد عیسائی ہیں۔

غضب کی کیفیت قوت سبعی سے پیدا ہوتی ہے اور ضلالت وہمی قوت سے پیدا ہوتی ہے اور وہمی قوت حد سے زیادہ محبت سے پیدا ہوتی ہے بیجا محبت والا انسان بہک جاتا ہے حبك الشئ يعمي ويصم اس کا مبدء اور منشاء قوت وہمی ہے۔ اسکی مثال یہ ہے کہ چادر کو بیل سمجھتا ہے اور رسّی کو سانپ بناتا ہے یہی وجہ ہے کہ کسی شاعر نے اپنا معشوق ایسا قرار نہیں دیا جو دوسروں سے بڑھکر نہ ہو ہر ایک کے واہمہ نے نئی تصویر ایجاد کی۔

قوت بہیمی میں جوش ہوکر انسان جادۂ اعتدال سے نکل جاتا ہے چنانچہ غضب کی حالت میں درندہ کا جوش بڑھجاتا ہے مثلاً کتا پہلے آہستہ آہستہ بھونکتا ہے پھر کو ٹھکا سر پر اُٹھالیتا ہے آخرکار درندے طیش میں آکر نوچتے اور پہاڑ کھاتے ہیں یہود نے بھی اسیطرح ظلم و تعدی کی بُری عادتیں اختیار کیں اور غضب کو حد تک پہونچا دیا آخر خود مغضوب ہوگئے۔ قوت وہمی کا جب استیلا ہوتا ہے تو انسان رسّی کو سانپ بناتا اور درخت کو ہاتھی تبلاتا ہے اور اسپر کوئی دلیل نہیں ہوتی یہ قوت عورتوں میں زیادہ ہوتی ہے اسی واسطے عیسائی مذہب اور بت پرستی کا بڑا سہارا عورتیں ہیں۔ غرض اسلام نے جادۂ اعتدال پر مبنی کی تعلیم دی جسکا نام الصراط المستقیم ہے۔

میں اب چند فقرے عربی میں سناؤنگا کیونکہ مجھے خدا تعالیٰ نے مجمع میں کچھ عربی فقرے بولنے کا حکم دیا تھا پہلے میں نے خیال کیا کہ شاید کوئی اور مجمع ہوگا جسمیں یہ خدا کی بات پوری ہو مگر خدا تعالیٰ مولوی عبد الکریم صاحب کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے تحریک کی اور اس تحریک سے زبردست قوت دل میں پیدا ہوئی اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ اور نشان آج پورا ہو۔

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کی دوسری تحریک

حضرت اقدس نے یہ خطبہ یہاں تک فرمایا تھا اور قریب تھا کہ عربی خطبہ شروع کر دیتے کہ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے عرض کیا کہ حضور! کچھ جماعت کے باہمی اتفاق و محبت پر بھی فرمایا جاوے اسپر حضرت اقدس نے پھر مندرجہ ذیل تقریر کی۔

مختصر تقریر باہمی خلت و اخوت پر

جماعت کے باہم اتفاق و محبت پر میں پہلے بہت دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تم باہم اتفاق رکھو اور اجتماع کرو خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہی تعلیم دی تھی کہ تم وجود واحد رکھو ورنہ ہوا نکل جائے گی۔ نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ جُڑ کر کھڑا ہونے کا حکم اسی لئے ہے کہ باہم اتحاد ہو برقی طاقت کی طرح ایک کی خیر دوسرے میں سرایت کرے گی اگر اختلاف ہو اتحاد نہ ہو تو پھر بے نصیب رہوگے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپس میں محبت کرو اور ایک

دوسرے کے لئے غائبانہ دعا کرو۔ اگر ایک شخص غائبانہ دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو کیسی اعلیٰ درجہ کی بات ہے اگر انسان کی دعا منظور نہ ہو تو فرشتہ کی تو منظور ہوتی ہے۔ میں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو۔ میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ اول خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہ میں پیدا ہوئی تھی کُنتُم اَعدَاءً فَاَلَّفَ بَینَ قُلُوبِکُم۔ یاد رکھو تالیف ایک اعجاز ہے۔ یاد رکھو جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ وہ مصیبت اور بلا میں ہے اسکا انجام اچھا نہیں۔ میں ایک کتاب بنانے والا ہوں اس میں ایسے تمام لوگ الگ کر دیے جائیں گے جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی ہوتی ہے مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ کسی بازیگر نے دس گز کی چھلانگ ماری ہے دوسرا اسپر بحث کرنے بیٹھتا ہے اور اسطرح کینہ کا وجود پیدا ہو جاتا ہے یاد رکھو بعض کا جدا ہونا مہدی کی علامت ہے اور کیا وہ علامت پوری نہ ہوگی وہ ضرور ہوگی تم کیوں صبر نہیں کرتے جیسے طبی مسئلہ ہے کہ جب تک بعض امراض میں قلع قمع نہ کیا جاوے مرض دفعہ نہیں ہوتا میرے وجود سے انشاء اللہ ایک صالحہ جماعت پیدا ہوگی باہمی عداوت کا سبب کیا ہے۔ بخل ہے۔ رعونت ہے۔ خود پسندی ہے اور جذبات ہیں۔ میں نے بتلایا ہے کہ میں عنقریب ایک کتاب لکھونگا اور ایسے تمام لوگوں کو جماعت سے الگ کر دونگا جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے اور باہم محبت و اخوت سے نہیں رہ سکتے جو ایسے ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ وہ چند روزہ مہمان ہیں۔ جب تک کہ عمدہ نمونہ نہ دکھائیں میں کسی کے سبب سے اپنے اوپر اعتراض لینا نہیں چاہتا۔ ایسا شخص جو میری جماعت میں ہو کر میرے منشا کے موافق نہ ہو وہ خشک ٹہنی ہے اسکو اگر باغبان کاٹے نہیں تو کیا کرے خشک ٹہنی دوسری سبز شاخ کے ساتھ رہ کر پانی تو چوستی ہے مگر وہ اسکو سرسبز نہیں کر سکتا بلکہ وہ شاخ دوسری کو بھی لے بیٹھتی ہے۔ پس ڈرو میرے ساتھ وہ نہ رہے گا جو اپنا علاج نہ کرے گا چونکہ یہ سب باتیں میں کتاب میں مفصل لکھونگا۔ اس لئے اب میں چند عربی فقرے کہہ کر فرض ادا کرتا ہوں۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے عربی خطبہ پڑھنا شروع کیا اس کے متعلق باقی حالات آئندہ لکھے جائیں گے۔ ایڈیٹر

آریوں کو نیک صلاح

من از ہمدردیت گفتم تو ہم خود فکر کن باری
خرد از بہر ایں روز ست اے دانا و ہوشیاری

آریہ گزٹ لاہور مطبوعہ ۱۴ اپریل ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۰ کالم ۳ میں مندرجہ ذیل اشتہار شائع کیا گیا ہے۔

نیوگ

میرے ایک بتر ذات کے کھتری عمر چالیس سال پکے آریہ سماجی۔ صحت عمدہ۔ بسبب نہ ہونے سنتان پہلی بیوی میں سے (جو کہ بیمار ہے) کسی ایسے یوگ ودھوا سے یا جس کے ہاں اس کی پتی سے سنتان نہ ہوتی ہو صرف واسطے سنتان اتپتی کے سوامی جی کی ہدایت کے بموجب نیوگ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر کسی آریہ سماجی کے خاندان میں ایسی استری ہو اور وہ استری بھی اس کام کے لئے دھرم انوکول سب طرح طیار ہو تو ذیل کے پتہ پر خط و کتابت فرماویں۔

ایک آریہ سماجی معرفت

کالو رام مسافر

سٹور کیپر ملٹری ورکس سروس میانمیر۔

اس اشتہار کو پڑھکر جسقدر حیرت اور تعجب ہم کو ہوا وہ زبان قلم سے بیان نہیں ہو سکتا۔ اسمیں شک نہیں کہ نیوگ جیسی حیا سوز تعلیم پر آریہ سماج میں اندر ہی اندر برابر عمل درآمد ہو رہا ہے اور ہم اسپر کسی قسم کی نکتہ چینی بھی نہیں کرتے کیونکہ محتسب را درون خانہ چہ کار۔ آریہ سنتان کی اتپتی کے لئے آریہ بھائی جو چاہیں کریں انکا اختیار ہے مگر ایسے کھلے بندوں اشتہار دیکر دوسری عورتوں کو اپنے پاس مباشرت کے لئے بلانا ہمارے خیال میں ایک ایسا فعل ہے جو بعض قانونی دفعات کے نیچے آ سکتا ہے ممکن ہے کہ بعض اولاد کے خواہشمند آریوں کے منہ سے اس اشتہار کو دیکھ کر رال ٹپک پڑے اور اپنی دھن بھاگ سمجھ کر اپنی استریوں کو

نیوگ کرنے کی پاک تعلیم دیں۔ مگر ہمارے نزدیک یہ کارروائی آریہ قوم کے لئے ایک بدنما داغ ہے اس لئے ہم نہیں چاہتے کہ اس قسم کے کام کھلے بندوں کئے جاویں ہمارے یہاں قادیان میں بھی غالباً ایسے آریہ ہوں گے جنکے یہاں اولاد نہ ہوتی ہوگی اور ہم یہ گمان تو کر ہی نہیں سکتے کہ ویدک آگیا پالن کرنے کے واسطے وہ ہر وقت طیار نہ ہوں مگر ہم ایسی تمام لوگوں کو یہ نیک مشورہ دیتے ہیں کہ وہ ہرگز ہرگز اس نیوگی کے اشتہار پر کاربند ہو کر اپنی عزت و آبرو نہ ڈبوئیں۔ اور بچہ لینے لینے کہیں استری صاحبہ کو بھی نہ روئیں۔ اور آریہ سماج کو بھی چاہئے کہ آئندہ ایسے اشتہاروں کی اشاعت روک دے۔ ہاں یہ ہم اسکو کہنا نہیں چاہتے کہ وہ نیوگ نہ کریں گو ہمارے نزدیک یہ بہت ہی گندہ مسئلہ ہے لیکن ہم اُن کے مذہبی عقائد میں دخل دینا نہیں چاہتے اگر وہ اس کے عاشق زار ہی ہیں تو خفیہ طور پر جیسا پہلے سے انکا سلسلہ جاری ہے کر لیا کریں خدا کے لئے اسطرح علانیہ اس سلسلہ کو جاری نہ کریں ورنہ تمہاری قوم پر سخت بدنما داغ پیدا ہوں گے اس لئے جو آریہ اپنے ننگ و ناموس کی کوئی قدر و قیمت سمجھتے ہیں لیکن بے اولاد بھی ہیں وہ ہرگز ہرگز اس نیوگی مشتہر سے خط و کتابت نہ کریں ورنہ زر دادن و درد سر خریدن والا معاملہ ہوگا۔ مفت کی جگ ہنسائی ہوگی۔ اس ہوشیار مشتہر کی چالاکی تو دیکھو کہ کوئی یہ نہ کہے کہ تم اپنی بیوی کو نیوگ کراؤ اُسنے بیمار لکھدیا ہے جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ اُسکی نیت بخیر نہیں ہے اس لئے ہرگز ہرگز ایسے لچر اشتہاروں کی پرواہ نہ کی جاوے۔ نیوگ کے لئے خط و کتابت کرنے کے بجائے بہتر ہے کہ کسی تجربہ کار طبیب سے خط و کتابت کر کے اپنا علاج کرائیں اگر کوئی آریہ ایسا ہی بے صبر ہو کہ اُسے نیوگ ہی پسند ہو تو وہ جانے اُسکا کام ہم پھر کہے دیتے ہیں کہ اس بیحیائی سے بدنامی بہت ہوگی۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ آریہ سماج ہمارے اس نیک مشورہ پر کاربند ہونے کی کوشش کرے گی اور آریہ گزٹ کے لائق ایڈیٹران آئندہ ایسے اشتہارات کے اندراج سے اخبار کی وقعت نہ کھوئیں گے۔ اور اگر نیوگ یہ عمل کرنا ایسا ہی اُن کو پیارا ہے اور عزیز ہے تو وہ سماج وار چند ایسے لوگ خفیہ طور پر مخصوص کر رکھیں جنکا سماجی بھائیوں کے سوا دوسرے کو علم نہ ہو مگر بہتر اور مناسب یہی ہے کہ بہت ہی مخفی طور پر جیسے اپنے گھروں میں پہلے سے وید یا نیتی والے نیوگ کر لیتے ہیں کر لیا کریں اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوا کرے ہم نے محض نیک نیتی سے یہ مشورہ دیا ہے اور اُمید ہے کہ آریہ سماج اسپر عمل کرنے کی کوشش کرے گی۔

نصیحت گفتمت بشنو و بہانہ مگیر
کہ ہر چہ ناصح مشفق بگوید بت بپذیر

دو انگریزوں کا قتل

اور

حضرت اقدس

علاقہ پشاور میں اندنوں کسی سفاک پٹھان نے دو بے گناہ انگریزوں کو قتل کر دیا ہے اُسپر حضرت اقدس نے ایک مجمع میں فرمایا یہ جو دو انگریزوں کو مار دیا ہے یہ کیا جہاد کیا ہے؟ ایسے نابکار لوگوں نے اسلام کو بدنام کر رکھا ہے چاہئے تو یہ تھا کہ ان لوگوں کی ایسی خدمت کرتا اور ایسے عمدہ طور پر اُن سے برتاؤ کرتا کہ وہ اُسکی اخلاق اور حسن سلوک کو دیکھکر مسلمان ہو جاتے۔ مومن کا کام تو یہ ہے کہ اپنی نفسانیت کو کچل ڈالے۔ لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالٰے عنہ ایک کافر سے لڑے حضرت علی نے اُسکو نیچے گرا لیا اور اُسکا پیٹ چاک کرنے کو تھے کہ اُسنے حضرت علی پر تھوکا حضرت علی یہ دیکھکر اُس کے سینہ پر سے اُتر آئے وہ کافر حیران ہوا اور پوچھا کہ اے علی! یہ کیا بات ہے آپ نے فرمایا کہ میرا جنگ تیرے ساتھ خدا کے واسطے تھا لیکن جبکہ تو نے میرے مُنہ پر تھوکا تو میری نفس کا بھی کچھ حصہ ملگیا اس لئے میں نے تجھے چھوڑ دیا حضرت علی کے اس فعل کا اُسپر بہت بڑا اثر پڑا۔

میں جب کبھی ان لوگوں کی بابت ایسی خبریں سنتا ہوں تو مجھے سخت رنج ہوتا ہے۔ کہ یہ لوگ قرآن کریم سے بہت دور جا پڑے ہیں اور بے گناہ انسانوں کا قتل ثواب کا موجب سمجھتے ہیں۔

بعض مولوی مجھے اسلئے دجال کہتے ہیں کہ میں انگریزوں کے ساتھ محاربہ جائز نہیں رکھتا۔ مگر مجھے سخت افسوس ہے کہ یہ لوگ مولوی کہلا کر اسلام کو بدنام کر رہے ہیں کوئی ان سے پوچھے کہ انگریزوں نے تمہارے ساتھ کیا بُرائی کی ہے اور کیا دُکھ دیا ہے شرم کی بات ہے کہ وہ قوم جس کے آنے سے ہم کو ہر قسم کی راحت اور آرام ملا جسنے آکر ہمکو سکھوں کے خونخوار پنجہ سے نجات دی۔ اور ہمارے مذہب کی اشاعت کیلئے

رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلے

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر

قیمت اخبار عام سے سالانہ ۱۲ روپے پیشگی اور خواص اور معاونین جو کچھ لطف فرماویں

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتےٰ یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

چہ گویم با تو کراہی چہ در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی
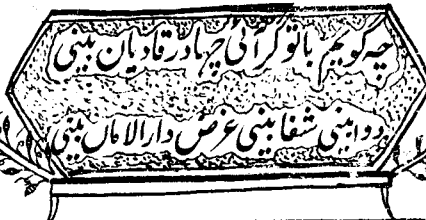
جلد ۴ | قادیان دار الامان ۱۲ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء مطابق ۲۴ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۷ھ | نمبر ۱۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تازہ کردن ایمان بہ بیعت امیر المومنین غوث الاسلام و المسلمین حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود دام اللہ برکاتہم

مثنوی

نخستیں کہ در بزمگاہ وجود
بآدم سپردند جام شہود
ازان جام پرتو نمودار شد
کہ ذرات اکوان پرانوار شد
چو آدم بسوئے جنان رخت برد
ہمان نور با شیث دانا سپرد
چو پوشید رخ شمس شیث از فتوح
درخشندہ در دہر شد یوح نوح
ازاں بعد از مہر رب جلیل
زبابل عیان گشت بدر خلیل
براہیم چون سوئے یزداں شتافت
تجلی زوادیٔ ایمن بتافت
چوں بنہفت روئے از جہان نور طور
شدش ناصرہ جلوہ گاہ ظہور
چو گردید آن نور ہم ناپدید
زکوہ صفا صبح صادق دمید
بہنگام رفتن بقول فصیح
خبرداد از مقدم او مسیح
امام الہدیٰ پیشوائے رسل
مہین صدر دیوان تاک الرسل
شہنشاہ ملک شفاعت گری
کنار نگ او رنگ پیغمبری
گزیں بیرہ حضرت کردگار
توان کن و لیعہد روز شمار
فرخندہ یزدان بشیر و نذیر
شہ عرش فرگاہ منبر سریر
سبق خواندہ در مکتب من لدن
عیان بر دلش گشتہ اسرار کن
بدرگاہ آن قبلۂ راستان
زند آسمان سجدہ بر آستان
مکلل ز لولاک اکلیل سر
مرصع زیوحیٰ نطاق کمر
بدرگاہ جاہش سروشان سروش
خور ددوش ز اغوشش حلقہ بگوش
عرب را بسر تاج عزت نہاد
بروئے عجم باب رحمت کشاد
چو بنمود کار ہدی با نظام
بفرمود آہنگ دار السلام
بامت ز رحمت بداد ایں نوید
کہ آید پس از من مسیح سعید
چو روئے زمین پر شود از ستم
فراز دستم سوئے گردون علم
برون آید از اہل من آن لبیب

کند قتل خنزیر و کسر صلیب
جہان را نہ با گرز و تیغ و سنان
شود نماید بحسن بیان۔
بہ فرمود آن سرور نیک نام
علیہ الصلوٰۃ و علیہ السلام
کہ گر علم دین بر ثریا بود
ز دست کسان دور و بالا بود
ز ابناء فارس برآید یکے
شود نائل آن علم را بے شکے۔
خوشا بخت و اقبال ہندوستان
کہ خورشید شد طالع از قادیان۔
بدنیا مجسم شدہ فضل رب
امام زمان قطب اعظم لقب۔
تو آئین گل گلشن حیدری
نہال برومند پیغمبری۔
جز از وے کہ گردید آخر دگر
ہویدا سر قرن رابع عشر۔
سلام علیک اے امام امم
سلام علیک اے جہان کرم
سلام علیک اے مہ برج دین
اذی اختر و تخت شرع متین
سمی جناب محمد توئی
بلے مہدی قوم احمد توئی
توئی نائب خاتم المرسلین
ز فضل خدا آمدے بر زمین۔
درین دور فرخ توئی لاکلام
مثیل مسیحا علیک السلام۔
کنون حامئی دین و ملت توئی
کہ میراث خوار نبوت توئی۔
تو ما را بر آوردی از انتظار
ز مہدی و عیسےٰ درین روزگار۔
شہادت ادا کرد بے اشتباہ
بر اثبات دعویٰ تو مہر و ماہ۔
بدست تو اے سرور نیک نام
بر اعدائے دین گشت حجت تمام۔
بجنگ مقدس ز کسر صلیب
چہا شد با عداء ملت نصیب۔
چو آتھم بقعر جہنم نشست
چلیپا بدستش نصاری شکست۔
چو آتھم ز قہر الہی بمرد
ہمہ آب روئے کلیسا ببرد
بے چارہا جست و انجام کار
شتابندہ شد سوئے دار البوار۔
کسانیکہ بر دین ترساستند
ز تیغ زبان تو ترساستند۔
بر اسلام چون شد الد الخصام
چہا آمد از چرخ بر لیکھرام۔
چنان دہرہ در ہرشں از ہم درید
ہمہ آریہ قوم آہے کشید۔
عیان گشت در چشم گبر و یہود
بہ ترسا و بدہ پیروان ہنود
کہ اسلام را دستگاہ قوی است
بدنیا ہمین مذہب ایزدی است۔
حق است آنچہ حق گوئے پیشینہ گفت
حق حق پرستان نشاید نہفت۔
محال است سعدی کہ راہ صفا
توان رفت جز در پے مصطفیٰؐ
کسانیکہ زین راہ برگشتہ اند
برفتند بسیار و سرگشتہ اند۔
سرت گردم اے قبلۂ مقبلان
توئی دستگیر فرو ماندگان۔
ز حرص و شرہ ماندہ ام پا بگل
بجان آمدم زین ہوس ہائے دل۔
بدست تو تجدید ایمان کنم
دل و جان خود را مسلمان کنم۔
توئی این زمان حجت کردگار
مرا از گو رنج و نکبت برار۔
نگاہے کہ افتادہ ام خوار و پست
بیفتم ز پا گر نگیری بدست۔
بدرگاہ تو داد خواہ آمدم
ز دست فلک در پناہ آمدم۔

عریضہ تراب الاقدام فدائی درگاہ عبید اللہ عفی اللہ عنہ

معذرت

اخبار الحکم کی اشاعت میں معمولی توقف بعض اسباب اور وجوہات سے ہو جاتا ہے۔ جنکا ذکر ہم ائندہ کریں گے

ناظرین معاف فرماویں

پیر مہر شاہ صاحب ساکن گولڑہ کا ایک راز اور اُس کا افشا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْہِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَہْزِءُوْنَ

حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) کا وجود کوئی اوپرا وجود نہیں اور نہ یہ بدعاً من الرسل ہے تو پھر کیوں اس کے ساتھ وہی سنۃ اللہ جاری نہ ہو جو گذشتہ راستبازوں کے ساتھ ہوئی۔ ہمارے متفرس دوست اور دقائق علوم دینیہ سے ماہر مخدوم مولوی نور الدین صاحب نے ۱۸۹۰ء میں کیا ہی عجیب بات کہی جو بالحرف پوری ہوئی کہ "میں اس دعوے پر ابھی ابھی اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا ہوں کہ ایک ہنگامہ محشر برپا ہو رہا ہے۔" یہ صحیح ہے کہ سب ماموروں سے اس جہان کے فرزندوں نے یکساں برتاؤ کیا اور آخری زمانہ میں سید الرسل و الانبیاء (صلے اللہ علیہ وسلم) نے سب سے زیادہ دکھ ناپاک ہاتھوں سے اٹھائے

مگر اس امت سے تو ایسی توقع نہ ہونی چاہیے تھی) یا کم سے کم اتنا ہی ہوتا کہ پہلے مکذبوں اور آزار رسانوں کے نقش قدم سے کچھ ہٹ کر چلتے - مگر افسوس انھوں نے اس خوفناک دوڑ میں پہلوں کو بہت پیچھے ڈال دیا اور پھر اس آگے بڑھنے پر سخت اتزای اور حد سے زیادہ ناز کیا -

پہلے لوگ اپنے پاس ادھوری غوسے اور گری گری تعلیم رکھتے تھے اور راستبازوں کے پہچان کے جچے تلے گر اور پرکھے ہوئے نقد ان کے ہاتھ میں نہ تھے - ان کا اکڑنا اور بگڑنا بہت اچنبھے کی بات نہ تھی پر اس امت کو تو وہ صاف سڑک صاف صاف دکھائی گئی تھی جس پر تمام

منعم علیہم

چلے اور جس سے ....

مغضوب علیہم

اور **ضالون** الگ کہ کر سیدھے اتھاہ کنوئیں میں گرے -

قرآن کریم نے بڑی صفائی سے پہلوں کی سنن اور **ایام اللہ** کا پتہ دیا - قرآن کریم نے سچوں اور پچوں کی نشانیاں اور ان کے اعمال اور اعمال کے نتیجے اور جھوٹوں اور کچوں کے نشان اور ان کے اعمال اور اعمال کے نتیجے کھلے کھلے بیان کئے - نبوت اور ولایت کا مسئلہ اور اس پر معترضوں کی نکتہ چینیاں اور نصرت الٰہی اور معجزات اور علامات صدق اور مکذبوں کی ذلت اور خذلان ان سب باتوں کو قرآن کریم نے ایسا صاف کیا کہ گویا صدیوں کے راز کی باتوں کا پردہ ہی کھول دیا - پھر ایسے امام اور بیان کے ہوتے کتنی تعجب کی بات ہے کہ ہماری قوم کو بھی وہی رکاوٹیں پیش آگئیں جو ان پہلے ناقصوں کو آئیں - اور انھوں نے بھی طیش اور سبکسری سے اسی طرح منہ کھولے جیسے ان پہلے بیباکوں نے کھولے -

اگر مسیح اسرائیلی (جیساکہ بدقسمتی سے اعتقاد کیا گیا ہے) آتا اور ان نکتہ چینیوں اور تکذیب و تفسیق و تکفیر کا طوفان برپا ہوتا تو بات بھی تھی - وہ ایک مستقل نبی ہوتا - وہ بنی اسرائیل کے خاندان کا ایک عضو اور شریعت موسویہ کا پابند اور طرفدار ہوتا اور اس کے ساتھ نئی وحی کا سلسلہ شروع ہوتا اور آخر کار خاتم النبین بھی وہی ہوتا - مسلمان اس بے عزتی اور اسلام اور قرآن اور ختم نبوت کے سلسلہ کی تباہی دیکھکر چونکتے تو سب کوئی انھیں حق پر کہتا - آج نبوت اور رسالت اور مرسل کے الفاظ پر جو خدا تعالےٰ کے الہامات میں واقع ہوئے ہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو ہدف اعتراض ٹھیرایا جاتا ہے اور آپ کی توضیح اور تفسیر اور عمل پر قناعت نہیں کی جاتی جب کہ آپ فرماتے ہیں کہ نبوت تشریعی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی اور کوئی نبی نیا یا پرانا ان معنوں کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والا نہیں - مگر کیا حال ہو ان علماء کا جب کہ واقعی معنوں میں کوئی نبی آجائے اس تاویل حقیقی پر غضب کا نزلہ گرایا جاتا ہے اور اس قہر الٰہی سے جو نبوت محمدیہ کے سلسلہ کو درہم برہم کرتا ہے یہ موافقت ...

.... غرض **غلام احمد** سے اس طرح الجھنا اور یوں بے طرح دست و گریبان ہونا بڑی حیرت کی بات ہے -

وہی کلمہ طیبہ - وہی عقائد و اعمال اور وہی کتاب اللہ ایک بال بھر کا فرق بھی تو ایمان اور عمل میں نہیں - پھر یہ نادانی کا شور و غل نہیں تو کیا ہے - ایک کتے میں اگر اتنی شناخت نہیں کہ وہ پہرے والے کی قدر کرے جو اس کے مالک کی دیواروں کو نقب زن کی گھات سے بچانے کے لئے چلا رہا ہے تو اس پر الزام نہیں کہ وہ بہائم ہے مگر انسان پر تو یہ دھبہ ہے کہ وہ دوست و دشمن کی پہچان کی توفیق نہ پاوے - اسلام کے جانی دشمنوں اور خون کے پیاسوں عیسائیوں - فلسفیوں دھریوں نیچریوں اور آریوں اور سکھوں اور برہموؤں کو خاک میں ملا دینے والا اور خدا اور رسول اور قرآن اور اسلام کی عزت رکھنے والا مرزا **غلام احمد** (ایدہ اللہ الصمد) مسیح اور مہدی کوئی بڑے بھاری نام ہیں جو انپر نہ بولے جاسکیں - وہ مبارک تو ان سے بھی بڑھکر پیارے خطابوں کا مستحق ہے - پر افسوس اور ہزار افسوس قوم ہر پہلو سے بیخبر ہوگئی - الوہیت اور نبوت کی شناخت کی راہوں سے بے خبر ولایت کی معرفت کے کوچوں سے نابلد - معجزات اور آیات کے علم سے قطعاً جاہل اندرونی فسادوں اور خرابیوں سے غافل اور باہر کے موذی دشمنوں کے حملوں سے کوئی اطلاع نہیں - ایک شقاوت اور نحوست اور غفلت کی نیند ہی کہ اسمیں اینڈے پڑے ہیں -

اب وہ اس سچے حامی اور ناصر کی قدر کریں تو کیونکر کریں -

ان مولویوں (مقلدوں - وہابیوں - لاہمدیوں - خراسانیوں - امرتسریو

از غلام مولاہ

مولویوں وغیرہ) پر تو چنداں افسوس بھی نہیں کہ یہ لوگ ہمیشہ سے محجوب چلے آئے ہیں اور خدا کے بندوں کو پہچاننے کی بہت ہی کم توفیق ان کو ملی ہے الا ماشاء اللہ۔ ان لوگوں کو اتنی بینائی کبھی ملی نہیں کہ حجاب اکبر کو چیر کر اس کی دوسری طرف کی چیز کو دیکھ سکتے انھیں خود بینی نے خدا بینی کے قابل نہیں رکھا تو پھر مردم شناسی کی توقع ان سے کیا ہو سکے۔ ہاں افسوس ہے تو ان پر جو اس علم کی اصطلاح سے واقفیت کا دم مارنے والے اور صاحب البیت ادری بما فی البیت زبان پر لایا کرتے تھے۔ ان کو نہ تو کسی کا آدم و موسیٰ ہونا حیرت میں ڈال سکتا تھا اور نہ وہ کسی کے عیسیٰ و محمدؐ بننے سے گھبرا سکتے تھے۔ بروز کا مسئلہ ان کا متوارث مسئلہ۔ اور معجزات اور کرامات پر ایمان لانا ان کے گھر کی بات تھی اسرائیلی عیسیٰ کی موت اور اس کے بروزی مثیل کے وجود پر ایمان لانا سب سے زیادہ ان پر آسان۔ اس لئے کہ یہی لوگ ہیں جنھوں نے کشادہ دلی اور وسعت علم سے اہل اللہ کو اگلے نبیوں کے قدم پر مانا۔ کسی کو ابراہیم کے قدم پر تو کسی کو موسیٰ کے قدم پر اور کسی کو خود محمد (علیہ و علے جمیع اخوانہ الصلوۃ والسلام) ہی یا آپ کا بروز تسلیم کیا۔ پھر انھوں نے حضرت مسیح موعود اور مہدی مسعود مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود اور دعاوی میں کیا انوکھی بات دیکھی ہے جس پر اتنا چونکے ہیں اور خشک مولویوں کی طرح ایراد و اعتراض پر کمر کس لی ہے۔

پیر مہر شاہ گولڑہ والے سنا کرتے تھے ایک چشتی فقیر ہیں لوگ کہتے تھے علم ظاہری اور باطنی سے بقدر استطاعت بہرہ رکھتے ہیں۔ قوم کی ناواقفیت اسلامی علوم سے ان گدی نشینوں کے حق میں مفید ثابت ہوئی۔ خدا کا ابتلا اور امتحان جو قوم پر نازل ہوا ان مدعیوں کو بہت راس آیا کہ سنت کے خلاف کتاب اللہ کی ضد میں جو کچھ انھوں نے کہا لوگوں نے مان لیا۔ غنیمت تھا کہ فقیر صاحب طبل در زیر گلیم رہتے اور اپنی دکان پر بیٹھ کر عقل کے اندھے اور گانٹھ کے پورے پرانے خریداروں کی جھولی میں لاف کاف طامات الم غلم ڈالتے رہتے لیکن یہ کیا انھیں سوجھی اور بہت بری سوجھی کہ اول مولویت اختیار کی اور بعد ازاں مرسل اللہ پر نکتہ چینی شروع کی۔ کاش وہ مولویت ہی کا حق ادا کرتے۔ اور حق تو یہ تھا کہ اپنے گریبان میں اول ایک جھانٹ ڈالتے کہ مولویت سے کچھ بہرہ بھی ہے۔ فقیری کے سر پر تو خاک ڈال ہی چکے تھے اور ننگے منگے ہو کر دکھا چکے تھے کہ پلے ایک کوڑی نہیں۔ مگر علم ظاہری کی کوئی شان دکھائی ہوتی۔

افسوس پیر جی نے پیری اور مولویت دونوں کی مٹی پلید کر دی۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ قریب چالیس کتابوں کے مخالفوں کی طرف سے ہمارے پاس آئی ہیں سب سے بیہودہ اور حمق و جہل سے بھری ہوئی ایک ہی کتاب یہ ہے جو مہر شاہ جی کی طرف بدقسمتی سے منسوب کی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ ایسا فضل کرے کہ مہر شاہی جرگہ سے (جو پیر کی کافی یا ٹھمری سمجھ کر یوں ہی وجد و رقص میں آرہے ہیں) باہر بھی یہ کتاب پھیلے کہ ہمارے سلسلۂ عالیہ کی تائید میں وہ کام کرے گی جو مشرکان عرب کے مخالفانہ اشعار نے سید العالم (صلے اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کی تائید و اشاعت میں کیا۔

غرض عظیم کے خداوند کی قسم علم اور عقل کے دامن پر بدنما داغ لگانا ہے اس بیہودہ کتاب کے رد میں قلم اٹھانا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس اب تک اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور نہ ہی میری فطرۃ کی پاک اور بجا بلندی اور غیرت نے تقاضا کیا کہ کم سے کم چند ہی صفحوں میں اس پر کچھ ریمارک کر دیتا۔ مگر مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے بعض دوستوں نے بہت ہی تنزل اختیار کیا ہے اور خدا کے لئے بہت پست بنکر متکبروں کا تکبر توڑنے اور عوام کو دھوکہ میں نہ چھوڑ دینے کی خاطر اس کے رد میں قلم اٹھایا ہے۔

ان شاہ صاحب نے جو کنوئیں کی مینڈک کی طرح اپنی گدی کے بوسیدہ مختصر پھیلاؤ میں گھرے رہتے ہیں اور باہر نہیں دیکھتے کہ کیا ہو رہا ہے اپنے مریدوں کی طرف کے خطوط میں ناز کیا ہے کہ ان کی کتاب بڑا کام کر رہی ہے اور نعوذ باللہ اس سلسلۂ حقہ پر اس نے وار کیا ہے۔ کاش وہ الحکم ہی کو پڑھتے اور دیکھتے کہ کس قدر روز افزوں ترقی خدا کے فضل سے اس سلسلہ کو ہو رہی ہے اور اطراف ارض سمٹے چلے آتے ہیں۔ پرانے مکفر اور مکذب توبہ کرتے جاتے اور خدا کے برگزیدے فوج در فوج دین اللہ میں داخل ہوتے چلے جاتے ہیں اور اکثر اطراف سے پیاپے خط آتے ہیں کہ ہم نے حضور مقدس کی تو کوئی کتاب نہیں پڑھی ہاں

اشاعت السنہ مولوی محمد حسین بٹالوی کی مدد کی تھی۔ اس میں جو کہیں کہیں عبارتیں حضرت مرسل ربانی کی تھیں اُن سے صاف خوشبو آگئی کہ یہ تحریر من جانب اللہ انسان کی ہے

غرض ہم جو رات دن تجربہ سے دیکھ رہے ہیں کہ ایسے بڑے مخالفوں کی کتابیں ہمارے کھیت میں کھاد کا کام دے رہی ہیں تو فقیر مہر شاہ کی کجکول (کتاب) جو مانگے تانگے باسی ٹکڑے اور سڑی ہوئی دال سے بھری ہوئی ہے ہمیں کیا رعب ڈال سکتی یا ہمیں سراسیمہ کر سکتی ہے۔

اس وقت ہم مہر شاہ کی اور فضیلتوں کا ذکر نہیں کرتے نہایت افسوس سے اُن کی وہی باتوں کو درمیان لاتے اور سلک کے سامنے پیش کرتے اور اُن کے مریدوں کے روبرو عرض کرتے ہیں کہ وہ خدا کے لئے غور کریں جس کے حضور میں تعصب اور ضد کام نہیں آئیں گے۔ وہ دو باتیں ہیں پیر جی کی فقیری اور مولویت۔ پیر جی کے اُن خطوں سے جو آگے درج ہوتے ہیں آپ کے دونو منصبوں کی قلعی کھلتی ہے۔ مولویت کی اسطرح کہ انھوں نے حضرت مولوی نور الدین صاحب کے استفسار کے جواب میں اُن کتابوں کے مطالعہ اور پاس موجود ہونے کا ثبوت دینے سے پہلوتہی کی جنکا اُن کے مطالعہ میں آنا اور پاس ہونا یا اور کہیں سے مستعار ہی لے کر معائنہ کرنا اُنکی کتاب اور بیان کی وقعت کے لئے ازبس ضروری تھا۔ مولوی نور الدین صاحب کی قول ثقیل

سے جسنے اُن کے علم کی پیٹھ کی ہڈیاں توڑ دیں اول انھوں نے اس بھونس کی ٹٹی میں پناہ لینی چاہی کہ اپنی طرف فقیری اور لا علمی کو منسوب کیا اور یہ سارا کیچڑ مولوی غازی کے سر پر جا تھوپا اور صاف اقرار کیا کہ "وہ مولوی غازی صاحب کتب حدیث وتفسیر اپنی معرفت سے پیدا کر کے ملاحظہ فرماتے رہے ہیں مولوی صاحب آجکل دولت خانہ کو تشریف لے گئے ہیں میری تحصیل اور شوق دونوں ناتمام ہیں" اور پھر اعتراف کیا کہ "وہ مولوی صاحب نے اپنی سعی اور اہتمام سے شمس الہدایہ مطبوعہ اور تالیف فرمایا ہاں احیاناً اس بے ہیچ سے بھی اتفاق استفسار بعض مضامین ہوا ہے" مگر بعد کو جو مریدوں کے کھسکنے کی آہٹ محسوس ہوئی تو عذر بدتر از گناہ تراشنا پڑا اور ایک معمولی اور لغو اردو کے خط کو ایک معما اور لاینحل چیستان اور زبان اردو کے عظیم الشان نمونے کے رنگ میں ہونے کا دعوے کیا کہ مرزائی لوگ اُن کی عبارتوں کا مطلب سمجھ ہی نہیں سکتے اور یہ کہ اُنکا کوئی فقرہ حکمت سے خالی نہیں۔" حضرت وہ کیا حکمت ہے ارشاد تو کیجئے۔ اس سے تو ہمیں بحث ہی نہیں اور نہ ہی ہم اسے پرکاہ کی برابر وزن دیتے ہیں کہ آپکی تالیف ہے یا کسی دہ پایہ پختہ شکن غازی کی۔ مگر دیکھنا اور دکھانا تو یہ ہے کہ خدا کے بندوں میں یہ بزدلی اور خلاف بیانی نہیں ہوا کرتی۔ اور نہ ہی وہ ذو وجہین ہوتے ہیں کہ خلوت

میں اور ہوں اور جلوت میں اور۔ شعور نفس اور معرفت فطرۃ نے مولوی صاحب کے جواب میں آپکو حق بولنے پر مجبور کیا۔ اگرچہ وہ حق بھی تزویر اور فریب سے ملا ہوا تھا کہ دوسرے کے ساختہ پرداختہ کو اپنے نام سے منسوب کر لیا مگر پھر اس خوف سے کہ کہیں دکان پھیکی نہ پڑ جائے آپ کا گلا پکڑ لیا اور نہایت غیر موزوں بات آپکے قلم سے نکلوائی۔ اتق اللہ ثم اتق اللہ وخف مقام ملک ذی الھیبۃ والجبروت غرض یوں فقیری کو داغ لگایا اور یوں مولویت کا ستیا ناس کیا۔ اور دونوں شقوں میں حضرت مولوی نور الدین صاحب کا سوال آپ کے سر پر ویسا ہی قائم رہا۔ بہتر ہوتا کہ ایک ہی الزام کے نیچے رہتے اور مولوی غازی کے ذمہ ہی اس کوڑے کرکٹ کے ڈھیر کو لگا دیتے وہ جسطرح جانتے صفائی کرتے۔ آپ نے اس پہلوانی سے کونسا میدان مار لیا ہے اگر خدا کا خوف اور عاقبت کا ڈر ہے تو اٹھیئے اور اس خط کا جواب دیجئے اور پھر خلق خدا دیکھ لے گی کہ آپ فقر اور علم سے کس قدر واقف ہیں۔ اگر خوف خدا نہیں تو اپنی دُکان کا لحاظ ہی کیجئے۔ قریب ہے کہ آپکے حلقہ میں اس پر سطوت خط اور نور دین خط سے ایک تبدیلی واقع ہو اور آپ کا تانا بانا ٹوٹ جائے۔ ہنوز ہمارا قرضہ آپ کے ذمہ ہے کہ آپ اس خط کا جواب دیں۔ یہ خط آپ کی مولویت اور فقیری کا بڑا بھاری معیار ہے۔ اور قریب ہے کہ آپ کے نقد کا سیاہ اور کھوٹا ہونا آشکار کر دے اور صادق موعود علیہ السلام کے اس الہام کو

اِنِّیْ مُہِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِہَانَتَکَ

کی صداقت اور عزت ظاہر کردے جناب پیر صاحب غور تو کیجئے کہ پہلے انکار اور پچھلے اقرار سے آپ نے فائدہ کیا اٹھایا۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب کا تو یہ سوال تھا کہ چونکہ آپ مؤلف اور مصنف ہیں آپ نے تفسیر ابن جریر کا حوالہ دیا ہے اس لئے ازراہ کرم اس امر کا جواب دیں کہ تفسیر ابن جریر کو آپ نے دیکھا بھی یا نہیں اور کہاں سے اور کیونکر یہ تفسیر دیکھنے کے لئے مل سکتی ہے۔ آپ نے اس بوجھ سے کندھا ہلکا کرنے کے لئے انکار کر دیا کہ میں تو ایک ناقص ناتمام آدمی ہوں کتاب کی تالیف وغیرہ کا کام غازی صاحب کے ذمہ رہا ہے اور جب لوگوں نے آپ کو پکڑا اور پردہ اٹھتا نظر آیا تو آپ نے اس کتاب کی تالیف کا فخر خود لے لیا۔ مگر اس صورت میں بھی مولوی صاحب کا مطالبہ تو اسی طرح رہا۔ آپ افسوس خلاف بیانی کے الزام کے نیچے بھی آگئے اور فائدہ خاک بھی حاصل نہ ہوا۔ آپ ہی بتائیں کہ دنیا آپ کے چال چلن سے کیا نمونہ پکڑ سکتی ہے اور ترغیب و ترہیب کے وقت آپ سے سب کچھ بن جانے کی...... توقع کیوں نہ رکھی جائے۔ بہرحال اب آپ نے شمس الہدایہ کی تالیف کا تمام فخر تو سر پر رکھ ہی لیا ہے اب اس خط کا جواب بھی دیجئے اور ورطہ تذبذب و تردد سے اپنے مریدوں کو چھڑائیے جو کچھ تو پہلے سے ہیں اور اب اس کے بعد بکثرت شبہیں مبتلا ہوں گے۔ آپ خدا کے لئے غور کریں اور فقیر بنکر غور کریں کہ اس ہیچمدانی کے اعتراف کا جو آپ نے حضرت مولوی نور الدین صاحب کے جواب میں کیا کیا موقعہ اور محل ہو سکتا ہے اگر ہم نیک گمان کر کے اس اعتراف کو اسپر حمل کریں کہ آپ درحقیقت تحصیل اور شوق دونوں کے لحاظ سے ناتمام اور محض کچے ہیں اور یہ آپ کی طرفسے ہضم نفس نہیں بلکہ حق اور حقیقت ہے اور یوں آپ کو سادہ اور بے نوا فقیر اور معذور محض مان لیں اور اس سوال کے بوجھ سے آپکو سبکدوش سمجھیں اور یقین کر لیں کہ ایک تند خو غازی اور ناعاقبت اندیش حملہ آور نے آپکی بے زبانی سے فائدہ اٹھا لیا کہ اپنے اباطیل کو آپکی طرف منسوب کر کے شائع کر دیا۔ مگر اب آپکی اس پہلو انی نے تو ہماری سوچی ہوئی پہلو کو ہی بدل دیا اور ہمیں مجبوراً اعادہ کرنا پڑا کہ حضرت تو پھر ہمارا حق دیجئے اور اس قرض کو ادا کیجئے۔ افسوس آپکو اس شتر مرغ کی چال کے اختیار کرنے سے کچھ فائدہ نہ ملا۔ شتر بنے جب بھی پکڑے گئے اور مرغ بنے جب بھی پھنس گئے۔

اب ہم ان چاروں خطوں کو شائع کرتے اور امید کرتے ہیں کہ لوگ انھیں پوری غور کریں گے اور ان گدی نشینوں کی روحانی اور ظاہری حالت کا اندازہ لگائیں گے کہ یہ لوگ کہاں تک خدا تعالیٰ سے نسبت رکھتے اور دوسروں کو خدا تک پہونچا سکتے ہیں۔

حضرت مولوی نور الدین صاحب کا خط

مولنا السید المکرم المعظم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اول فتح محمد نام آپکے مرید سے پھر مولوی غلام محی الدین ساکن وہن۔ مولوی محمد علی ساکن ردال حکیم اللہ دین ٹرنر پور۔ حکیم شاہ سوار کے باعث مجھے ناچیز ہے بہت ہی حسن ظن حاصل ہوا۔ بدر حقیقت یہ خیال کہ جناب کو اشتغال و ارشاد میں فرصت کہاں کہ میرے جیسے آدمیوں کے خطوط کا جواب ملے گا ارسال عرائض سے متامل رہا۔ جناب کے دو کارڈ مجھے ملے۔ اور انہیں مزاجی کے حسن ظن کا تذکرہ تھا اور بھی فرحت و سرور ملا۔ قریب تھا کہ میں حاضر حضور ہوتا اسی اثنا میں ایک کتاب شمس الہدایہ نام مجھے آج رات دیکھنے کا اتفاق ہوا صفحہ نمبر ۱۰ تک رات کو پڑھی جناب نے اسمیں بڑا تنزل اختیار کیا کہ بالکل مولویوں اور منطقیوں کے رنگ میں جلوہ افروز ہوئے۔ اور صوفیوں کے مشرب سے ذرہ جھلک نہ دی۔ سبحان اللہ۔ میں نے بارہا سنا کہ جناب فتوحات مکیہ کے غواص ہیں اور کتاب صفحہ نمبر ۱۰ تک صرف ایک جگہ شیخ اکبر کا ذکر وہ بھی لا الہ الا اللہ کی توجیہ ناپسندیدہ پیرایہ۔ کتاب کو دیکھکر مجھے اس تحریر کی جرأۃ ہوئی کہ جب جناب تصنیف کا وقت نکال سکتے ہیں۔ تو جواب خط کوئی بڑی بات نہیں فاحسن کما احسن اللہ الیک میری مختصر گذارش کا بالکل مختصر سا جواب کافی ہو گا۔

اول جناب نے صفحہ ۱۰ میں فرمایا ہے

(۱) تفاسیر معتبرہ سے مثل ابن جریر و ابن کثیر آہ اسیر

(۱) عرض ہے۔ جناب نے تفسیر ابن جریر کو دیکھا ہے یا نہیں۔ جناب کے پاس ہے یا نہیں۔ کہاں سے یہ تفسیر صرف دیکھنے کے لئے مل سکتی ہے۔

(۲) مثل ابن جریر سے کم سے کم پانچ چھ تفسیروں کے نام ارشاد ہوں۔

(۳) کلی طبعی جناب کے نزدیک موجود فی الخارج ہے یا نہیں اور تشخص متشخص کا عین ہے یا غیر

(۴) تجدد امثال کا مسئلہ جناب کے نزدیک صحیح ہے یا غلط

دعہ ۱۰ ۔ الدین راقم خاکسار
بار ۔ ۔ ثانیہ صرف اسی مجموعہ میں
کی خالی مائی کا محدود نام ہے
یا وہ کوئی اور چیز ہے جس کے لئے
موجودۃ الان جسم بطور لباس کے ہی یا نہیں
(۶) انبیاء و رسل صلوات اللہ علیہم وسلام ۔
آئمہ و عترۃ ۔ اولیاء کرام ۔ صحابہ عظام ۔
انواع و اقسام ذنوب و خطایا سے
محفوظ و معصوم نہیں ۔ یا ہیں ۔
بصورۃ اولیٰ انپر اعتماد کا معیار کیا ہوگا ۔
اور بصورۃ ثانیہ کوئی قوی دلیل مطلوب ہے
مگر ہو مختصر ۔ کتاب اللہ یا سنۃ رسول اللہ
(۷) الہام و کشف رد یا صالحہ کیا چیز ہیں
اور انکی ہم فائدہ اٹھا سکتے ہیں یا نہیں ۔
(۸) ایک جگہ جناب نے تاریخ کبیر بخاری
کا حوالہ دیا ہے کیا وہ جناب کے کتب
خانہ میں ہے یا نہیں ۔
(۹) بعض احادیث کی تخریج نہیں فرمائی
اسکو کس جگہ دیکھا جاوے ۔
میرا مطلب یہ ہے کہ جناب نے ان احادیث
کو کہاں کہاں سے لیا ہے ۔ جس کا ذکر
کتاب میں فرمایا ہے ۔
(۱۰) عقل ۔ قانون قدرۃ ۔ فطرۃ ۔
کس حد تک معتبر ہیں یا یہ چیزیں شریعۃ
کے سامنے اس قابل نہیں کہ انکا نام لیا
جاوے ۔ تعارض عقل و نقل ۔ تعارض اقوال
شریعۃ و سنۃ اللہ مقابلہ فطرۃ و شرع کے
وقت کونسی راہ اختیار کی جاوے ۔ مختصر
جواب بدون دلائل کافی ہوگا ۔
(۱۱) تفسیر بالرائے ۔ اور متشابہات کے
کیا معنے ہیں ۔ کوئی ایسی تفسیر جناب کے
خیال میں ہے کہ وہ تفسیر بالرائے سے پاک ہو
اور متشابہات کو ہم کسطرح پہچان سکتے ہیں ۔
مورخہ ۱۸ فروری سنہ ۱۹۰۰ء از قادیان

مہر شاہ صاحب گولڑہ والی کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
مولٰنا المعظم المکرم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
اما بعد
مولوی محمد غازی صاحب کتب حدیث و تفسیر
اپنی معرفت سے پیدا کر کے ملاحظہ فرماتے رہے ہیں ایا
مولوی صاحب موصوف آجکل و دولت خانہ
کو تشریف لے گئے ہیں ۔ مولوی غلام محی
الدین اور حکیم شاہ نواز وغیرہ احباب نے
میری نسبت اپنی حسن ظن کے مطابق آپکے
سامنے بیان کیا ہوگا ورنہ من آنم کہ من دانم
مولوی صاحب نے اپنی سعی اور اہتمام سے کتاب
شمس الہدایت کو مطبوع اور تالیف فرمایا ۔
ہاں احیاناً اس بیچ سے بھی اتفاق
استفسار بعض سنا میں ہوا ۔ جس وقت
مولوی صاحب واپس آئیں گے کیفیت
کتب مسؤلہ اور جواب سرافراز نامہ
اگر اجازت ہوئی تو لکھیں گے ۔ اللہ تعالیٰ
جانبین کو صراط مستقیم پر ثابت رکھے
زیادہ سلام ۔
نیاز مند علماء و فقراء مہر شاہ ۲۶ شوال سنہ ۱۳۱۷ھ

ایک مرید عبد الہادی نام کی طرف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ فتوحات
کی اگر ضرورت ہو بھیجی جاوے
مینے مکہ معظمہ زاد اللہ شرفاً سے زائد
چالیس روپیہ سے خریدی تھی ہند کی
مجھے خبر نہیں دوسرا معاملہ جو بھی آپ
بیفکر رہیں کوئی نقرہ حکمت اور
صداقت سے انشاء اللہ تعالیٰ خالی نہ
ہوگا ۔ لفظ تالیف اور طبع کا معنی
نا سمجھنے سے انہوں نے کہا جو کچھ کہا
وہ ہولن و علیہم ۔ سیظہر اب ان سے
یہ پوچھنا کہ ایجاد مضامین اور تالیف
میں عموم خصوص من وجہ ہوا کرتا ہے
بھلا مجھکو یہ بتاؤ کہ دوسرا کاغذ جو مولوی
نور الدین صاحب کو پہونچا ہے ذرا
اسکی نقل بھی منگوا کر ملاحظہ کرو والسلام
مہر شاہ بقلم خود

ایک مرید غلام محمد نام کی طرف

مخلصی ام غلام محمد سلامت ۔ بعد سلام
و دعا آنکہ ۔ مولوی نور الدین صاحب
کی درخواست کتاب کے بارہ میں
اور نیز وصف میرے علم کے جو کہ انکو
بذریعہ احباب پہونچی تھی اس کے
بارہ میں مینے لکھا تھا جسکا مضمون یہ تھا
کہ میں تو اتنا علم نہیں رکھتا ہوں جیسا
نے اپنے حسن ظن کے مطابق تعریف
کی ہوگی ۔ اور کتاب کے بارہ میں
مولوی محمد غازی صاحب جب واپس
آئے تو لکھیں گے کیونکہ کتابوں کی
تجسس اور دیکھنا ان کے متعلق تھا میں
مضامین غیر مرتبہ بسا اوقات انکو
دیتا رہا اور تالیف یعنی جمع و
ترتیب و طبع کرانا یہ سب ان کے
متعلق تھی ۔ جناب مولوی نور الدین
صاحب نے تالیف سے جو منسوب
مولوی محمد غازی صاحب کی طرف
کی گئی تھی اور فی الواقع یونہی تھا
یہ سمجھ لیا کہ موجد مضامین اور
مصنف مولوی صاحب ہیں ۔ فلاں
نے یعنی مینے اسکی تصنیف اور
ایجاد سے انکار کیا مجا کبھی مؤلف
اور موجد ایک ہی ہوتا ہے اور
کبھی مختلف ۔ مینے بباعث کم فرصتی
کے جمع اور ترتیب معہ مطالع کتب
ان کے ذمہ پر رکھا تھا ۔ الغرض جو
مطلب تھا یعنی لوگوں کا دھوکا نہ
کھانا وہ تو بفضل خدا بخوبی حاصل
ہو گیا بذریعہ خطوط روزمرہ مقبولیت
کتاب معلوم ہوتی رہتی ہے ۔ باقی
زید و عمر سے کچھ غرض نہیں زیادہ
سلام ۔

(مہر شاہ)

عاجز عبد الکریم سیالکوٹی
از قادیان ۳۰ ۔ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء

بقیہ رویداد جلسہ عید اضحی اگلے نمبر میں
شائع کی جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت تاریکی چشم۔ دھند جالا پڑوال غبار پھولا۔ سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چندروز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام وخاص سرمہ سے فائدہ اوٹھا سکیں قیمت ۲ تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۲ سے۔ خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے **المشتہر** پروفیسر میاں سنگھ آہلو والیہ۔ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور +

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ آہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی بہت جانا۔ دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اوس سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے۔ اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی ایم شانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میاں سنگھ صاحب آہلو والیہ نے تیار کیا ہے۔ میں نے اسکا تجربہ اپنے زیر علاج مریض مسماۃ [illegible] بعمر ۴۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑوال پڑتے تھے اوسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دُکھتی رہتی تھیں اون میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اوسکی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پر سکتی تھی اور وہ اون اشیاء کو جو اوس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں۔ صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان۔ ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جوکہ سردار میاں سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا۔ میری رائے میں خاصکر مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برج لال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایم۔ ایل۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند +

(۴) میں (۲) امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جوکہ سردار میاں سنگھ آہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قایم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل۔ ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اوسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ سنہ ۱۸۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر اخبار الحکم کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

چہ گویم با تو گرائی چہا در قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی عرض دارالاماں بینی

نمبر ۱۶ | دارالامان قادیان یکم محرم سنہ ۱۳۱۸ہجر ویکم مئی سنہ ۱۹۰۰ء | جلد ۴

عذر تقصیر

ہمارے ناظرین کے طبقہ میں یہ شکایت عام ہو چلی ہے۔ کہ اخبار الحکم بدیر شائع ہوتا ہے اور بسا اوقات بعض احباب کو پہونچتا ہی نہیں۔ یا دو دو نمبر یکجا ملتے ہیں۔

ہم ان شکایتوں کو تسلیم کرتے ہیں گو اس سے پیشتر بھی متعدد مرتبہ ہم کو معذرت کرنے کا موقع ملا ہے لیکن اب کی مرتبہ ہم پھر ناظرین کی شکایتوں اور اپنی مشکلات کو اُنکے گوش گذار کرنا ضروری سمجھتے ہیں کیا تعجب کہ مولیٰ کریم ایسی صورت نکالدے جس سے ان شکایتوں کے رفع ہونے کا موقع نکل آوے اس امر کا بیان کردینا بھی غالباً بےموقع نہ ہوگا۔ کہ ہرایک حقیقی اصلاح کا کام علی العموم ابتداءً ایک دھیمی اور سست رفتار سے چلتا ہے لیکن انجام کار اللہ تعالےٰ اُس کی کامیابی کو مقدر کرلیتا ہے الحکم کے ذریعہ قوم کی اندرونی خرابیوں کی اصلاح اور بیرونی حملہ آوروں کا دفاع مقصود ہے۔ پھر ابتداءً اگر اُسکی رفتار میں سرعت اور تیزی نہ ہو تو تعجب کی کیا بات ہے۔

مسلمانوں کو بدقسمتی سے قرآن کریم کی تعلیم اور اُس کی اشاعت سے کوئی دلچسپی نہیں رہی اور وہ قرآن کریم کی اشاعت کرنے والی مجلسوں یا اخباروں کو مذہبی دیوانوں کے نام سے نامزد کرتے ہیں اس لئے عام لوگ الحکم کی خریداری کی طرف توجہ نہیں کرتے جو اُس کی توسیع اشاعت میں بڑی بھاری روک ہے۔ پس ایک مخصوص جماعت میں الحکم کی اشاعت ہے۔ اور پھر اُس جماعت میں سے بھی فیصدی تین آدمی ہیں جو اخبار لیتے ہیں۔ اور ان تین میں سے فیصدی ایک ضرور ہے جو اخبار کو بلاقیمت لینا چاہتا ہے ایسی صورت میں اخبار کی راہ میں مشکلات نہ آویں تو تعجب ہے؟۔

اخبار الحکم کا ہیڈ کوارٹر ایک گاؤں میں ہے جس کے اردگرد امرت سریا لاہور سے ورے کوئی چیز سامان مطبع کے متعلق مل ہی نہیں سکتی۔ کارپرداز۔ کاغذ۔ سیاہی۔ دیگر سامان مطبع سب کا سب امرت سر یا لاہور سے لانا یا منگوانا پڑتا ہے اور دوسری جگہ سے اشیاء کے منگوانے اور لانے میں خواہ مخواہ ایک دو دن کی دیر ہوجانی ممکن ہے یہ بھی ایک بڑی روک ہے جو اخبار کے بدیر

شائع ہونے کی ممد ہے۔

عام طور پر مطبع کے کار پرداز۔ پریسمین۔ اور کل کش وغیرہ کوئی متدین اور خدا ترس آدمی نہیں ہوتے ہم نے کئی مرتبہ ان ظالم طبع لوگوں کے ہاتھ سے نقصان اُٹھایا ہے پیشگی تنخواہیں لے لے کر یہ لوگ بھاگ جاتے ہیں، اور پھر از سرنو کسی اور کی تلاش کرنی پڑتی ہے چنانچہ اس سال میں چار پریسمین آچکے ہیں۔ ایسی صورتوں میں کس قدر دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

قادیان کا ڈاک خانہ باوجودیکہ یہاں بٹالہ کے مقابلہ میں بھی کام زیادہ ہے لیکن اسپر بھی ایک ادنیٰ درجہ کا برانچ آفس ہے جہاں محدود تعداد کے ٹکٹ رکھے جاتے ہیں اور بارہا ایسا اتفاق ہو جاتا ہے کہ یہاں ٹکٹ نہیں ملتے اور اُن کے انتظار میں کئی کئی دن تک اخبار روانگی کے لئے ملتوی پڑا رہتا ہے۔

یہ تو وہ مشکلات ہیں جو عام طور پر ہماری راہ میں پڑی ہوئی ہیں اسپر سب سے بڑی اور زبردست مشکل **مالی مشکل** ہر اخبار کی قیمت کے بروقت ادا کرنے والے احباب کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی ہے۔ ۱۸۹۹ء کے دسمبر تک تین سو خریداروں میں ساڑھے چار سو روپے کا باقی رہنا ناظرین خود اندازہ کریں کہ کس قدر نقصان رساں بات ہے۔ اس موقعہ پر ہم کو بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ اگر افریقہ سے ہمارے مخدوم ڈاکٹر رحمت علی صاحب (جنھوں نے نہ صرف کوئی پندرہ ایک جدید خریدار پیدا کرکے اُن کی پیشگی قیمت لے کر روانہ کی بلکہ ہر ایک خریدار سے **تین روپے** بطور امداد لے کر بھی روانہ کئے) امداد نہ کرتے تو بڑی بھاری مشکل کا سامنا ہوتا۔ اسی طرح پر یہ بے انصافی ہوگی اگر ہم یہ بیان نہ کریں کہ گذشتہ سالوں کی زیر باریوں سے ایک حد تک **مخلصی دلانے** کے لئے برادرم بابو محمد افضل صاحب اور شیخ نور احمد صاحب نے افریقہ سے ایک سو روپیہ بھیجکر ہماری مدد کی۔ گویا ۱۸۹۸ء اور ۱۸۹۹ء کی مالی مشکلات میں ہماری افریقہ کی جماعت ہی نے صرف حصہ لیا اور ہندوستان کی کئی ہزار آدمیوں کی جماعت میں سے کوئی ایک بزرگ بھی ہماری مدد کرنے والا ثابت نہ ہوا۔

اس قسم کی مشکلات میں اگر اخبار بدیر شائع ہو تو تعجب کی بات نہیں بلکہ اُس کا جاری رہنا ہی تعجب کی بات ہے۔ ہم نے کئی مرتبہ ناظرین کو توجہ دلائی کہ وہ اس کی پیشگی قیمت وقت پر ادا کریں۔ جدید خریدار ہم پہونچائیں امدادی چندے دیں مگر بجز چند آدمیوں کے کم متوجہ ہوئے۔

ہم فخر کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ **مفتی محمد صادق** ایک خریدار ہے جنکی زبان سے ہم نے (باوجودیکہ اخبار کی باقاعدہ اشاعت میں نقص ہے) جب سنا اظہار مسرت ہی سُنا اور اُنکو الحکم کا مشکور ہی پایا **جزاہ اللہ احسن الجزا**۔ یہ ہمارا مطلب نہیں کہ اخبار الحکم کو کسی وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا بلکہ جسقدر اضطراب اور بیقراری الحکم کے موصول ہونے پر ظاہر کی جاتی ہے اُس سے پایا جاتا ہے کہ الحکم نے **سنۃ ضروریہ** کو سبعہ ضروریہ بنا دیا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کتنے ہیں جو اُن مشکلات کے دور کرنے میں ہمارا ساتھ دیتے ہیں جو الحکم کے باقاعدہ اشاعت کی راہ میں پڑی ہوئی ہیں۔؟

ہم عام اخبارات کو دیکھتے ہیں کہ اُنھیں سے بعض بعض سالانہ قیمت پر بھی نئے خریدے جاتے ہیں اور سالانہ چندہ دینے میں بھی چون وچرا کی جاتی ہے۔ بعض اخبارات ایسے بھی ہیں جنکے معاونین مستقل امداد دیتے ہیں۔ لیکن ہمکو واجب امداد چندہ کی بروقت وصول ہونے کی بھی دقت رہتی ہے۔

بہرحال ان مشکلات اور شکایات کا رفع کرنا ہمارے اور ہمارے ناظرین کی متفقہ کوشش اور خدا تعالےٰ کے فضل پر منحصر ہے ہم نے اپنی طرف سے حتی الامکان اخبار کو بہتر اور عمدہ بنانے کی کوشش کی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ کریں گے مگر ناظرین کو مناسب ہے کہ وہ اپنے فرائض کی پوری پابندی کریں۔

ان مشکلات کے دفعیہ کے لئے سردست ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے پاس **کاغذ** کا معقول **ذخیرہ ہو**۔ اور ایسا ہی کم از کم ایک مہینہ کے محصول ڈاک کے لئے ٹکٹ ہر وقت موجود رہیں۔ اسلئے ہم چاہتے ہیں کہ کم از کم **ایکسو روپیہ** کا کاغذ اکٹھا منگوا کر رکھیں اور کم از کم ۲۵ روپے کے ٹکٹ ہر وقت موجود رہیں۔ ملازمان مطبع کی تنخواہوں کے لئے جس طرح پر اخبار کی قیمت آتی جاتی ہے وہ کفایت کر سکتی ہے۔ اگر ہمارے ناظرین ہمکو مدد دیں تو اُمید ہو سکتی ہے کہ ہم انشاء اللہ تعالےٰ الحکم کو ایک باقاعدہ اور عمدہ اخبار بنانے کے قابل ہوسکیں۔ اور اس رقم کا ہم پہونچانا ہمارے ناظرین کے لئے کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

ہمارے مخدوم **نواب محمد علی خان صاحب** رئیس اعظم مالیر کوٹلہ نے **سو روپیہ** سالانہ اخبار کی امداد کے لئے

مذکور ... تھا اگر وہ توجہ کریں تو کوئی بڑی بات نہیں۔ لیکن ہم ایک ... عام تجویز اس بارہ میں پیش کرنا چاہتے ہیں تاکہ یہ مستقل طور پر کارآمد اور مفید ثابت ہو۔ اور وہ یہ ہے کہ ہمارے

کل خریداران اخبار سال بھر میں چار جدید خریدار پیدا کرنے کا ذمہ اٹھائیں اور انکی قیمت درخواست کے ہمراہ بھجوائیں۔

اس طرح پر اشاعت اخبار میں بھی ترقی ہوگی اور اس کی مالی مشکلات کا انتظام بھی ہو جاوے گا۔ اور یہ چار خریدار ایسے بہم پہونچائیں کہ ہر ایک ان میں سے اپنا یہ فرض سمجھ لے کہ وہ چار خریدار اپنی تاریخ خریداری سے ایک سال کے اندر اندر ایسے ہی ...

ہم

چاہتے ہیں کہ بڑی سرعت کے ساتھ اس تجویز پر عمل درآمد شروع ہو **ایک سو پچیس روپیہ** کے لئے

مئی سنہ ۱۹۱۴ء میں ہم کو چونتیس جدید خریدار

بکار ہیں۔ اگر یہ ۳۴ جدید خریدار ۲۵ مئی سنہ ۱۹۱۴ء تک معہ پیشگی قیمت کے پیدا ہو جاویں تو ہم جون سنہ ۱۹۱۴ء سے انشاء اللہ تعالیٰ مستقل انتظام کر سکیں گے +

ہفتہ وار ان معاونین کے نام شائع کرادئے جاویں گے جو اس کار خیر میں ہمارے معاون ہوں گے۔

اس رقم کے پورا کرنے کے لئے جو صاحب بطور امداد کچھ دینگے بشرطیکہ وہ قیمت اخبار کے برابر ہو تو انکا اختیار ہوگا کہ وہ کسی صاحب کے نام اخبار جاری کرا دیں۔

آخر میں ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری یہ تحریر بے اثر نہ ہوگی۔ (ایڈیٹر)

ایوب صادق

آج ایک ایسے با اخلاص عزیز کی جدائی کا صدمہ ہمارے سامنے درپیش ہے کہ اس کی وجہ سے ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہیں پر اس مصیبت کے وقت ہم دل کے انشراح کے ساتھ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہتے ہیں کیونکہ ہم سب اللہ کے ہیں اور ہم اُسی کی طرف جانے والے ہیں کسی صدمہ اور مصیبت کے وقت انا للہ پڑھنا تو ایک رواج ہو ہی گیا ہے پر قربان ہوں ہماری جانیں اُس عبد صادق کی راہ پر جسنے ہمارے درمیان سے نفسانی اغراض کو دور کرکے ہم کو فی الحقیقت اللہ کا بنا دیا ہے اور ہر ایک دینی امر جو صرف جسم ہی رہ گیا تھا اُس نے پھر اُسمیں آکر وہی روح ڈالدی ہے جو کہ نبیوں کے خاتم سرور انبیاء سید ولد آدم محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے ڈالا تھا۔ پس اے سننے والے کیا تو تعجب کرتا ہے کہ ہم نے اس مُردوں میں جان ڈالنے والے کو مسیح مانا۔ سو ہم ایسے ہوگئے ہیں کہ ہماری محبتیں اور ہمارے تعلقات محض اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور ہم درحقیقت اللہ کے ہیں یہاں ہوں یا وہاں۔

اس محبت اور اخلاص اور ایمان کے پانے میں جو کہ حضرت امام الزمان مسیح موعود مہدی معہود حضرت

مرزا غلام احمد صاحب
ایدہ اللہ تعالےٰ

کے ذریعہ سے لوگوں کو حاصل ہوا ہے ہمارا عزیز بھائی **مرزا ایوب بیگ** مرحوم و مغفور ابن مرزا نیاز بیگ صاحب رئیس کلانور ضلع گورداسپور ایک نمونہ تھا۔ اتنے لمبے عرصہ کی ملاقات میں جو کہ مجھے اُس کے ساتھ تھی میں نے نہیں دیکھا کہ کبھی دوستوں میں سے کسی کے ساتھ اُسکو بغض اور کدورت ہو یا اُسکے ساتھ کسیکو ہو۔ احباب کا وہ ہر وقت سپاہیوں کی طرح ایک ہوشیار خادم تھا ایسا کہ ہمارے حضرت مولوی عبد الکریم صاحب اُس کو والنذیر کہا کرتے تھے اور مولانا مولوی عبد الکریم صاحب وہ ہیں جنکے ریمارکس ہمیشہ پُر معنی ہوا کرتے ہیں اور بعض اوقات میں غور سے دیکھتا ہوں کہ ان کے مُنہ کی بات کہی ہوئی حضرت امام صادق و مصدوق علیہ الصلوٰۃ و السلام کے الہامات اور اقوال سے ایسی جا ملتی ہے جیسے کہ بعض دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی رائے کے مطابق حضرت سرور انبیاء پر وحی نازل ہو جاتی تھی + یہ عزیز اپنے امام کا سچا عاشق تھا اور اُس کا عشق مسیح کے ساتھ روز افزوں ترقی کرکے اُس حد کو پہونچ گیا تھا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ اب ضرور تھا کہ وہ اس حالت کے ساتھ اس دنیا کو

کوچ کرکے اپنے مالک حقیقی کے پاس جا پہونچے - اس عزیز بھائی کے بعض حالات عجیبہ کے متعلق ایک مختصر کتاب لکھنے کے واسطے اس کے بڑے بھائی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ارادہ کیا ہے - اس کتاب کے دیکھنے سے لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ ہمارا یہ بھائی کس طرح سے اپنے والدین کے حق میں فرمان بردار اور اپنے دوستوں کے واسطے خادم اپنے بزرگوں کا تابعدار اپنے امام کا جاں نثار عاشق زار تھا اس لمبی بیماری کے عرصہ میں جو کہ اس عزیز نے اپنے بھائی کے پاس فاضلکا میں کاٹی ہے اُسنے ایسے صبر کا نمونہ دکھایا ہے کہ یقین ہوتا ہے کہ کسی نے القار الٰہی سے پیدا ہونے کے وقت اس کا نام ایوب رکھا تھا -

حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی بیماری کی وقت جو غمخواری بذریعہ خطوط اور دوائیوں کے ارسال کرتے اور اس کے علاج کے واسطے مبلغ ۵ ارسال کرنے سے کی ہے اور اس کی عیادت کے واسطے اپنی طرف سے حکیم فضل الدین صاحب کو روانہ کیا ہے - اس کے بھائی مرزا یعقوب بیگ صاحب نے جس محبت کے جوش سے اسکی اس لمبی بیماری میں اسکی تیمار داری پر محنت اور مال خرچ کیا ہے اور تمام بھائی عموماً جس محبت کے ساتھ اس عزیز کے حال سے ہمیشہ پرساں رہے ہیں اور آخر دم تک جس استقلال اور نفس مطمئنہ کے ساتھ وہ اپنے ایمان پر قائم رہا ہے اسکے مرنے پر جو صبر اس کے اقارب اور عزیزوں نے دکھایا ہے یہ سب باتیں ایک نشان ہیں اس بات کے سمجھنے کے واسطے کہ جینا اور مرنا - بیماری اور تیمار داری ہر ایک حالت میں اگر انسان اللہ تعالےٰ کو راضی رکھنا چاہے تو وہ ہمارے امام کے قدموں میں گر کر اسبات کو حاصل کر سکتا ہے

اس عزیز بھائی کو احباب میں سے ہر ایک کے ساتھ الفت و محبت تھی پر اس عاجز کے ساتھ اسکو ایک خاص مناسبت تھی کیونکہ ہم دونوں ایک باپ کے بیٹے تھے اور یہ ایک راز ہے جسکو سننے کی ہر ایک کو طاقت نہیں یہ عزیز سب کے درمیان پیارا تھا اور نہ صرف اپنوں ہی کے درمیان عزیز تھا بلکہ دشمنوں پر بھی ہمیشہ غالب تھا ایسا کہ بڑے بڑے مولوی اور مفتی کہلانے والے اور عربی علوم و فنون اور فقہ کے معلم اعلیٰ ہونے کا دعوی کرنے والے کی جب اس نے گردن پکڑی کہ یا حضرت مرزا صاحب کا امام برحق ہونا مجھ سے سمجھ اور یا انکا برحق نہ ہونا مجھ پر ثابت کر تو اسکو تاب نہ ہوئی کہ اسکا مقابلہ کرے اور بیچارا والینٹر بالآخر یہ کہہ کر اُس کے مکان سے واپس آیا کہ دیکھ قیامت کے دن میں تیرا دامن پکڑوں گا کہ نہ تو مجھے سمجھتا ہے اور نہ مجھے سمجھاتا ہے -

غرض اس عزیز کا امام کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے ۹ سال بعد ۲۶ سال کی عمر میں ایسے ایمان کے ساتھ خاتمہ بالخیر ہوا کہ ہمارے ایک دوست کا قول ہے کہ اُس کی زندگی اور موت ہر دو قابل رشک ہیں ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اُس عزیز کو اپنی رحمت سے بہشت میں بلند درجات اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا قرب اُس عالم میں عطا فرماوے آمین

اور مجھے برادر مرزا یعقوب بیگ صاحب کا یہ فعل بہت پیارا معلوم ہوا ہے کہ انھوں نے اپنے بھائی کی روح کو ثواب پہونچانے کے واسطے ایکسو روپیہ قادیان بھیجا ہے تاکہ خدمات دینی میں صرف ہو اور در اصل مردوں یا زندوں کے واسطے اس زمانہ میں مال خرچ کرنے کا اس سے بہتر اور کوئی ذریعہ نہیں کہ خدا کے قائم کئے ہوئے سلسلہ خدمات دینی پر مال صرف کیا جاوے باقی آج کل کے ملانوں کو کچھ دینا تو میں سمجھتا ہوں کہ مال کو ضائع کرنے کے سوا اور کچھ فائدہ نہیں رکھتا -

محمد صادق بھیروی

از فاضلکا ضلع فیروز پور - ۳۰ - اپریل سنہ ۱۹۱۰ع

تفسیر القرآن

کے طبع کا کام شروع ہو چکا ہوا ہے ہم اُمید کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کا فضل اور توفیق شامل حال رہے تو بہت جلد پہلا پارہ نکل آوے ہمارے وہ دوست جنھوں نے پیشگی قیمت دینے کا وعدہ فرمایا ہے قیمت ارسال کرکے ہماری امداد کریں - تاکہ طبع کے کام میں کسی قسم کی روکاوٹیں پیدا نہ ہوں

مینیجر الحکم

شمس الدین

بقیہ روئداد جلسہ عید اضحیٰ

ایک عظیم الشان نشان کا ظہور

بنگر اے قوم نشانہا ئے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ بر چشم نشانی ہست کبیر

جب حضرت اقدس حسب تحریک جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی باہمی خلت و اخوت پر تقریر فرما چکے تو اللہ تعالیٰ کے القاء و ایما کے موافق حضور نے عربی زبان میں خطبہ پڑھنے کا ارادہ ظاہر فرمایا چونکہ یہ خطبہ آیات اللہ میں سے ایک زبردست آیت اور لا نظیر نشان ہے جو ہماری آنکھ کے سامنے بلکہ ایک عظیم الشان گروہ کے سامنے پورا ہوا۔ ہم خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ یہ زبردست نشان فی الحقیقت ایک اعجاز تھا۔ غرض حضرت اقدس عربی خطبہ پڑھنے کے لئے طیار ہوئے۔ اور حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب اور حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کو حکم دیا کہ وہ قریب تر ہو کر اس خطبہ کو لکھیں۔ جب حضرات مولوی صاحبان طیار ہو گئے تو آپ نے یا عباد اللہ کے لفظ سے عربی خطبہ شروع فرمایا ہماری زبان و قلم میں طاقت نہیں کہ آپکے لب و لہجہ کی تصویر الفاظ میں کھینچ سکے الفاظ میں ایک برقی اثر تھا جو اندر ہی اندر طبیعت کے مواد ردیہ کو زائل کر رہا تھا۔ شکل صورت اور زبان ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ شخص اس وقت اس دنیا میں موجود نہیں ہے اور اسکی زبان اسکے اختیار میں نہیں ہے۔ نیم باز آنکھیں بتلا رہی تھیں کہ ایک سکر کی سی حالت طاری ہے۔ حضرت اقدس کھڑے ہوئے تھے چند عربی فقرات بولنے کے واسطے جو گویا ارشاد الٰہی کی تعمیل تھی لیکن کوئی دو گھنٹے تک ایک وسیع اور فصیح خطبہ جو حقائق و معارف سے پر تھا تہذیب نفس اور اصلاح روح کے لئے ایک نسخہ شفا بخش تھا۔ جسقدر معرفت کے دقیق راز اس خطبہ میں بیان کئے گئے ہیں واللہ باللہ ایسے تھے کہ نہ کبھی اس سے پیشتر کان آشنا تھے اور نہ آنکھ نے کسی کو بیان کرتے دیکھا تھا۔ حضرت اقدس نے اثناء خطبہ میں یہ بھی فرمایا کہ اب لکھ لو پھر یہ لفظ جاتے ہیں۔ آخر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق یہ عظیم الشان نشان پورا ہوا۔

خطبہ میں کیا ہے

اس امر کی تفصیل کیلئے ایک جداگانہ مضمون کی ضرورت ہے لیکن جب کہ عربی خطبہ چھپ کر شائع ہو جاوے گا خود پتہ لگ جاوے گا کہ اسمیں کیا ہے؟ مختصر طور پر ہم اتنا بتانا چاہتے ہیں کہ اس عربی خطبہ میں اول قربانی کی حقیقت بتائی پھر بتایا ہے کہ خلیفۃ اللہ کیا ہوتا ہے اور آخر میں اپنے دعوے اور مقام کا تذکرہ ہے اور مخالفین پر اتمام حجت کا بیان ہے۔

مولوی عبد الکریم صاحب ترجمہ سناتے ہیں

جب حضرت اقدس خطبہ پڑھکر بیٹھ گئے تو اکثر احباب کی درخواست پر حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب اسکا ترجمہ سنانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ اس سے پیشتر کہ مولانا موصوف ترجمہ سنائیں حضرت اقدس نے فرمایا کہ اس خطبہ کو کل عرفہ کے دن اور عید کی رات میں جو میں نے دعائیں کی ہیں ان کی قبولیت کے لئے نشان رکھا گیا تھا۔ کہ اگر میں یہ خطبہ عربی زبان میں ارتجالاً پڑھ گیا تو وہ ساری دعائیں قبول سمجھی جائیں گی الحمد للہ کہ وہ ساری دعائیں بھی خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق قبول ہو گئیں۔

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے جس خوبی اور فصاحت کے ساتھ اسکا ترجمہ کیا یہ بجائے خود ایک نشان تھا کسی دوسری زبان کے بیان کردہ مضامین کو اپنی زبان میں ارتجالاً ادا کرنا آسان کام نہیں ہے اور خصوصاً معارف و حقائق کا ترجمہ۔ مگر مولوی صاحب نے جس صفائی کے ساتھ ترجمہ سنایا وہ گویا روح القدس کی امداد سے بول رہے تھے۔ لفظی یا محاورہ سلیس مسلسل جسقدر خوبیاں ایک ترجمہ میں ہونی چاہئیں وہ سب موجود تھیں۔

سجدۂ شکر
مبارک

ابھی حضرت مولانا موصوف ترجمہ سنا ہی رہے تھے کہ حضرت اقدس فرط جوش کے ساتھ سجدہ شکر میں جا پڑے آپ کے ساتھ تمام حاضرین نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ سجدہ سے سر اٹھا کر حضرت اقدس نے فرمایا کہ "ابھی میں نے سرخ الفاظ میں لکھا دیکھا ہے کہ مبارک" یہ گویا قبولیت کا نشان ہے آخر مولانا صاحب نے ترجمہ ختم کیا

اور ترجمہ ختم کرتے وقت نماز ظہر کا وقت ہوگیا۔ پس نماز ظہر اور عصر جمع کرکے ادا کی گئی۔

خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں اتنی مہلت دی کہ قرآن کریم کی طرح ایک عظیم الشان نشان ہم نے اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا دیکھ لیا۔ اب خدا سے دعا ہے کہ وہ ہمارا خاتمہ اور حشر اس امام کے ساتھ کرے جس پر اسکی نصرتوں کی بارش ہو رہی ہے اور دنیا کو دیکھنے کی آنکھ اور سمجھنے والا دل عطا فرماوے آمین

مولنا مولوی عبد الکریم صاحب کا خطبہ

جلسہ عید اضحیٰ کی روئداد میں سے اب صرف مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کا خطبہ باقی ہے جو بوجہ عدم گنجایش ہم اگلی پرچہ اشاعت میں درج کریںگے انشاء اللہ تعالےٰ۔

کلمات طیبات

حضرت امام الزمان علیہ السلام

نبی کا آنا ضروری ہوتا ہے۔ اُس کے ساتھ قوت قدسی ہوتی ہے۔ اور اُنکے دل میں لوگوں کی ہمدردی۔ نفع رسانی اور عام خیرخواہی کا بیتاب کرادینے والا جوش ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت حق تعالیٰ نے فرمایا ہے لعلک باخع نفسک ان لا یکونوا مومنین۔ یعنی کیا تو اپنی جان کو ہلاک کردے گا اس خیال سے کہ وہ مومن نہیں ہوتے۔ اس کے دو پہلو ہیں ایک کافروں کی نسبت کہ وہ مسلمان کیوں نہیں ہوتے۔ دوسرا مسلمانوں کی نسبت کہ اُن میں وہ اعلےٰ درجہ کی روحانی قوت کیوں نہیں پیدا ہوتی جو آپ پاتے ہیں۔

چونکہ ترقی تدریجاً ہوتی ہے اس لئے صحابہ کی ترقیاں بھی تدریجی طور پر ہوئی تھیں۔ مگر انبیاء کے دل کی بناوٹ بالکل ہمدردی ہی ہوتی ہے اور پھر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تو جامع جمیع کمالات نبوت تھے آپ میں یہ ہمدردی کمال درجہ پر تھی آپ صحابہ کو دیکھکر چاہتے تھے کہ پوری ترقیات پر پہونچیں۔ لیکن یہ عروج ایک وقت پر مقدر تھا آخر صحابہ نے وہ پایا جو دنیا نے کبھی نہ پایا تھا اور وہ دیکھا جو کسی نے نہ دیکھا تھا۔

سارا مدار مجاہدہ پر ہے خدا تعالےٰ فرماتا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا جو لوگ ہم میں ہوکر کوشش کرتے ہیں ہم اُن کے لئے اپنی تمام راہیں کھولدیتے ہیں۔ مجاہدہ کے بدون کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نظر میں چور کو قطب بنا دیا دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں اور ایسی ہی باتوں نے لوگوں کو ہلاک کر دیا ہے لوگ سمجھتے ہیں کہ کسی کی جھاڑ پھونک سے کوئی بزرگ بنجاتا ہے۔

جو لوگ خدا کے ساتھ جلدی کرتے ہیں وہ ہلاک ہوجاتے ہیں دنیا میں ہر چیز کی ترقی تدریجی ہے روحانی ترقی بھی اسیطرح ہوتی ہے اور بدون مجاہدہ کے کچھ بھی نہیں ہوتا اور مجاہدہ بھی وہ ہو جو خدا تعالےٰ میں ہوکر۔ یہ نہیں کہ قرآن کریم کے خلاف خود ہی بیفائدہ ریاضتیں اور مجاہدہ جوگیوں کی طرح تجویز کر بیٹھے۔ یہی کام ہے جس کے لیے خدا نے مجھے مامور کیا ہے تاکہ میں دنیا کو دکھلا دوں کہ کسطرح پر انسان اللہ تعالےٰ تک پہونچ سکتا ہے۔ یہ قانون قدرت ہے نہ سب محروم رہتے ہیں اور نہ سب ہدایت پاتے ہیں۔

مسدس قابل توجہ اہل اسلام

قوموں کے درمیان تھا شور اک مچا ہوا
بازار گرم تھا لیس ارتداد کا
ہر ایک اپنے آپ کو حق پر تھا جانتا
کیسا ہی گو کہ ٹیڑھی سی ٹیڑھا ہو چل رہا
ازبس تھی حملے ہو رہے قرآن کی شان پر
قرآن و بے گناہ پیمبر کی آن پر

ہر جا گڑی صلیب تھی اسلام کے لئے
اہل صلیب دانت ہی پیسے تھے پیستے
آریہ ستم کے آریہ سے ہی تھے چل رہے
سکھوں کے حملے اور ہی قہر و غضب کے تھے
دشمن مخالفت پہ تھے ایسے اٹھے ہوئے
دین نبی کی جان کے تھے لالے پڑے ہوئے

تھے پڑھ کے زور و شور میں ادیان باطلہ
اسلام کے مٹانے میں تھا خشک فلسفہ
تھا نفس مار خان بنا ہر ایک مردکہ
ہر ایک عدو کا بڑھ گیا بے طرح حوصلہ
تھے ہر طرف تو زور سے ہی حملہ آوری
ازبس بحال زار تھا دین محمدی

ایک شخص ایسے حال میں اٹھا بقا دیاں

میمیرے کا سرمہ

مصدّقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پر وال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھاویں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ؏ میمیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ے خالص میرانی ماشہ ۱۰؎ مصری سرمہ فی تولہ ۸؍ خرچ ڈاک ذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی میمیرے کے سرمہ کے سرمہ سے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے۔ المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ۔ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میمیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں۔ جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے۔ اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میمیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی ایم۔ سانگلی صاحب بہادر ایم۔ بی ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی

۲۔ میں بڑی خوشی سے میمیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریضہ ماتا اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوے تھے اور پر وال پڑتے تھے اس کی آنکھیں سرخ اور دکھتی رہتی تھیں اُنمیں سے بکثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایم ایس ایل اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ میں نے میمیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴۔ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میمیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی دبیماریوں سے بچنے کے لئے میمیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص میمیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ ۵۰۰۰ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۹۰۸ء میں جمع کیا گیا ہے۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

ہر قسم کے موقع اور سہولتیں دیں اُن کے احسان کا یہ شکر ہے کہ بے گناہ انگریزی افسروں کو قتل کر دیا جاوے ۔ میں تو صاف طور پر کہتا ہوں کہ وہ لوگ جو خون ناحق سے نہیں ڈرتے اور محسن کے حقوق ادا نہیں کرتے وہ خدا تعالیٰ کے حضور سخت جواب دہ ہیں۔

ان مولویوں کا فرض ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے جمہوری اتفاق سے اس مسئلہ کو اچھی طرح شائع کریں اور ناواقف اور جاہل لوگوں کو فہمائش کریں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ وہ امن آزادی سے زندگی بسر کرتے ہیں اور اُس کے عطیات سے ممنون منت اور مرہون احسان ہیں ۔ اور یہ **مبارک سلطنت** نیکی اور ہدایت پھیلانے میں کامل مددگار ہے پس اس کے خلاف محاربہ کے خیالات رکھنے سخت **بغاوت** ہے اور یہ **قطعی حرام** ہے

وہ اپنے قلم اور زبان سے جاہلوں کو سمجھاویں اور اپنے دین کو بدنام کر کے دنیا کو ناحق کا ضرر نہ پہونچاویں ہم تو گورنمنٹ برطانیہ کو آسمانی برکت سمجھتے ہیں ۔ اور اس کی قدر کرنا اپنا فرض +

افسوس ہے مولویوں نے خود تو اس کام کو کیا نہیں اور ہم نے جب ان جاہلانہ خیالات کو دلوں سے مٹانا چاہا تو ہم کو **دجال** کہا صرف اس واسطہ کہ ہم محسن گورنمنٹ کے شکر گذار ہیں مگر ان کی مخالفت ہمارا کیا بگاڑ سکتی تھی ہم نے بیسیوں رسالے اس مضمون کے عربی فارسی اردو انگریزی میں شائع کئے اور ہزاروں اشتہار مختلف بلاد و امصار میں تقسیم کر دئے ہیں اس لئے نہیں کہ گورنمنٹ سے ہم کوئی عزت چاہتے ہیں بلکہ

غلام مولا

خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہم اس کام کو اپنا ضروری فرض سمجھتے ہیں اور اگر ہم کو اس خدمت کے بجا لانے میں تکلیف بھی ہو تو ہم پرواہ نہیں کرتے کیونکہ خدا نے فرمایا ہے کہ احسان کی جزا احسان ہے پس پوری اطاعت اور وفاداری گورنمنٹ برطانیہ کی مسلمانوں کا فرض ہے۔

اسماء مبائعین

حضرت امام علیہ السلام

۱ سپارا ۔ لبتی ور یام ضلع جھنگ
۲ بختاور صاحب " "
۳ قطب الدین ۔ اسکندریہ ۔ گجرات
۴ مولوی عظیم اللہ صاحب ۔ نابھا ریاست
۵ ابراہیم شاہ ۔ سلبینگن ۔ انبالہ
۶ علی بخش صاحب نابھا
۷ عبد الرحیم صاحب "
۸ نور محمد صاحب چک لوہٹ ۔ لدہیانہ
۹ مرزا اسمٰعیل صاحب ۔ لائل پور
۱۰ سلطان حامد صاحب قتالپور ۔ ملتان
۱۱ رمضان الدین صاحب " "
۱۲ غلام حسن صاحب گھنگھو والہ "
۱۳ مولوی غلام محمد سرائے سدھو "
۱۴ میاں اللہ بخش ۔ ملتان پاک دروازہ
۱۵ محمد مبیز ہیڈ ماسٹر ۔ غوطہ
۱۶ شہاب الدین صاحب ۔ دہیڑ والی ۔ سیالکوٹ
۱۷ فضل احمد صاحب ۔ سیالکوٹ
۱۸ شیخ رمضان ۔ کشمیر
۱۹ غلام رسول عرف رسل بٹ ۔ کشمیر
۲۰ گیما ۔ بھینی ضلع گورداسپور
۲۱ قاضی سلطان احمد کوٹ قاضی محمد زاہد ۔ گوجرانوالہ
۲۲ قاضی فیض احمد " "
۲۳ قاضی عبد الرحمن " "
۲۴ لدھو چوکیدار کوٹ قاضی محمد جان " "
۲۵ محمد عثمان صاحب ساکن گوڑ فد پٹھان پورہ ضلع مچھلی بندر حال حیدر آباد دکن صیغہ دار ڈاک خانہ مغلی "
۲۶ عبد المالک ۔ چک سکندر ضلع گجرات
۲۷ اللہ دتا اشرف " "
۲۸ امیر حیدر شاہ ۔ بھیرت ضلع شاہ پورہ
۲۹ کریم بخش ۔ بھینی گورداسپور
۳۰ نواب " "
۳۱ محمد الدین ۔ کالرا ۔۔۔ گجرات
۳۲ فقیر محمد نواپنڈ ۔ قادیان ۔
۳۳ غلام حسین قصور ۔ لاہور
۳۴ زبردست خان ۔ کشمیر
۳۵ عبد الرحیم مزین قادیان ۔
۳۶ حافظ نصیر خان "
۳۷ بوٹا سپاہی ملازم فرید کوٹ
۳۸ احمد خان ۔ جٹال ۔ راولپنڈی
۳۹ محمد حسن ۔ دہلی ۔ ولد مولوی محمود حسن خان
۴۰ شبیر محمد ۔ پھلور ۔ جالندھر
۴۱ خدا بخش سیالکوٹ
۴۲ سراج الدین ۔ ضلع گجرات
۴۳ ابو الفضل الدین کیریاں ضلع ہوشیار پور
۴۴ فقیر شاہ نور کوٹ ضلع گورداسپور
۴۵ کریم بخش کشمیری لاہور ۔
۴۶ قدرت اللہ خان مہاجر ۔ شاہجہان پور ہند
۴۷ رحیم بخش ۔ پٹیالہ
۴۸ مولا بخش "
۴۹ محمد یوسف "
۵۰ حافظ نور محمد ۔ سوندا ۔ پٹیالہ
۵۱ آخوند مولوی محمد رمضان حکیم ۔ شہر کمال ڈیرہ تعلقہ کند یارہ ضلع حیدر آباد سندھ ۔
۵۲ عبد الجلیل ۔ بھیرہ ۔ شاہ پور
۵۳ سید محمد علی شاہ سیالکوٹ
۵۴ عبد العظیم چک سکندر ۔ گجرات
۵۵ اللہ رکھا " "
۵۶ اللہ دتا " "
۵۷ میاں محمد سوداگر ۔ پشاور حال " "
۵۸ ولی محمد " "
۵۹ میر بخش کھنگمنہ ۔ ہوشیار پور
۶۰ عبد اللہ " "
۶۱ غلام نبی بہارہ ۔ لدہیانہ
۶۲ لال ۔ چک سکندر ۔

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتے ہیں اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اُٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے یکساں کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ہے۔ خالص میرا فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُن سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ایم۔بی ایم۔ سانگلی صاحب بہادر ایم۔بی ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی۔

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۵۰ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اُس کی آنکھیں سرخ اور دکھتی رہتی تھیں اُن سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اُس کی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اُن اشیا کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔ (۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مرضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور جالا اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل۔ایم۔ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں کے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اُس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۹۰۵ء میں جمع کیا گیا ہے۔

(اعلام)

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَفَاتِ الْمَسِیْح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللہ العلی العظیم و نصلی علی رسولہ الکریم

میں بعض احباب کی اطلاع کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کے متعلق قرآن کریم کی آیت وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ کے بارے میں جس قدر تحقیقات ہوئی ہے عرض کرتا ہوں تاکہ خود قرآن مجید میں سے ناظرین موافقین کے لئے موجب بصیرت اور مخالفین کے لئے ایک بیّن حجت ہو۔ اور ایسا ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بابت آیت وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ سے جو طریقہ مفسرین ہیں ایک نہایت معرکہ کی آیت ہے۔ جسقدر ناقص ذہن نے استنباط کیا ہے قلم بند کرکے اللہ تعالیٰ سے جزاء بالخیر کا راجی ہوتا ہوں۔

سو واضح ہو کہ آیت شریفہ وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ میں اللہ تعالیٰ نے قتلوا اور صلبوا دو الفاظ اس لئے اختیار فرمائے ہیں تاکہ حضرت مسیح علیہ السلام کا دامن قتل اور صلیب کے ذریعہ مارا جانے سے پاک کیا جائے۔ کیونکہ توریت میں آیا ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جائیگا۔ پس اگر مسیح قتل کئے جاتے تو نعوذ باللہ آپ جھوٹے ٹھیرتے۔ اور مصلوب کے متعلق توریت میں لکھا ہے۔ کہ جو گنہگار لکڑی پر لٹکایا جائے وہ ملعون ہوتا ہے۔ اس لئے مسیح اگر صلیب کے ذریعہ قتل کئے جاتے تو نعوذ باللہ ملعون ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کو ان دونوں الزاموں سے بری کرنے کے لئے قتل اور صلیب کی نفی کی اور فرمایا کہ یہود نے نہ مسیح کو قتل کیا اور نہ صلیب کے ذریعہ مارا۔ پس اس سے الفاظ مذکورہ بالا کے استعمال کی وجہ موجہ پیدا ہوگئی۔

اس کے بعد وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ

کا فائدہ ہے ۔ ولکن ۔ استدراک ۔ اور رفع وہم اور عطف کے لئے آتا ہے ۔ مگر اسجگہ ولکن نے اس سابقہ وہم کا استدراک کیا ہے کہ جب کہ حضرت مسیحؑ سے قتل اور صلیب کی نفی کر دی گئی ہے ۔ اور وہ قتل اور صلیب کے ذریعہ نہیں مارے گئے ۔ جیسا کہ اہل کتاب کا اتفاقی عقیدہ ہے تو اور کیا ہوا؟

اب ہم آیت مذکورہ کے اصلی اور حقیقی معنوں میں غور کرتے ہیں جو خود آیت سے ثابت ہوتے ہوں ۔ اور یہود اور دور از کار قصوں اور جھگڑوں کا فیصلہ کرتے ہوں ۔ سو چونکہ شُبِّہَ کا لفظ واحد مذکر غائب ماضی مجہول کا صیغہ ہے جو تشبیہ مصدر سے بنایا گیا ہے اور لغت میں تشبیہ کے معنے ایک چیز کو دوسری چیز سے کسی ایک آدھ وصف میں مشابہ بنانے کے ہیں ۔ اور جب کسی چیز کو دوسری چیز سے تشبیہ دی جاتی ہے تو اس میں تین چیزیں ضرور ہوتی ہیں ۔ ایک مشبّہ یعنی جس کو دوسری چیز کا ہم مثل بنایا جائے ۔ دوسری مشبّہ بہ یعنی جس کے ساتھ ہم مثل بنایا جائے ۔ تیسری وجہ شبہ یعنی وہ صفت جس میں دو چیزوں کو ہم مثل بنایا گیا ہو ۔ اس لئے جب ہم شُبِّہَ کے لفظ کے متعلق ان تین چیزوں کی اس کے ماقبل اور مابعد میں تلاش کرتے ہیں تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس جگہ شُبِّہَ ماضی مجہول کا مفعول مالم یسم فاعلہ عیسیٰ بن مریم رسول اللہ مشبّہ ہے جو اس کے ماقبل [illegible] اور مقتول اور مصلوب مشبّہ بہ [illegible] لفظ [illegible] قتلوا و صلبوا [illegible] اور صرف صلیب پر چڑھانا [illegible] مشبّہ [illegible] حقیقی طور پر [illegible] صلیب کے ذریعہ مارا [illegible] ۔ کیونکہ

اگر وہ صلیب پر مارے جاتے تو مشابہ بالمصلوب نہ بنتے ۔ بلکہ خود عین مصلوب ہو جاتے اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ یہود نے حضرت مسیح کو قتل اور صلیب سے نہیں مارا ۔ بلکہ وہ صلیب پر چڑھائے گئے ۔ اور غشی طاری ہو جانے کی وجہ سے مشابہ بالمصلوب ہو گئے حقیقی طور پر مارے نہیں گئے ۔ سو اس جگہ قرآن شریف نے یہود ونصاریٰ کے اس جھگڑے کا فیصلہ کیا جو یہود کہتے ہیں کہ ہم نے مسیح کو صلیب کے ذریعہ مار ڈالا اور نعوذ باللہ بزعم خود اسکو لعنتی اور ابدی جہنمی بنا دیا اور نصاریٰ مسیح کی وہی لعنتی موت لے کر کفارہ کی بنیاد قائم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صرف تین دن کے لئے لعنتی اور جہنمی ہوا ۔ اس لئے کہ اس نے ہمارے گناہ اپنے اوپر لادے اور تھوڑی دیر کے لئے لعنت اور جہنم کو اختیار کیا ۔ اب جھگڑا صرف یہ رہا کہ معاذ اللہ یہود کے نزدیک مسیح تو ابدی جہنمی ہے ۔ اور عیسائیوں کے بھولے خیال میں اگرچہ صرف تین دن کے لئے لعنتی ہوا اور اس کے بعد آسمان پر اٹھایا گیا اور باپ کے داہنے ہاتھ جا بیٹھا ۔ مگر حسب قاعدہ توریت یہود کے اعتراض سے عیسائی مخلصی حاصل نہیں کر سکتے ؛

رہی یہ بات کہ پھر قرآن کریم نے اس عقدہ کو کسطرح مٹایا سو کلام مجید نے مسیح کی نسبت قتل اور صلیب ہر دو قسم کی موت کی نفی اور جھوٹ اور لعنت کے الزام سے بری کیا ۔ پس ولکن شبہ لھم سے معلوم ہو گیا کہ وہ مسیح کی صلیبی موت کے کیسے قائل ہیں ۔ دراصل مسیح کو مشابہ بالمصلوب بنایا گیا ۔ جس سے ان کو شبہ پیدا ہوا کہ شاید وہ صلیب سے مارا گیا ہے ۔ اسی کی مؤید ہے آیت وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ وَ اللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ ۔ قابل غور ہے کہ قرآن شریف

نے ان کے اختلاف کو کیسا صاف کر دیا اور فرمایا کہ مسیح بشابہ بالمصلوب ہونے کی وجہ سے ان کو حقیقی مصلوب ہونے کی بابت دھوکا لگا اسی لئے اس کے بعد کی آیتوں میں ظاہر فرمایا ۔ کہ ان کو مسیح کے مصلوب ہونے کا یقین نہیں ۔ یعنی صلیب سے اس کے مارے جانے کے وجوہات قوی نہیں ۔ بلکہ صرف ظن ہی ظن ہے ۔ اگر کوئی یقینی امر ہے ۔۔۔۔۔۔ تو یہ ہے کہ وہ صلیب کے ذریعہ نہیں مارا گیا ۔ بلکہ وہ ایسی طبعی موت سے مرا جس کے بعد ابرار کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اٹھایا جاتا ہے ۔ اس تمام تقریر سے مفسرین کا وہ بناوٹی قصہ بھی کہ کوئی یہودی حضرت مسیح کی مانند بنا کر صلیب دیا گیا تھا ۔ اور مسیح کو زندہ بالجسد آسمان پر اٹھایا گیا تھا ۔ بالکل باطل ثابت ہوا ۔ اس لئے کہ شُبِّہَ ماضی مجہول کا مفعول مالم یسم فاعلہ اسکی ضمیر مستتر ہے ۔ جو ماقبل کی طرف پھرتی ہے اور حسب قاعدہ کوئی مرجع اسکا لفظاً یا معنیً پہلے مذکور ہونا چاہیئے ۔ پس اگر اس کا مرجع کوئی نامعلوم یہودی قرار دیا جائے ۔ جسکا ذکر نہ صراحتہً نہ کنایتہً پیچھے مذکور ہے تو اضمار قبل الذکر لازم آئے گا ۔ جو فصحا کے کلام میں بالکل ممنوع ہے ۔ کیونکہ جیسا ابھی گذرا ہے صیغہ مذکور کا مفعول مالم یسم فاعلہ عیسیٰ مسیح ہے جسکا ذکر ماقبل میں ہے ۔

اس کے بعد آیت وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ چونکہ اسجگہ اللہ تعالیٰ نے ما صلبوہ کو بالکل ترک کر دیا اور صرف ما قتلوہ یقیناً فرمایا اسمیں یہی حکمت معلوم ہوتی ہے کہ صلیب کی مطلق نفی منظور نہیں ہے ۔ بلکہ جتلانا منظور ہے کہ گو مسیح صلیب کے ذریعہ نہیں مارا

گیا۔ اور تکمیل فعل میں یہود ناکام رہے ہیں۔ گو تکمیل فعل میں تو قاصر نہیں ہوئے۔ چنانچہ ماقبل کی آیت میں ثابت ہو چکا ہے کہ مشابہ بالمصلوب بنایا گیا تھا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے جو عزیز و حکیم ہے۔ **وما قتلوہ یقیناً** فرما کر مسیح کو قتل یہود سے بالکل پاک کر دیا۔ اور صلیبی فعل کی تکمیل سے پاک رکھکر اپنی طرف رفعت اور عزت بخشی اور اپنے وعدہ کو ایفا فرمایا جو آیت **یٰعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ** الخ میں کیا ہے۔ اور طبعی موت کے بعد اپنی طرف رفع بخشا کیونکہ اللہ تعالیٰ کیطرف وفات کے بعد رفع ہوا کرتا ہے کوئی مرے بغیر اس عالم سے نقل کرکے اللہ تعالیٰ کے پاس بجسد العنصری نہیں جا سکتا۔ یہی قدیم سنت اللہ ہے جسکا کبھی تخلف نہیں ہوا۔ اور جب رفع کا صلہ الیٰ ہو تو اس کے معنی رفع درجہ کے ہوا کرتے ہیں۔ جیساکہ صراح میں ہے۔ خصوصاً اس جگہ جب کہ رافع اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ جس کی کوئی جہت نہیں۔ تو پھر رفع درجہ کے سوا اس کے کوئی اور معنی کرنا صرف نادانی ہی نہیں بلکہ خسران ایمان کا اندیشہ ہے۔ اور آیت **وما قتلوہ یقیناً** سے یہ ثابت ہوگیا کہ حضرت مسیح نہ قتل ہو کر جھوٹے نبی بنے اور نہ لعنتی موت سے مرکر ملعون ہوئے بلکہ ایسی موت سے فوت ہوئے جس کے بعد ابرار کا رفع ہوا کرتا ہے اس تحقیق سے ہمارے [illegible] کی فاش غلطی ثابت ہو گئی [illegible] کے معنے حضرت مسیح [illegible] اٹھایا جانا بیان کرتے ہیں۔ اور جس نے اس آیت [illegible] **انی متوفیک** [illegible] اور

تخلف وعدہ لازم آتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی ذات سے بالکل ممنوع ہے۔ اس تمام تقریر کا ماحصل یہ ہے کہ یہودیوں نے حضرت مسیح کو ہرگز ہرگز صلیب اور قتل کے ذریعہ نہیں مارا۔ انہوں نے کوشش کی تھی۔ کہ صلیب دیکر مسیح کو لعنتی موت کا مزہ چکھائیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے جیساکہ آیت **ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین** میں ہے انکی شرارت اور بداندیشی اور منصوبہ کا خود انہیں کو اسطرح مزہ چکھایا کہ حضرت مسیح کو جیساکہ **شُبّہ** کے گذشتہ مضمون سے واضح ہو چکا ہے۔ صرف مشابہ بالمصلوب بنا کر صلیب کی حقیقی موت سے بچا لیا اور صلیب پر غشی طاری ہو جانے کی وجہ سے یہودیوں کو احتمال ہوا۔ کہ وہ صلیب پر مر گئے۔ مگر وہ تو مرے نہیں تھے صرف بوجہ غشی مشابہ بالمصلوب ہو گئے اور اللہ تعالیٰ اپنی تدبیر میں ان پر غالب رہا۔ جیساکہ اس نے فرمایا تھا۔ کہ انہوں نے بھی تدبیر کی اور ان کے مقابل اللہ نے بھی تدبیر سے کام لیا۔ اسطرح سے اللہ تعالیٰ نے مسیح کو صلیبی موت سے بچا لیا۔ اور اپنے وعدہ کے موافق طبعی موت کے بعد اپنی طرف رفعت بخشی۔ پس آیت **وما قتلوہ یقیناً** کا خلاصہ مفہوم یہی ہے۔

اس کے بعد آیت **وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ** [illegible] جہانتک غور و فکر سے کام لیا جاتا ہے یہ آیت زمانہ حضرت [illegible] **علیہ السلام** کے [illegible] تعلق نظر آتی ہے۔ کیونکہ [illegible] وجوہات اور موجبات [illegible] کا ایک روشن اور [illegible] ثبوت پیش کرتے ہیں۔ اور تمام ممکن اور جائز احتمالات کو بکلی ناقص اور مجروح اور ساقط قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ از انجملہ پچھلی آیتوں سے اسکی تناسبت اور تعلق ہے کیونکہ انمیں حضرت مسیح علیہ السلام کے لعنتی اور رفعی موت کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ کے کامل علم و حکمت نے اس کی حقیقت کے انکشاف اور ثبوت کے پورے دلائل اور وجوہات آخری زمانہ سے پیشتر نہیں فرمائے۔ اس لئے حضرت مسیح کے رفع اور موت کی تحقیقات کی اس وقت سے پہلے کچھ ضرورت نہیں تھی۔ جب تک کہ صلیبی مذہب اپنی تمامتر کمالات کو نہ پہونچے۔ اور مسیح زندہ آسمان پر چڑھانے اور پھر زندہ ہی آسمان سے اتارنے میں پورا پورا غلو نہ کیا جائے جس سے اسلام کے اعتقادی اور بنیادی مسائل ختم نبوت اور عدم تبدیل سنت الہیہ وغیرہ کی سرے سے جڑ اکھڑتی ہے اور جب کہ قرن اول میں اس مسئلہ میں اختلاف نظر نہیں آتا۔ بلکہ صحابہ اور تابعین کا قرن مسیح کی رفعی موت پر متفق معلوم ہوتا ہے۔ تو پھر اس کی تحقیق و تدقیق کی کیا حاجت تھی۔ البتہ اس آخری زمانہ میں نہایت ضروری تھا کہ جو یہ مسئلہ بخوبی منقح اور صاف کیا جائے۔ جب کہ یہ تمام امور اپنے کمال کو پہونچ گئے یعنی مسیح زندہ آسمان پر چڑھایا گیا اور بجسد خاکی اس کا نزول مانا گیا۔ جسکی عملی حالت میں ختم نبوت کا انکار ہے۔ اور صلیبی مذہب کی سراسر حمایت ہے یہی وجہ ہے کہ مسیح موعود آخر الزمان کا کام کسر الصلیب بتلایا گیا ہے۔ پس جب کہ پہلی آیتوں میں مسیح کی موت کا جھگڑا ہے۔ اور مسیح کی لعنتی اور مرفوع ہونے میں اہل کتاب کا اختلاف ہے اس لئے آیت مذکورہ

بالا میں فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا ہوگا - کہ تمام اہل کتاب کو حضرت مسیح کی رفعی موت ماننی پڑے گی اور یہ بات مسئلہ مذکور کی کامل روشنی کی طرف اشارہ ہے کہ آخری وقت میں یہ مسئلہ ایسا بدلائل مبرہن اور واضح کرکے بپایہ ثبوت پہونچایا جائے گا - کہ کوئی کتابی اس سے گریز نہ کرسکے گا ؛ از انجملہ حضرت ابوہریرہ کی حدیث **والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل** ...... جسکا آخری فقرہ ثم یقول **ابوھریرۃ فاقرءوا ان شئتم وان من اھل الکتب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ** الآیہ متفق علیہ اس کی مؤید ہے کیونکہ جیساکہ یہ حدیث مسیح موعود کی پیشگوئی پرمشتمل ہے ایسا ہی یہ آیت بھی اسی مسیح کے متعلق ہے - اور چونکہ حدیث میں مسیح موعود کا کام کسر صلیب بتلایا گیا ہے اور کسر صلیب کرنا اور رفع مسیح منوانا ایک ہی بات ہے - جب مسیح کا رفع ثابت کردیا جائے - تو معًا صلیب کا عقیدہ باطل ہو جاتا ہے - کیونکہ صلیب کا مدار مسیح کی لعنت پر ہی اس لئے آیت مذکورہ میں ضمیر **بہ** کا مرجع رفع مسیح قرار دینا نہایت ہی قرین قیاس بلکہ اس معنی کے لئے نص قاطع ہے - از انجملہ جب ہم اس آیت کی ترکیب نحوی پر غور کرتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ بہ کا مرجع مفرد مذکر ماقبل کی متصل آیت میں رفع کا لفظ **رفعہ اللہ** میں بادنی التغیر موجود ہے اور اس کے باقی تمام ممکن مراجع میں یہ خوبی نہیں پائی جاتی اور علاوہ بریں سیاق کلام بھی رفع مسیح کو چاہتا ہے اور خود لیؤمنن کا لفظ بھی مرجع رفع کو

معین کرتا ہے - کیونکہ لیؤمنن کا لفظ کسی ماننے والی چیز کو جس کا ماننا اہل کتاب کی نوعی نجات کا موجب ہو ضروری ہے اور صاف ظاہر ہے کہ پہلی آیتوں میں وہ امر رفع مسیح ہی ہے - اور نہیں ؛ از انجملہ لیؤمنن کا لفظ تین چیزوں منوانے والے - ماننے والے - ماننے کی چیز کے وجود کو لازم قرار دیتا ہے - کیونکہ کسی چیز کا ماننا جب کہ اسکو پہلے نہ مانا گیا ہو کسی خارجی محرک کو چاہتا ہے بجز خارجی تحریک کے کسی غیر مسلم امر کے ماننے کے لئے کوئی شخص مجبور نہیں ہوسکتا - پس اس لفظ میں ماننے والے اور ماننے کی چیز کا گویا لفظاً ذکر موجود ہے - اور منوانے والا بھی ضمناً مذکور ہے - جو رفع مسیح کا منوانے والا ہے اور وہی مسیح موعود ہے جس کا کام کسر صلیب ہے - اور جو لیؤمنن کے ضمن میں اور مسیح کے لفظ میں اسوجہ سے مسیح اسرائیلی اور مسیح موعود کے درمیان مشترک ہی کہ گویا مذکور ہے - اس لئے **موتہ** کا مرجع مسیح موعود قرار دینے میں کوئی نقص عائد نہیں ہوتا - اور ایسے مرجع کی مثال قرآن شریف میں بھی آچکی ہے - جیساکہ سیپارہ ۱۹ سورۃ الشعراء میں ہے **فاخرجناھم من جنٰت و عیون وکنوز ومقام کریم کذلک - واورثناھا بنی اسرائیل** - اس آیت میں **ھا** کی ضمیر کا مرجع وہی جنّٰت و عیون وغیرہ ہیں جنکو فرعونی پیچھے چھوڑ کر ہلاک ہوگئے تھے - لیکن کوئی تاریخ شہادت نہیں دیتی - کہ بنی اسرائیل مصر سے نکلنے اور مصر کے تباہ ہونے کے بعد پھر فرعونیوں کے متروکہ مکانات وغیرہ کے وارث

ہوئے - بلکہ وہ سب کچھ تباہ ہوگیا تھا - اور بنی اسرائیل کو جب وعدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام شام اور ارض مقدسہ میں ویسے ہی باغات و مکانات وغیرہ ملے جیسا کہ دوسری آیت میں پاک کلام مجید اس کی تصریح فرماتا ہے - چنانچہ سیپارہ - ۹ - سورۃ الاعراف میں آیا ہے - **واورثنا القوم الذین یستضعفون مشارق الارض ومغاربھا التی بارکنا فیھا - وتمت کلمت ربک الحسنی علی بنی اسرائیل بما صبروا ودمرنا ما کان یصنع فرعون وقومہ وما کانوا یعرشون** ہ یعنی ہم نے بنی اسرائیل کی ضعیف قوم کو اس زمین کے مشرق اور مغرب کا وارث بنایا - جسمیں ہم نے برکت رکھی تھی اور تیرے رب کا مبارک وعدہ بنی اسرائیل کے لئے ان کے صبر کرنے کی بدولت پورا ہوا اور ہم نے فرعون اور اسکی قوم کے تمامی ساختہ پرداختہ کو تباہ کردیا - اور ایسا ہی ان کے انگور وغیرہ کے باغات کو - پس پہلی آیت میں **ھا** کی ضمیر کا مرجع مصر کے باغات وغیرہ تو قرار نہیں پاسکتے کیونکہ وہ تو حسب مضمون آیت ثانی تباہ کردے گئے تھے - لیکن باشتراک لفظی اسکا مرجع وہ باغات وغیرہ ہیں - جو بنی اسرائیل کو شام کے ملک میں ملے - اب اس سے ثابت ہوگیا - کہ اشتراک لفظی کے طور پر اگر ایک چیز کا ذکر ماقبل میں کیا جائے تو دوسرے مشارک فی اللفظ چیز کیطرف گو لفظاً اس کا ذکر نہ ہو - ضمیر پھیرنا جائز ہے کیونکہ اگرچہ وہ صراحتہً مذکور نہ ہو - مگر ضمناً مذکور ہوتی ہے - اب موتہ کا ضمیر مسیح موعود کی طرف پھیرنے کے واسطے دو وجہ موجبہ معہ شہادت قرآنی پیدا ہوگئی

موٹا (قلم)

لہذا ضمیر کوئی محدود باقی نہ رہا۔ از انجملہ بہ کے دیگر ممکن مراجع اور جائز احتمالات کا یکجائی یا فرداً فرداً اور مجرد ہونا ہے۔ سو واضح ہو کہ آیت مذکورۃ الصدر میں بہ اور موتہ کی تعیین مرجع میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ گو مختصر تقریر ان کے کامل اختلاف کے بیان کی برداشت نہیں کرسکتی۔ تاہم بعض جائز احتمال اور ان کا نقص اور تردید ہی بیان کیا جاتا ہے۔ سو پہلا ضمیر بہ کا ہے جو حسب قاعدہ نحو جیسا کہ واحد مذکر ہے اس کا مرجع بھی واحد مذکر اور جہانتک ہوسکے رکوع کی مذکورہ بالا منفصل آیت میں سے کوئی لفظ بامعنی ہونا چاہیے جو سیاق کلام کے مطابق ہو۔ اور جو معنے اس سے پیدا ہوں وہ علاوہ مفید ثابت ہونے کے ایک قوت اور شوکت بھی محسوس ہو۔ ممکن وجوہات حسب ذیل ہیں اور بادی النظر میں دونو ضمائر کے ممکن عام مراجع اسقدر قرار پاسکتے ہیں۔ بہ کے موقعے یہ ہیں۔

(۱) مرجع کتاب جسکا ابتدا رکوع میں ذکر ہے۔ (۲) محمد صلے اللہ علیہ وسلم جو رکوع کے ابتدا میں مخاطب ہیں (۳) عیسیٰ ابن مریم جنکی نبوت سے یہودیوں کو انکار ہے (۴) صلیبی واقعہ کا وقوعہ جو ماقبل کی آیت میں مذکور ہے (۵) صلیبی واقعہ کی غلط فہمی (۶) حضرت مسیح کا رفع یا رفعی موت جو ماقبل کی منفصل آیت میں ہے * اور موتہ کے مراجع اس قدر بن سکتے ہیں (۱) اہل کتاب جنکا ذکر خود اس آیت میں ہے (۲) مسیح بنی اسرائیل (۳) مسیح موعود جسکے زمانہ اور کارروائی کے متعلق یہ آیت ہے * لیکن بہ کا پہلا اور دوسرا مرجع موتہ کے پہلے مرجع کے ساتھ سیاق کلام سے بالکل منافی ہیں اور دوسرے مرجع کے ساتھ کچھ معنے نہیں پیدا کرتے۔ اور تیسرے مرجع کے ساتھ اگرچہ یہ معنی بنتے ہیں۔ کہ مسیح موعود کی وفات سے پہلے ہر ایک اہل کتاب قرآن اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مان لے گا۔ مگر یہ بھی سیاق کلام کے خلاف ہیں * اور بہ کا تیسرا مرجع موتہ کے پہلے مرجع کے ساتھ جیکے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک اہل کتاب مسیح کی نبوت کو اپنے مرنے سے پہلے مان لے گا صرف جبر ہی جبر ہے جسپر کوئی عقلی اور عیانی ثبوت نہیں۔ اور علاوہ بریں ایسا ایمان نہ کتابی کے لئے مفید ہے اور نہ غیر کے لئے باعث عبرت ہوسکتا ہے۔ اور دوسرے مرجع کے ساتھ یہ معنی بنتے ہیں کہ ہر ایک اہل کتاب مسیح پر مسیح کے مرنے سے پہلے ایمان لائے گا۔ ہمارے مخالف جو حیات مسیح پر مر رہے ہیں وہ اس آیت کے یہی معنی دلیل میں پیش کرتے ہیں اور وجہ استدلال یہ بتلاتے ہیں کہ اس آیت سے تمام اہل کتاب کا مسیح پر ایمان لانا اس کی زندگی میں ضروری سمجھا جاتا ہے۔ پس جب تک سارے اہل کتاب اس پر ایمان نہیں لاتے۔ آپ کی زندگی کا پیالہ لبریز نہیں ہونے کا * اور چونکہ ابھی تمام اہل کتاب ایمان نہیں لائے اس سے ثابت ہوا کہ وہ مرے بھی نہیں۔ لیکن اول تو ان دانشمندوں سے کوئی پوچھے کہ کسی نبی پر ایمان لانے کے لئے تو اسکی زندگی کیوں ضروری ہے اور ایمان لانے کو اس کی زندگی کے ساتھ کیا تلازم اور تناسب ہے۔ کیا ایمان لانے میں کسی نبی سے تحریر معاہدہ لکھائی جاتی ہے تاکہ وہ نبی کہیں اس معاہدہ سے انکار نہ کردے اور کہہ نہ بیٹھے کہ تو مجھپر کب ایمان لایا

اور تیرے پاس کیا ثبوت ہے۔ نعوذ باللہ کوئی اور بدظنی ہے کہ بغیر دیکھے ایمان لانے میں دھوکا نہ کھا جائے۔ بفرض محال اگر ایمان لانا زندگی کو مستلزم ہے تو پھر کیوں یہ منصب زندگی قیامت تک رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تجویز نہ کیا گیا۔ جسپر ایمان لانا موجب نجات اخروی ہوسکتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ہمارے مخالف مسیح کی حیات خام کی امید میں اپنے خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شان میں ہر پہلو سے ہجو ملیح کے مرتکب ہوئے۔ اور نادان دوست ہوئے جائے غور ہے کہ یہ عقیدہ جو مسیح آسمان سے لٹکتا ہوا ان کے سلسلے اترے۔ تب ایمان لائیں کسقدر ایمان بالغیب کا دشمن عقیدہ ہے۔ ونعوذ باللہ من مفاسدہا

دوسرا امر لائق توجہ یہ ہے کہ اس آیت کو مسیح اسرائیلی کی حیات و ممات سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ اس کے ماقبل کی آیت بل رفعہ اللہ الیہ نے مسیح کی وفات کا سارا جھگڑا طے کر دیا۔ اور اسے نہیں چھوڑا جب تک کہ رفعی ... موت سے حسب وعدہ وفات رفعی نہیں دی۔ جیسا کہ پیشتر مذکور ہو چکا۔ اس کے بعد مسیح کی حیات کا خیال تک دل میں لانا محض دیوانگی اور جنون نہیں تو اور کیا ہے۔ تیسرا امر قابل غور یہ ہے کہ اس معنے کے بطلان کے واسطے ان دونوں آیات کا تناقض کافی دلیل ہے۔ کیونکہ پہلی آیت بل رفعہ اللہ الیہ نے تو یقیناً موت ثابت کی جسمیں کسی اور معنے کا احتمال نہیں۔ اب اگر دوسری آیت حیات کو ثابت کرے تو گویا ماننا پڑے گا کہ مسیح دوبارہ زندہ ہوکر آخری وقت میں دوسری موت کا مزہ چکھیں۔ اور

یہ معنے آیۃ ویمسك التی قضی علیہا الموت کے بالکل برخلاف ہیں اور ایک برگزیدہ نبی کے لئے سکرات موت کا وہ مرتبہ جائز رکھنا پڑا جو کسی مجرم کے لئے بھی نہیں ہو سکتا۔ چوتھا امر توجہ طلب یہ ہے کہ یہ معنے آیۃ والقینا بینہم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیمۃ سے بھی یہود کے قیامت تک باقی رہنے کی وجہ سے باطل ثابت ہوتے ہیں۔ پس یہ معنی ہر پہلو سے لغو اور پوچ ہیں ٭ اور بہ کا تیسرا مرجع موتہ کے تیسرے مرجع کے ساتھ برخلاف سیاق معنی پیدا کرتا ہے۔ لہذا وہ بھی منقوض ہے ٭ بہ کا چوتھا مرجع موتہ کے پہلے مرجع کے ساتھ ملانے میں وہی نقص ہے جو بہ کے تیسرے مرجع اور موتہ کے پہلے مرجع کے ملانے میں عائد ہوا اور موتہ کے دوسرے مرجع کے ساتھ یہ معنے پیدا کرتا ہے۔ کہ ہر ایک اہل کتاب صلیبی واقعہ کے وقوع کو مسیح کی موت سے پہلے مان لے گا۔ لیکن جس صورت میں قبل موتہ لیؤمنن کی ظرف نہیں۔ تاکہ وہی تناقض پیدا ہو۔ جو بہ کا تیسرا مرجع اور موتہ کا دوسرا مرجع مقرر کرنے میں پیدا ہوا تھا کیونکہ یہ احتمال بھی مسیح کی حیات یا دوبارہ زندگی کو چاہتا ہے۔ بلکہ قبل موتہ بہ کے چوتھے مرجع کی ظرف ہے۔ اس لئے اس کے یہ معنے ہوئے کہ ہر ایک اہل کتاب صلیبی واقعہ کے وقوعہ کو جو مسیح کی موت سے پہلے وقوع میں آیا ہے مان لے گا یعنی حضرت مسیح صلیب سے نہیں مارے گئے بلکہ وہ اس کے بعد طبعی موت سے مرے ہیں۔ اگرچہ یہ معنی صحیح ٹھیر سکتے ہیں لیکن دو نقص سے خالی نہیں۔ ایک یہ کہ بادی النظر میں قبل موتہ لیؤمنن کی ظرف معلوم دیتی ہے حالانکہ مذکورہ بالا معنوں میں بہ کی چوتھی مرجع کی ظرف قرار دی گئی ہے دوسرا یہ کہ سیاق کلام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اہل کتاب کو مسیح کا رفع منوایا جائے نہ صرف صلیبی واقعہ کا وقوعہ۔ کہ فلاں وقت میں حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا۔ کیونکہ اس سے پہلی آیات مسیح کا رفع ثابت کرنے اور منوانے کے لئے نص کا حکم رکھتی ہیں۔ اور اس احتمال میں گولزوماً لادم آجاتا ہے۔ مگر یہ امر اس معنے کی نسبت کمزور ہے جسمیں رفع مسیح کا منوانا بطور نص ہو نہ بطور التزام ٭ اور بہ کا چوتھا مرجع موتہ کی تیسرے مرجع کے ساتھ جو معنی پیدا کرتا ہے وہ بھی بوجہ مذکورۂ بالا کمزور اور ضعیف ہیں ٭ بہ پانچواں مرجع موتہ کے پہلے مرجع کے ساتھ ملکر یہ معنی ہوئے کہ ہر ایک اہل کتاب صلیبی واقعہ کی غلط فہمی کا اپنے مرنے سے پہلے اقرار کرے گا اور مرگ کے وقت حقیقت جان لینے سے مان جائیگا۔ کہ مجھسے اسکی اصلیت سمجھنے میں غلطی ہوئی۔ اس معنی کی کمزوری کی وہی دلیل ہے۔ جو بہ کے تیسرے مرجع اور موتہ کے پہلے مرجع کے ملانے کے متعلق بیان ہو چکا ہے ٭ اور بہ کے پانچویں مرجع اور موتہ کے دوسرے مرجع کے ساتھ ملانے سے وہی تناقض گذشتہ پیدا ہوتا ہے۔ جو بہ کے تیسرے مرجع اور موتہ کو دوسرے مرجع کے ملانے میں آیت بل رفعہ اللہ الیہ کے ساتھ پیدا ہوا ہے اور بہ کا پانچواں مرجع موتہ کے تیسرے مرجع کے ساتھ ملکر بھی قابل التسلیم معنی پیدا نہیں کرتا۔ کیونکہ صلیبی واقعہ کی وقوعہ کی طرف صلیبی واقعہ کی غلط فہمی کا منوانا مقصود نہیں۔ بلکہ رفع مسیح کا قایل کرنا مطلوب ہے اس لئے یہ بھی ماقبل کی آیتوں کے مطابق رفع مسیح کے لئے نص کا کام نہیں دیتا۔ لہذا یہ بھی منقوص ہے ٭ اس کے بعد بہ کا چھٹا مرجع موتہ کے پہلے مرجع کے ساتھ یہ معنی پیدا کرتا ہے کہ ہر ایک اہل کتاب رفع مسیح کو اپنے مرنے سے پہلے مان جائیگا مگر ظاہر ہے کہ ان کے اسطرح ماننے میں نہ اپنی اور نہ غیر کے لئے کچھ فائدہ متصور ہو سکتا ہے۔ اور سیاق کلام کے خلاف صرف اور جبر اور تحکم ہی ہے، جسپر کوئی دلیل نہیں ٭ اور موتہ کی دوسرے مرجع کے ساتھ ملانے سے یہ معنے ہوتے ہیں کہ ہر ایک اہل کتاب رفع مسیح کو موت مسیح سے پہلے مان لے گا۔ مگر یہ معنی بھی سیاق کلام کے مخالف ہیں کیونکہ ماقبل آیات میں موت مسیح ثابت ہو چکی اور وہ ایمان نہ لائے سب سے آخری احتمال بہ کا چھٹا مرجع اور موتہ کا تیسرا مرجع ہے جس کے مطابق آیت کے یہ معنی بنتے ہیں کہ تمام اہل کتاب حضرت مسیح بنی اسرائیل کی رفعی موت کو اُس کے منوانے والے مسیح موعود کے وفات سے پہلے مان جائینگے یعنی آخری زمانہ میں تمام اہل کتاب حضرت مسیح نبی اسرائیلی کی رفعی موت کو اُس کے منوانے والے مسیح موعود کی وفات سے پہلے ضرور ہی مان لیں گے۔ شاید کسیکو یہ اعتراض پیدا ہو کہ جبکہ حسب آیۃ والقینا بینہم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیمۃ یہودیوں کا کچھ حصہ باقی رہنا قیامت تک ضروری ہے تو آیت کا حصر کیسے ٹھیک ہو سکتا ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ لیؤمنن کے معنے مان لینے کے ہیں۔ اور اُسکی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ دل و زبان سے مان کر دوسروں کو بھی آگاہ کر دیا جائے۔ دوسرے یہ کہ زبان سے تو مان لیا۔ مگر دوسرے کو آگاہی نہ دے۔ تیسرے یہ کہ دل سے مان لیا مگر زبانی اقرار سے انکار کیا۔ چوتھے یہ کہ قوت حجت اور کمال روشنی کے باعث دل پر ایسا غلبہ ہو کہ جواب دہی سے ساکت رہے اور حیرت اور ندامت کے آثار چہرہ پر نمایاں ہوں۔ یہ بھی ایک قسم کا ماننا ہی ہے۔ اور آخری زمانہ میں جب مسیح کے رفع کے دلائل پوری قوت اور اتمام حجت اور کمال روشنی کے ساتھ دنیا میں پھیل جائیں گے تو ممکن نہیں کہ کوئی منکر سے منکر کتابی بھی لیؤمنن کے

ان وسیع معنوں سے خالی اور بے نصیب رہ جاوے۔ لہذا آیت کا حصر بالکل صحیح ہوا۔ اور آیت کے یہ معنے کہ مسیح موعود کی وفات سے پہلے کسر صلیب ہو جائے گا۔ اسطرح سے صحیح ہوے کہ حضرت کے بعد صاحبزادہ موعود جس کی بابت حدیث میں **یُولَدُ لَہٗ** کا لفظ بطور پیشگوئی ہے اور مسیح موعود علیہ السلام کا الہام بھی ہے کہ **کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ**۔ کسر صلیب کی کارروائی کا متمم اور مکمل ہوگا کیونکہ حضرت کی وفات کے بعد صاحبزادہ موعود کا وجود گویا حضرت کا وجود اور اُس کا کام گویا حضرت کا کام ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت کا کوئی خلیفہ بھی اس کام کو سر انجام دے۔ یا یوں کہو کہ کسر صلیب کا جسقدر آسمانی سامان اور حربہ وغیرہ کی قسم سے کسر کے لئے ضروری ہوگا وہ سب مسیح موعود کے ہوتے مہیا ہو جائے گا۔ جیسا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو فرمایا گیا تھا کہ **الیوم اکملت لکم دینکم** حالانکہ اسلام کی ترقی خلفاء کے وقت میں ہوئی تھی اور ایسا ہی **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ** میں آیا ہے غرض کسر صلیب کی تکمیل حضرت مسیح موعود کی وفات سے پہلے ان معنوں کے رو سے بالکل درست ہے **وھو المراد**۔

ناظرین پر مخفی نہ رہے کہ ان معنوں میں کئی فوائد ہیں۔ (اوّل) یہ کہ ہر وجہ قواعد نحویہ کے مطابق ہیں۔ دوسرے یہ کہ سیاق کلام کے بالکل موافق ہیں۔ تیسرے یہ کہ ماقبل کی آیات کے مطابق رفع مسیح کے منوانے کے لئے ایک نص قطعی ہیں۔ چوتھے یہ کہ آخر زمانہ کی کارروائی کو روشن کرتے ہیں۔ پانچویں یہ کہ اس سے مسیح اسرائیلی کی وفات بھی ثابت ہوتی ہے۔ اور اسقدر فوائد اور خوبی دوسرے کسی احتمال اور معنے میں نہیں پائے جاتے اور جب کہ کئی وجوہات سے صرف اسی ایک معنی کو مرجح کیا گیا تو باقی تمام احتمالات ساقط ہو گئے۔

اس تمام تقریر کا خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالے نے حضرت مسیح کو یہودیوں کے قتل اور صلیب سے بچا کر اپنی طبعی موت سے مارا اور اُن کے بعد اُن کو اپنی طرف اُٹھالیا قرن اول میں یہ مسئلہ بلا اختلاف اسی طرح مانا گیا۔ لہذا اسکی تحقیقات کی ضرورت نہ پڑی لیکن چونکہ فیج اعوج کا زمانہ بعض ایسے مسائل کی اصلی حقیقت مخفی ہو جانے کا طبعاً مقتضی تھا جنکے متعلق کسی آئندہ زمانہ میں ابتلا منظور ہو اور ساتھ ہی اس کے جب ایک فتح عظیم کے بعد کسی برگزیدہ کو حضرت عزت سے انعام اور تمغہ ملنا مقصود ہوا۔ تو اس مسئلہ پر بھی زنگ اور کدورت پڑ گئی اور اکثر علماء کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُس پیشگوئی میں مسیح کے بالجسد اُترنے کا دھوکا لگا جس میں مسیح علیہ السلام کا نزول بتلایا گیا ہے۔ مگر ہاں اس مسئلہ کو صاف کرنا بڑا اہم کام تھا کیونکہ ایک مدت دراز زمانہ کے بہت سے علماء نے مسیح کے بالجسد چڑھائے اور اُتارنے کا غلطی سے خیال کر لیا تھا۔ اس لئے اس کا صاف کرنا آخری زمانہ کی خاتم الائمہ حضرت مسیح موعود کا کام بتلایا گیا۔ اسی لئے ان آیات میں حضرت مسیح کے رفع کے ثبوت میں بہت زور پایا گیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ رفع مسیح کا مسئلہ آخری زمانہ میں خوب صاف اور اجلے کر دیا جائے گا اور ایسے روشن اور قوی دلائل اور براہین سے بپایہ ثبوت پہونچا دیا جائے گا کہ جس کے بعد صراحۃً انکار کرنا متصور نہ رہے گا۔ اور یہی امر دوسرے لفظوں میں کسر صلیب ہے۔ جس کے توڑ دینے کی بابت آیۃ **وان مّن اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ** اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ **والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل الخ** میں بیان ہے۔

اب مسیح کی وفات اور ان آیات کے معانی اور خصوصاً آیت **وان من اھل الکتب الخ** کے معنوں میں کوئی اخفا باقی نہ رہا۔

فالحمد للہ اولہ و اٰخرہ۔

الراقم خاکسار مولی بخش از ڈنگہ ضلع گجرات
۲۴ر اپریل سنہ ۱۹۰۰ء

رسالہ سراج الحق

اس کا نام ایک رسالہ خاکسار نے شائع کرایا تھا اب اس کا دوسرا حصہ اسی محرم کے مہینہ میں حضرت امام ہمام علیہ السلام کی تائید میں شائع ہوگا۔ صرف ۲/ اسکی قیمت رکھی گئی ہے تاکہ عام و خاص اس سے فائدہ حاصل کریں اور یہ رسالہ عجیب و غریب رسالہ ہے جسکی خوبی دیکھنے پر منحصر ہے۔ المشتہر سراج الحق نعمانی از قادیان دارالامان

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پر وال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۸ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ے جواہر میرا فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیا نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے ضرور بچنا چاہیئے۔ المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں۔ جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر۔ ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی۔ ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی عمر ۳ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں بہت خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پر وال پڑتے تھے اس کی آنکھیں سرخ رہتی تھیں اور ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

۳۔ میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جن کی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار اور دکھتیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاص کر ان مریضوں کے واسطے جن کی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴۔ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کا سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی اسناد میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی غرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے سنہ ۱۸۹۶ء میں جمع کیا گیا تھا۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

(رجسٹرڈ ایل ۷۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر۱۸	دار الامان قادیان ۱۷ محرم الحرام ۱۳۱۹ھ مطابق ۷ ؍ مئی سنہ ۱۹۰۱ء	جلد۵

مرحوم مغفور مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

درحقیقت بس ست یارے
دل یکے جاں یکے نگار یکے
ہر کہ او عاشق یکے باشد
ترک دنیا مش اندکے باشد

برادران - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -
آج میرے لئے نہایت حسرت اور افسوس کا دن ہے - کہ مجھے اپنے اس عزیز اور نہایت ہی پیارے بھائی کی وفات کا تذکرہ آپ کے سامنے کرنا پڑا - جو کہ اپنی جوانی اور عین شباب کے ایام میں جب کہ وہ نونہال ابھی برگ و بر لانے کے قابل ہوا تھا - یک لخت کاٹا گیا - اور ہم سے اس دنیا میں ہمیشہ کے لئے دور ہو گیا اور پس ماندگان کے لئے داغ مفارقت چھوڑ گیا - اور اپنی صرف ۲۵ سالہ عمر میں ہم سب سے پہلے دوسرے جہان میں بلایا گیا - بھائی بھائی تو دنیا میں بہت ہوتے ہیں - اور ایک بھائی کی وفات دوسرے کے لئے ایک بڑا بھاری صدمہ ہوتی ہے مگر اس بھائی مرحوم میں اور مجھ میں جو تعلق محبت اور مودت کا تھا میں دنیا کے برادرانہ رشتوں میں اس کی نظیر نہیں دیکھتا - یہ کہنا کچھ مبالغہ نہ ہوگا کہ ہم میں سے ہر ایک دوسرے کا عاشق و شیدا تھا اور اسقدر دلی لگاؤ کی صرف ایک ہی وجہ تھی - یعنی آج سے آٹھ نو سال پیشتر جب کہ مجھے ڈاڑھی کا آغاز شروع ہی ہوا تھا - اور مرحوم ایوب بیگ مجھ سے بھی خورد سال تھا - خدا تعالےٰ کے خاص فضل اور مہربانی سے اور ہمارے والدین کے خوش طالع سے آخری وقت کے امام کے قدموں تک ہماری رسائی ہوئی - اس برگزیدہ الٰہی نے غایت کرم اور کمال مہربانی سے ہم دونوں کو اپنے بچوں کی طرح اپنے کنار عاطفت میں لیا - نہایت لطف کے ساتھ اس نور

بہرہ ور کیا۔ جو اس کے اپنے سینہ میں روشن تھا۔ اور ہمیں اپنے زمرۂ خدام میں شمولیت کا فخر بخشا۔ اس مبارک پیوند کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ صدق اور راستی سے محبت ہوگئی۔ اور ہر ایک قسم کے جہل اور تاریکی سے نفرت ہوگئی۔ اور دل جو ابھی کسی قسم کے بد اثر سے متاثر نہ ہوئے تھے۔ اس نیک محبت سے فیضیاب ہوئے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جو کہ افضل البشر و ختم الرسل ہیں اور ہر ایک خیر و خوبی کی جڑ ہیں غائت درجہ کا انس ہوگیا۔ اور کتاب اللہ سے خاص لگاؤ اور محبت ہوگئی۔ اور حضرت مسیح موعود کی دعا سے خدا تعالے کے خوف و خشیت نے دل میں جگہ لی۔ ہمارا جسمانی باپ تو ایک تھا ہی۔ روحانی طور پر بھی ہم ایک ہی باپ کے فرزند ہوگئے۔ اور ماسوا اس محبت کے تعلق کے قلوب کو ایک دوسرے سے کچھ ایسا لگاؤ تھا کہ میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہم دونوں بھائی ایک دوسرے کے لئے یک جان دو قالب تھے۔ جبکہ میرے اور اس عزیز کے ایسے تعلقات تھے۔ تو ایسے آرام قلب اور راحت جان شفیق کے گذر جانے سے ممکن تھا کہ عام دنیا داروں کی طرح میں بھی اندوہ و غم و کرب میں مبتلا ہوکر فراق میں ہلاک ہو جاتا۔ مگر تسلی دینے والی ایک ہی بات تھی۔ اور وہ یہ کہ اس عزیز کا خاتمہ بخیر ہوا۔ جو کہ اس امام زماں کے ایک خواب سے قریب چھ ماہ پیشتر معلوم ہوچکا تھا۔ یہ سعید نوجوان اپنے رشد اور نیک بختی اور طہارت میں سلسلہ

کے اس برگزیدہ سلسلہ میں ایک نمونہ تھا اور جو صبر اور استقلال اس نے اپنے اس ڈیڑھ سال سے زیادہ عرصہ کی بیماری میں دکھایا اس کی اس زمانہ میں بہت ہی کم نظیر ملتی ہے یعنی اس تمام عرصہ میں ایک لحظہ بھر کے لئے بھی اس کے ایمان اور استقلال کو جنبش نہیں آئی۔ اور وہ اخیر وقت تک اس بیماری میں بھی اللہ تعالے کی رضا پر ایسا شاکر تھا۔ جیسے کہ کوئی دنیا دار کسی دنیاوی نعمت پانے پر خوشی اور انبساط سے شکر کا لفظ منہ پر لاتا ہے۔ تمام بیماری میں اس اسم بامسمیٰ ایوب نے اُف تک نہ کی۔ اور آخری سانس تک بیماری کے دُکھ سے اس کی آنکھ میں آنسو نہ آیا۔ اور ایسی سخت بیماری کے اس ڈیڑھ سال کے عرصہ میں اس کی نیند کا بہت سا حصہ جاگنے میں گذرتا تھا اور کئی راتیں اُس نے اپنی آنکھوں میں گذاری تھیں۔ اس نے کبھی ناشکری نہ کی اور نہ کبھی کوئی لفظ مایوسی کا منہ سے نکالا۔ میں بارہا ساری ساری رات کھانسی اور بے آرامی میں دیکھتا تھا مگر جب کبھی میں اُس کو پوچھتا تھا کہ بھائی کیا حالت ہے۔ تو جواب دیتا تھا کہ الحمد للہ میں بہت اچھا ہوں۔ اس بیماری کی حالت میں بھی اس نے کوئی نماز قضا نہ کی۔ میں طبیب ہوں میں نے ہزارہا بیمار دیکھے ہیں۔ بیماری سے اکثر انسان ہراساں ہو جاتے ہیں اور متعلقین تیمار داروں کو بیمار کو تسلی و تشفی دینی پڑتی ہے۔ مگر میں نے اسے ایسا تسلی یافتہ بیمار پایا۔ کہ ہمیشہ اپنے لواحقین و متعلقین کو تسلی دیتا اور اسکی نازک حالت کو دیکھکر اگر کوئی رشتہ دار اپنی آنکھ سے آنسو بہاتا۔ تو وہ بڑی مضبوط دل

اور واثق یقین سے اسکو تسلی دیتا اور کہتا کہ خدا کے فضل سے مایوس نہ ہو۔ میں تو اُسکی رحمت سے نا اُمید نہیں ہوں۔ تم کیوں پریشان ہوتے ہو۔ وہ اعلےٰ درجہ کے اخلاص اور ایمان کا نمونہ تھا۔ حضرت مسیح موعود کو جس سے اسکو یہ دولت ملی تھی آخر وقت تک ہمیشہ یاد کرتا رہا اور اسکی اخیر ایام میں بڑی بھاری یہی آرزو تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود کی آخری قدمبوسی سے مشرف ہو۔ اور مرنے کے وقت کلمہ شہادت اور کل لوازمات ایمان کا اپنی زبان سے اقرار کرنے کے بعد اس نے کہا کہ میرا حضرت مسیح موعود امام آخر الزمان پر ایمان ہے۔ بس یہی اُس کے آخری کلمات تھے۔ اس کے بعد زبان بند ہوگئی۔ اور حضرت مسیح موعود کا خط جن سے وہ کامل درجہ کا عشق رکھتا تھا۔ اُس کے عین نزاع کی حالت میں پہونچا۔ وہ خط اُسوقت اُس عزیز کو جو خدا تعالے کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بالکل تیار بیٹھا تھا۔ سنایا گیا۔ اور وہ اس پیارے امام کے مبارک ہاتھوں کی تحریر جسکو کہ چومنے اور آنکھوں سے لگانے کی نہایت آرزو رکھتا تھا اُس کے منہ اور آنکھوں سے لگا کر اُس کے سینہ پر رکھدے گئے اس کے بعد معًا وہ پاک روح ہمارے پاس سے پرواز ہوگئی۔ گویا کہ اسکو صرف اس خط کی انتظار تھی۔ یہ ایک شخص تھا جو اولیاء اللہ کی صفات اپنے اندر رکھتا تھا اور اُس کی زندگی ابرار کے طریق پر تھی۔ مروجہ علوم دنیا اس نے بی اے تک تعلیم پائی تھی مگر دین اور خدا شناسی میں وہ اس ۲۵ سالہ عمر میں اس مرتبہ کو پہونچ گیا تھا۔ کہ کروڑہا مخلوقات کو وہ معرفت پیری میں بھی نصیب نہیں ہوتی

اور اس جہان میں ہی اُس کا تعلق اُس جہان سے نزدیک تر ہو گیا تھا۔ اور اُس کا دل اللہ تعالی کی محبت سے ایسا پُر تھا۔ کہ گویا وہ سارا ہی اُس کا ہو گیا تھا۔ اس لئے اُس رب السموات و الارض نے اسکو اپنے ہی پاس بلا لیا۔ اور یہ سب فضل اور برکت اور حسن خاتمہ اس امام مسیح موعود کے انفاس طیبات اور محبت اور دعا کا نتیجہ تھا۔ میں دعا کرتا ہوں۔ کہ ہم میں سے ہر ایک فرد اس مسیح موعود کا ایسا ہی سچا خادم اور جان نثار ثابت ہو۔ جیسا کہ ہمارا بھائی مغفور و مرحوم ایوب بیگ تھا خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک کا ایسا ہی اچھا خاتمہ ہو۔ جیسا کہ اس عزیز کا ہوا۔ آمین۔

اس عزیز نوجوان کی صلاحیت اور تقوی کی وجہ سے حضرت اقدس کو بھی اس سے غایت درجہ کی محبت تھی۔ جو کہ حضرت مسیح موعود کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے دو گرامی ناموں سے ظاہر ہو گا جو ذیل میں درج ہیں۔ اول خط وہ ہے جسکا کہ پہلے ذکر کر آیا ہوں کہ وہ اُن عزیز کے دم واپسی کے وقت ملا اور دوسرا اس مخبر صادق کی طرف سے تعزیت نامہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محبی عزیزی مرزا ایوب بیگ صاحب و محبی عزیزی مرزا یعقوب بیگ صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

اس وقت جو میں در دسر اور موسمی تپ سے یک دفعہ بیمار ہو گیا ہوں مجھکو تار ملا۔ جس قدر میں عزیزی مرزا ایوب بیگ کے لئے دعا میں مشغول ہوں۔ اس کا علم تو خدا تعالے کو ہے۔ خدا تعالی کی رحمت سے ہرگز ناامید نہیں ہونا چاہئے میں تو سخت بیماری میں بھی آج سے فرق نہ کرتا۔ لیکن میں تکلیف کی حالت میں ایسے عزیز کو دیکھ نہیں سکتا۔ میرا دل جلد صدمہ قبول کرتا ہے یہی چاہتا ہوں کہ تندرستی اور صحت میں دیکھوں۔ جہانتک انسانی طاقت ہے۔ اب میں اس سے زیادہ کوشش کرونگا مجھے پاس اور نزدیک سمجھیں نہ دور۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں۔ جن سے میں اس درد دل کو بیان کروں۔ خدا تعالے کی رحمت سے ہرگز ناامید مت ہو۔ خدا بڑے کرم اور فضل کا مالک ہے اُس کی قدرت اور فضل اور رحمت سے کیا دور ہے کہ عزیزی ایوب بیگ کو تندرستی میں جلد تر دیکھوں۔ اس علالت کے وقت جو تار مجھکو ملا میں ایسا سراسیمہ ہوں کہ قلم ہاتھ سے نکلی جاتی ہے۔ میرے گھر میں بھی ایوب بیگ کے لئے سخت بیقرار ہیں۔ اسوقت میں ان کو بھی اس تار کی خبر نہیں دے سکتا۔ کیونکہ کل سے وہ بھی تپ میں مبتلا ہیں۔ اور ایک عارضہ حلق میں ہو گیا ہے۔ مشکل سے کچھ اندر جاتا ہے اس کے جوش سے تپ بھی ہو گیا ہے۔ وہ نیچے پڑی ہیں اور میں اوپر کے دالان میں ہوں بہرحالت تحریر کے قابل نہ تھی۔ لیکن تار کے درد انگیز اثر نے مجھے اُٹھا کر بٹھا دیا۔ آپ کا استقلال کیا حرج ہے کہ اس کی ہر روز مجھکو اطلاع دیں۔ معلوم نہیں کہ جو میں نے ابھی ایک بوتل دوا روانہ کی تھی۔ وہ پہونچی یا نہیں ریل کی معرفت روانہ کی گئی تھی اور معلوم نہیں کہ مالش ہر روز ہوتی ہے یا نہیں۔ آپ ذرہ ذرہ حال سے مجھے اطلاع دیں۔ اور خدا بہت قادر ہے۔ تسلی دیتے رہیں۔ چوزہ کا شوربا یعنی بچہ خورد کا ہر روز دیا کریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ دستوں کی وجہ سے کمزوری نہایت درجہ تک پہونچ گئی ہے۔ والسلام

۲۵ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محبی عزیزی مرزا یعقوب بیگ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا وہ تار جسکا چند روز سے ہر وقت اندیشہ تھا۔ آخر کل عصر کے بعد پہونچا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ عزیزی مرزا ایوب بیگ جیسا سعید لڑکا جو سراسر نیک بختی اور محبت اور اخلاص سے پُر تھا۔ اسکی جدائی سے ہمیں بہت صدمہ اور درد پہونچا اللہ تعالی تمہیں اور اس کے سب عزیزوں کو صبر عطا کرے۔ اور اس مصیبت کا اجر بخشے۔ آمین ثم آمین۔ اس مرحوم کے والد ضعیف کمزور کا کیا حال ہوگا۔ اور اسکی بیوہ عاجزہ پر کیا گذرا ہوگا۔ ہم اللہ تعالے سے دعا کرتے ہیں کہ سب کو اس صدمہ کے بعد صبر عطا فرمائے ایک جوان صالح نیک بخت جو اولیاء اللہ کی صفات اپنے اندر رکھتا تھا اور ایک پودہ نشوونما یافتہ جو اُمید کے وقت پر پہونچ گیا تھا۔ یکدفعہ اسکا کاٹا جانا اور دنیا سے ناپدید ہو جانا سخت صدمہ ہے

اللہ بلشنا نہ سوختہ دلوں پر رحمت کی بارش کرے - اس خط کے لکھنے کے وقت میں جو ایوب بیگ مرحوم کی طرف توجہ تھی - کہ وہ کیونکر جلد ہماری آنکھوں سے ناپدید ہوگیا اور تمام تعلقات کو خواب وخیال کر گیا - کہ یکدفعہ الہام ہوا

مبارک وہ آدمی جو اس دروازہ کے راہ سے داخل ہو -

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے - کہ عزیزی ایوب بیگ کی موت نہایت نیک طور پر ہوئی ہے - اور خوش نصیب وہ ہے - جس کی ایسی موت ہو - ایک دفعہ عزیز مرحوم کی زندگی میں بکثرت اُس کی شفا کے لئے دعا کی تب **خواب** میں دیکھا - کہ ایک سڑک ہے گویا وہ چاند کے ٹکڑے اکٹھے کر کے بنائی گئی ہے - اور ایک شخص ایوب بیگ کو اس سڑک پر سے لے جا رہا ہے اور وہ سڑک آسمان کی طرف جاتی ہے اور نہایت خوش اور چمکیلی ہے گویا زمین پر چاند بچھایا گیا ہے - میں نے یہ خواب اپنی جماعت میں بیان کی - اور تکلف کے طور پر یہ سمجھا کہ یہ صحت کیطرف اشارہ ہے لیکن دل نہیں مانتا تھا - کہ اس خواب کی تعبیر صحت ہو - سو اب اس خواب کی تعبیر ظہور میں آئی - **انا للہ وانا الیہ راجعون** میری طرف سے اپنے والد صاحب کو بھی تعزیت کا پیغام پہونچا دیں - خدا نے جو چاہا وہ ہو گیا - اب صبر رضا درکار ہے - **رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین** - والسلام

مجھے اپنے منصبی فرائض اتنے ہیر کہ فرصت نہیں رکھنا کہ میں سب احباب کی طرف اس عزیز کی وفات کے متعلق حالات لکھ سکوں - اس لئے میں نے مختصر طور پر یہ عریضہ آپ سب صاحبان کی طرف لکھا ہے - تاکہ جہاں جہاں آپ ہوں آپ کو اس واقعہ ناگزیر کی خبر ہو - اور سب صاحب اس مرحوم ومغفور کے لئے اگلے جہان میں ترقی مدارج ومغفرت کی دعا کریں - وہ عزیز اس تمام جماعت کا پیارا تھا - اور ہر ایک کی محبت اُس کے دل میں تھی - اس مرحوم متقی نوجوان کا آپ سب صاحبوں کو آخری سلام پہونچے - اس عزیز نے عمر تھوڑی ہی پائی مگر اس کی صلاحیت اور تقوے کا لمبا قصہ ہے - اور میں چاہتا ہوں کہ اسکو ایک کتاب کی صورت میں آپ صاحبان کی خدمت میں پیش کروں - اس کی زندگی اور موت نمونہ تھی ہی - اس کی وفات کے بعد کے حالات بھی عجیب ہیں جو کہ کئی متقی اور صالح لوگوں نے کثرت سے اسکو اولیا رہد وانبیار کی مجلس میں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت میں جنت کے نعمار کھاتے اور خوش وخرم پھرتے عالم رویا میں دیکھا ہے - شاید کہ اس نوجوان کی پاک مثال سے کوئی دل متاثر ہو جاوے - اور اس نور کے چشمہ کی طرف ہمہ تن رجوع کرے جو اس آخری زمانہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر سے نکلا ہے تاکہ اس کا ایک گھونٹ اندر کے خفیہ در خفیہ معاصی کی آگ بجھانے کا کام دے اور ایمان کا پودہ اس سے نشو ونما پا جاوے - اور یہ اس

کی نجات کا موجب ہو جاوے - میں سچ کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر سچ کہتا ہوں - کیونکہ مجھے کوئی بات جھوٹھ کہنے پر مجبور نہیں کرتی - کہ اگر دین کی ترقی چاہتے ہو اور اُس خاتم الانبیار صلے اللہ علیہ وسلم کے پیارے بننا چاہتے ہو - اور اللہ تعالے کے نزدیک کوئی عزت حاصل کرنی چاہتے ہو - تو اس مسیح موعود کا دامن پکڑو - جو کہ اس آخری زمانہ کا درمان ہے اور اگر دنیا میں عزت اور آسودگی اور کشایش رزق چاہتے ہو تو بھی اس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آگے سر تسلیم خم کرو - کیونکہ سچی اطاعت کی راہ بتلاتا ہے اور یہ سکھاتا ہے کہ اپنے فرض منصبی کو پورا کرنا اور اپنے حکام وقت کی پوری پوری اطاعت کرنا بھی جز و ایمان ہے کیونکہ اگر کوئی شخص اپنا دینی فرض سمجھ کر اپنی اس عادل گورنمنٹ کی اطاعت نہ کرے گا - بلکہ مجبوری اور اکراہ کے طور پر کریگا تو وہ منافق بنے گا - اور اس کو اس کا ایسا عمل کچھ فائدہ نہ دے گا - اور اس کو وہ دلی سرور اور ذوق اور وہ بہشتی زندگی جو ہر ایک مومن کے لیئے اسی دنیا میں شروع ہو جاتی ہے کبھی نصیب نہ ہوگی -

فقط والسلام

خاکسار مرزا یعقوب بیگ

بی - اے - ایل - ایم

ایس اسسٹنٹ سرجن از فاضلکا ضلع فیروزپور

۱۵ مئی سنہ ۱۹۰۰ء

کم سے کم اسکو تین بار ضرور پڑھو۔ ایڈیٹر

خطبہ

جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے ۱۳ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء کو بتقریب تعطیلِ عید اضحیٰ پڑھا

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۙ اَنْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۪ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۙ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّاۤ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّاۤ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ؕ سَنَجْزِى الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ

ترجمہ۔ یہ کتاب برکت والی ہے جسکو ہم نے اُتارا اس کی پیروی کرو اور تقوی اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے ایسا نہ ہو کہ تم یہ کہو کہ ہم سے پہلے یہود و نصاریٰ پر کتاب نازل کی گئی تھی اور ہم اُس کے سمجھنے اور پڑھنے سے قاصر تھے۔ یا یہ عذر کرو کہ اگر ہم پر کتاب نازل ہوتی تو ہم اُن دونوں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہوتے پھر اب تو خدا کی طرف سے وہ کھلی دلیل۔ ہدایت۔ رحمت۔ آگئی وہ بڑا بدکار اور ظالم ہے جو آیات اللہ کی تکذیب کرتا ہے اور اُن سے ہٹ جاتا ہے۔ ہم ایسے لوگوں کو جو ہماری آیتوں سے مُنہ پھیرتے ہیں اُنکے اعراض کے بدلے سخت سزا دیں گے

اس وقت مجھے اپنی جماعت کو خدا تعالےٰ کے اُس انعام کی نسبت چند ایک باتیں سُنانی ہیں جو اس زمانہ میں ہم پر نازل ہوا ہے وہ ہے خدا کے برگزیدہ مامور۔ مرسل مسیح موعود۔ کا پاک وجود جو سب نعمتوں سے بڑھکر انعام ہے جو اس زمانہ میں ہم پر ہوا اور خدا نے بڑا ہی کرم کیا کہ محض اپنے فضل سے ہمکو اُس کی شناخت کی توفیق عطا فرماکر اس نور سے حصہ لینے کا موقع عطا فرمایا ہے میرے دوستو۔ میں اس فضل عظیم کے متعلق آپ لوگوں کو کچھ باتیں یاد دلانا چاہتا ہوں یہی وجہ ہے کہ مینے ان آیات کو اپنے خطبہ میں اختیار کیا ہے۔ کیونکہ ان میں ایک سبق ہے جو غور کرنے والوں کے لئے خدا تعالیٰ نے ودیعت رکھا ہوا ہے۔

ان آیتوں میں جو مینے پڑھی ہیں خدا تعالے نے عرب کی قوم کو جنپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک وجود میں انعام کیا ایک بات اور اس بات میں سوچنے کی طرف متوجہ فرمایا ہے کہ آپ کیسے وقت میں اور ضرورت میں اور کیوں مبعوث ہوے اور اشارۃ النص کے طور پر سمجھاتا ہے کہ آپ سے مستفیض ہوکر کیونکر وہی اُمّی اور مشرک عرب یہود اور نصاریٰ سے بڑھکر ہدایت یافتہ ثابت ہوے اور اُس بیّنہ اور رحمت سے وہ نور و توحید کے واعظ اور تمام جہان پر شرک اور اعراض عن اللہ کا حکم لگانے والے ٹھہرے۔ عربوں کی فطرت کچھ ایسی بنائی گئی تھی کہ باوجودیکہ توراۃ و انجیل مدتوں سے اُنکی ہمسایہ تھیں مگر اُنھوں نے اُسکا کوئی پیرو دل پر کبھی پڑنے نہ دیا۔ ایران اُنکا ہمسایہ تھا مگر زردشتی مذہب کے مقابل اُن کے آہنی پھاٹک ہمیشہ بند رہے اور عموم طور پر جنگل کے فرزند اُس نفریں انگیز بھیانک تعلیم سے محفوظ رہے۔ ہند کا شرمناک یا شرانگیز وید ہمالہ کی آہنی دیوار اور انڈس کے طوفان خیز موجوں سے نکل کر ان مرد آزماؤں کے تلوں میں جانے کی کبھی جرأت نہ کرسکا۔ عرب کی یہ معصوم اور محفوظ فطرت جو ان اسباب کے تاثیر و ترغیب کے مقابل تحقیر کا قہقہہ لگاتی۔ اور ان تمام مہمانوں کے سینہ پر دست رد مارتی۔ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کھلا اشارہ اس بات کی طرف تھا کہ وہ قوم اور وہ ملک جسکو کوئی مادی کوئی مصلح راہ ہدایت پر نہ لاسکا جسے کسی زبردست سے زبردست ریفارمر کا اثر قبول نہ کیا۔ اور جسکی اصلاح کی طرف سے بالکل مایوسی تھی اُس کی اصلاح کسی دافعی عملی اور نورانی عظیم الشان مصلح کی محتاج تھی اور درحقیقت کسقدر واجب التعظیم اور فخر بشر وہ مصلح تھا جس نے ایسی قوم کو سنوارا جن دلوں کو ید بیضا مسخر نہ کرسکا۔ جن مُردوں کو دم عیسیٰ چلا نہ سکا۔ اُن کو آکر اُس جانشہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آکر چلایا اور زندہ کیا جس کے قدموں پر سرکشوں نے گردنیں نوا دیں۔ درحقیقت صاف معلوم ہوتا ہے کہ عرب کی فطرتوں کے قالب ایسے بنائے گئے تھے کہ قرآن کی پاک تعلیم کی روح کے سوا اُنھیں اور سڑی گلی تعلیموں سے مناسبت ہوسکتی نہ تھی۔ خدائے ذوالجلال سے پوری نسبت پیدا کرنے کے لئے فطرۃً ایک مردانہ اور صاف دل قوم وہ بنائی گئی تھی۔ عیسویت کا زنانہ صنم جو خدا کی ہلاکت اور تجسّم کی شکل میں وضع کیا گیا ہے اُن مردانہ فطرتوں اور فطرۃ اللہ کے سادہ آئینہ میں بیچون وچرا صانع عالم کے تماشائیوں کے مناسب حال نہ تھا اُن کی جنگی اور کبھی سر نیچا نہ کرنے والی فطرت ایسی بزدل مغلوب مار کھانے والے اور موت کے نخچیر لاغر خدا کو کب ماننا گوارا کرسکتی تھی

غلامی اور ذلت اور نکبت اور جلا وطنی کا نتیجہ پیدا کرنے والا بے برکت کیش یہود ان پر کب جادو چلا سکتا تھا۔ ان کے لئے اولاً و بالذات اور جہان کے تمام سلیم دلوں کے مناسب ان کے وسیلہ سے وہی پاک بے لوث مذہب تھا جو انھیں دنیا کے حقیقی نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ملا۔ اُس نور نے آکر ان قوموں پر حکم لگایا کہ وہ خود تاریکی کے اتھاہ کنوئیں میں پڑے ہیں اُس نے اُن کو ملزم کیا کہ انھوں نے نا جوانمردی اور تنگ دلی سے خدا کے صادق بندے مسیح اسرائیلی کو صلیبی لعنت کی موت کے داغ سے داغدار مانا ہے۔ اس نے یہود کی ذلت اور غلامی اور تفرق اور ان کا ایک منجی کا انتظار کرنا انپر حجت ملزمہ گردانا کہ وہ اپنے افعال اور اقوال سے خود اپنے گواہ آپ ٹھہر چکے ہیں اور ایک مصلح منجی کی ضرورت کے معترف ہیں۔ غرض عرب کی بناوٹ ایسی تھی کہ یہود و نصاریٰ کے قرب وجوار کا کوئی اثر ان کے فطری سادہ مذہب اخلاق اور تمدن پر نہ پڑ سکا۔ ت . . . خدا تعالےٰ نے ان کی طبیعتوں کی ایسی قلعہ بندی کر دی تھی کہ کوئی خارجی اثر اُن میں در آ نہیں سکتا تھا۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ ہمارے ملک میں مسلمان غیر قوموں کے چندروز ہمسایہ رہ کر ان کے اخلاق عادات طرز بود و باش سے اس قدر حصہ لے بیٹھے ہیں کہ سمجھ میں نہیں آسکتا کہ یہ قوم عرب کے مذہب کے پیرو ہے۔ ہندوؤں کے محسوس و مرئی بُت اور ٹھاکر دوارے بزرگوں اور اُن کی قبروں کے رنگ میں تبدیل کئے گئے اور خدا تعالیٰ کا سیدھا سادہ صاف مذہب اسلام بت پرست مشرک ہندوؤں کے ویدانت مت کا معلم بتایا گیا اور دعوے کیا گیا کہ وحدۃ وجود کا مشرکانہ اصول اس کی غرض و غایت ہے۔ انسانی فطرت کے مطابق ایک ہی عظیم الشان حزب اور وظیفہ پانچ وقت کی نماز دیا گیا تھا وہ مشرک ویدانتیوں کی تاثیر صحبت سے مخلوق کے تراشے ہوئے وظیفوں اور انسانوں کے نام جپنے سے بدلا گیا۔ آہ آہ آہ مسلمانوں نے کیا گنوایا اور اس کے عوض کیا پایا۔ غرض قرآن کریم میں توریت اور انجیل کے مقابلہ پہ اعجازی اثر کس راہ سے آیا جس نے ان مضبوط اور ممتنع قلعوں کو فتح کر لیا اس راز کا حل یہ ہے کہ قرآن کریم میں دلوں پر قبضہ پا لینے اور دلوں کی فطری اور حقیقی تمناؤں کے پورا کرنے کی مقتدر تاثیر ہے۔ قرآن کریم ایک چراغ ہے جو دوسرے لاکھوں چراغوں کو روشن کر سکتا اور ممکن ہی جو قلوب کے داخلی فساد کی اصلاح کر سکتا ہے۔ قرآن میں دو بڑی بھاری خصوصیتیں ہیں ایک تعلیم کامل دوسری تزکیہ کامل۔ یعنی قرآن نرا کانوں کو ہی نہیں سناتا اور اُس کی باتیں انجیل کی چکنی چپڑی باتوں کی طرح کانوں تک ہی محدود نہیں رہتیں بلکہ اپنی قوت قدسیہ سے دلوں میں اس تعلیم کو اُتار دیتا ہے۔ یہی معنے ہیں اس کے **ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایٰتہ ویزکیھم**۔ اس غرض کی تکمیل کے لئے خداوند حکیم نے اس کے اندر ایسی شوکت اور نور اور قوت افاضہ رکھدی ہے جو لامحالہ قلوب کو مسخر کر لیتی اور اُن کو عملی نمونے بنا کر چھوڑتی ہے قرآن کریم کی یہی خصوصیت اور امتیازی علامت کہ وہ اپنے پیرو کو آسمانی تائید یافتہ اور نورانی اور دوسرے مذاہب کے پیرووں سے ممتاز دکھا دیتا ہے اور اُس کے نور کو متعدی ثابت کر دیتا ہے غرض اس کی یہی خصوصیت ہے جسکو ان لفظوں میں بتایا گیا ہے **وھذا کتاب انزلنہ مبارک** یعنی توریت و انجیل بے ثمر اور بے نور اور بے برکت ہو گئیں تھیں اس لئے اس مبارک کتاب کی ضرورت پڑی۔ یہ نرا دعوی ہی نہیں اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ وہی عرب جسپر اثر ڈالنے سے توریت و انجیل بے برکت ثابت ہوئیں اس لئے کہ درحقیقت وہ اپنے پیرووں پر بھی کوئی بابرکت اثر نہ ڈال سکی تھیں وہ عرب قرآن کریم کی بابرکت تعلیم سے فیض پا کر تمام جہان کا معلّم اور نمونہ بنا۔ اور برق کی طرح اپنے مرکز سے نکل کر شام ایران تاتار ہند سندھ چین وغیرہ پر پر تو فگن ہوا۔ گویا عرب کا قلب کل سلیم الفطرت عالم کا قلب تھا اس لئے اُس کا تبدیل پانا سارے جہان کا تبدیل پانا اور نورانی ہونا تھا۔ اور جہان کی بالقوہ پاک قوتیں اسی زبردست کی تحریک کی منتظر تھیں۔ اب پھر غور کرو کہ وہ برکت کیسی برکت ہے جو قرآن کریم کو بخشی گئی ہے جس کی ایسی زندہ لانظیر تاثیر ہے۔ وہ برکت یہ ہے کہ قرآن کریم میں زندہ نشان اور اقتداری خوارق رکھے گئے ہیں جو فطرتوں کی تبدیل اور اُن کو مسخر اور متاثر اور مرعوب کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہیں۔ جیسے خود خداوند عالم میں جلالی اور جمالی دو صفتیں ہیں اور وہ اپنی کامل ہستی کا ثبوت آپ اپنے اقتداری اور قہری نشانوں اور سطوتوں سے دیتا ہے اور امانت اور احیا اُس کے مقتدر ہاتھ کے ہیبت انگیز تماشے ہیں قرآن کریم کے اتباع میں بھی یہی قدرت اور زندہ تاثیر رکھی گئی ہے۔

قرآن کریم نے اپنے پہلے نمونے اول المسلمین بشیر و نذیر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وجود پاک میں ظلی طور پر خدا تعالےٰ کی ان صفات کا کامل ظہور دکھایا ہے تاکہ وہ خدا کا حقیقی خلیفہ ثابت ہو اور پھر یہ اقتداری تاثیر اس زمانہ اور ایک ہی شخص تک محدود و مقصور نہیں رہی بلکہ ہر زمانہ میں اس کا ایک پیرو اُسی اصلی نمونہ کا موجود رہتا ہے جو اقتداری نشانوں امانت اور احیاء سے ثابت کرتا ہے کہ قرآن کریم ایک زندہ اور بابرکت کتاب ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی ہستی اور اُسکی صفات کاملہ کی نسبت زندہ اور ترقی کن ایمان دلوں کو بخشتا ہے۔ مردہ زمین کی سیرابی اور سرسبزی اُسی کے وجود سے ہوتی اور زمین و آسمان کا قیام اُسی کی برکت سے ہوتا ہے۔ ورنہ مردہ پرستی کفارہ پرستی اور صلیب پرستی اور بھنگ پرستی اور لنگ پرستی اور نیوگ سے بدعمل نظام عالم کا ستون نکال دیں۔

خدا تعالےٰ نے خود نمائی اور چہرہ آرائی کے لئے یہ تدبیر فرمائی ہے کہ اپنے خلیفہ محمد مجتبیٰ احمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پوری بیکسی اور بے سامانی اور ناتوانی کی تصویر بنا کر عرب میں پیدا کیا اور آخر مکی اور مدنی زندگیوں کے دو مصفیٰ آئینوں سے اپنا مصفا چہرہ دنیا کو دکھایا۔ پہلے کامل ناتوانی اور معاً کامل پُر زور تحدی اور پُر شوکت دعوے اور آخر پورے معنوں میں اُن کا پورا کر دینا اس ذریعہ سے خدا نے لاکھوں برسوں کے چھپائے مُنہ کو گھونگٹ سے باہر نکال سب کو دکھایا۔ قُمْ فَاَنْذِرْ کہنے کے وقت اس منادی کی کیا حالت تھی اور دعوے کیا تھے اور اُسی کے مونہہ سے پھر اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ اور يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا جب کہلوایا تو اُسوقت کیا حالت تھی۔

یہ باتیں اور یہ طرز زندگی تھی جسکی ضرورت تبدیل قلوب کے لئے تھی۔ یہی دونوں رنگ خود خداوند عالم کے ہیں۔

ایک وقت وہ غیب کے حجابوں میں ایسا پنہاں اور کس مپرس ہوتا ہے کہ منکر دہریہ گردن کی رگیں پھلا کر انکار کی جرأت کر بیٹھتا ہے اور ایک وقت جلال اور قہر کا ایسا تازیانہ ہاتھ میں لیتا ہے کہ جہان کو زیر و زبر کر کے اپنی ہستی اور جبروت کا لوہا منوا لیتا ہے۔ ضرور ہے کہ خلیفۃ اللہ بھی مظہراً اسی خدائی شان کو اپنے ساتھ رکھتا ہو سو یہ شان بحمد اللہ کامل طور پر بجز ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کسی میں پائی نہیں جاتی۔ ضعف اور دُکھ سہنے کا بھی کامل نمونہ یعنی خدا کی طرح اولاً غائب اور نشناخت نہ کیا جانے کا پورا نمونہ اور پھر اقتدار اور جبروت سے اعداء پر پوری فتح پانے اور قہاری اور شناخت کیا جانے کا بھی اکمل نمونہ صرف صرف ہمارے سید و مولےٰ سید العالمین کی پاک ذات ہی ہے۔ حضرت موسیٰ بھی راہ ہی میں مرے اور موعود ارض میں نہ خود پہونچے اور نہ دوسروں کو پہونچا سکے۔ اور حضرت مسیح کی جو حالت ہوئی عیاں ہے۔ سچ یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سب نبیوں کی پردہ پوشی کر لی ہے۔ ورنہ خدائی تو برکنار مشکل ہے کہ انجیل سے مسیح کی نبوت بھی ثابت ہو سکے۔ غرض خدا تعالیٰ قادر تھا کہ حضرت رسول کریم صلعم کو دعوے کے ساتھ ہی کامیاب بھی کر دیتا مگر دنیا پر وہ راز سربستہ نہ کھل سکتا جو آپ کی تیرہ برس کی کمی پرفتن زندگی اور بالآخر مدنی کامیاب زندگی کی کلید سے کھلا۔

ایک وقت آپ سے یہ کہلوایا کہ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اور پھر بلوایا اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا اور پھر اُسی مُنہ سے یہ نکلوایا سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۔ اور لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ۔

اور یہ سب کچھ ناتوانی اور بے سامانی کے دنوں میں دعوے کئے گئے۔ کبھی وہ بولا کہ میں نوح کی طرح کامیاب ہو جاؤں گا اور میرے دشمن فنا ہو جائیں گے اور میں ابراہیم موسیٰ داؤد اور سلیمان اور دوسرے مظفر و منصور نبیوں کی طرح کامیاب اور مظفر و منصور ہو جاؤں گا اور میرے دشمن اُن پہلے مکذبوں کی طرح پامال ہو جائیں گے میں عزیز رحیم کا رسول ہوں میری عزت ظاہر ہوگی اور میرے دشمن مغلوب ہوں گے اور میرے پیروؤں پر رحم ہوگا۔ وہ دشمنوں کے املاک و اموال کے وارث ہوں گے۔ غرض ناتوانی اور بیکسی میں ان دعووں کا ہونا اور بالآخر حرف حرف پورا ہونا یہ ایسی باتیں ہیں کہ خدا کو منوائے اور دکھائے بغیر ور ہی رہ سکتی نہیں۔ یہ ہے ثبوت زندہ کتاب مبارک کتاب اور مبارک رسول ہونے کا اس کے بغیر دنیا مردہ تھی۔ اسمیں کسی اور نفخ کی تدبیر سے روح داخل ہو سکتی ہی نہ تھی۔ اسی اقتداری معجزہ سے انا الموجود کی آواز آسمان سے آئی اور بڑے پر ہیبت طریق سے آئی جسے اطراف عالم نے صاف صاف سُن لیا۔ اور نئے سرے زندہ خدا مانا گیا اور پوجا گیا اور مردہ خداؤں کا لَا کی ضرب نے کام تمام کر دیا۔

قرآن کریم میں ایک اور عظیم الشان برکت رکھی گئی جس کی نظیر پہلی کتابوں میں نہ تھی وہ یہ ہے کہ اس پاک کی صورت اور معنی یعنی لفظ اور معنی دونوں باہم موزوں اور مطابق اور پُرشوکت

رکھے گئے ہیں اُس عظیم الشان امانت کے لئے جسکا نام توحید اور فردانیت الوہیت ہے جسکی وسعت کامل طور پر عبری سریانی اور دوسری بولیوں میں سمانہ سکی۔ خدا تعالیٰ نے قرآن کی لغت کو پسند فرمایا۔ حقیقت میں کیا ہی وسیع اور پُرشوکت زبان عربی زبان ہے جسنے ایسے معانی کو جو اس جہان کی فطرت ظاہر کرنے والے۔ اور لا انتہا قلوب کے امراض اور تشخیص اور اسباب مرض اور ادویہ بتانے والے اور اُس دوسرے غیب الغیب عالم کے غیر مرئی حقائق کو بیان کرنے والے ہیں الفاظ میں لاکر دکھایا ہے۔ خدائے لاشال کا منشار نبوت کی تحریکات اور منشاؤں اور آسمانی فیضانوں کی ہو بہو تصویر ان الفاظ میں موجود ہے۔ دوسری بولیاں چونکہ صحیح قالب اُن نازک معانی کا بن نہیں سکتی تھیں آخر اس کا بدنتیجہ یہ ہوا کہ شرک نے اپنے پیروں کے نیچے اُس توحید کی تعلیم کو لے لیا۔ اور دوسرا بڑا نقص اُن کتابوں میں یہ داخل ہوا کہ اُن کی اصل زبانیں مفقود ہو گئیں اور انبیاء کے مقصد مجذوم اور ممسوخ ترجموں کی تاریک تہوں کے نیچے دب گئے۔ جس قوت قدسیہ اور عقد ہمت اور پُرتاثیر دعاؤں سے ملکر قرآن کے الفاظ آسمان سے اُترے اور پھر مہبط وحی کے قلب مبارک کے خون سے ملکر باہر نکلے وہی زندہ تاثیر اُن میں اب تک موجود ہے اور قیامت تک رہے گی گویا کتاب کے ساتھ کتاب کا لانے والا بھی زندہ اور بابرکت شکل میں ہر وقت موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں جسقدر قوت قلوب پر تصرف کرنے کی اور اُنھیں اپنا ہی بنا لینے

کی پائی جاتی ہے اُس کا عشر عشیر بھی کسی کتاب میں نہیں۔ کیا ہی مبارک ہیں جنکا محبوب و قبلہ یہ کتاب مجید ہو اور بڑے مبارک ہیں وہ جنھیں اس کا فہم عطا کیا گیا ہو۔ کاش ہماری قوم اس نعمت کی قدر کرے اور اس کی تعلیم و تعلم میں پوری ہمت صرف کرے۔

یہ باتیں بڑی لمبی ہیں جس مقصد کے لئے آج ان آیات کو پڑھا ہے اب اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے نہ تکلف اور بناوٹ سے بلکہ پوری بصیرۃ سے میں اس امر کا اظہار کرتا ہوں کہ آج دنیا پر وہی اسباب پھر محیط ہو گئے ہیں اور چاروں طرف اُسی خوفناک تاریکی نے پر پھیلا دئے ہیں جو مبارک بعثت سے قبل عرب پر محیط تھی اور اُسی قسم کے دواعی اور بواعث بالکلیہ آج بھی جمع ہو گئے ہیں جو آج چاہتے ہیں کہ قرآن کریم کا دوبارہ نزول اور اُن برکات کا ظہور اُسی رنگ اور اُسی شوکت سے ہو اور قوم ضلالت کے گڑھوں سے نکل کر ہدایت کی بیّن نشانیاں اپنے اندر جمع کرے اور تو میں پکار اُٹھیں کہ یہ قوم سب سے بڑھکر ہدایت یافتہ ہے۔ کتاب اللہ تو ہے مگر ضرورت اسکی ہے جو اُسے اپنے انفاس طیبہ اور عقد ہمت سے دلوں میں داخل کردے۔ جیسے اُس وقت کتاب کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ بطور ممد و معاون کے تھا۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ جسطرح یہود و نصاریٰ کی عملی حالت کوئی اثر عرب پر ڈال نہ سکے۔ اسی طرح یہ **گدیاں** اور سجادے اور خانقاہیں اور صوفی اور پیرزادے اور مولوی اور علماء اپنی کور باطنی اور خشکی او زہد رسمی اور تہی دستی کے سبب سے قوم کی عملی حالت کی اصلاح

میں کوئی ہاتھ نہیں دکھا سکے یہود کی طرح ان کا اندوختہ جل کر راکھ ہو گیا۔ ان کے علم کے خزانہ دفتروں کو تکبر اور جہل اور حسد اور بغض اور طغیان اور عصیان کے طیطس اور بخت نصر نے جلا ڈالا۔ ان کی اندرونی بدکاریاں اور بیرونی ملمع سازیاں اور یہی قوم کی تباہی کی موجب ہوئیں۔ چونکہ ان کے پاس بجز طامات اور لاف گزاف یا چند منترکانہ منتروں اور دیو وغول کے تسخیر کے تعویذوں کے کچھ نہیں رہا اور قوم کے زندہ کرنے اور زندہ نور اسلام کو دکھانے سے عاجز ہو گئے۔ خدا تعالے نے چند روز کے لئے شریروں کو شریروں سے سزا دلوا دینے کے لئے سانپوں اور کتوں اور بچھوؤں اور بھیڑیوں کو قوم پر مسلط کر دیا۔ زمین نے سوراخیں کھول دیں اور اُس کے ناپاک بخار آریوں اور نصرانیوں اور دیگر شیاطین کی شکل میں نمودار ہوکر اور قوم کو اُن کی بدعملی کی خوب سزا چکھائی۔ مگر خدا تعالیٰ نے بہت دیر تک برداشت نہ کیا کہ موذی سانپ آدم کا مقابلہ کرے اور پاکوں کی اولاد شریروں کے پاؤں تلے بالکل روندی جائے اُس رحیم کریم نے اُس باپ کی طرح جو پیارے بیٹے کو دو چار چھڑیاں تادیب کی خاطر لگا بیٹھتا اور پھر شفقت کے ساتھ سینہ سے لگا لیتا ہے۔ مسلمانوں کی آہ و زاری سن لی۔ آسمان کے دروازے پھر اُسیطرح کھولدے جسطرح رحمۃ للعلمین کے نزول اجلال کے وقت کھولے تھے۔ اور ابر رحمت اور نور نے پھر بروز فرمایا جسکا وعدہ پاک نوشتوں میں تھا اور جسے رحمۃ للعالمین سلام محبت الیام کہہ گئے تھے۔ وہ ابر کرم جسکو

انتظار میں ہزاروں آنکھیں سپید ہو گئی تھیں - وہ ثریا سے ایمان کو پھر لپک کر نیچے اتار لینے والا مسیح موعود اور مہدی مسعود دنیا میں تشریف لایا جس کے آنے کے ساتھ قوم کے دن پھر گئے - جیسے سخت جاڑے میں زمین کے موذی حشرات تحت الثری میں گھس جاتے ہیں اور زمین کی سطح ان کے موذی شریر منحوس وجود سے پاک ہو جاتی ہے اس کی پھونک سے اشرار ہلاک ہو گئے اور موذی نمک کیطرح پگھل گئے - اس پہلوان نے دشمنوں کے کل قبیلوں سے ایک چیدہ شخص کو پچھاڑا اور پھر ہلاک کیا یہاں تک کہ اسلام کی دھاک دلوں میں پڑ گئی -

یہ مزکی اور مظہر انسان حضرت سید عالم (صلے اللہ علیہ وسلم) کی خو بو اور قوت اور نشان کے ساتھ آیا - بلکہ بعینہٖ وہی آیا - کیونکہ اس میں احیا اور امانت کی وہی قدرت ہے - یہ ویسا ہی بشیر و نذیر ہے - یہ تو وہی حجۃ اللہ اور آئینہ الدہر - اے زمین تجھے مبارکی ہو اس لئے کہ تیری پیٹھ فسق کے بوجھ سے ٹوٹنے کے قریب تھی - نزدیک تھا کہ تیرے پہاڑ ریت کی طرح اڑ جائیں اور آسمان بجھپر ہمہ قہر اور غضب ہو جائے - خدا نے پھر تجھے سنبھال لیا - اے مہدی اے مسیح اے مبارک انسان اے مبارک کتاب مبارک رسول کے زندہ ثبوت اور دلوں کو ان کی زندگیوں کا یقین دلا دینے والے عزیز آقا آ - واللہ تو وقت پر آیا - ہم تیری نیم شبی دعاؤں کے نتیجے - تیری کوششوں کے پھل ہیں - ہماری زندگیاں تیری پاک مسیحائی اور اسلام کی زندگی کا ثبوت ہوں - دعا کر کہ ہم دنیا کے نمک بجائیں اور قومیں ہم سے راہ حق اور زندگی پائیں - ہم منارہ کے چراغ ہوں یا آسمان کی برق ہوں - جسکی روشنی اطرافِ عالم کو ایک دم میں روشن کر دیتی ہے

اگرچہ بدبخت کور باطن گدی نشینوں اور خشک مولویوں نے تجھے نہیں پہچانا پر نزدیک ہے وہ دن نہیں کہ آسمان تیرے لئے ایک عظیم الشان گواہی دے اٹھے اور گردنیں اس کے آگے جھک جائیں یاد رکھو جیسے اس بازار عالم میں ہر سرہ اور ناسرہ کے پرکھنے کے لئے ایک معیار وضع کیا گیا ہے - راست بازوں اور ناراستوں کے نقد کے امتحان کے لئے کامل معیار ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہے - سلسلہ حقہ وہی ہو گا جو منہاج نبوت پر ہو - جسکی ابتدائی اور درمیانی اور آخری زندگی اس مبارک نمونہ سے ملتی ہو - ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی تبلیغ اور اعدائے حق سے مقابلہ میں گذری ہے - کون اس سے انکار کر سکتا ہے کہ آپ تیئیس [۲۳] برس میں ایک دم بھی بے حرکت بیٹھے ہیں - ہاں کبھی آپ کا جہاد اور مقابلہ لسان سے تھا کہ دلائل قاطعہ اور حجج ساطعہ کی تلوار سے باطل کو ٹکڑے ٹکڑے کرتے تھے اور کبھی سرکش تلوار سے پیش آنے والوں کے بل تلوار سے نکالتے تھے - سارا قرآن کریم احقاق حق اور ابطال باطل سے بھرا ہوا ہے - وہ پاک مباحثہ کی ایک بزرگ کتاب ہے یقولون اور قالوا - اور قل جا بجا انہیں پاؤ گے - یہ بات ہمیں صاف یقین دلاتی ہے کہ نبوت کا منہاج اور قرآن کا طریق اپنے دعووں کی تبلیغ اور باطل کے حملوں کی تردید میں مصروف رہنا اور اس شرک کو صاف کرنے کے لئے اقتداری نشانوں اور قہری آیات کا دکھانا ہے - سو اس خلافت حقہ اور نبوت کا وارث وہی ہو گا جو اس منہاج پر قدم مارے - یا اس کو صاف لفظوں میں یوں سمجھنا چاہیئے کہ اہل اللہ اور ماموران الٰہی اور مجددان و رہنمایان خلق اور بیعت لینے والوں کی یہ شناخت ہے کہ ان میں قرآن کے منشا کی تبلیغ اور تردید باطل کے لئے

سدا حرکت رہے اور وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح زندگی بھر آرام سے نہ بیٹھیں - اس لئے کہ اس جہان میں آرام پانے والوں کا نشان یہ ہے کہ اس جہان کی ساری بے آرامی کو ایک آرام جان کی خاطر اختیار کر لیں اگر خدا تعالےٰ چاہتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان گدی نشینوں اور مولویوں کی طرح مفت کی روٹی اور دوسروں کی کمائی کھا کر اپنی جھونپڑی میں آرام سے بیٹھے رہتے اور لا الٰہ الا اللہ کا ورد کرتے رہتے - کبھی ایک آدھ فقرہ موجیں آتے تو مریدوں کو سنا دیتے اور صلح کل کا نادِ بجاتے رہتے - مگر یہ ہنگامہ حشر بپا کرنا - خون کی ندیاں بہا دینا اور قوموں میں تفرقہ ڈالا دینا اور بھائی کو بھائی سے اور باپ کو بیٹے سے جدا کر دینا اور جہان میں ایک آگ لگا دینا اور اپنوں بیگانوں سب سے یکساں بگاڑ لینا - عوام کو چھیڑنا - بادشاہوں کو اکسانا - غرض یہ طوفان کیوں برپا کیا گیا - درویشوں اور راہبوں کے نمونے اس وقت بھی موجود تھے - جو دنیا سے انقطاع کر کے خانقاہوں میں بسر کرتے تھے حضور بھی غار حرا میں زندگی گذار دیتے مگر جو کچھ ہوا اور جسطرح ہوا یہ ایک واقعہ ہے اور خدا تعالیٰ نے ایسا ہی چاہا کیونکہ ایسا ہی ہوا - ہاں وہ طریق اور منہاج سنۃ اللہ ٹھیر گیا جیسا کہ فرمایا

ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

اب دیکھنا چاہیئے کہ اس منہاج پر آج اس دنیا میں کونسا طریق اور کون مرد ہے ان تمام گدیوں اور خانقاہوں اور مولویوں کے حجروں میں ذرا جھانک کر دیکھو ان نرم گھاسوں پر سانپوں کے سوا کسی کو لوٹتا ہوا نہ پاؤ گے - وہ تاریک غاریں اور بھیانک ماندیں اور ہولناک بن نظر آئیں گے جہاں قدم قدم پر انسانی ہڈیاں اور کہیں کہیں کسی شکار کا تازہ خون بھی پاؤ گے -

عمریں گذر گئیں اُن میں کبھی چراغ نہیں جلایا
گیا - کیونکہ وہ کام جو وہاں ہوتے
ہیں تاریکی کے زیادہ مناسب حال
اور خوار سنگار ہوتے ہیں - اندھیرے
میں خوگر ہونے کی وجہ سے وہ لوگ باہر
نکل نہیں سکتے کیونکہ روشنی سے اُنکی
آنکھ چوندھیاتی ہے یہی وجہ ہے
کہ وہ روشنی اور روشنی کے فرزندوں
سے بیر رکھتے ہیں - غرض یہ صوفی اور
فقرا اور گدی نشین بزدلی کے لئے
عذر تراشنے کی خاطر صلح کل کی چادر اوڑھ
کر بیٹھے ہیں اور بڑی سریلی آواز سے ؏
با مسلماں اللہ اللہ یا برہمن رام رام ؎
اور شعر - چہ تدبیر اے مسلماناں کہ من
خود را نمی دانم ؎ نہ ترسا و یہودی ام
نہ گبرم نے مسلمانم ؎ پڑھتے رہتے
ہیں - انھیں اس سے کوئی سروکار
نہیں کہ قوم کا کیا حال ہو رہا ہے -
اور اسلام اور قرآن اور خدا اور
رسول پر آریہ نصاریٰ اور فلسفیوں
کے کیا حملے ہو رہے ہیں - کاش یہ لوگ
اپنے صدق کی گواہی کتاب اللہ اور
سنت سے لیتے - انھوں نے کتاب
اللہ پر پیٹھ پھیر دی پھر کیونکر ہوتا
کہ ان کو اپنی ڈراؤنی شکلیں صاف
صاف اُس آئینہ میں نظر آتیں - نہ
انھوں نے خود اپنے نفس پر اور نہ انکے
مریدوں نے ان پر کبھی سوال کیا کہ یہ
کرتے ہی کیا ہیں - اور وہ کون خدا
ہے جسکی طرف یہ رہبری کرتے ہیں
اور وہ کون رسول ہے جسکی مسند
خلافت پر یہ جلوہ آرا ہیں - کیا وہی
خدا جس نے محمد رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور وہی محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جس نے ساری عمر
دشمنوں سے مقابلہ اور تبلیغ دین میں
گذاری - اور جس نے خدا کی راہ میں
تمام قسم کی بے آرامیوں دکھوں کو برداشت
کیا - معرفت اور حقیقت اور شریعت
تو یہی قرآن اور رسول خدا کا اُسوہ
ہے - ان کی معرفت اور طریقت اور
حقیقت اور شریعت کیا چیز ہے جسکا

ثبوت کتاب اللہ اور سنت میں نہیں
پھر ہم ان کے اس طریق کا ثبوت
کہاں سے پیدا کریں - کتاب اللہ پھر
دھکے دیتی ہے - رسول کریم کی سنت
انھیں دھتکارتی ہے -
اے مریدو - اے تعصب سے آنکھ
بند کرنے والو زرد نزا کے ہول کا
دھیان کر کے اُٹھو - اور ہوشیار
ہو جاؤ - غور کرو کہ تم ان سے اس
لئے بیعت ہو کہ یہ لوگ رسول کی
پیروی میں ہو کر خدا سے ملا دینگے -
یا خود انھیں کو مقصود بالذات سمجھکر
انھی کی پرستش کرتے ہو - اگر ایسا
نہیں تو پھر ان میں رسول نمائی کی آن
بان کہاں - ان کی چالیں اُلٹی - انکی
راہیں ٹیڑھی یہ تو خود خدا اور آپ
ہی مستقل رسول بنے بیٹھے ہیں - احبار
اور رہبان کیطرح اپنے تئیں رب
بنا رکھا ہے - اگر یہ بات غلط معلوم
ہو تو خدا کے لئے ہمیں دکھاؤ کہ
رسول کریم کی سنت کی کوئی ادا ان
میں کہاں ہے - کب اور کس وقت
انھوں نے اعداء اللہ اور اعداء
الرسول سے مقابلہ کیا - کب ان پر
حق کی خاطر وہ ابتلا اور زلزلے
آئے جو مومنین صادقین کا خاص
نشان ٹھہر گئے ہیں - نصرانیوں آریوں
سکھوں برہموؤں اور فلسفیوں کی
زد سے اسلام اور مسلمانوں کو بچانے
کے لئے کب یہ پردہ نشین لوگ
ہتھیار پھینک کر نکلے - اگر ایسا نہیں تو
یہ لوگ خود اپنے ہاتھ سے غیر متقی
اور غاصب ہونے پر مہر لگا چکے -
کبھی آسمان ان کے لئے بولا کہ یہ
آسمانی ہیں - کبھی زمین نے انکے
لئے گواہی دی کہ یہ زمین کے نور
ہیں - پھر وہ ہے کیا چیز جس سے
تم نے ثابت کیا کہ یہ اولیاء اللہ ہیں
اور تم انکی اسقدر حمایت کرتے
ہو کہ خدا کے راستبازوں سے
ان مخذولوں کی خاطر لڑائی ٹھہرا رکھی
ہے - کرامت اور معجزہ کے ثبوت کا

منہاج واضح ہو گیا ہے - منعم علیہم
کی صاف پگڈنڈی نظر آ گئی ہے
خدا کی راہ میں دشمنوں پر غالب آنا
اور اپنے امر تبلیغی اور دعوۃ الحق
کا مخالفوں کی ہزاروں کوششوں کے
مقابل اظہار کر دینا اور اپنی راہ سے
اُن پہاڑوں کا صاف کر دینا یہی عظیم
الشان معجزہ اور کرامت اور خرق
عادت ہے جسنے راستبازوں کو اغیار
سے ممتاز کیا - ان گدیوں ان سلسلوں
میں بتاؤ اس نصرت الٰہی کا کوئی نشان
ہے - کس میدان میں - کس کشتی کے
دنگل میں مرد مبارز بنکر انھیں سے
کوئی نکلا ہے اور ہزاروں مردان
کارزاری کے مقابل اُس نے تحدی
اور دعوے سے گردن بلند کر کے
کرامت کا دعوی کیا اور اسپر وہ دعوی
پورا ہوا - کس باطل فرقہ کو انھیں سے
کسی نے کبھی ذلیل کیا - تاریک حجروں
میں سادہ لوحوں کے روبرو خیالی
کرامت کے دعوے فضول باتیں
ہیں جو سنت اللہ کے بازار میں کوڑی
کے مول بھی نہیں بکتی - غرض
آج مبارک کتاب کے رنگ میں -
مبارک رسول احمد مصطفی محمد مجتبیٰ
صلے اللہ علیہ وسلم کے طرز و وضع
پر - ہاں اُس منہاج پر قدم بقدم
صرف ایک ہی شخص ہے - وہ
حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود مہدی
مسعود علیہ سلام الملک الودود ہیں
اس مبارک مرد نے متبع الرسول
ہونے کے ثبوت میں کوئی حالت
منتظرہ باقی نہیں رکھی - ۱۸ برس کی
عمر سے دشمنان اسلام سے جنگ
شروع کی اور اب تک کہ قریب
۶۰ کے آپ کا سن شریف ہے ہتھیار
زمین پر نہیں رکھے - ایک روز فرمایا
کہ میں بہت چھوٹا بچہ تھا جبکہ نصرانی
لفظ کا مفہوم بھی نہیں جانتا تھا اور
نہ کبھی کسی نصرانی کی شکل دیکھی تھی اپنے اندر
سے بڑے زور سے ہر روز آواز آتی ہوئی
محسوس کرتا تھا کہ نصرانیوں سے مقابلہ

کرنا چاہیئے۔ آپ نے سب سے پہلے ایک کتاب لکھی جسکا نام ہے البراھین الاحمدیہ علی حقیت کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ۔ اس مبارک کتاب کا نام ہی بتاتا ہے کہ اس میں کیا کیا لکھا ہوگا۔ اور معًا ذہن اس طرف منتقل ہوتا ہے کہ مصنف کو خدا تعالےٰ نے لا انتہا شوق سے اس خدمت کے لئے چن لیا اس کتاب کو لاکھوں آدمیوں نے پسند کیا اور اس کی خوبیوں اور ناصر اسلام ہونے کی گواہی دی۔ لوگوں نے بھی دی جو آج اس مبارک کتاب کے مصنف اور اس کے شائع شدہ مضامین کو پھر تازہ کرنے والے مردِ حق پر کفر کی گواہی دیتے ہیں۔ اس کتاب نے اور اس کے بعد دوسری کتابوں نے جو لگاتار نکلتی رہیں نصرانیت اور آریہ مت، اور برہمو مت کا خاتمہ کردیا۔ غرض اس زمانہ کے تمام باطل فرقوں اور مشنریوں پر حضرت مسیح علیہ السلام نے اُسی طرح حجت پوری کی جسطرح کتاب اللہ نے کی تھی۔ اور وہ بڑی بھاری نشانی جو کتاب اللہ میں لکھی تھی لیظہرہ علی الدین کلہ پورے معنے میں صادق ثابت ہوئی۔ مسیح کے توفی کے مسئلہ پر فوق العادۃ زور دیکر اور لاکھوں ورقوں کے ذریعہ جہان میں اس مسئلہ مہمہ کی اشاعت کرکے اور آخر پوری طرح سے پیس کر نصرانیت کے گوسالہ کی راکھ اُڑا کر دریا ئے فنا میں پھینک دی ہے اور مسیح کی قبر کے کھلے کھلے ثبوت جو انشاء اللہ عنقریب روز روشن کی طرح آشکار ہوں گے۔ ہمیشہ کے لئے اس ظلم کے سانپ کا سر کچل ڈالیں گے۔ اپنے خوارق اور کرامات اور تائیدات سے خدا تعالےٰ کی زندہ ہستی اور زندہ نبوت کا ثبوت دیکر آپ نے برہمو مت ور معًا تمام بے برکت مذاہب کا استیصال کردیا۔ سست بچن نے سکھوں پر وہ حجت پوری کی اور ایسی سڑک تیار کی ہے کہ دور نہیں نزدیک ہے کہ ان میں کے بہت سے سعید اُس پر قدم ماریں گے اور کامیابی کے آثار تو نظر آنے لگ گئے ہیں۔ اور بڑی بھاری کامیابی یہ ہے کہ سوسی زیادہ سکھوں کے خواندہ اور معزز آدمیوں نے اس کتاب کو شوق سے خریدا اور اس کی تعریف کی۔

غرض ایک ایک لمحہ حضرت اقدس کا تبلیغ دین اور اعدائے دین سے مقابلہ میں مصروف ہے اور ان اعمال سے آپ صاف بتا رہے ہیں کہ خلافت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ) کا جائز استحقاق اس زمانہ میں صرف آپ ہی کو ہے۔ وللہ الحمد۔ کاش لوگ ان باتوں میں غور کریں۔ تعصب سے فارغ ہوکر حضرت اقدس کے کارناموں کو دیکھیں۔ آپ کی کتابوں کو پڑھیں۔ زمانہ کے تیور پہچانیں۔ وقت کی ضرورت اور مفاسد موجودہ کا مطالعہ کریں۔

آخر میں میں اپنے دوستوں سے چند باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ میرے عزیزو اور بزرگو خدا تعالےٰ فرماتا ہے لئن شکرتم لازیدنکم۔ آج سب سے بڑی نعمت جو خدا تعالےٰ نے تم پر انعام کی ہے اور جس مائدہ سماویہ کی آرزو میں تمھارے باپ دادے راہ تکتے تکتے مرگئے حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود باجود ہے۔ جیسے حضرت ابن عباس نے اُس شخص کے جواب میں کہا تھا کہ وہ نعمت قرآن کریم ہے جسکی نسبت قیامت کو سوال ہوگا۔ میں بھی شرح صدر اور صدق دل سے اقرار کرتا ہوں کہ درحقیقت ان تمام نعمتوں سے جو رحمٰن خدا نے اس جہان کو عطا کی ہیں بڑی اور لانظیر نعمت قرآن کریم ہے۔ مگر چونکہ قرآن کی معرفت اور عظمت اور فہم کی نعمت ہمیں آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ملی ہے اس لئے ظلی طور پر یہ کہنا بجا اور درست ہے کہ آپ کا وجود بھی قرآن کی طرح ایک نعمت ہے۔ جسکی نسبت ہم سے قیامت میں سوال ہوگا کہ ہم نے اُسے پاکر خدا تعالیٰ کا کتنا اور کیا شکر ادا کیا۔

میرے دوستو معجزات افسانے ہوچکے تھے نبیوں کے قصص اساطیر الاولین ہوچکے تھے۔ کیونکہ ہر ایک بات ایک زمانہ گذرنے کے بعد اگر کوئی جدید معاون اور زندہ کرنے والا پیدا نہ ہو تو آخر تقویم پارینہ ہو جاتی ہے یہی سنۃ اللہ ہے جیساکہ فرمایا فطال علیہم الامد فقست قلوبہم۔ تقوےٰ طہارت اور اخلاق فاضلہ کا نشان مٹ گیا تھا۔ قرآن کریم کی جگہ مثنویوں۔ قصیدوں اور غزلوں اور خاندانوں اور خانوادوں کے مختلق وردوں اور حزبوں نے لے لی تھی۔ بے برکت اور مردہ پرست مذہبوں نے خانہ خالی دیکھ کر چاروں طرف سے نقب زنی شروع کردی تھی۔ اس نعمۃ اللہ۔ آیۃ اللہ حجۃ اللہ۔ مسیح موعود علیہ السلام نے معجزات کو انبیاء کے قصص کو تقوی طہارت کو قرآن کریم کی تعلیم و فہم کو پھر از سر نو زندہ کردیا۔ سو ہم جنھوں نے اسے پہچانا اور صدق دل سے مانا خدا تعالیٰ کی حجت پوری ہوگئی اور ہم سے بہت بڑا سوال اس نعمت کی بابت ہوگا۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ایک پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرکے شہداء اللہ علی الناس ہوجائیں۔

اور ایک بڑی بھاری بات جو ہمیں التزامًا کرنی چاہیئے وہ یہ ہے کہ ہماری ہر ایک تقریر میں تحریر میں مجلسوں میں۔ گھروں میں تخلیہ کے وقتوں میں غرض ہر حالت میں جہاں تک بس چل سکے اس پاک اور بزرگ نعمت کا ذکر تذکرہ ہونا چاہیئے۔ کوئی واعظ جو وعظ کرتا ہے کوئی مقرر

جو تقریر کرتا ہے۔ کوئی درس دینے والا جو درس قرآن دیتا ہے اگر نرا اپنی لسانی تک بات کو محدود رکھے۔ اور آسمان اور زمین کے قلابے باتوں میں ملادے اور ہزاروں داستانیں ادھر کی ادھر کی مجلس کو سُنادے مگر مسیح موعود کا ذکر درمیان نہ ہو تو وہ وعظ وہ تقریر وہ درس بے اثر بے مغز اور طبل تہی ہے۔

میرے دوستو آج اور کوئی راہ نہیں جس سے خدا نظر آوے۔ رسول پہچانا جائے اور قرآن کا فہم اور علم حاصل ہو۔ مسیح موعود کے اصول اس کی صحبت۔ اس کے اقوال۔ اس کی کتابیں ہیں جو یہ پاک نور نتیجہ دے سکتے ہیں **مسیح موعود** کے نتلیٰ یافتہ۔کشادہ اور پُر نور چہرہ کا مقابلہ دوسرے چہروں سے کرلو۔ جسکا چہرہ دیکھکر تم بے اختیار تبسم نہ کرو۔ جس کے پاس بیٹھنے سے تمھارے غم غلط نہ ہوجائیں۔ جسکی تقریر سُنتے ہی تمھارے کندھو بوجھ سے ہلکے نہ ہوجائیں۔ وہ بے برکت اور خود نا تسلی یافتہ غیر مطمئن وجود ہے [illegible] حاصل کرسکو گے۔ [illegible] اور صرف ایک ہی [illegible] خدا تک پہونچاتا ہے۔ [illegible] فقرہ اور بات [illegible] پہونچادو [illegible] مسیح موعود کا ذکر ہوتے [illegible] اگر کوئی میری [illegible] اس مبارک انسان کے علم کا محتاج ہے اپنے اور دوسروں کے علم سے مستغنی ہوگیا ہوں وَ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

پس اس نعمت کی قدر کرو اور [illegible]
خدا تعالےٰ کی برکات [illegible]
سلسلہ عالیہ
کے ساتھ

[illegible]

امور منزلیہ

ہم نہایت خوشی اور مسرت کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے مکرم بھائی میرزا **خدا بخش** صاحب کے گھر میں ۱۲ محرم الحرام ۱۳۱۸ مطابق ۱۲ مئی سنہ ۱۹۰۰ء بوقت ۵ بجے شام کے دوسرا **بیٹا** پیدا ہوا۔ ۱۸ مئی سنہ ۱۹۰۰ء کو جمعہ کے دن عقیقہ کیا گیا حضرت اقدس حجۃ اللہ فی الارض جناب مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اس بچہ کا نام **حبیب الرحمٰن** رکھا جناب مرزا خدا بخش صاحب کے گھر میں جو پہلا بچہ ۱۸ مئی سنہ ۱۸۹۸ء کو پیدا ہوا تھا اور جس کا نام حضرت اقدس نے پہلے عطاء اللہ رکھا بعد میں حضرت اقدس نے اس کا نام **عطاء الرحمٰن** تبدیل فرمایا ہے کیونکہ یہ بچہ بعض ایسی خطرناک امراض میں مبتلا ہوا تھا جس سے جانبر ہونے کی کوئی امید نہ تھی اُس وقت حضرت اقدس کی دعاؤں سے مسیحائی کی اور محض رحمانیت کے تقاضا سے یہ بچہ بچ گیا اس پر حضرت اقدس نے اُس کا نام عطاء الرحمٰن تجویز فرمایا۔

بہر حال ہم اس مولود مسعود کی ولادت پر مرزا صاحب کو مبارک باد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ یہ دونوں بچے اپنے والدین کے لیئے قرۃ العین ہوں اور اسلام اور اپنے امام کے سچے خادم اور اور ملک اور قوم کے لیئے مفید اور مبارک ثابت ہوں۔ آمین

اطلاع

آجکا اخبار پورے ۱۶ صفحوں پر شائع ہوتا ہے اس لئے یہ نمبر ۱۸ اور ۱۹ دو نمبروں کا مجموعہ قرار دیا گیا ہے۔ ایڈیٹر

عذر تقصیر پر النفات

کئی گذشتہ اشاعت میں ہم نے اُن تمام عذرات کو لکھدیا ہے جو اخبار کی اشاعت میں تعویق اور بے ترتیبی کا موجب ہوتے ہیں۔ اُن عذرات کے بعد قوم کی خدمت میں جو اپیل کی گئی ہے ابھی تک اُس پر توجہ کا شاید ہمارے ناظرین کو موقع نہیں ملا۔ بہر حال ہم اس عدم توجہی اور لاپروائی پر بھی توجہ دلاتے ہی رہیں گے کیونکہ آخر کوئی تو سننے والا اور اس میں ان میں ہمارا ساتھ دینے والا بھی ہوگا۔ تین سو سے زائد معزز بارسوخ احباب سے ہم نے اپیل کیا ہے کہ وہ ایک سال کے اندر یا یوں کہیئے کہ ہر سہ ماہی میں ایک قیمت ادا کرنے والا اور پھر سال بھر میں چار خریدار پیدا کرنے والا خریدار دیں۔ اور یہ کوئی بہت مشکل کام نہیں مگر پھر بھی توجہ نہیں کی گئی اگر ہر ایک شخص اس تجویز پر عمل کرے تو ہماری مطلوبہ ۳۰۰ خریداروں کے بجائے ایک مہینہ میں ۷۵ خریدار پیدا ہوسکتے ہیں بہر حال ہم پھر توجہ دلاتے ہیں کہ ہمارے ناظرین اسطرف توجہ کریں اور ہماری ضروریات کے پورا کرنے میں ہماری مدد کریں تاکہ ہم خدا کے فضل وکرم پر بھروسہ کرکے اُنکی خدمت گذاری کے واسطے پوری طیار ہوسکیں

ہم اسقدر لکھ چکے تھے کہ برادرم بابو امام الدین صاحب سب اوورسیر مری نے ایک جدید خریدار کے نام اخبار جاری کرنے کی اطلاع دی ہم بابو صاحب کے شکر گذار ہیں اللہ تعالےٰ اُن کو جزائے خیر دے اور دوسرے احباب کو اسی طرح کام کرنے کی توفیق۔

آمین

ہمارے معاصرین

ہمارا ہمعصر تاج الاخبار ہم کو بعض اخبارات کی ہرزہ درائی اور بیہودہ گوئی کے متعلق جو انھوں نے اپنے کالموں میں کی ہے مناسب تنبیہ کی ہدایت فرماتا ہے گو ہم نے ایک عرصہ سے یہ شیوہ اختیار کر لیا تھا کہ ان باتوں کی طرف توجہ نہ کریں جو معقولیت اور متانت کے درجہ سے گری ہوئی ہیں لیکن اس خیال سے کہ بعض سعید اور بھولی روحوں کو بسا اوقات ایسی تحریروں پر التفات نہ لینے کی وجہ سے کوئی ابتلا آجاتا ہے یہ ضروری سمجھا ہے کہ مستقل طور پر اس عنوان کے تحت میں جیسا کہ پہلے بھی وقتاً فوقتاً ہوتا رہا ہے ایسے نکتہ چینوں کا قرار واقعی جواب دیا جائے۔ آج ہم مختصر طور پر بعض اخبارات کی تحریروں پر نوٹس دیتے ہیں۔ وھو ہذا

نیم طبیب خطرۂ جان

کچھ دنوں سے دینا نگر

ہمارے پڑوس سے ایک عیسائی اخبار نے ابن یوسف + کی خدائی ثابت کرنے کے لئے جنم لیا ہے اور طبیب عام نام رکھا ہے۔ مثل مشہور ہے نیم طبیب خطرۂ جان۔ نیم طبیب نے جنم لیتے ہی اپنے کھانے پینے کے شغل سے خدا کی سنت کی تقلید کی ہے۔ اور حضرت حجۃ اللہ فی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے مردہ خدا کی موت کا بدلا لینے کے واسطے آپ کے ایک مستحسن اور قابل تقلید فعل پر نکتہ چینی شروع کر دی چنانچہ اس نوزائیدہ طبیب نے "لہو لگا کر شہیدوں کے عنوان" سے لکھا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی اور ان کے تابعین اس موقعہ پر نہ چوکے ۵۰۰ روپیہ چندہ ٹرانسوال میں بذریعہ گورنمنٹ کے روانہ کیا ہے۔ راوی۔ اپنے ملک کے قحط زدوں کے لئے معلوم نہیں کب الہام ہوگا۔ مسیح کا خون عشاء ربانی کی شراب میں پینے پینے لہو لگا کر شہیدوں میں ملنے کا فقرہ خوب یاد رہا ہے۔

نیم طبیب کی اس رائے کو پڑھ کر ایک دوربین فرزانہ اس نکتہ پر پہونچے گا کہ درپردہ یہ عیسائی اخبار گورنمنٹ انگلشیہ کا دشمن ہے اور وہ پسند نہیں کرتا کہ تاج برطانیہ کی وفادار سپاہ اور انگلستان کے پیارے بچوں کی حمایت اور امداد کی لئے گورنمنٹ کا کوئی سچا خیر خواہ کچھ دے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ دیسی عیسائی اس چندہ میں جہاں تک ہمارا علم ہے شریک نہیں ہوئے۔

تاج الاخبار نے خوب لکھا ہے کہ ان طعنوں سے مرزا صاحب کے دعاوی کی تردید اور کسر صلیب کی مدافعت کچھ نہیں ہو سکتی۔ دینا نگری نے حضرت اقدس پر اعتراض نہیں کیا بلکہ اپنے خبث باطن کا ثبوت دیدیا ہے سچ ہے

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں برد

کاش اسکو اتنا ہی معلوم ہوتا کہ قحط طاعون وغیرہ آفات کے متعلق حضرت اقدس نے کس ہمدردی اور دلی جوش کے ساتھ اہل ملک کو توجہ دلائی ہے چونکہ ان امراض شدیدہ کے اسباب فسق و فجور کی کثرت اور اہل دنیا کی کورانہ زیست ہے جسکو کفارہ کے اخلاق سوز اور گناہ افزا مسئلہ نے مدد دی ہے اس لئے حضرت اقدس نے صلیب پر لٹکائے ہوئے خدا کو (جو ایک عاجز بندہ تھا) انسان ثابت کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ کفارہ کی ناپاک تعلیم سے دنیا کو بچائیں اور اس طرح پر قحط و طاعون کے مفاسد میں اہل ملک کی ہمدردی کی ہے اگر آپ کو واقعی ملک کے قحط زدوں اور وبا زدہ لوگوں سے ہمدردی ہے تو آئیے آپ بھی کسر صلیب کے لئے ہمارے مددگار رہوں تا دنیا میں پاک اخلاق اور تقویٰ اور طہارت کی روح پھونکی جائے اور خدا کا فضل اور جلال ظاہر ہو اور قحط اور وبا دم کی دم میں دفع ہوں۔

ست دھرم پرچارک اور خطبہ عید اضحیٰ

آریہ سماج کا آرگن مسئلہ نیوگ کا حامی ست دھرم پرچارک جالندھر میں حضرت اقدس کے عید اضحیٰ کے خطبہ کو پڑھ کر آپے میں نہ رہ کر نہایت بیہودہ طور پر ۴ مئی ۱۹۰۰ء کی اشاعت میں منہ آیا ہے۔ اس تحریر کا ایک مفصل جواب ہمارے ایک بھائی شیخ محمد حسین نے میاں میر چھاونی لاہور سے بغرض اندراج روانہ کیا ہے جسکو ہم بوجہ عدم گنجائش درج نہیں کر سکتے اور خود چند ریمارک کرتے ہیں ست دھرم کی کی تحریر کا خلاصہ اتنا ہی ہے۔

(۱) مرزا صاحب گورنمنٹ کی خوشامد کرتے ہیں۔ اور وہ خود حکام کی دہمکی کے باعث خاموش تھے۔

(۲) لیکھرام کے قتل سے دین محمدی کی کمزوری ثابت ہوئی۔

(۳) نیوگ اور تناسخ پر گندے اعتراض کئے ہیں۔

(۴) اس خطبہ کا اثر مستورات پر کیا پڑا ہو گا۔

جہاں تک ہم نے ست دھرم پرچارک کو غور سے پڑھا ہے اس میں یہی چار باتیں ہیں جو ایک متانت اور معقولیت کے مدعی نے پھکڑ سے

+ انجیل سے ابن یوسف ہی لکھا ہے۔ ایڈیٹر

بھکڑ الفاظ میں بیان کئے ہیں - ہم مختصر طور پر ان امور خمسہ پر بحث کرتے ہیں -

امر اول کے متعلق پرچارک نے گورنمنٹ انگلشیہ کے متعلق اپنے دلی جذبات کا اظہار کر دیا ہے اور گورنمنٹ کی قابل قدر عطا کردہ آزادی سے صاف انکار کیا ہے - جب کہ یہ کہا ہے کہ مرزا صاحب حکام کی دھمکی کے باعث خاموش تھے - حالانکہ حضرت اقدس کبھی خاموش نہیں رہے اور اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے میں ہر وقت لگے ہوئے ہیں - ہزاروں اشتہارات اور رسالجات انگریزی اردو عربی زبانوں میں کر کے دن رات شائع ہو رہے ہیں پھر یہ کہنا کہ وہ خاموش تھے کسقدر گندہ جھوٹ ہے - خوشامد پسند انسان اخلاقی جرأت سے محروم ہوتا ہے گورنمنٹ کو خوشامد پسند کہنا گورنمنٹ کی توہین اور اس کی نسبت بد دلی کے خیالات پھیلانا ہے -

یہ آریہ سماج کا خاصہ ہوگا کہ وہ اپنے محسن کی قدر شناسی نہ کرے بلکہ محسن کشی کے لئے طیار ہو جائے اگر پرچارک کا یہی منشا نہیں اور وہ گورنمنٹ کا وفادار کہلاتا ہے تو پھر اسے حضرت اقدس کے گورنمنٹ کی تعریف کرنے کو خوشامد نام رکھتے ہوئے شرم آنی چاہئے تھی اسلام چونکہ محسن کے ساتھ عمدہ سلوک کی تعلیم دیتا ہے اور بادشاہ وقت کی اطاعت کا حکم دیتا ہے اس لئے حضرت اقدس کا گورنمنٹ کی تعریف کرنا خوشامد نہیں بلکہ احکام قرآن کی بجا آوری ہے برخلاف اس کے آریہ مت کا کچھ اعتبار نہیں جسمیں منافقانہ طور پر کام لینے سے کوئی ممانعت نہیں ہے - اور پرچارک کا یہ کہنا کہ حکام کی دھمکی سے خاموش تھے گورنمنٹ یا اس کے حکام پر سخت الزام ہے گویا وہ کسی کی جائز مذہبی آزادی میں حارج یا مخل ہوتی ہے حالانکہ اگر ایسا ہوتا تو آج آریہ مت کا پرچارک آپ یوں نہ کر سکتے تھے اصل بات یہ ہے کہ جو شخص محسن کی تعریف اور اس کے ساتھ وفادارانہ تعلقات کو خوشامد کہتا ہے اس کے دل میں صفائی نہیں اندر ہی اندر وہ اس محسن کا بغلی دشمن ہے اور وقت پر محسن کشی کے لئے طیار ہے - گورنمنٹ کو ایسی تحریروں پر خاص طور سے نوٹس لینا چاہیئے -

امر دوم کے متعلق ہمکو تعجب ہے کہ کیا کہیں - پرچارک لیکھرام کی موت کو دین محمدی کی کمزوری ٹھیراتا ہے شرم کی بات ہے کہ لیکھرام نے خود نشان طلب کیا اور اس پیشگوئی کا اپنے منشاء کے موافق پورا ہو جانا اسلام اور آریہ مت کی صداقت کا نشان ٹھیرایا ہے - اب لالہ منشی رام کو بعد میں ہوش آیا اور اسکو اسلام کی کمزوری کا موجب بنایا - چہ خوب برین عقل و دانش بباید گریست - لیکھرام کے اُن خطوط کو پڑھتے جو شائع ہو گئے ہیں - ایک عام عقل کا آدمی بھی اسکو کمزوری نہ کہے گا - بلکہ صداقت اسلام کے لئے دلیل ٹھیرائے گا - کیونکہ جب قبل از وقت [illegible] موت صورت موت وقت موت سب کچھ بتلایا گیا اور بالمقابل اس نے حضرت اقدس کے تین سال کے اندر ہیضہ سے انتقال کر جانے کی پیشگوئی شائع کی اور وہ جھوٹی نکلی اور خود شش سالہ پیشگوئی کا مصداق ثابت ہوا تو آریہ مت کی کمزوری ثابت ہوئی یا اسلام کی -

امر سوم کے متعلق نہایت گندے پیرایہ میں یہ کہا ہے کہ گویا حضرت اقدس نے گندہ اعتراض کئے ہیں عقل کے دشمن پرچارک کو حضرت اقدس کی پاک ذات پر ایسا اتہام لگاتے ہوئے شرم نہ آئی اگر ست کو قبول کرنے کا مدعی ہے اور ست دھرم کا حامی ہے تو انصاف اس امر کا مقتضی تھا کہ وہ اس گندی تعلیم کو بید کے سر تھوپتا یا اپنے سوامی دیانند کو کوستا جسنے اسکی اشاعت کی - کیا نیوگ بید کی رو سے جائز نہیں ؟

کیا نیوگ کی یہ قسم نہیں کہ اگر کسی آریہ کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو تو وہ اپنی بیوی کو کسی دوسرے بیرج داتا سے ہم بستر کرا کر اولاد لے - اور اس طرح پر دس خاوند سے اولاد لے سکتی ہے ؟

اگر یہ سچ ہے اور ضرور سچ ہے اور ہم اسپر صاد کرتے ہیں کہ یہ ناپاک حیاسوز اور گندی تعلیم ہے تو کیا یہ بیدوں اور **سوامی دیانند** کی مہربانی نہیں پر کس قدر شرم کی بات ہے کہ یہ ناپاک الزام اپنی **پنڈت** اور گرو پر نہ لگایا حضرت اقدس نے تو عین ہمدردی کی راہ سے سمجھایا ہے کہ اس قسم کی تعلیم خدائے قدوس کے چشمہ سے نکلی ہوئی تعلیم نہیں ہو سکتی -

پھر تناسخ کے متعلق بھی ایسا ہی اعتراض آپ نے کیا ہے مگر افسوس اس کا جواب کچھ نہیں دیا - کاش کوئی جواب دیا ہوتا - جب کہ تناسخ آپ کے بیدوں اور سوامی دیانند کے معتقدات کی رو سے

صحیح ہے تو پھر آپ ہی بتلائیں کہ اگر ایک شخص کی ماں یا بہن دوسرے جنم میں اُس کے بیاہ میں آکر ہم بستر ہو جاوے تو اس ناپاکی کے روکنے کے واسطے بید یا سوامی دیانند صاحب نے کونسا امتیاز اور نشان بتلایا ہے اور تناسخ کے متعلق کونسی فہرست دی ہوئی ہے جس سے آپ کو یقین ہو جاوے کہ آپ تناسخ کو مانتے ہوئے اس قسم کی کوئی حرکت نہیں کر سکتے جب تک آپ معقول طور پر اُن اعتراضات کا جو خطبہ میں مذکور ہیں جواب نہ دے لیں یہ سارا گند

عطائے تو بلقائے تو

آپ کے گھر ہی رہے گا۔ اور بیدوں اور سوامی صاحب کے سر پر ہی تھوپا جائے گا۔

پھر آپ امر چہارم میں کہتے ہیں کہ مستورات پر اس خطبہ کا کیا اثر پڑے گا۔ ہم کو تعجب ہے کہ اس سے پرچارک کی کیا غرض ہے۔ اس خطبہ کا جیسا پاک اثر مستورات پر پڑ سکتا ہے اس کا تجربہ آپ خود کر لیں۔ ستونتی کو بدکاری سے سخت نفرت ہوگی اور نیوگ اور تناسخ کی ناپاک تعلیم سے بیزار ہو جائیں گی اور اس کا اثر کیا پڑے گا۔ مگر آپ براہ کرم اتنا تو بتلائیں کہ جب دیالہ میں کنیاؤں کو ستیارتھ پرکاش پڑھائی جاتی ہوگی اور اُس میں نیوگ کی فضیلت اور اس کے طریقے بیان کئے جاتے ہونگے وہاں کیا اثر پڑتا ہوگا؟ کیا بیچاری کنواری کنیاؤں کے جذبات کو اپیل نہ ہوتی ہوگی؟ اور جب کالو رام کی معرفت دیا ہوا نیوگ کا اشتہار جو آریہ گزٹ میں چھپا ہے عورتوں نے پڑھا ہوگا اُس کا اثر آپ کے نزدیک کیا ہوا ہوگا؟ جناب پہلے اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھ لیا ہوتا۔ یہ سب کچھ آپ کا ہی ساختہ پرداختہ ہے۔ حضرت اقدس نے تو ان عقائد کی برائیوں اور قباحتوں کو متانت کے ساتھ دکھایا ہے تا جو پاک دل ہوں وہ اس سے فائدہ اٹھا دیں۔ ہاں جنکو صرف اولاد نہ ہونے کی وجہ سے اپنی بیوی کو دوسرے کے ساتھ ہم بستر کرانے کی تعلیم پاک اور پسندیدہ معلوم ہو اور وہ اس ناپاک فعل سے باز نہ آوے تو آپ ہی بتلاویں ہم اس کا کیا انتظام کر سکتے ہیں۔

بالآخر ہم ست دھرم پرچارک کے لائق ایڈیٹر کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ بیجا نکتہ چینی سے اپنی وقعت نہ کھوئیں اگر وہ ان تعلیمات کو ناپاک سمجھتے ہیں تو آئندہ آریہ سماج کے عقائد سے ان کو خارج کریں۔ تا کہ کسی کو اعتراض کا موقع نہ ملے

شعر

تو پاک باش برادر مدار از کس باک
زنند جامۂ ناپاک گازران برسنگ

ہمکو امید ہے کہ اگر آپ کا یہ اصول ہے کہ ست کے لینے کے لئے ہمیشہ طیار رہنا چاہیئے تو ہماری ان بے لاگ باتوں کو قبول کریں گے۔ ورنہ پہلے سے بڑھکر جھگڑہ بازی سے کام لیں گے۔ بہر حال ہم نے سچی ہمدردی کے ساتھ آپ کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

خیر مقدم

ہم نہایت خوشی اور انبساط سے اس خبر کو درج اخبار کرتے ہیں کہ کل ۴ مئی سنہ ۱۹۱۰ء کو حضرت مولانا و بالفضل اولانا **سید محمد احسن** صاحب امروہی دارالامان میں وارد ہوئے۔ حضرت مولانا موصوف کی تشریف آوری کوئی نئی بات نہ تھی مگر ایکی فریبہ ہمارے مخالفوں نے اسکو بھی حضرت امام موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک نشان بنا دیا ہے اور اسکی مختصر کیفیت یہ ہے کہ قریباً ایک سال سے زائد عرصہ ہوا کہ مولانا صاحب امروہہ تشریف لے گئے تھے اور پھر بوجہ ضعف اور بعض دیگر ضروری امور کے پیش آجانے کے وجہ سے دارالامان میں جلد نہ آسکے اپر کور فطرت مخالفوں نے جنکی سرشت میں کذب کی خباثت کا خمیر ہے یہ مشہور کرنا شروع کیا کہ معاذ اللہ سید صاحب کو حضرت مسیح موعود کے دعاوی سے انکار ہو گیا ہے ھذا بہتان عظیم۔ اور اپنی طور پر انھوں نے اس خبر کو مشہور کرنیکی کوشش کی۔ ہم اسوقت اور کچھ کہنا نہیں چاہتے تیک نل خدا ترس لوگوں کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ یہ لوگ مرزا صاحب کے مخالف ہیں جنکو صریح جھوٹ بولتے ہوئے خدا تعالی کی لعنت کا خوف نہیں اور انکی اسی کورانہ فطرت نے انکو حضرت اقدس کے دعاوی اور پاک تعلیمات کو اپنی خود ساختہ پیرایوں میں بیان کرکے لوگوں کو بدظن کرنیکی کوشش کی ہے۔ ان بھیڑ یا صفت بھیڑوں سے دور بھاگو اور انکی نرم نرم باتوں پر اعتبار نہ کرو۔ حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب نے اخلاص اور محبت میں امام علیہ السلام کے جو ترقی کی ہے اُسکا اظہار ہم الفاظ میں نہیں کر سکتے۔ وہ آجکل دارالامان میں ہیں اُن کے نام کے خطوط وغیرہ یہاں آنے چاہئیں۔

حیدر آباد دکن

سے پانچ آدمی اسوقت دارالامان میں حضرت اقدس کی پاک صحبت سے فیض اٹھا رہے ہیں۔ جنمیں سے حضرت مولانا **سید محمد سعید صاحب** اور مولانا **سید محمد رضوی** صاحب دو بڑے سرگرم اور پرجوش اور غیور احمدی ہیں جنکی سعی اور کوشش سے حیدر آباد دکن میں ایک مستقل جماعت حضرت اقدس کی بفضلہ تعالی قائم ہوگئی ہے اللہ تعالی لوگوں کی کوششوں میں برکت اور ہمت دے اور انکو سرسبز و بامراد بنادے آمین۔

مطبوعات

۱۔ حضرت اقدس کا عربی خطبہ عید اضحی چھپ رہا ہے۔ اس کے علاوہ تین ضروری اور عجیب اشتہارات عنقریب شائع ہونیوالے ہیں۔ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد۔ لفٹیننٹ صاحب لاہور سے ایک خاص درخواست۔ اشتہار معیار الاخبار۔ منارۃ المسیح پر چار اشتہار ہیں انشاء اللہ تعالیٰ جلدی شائع ہونگے امید ہے۔ ایڈیٹر

ہر رسالہ سراج الحق بھی ایک ہفتہ تک چھپ کر انشاء اللہ تیار ہو جائے گا۔

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھندجالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھاسکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عاہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ہے۔ خالص ممیرا فی ماسہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگہ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداس پور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگہ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص معصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور انسے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اسلئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے۔ اسلئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر گنگی (؟) ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگہ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمرہ ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور بال پڑتے تھے اُس کی آنکھیں سُرخ اور دُکھتی رہتی تھیں اُنہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اُسکی بینائی میں فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اُن اشیاء کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین ہفتہ تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی مرض مذکور ... کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین جہالی (؟) ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن ڈپٹیز آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگہ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان دو مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رای بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴۔ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگہ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ سنہ ۱۹۰۰ء میں جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی اڈیٹر و پروپرائٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا بمنزلہ

رجسٹرڈ ایل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی عرض دارالاماں بینی

دارالامان قادیان مورخہ ۳۱ مئی سنہ ۱۹۰۰ء

نبی معصوم اور نذیر رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام

یا

فتح اسلام اور کسر صلیب

یہ امر مشیت ایزدی میں مقدر ہو چکا تھا کہ آخری دنوں میں جب اسلام کمزور ہو جائے گا اور عیسائیت (جس کا دوسرا نام دجل اور باطل بھی ہے) اپنے پورے زور اور طاقت کے ساتھ اسلام پر ٹوٹ پڑے گی اُس وقت خدا تعالےٰ کا مامور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس لکڑی کی عظمت کو توڑ ڈالے گا جو عیسائیت کے نزدیک ایک راستباز کو ملعون بنا کر اُن کی نجات کا موجب ہوئی ہے وہ کیا؟ صلیب! جس پر مسیح اسرائیلی نابکار یہودیوں کے ہاتھوں لٹکایا گیا یہ زمانہ جس میں ہم زندگی بسر کر رہے ہیں وہی زمانہ ہے جو صلیبی فتنوں کا مجموعہ اور بااینہمہ مسیح موعود کے وجود باجود کے سبب رحمت الٰہی کے نزول کا زمانہ اور لیلۃ القدر کے ہم رنگ ہے مسیح موعود کے آنے کے ساتھ ہی مذہبی مناظرات کی تحریکوں کا خیال برق لامع کی طرف ہر مذہب کے پیرووں کے دلوں میں دوڑ گیا ہے + چنانچہ ان دنوں ایک عظیم الشان تحریک لاہور میں ہوئی کہ لاہور کے **لاٹ پادری** (بشپ صاحب) نے لاہور میں ایک جلسہ ۱۸ مئی سنہ ۱۹۰۰ء کو کیا اس جلسہ میں انہوں نے "نبی معصوم" کے مضمون پر لیکچر دیا اور اختتام لیکچر پر مسلمانوں کو اعتراض کرنے کے لئے چیلنج کیا + ہم اس مضمون میں اس جلسہ یا اس کے بعد کے دوسرے جلسہ منعقدہ ۲۵ مئی سنہ ۱۹۰۰ء کی مفصل روئداد نہ لکھیں گے۔ کیونکہ ہم ان دونو جلسوں کی مفصل روئداد ایک رسالہ کی صورت میں مرتب کر رہے ہیں جو انشاء اللہ تعالےٰ ۱۰ جون سنہ ۱۹۰۰ء تک شائع ہو جاوے گی اس مقام پر ہم مختصر ذکر کریں گے تاکہ ہمارے دوستوں کو اطلاع ہو جاوے۔

بہرحال ۱۸ مئی سنہ ۱۹۰۰ء کو لاٹ پادری صاحب نے اپنا لیکچر ختم کر لینے کے بعد مسلمانوں کو اعتراض کرنے کی دعوت کی اور نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے غیرت اور سچا جوش جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود

اس امر اُس کی پاک جماعت کے لئے مقدر کر لیا ہوا ہے اور **فتح اسلام** اسی **مبارک انسان** کے ہاتھ پر لکھی جا چکی ہے۔ بشپ صاحب کی اس دعوت پر ہمارے مکرم و معظم بھائی **مفتی محمد صادق** صاحب جو اپنے نام کی طرح صدق و صفا کے رنگ سے رنگین اور حضرت امام صادق کی محبت سے سرشار ہیں بشپ صاحب کی تقریر کا جواب دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ بشپ صاحب کی تقریر ہم اُسی مفصل رویداد میں چھاپیں گے۔ لیکن اس کا خلاصہ وہی ہے جو برسوں پہلے "نبی معصوم" نام ایک رسالے میں عیسائیوں نے لکھا ہے یعنی تمام انبیاء علیہم السلام معاذ اللہ۔ گنہگار رہیں اور صرف مسیح گناہ سے پاک اور معصوم ہے یہ مسئلہ عیسائیوں کو اس لئے تراشنا پڑتا ہے کہ مسیح مصلوب کی صلیبی موت سے جو یہودیوں کے نزدیک لعنتی موت ہے فائدہ اُٹھائیں اور اپنی سیاہ کاریوں کی لعنت مسیح پر تھوپ کر چین اُڑائیں۔ بشپ صاحب نے عیسائیوں کے عام مسلک پر اپنی طرف سے تمام مقدس راستبازوں اور خدا تعالےٰ کے مامور مرسلین کی توہین اور ہتک میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور سارا زور اور طاقت اُن کے گنہگار ثابت کرنے میں صرف کیا اور مسیح کی۔ (باوجودیکہ وہ خود نیک ہونے سے انکار کرتا ہے) عصمت پر زور دیا۔ حضرت مفتی صاحب نے بشپ صاحب کی تقریر کا جواب دیا مفصل تو اُسی رویداد میں درج ہوگا مگر مختصر طور پر یوں ہے کہ۔ **مسیح کی عصمت** پر زید و بکر کے حوالے دینا کوئی سود مند بات نہیں ہو سکتی یعنی لوقا یا مرقس کی لکھی ہوئی باتیں مفید مطلب نہیں بہتر یہ ہے کہ خود مسیح کے اپنے مُنہ کے الفاظ دیکھے جاویں کہ وہ اپنی طہارت اور پاک بازی کی بابت کیا کہتا ہے۔ اس پر مفتی صاحب نے مسیح کے وہ الفاظ انجیل سے پیش کئے جو اُنھوں نے ایک ارادت مند کے جواب میں فرمائے ہیں جب اُس نے آپ کو نیک کہا تھا۔ یعنی مسیح نے کہا کہ مجھے نیک مت کہو۔ اس کے علاوہ اور بہت سے دلائل انجیل سے دئے پھر قرآن کریم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلےٰ درجہ کی پاک بازی طہارت اور مسلّم عصمت پر پُر زور دلائل دئے اور استغفار کی حقیقت اور ذنب کے معنوں پر مبسوط تقریر فرمائی اور بتلایا کہ ذنب خطا جرم جناح وغیرہ سب الفاظ کا ترجمہ گناہ کیا جاتا ہے حالانکہ یہ محض غلط ہے اور آخر میں بتلایا کہ قرآن کریم میں صرف ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہی ایک نبی ہیں جن کی عصمت پر خدا تعالےٰ نے صاف لفظوں میں زور دیا ہے اور فرمایا ہے **واللہ یعصمک من الناس** اور قرآن کریم نے تمام انبیاء علیہم السلام کو جرم اور جناح سے محفوظ ثابت کیا ہے کوئی لفظ اُن کے لئے کہیں مستعمل نہیں ہوا۔ مفتی صاحب کی تقریر نے بشپ صاحب کو لاجواب کر دیا۔ اور اس طرح پر اس جلسہ میں **اسلام کی فتح ہوئی** جو اُس مامور کے ایک خادم کے نام لکھی گئی جو مسیح موعود کے نام سے دنیا میں آیا ہے۔

حضرت اقدس (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو جب یہ خبر پہونچی۔ تو آپ نے اس پر ایک اشتہار "بشپ صاحب لاہور سے ایک سچے فیصلہ کی درخواست" کے عنوان سے شائع کیا۔ وہ اشتہار ہمارے دوستوں تک پہونچ چکا ہے اس کا اندراج یہاں ضرور نہیں ہے۔ اس اشتہار کی عظمت اور اس کا جو اثر پبلک پر پڑا وہ ہم رویداد میں لکھیں گے۔

دوسرا جلسہ ۲۵ر مئی سنہ ۱۹۰۰ء کو رنگ محل میں ہوا اس جلسہ کے لئے **زندہ رسول** کا مضمون منتخب کیا گیا تھا اس جلسہ کے واسطے لاہور کے بعض مسلمانوں نے مولوی ثناء اللہ امرتسری کو بھی بُلایا تھا اس سے اتنا معلوم ہو گیا کہ لاہور بھر میں کوئی ایک مولوی بھی اس قابل نہیں تھا جو عیسائیوں کے حملہ کا جواب دے لاہور کی اسلامی انجمنیں ایک بھی خادم دین پیش نہ کر سکیں افسوس!

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اول تو یہ کوشش کرنی چاہی کہ مسلمانوں کو اس جلسہ میں جانے ہی سے رکیں مگر جب اُن کی پیش نہ گئی تو انھوں نے اور اُن کے بلانے والوں نے متفق طور پر یہ فیصلہ کیا کہ زندہ رسول پر حضرت اقدس کی جماعت جواب دے اور کوئی نہ بولے۔ **نبی معصوم** پر مولوی ثناء اللہ صاحب گفتگو کریں حضرت اقدس نے زندہ رسول پر بھی ایک مضمون لکھ دیا تھا جو صرف ڈیڑھ گھنٹہ میں لکھا گیا یہ مضمون ہمارے ایمان میں ایک نشان اور ایک عظیم الشان نشان ہے کیونکہ بشپ صاحب کی کل تقریر کا لفظ بلفظ جواب ہے۔ اور یہ امر ظاہر ہے کہ بشپ صاحب کی تقریر اُن کے دل میں ہوگی جس کا علم علیم خدا کے سوا بشپ صاحب کو بھی نہ ہوگا۔ مگر اس مرد خدا نے (خدا کی بے انتہا برکتیں اس پر نازل ہوں) اُس تقریر کا جواب لکھا۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ خدا تعالےٰ کا فعل ہے ہم خدائے لایزال کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ یہ جواب لاریب اللہ تعالےٰ کے القاء اور خاص تائید سے لکھے جانے کا ایک بیّن ثبوت ہے اور اس کا ثبوت اُس وقت نہایت ہی واضح ہوگا جب ہم رویداد میں بشپ صاحب کی تقریر چھاپیں گے اور پھر یہ جواب

س کے ساتھ ہوگا۔

مفتی صاحب نے بڑی ہمت اور کوشش سے اس جواب کو (جو قلمی لکھکر دیا گیا تھا) چھپوا لیا۔ اور یہ مطبوعہ جواب عین اُسوقت طلب بشپ صاحب کی تقریر ختم ہوئی۔ جس انداز سے مفتی صاحب نے اسکو ادا کیا وہ بھی خدا تعالے کا خاص فضل تھا غرض ایک بڑے عظیم الشان مجمع میں جو تین ہزار سے زائد آدمیوں کا مجمع تھا نمایاں اور روشن طور پر **اسلام کی فتح** ہوئی اور اس کسر صلیب کا تاج مسیح موعود کے سر پر رکھا گیا۔

اللھم صل علے محمد و احمد و علے ال محمد و احمد انک حمیدٌ مجیدٌ۔

اس کے جواب میں بشپ صاحب نے کیا فرمایا ؟ جواب سے کچھ نہیں صرف یہ کہا کہ میں نے یہ باتیں آج نئی سُنیں۔ "میں ان کا کیا جواب دوں اور یہ کہ میں مسلمانوں میں اختلاف بڑھانا نہیں چاہتا"۔ ہم بشپ صاحب کے جواب کی حقیقت انشاء اللہ تعالے رویداد میں کھولیں گے۔

بشپ صاحب نے اسُ کا جواب دیکر جلسہ برخاست کیا۔

الغرض جلسہ میں امام الزمان سلمۂ الرحمن کے ہاتھ پر اسلام کی فتح اور کسر صلیب ہوئی

ہم نہایت صدق دل کے ساتھ حضرت امام الوقت کو مبارکباد دیتے ہیں۔ پھر ہم مفتی صاحب اور اپنی تمام جماعت کو مبارکباد دیتے ہیں کہ یہ فتح انُ کے نام سے ہوئی اور خدا تعالیٰ نے اپنا روشن نشان انُ کے ایمان اور معرفت کی ترقی کے لئے ظاہر کیا۔ اب وہ وقت قریب ہے کہ مسیح موعود کی برکت دنیا میں پھیلے اور زمین اور آسمان میں اس کی مبارکی کا ترانہ گونج اُٹھے خدا تعالیٰ کا احسان اور شکر ہے کہ اسُ نے ہم کو اس نشان کے دیکھنے کی توفیق عطا فرمائی جو ہمارے ایمان اور بصیرت کی ترقی کا موجب ہوا۔ اللھم زد فزد۔

اب ہم یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ کل رویداد مفصل بطور رسالہ مرتب ہو رہی ہے اور ۱۰ ر جون ۱۹۰۰ء تک انشاء اللہ تعالے ضرور شائع ہو جاوے گی اس مضمون کو ختم کر دیتے ہیں اور حضرت اقدس کا مضمون "زندہ رسول" ذیل میں درج کرتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب بشپ صاحب کے لیکچر زندہ رسول پر کچھ ضروری بیان

چونکہ مسلمانوں کو بھی اس تقریب کے بعد میں بات کرنے کا موقع دیا گیا ہے۔ اس لئے مختصراً میں بھی کچھ بیان کرتا ہوں۔ بشپ صاحب کی طرف سے یہ دعوی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ اپنے جسم خاکی کے ساتھ آسمان کی طرف چلے گئے تھے۔ مگر افسوس کہ ہم کسی طرح اس دعوے کو قبول نہیں کر سکتے نہ عقل کے رو سے نہ انجیل کے رو سے اور نہ قرآن شریف کے رو سے۔ عقل کے رو سے اسلئے کہ حال اور گذشتہ زمانہ کے تجارب ثابت کرتے ہیں کہ انسان سطح زمین سے چھ میل تک بھی اوپر کی طرف صعود کرکے زندہ نہیں رہ سکتا اور یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے وجود کی کوئی ایسی خاص بناوٹ تھی جس سے کرہ زمہریر کی سردی ان کو ہلاک نہیں کرسکتی تھی بلکہ برخلاف اس کے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ تمام انسانوں کی طرح وہ کھاتے اور پیتے اور بھوک اور پیاس سے متاثر ہوتے تھے۔ یہ تو عقل کی رو سے ہم نے بیان کیا اور انجیل کے رو سے اس لئے یہ دعوے قبول کرنے کے لائق نہیں کہ اول تو انجیلیں چالیس سے بھی کچھ زیادہ ہیں جن میں سے حضرات عیسائی صاحبوں کی رائے میں چار صحیح اور باقی جعلی ہیں۔ لیکن یہ محض ایک دائے ہے جس کی تائید میں کافی وجہ شائع نہیں کی گئیں۔ اور نہ وہ تمام انجیلیں چھاپ کر عام طور پر شائع کی گئی ہیں تا پبلک کو رائے لگانے کا موقع ملتا پھر قطع نظر اس کے یہ چار انجیلیں جن کے بیان پر بھروسہ کیا گیا ہے یہ بھی کھُلی کھُلی اور یقینی شہادت اس بات کی نہیں دیتیں کہ درحقیقت حضرت مسیح آسمان پر مع جسم عنصری چلے گئے تھے۔ ان انجیلوں نے کوئی جماعت دو یا چار ثقہ آدمیوں کی پیش نہیں کی جنکی شہادت پر اعتماد ہو سکتا اور اس واقعہ کے ذاتی اور عینی رویت کے مدعی ہوتے۔ پھر انھیں انجیلوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح ایک چور کو تسلی دیتے ہیں کہ وہ ان کے ساتھ بہشت میں روزہ کھولے گا۔ بہت خوب۔ مگر اس سے لازم آتا ہے کہ یا تو چور بھی جسم عنصری کے ساتھ بہشت میں گیا ہو اور یا حضرت مسیح چور کی طرح محض روح کے ساتھ بہشت میں گئے ہوں۔ پھر اس صورت میں جسم کے ساتھ جانا صریح باطل یا یوں کہو کہ چور تو بدستور بہشت میں روحانی رنگ میں رہا۔ لیکن حضرت مسیح تین دن بہشت میں رہ کر پھر اس سے نکالے گئے اسی طرح اور کئی قسم کے مشکلات اور پیچیدگیاں ہیں جو انجیل

سے پیدا ہوتی ہیں - چنانچہ یہ بھی عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح فوت ہو کر بہشت کی طرف نہیں گئے تھے بلکہ دوزخ کی طرف گئے تھے اس سے سمجھا جاتا ہے کہ غالباً وہ جو دوزخ کی طرف گیا ہوگا - کیونکہ وہ تو دوزخ کے لائق ہی تھا - پس حق بات یہی تھی کہ انجیل کے مثنا قص بیان نے انجیل کو بے اعتماد کر دیا ہے حضرت مسیح کا صلیب کے بعد اپنے حواریوں کو ملنا - کباب کھانا - زخم دکھلانا - سڑک پر چلنا - ایک گاؤں میں رات اکٹھے رہنا جو انجیلوں سے ثابت ہوتا ہے - یہ وہ امور ہیں جو قطعی طور پر ثابت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح آسمان پر نہیں گئے اور قرآن شریف تو بھی بار بار یہ بتلاتا ہے کہ حضرت مسیح فوت ہو گئے ہیں - ہاں جو رفع ایماندار لوگوں کے لئے فوت کے بعد ہوا کرتا ہے وہ ان کے لئے بھی ہوا تھا - جیسا کہ آیت یٰعیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیّ سے سمجھا جاتا ہے کیونکہ لفظ رافعک قرآن شریف میں لفظ متوفیک کے بعد مذکور ہے اور یہ قطعی قرینہ اس بات پر ہے کہ یہ وہ رفع ہے جو وفات کے بعد مومنوں کے لئے ہوا کرتا ہے اصل جڑ اس کی یہ تھی کہ یہودی حضرت مسیح کے رفع روحانی کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ چونکہ وہ سولی دئے گئے تھے تو بموجب حکم توریت کے وہ اس رفع سے بے نصیب ہیں جو مومنوں کو موت کے بعد خدا کی طرف سے بطور انعام ہوتا ہے اور خدا کے قرب کے ساتھ ایک پاک زندگی ملتی ہے سو ان آیات میں یہودیوں کے اس خیال کا اس طرح پر رد کیا گیا کہ مسیح صلیب کے ذریعہ قتل نہیں کیا گیا تھا اور اس کی موت صلیب پر نہیں ہوئی اسلئے وہ توریت کے اس حکم کے نیچے نہیں آسکتا کہ جو شخص سولی پر چڑھایا جاوے اس کا خدا کی طرف رفع نہیں ہوتا بلکہ وہ لعنتی ہو کر جہنم کی طرف جاتا ہے اب دیکھو کہ جسمانی رفع کا اس جگہ کوئی جھگڑا نہ تھا اور یہودیوں کا کبھی یہ مذہب نہیں ہوا اور نہ اب ہے کہ جو شخص سولی پر لٹکایا جاوے اس کا جسمانی طور پر رفع نہیں ہوتا یعنی وہ مع جسم آسمان پر نہیں جاتا کیونکہ یہودیوں نے جو حضرت مسیح کے اس رفع کا انکار کیا جو ہر ایک مومن کے لئے موت کے بعد ہوتا ہے تو اس کا سبب یہ ہے کہ یہودیوں اور نیز مسلمانوں کے نزدیک یہ ضروری ہے کہ ایماندار کا فوت کے بعد خدا کی طرف رفع ہو جیسا کہ آیت وَلَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ صریح دلالت کرتی ہے اور جیسا کہ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ میں بھی یہی اشارہ ہے لیکن جسمانی رفع یہودیوں کے نزدیک اور نیز مسلمانوں کے نزدیک بھی نجات کے لئے شرط نہیں ہے جیسا کہ ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ کا جسمانی رفع نہیں ہوا تو کیا وہ یہودیوں کے نزدیک نجات یافتہ نہیں ہیں غرض اس قصہ میں اکثر لوگ حقیقت کو چھوڑ کر کہیں کے کہیں چلے گئے ہیں - قرآن شریف ہرگز اس عقیدہ کی تسلیم نہیں کرتا کہ نجات کے لئے جسمانی رفع کی ضرورت ہے اور نہ یہ کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں ؏

قرآن نے کیوں قصہ کو چھیڑا

اس کا فقط یہ سبب تھا کہ یہودیوں اور عیسائیوں میں روحانی طور پر رفع اور عدم رفع میں ایک جھگڑا تھا - یہودیوں کو یہ حجت ہاتھ آگئی تھی کہ یسوع مسیح سولی دیا گیا ہے لہٰذا وہ توریت کی رو سے اس رفع کا جو ایمانداروں کا ہوتا ہے بے نصیب ہے اور اس سے انھوں نے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ وہ سچا نبی نہیں ہے جیسا کہ وہ اب بھی سولی کا واقعہ بیان کر کے یہی مقام توریت کا پیش کرتے ہیں اور میں نے اکثر یہودیوں سے جو دریافت کیا تو انھوں نے یہی جواب دیا کہ ہمیں جسمانی رفع سے کچھ غرض نہیں ہم تو یہ ثابت کرتے ہیں کہ وہ شخص توریت کے رو سے ایماندار اور صادق نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ سولی دیا گیا - پس توریت فتوی دیتی ہے کہ اس کا رفع روحانی نہیں ہوا - بمبئی اور کلکتہ میں بہت سے یہودی موجود ہیں جس سے چاہو پوچھ لو یہی جواب دے گا سو یہی وہ جھگڑا تھا جو فیصلہ کے لائق تھا خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان الفاظ سے اس جھگڑے کا فیصلہ کر دیا ہے کہ یٰعیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیّ یعنی یہ کہ وفات کے بعد حضرت مسیح کا رفع ہوا ہے اور وہ ایمانداروں کے گروہ میں سے ہے نہ انکار ہے جن پر آسمان کے دروازے بند ہوتے ہیں مگر جسمانی طور پر کسی کا آسمان میں جا بیٹھنا نجات کے مسئلہ سے کچھ بھی تعلق اسکو نہیں اور نہ قرب الٰہی اس سے ثابت ہوتا ہے - آجکل تو ثابت کیا گیا ہے کہ آسمان پر بھی مجسم مخلوق رہتی ہیں جیسے زمین پر تو آسمان پر رہنے سے وہ سب نجات یافتہ ہیں - باایں ہمہ یہ خیال سخت غیر معقول ہے کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ حضرت مسیح کے جسم کو آسمان پر پہونچا دے تو چاہئے تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کے جسم کے تمام ذرات کو محفوظ رکھتا اور کوئی ذرہ ان کے جسم میں سے تلف ہونے نہ پاتا اور نہ تحلیل ہوتا - تا یہ ظلم صریح لازم نہ آتا کہ بعض حصے مسیح کے جسم کے تو خاک میں اور بعض حصے آسمان پر

اٹھائے گئے اور اگر مسیح کے جسم کے ذرات تحلیل نہیں ہوئے تو کم سے کم صلیب کے وقت میں حضرت مسیح کا جسم پہلے جسم سے دس حصے زیادہ چاہیئے تھا۔ کیونکہ علم طبعی کی شہادت سے یہی ثبوت ملتا ہے اور یہ ثابت شدہ امر ہے کہ تین برس کے بعد پہلے جسم کے اجزا تحلیل ہو کر کچھ تو ہوائیں ملجاتے ہیں اور کچھ خاک ہوجاتے ہیں۔ سو چونکہ مسیح نے تینتیس برس کے عرصہ میں دس جسم بدلے ہیں اُس کے آخری جسم کو آسمان پر پہونچانا اور پہلے جسم کو خاک میں ملانا یہ ایک ایسی بیہودہ حرکت ہے جس کی فلاسفی یقیناً بشپ صاحب کو بھی معلوم نہیں ہوگی۔ اب جبکہ عقل اور انجیل اور قرآن شریف سے حضرت مسیح کا آسمان پر مع جسم جانا ثابت نہیں بلکہ اس عقیدہ پر عقلی اور نقلی طور پر سخت اعتراضات کی بارش ہوتی ہے تو اس خیال کو پیش کرنا میرے نزدیک تو قابل شرم امر ہے۔ یہ سچ ہے کہ ہم لوگ اس طرح پر اپنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو آسمان پر بھیجے جانے اور نہ روحانی قرب پانے کے لئے اس کی کچھ ضرورت ہے۔ مگر روحانی زندگی کے لحاظ سے ہم تمام نبیوں میں سے اعلے درجہ پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو زندہ سمجھتے ہیں اور قرآن شریف کی آیۃ واخرین منھم لما یلحقوا بھم میں اسی زندگی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کیونکہ اس کا یہی مطلب ہے کہ جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باطنی فیض پایا ایسا ہی آخری زمانہ میں ہوگا کہ مسیح موعود اور اس کی جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض پائیں گے۔ جیسا کہ اب ظہور میں آرہا ہے اور ایک بڑی دلیل اس بات پر کہ صرف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روحانی طور پر اعلے زندگی رکھتے ہیں۔ دوسرا کوئی نہیں رکھتا آپ کی تاثیرات اور برکات کا زندہ سلسلہ ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ سچے مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی کرکے خدا تعالی کے مکالمات سے شرف پاتے ہیں اور فوق العادت خوارق انسے صادر ہوتے ہیں اور فرشتے ان سے باتیں کرتے ہیں۔ دعائیں انکی قبول ہوتی ہیں۔ **اس کا نمونہ ایک میں ہی موجود ہوں کہ کوئی قوم اس بات میں ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتی**

یہ تو دلیل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر ہے مگر حضرت مسیح کی زندگی پر کونسی دلیل آپ کے پاس ہے اتنا بھی تو نہیں کہ کوئی پادری صاحب یا مسیح! یا مسیح! کرکے پکاریں اور آسمان سے مسیح کی طرف سے کوئی ایسی آواز آوے کہ تمام لوگ سن لیں اور اگر اس قدر ثبوت بھی نہیں تو محض دعوے قابل التفات نہیں۔ اس طرح پر تو سکھ صاحب بھی کہتے ہیں کہ بابا نانک صاحب زندہ آسمان پر چلے گئے پھر جب ہم ان سب باتوں سے الگ ہو کر **تاریخی** سلسلہ پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ سارے پردے درمیان سے اٹھ کر کھلی کھلی حقیقت نظر آجاتی ہے۔ کیونکہ تاریخ نے حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان پر نہ جانے کے **تین گواہ** ایسے پیش کئے ہیں جن سے قطعی طور پر یہ فیصلہ ہوگیا ہے کہ بات صرف اتنی ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام اپنے اُس قول کے مطابق کہ اُن کا قصہ یونس نبی کے قصہ سے مشابہ ہے قبر میں مردہ داخل ہونے کی حالت میں داخل نہیں ہوئے تھے جیسا کہ یونس نبی مچھلی کے پیٹ میں مردہ ہونے کی حالت میں داخل نہیں ہوا تھا اور نہ قبر میں مرے جیسا کہ یونس نبی مچھلی کے پیٹ میں نہیں مرا تھا بلکہ یونس نبی کی طرح زندہ ہی قبر میں داخل ہوئے اور زندہ ہی نکلے کیونکہ ممکن نہیں کہ مسیح نبی اس مثال کے بیان کرنے میں جھوٹا ہو۔

اس واقعہ پر پہلا گواہ تو یہی مثال ہے کہ مسیح کے موہنہ سے نکلی کیونکہ اگر مسیح قبر میں مردہ ہونے کی حالت میں داخل کیا گیا تھا تو اس صورت میں یونس سے اس کو کچھ مشابہت نہ تھی۔ پھر دوسرا گواہ اس پر مرہم عیسی ہے یہ ایک مرہم ہے جس کا ذکر عیسائیوں اور یہودیوں اور مجوسیوں اور مسلمانوں کی طب کی کتابوں میں اس طرح پر لکھا گیا ہے۔ کہ یہ حضرت مسیح کے لئے یعنی ان کی چوٹوں کے لئے طیار کی گئی تھی۔ اور یہ کتابیں ہزار نسخے سے بھی کچھ زیادہ ہیں جنمیں سے میرے پاس بھی بہت سی ہیں پس اس مرہم سے جس کا نام مرہم عیسی ہے یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آسمان پر جانے کا سارا قصہ غلط اور عوام کی خود تراشیدہ باتیں ہیں سچ صرف اسقدر ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر وفات پانے سے تو بچ گئے تھے مگر آپ کے ہاتھوں اور پیروں پر کچھ زخم ضرور آئے تھے اور وہ زخم مرہم عیسی کے لگانے سے اچھے ہوگئے۔ آپ کے حواریوں میں سے ایک ڈاکٹر بھی تھا غالباً یہ مرہم اُس نے تیار کی ہوگی۔ چونکہ مرہم عیسی کا ثبوت ایک علمی پیرایہ میں ہم کو ملا ہے جس پر تمام قوموں کے کتب خانے گواہ ہیں۔ اس لئے یہ ثبوت بڑی قدر کے لائق ہے۔

تیسرا تاریخی گواہ حضرت مسیح کے آسمان پر نہ جانے کا یوز آسف کا قصہ ہے جو آج سے گیارہ سو برس پہلے تمام ایشیا اور یورپ میں شہرت پا چکا ہے۔ یوز آسف حضرت مسیح ہی تھے جو صلیب سے نجات پا کر پنجاب کی طرف گئے۔ اور پھر کشمیر میں پہونچے اور ایک سو بیس برس کی عمر پا کر وفات پائی۔ اس پر بڑی دلیل یہ ہے کہ یوز آسف کی تعلیم اور انجیل کی تعلیم ایک ہے اور دوسرے یہ قرینہ کہ یوز آسف اپنی کتاب کا نام انجیل بیان کرتا ہے تیسرا قرینہ یہ کہ اپنے آپکو شہزادہ نبی کہتا ہے چوتھا یہ قرینہ کہ یوز آسف کا زمانہ اور مسیح کا زمانہ ایک ہی ہے بعض انجیل کی مثالیں اس کتاب میں بعینہٖ موجود ہیں جیسا کہ ایک کسان کی مثال۔ چوتھا تاریخی گواہ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات پر وہ قبر ہے جو اب تک محلہ خانیار سری نگر کشمیر میں موجود ہے بعض کہتے ہیں کہ یوز آسف شہزادہ نبی کی قبر ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ عیسیٰ صاحب کی قبر ہے اور کہتے ہیں کہ کتبہ پر یہ لکھا ہوا تھا کہ یہ شہزادہ اسرائیل کے خاندان میں سے تھا۔ کہ قریباً اٹھارہ سو برس اس بات کو گذر گئے۔ جب یہ نبی اپنی قوم سے ظلم اٹھا کر کشمیر میں آیا تھا اور کوہ سلیمان پر عبادت کرتا رہا۔ اور ایک شاگرد ساتھ تھا۔ اب بتلاؤ کہ اس تحقیق میں کونسی کسر باقی رہ گئی سچائی کو قبول نہ کرنا یہ اور بات ہے لیکن کچھ شک نہیں کہ بھانڈا پھوٹ گیا اور یوز آسف کے نام پر کوئی تعجب نہیں ہے کیونکہ یہ نام یسوع آسف کا بگڑا ہوا ہے۔ آسف بھی حضرت مسیح کا عبرانی میں ایک نام ہے جس کا ذکر انجیل میں بھی ہے اور اس کے معنے ہیں متفرق قوموں کو اکٹھا کرنے والا۔ اب بخوف اندیشہ طول اسی پر میں ختم کرتا ہوں اور میں تمام لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اب آسمان کے نیچے اعلےٰ اور اکمل طور پر زندہ رسول صرف ایک ہے یعنی **محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم** اسی ثبوت کے لئے خدا نے مجھے مسیح کرکے بھیجا ہے جس کو شک ہو وہ آرام اور آہستگی سے مجھ سے یہ اعلیٰ زندگی ثابت کرالے اگر میں نہ آیا ہوتا تو کچھ عذر بھی تھا مگر اب کسی کے لئے عذر کی جگہ نہیں کیونکہ خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب **قرآن** ہے اور زندہ دین **اسلام** ہے اور زندہ رسول **محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم** ہے دیکھو میں زمین اور آسمان کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں اور **خدا** وہی ایک خدا ہے جو کلمہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

میں پیش کیا گیا ہے اور زندہ رسول وہی ایک رسول ہے جس کے قدم پر نئے سرے سے مردے زندہ ہو رہے ہیں۔ نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ برکات ظہور میں آ رہے ہیں۔ غیب کے چشمے کھل رہے ہیں۔ پس مبارک وہ جو اپنے تئیں تاریکی سے نکال لے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان

۲۰ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ مطابق ۲۵ مئی سنہ ۱۹۰۵ء روز مبارک جمعہ

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

دینیات کی شاخ اور قوم کی عدم توجگی

افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ شاخ دینیات کے متعلق جو رائے ہم نے اخبار الحکم کے کسی گذشتہ اشاعت میں ظاہر کی تھی اس پر ہمارے کسی شہر کی جماعت کی طرف سے کوئی ہمدردی نہیں کی گئی۔ کاش اتنا ہی کہا جاتا کہ اگر وہ رائے صحیح نہ تھی اور اس سے کوئی بہتر صورت نکل سکتی تھی تو اس کو ہی پیش کیا ہوتا؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دینی علوم اور ان کی تعلیم اور ان کی اشاعت کا مذاق جیسا چاہئے پیدا نہیں ہوا ہماری تمنا ہے کہ قوم بیدار ہو اور قرآنی علوم کی اشاعت کے لئے ہمہ تن طیار ہو جاوے

رسالہ فضل حق

کے لئے جو درخواستیں بدون ٹکٹ آتی ہیں انکی تعمیل نہیں ہو سکتی اس کا ٹکٹ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے نام آنا چاہئے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت نہ کریں۔

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے

لاہور کے پیسہ اخبار نے ۱۲ مئی سنہ ۱۹۰۵ء

کر اشاعت میں اس عنوان سے ہمارے اُس تحریر پر ریمارک کیا ہے جو طاعون کے آخری علاج کے متعلق ہم نے شائع کی تھی۔ اور جسمیں ہم نے یہ فقرہ لکھا تھا کہ لاہور کے پیسہ اخبار نے جو آج طاعون کے علاج کو دعاء پر ختم کر بیٹھا ہے اس سے پیشتر دعا و دوائی طاعون پر بے معنی ہنسی کی تھی۔ خدا کی غیرت نے اسکو اس الزام سے ملزم کیا اور اُس پر حجت پوری ہوئی وغیرہ۔ پیسہ اخبار نے اپنی اُس دلچسپی کی باعث جو اُس کو ایک عرصہ تک انجیل سے رہی ہے مندرجہ حاشیہ فقرہ کا عنوان لکھ کر اپنی انجیل دانی اور دانشمندی کا ثبوت دیا ہے اور ہمارے اس دعوے کو لغو غلط اور بیہودہ قرار دیا ہے اور پھر اندرونی دھڑکے سے ڈر کر پیسہ اخبار کی ایک تحریر کا اظہار بھی کر دیا ہے جس میں حضرت اقدس کے اشتہار طاعون پر نکتہ چینی کی تھی اور جس کا مفصل اور دندان شکن جواب اُسی وقت الحکم میں شائع کر دیا گیا تھا۔ تاہم پیسہ اخبار کے ادعاء باطل کی حقیقت اظہار کے لئے ہم اس ۲۱ مئی سنہ ۱۹۰۶ء کے اخبار سے یہ ظاہر کئے دیتے ہیں کہ ہمارا ریمارک بالکل درست اور پیسہ اخبار کا ادعاء باطل محض تھا۔ چنانچہ پیسہ اخبار نے اعتراف کیا ہے کہ اُس نے یہ لکھا تھا کہ

جبکہ مرزا صاحب کو الہام کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ وبا بندوں کے گناہ کی سزا ہے اور اس کا علاج توبہ و استغفار قرار دیا گیا ہے تو پھر اس کے لئے دوا کی کیا ضرورت ہے جو پارہ اور گندھک کے اجزا سے بقول ان کے طیار کرکے استعمال کرنی چاہیئے اور اگر دوا سے طاعون اچھی ہوسکتی ہے تو دعا کی اُس کے لئے ضرورت نہیں۔

اب ہم انصاف پسند پبلک سے پوچھتے ہیں کہ پیسہ اخبار کی یہ سطور دوا اور دعا کے باہم تعلق پر استہزا اور استخفاف کا رنگ لئے ہوئے نہیں ہیں۔ پیسہ اخبار کو اپنے یہ فقرات پڑھ کر شرمندہ ہونا چاہیئے اور آیندہ کے لئے ذرا سوچ سمجھکر قلم اُٹھایا کریں۔ پیسہ اخبار غلط بیانی کا الزام لگاتے لگاتے خود ہی اس الزام کے نیچے آگیا ہے یہ صریح جھوٹ ہم نہیں سمجھتے کہ پیسہ اخبار کے نزدیک کیونکر جائز اور ناقابل شرم قرار دیا گیا ہے۔ پیسہ اخبار نے اسی ریمارک میں جو ہماری تحریر پر کیا ہے دہلی کے ایک مراسلت کا حوالہ دیا ہے اور لکھا ہے کہ ۲۱ مئی سنہ ۱۹۰۶ء کے اخبار میں دوسری جگہ درج ہے اب یا تو اپنی زبان سے اپنی دروغگوئی اور غلط بیانی کا اعتراف کرے۔ یا اُس مراسلت کا پتہ دے۔

اعلام

لدھیانہ کے کسی کورٹ انسپکٹر نے فضل رحمانی نام کتاب حضرت اقدس کے خلاف لکھی تھی اُس کا جواب ہمارے محترم بھائی محمد اسماعیل صاحب ڈرائنگ مین دہلی نے شہادت آسمانی کے نام سے لکھا ہے۔ کتاب مذکور ۵/ کو مطبع خورشید اسلام دہلی سے مل سکتی ہے۔

اب بھی برٹش راج کی تعریف نہ کروگے

ہمارے کوتاہ اندیش مخالفوں کو جب کچھ اور نہیں سوجھتا تو اپنی خباثت باطنی کے اظہار کے لئے یہ کہدیا کرتے ہیں کہ حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب اور آپکی جماعت گورنمنٹ کی بڑی مداح اور ثناخوان ہے۔ ہمکو افسوس ہے کہ بار ہا کہنا پڑتا ہے کہ ان نادانوں اور نادانوں نے قیصرہ ہند کے مبارک عہد کی قدر نہیں کی اور یہ قدر ان کو تب معلوم ہوتی جب اسلام سے محبت اور غیرت ہوتی + پھر وہ دیکھتے کہ اس مبارک عہد میں کیسی مذہبی آزادی عطا فرمائی گئی ہے۔ ہم ان بداندیش لوگوں کو ریاست فریدکوٹ کا ایک واقعہ سنانا چاہتے ہیں جہاں حال میں ایک ناقابل عفو ظلم کیا گیا ہے۔ پرگنہ کوٹ کپورہ کی ایک مسجد میں کسی اجنبی کے اذان دینے پر تمام قصبہ کے مسلمانوں پر جرمانہ کیا گیا ہے اور امام مسجد معتوب ہوا ہے۔ اب اے عقل کے دشمنو! اور اسلام کے بدخواہو! تم ہی بتلاؤ کہ اگر ہم قیصرہ ہند کی برکتوں کے شکریہ کا اظہار نہ کریں تو کیا **ریاست فریدکوٹ** جیسے راجوں کی تعریف کیا کریں جسنے اس روشنی اور آزادی کے زمانہ میں اسقدر عتاب مسلمانوں پر کیا ہے؟ ہمکو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ اس معاملہ پر ہم قلم اُٹھائیں اور گورنمنٹ عالیہ کے کانوں تک اس فریاد کو پہونچائیں مسلمانوں پر جو جو ظلم و ستم اس ریاست میں ہورہے ہیں اور جسقدر اُن کی مذہبی حقوق پر دست درازیاں کی جاتی ہیں اُن پر ہم کو مسلسل لکھنے کی ضرورۃ ہے اور یہ سلسلہ ہم کسی آیندہ اشاعت سے شروع کریں گے۔ اس کے مقابلہ میں گورنمنٹ انگلشیہ کے برکات دیکھ کر بے اختیار دل تعریف اور دعا سے بھر جاتا ہے۔ ظالم طبع مسلمان جو مسیح موعود کے منکر ہو کر محسن کے حقوق کو نظر انداز کرتے ہیں ذرا غور فرماویں۔

میرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پردال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اسکی کم رکھی گئی ہے تاکہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم ہے فی تولہ خالص میرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی میرے کے سرمہ کے اشتہار سے بچنا چاہیے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے اکسیر ہے آنکھوں کا بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھیں۔ اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی ایم۔ بی۔ ایم ساگلی صاحب بہادر ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

۲۔ میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میںنے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریض مسماۃ اہم دلوی بعمر ۵۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں موذو موذو دانے نکلے ہوئے تھے اور بال پڑتے ہیں اسکی آنکھیں سرخ اور دکھتی رہتی ہیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا ہی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ میں میرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہو اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر ایل۔ ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل لاہور۔

۴۔ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا۔ میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کیلئے میرے کا سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے بنک میں جمع کیا گیا ہے اطلاع کیلئے تاریخ ۲۹ ... جمع کیا گیا ہے۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۲۱ | دار الامان قادیان ۱۲ صفر ۱۳۱۸ھ مطابق دہم ماہ جون سنہ ۱۹۰۰ء | جلد ۴

صاحب خُلقِ عظیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی پاک زندگی کا ایک ورق

جو ہمارے محسن ومخدوم حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے ایک خطبہ کے ضمن میں بیان فرمایا۔

وَاَوْفُوا الْکَیْلَ اِذَا کِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا۔

اور جب ناپنے لگو تو پیمانہ کو پورا کرو اور مستقیم میزان کے ساتھ وزن کرو یہ بات خیر وبرکت سے بھری ہوئی ہے اور اس کا انجام بہت اچھا ہے۔ اور جس چیز کا علم نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑو کیونکہ کان آنکھ دل کی بابت پوچھا جاوے گا۔

اس جہان میں جس میں اللہ تعالیٰ نے ہم کو رکھا ہے اور اپنی حکمت اور دانائی سے چاہا ہے کہ ہم ملکر رہیں اس کا نظام ہی ایسا بنایا ہے کہ بغیر ملکر رہنے اور صحیح تمدن کے اس کا کارخانہ بارونق نہیں ہوسکتا ایک شہر میں ملکر رہنا اور ایک دوسرے کی ضرورتوں کا ایک دوسرے کے ہاتھ سے پورا ہونا یہی خدا تعالےٰ کی مرضی ہے اللہ تعالےٰ اس بات پر قادر تھا کہ جنگلی جانوروں کیطرح ہماری بھی ایسی فطرت بنادیتا کہ ہر ایک کی منفعت اپنی ذات ہی سے متعلق ہوتی تم دیکھتے ہو کہ حیوانوں کی ضرورتیں پیٹ اور شرمگاہ کے جذبات تک محدود ہیں اس لئے انھیں تمدن کی ضرورت نہیں۔ انسان کا باہم ملکر رہنا اور متمدن ہستی ہونا اس امر کی صاف دلیل ہے کہ اُس کی خواہشیں بہت ہیں بلکہ بے انتہا ہیں حقیقت میں یہی ایک ہستی ہے جسکی خواہشوں کا حلقہ مرئی اور مشہود

چیزوں سے بہت آگے نکل گیا ہوا ہے حیوانات کی خواہشوں کا دائرہ محسوس اور مشہود اشیاء سے آگے بڑھنے نہیں پایا لیکن یہ متمدن ہستی ہمیشہ ان دیکھی خواہشوں اور غیب کی تلاش میں لگی رہتی ہے اس لئے کہ خدا نے چاہا کہ انسان مل کر رہیں اور ساتھ ہی یہ بھی دیکھا کہ ہر ایک کو مختلف جذبات اور طاقتیں اور قوتیں دی گئی ہیں اور یہ تخالف منجر بہ فساد ہوگا۔ اُس نے اپنے فضل و کرم سے اس انتظام کے لئے ہمیشہ ایسے نفوس قدسیہ ارسال کئے ہیں جنکا ایک حصہ اوپر سے تعلق رکھتا اور ایک حصہ نیچے سے یعنی وہ خدا اور انسان میں بطور واسطہ کے ہوتے ہیں۔ اُن کے پاک نمونہ سے ایسے لوگ پیدا ہو جاتے ہیں جو صلح کاری پھیلاتے اور اتباع حق سے ہنگامہ ہستی کی رونق ہوتے ہیں۔ یہ پاک لوگ جب خدا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو ایسے اس دنیا سے منقطع اور منتقل ہوتے ہیں کہ گویا اس جہان سے قطعاً مر گئے ہیں۔ چنانچہ اسرار نبوت کی ایک ہی راز داں عورت صدیقہ مطہرہ کہتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی حالت بھی وارد ہو جاتی تھی کہ اس وقت مجھے نہیں پہچانتے تھے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا رنگ روئے نماز میں داخل ہوتے ہی زرد ہو جاتا تھا۔ اور جب اس عالم کیطرف رُخ کرتے ہیں تو ایک ظاہر بیں خیال کرتا ہے کہ اس عالم کے اسباب کے سلسلہ کی رعایت سے آگے ان کا اور کوئی مقصد ہی نہیں۔ اس مقدس جماعت کی پاک زندگی حقیقی تمدن ہے اور ان ہی کا چال چلن سچی تہذیب اور اس جہان کی روشنی ہے۔ ہماری اصطلاح معاشرت۔ اور تمدن اور سیاست وہی انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرت ہے۔ اس لئے کہ خدا تعالے نے قرآن حکیم میں انبیاء علیہم السلام کا نام مصلح رکھا ہے اور ان کے مخالفوں کو مفسد کہا ہے یفسدون فی الارض ولا یصلحون۔ اور اس جماعت کی تبلیغ اور ان کی تشریع سے غرض یہی ہے کہ تمدن اعلے درجہ پر پہونچ جاوے۔ اس بارہ میں اکمل نمونہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ ہے۔ حضور سید العالم کی زندگی انسان کامل بننے کے لئے کافی سامان بہم پہنچاتی ہے۔ اور درحقیقت کوئی کامل انسان ایسا نہیں ہوا کہ جس کی زندگی سے انسانی ضروریات کے تمام شعبوں کے لئے پورا سامان اور مواد بہم آسکے۔ اس لئے خداوند حکیم نے آپ کی زندگی کے واقعات کو سب سے زیادہ صاف اور روشن اور اکمل طور پر جہان میں قائم رکھا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک کامل خاوند ہیں۔ میاں بیوی کے تعلقات جس قسم کے ہونے چاہئیں جو خدا تعالے نے اس رشتہ میں مقصود رکھے ہیں وہ آپ کی معاشرۃ میں دیکھو ایک عام دنیادار جس کی ایک ہی بیوی ہو بسا اوقات تنگ آ جاتا ہے۔ لیکن یہ کامل انسان باوجودیکہ ایک نہیں دو نہیں نو بیویاں رکھتا ہے لیکن جب دیکھو راحت مسرت میں ہے اور جب کسی بیوی کے پاس بیٹھا ہے تو گویا بہشت میں موجود ہے کسی قسم کا تکدر اور ملال آتا ہی نہیں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دوست کی شان رکھتے ہیں صحابہ کے ساتھ عظیم الشان تعلق ہے۔ اس تعلق میں بہت سی باتیں ہیں ایک اُنمیں سے یہ ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے گواہی دی ہے بالمؤمنین رءوف رحیم۔ اس سے یہ سبق نکلتا ہے کہ مامورین اللہ کی شناخت کا طریق ایک یہ بھی ہے کہ وہ مومنوں کے ساتھ رؤف اور رحیم ہوتا ہے میں اپنی بولی میں کوئی لفظ نہیں دیکھتا کہ جس سے رؤف کا مفہوم ادا کر سکوں رءوف کے لفظ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک قلب کی تصویر نظر آتی ہے اس لفظ کے اندر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ گواہی دے رہے ہیں کہ آپ میں کیسی رافت اور کیسا کرم ہے۔ ایسا ہی رحیم کے لفظ میں بہت سے پہلو ہیں اس رافت اور رحم کا مقتضا ہے کہ یہ رحیم کریم انسان رات دن مخلوق کی نفع رسانی کی کوشش میں لگا ہے ناتوان اپاہجوں کو کما کر کھلاتا ہے مہمانوں کی مدارات اور مسافروں کی مواسات کرتا ہے۔ بیماروں کی خبرگیری کرتا ہے دکھ درد میں جو مبتلا ہیں اُن پر آنسو بہاتا ہے جو یتیم بچے رہ جاویں یا جو قرض چھوڑ جاویں اُن کے لئے کہتا ہے کہ وہ میرے ذمہ ہیں مگر ورثہ کے لئے کہتا ہے کہ وہ وارثوں کو ملے۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک باپ ہیں۔ آپ کے گیارہ بچے فوت ہوئے مگر آپ نے کمال صبر اور خدا تعالی کی قضاء و قدر سے پوری موافقت اور صلح کا نمونہ دکھایا۔ غزوات میں آپ نے دکھایا ہے کہ ایسے وقت میں جب کہ غضب کی طاقتوں اور انتقام کش قوتوں کے کمال ہیجان کا وقت ہوتا ہے اور پھر خونی دشمنوں کے مقابل

اطلاع

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرۃ ۱۰۰ صفحوں تک طبع ہو چکی ہے اب بہت جلد ختم ہو کر شائقین کی خوشی کا موجب ہوگی۔ (ایڈیٹر)

ہر طرح کے قانون ملکی اور شرعی اور عرفی کے رو سے قابل سخت سزا کے ہیں غرض ایسے خوفناک اوقات میں آپ نے دکھایا ہے کہ آپ کے نفس کی باگ بالکل خدا کے قبضہ میں ہے۔ میں ہمیشہ قرآن کریم کی اس آیۃ شریفہ کو ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین اپنے نبی کریم کی اکمل اور اطہر اور احلم سیرت کی سب سے بڑی شہادت مانا کرتا ہوں۔ جب دشمن اور سفاک دشمن سے جنگ چھڑ جائے اور طبیعتوں میں فوق العادۃ اشتعال اور فوران ہو تو اس صورت میں کیونکر ممکن ہے کہ کوئی حد انتقام لینے اور سزا دینے کے قائم رکھی جائے اور اعتدا سے پرہیز ہو مہذب سے مہذب (بزعم خود) قومیں آج موجود ہیں اور کہا جاتا ہے کہ طریق جنگ اور طور انتقام بدل گیا ہے مگر خطرناک جنگوں میں اعدا کے ساتھ جو کچھ مشاہدہ میں آتا ہے عیاں ہے۔ ہمارے سید و آقا روح عالم علیہ افضل الصلوات والتسلیمات والتحیات کے پاک فطرت کی یہ آواز ہے اور ایسی لڑائی میں اور ملکی دشمنوں کے ساتھ کہ جنگ میں جذبات نفس سے ملے ہوئے کوئی کارروائی نہ کرو۔ ہر ایک کارروائی اسی حد اعتدال تک کرو جس سے امن قائم ہو جائے اور فتنہ دور ہو جائے۔ کس قدر حیرت انگیز بات ہے کہ ایسے پر جوش وقت میں اعتدال قائم رکھنے کی تعلیم دیجائے فخر موجودات (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی پاک زندگی ایسے نمونوں سے بھری ہوئی ہے۔ اور آخری کارروائی جو فتح مکہ پر وہاں کے واجب القصاص لوگوں سے کی ہے آپ کا لا نظیر ہونا ثابت کرتی ہے۔ مکہ کے رئیسوں سے آپ کا پوچھنا کہ آج تم مجھ سے کس قسم کی کارروائی کی امید رکھتے ہو۔ انکا یہ کہنا کہ تو کریم ہے تجھ سے کرم کی امید رکھتے ہیں۔ اور آپ کا یہ فرمانا کہ آج میں بھی تمہیں وہی کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو کہا لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین یہ ایسی مثالیں ہیں کہ اور کہیں پائی نہیں جاتیں حضرت مسیح کو وہ قدرت علی الانتقام میسر کب ہوئی ہے کہ ایسے مردوں کے مقابل انکی زندگی سے کوئی نظیر تلاش کی جائے۔ غرض آنجناب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) واعظ ہیں۔ مقنن ہیں۔ امام ہیں ہادی ہیں۔ مفتی ہیں۔ سپہ سالار ہیں بادشاہ ہیں۔ قاضی ہیں اور کیا کیا ہیں۔ نقطہ مختصر فضیلت کے ہر شعبہ کے افسر اعلے ہیں کوئی آپ کے کمالات کی تفصیل کیا بیان کر سکے حضرت صدیقہ عارفہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول آپ کی نعت میں عجیب جامع ہے وکان خلقہ القرآن۔ کسقدر احسان خدا تعالے کا ہم پر ہے کہ ہمیں کسی امر کے لئے باہر سے کسی قسم کا نمونہ لینے کی یا کسی کو سند میں پیش کرنے کی کوئی ضرورۃ نہیں۔ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب میں ہمارے لئے ہر رنگ کا سچا اور پورا نمونہ ہے۔ عالم تمدن میں بہت بڑی بات جو اس کی شان کو بڑھاتی اور اس کے بازار کو پر رونق بناتی ہے۔ یہ ہے کہ باہمی برتاؤ میں عدل ہو۔ ہر شخص گفتار اور کردار میں اس امر کا لحاظ رکھے کہ وہ خود دوسروں سے کیا چاہتا ہے کہ اُس سے بولیں اور عمل درآمد کریں اور احساسات کی ہمیشہ رعایت رکھے کہ دوسروں کے منہ کی کونسی بات مجھے آزار دیتی ہے تاکہ خود ایسی بات کی دوسروں کی نسبت منہ سے نکالنے میں پرہیز کرے۔ بڑے افسوس اور دلی رنج سے دیکھا جاتا ہے کہ اکثر لوگ اپنی ذات کے لئے ہر قسم کی عزت پسند کرتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ اُن کے ساتھ معاملات میں دقائق ادب کی رعایت نگاہ رکھی جائے۔ ہر امر میں اُن کی بات کو مقدم رکھا جائے مگر وہ خود اپنی باری میں دوسروں سے ایسا نہیں برتتے ایسے ہی لوگوں کے حق میں خدا تعالے فرماتا ہے ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون واذا کالوھم او وزنوھم یخسرون۔ صحابہ کی عظمت غیر قوموں کے دلوں میں اسی راہ سے بیٹھی کہ اُنھوں نے سلاطین دنیا کے خلاف ہر ایک کو جو کچھ دیا پورے پیمانہ اور ترازو سے تول کر دیا۔ خلفاے راشدین کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں جو ناطق شہادت دیتی ہیں کہ عام مسلمانوں کو اُنھوں نے ہمیشہ احترام اور مساوات کی نظر سے دیکھا کبھی کسی شخص کو تحقیر اور توہین سے نہ بلایا اور نہ یاد کیا۔ حضرت سید عالم فخر موجودات (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طرز زندگی خدام کے ساتھ کیا تھا۔ ان آیات سے ظاہر ہے فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک۔ اور لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم یہ خدا کی بڑی رحمت ہے کہ تو انکے لئے نرم طبیعت ہوا اور اگر تو بد مزاج سنگدل ہوتا تو تیرے پاس سے تتر بتر ہو جاتے۔ تمہارے پاس آیا رسول تم ہی میں سے جو چیزیں تمہیں دکھ دیں وہ اسے بھی دکھ دیتی ہیں۔ یہ تمہارے نفع رسانی کے فکر میں ہر دم لگا رہتا ہے۔ مومنوں پر تو بڑا ہی مہربان اور رحیم ہے ان آیتوں میں ہمارے لئے کتنا بڑا سبق ہے۔ ہمیں خوب غور سے دیکھنا اور اپنی ضمیر قوتوں کی جانچ پڑتال کرنی چاہیئے کہ کیا ہم بھی اپنے دوستوں میں ایسے رؤف رحیم ہیں۔ کیا ہم خو نرم طبیعت اور دل کے رفیق ہیں

کیا اُن کے دکھ ہمیں دکھ دیتے اور اُن کے آرام ہمارے آرام ہیں۔ کیا ہم اُن کا ادب اور احترام ایسا ہی کرتے ہیں جیسے صحابہ آپس میں کرتے تھے۔ صحابہ کی سیرت میں لکھا ہے کہ دو شخص ایک ستون کی اوٹ سے باہر ہو کر بھی ملیں جب بھی ایک دوسرے کو سلام کہتے تھے۔ گویا اتنی قلیل فرقت بھی اُن لوگوں کو گراں تھی ایک ہم ہیں کہ ایک ہی جگہ میں مہینوں گذر جائیں ایک دوسرے کے سامنے سے مُنہ پھیر کر اور آنکھیں میچ کر گذر جاتے ہیں اور سلام تک نہیں کرتے میرے دوستو یہ اخلاق کی باتیں قصہ کہانی کے رنگ میں ہو جاتیں اور قریب تھا کہ یہ زمانہ جو رذائل میں کمال تک پہونچ گیا ہے ان فضائل کو خیالی باتیں یقین کر لیتا اگر خدا تعالے اپنا فضل نہ کرتا۔

خدا تعالے نے ہم پر بڑا فضل کیا ہے کہ ہم میں ہم ہیں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورۃ و سیرۃ پر ایک شخص کو مبعوث کیا ہے۔ اس پاک اور برگزیدہ میں وہ ساری خوبیاں ظلی طور پر پائی جاتی ہیں جو اس کے مقتدا و متبوع (صلی اللہ علیہ وسلم) میں تھیں اور جنکا میں نے ابھی ذکر کیا ہے میں اللہ تعالے کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے بڑی غور سے ہمیشہ دیکھا ہے مجھے اس زمانہ میں یہ ایک ہی شخص مستقیم ترازو اور پورے پیمانہ سے تولنے والا نظر آیا ہے۔ میں اپنے امام کو (ایدہ اللہ) ایسا رحیم کریم حلیم عفو دوست پاتا ہوں کہ اس کی نظیر نہیں پاتا۔ میں اکثر اپنے دل کو ملامت کرتا ہوں اور اللہ تعالے بہتر جانتا ہے کہ اس فکر میں گداز ہو ہو جاتا ہوں کہ جس قدر عزت اور تکریم ہماری ہمارا امام کرتا ہے اور جس راحت اور رحمت اور محبت سے یہ ہم سے سلوک کرتا ہے ہم اس کے مقابلہ میں سراسر شرمندہ ہیں

ہر بات میں اسی کا ہاتھ اپنے اوپر پاتا ہوں دل میں بڑی تڑپ لگی رہتی ہے کہ اس کے حسن اور احسان کے اندازہ پر دلوں میں اس کی محبت اور قدر پیدا ہو جائے۔ مجھ پر تو اس کے خاص فضل اور احسان ہیں۔ میں سخت کمزور ناقص جلد ابتلا میں پڑ جانے والا اور نادان تھا۔ بارہ برس سے اس تعلق کا نبھنا اس پاک انسان کے حلم اور کرم سے ہوا۔ ورنہ میں اپنی خو اور طبیعت کے لحاظ سے ایک لحظہ بھی کہیں بیٹھنے کے قابل نہ تھا۔ کردار میں گفتار میں اور مختلف معاملات میں مجھ سے بڑی بڑی غلطیاں سرزد ہوئیں۔ اگر میرا امام پردہ پوش نرم خو نہ ہوتا تو میں کب سے ہلاک ہو چکا تھا۔

اس کے اغماض و حلم نے ہمارے زود رنج چڑ جانے والی طبیعتوں کو کبھی موقعہ ہی نہ دیا کہ کوئی شکایت زبان پر لائیں۔ اس کے اکرام و احترام نے جو اس نے ہر وقت اپنی حرکات و سکنات میں ہماری نسبت اختیار کیا ہمارے دلوں کو مسخر کر لیا۔ مبارک ہے وہ خدا جس نے ہمارے لئے ایسے انسان کو بھیجا۔

اب ہماری جماعت کو کس قدر ضروری ہے کہ ان امور میں غور کریں اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور اپنے امام علیہ السلام کی سیرت کا مطالعہ کریں اور پھر اپنے نفسوں کی پڑتال کریں کہ کیا ہماری سیرتیں بھی اس رنگ اور نمونہ کی ہیں۔ کیا ہم دوسروں سے اس طرح برتتے ہیں۔ کیا ہم وہ ہیں جنکی تعریف میں یہ صادق آ سکتا ہے ونزعنا ما فی صدورهم من غل۔ کیا ہم کہہ سکتے ہیں فاصبحتم بنعمته اخوانا۔ کیا یہ ہمارا نشان ہے اشداء علی الکفار رحماء بینهم۔ خدا تعالے فضل کرے اور ہمیں اُن تمام انعاموں سے بہرہ مند کرے جو سنا دیئے مومنین پر کئے ہیں۔ امین۔

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

ہماری آواز بے اثر نہ رہے گی

گذشتہ اشاعت کے بعد جو صدا شاخ دینیات کے اجرا اور اس میں مستعد۔ ذکی اور متدین طالب علموں کے بھیجے جانے کے متعلق ہمارے کان میں پہونچی ہے۔ وہ حیدر آباد دکن سے آئی ہے ہم کو معلوم ہوا ہے کہ مولانا میر محمد سعید صاحب جنکا نام نامی ایک سے زیادہ مرتبہ الحکم کے کالموں میں چھپا ہے حیدر آباد کی انجمن اتحاد اسلامی کی طرف سے دارالامان کی شاخ دینیات میں ایسے اصول پر جو ہم نے اس شاخ کے اجرا کے متعلق شائع کیا تھا بغرض تعلیم آئیں گے مولانا سید محمد سعید صاحب حیدر آباد کے مشاہیر علماء میں سے ہیں ان کے چہرہ سے رشد وسعادت کے آثار نمایاں ہیں اور یہ ان کی ہی ہمت وسیع کا نتیجہ ہے کہ حیدر آباد میں باقاعدہ انجمن قائم کی گئی ہے ہماری دلی آرزو یہی ہے کہ ایسے ہی لوگ اس دینیات کی شاخ میں آئیں جو بہت جلد طیار ہو کر کام کرنے لگیں۔ جہاں اس خبر کے اندراج سے ہمکو خوشی ہے وہاں یہ افسوس بھی ہے کہ پنجاب بھر میں سے ابھی کسی جگہ سے کسی آدمی کے بھیجے جانیکی اطلاع نہیں ملی۔ فقط

ایک تعزیت کا خط

ذیل میں ہم ایک تعزیت نامہ درج کرتے ہیں جو ہمارے محسن و مخدوم مولانا حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے برادر معظم خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر پشاور کے عزیز شیر خوار بچہ نصیر احمد کی وفات پر ۵ رجون سنہ ۱۹۰۰ء کو بعد نماز ظہر لکھا ہے اس خط کے اندراج سے جہاں ایکطرف ہم اپنی قوم کو رضا بالقضا اور صلح بالقدر کی تعلیم دینا چاہتے ہیں دوسری طرف اپنے بد اندیش مخالفوں کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ وہ اس خط کو تعصب اور عناد سے خالی ہو کر پڑھیں اور سوچیں کہ جس قوم کے مدنظر ہر حال میں رضاء الٰہی ہو دنیا اور اسکی عارضی اور فانی تکلیفیں اس کے ارادوں اور حوصلوں کو کیونکر پست کر سکتی ہیں؟۔ وہ قوم جو مقادیر الٰہی پر یوں اظہار مسرت کرے اور ہر تکلیف اور مصیبت میں سے اپنے لئے شرح صدر کے ساتھ ایک راحت اور مسرت پیدا کرے غدار دنیا داروں کے منصوبے وہ ازیت رسانی کے بد ارادے ان پر کب فتح پا سکتے ہیں؟ یقینا یقینا جنت کی کلید ہر حال میں ان ہی لوگوں کے ہاتھ میں ہے جو قضاء الٰہی کے ساتھ پوری مسالمت اور مصالحت کرتے ہیں پس کوتاہ اندیش مخالف کے لئے ہر آن ایک نیا جہنم اور نئی مصیبت ہے اور خوش قسمت مومن کے لئے ہر لحظہ ایک نئی زندگی اور نئی جنت ہی مبارک ہے وہ شخص اور وہ قوم جو رضاء الٰہی کے ساتھ پوری صلح رکھے اور خدا تعالے کے ہر فعل کو اپنے لئے ایک نعمت کا موجب سمجھے۔ اللھم اجعلنا منھم آمین

اب ہم ذیل میں وہ تعزیت نامہ بلا کم و کاست درج کرتے ہیں ہم کو امید ہے کہ یہ خط ہماری زندگی کی ان کٹھن منزلوں میں جو مشیت ایزدی سے پیش آجاتی ہیں ایک رہبر شفیق کا کام دے گا۔ اور ہم میں سے بہتوں کے لئے مفید ثابت ہو گا مولی کریم ہم کو ایسی توفیق عطا فرما کہ زندگی اور موت رنج اور راحت میں تیرے سچے شکر گذار ہوں آمین۔ ایڈیٹر۔

برادر عزیز خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر پشاور کے نام

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ! آج آپ کے کارڈ سے آپ کے عزیز بچہ نصیر احمد کا فوت ہونا یا زندہ ہونا معلوم ہوا۔ میں زندہ ہونا مانتا ہوں اس لئے کہ صادق رسول محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ایسے شیر خوار بچوں کو والدین کے لئے فرط یعنی جنت کی راہ صاف کرنے والے فرماتے ہیں۔

برادرم! اعمال کی صورتیں ہیں اگر اخلاص درمیان ہو۔ اگر احتساب ہو یعنی خدا کی رضا اور قدر سے پوری موافقت ہو تو کس قدر غنیمت ہاتھ آئی۔ ایک دنیادار کو جسے اس مکدر زندگی سے سکون اور طمانینت حاصل ہے اور آخرت پر پختہ دیگر بچے ہوتے یہ باتیں تلخ معلوم ہوں گی مگر وہ فوت شدہ چیز کے واپس لانے کا کوئی چارہ تو بتائے یا لا کر دکھائے۔ مومن کسقدر نفع میں ہے کہ ولادت و موت دونوں شکر و صبر کے وسیلہ سے اسکی ترقی درجات کا موجب ہیں۔ خود ہی دے اور خود ہی لے جاوے اور یہ لے جانا اس کا لاتبدیل قانون قدرت ہے جسکو عقلاء کی عقلیں اور حکماء کی حکمتیں تحویل نہیں کر سکتیں پھر چارہ اسکے کیا ہے اور اجر جزیل کا وعدہ دیگر یہ فضل عظیم نہیں تو کیا ہے۔؟ قربان جائیے اس حامل حمد احمد صلے اللہ علیہ وسلم کے جسنے علم اور عمل دونوں سے دنیا کو رضا بالقضا کا درس دیا۔ تمام زندگی میں بھی الحمد للہ آپ کی زبان پر جاری رہا جب کہ مصائب کے پہاڑ آپ کے سر پر ٹوٹ رہے تھے اور چاروں طرف سے درندے آپ پر مسلط تھے اور پھر مدنی کامیاب زندگی میں بھی وہی پاک کلمہ جس سے خدا تعالٰے کی مقادیر کے ساتھ پوری صلح اور سلم کی عجیب خوشبو آتی ہے۔ گیارہ بچے بھی آپ کے فوت ہوئے تو کہ آپ ہر رنج میں صبر کا کامل نمونہ ٹھہریں بچوں کی وفات پر آپ کا یہ فرمانا للہ ما اخذ و لہ ما اعطی و کل شئ عندہ باجل مسمی کسقدر صبر۔ مسالمت بالقدر کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ ہمارے ہمسایہ میں آج دو مہینے کے قریب ہوئے ایک ہندو مر گیا ہے۔ اس کے ہاں ہر روز سیاپا ہوتا ہے چونکہ میرا مکان بسبب بلندی کے اسکی ساری حرکات کو مجھ تک پہونچا دیتا ہے بس اس کے شیون اور نوحہ سے اپنے محبوب و مولے سرور عالم و عالمیان

غلام مولا

علیہ صلوات الرحمن پر درود ارسال کرنے کی عجیب لذت محسوس کرتا ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ موت اور زندگی کی مسٹری جس کی گرہ کھولنے میں عقلائے دہر کے ناخن بالکل گھس گئے ہیں اور ہنوز وہ گرہ ویسی ہی زندہ ہے کیسی صفائی سے اس مظہر اسرار غیب پر کھلی۔ اولاد کا مرنا نقد نقد خسارہ ہے عرف عالم میں اور ظاہر بین نگاہ میں ہے بھی اسی طرح۔ کدورتوں اور مصیبتوں اور دکھوں کا آنا ابنائے دنیا کو کسقدر ناگوار ہے۔ مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر قوت خدا کی قدر سے موافقت کرنے کی کس راہ سے ملی؟ اگر کوئی شخص آپ کی زندگی کے اوراق کے مطالعہ سے بے خبر اور اس کی نظیر کے واقعات سے ناواقف ہی تو کافی ہے اُسکے لئے کہ اسی سورہ فاتحہ کے آغاز میں غور کرے یعنی الحمد للہ رب العلمین میں اسیر و قیح اور پر انقلاب زندگی میں قدم قدم پر کیسے ناگفتنی افتاد پیش آئے اور اس اثنا میں نماز کا وقت بھی آگیا اگر آپ کی روح پر فتوح کو اللہ تعالے سے پوری صلح نہ تھی تو کیونکر آپ کے منہ سے یہ کلمہ نکلتا الحمد للہ رب العلمین رات دن میں حوادث بھی پڑتے ہی رہے اور ان سب وقفوں کی پنجگانہ نمازوں کے افتتاحی کلمات ہمیشہ گواہی دیتے رہے کہ خدا تعالی کی قاہر ارادوں اور حکیمانہ تقدیروں سے طوع دل سے صلح کرنے والا ایک ہی انسان دنیا میں پیدا ہوا ہے۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب بہشتی لوگ بہشت میں جائیں گے اور اُسے پورا دار السرور پائیں گے تب جوش سے الحمد للہ رب العلمین کہیں گے اُس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال معرفت اور سرور قلب کا اندازہ کیجئے جو شروع ہی میں الحمد للہ رب العلمین بولا۔ اور اس عالم کے گرم و سرد میں ہمیشہ ہی اسکی زبان پر جاری رہا۔ غرض ان بدنصیب ہندوؤں کے سیاپے سے بڑی عبرت حاصل ہوتی ہے اور صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس شقی قوم پر خدا تعالے کی صفات کا راز نہیں کھلا اور بید بے ثمر نے تناسخ کے اصول کی تعلیم سے انہیں سخت گھاٹا دیا۔

جب صورت حال یہ ہو تو میں آپ کو مبارکباد دوں کہ آپ کی طرف سے ان دشوار گذار گھاٹیوں کے صاف کرنے کو سیپر مائنڈز پلش کا ایک قوی فرد آگے گیا اور وہ براہ راست خدا کے ہاں پہونچکر آپ کے لئے دست شفاعت اور زبان ضراعت وا کرے گا یا ابنائے جنس کی پیروی کرکے آپ کی تعزیت کروں یا ایک بدبخت سر قدر اور صلح بالقدر سے جاہل رافضی کی طرح آپ کو رونے اور رلانے کی ترغیب دوں خدا تعالے آپ کو توفیق دے کہ اس انعام کو آپ ضائع نہ کریں جو اس عجیب تقریب پر آپ کو ملنے والا ہے والسلام۔

عاجز عبد الکریم

دینی جہاد کی ممانعت کا فتوےٰ

حضرت اقدس عالی جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم نے حال میں ایک اور اشتہار شائع فرمایا ہے جو دینی جہاد کی ممانعت کو فتوی کے عنوان سے اردو نظم میں لکھا گیا ہے اور جس کے ساتھ عربی زبان میں ایک لطیف خط بھی عدم جواز جہاد کے متعلق علماء ہند و پنجاب و فارس و عرب وغیرہ ممالک کے نام لکھا گیا ہے اور جو کثرت سے شائع کیا گیا ہے۔ اس اشتہار سے پہلے گورنمنٹ انگریزی اور جہاد کے عنوان سے ایک مختصر جامع رسالہ اس مضمون پر آپ نے شائع کیا ہے اور منارة المسیح کے عنوان سے جو اشتہار شائع کیا ہے اُس میں بھی صاف طور پر جلی قلم سے اس امر کا اظہار کیا گیا ہے اور بڑے جلی قلم سے لکھا ہے کہ آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اُس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمادیا تھا کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں الخ

۱۱۔ چونکہ یہ سب کچھ حضرت اقدس اللہ تعالے کے احکام کی فرمانبرداری اور اطاعت کے رنگ میں کرتے ہیں اس لئے اسکو گورنمنٹ انگریزی کی خوشامد کہنے والوں منافقوں سے کوئی نسبت نہیں ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ اب گورنمنٹ انگلشیہ ان منافق سیرت لوگوں سے آگاہ ہو چلی ہے جو طرفداری کے طور پر گورنمنٹ انگلشیہ کی تعریف کرتے ہیں۔ بہرحال حضرت مرزا صاحب کا یہ فتوی ہمکو امید ہے کہ بہت ہی مفید ثابت ہوگا۔ اس لئے ہم امید کرتے ہیں کہ گورنمنٹ خود بھی رسالہ جہاد اور فتوی ممانعت جہاد کی کثیر التعداد کاپیاں ہرزبان میں چھاپ کر شائع کرے گی۔ اور ہم اپنے معاصرین سے بھی امید رکھتے ہیں کہ وہ اس ممانعت جہاد کے فتوی کو جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے اپنے اپنے اخبار میں ضرور جگہ دیں گے۔ کیونکہ انکا دعوے ہے کہ وہ گورنمنٹ کے خیرخواہ ہیں۔ اب ہم وہ ذیل میں فتوی درج کرتے ہیں

مسیح موعود کی طرف سے دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ

نظم

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتوی فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو
کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
فرما چکا ہے سید کونین مصطفے
عیسی مسیح کر دے گا جنگوں کا التوا
جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لائیگا
جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائیگا
پیویں گے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسفند
کھیلیں گے بچے سانپوں سے بیخوف و بیگزند
یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا
بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا
یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائیگا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائیگا
اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے
القصہ یہ مسیح کے آنے کا ہے نشاں
کردیگا ختم آکے وہ دیں کی لڑائیاں
ظاہر ہیں خود نشاں کہ زماں وہ زماں نہیں
اب قوم میں ہماری وہ تاب و تواں نہیں
اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی
وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی
وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی
وہ عزم مقبلانہ وہ ہمت نہیں رہی
وہ علم وہ صلاح وہ عفت نہیں رہی
وہ نور اور وہ چاند سی طلعت نہیں رہی
وہ درد وہ گداز وہ رقت نہیں رہی
خلق خدا پہ رحمت و شفقت نہیں رہی
دل میں تمہارے یار کی الفت نہیں رہی
حالت تمہاری جاذب نصرت نہیں رہی
حمق آگیا ہے سر میں وہ فطنت نہیں رہی
کسل آگیا ہے دل میں جلادت نہیں رہی
وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی
وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی
دنیا و دیں میں کچھ بھی لیاقت نہیں رہی
اب تم کو غیر قوموں پہ سبقت نہیں رہی
وہ انس و شوق و وجد وہ طاعت نہیں رہی
ظلمت کی کچھ بھی حد و نہایت نہیں رہی
ہر وقت جھوٹ سچ کی تو عادت نہیں رہی
نور خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی
سو سو ہے گند دل میں طہارت نہیں رہی
نیکی کے کام کرنے کی رغبت نہیں رہی
خواں تہی پڑا ہے وہ نعمت نہیں رہی
دیں بھی ہے ایک قشر حقیقت نہیں رہی
مولی سے اپنے کچھ بھی محبت نہیں رہی
دل مر گئے ہیں نیکی کی قدرت نہیں رہی
سب پر یہ اک بلا ہے کہ وحدت نہیں رہی
اک پھوٹ پڑ رہی ہے مودت نہیں رہی
تم مرگئے تمہاری وہ عظمت نہیں رہی
صورت بگڑ گئی ہے وہ صورت نہیں رہی
اب تم میں کیوں وہ سیف کی طاقت نہیں رہی
بھید اسمیں ہے یہی کہ وہ حاجت نہیں رہی
اب تم پہ کوئی جبر نہیں غیر قوم سے
کرتی نہیں ہے منع صلوۃ اور صوم سے
ہاں آپ تم نے چھوڑ دیا دیں کی راہ کو
عادت میں اپنی کر لیا فسق و گناہ کو
اب زندگی تمہاری تو سب فاسقانہ ہے
مومن نہیں ہو تم کہ قدم کافرانہ ہے
اے قوم تم پہ یار کی اب وہ نظر نہیں
روتے رہو دعاؤں میں بھی وہ اثر نہیں
کیونکر ہو وہ نظر کہ تمہارے وہ دل نہیں
شیطاں کے ہیں خدا کے پیارے وہ دل نہیں
تقوی کے جتنے جامے تھے سب چاک ہوگئے
جتنے خیال دل میں تھے ناپاک ہوگئے
کچھ کچھ جو نیک مرد تھے وہ خاک ہوگئے
باقی جو تھے وہ ظالم و سفاک ہوگئے
اب تم تو خود ہی مورد خشم خدا ہوئے
اس یار سے بشامت عصیاں جدا ہوئے
اب غیروں سے لڑائی کے معنی ہی کیا ہوئے
تم خود ہی غیر بنکے محل سزا ہوئے
سچ سچ کہو کہ تم میں امانت ہے اب کہاں
وہ صدق اور وہ دین و دیانت ہے اب کہاں
پھر جبکہ تم میں خود ہی وہ ایماں نہیں رہا
وہ نور مومنانہ وہ عرفاں نہیں رہا
پھر اپنے کفر کی خبر اے قوم لیجیے
آیت علیکم انفسکم یاد کیجیے
ایسا گماں کہ مہدی خونی بھی آئیگا
اور کافروں کے قتل سے دیں کو بڑھائیگا
اے غافلو یہ باتیں سراسر دروغ ہیں
بہتاں ہیں بے ثبوت ہیں اور بے فروغ ہیں

(بقیہ صفحہ ۷ الف)

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجلے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے بلغ ۶ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۲ خالص ممیرا فی ماشہ ۸ مصری سرمہ فی تولہ ۱۲ خریداک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے۔ اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی ایم سانگی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔ (۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک پر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۰ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھیں سرخ اور دکھتی رہتی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین ہفتہ روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امراض مذکور سے کلی صحت پائی راقم خان بہادر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔ (۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند او غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور آنریری سرجن گورنر جنرل ہند (۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنی زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کیلئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال نہایت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے بینک میں جمع ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپا

براہین احمدیہ

چار جلد کامل

یہ وہ نادر اور بے نظیر کتاب ہے جسمیں قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کے ثبوت میں تین سو زبردست دلائل قاطع دی گئی ہیں اور اسلام کو بمقابلہ جمیع مذاہب کے اعلیٰ و افضل ثابت کیا گیا ہے اثبات رسالت آنحضرت میں آجتک کوئی کتاب ایسی تصنیف نہیں ہوئی موافق و مخالف اسکی تعریف میں رطب اللسان ہیں اس کی پہلی قیمت پچیس روپے اور بوجہ نایابی کے دنیا اسکی زیارت کو ترس رہی تھی ۔ ہمنے بڑی کوشش اور جانفشانی سے اس کتاب کو زیور انطباع بار ثانی پہنایا ہے ناظرین یہ موقع ہاتھ سے نہ کھوئیں نہایت جلد خرید فرمائیں کاغذ موٹا چھاپہ نفیس خوشخط خوشنما قیمت نہایت ہی کم صرف ہے

المشتہر
کریم بخش مالک مطبع مفید عام پریس سیالکوٹ

افسوس

سخت افسوس کی بات ہے کہ ہندوستان میں آریہ اور عیسائیوں کی طرف سے کئی رسالے اور اخبار ہفتہ وار اور ماہوار چھپتے ہیں جنمیں دنیا کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اسقدر بدزبانیاں اور گالیاں دیجاتی ہیں کہ ایک غیرت مند مسلمان کا بدن تھرا اُٹھتا ہے اور آنکھوں میں خون اتر آتا ہے ان رسالوں میں کچھ ایسا زہر بھرا ہوا ہے کہ کئی مسلمان اُن کو پڑھ کر اسلام سے مشکک اور مرتد ہو گئے ہیں ہندوستان میں چھ کروڑ مسلمان ہیں لیکن افسوس کہ ایک اخبار یا رسالہ بھی اُن کی طرف سے باقاعدہ نہیں چھپتا جو ان مخالفین کے دندان شکن جواب دیکر اہل اسلام کو دوزخ کے گڑھے سے بچالے اور ان کا حوصلہ بڑھائے ۔ کہتے ہیں کہ عیسائیوں کے مشن کا بہت سا روپیہ اسی ایک بات سے وصول ہو جاتا ہے کہ ولائت کے عیسائیوں نے ایک وقت کی چاء میں میٹھا ڈالنا چھوڑ دیا ہے اور اسی ایک دفعہ کے میٹھا چھوڑ دینے سے ہزاروں روپیہ جمع ہو جاتے ہیں جو وہ عیسائی مذہب اور عیسائی رسالوں کے شائع کرنے میں صرف کرتے ہیں اسلام جو خدا کا اور سچا مذہب ہے کیا اس کیلئے مسلمانوں کو اتنی بھی غیرت نہیں ہونی چاہیے ضرور ہونی چاہیے اور اسی غیرت نے ہمارا دل پکڑا کہ ہم یہ رسالہ انوار الاسلام ماہوار نکالنے پر آمادہ ہوئے جسمیں نور افشاں وغیرہ عیسائی اخباروں آریہ گزٹ وغیرہ آریہ اخباروں اور مخالفین کے تمام اعتراضات کے مفصل جواب لکھا کرینگے ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس رسالہ کو منگاوے اور ملاحظہ فرمائے حجم ۴۰ صفحہ ماہوار قیمت نہایت کم محصول ڈاک صرف عہ سالانہ قیمت ہر حالت میں پیشگی آنی چاہئے نمونہ کیلئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہئے واضح رہے کہ اسلامی رسالہ کی قیمت سالانہ صرف ۱۲ آنہ غیر مذاہب سے لیا جاتا ہے اس غرض سے کہ غیر مذہب کو رد بر وقت خدا تعالیٰ کی

یہ موقع نہ ملے کہ ہم نے دنیا میں رسالہ انوار الاسلام نہیں دیکھا ۔

المشتہر

منشی کریم بخش مالک و مہتمم رسالہ انوار الاسلام سیالکوٹ

بشارت

طالبان کلام ربانی کو مژدہ ہو کہ تفسیر کبیر کی جلد اول کا ترجمہ جسکا نام سراج منیر ہے چھپکر طیار ہو گیا جن صاحبوں کی درخواستیں مطبع میں آچکی تھیں اُن کے نام روانگی شروع ہو گئی ہے اور جو صاحب طیاری پر ارادہ خریداری رکھتے تھے انکو چاہئے کہ بہت جلد طلب فرمائیں ورنہ یہ گوہر بے بہا نایاب ہو جائے گا اور طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا ۔ ہمکو اس تفسیر کی خوبی بیان کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کیونکہ تمام اہل اسلام جانتے ہیں کہ اس سے بڑھکر دنیا میں کوئی تفسیر نہیں جو بوجہ عربی ہونیکے اردو خواں اس کے فائدہ سے محروم تھے الحمد للہ کہ جسکی خوبی سے حضرت امام محمد فخر الدین رازی نے کلام پاک کی تفسیر کی تھی اسی لطافت سے مولوی خلیل احمد صاحب اسرائیلی نے لفظ لفظ اردو ترجمہ کیا جسمیں ایک حرف کی بھی کمی بیشی نہیں وہ زبان عرب ہے تو یہ زبان ہندیان ہے کہو کہ مفسر قرآن عربی الاصل ہے اور مترجم ہندی النسل ہے ۔ ترجمہ عام فہم اردو سلیس تحریر خوشخط چھاپہ عمدہ کاغذ سفید سطبر اور چکنا باین خوبی و خوش اسلوبی قیمت للعہ محصول بذمہ خریدار ۔ مطبع ریاض ہند امرتسر سے نقد قیمت یا بذریعہ ویلیو قیمت طلب پارسل طلب کرو ۔

یار و جو مرد آنیکو تہا وہ تو آ چکا
یہ راز تمکو شمس و قمر بھی بتا چکا
اب سال سترہ بھی صدی سے گذر گئے
تم میں سے ہائے سوچنے والے کدہر گئے
تھوڑی نہیں نشاں جو دکھائے گئے تمہیں
کیا پاک راز تھے جو بتائے گئے تمہیں
پر تم نے ان سے کچھ بھی اٹھایا نہ فائدہ
منہ پھیر کر ہٹا دیا تمنے یہ مائدہ
بخلوں سے یارو باز بھی آؤ گے یا نہیں
خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں
باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں
حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں
اب عذر کیا ہے کچھ بھی بتاؤ گے یا نہیں
مخفی جو دل میں ہے وہ سناؤ گے یا نہیں
آخر خدا کے پاس بھی جاؤ گے یا نہیں
اُسوقت اسکو منہ بھی دکھاؤ گے یا نہیں
تم میں سے جسکو دین و دیانت سے ہے پیار
اب اُسکا فرض ہے کہ وہ دل کرکے استوار
لوگوں کو یہ بتائے کہ وقت مسیح ہے
اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے
ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائیگا خدا

فقط

ایک زبردست الہام اور کشف

آج ۶ رجون سنہ ۱۹ء کو بروز شنبہ بعد دوپہر ۲ بجے کیوقت مجھے تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ ایک ورق جو نہایت سفید تھا دکھلایا گیا اُسکی آخری سطر میں لکھا تھا اقبال میں خیال کرتا ہوں کہ آخر سطر میں یہ لفظ لکھنے سے انجام کیطرف اشارہ تھا یعنی انجام باقبال ہے یہ ساتھ ہی یہ الہام ہوا

قادر کے کاروبار نمودار ہوگئے
کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہوگئے

اس کے یہ معنی مجھے سمجھائے گئے کہ عنقریب کچھ ایسے نشان زبردست ظاہر ہو جائیں گے جس سے کافر کہنے والے جو مجھے کافر کہتے تھے الزام میں پھنس جائیں گے اور کوئی گریز کی جگہ اُن کے لئے باقی نہیں رہے گی یہ پیشگوئی ہے ہر ایک پڑھنے والا اس کو یاد رکھے اس کے بعد ۷ رجون سنہ ۱۹ء بوقت ساڑھے گیارہ بجے یہ الہام ہوا

کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہوگئے
جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہوگئے

یعنی کافر کہنے والوں پر خدا کی حجت ایسی پوری ہوگئی کہ اُنکے لئے کوئی عذر کی جگہ نہ رہی یہ آیندہ زمانہ کی خبر ہے کہ عنقریب ایسا ہوگا اور کوئی ایسی چمکتی ہوئی دلیل ظاہر ہو جائے گی کہ فیصلہ کر دے گی۔ منہ

اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں قابل قدر ہے

ہم نہیں چاہتے کہ ذاتی مضامین اخبار میں چھاپے جاویں لیکن اخبار کی بہتری اور اس کے باقاعدہ بنانے کے لئے جو ضروری باتیں ہوں وہ عموماً درج کرنی پڑتی ہیں عذر تقصیر پر التفات ہمارے ناظرین پڑھ چکے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک ہمارے احباب بارخواب گران سے دبے پڑے ہیں اور بعض بیدار ہو رہے ہیں بیدار ہونے والوں میں سے دوسرا نمبر ڈاکٹر شیخ نور محمد صاحب منشی عالم مالک کارخانہ ہمدم صحت لاہور کا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے پورے چار خریدار دینے کا وعدہ کیا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر میں چار خریدار بہم پہنچا نہ سکوں تو چار خریداروں کی قیمت اپنی جیب سے دونگا جزاہم اللہ احسن الجزا ڈاکٹر صاحب کی اس قابل قدر اعانت پر ہم اُن کے لئے دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اُنکی سعی کو مشکور فرماوے ڈاکٹر صاحب اخبار الحکم کے خاص معاونوں میں سے ہیں اگر ڈاکٹر صاحب کی تقلید پر ہمارے احباب نے قدم مارا تو کچھ بعید نہیں کہ ہم بہت جلد اپنے مقصد میں خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیاب ہو جاویں۔

تفسیر القرآن

تفسیر القرآن کے طبع کا کام کچھ عرصہ سے معرض التوا میں پڑا ہے۔ اس کے دو باعث ہیں اول تو کاتب صاحب حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے کام میں از حد مصروف ہیں انکی مصروفیت کا اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ صرف ایک ہفتہ کے اندر چھ بڑے بڑے اشتہارات جو اچھے خاصے رسالے ہیں شائع ہوئے ہیں دوسرے ہمارے ناظرین کی عدم توجہی۔ باوجودیکہ ہم قریباً ہر ہفتہ یاد دلاتے ہیں کہ جن لوگوں نے پیشگی قیمت دینے کا وعدہ فرمایا تھا وہ قیمت روانہ کریں۔ تاہم ابھی تک توجہ نہیں ہوئی۔ اس لئے پھر یاد دلایا جاتا ہے کہ اس کام میں پوری پوری مدد کریں۔

مبارک باد

پریٹوریا کی فتح کی مبارک باد دیجاتی ہے۔ اس فتح کی تقریب پر دار الامان قادیان میں بڑی بھاری خوشی کا اظہار کیا گیا ہے اور مدرسہ تعلیم الاسلام میں ایک دن کی تعطیل رہی۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۲۲ | دار الامان قادیان ۱۹ صفر المظفر سنہ ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۷ جون سنہ ۱۹۰۰ء | جلد ۴

ایک شیعہ صاحب کے نام خط

جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی مد فیضہ نے لکھا۔

و علیکم السلام - میں ناراض اور غصہ کیوں ہونے لگا - کبھی سنا ہے کہ با مراد اور کامیاب بھی نار غضب و تاسف کی لپٹ محسوس کیا کرتے ہیں - ہم تو وہ جماعت ہیں جن کے لئے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا پروانہ اترا پھر ہم ناراض کیسے ہوں - ہم ابوبکری گروہ جو خدا کی کلام کے وعدہ اور خدا کے فعل کے موافق صحیح معنوں میں مظفر و منصور ہوئے - اور ہمارے اعدا نامرادی اور ناکامی کی جانگداز بھٹی میں صدیوں سے جلتے چلے آتے ہیں - ہم بفضل خدا دو بہشتیں اپنے ساتھ رکھتے ہیں - اور حقیقۃً لا خوف علیہم و لا ہم یحزنون کے مصداق ہم ہیں۔ میرے دوست! دنیا میں دو ہی بڑی خوشیاں ہیں اور خدا تعالٰے کی لا تبدیل کلام سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے - ایک یہ کہ خدا کی طرف سے کامیابی اور نصرت عطا ہو اور دوست شادکام اور خوشحال ہوں - دوسرے یہ کہ دشمن آنکھوں کے سامنے مخذول اور پامال ہوں - سو خدا تعالٰے کے فضل سے یہ برکت صدیقی جماعت کے حصے میں ہی آئی ہے - جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم اور جن معنوں میں منصور اور کامیاب ہوئے اسی طرح اور ان معنوں میں حضرت ابوبکر صدیق خلیفہؓ بلا فصل کامیاب ہوئے اور اب بھی ہم مسیح موعود علیہ السلام میں ہو کر ان ہی معنوں میں

پورے کامیاب ہیں - کوئی ہماری خوشی کا اندازہ کر سکتا ہے جبکہ ایسی لازوال اور متواتر خوشیاں ہمارے حصے میں آئیں - سو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ناراضی کے داغ سے صاف بری ہوں - اور میں آپ کو حلفاً یقین دلاتا ہوں کہ میں ہزل سے نہیں بلکہ جد اور صدق سے کہتا ہوں کہ ہم دنیا میں اپنے صدق اور خرمی کے مرئی اور مشہود نشان رکھتے ہیں - آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ جس قوم پر خدا تعالےٰ کے اس قدر احسان ہوں اور جو قوم رضوان اللہ کی سند یافتہ ہو اسے کیا پڑی ہے یا وہ کیوں اس قدر تنزل گوارا کرنے لگے کہ مخلوق پر اور پھر ناکام نامراد اور اپنے بخت سیاہ پر ہر وقت مرثیہ پڑھنے والے اور ہر سال ماتم کی سیاہ چادر اوڑھنے والے ناتوانوں پر ناراض ہوں - میرے دوست! مجھے شیعوں سے ہمدردی ہے - اور میرے نزدیک بڑا سخت سنگدل ہے جسے اس قوم سے ہمدردی نہ ہو - نسلاً بعد نسلٍ نامراد ناکام قوم جن پر نہ کبھی آسمان کے دروازے کھلے کہ نصرۃ کے ملائکہ ان کے لئے نازل ہوتے اور نہ زمین نے کبھی انکا ناگوار بوجھ برداشت کیا اور کبھی بھی بھوکے گھڑیال کی طرح خوش نہ ہوئی جب تک ان ناشادوں حرمان نصیبوں کو اپنے پیٹ میں نہ لے لیا - آہ ایک نگون طالع سیاہ گلیم قوم جن کے حصے میں رسول کریم کے اٹھتے ہی رونا اور دانت پیسنا آیا اور ہر سال سر پر خاک مذلت ڈالتے اور گلے کوچوں میں شیون برپا کرتے ہیں - کیا آپ مان سکتے ہیں کہ ہمیں ان بد اختروں کے حال پر ملال پر افسوس نہیں آتا - میں سچ کہتا ہوں کہ میں ایک خاص آدمی ہوں جس کے دل میں اس غلط کار فریب خوردہ قوم کی نسبت درد ڈالا گیا ہے - میں کوشش کر رہا ہوں کہ دھوکے کی سوئی دیوار جو انکی آنکھوں کے آگے کھینچی گئی ہے ڈہ جائے اور نامرادوں کا دامن چھوڑ کر سچے کامیابوں کا دامن پکڑیں اور اس طرح خدا کی کلام کی ہستی ان کی سمجھ میں آجائے - قرآن ایک پُر شوکت اور پر جلال کتاب ہے - وہ وہ پر جبروت وحی ہے جو ایک فاتح اور آزاد اور مظفر و منصور انسان (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قلب پر اتری - اس ذیشان وحی کے منجانب اللہ ہونے کا بڑا بھاری نشان ہی یہ قرار دیا گیا کہ وہ اپنے سارے دعووں تبشیر و انذار میں حرفاً حرفاً کامیاب ہوئی - سو اس وحی میں وہی لوگ مذکور ہو سکتے ہیں اور ان ہی لوگوں پر اس کی آیات منطبق ہو سکتی ہیں جن کی سیرۃ نے کامیابی اور نصرت کے نشان جہاں میں جہاں کو دکھائے ہوں جنہوں نے خدا کی طرح خدا میں ہوکر اور منصور نبی کریم کی طرح آپ کے رنگ میں رنگین ہوکر اپنی قہاریت اور ہمہ قدرتی اور فاتحیت کا لوہا دشمنان اسلام کو منوا دیا ہو میں نے اپنی کتاب "خلافت راشدہ" میں دکھایا ہے کہ خدا کی کلام کے نزدیک خدا کے فعل کے رو سے - زمانہ کی عادل صادق شہادت کے موافق سچے کامیاب اور منصور صدیق و فاروق ہیں (صلوات اللہ علیہما و علیٰ اتباعہما) خدا کی مظفر اور منصور کتاب میں جو علیم خدا کی طرف سے ہے ان ہی کے فاتحوں اور منصوروں کا ذکر ہے اور نصرت کی وعدوں کی ساری آیتیں اور علامات المومنین کی ساری آیتیں اور انبیا و رسل کے صدق کی علامات کی ساری آیتیں ان ہی پر منطبق ہوتی ہیں اور بلا تکلف منصوصی طور پر یہ قدوس خدا کی کلام میں مذکور ہیں جیسے کہ ان کے سوانح اور پاک زندگیاں آب زر سے زمانہ کے صفحوں پر مسطور ہیں - ان کے سوا جس قوم نے کسی کو قرآن کی آیت یا آیات کا مصداق ٹھہرایا ہے اس سے زیادہ قرآن کا ادب اور وزن نہیں کیا کہ مظفر و منصور کتاب مجید کو ناکاموں اور حرمان نصیبوں اور مغلوکوں کا بھاٹ بنایا ہے و حاشا جناب الکتاب الکریم عن ذالک - میرے دوست میں درد دل سے اس مجاہدہ میں لگا ہوں کہ وہی حق ظاہر ہو جو خدا کی کلام اور کام کے رو سے حق ہے - میری روح میں قرآن کی خدمت اور عزت کا جوش ہے - میں چاہتا ہوں کہ اس کی سچی وقعت دنیا میں ظاہر ہو - اور میں خدا کے کام اور کلام کے مطالعہ اور تدبر سے اس صاف اور واضح نتیجہ پر پہونچ گیا ہوں کہ قرآن کی سچی عزت اور وقعت کبھی ظاہر ہو سکتی ہی نہیں جب تک اسے مبارک کتاب تسلیم نہ کیا جائے اور یہ زندہ اور مبارک کتاب مانی جا سکتی ہی

نہیں جب تک اس کی تمہاری پیشگوئیوں کو جو دشمنوں کے اموال و املاک و نفوس پر قبضہ پا جانے کے متعلق تھیں جو پکار پکار کر کہتی تھیں کہ فرعون کی سرزمین مصر اور قیصر و کسریٰ کے خزائن اور شام کی جنتیں اور ہند و سندھ اسلام کے دست تصرف میں ضرور آجائیں گے - ان پیشگوئیوں کو واقع شدہ اور حرفاً پوری ہو چکی ہوئی نہ مانیں (اور وہ در حقیقت پوری ہو چکی ہیں) اور یہ سلسلہ کبھی ورے رہ سکتا ہی نہیں جب تک پہلے ہی ہاتھ میں ایمان و اسلام کا ہاتھ ابوبکر اور عمر کے ہاتھ میں نہ دے دے - حاصل یہ کہ خدا کی عزت - نبی کریم کی عزت - قرآن کریم کی عزت - مکہ معظمہ کی عزت - مدینہ طیبہ کی عزت اور زبان عربی کی عزت چلا چلا کر کہتی ہے کہ وہ سب ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کی کوششوں کے شکر گزار اور مرہون منت ہیں - ان کے وجود میں خدا تعالیٰ کی کتاب کے سب وعدے اور ان ہی کے توسط سے سب وعید اولیا اور اعدا کے بارے میں پورے ہوئے خدا تعالیٰ نے ازل میں انہیں فاتح اور دین کے مددگار اور رسول منصور کے انصار چن لیا - وہ بنی امیہ اور بنی عباس جنھوں نے شیعہ کے بنائے ہوئے ائمہ اور اوصیا کا تختہ نرد الٹا دیا اور جن کے قادرانہ ہاتھوں کی دستبرد سے بچنے کے لئے آخری ناکام شخص غار میں پناہ گزین ہو گیا اور ان کی سطوت نے کبھی ان بزرگوں کو تقیہ کی سیاہ چادر سے مونہہ باہر نکالنے ہی نہ دیا - یہ بنی امیہ اور بنی عباس ابوبکر و عمر کے کفش بردار - زلہ ربا اور نمک خوار تھے - انھیں خدا کے قدوسوں اور فاتح رسول کے منصور جانشینوں کے حضور میں کبھی لب کھولنے کی جرأت نہ ہوتی تھی - اور یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ وہ خدا تعالیٰ کے مامور اور موعود خلیفے تھے اور زندہ اسلام کی زندگی کے دائمی ثبوت کے لئے خدا تعالیٰ کی جناب سے مقرر ہو چکے تھے -

سنۃ اللہ میں اس امر کا نشان نہیں ملتا کہ ایک مامور اور موعود ایک کام کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا اور ناکامی اور نامرادی کا سیاہ ٹاٹ اوڑھکر دنیا سے اٹھ گیا اور حق کے دشمنوں نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا - اگر ایسا ہوتا تو سلسلہ نبوت درہم برہم ہو جاتا اور حق و باطل مشتبہ ہو جاتے - شیعہ ائمہ اور اوصیا کو انبیا کی طرح بلکہ انبیا سے بڑھکر مامور اور موعود مانتے ہیں مگر معاً بلافصل ناکام حرمان نصیب اور کچھ بھی نہ کر سکنے والے اور بصد حسرت دنیا سے اٹھ جانے والے تسلیم کرتے ہیں - اور انکی ناکامیابیوں اور ناشادکامیوں کو ان کے دل محسوس کرتے ہیں اس لئے تو اعتقاد بنا رکھا ہے کہ بارہواں امام جو غار میں مخفی ہو گیا ہے شریعت کے سب کام پورے کرے گا اور دین کی شوکت دکھائیگا اور جو کام اس کے جد امجد اسد اللہ الغالب کو بھی ایک لحظہ کے لئے نصیب نہ ہوا وہ وہ آکر پورا کرے گا وہ اہل بیت کے اعدا سے انتقام لے گا اور ناکام اور نامراد شیعہ جو آئے دن سوگ اور شیون میں گرفتار رہتے ہیں اس کے وقت میں خرم و شادان ہوں گے - میں یہ باتیں بیداد اور افترا سے نہیں کہتا و لعنة الله على الظالمين المفترين -

شیعوں کے بڑے محقق جنھوں نے اوصیا و ائمہ کے حق میں حق دوستی ادا کر دیا ہے یہ باتیں صاف صاف لکھتے ہیں - چنانچہ حال میں میرے عزیز و محترم دوست خلیفہ ڈاکٹر رشید الدین احمد اسسٹنٹ سرجن حسین آباد لکھنو نے میرے پاس ایک کتاب ارسال کی ہے جس کا نام **الصافیہ** ہے اور سنہ ۱۳۱۷ ہجری میں مطبع دبدبۂ حیدری لکھنو میں طبع ہوئی ہے اس کتاب کی نسبت بڑے فخر سے دعوی کیا گیا ہے کہ ایک بڑے فلسفی مزاج شیعہ نے تالیف کی ہے اور شیعہ مذہب کی حقیت کو عجیب طور سے مبرہن کیا ہے اور فخر کیا گیا ہے کہ سر راجہ میر حسن خاں صاحب بہادر بالقابہ والی ریاست محمود آباد کی فرمایش سے شایع ہوئی ہے - اس حکیمانہ کتاب کا تھوڑا سا نمونہ عرض کرتا ہوں امید ہے کہ اس زمانہ کے دانشمند اسلام کے خیرخواہ بڑی غور سے پڑھیں گے اور خوش ہونگے کہ ایسے موید اسلام کے پیدا ہو گئے ہیں -

"شیعیان گویند کہ پیغمبر تمام احکام را بعموم مردم تبلیغ نہ کرد بجدیکہ تمام فہم احکام الہی را کردہ باشند - بلکہ بوصی

خودش و بقیہ اوصیائے خود گفتہ کہ آنہا بخلق برسانند و بعد ازاں کہ اوصیائے پیغمبر را از عمل بوصایت منع کردند و نگذاشتند کہ وصی آں پیغمبر نشر احکام پیغمبر کند و مخالفین آنہا در صدد قتل و اذیت و صدمۂ اوصیای پیغمبر بودند بحدے کہ اگر می دانستند کہ آنہا در مقام مخالفت با مخالفین ہستند و بیان احکام واقعی را خواہند کرد آنہا را می کشتند و حبس می کردند چنانچہ از تواریخ احوال آنہا معلوم است کہ بر آنہا چہ صدمہا و اذیتہا از مخالفین رسیدہ اگر آنہا مع ذالک بیان مے کردند و کشتہ می شدند دیگر کسے نہ بود کہ حق را بچند نفر مخصوص ہم برساند و آنہا را ہدایت کند و آں زمان دیگر نام این مذہب حق ابدا و اصلا در مردم بردہ نمی شد لہذا بنا را بر تقیہ در امور گزاردند و بیان احکام شرعیہ بجہتہ حفظ نفوس خود و شیعیان و بجہتہ حفظ احکام الہی کہ بالکلیہ از بین نرود نمودند و نتوانستند تبلیغ احکام چنانچہ باید و شاید بدون شک و شبہ بر خلق ابلاغ دارند و گاہے بجہتہ تقیہ و حفظ نفوس در جواب منافقین نحوی بیان احکام را می نمودند کہ موافق مذہب اہل سنت بودہ بلکہ بعض از منافقین اخبار بسیار جعل کردہ و نسبت باں ائمہ و اوصیائے حضرت رسول دادند تا آں کہ وصی دوازدہم ہمیں جہت از خلق غائب شد و احکام خدای کما ہو حقہ بجمیع خلق نہ رسیدہ کہ محل شبہ از برائے انہا دیگر باقی نماند۔ بایں جہت مردم واقع در مشکوک شدند و بایں سبب مجتہدین چوں دیدند کہ البتہ ایں خلق مکلف بتکالیفے ہستند و سلب تکلیف از آنہا نشدہ و دیدند دسترس بہ یقین پیدا کردن باحکام واقعیہ الہی ندارند و اوصیائے پیغمبر کہ عالم باحکام واقعیہ ہستند بجہتہ خوف ہلاکت و بر طرف شدن طریقۂ حقہ بالکلیہ احکام واقعیہ را مطلقاً بمردم نرسانیدند لاعلاج مثل اکل میتہ در زمان مخمصہ عمل بظن را جائز دانستند بجہتہ آں کہ ظن نزدیکتر است بعلم و یقین از وہم و شک و بہر ظن ہم عمل نمی کنند مطلقاً مگر بہ ظنے کہ از طرف اوصیائے پیغمبر امر بعمل کردن بمثل آں ظن شدہ باشد آن وقت در مقام اجتہاد بر آمدہ احکام الہی را از قرآن و روایات صحیحہ واردہ از حضرت رسول و اوصیائے آنحضرت بحسب ظاہر استخراج کردن بمردم رسانیدند و گفتند کہ اے مردم وصی دوازدہم زمانے کہ ظہور کرد واقع احکام بر شما ظاہر خواہد شد و احکام مالہا تمام احکام ظاہر است کہ احتمال مطابقت با حکم خداوندی دارد و احتمال مخالفت ہم دارد" انصافیہ صفحہ ۳۷۔

یہہ ہے سچا نچوڑ شیعہ مذہب کا اور لب لباب اس پاک طریقہ کا۔ اس فلسفی طبع اور تاریخ دان مومن نے صاف صاف پردہ کھول کر بتا دیا ہے کہ جناب پیغمبر خدا کے بعد ائمہ اور اوصیا کو کیا کیا نامرادیاں اور ناکامیاں پیش آئیں۔ اس نے ہمارے یقین کے آگے صاف سڑک اس بات کا پتا لگانے کے لئے تیار کر دی ہے کہ کبھی کوئی وقت ان حضرات اوصیا و ائمہ کو خدا کے واقعی احکام کی تبلیغ کا نہیں ملا۔ اور کبھی ایک لحظ بھی فراغ خاطر کا ایسا انھوں نے نہیں پایا کہ اُس بار امانت سے سبکدوش ہوئے ہوں۔ اس مومن شیعۂ پاک نے ہمارے دل میں میخ فولاد کی طرح یہہ عقیدہ راسخ کردیا ہے کہ حضرات ائمہ اور اوصیائے رسول یکے بعد دیگرے سارے کے سارے دو رنگیوں میں عمریں بسر کرکے بصد حسرت اس دنیا سے اٹھ گئے۔ خدا کی کوئی بات پیغمبر صاحب کی وصایت کا کوئی امر کما ہو حقہ کبھی بھی ادا نہ کر سکے۔ اور اس لئے کہ اگر سچ بولتے اور خدا تعالےٰ کے فرض اور پیغمبر صاحب کی وصایت سے عہدہ برآ ہوتے تو قتل کئے جاتے ناچار کبھی ذو معنی اور محتمل بات کہتے اور کبھی مہمل ہی کہہ دیتے اور کبھی اہل سنت کے مذاق اور عقیدہ کے موافق بیان کر دیتے۔

یہہ ہے تصویر واقعی شیعہ مذہب کی۔ ان میں کوئی رشید ہے جو اس طریقہ کی قباحت میں غور کرے اور تھوڑی سی بھی فکر کرے کہ کس قدر ہتک خدا کی کس قدر بے عزتی رسول کریم کی اور کس قدر اہانت اسلام کی اس مذہب کی سچائی کی بنا پر پیدا ہوتی ہے۔ قرآن کریم احکام واقعی بیان نہیں کرسکا۔ حضرت پیغمبر کریم خدا کے واقعی احکام پہونچا نہیں سکے۔ اسلئے آپ کو ضرورت پڑی کہ اپنے بعد حضرات اوصیا اور ائمہ کرام کو وہ امانت تفویض کریں۔ حضرات اوصیا اور ائمہ خوف جان اور اندیشہ حفظ نفس کے سبب سے لگا تار کسی زمانہ میں بھی اس نازک امانت کے ادا کرنے پر

قادر نہ ہوے۔ اور جو کچھ کبھی فرمایا اس میں دورنگی کا احتمال رہا۔ اور منافقوں نے ہزارہا روایتیں اپنی طرفسے بناکر ان کی طرف منسوب کردیں۔ تیرہ سو برس میں کبھی خوش نما زمانہ۔ نصرۃ الہی کا دور انھیں ملا ہی نہیں۔ تھے وہ سب مامور۔تھے وہ سب موعود۔ یعنے خدا کی مخلوق کو خدا کے ضروری احکام پہونچانے کے لئے ازلی حکیم قادر خدا کی طرف سے ازلاً مقرر کئے ہوئے تھے اور خلقت کو انکے وجود کی اور اُن کی تبلیغ کی ضرورۃ ہی شدید تھی۔ مگر یہ کبھی نہ ہوا کہ نصرۃ اور تائید الہی اُن کے شامل حال ہوئی ہو۔ ہر رنگ میں خذلان ان کے اردگرد رہا اور ہر پہلو میں حرمان اور نامرادی ان کے محیط رہی۔ اور پھر یہ ذلت کا دور ہنوز ختم ہونے میں نہیں آتا اور ساری موہوم امیدوں کا مرجع ایک اور ناکام قوی دل بہادر مانا گیا ہے جو غار میں چھپا بیٹھا اور کسی گھات میں لگ رہا ہے۔

اے آدم کے بیٹو! آنکھ کان دل رکھنے والو! زمانہ کے نشیب و فراز اور دور عالم کے سردوگرم سے گہری واقفیت کے دم مارنے والو! اٹھو اور اس نازک زھن کے پہلوؤں میں بہی غور کرو جو مذہب کے نام سے تم نے اپنے زمہ لے رکھا ہے۔ کیا یہ وہ طریقہ ہے جو آیندہ کو کامیاب کریگا اور اس راہ پر چلنے سے خدا تعالے کی خوشنودی کی سند مل سکتی ہے۔ اس کی ناکامی۔ اسپر چلنے والونکی دائمی نامرادی خدا کی نصرۃ کا اس کے ساتھ کبھی بہی شامل نہ ہونا۔ ہر زمانہ میں اس کے حامیوں۔ مبلغوں ماموروں اور وصیوں کا مطرود و مخذول ہونا تمھیں اب بھی یقین نہیں دلاتا کہ اس میں راز کیا ہے اور آسمان اور زمین کیا صاف صاف گواہی دیتے ہیں۔کیا اب بات کھل نہیں گئی کہ ایک ہی عظیم الشان ثبوت خدا تعالے کی نصرۃ و تائید کا جو زندہ مذہب اور زندہ رسول اور زندہ امام کا نشان ہے اس سے شیعہ مذہب بکلی محروم ہے۔کیا تمہارے بزرگ گواہی نہیں دے گئے اور اب بھی جو ان کے اخلاف ہیں پکار پکار کر نہیں کہتے کہ شیعہ مذہب مردہ مذہب ہے اور اس کے حامیوں اور معاونوں کی قسمت میں تیرہ سو برس سے علی الاتصال ناکامی اور نامرادی چلی آتی ہے۔ اور یہ مجموعہ افسانوں اور داستانوں اور ناولوں کا جسے اماموں کی روایتیں اور حدیثیں اور تفسیریں کہا جاتا ہے یہ مجتہدوں کے ظن اور احتمال یا صاف صاف یوں کہو اور یہی حق ہے مجتہدوں کے اپنے جذبات اور اغراض اور مقاصد کے سرجوش ہیں۔ ائمہ اور اوصیا کو کبھی نصیب ہی نہیں ہوا کہ حق بات کو پھاڑ پھاڑ کر کہتے۔ اور خودغرض بے ایمانوں نے ہزاروں جھوٹی باتیں انکی طرف دنیا میں منسوب کرکے شایع کردی ہیں۔ غرض ابتک تو جو کچھ ان تیرہ سو برس میں شیعوں کے مذہب کا مایۂ ناز ہے وہ تو یہی ہے نہ قرآن محفوظ۔ نہ رسول محفوظ نہ پیغمبر صاحب کی حدیثیں محفوظ۔ نہ اماموں اور وصیوں کی روایتیں اور وصایتیں محفوظ۔ نہ مجتہدوں کے ہاتھ میں کوئی یقینی اور قطعی سند موجود جو ان کے استدلال و استخراج کی مایہ ہو۔ آجا کے ساری باتوں۔کا مدار ایک ہی شخص رہا۔ وہ کسی لا معلوم غار میں چھپا بیٹھا ہے۔ خلقت تباہ ہو رہی ہے پر اس کی نیند ہنوز کھلنے میں نہیں آتی غرض میں اس اعتقاد کی شناعتیں کہانتک بیان کروں تم ہی خود سوچو اور خدا کے لئے سوچو اور موت کو نصب العین رکھکر سوچو کہ کیا نقل اور عقل اور فطرۃ ان باتوں کی تائید کرسکتی ہیں۔کیا اس اسلام کو ہم آج اس علمی زمانہ میں غیر مذاہب کے روبرو پیش کرسکتے ہیں۔ غور کرو بڑا بھاری داغ عیسویت کے ماتھے پر یہ ہے کہ اس میں زندہ برکت کا کوئی نشان نہیں۔ اس کی تعلیم کا کوئی عملی نمونہ موجود نہیں۔ اور اس تعلیم کا لانے والا نصرانی تصویر نمائی کی بنا پر محض ناکام اور نامراد مرا۔ یہود بہی اس الزام کے نیچے ہیں کہ صدیوں سے ذلت اور مسکنت کی مار انھیں پڑ رہی ہے۔ اور خذلان اور حرمان پنجے جھاڑکر ان کے پیچھے پڑ رہے ہیں اور نصرت اور تائید الہی کا کوئی نشان ان کے ہاتھ میں نہیں۔سوال یہ ہے کہ کیونکر ایسے مذہب کے ہاتھ اپنے ایمان جیسی گرامی چیز کی امانت سپرد کردی جائے جو اس عالم میں اپنی سچائی کا کوئی ثبوت پیش نہیں کرسکا کیونکر مال اور جان ایسے مردوں کے اشارے پر فدا کر دیجائے جو یہاں پیروں کے نیچے کچلے گئے اور کبھی آسمانی زندگی اور آسمانی خدا کی نصرۃ کا کوئی نشان دکھا نہ سکے۔ کیا ہم ایسے لوگوں کو شفیع اور خدا کے دائیں بیٹھنے والی اور مقرب اور سید عالم مان سکتے

ہیں جن کے ہاتھ یہاں قطعاً شل اور مفلوج رہے۔ قدرۃ۔ سطوۃ اور قہاریت اور نصرۃ اور تقرب الٰہی اور الٰہی طاقتوں کا کوئی نشان اس جہان میں اُن کے ہاتھ سے ظاہر نہ ہوا۔ تو اس کا کیا ثبوت ہے کہ اُس دوسرے جہان میں اُن کی قدرۃ اور شوکت اور صولت ظاہر ہو گی۔ جو یہاں اپنے تئیں بچا نہیں سکے اور باوجود مامور و موعود ہونے کے سخت ذلیل اور ناکام ہو کر مرے کونسی دلیل ہمارے ہاتھ میں ایسی ہے کہ وہ حقیقۃً صادق اور مقرب اللہ اور مامور اور وصی تھے۔ گورنمنٹ کی طرف سے ایک ادنیٰ چپڑاسی اور نوکری مامور ہو کر آوے تو ناکام نہیں پھرتا اور فرض منصبی کو ادا کر ہی کے جاتا ہے اور مرسل الیہم کو ثبوت ہی دے جاتا ہے کہ وہ مقتدر گورنمنٹ کا بھیجا ہوا پیادہ تھا اگرچہ بظاہر حقیر تھا۔ یہ کیا غضب آگیا کہ خدا کے منصور پیغمبر کے اوصیا اور آئمہ۔ خدا کے ضروری پیغاموں کے پہنچانے والے اور ایک عظیم الشان امانت کے ادا کرنیوالے نہ ایک نہ دو نہ تین نہ چار نہ پانچ گیارہ تک ناکام۔ نامراد۔ مخذول اور محروم مر گئے۔ اور بارھویں کی نسبت کہا جا سکتا ہے قیاس کن ز گلستان من بہار مرا۔

میرے دوست اور دوستو۔ اس نامرادی کی سنت کا بھی خدا تعالےٰ کے سنن سابقہ میں کوئی نشان ہے۔ مامور و موعود و مرسل ہو۔ بقول شیعوں کے وصی اور امام ہیں کل انبیاء کی ساری طاقتیں مرکوز ہوں۔ علم بما کان اور بما یکون اُسے ہو۔ جن وانس پر اُسے تسلط ہو اور ناکام ہو کر اس جہان سے اُٹھے۔ شیعوں نے بڑی کوشش کی ہے کہ موسوی رنگ میں خلفاء کے وعدے جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دئیے گئے تھے وہ آئمہ اور اوصیاء کے وجود میں پورے ہوئے۔ اس کے معنی صاف صاف یہ ہوئے کہ جیسے عظیم الشان نصرۃ موسوی خلفا یوشعؑ اور داؤدؑ اور سلیمانؑ کو خدا کی طرف سے ہوئی ویسی ہی اُن کے مقابل نامرادی اور مخذولی نبی اخرالزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصیا اور وارثوں کے حصہ میں آئی۔ مشابہت تو بہت خوب ہوئی۔

ایک شیعہ مجھے لکھتا ہے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہما میں مشابہت کے لئے ضروری ہے کہ حضرت موسیٰ کی طرح بارہ نقیب آپ کی اُمت میں بھی ہوں اور وہ بارہ امام ہیں پس ثابت ہوا کہ مذہب اثنا عشری حق پر ہے۔

میں کہتا ہوں کہ تم خود اپنے گواہ آپ ٹھہر گئے۔ تم نے صاف اقرار کر لیا ہے کہ <u>نتوانستند تبلیغ احکام چنانچہ باید و شاید بدون شک و شبہ بر خلق ابلاغ دارند و احکام خدائی کما ہو حقہ بجمیع خلق نرسیدہ که محل شبہ از برائے اہنا دیگر باقی نہ ماند</u>۔ کیا یہ لوگ خلافت موعودہ کے وارث ہو سکتے ہیں جن کے مبارک اندام سے نامرادی کا چولہ کبھی اُترا ہی نہیں۔ ایک کو ناکامی پیش آئے دو کو ناکامیابی ہو تو ایک نامرادی کی بھی پردہ پوشی ہو سکتی ہے یہاں سرے سے نامرادی جو پلے پڑی تو آخر تک ساتھ نہ چھوڑا اور آیندہ بھی لچھن ایسے ہی نظر آتے ہیں کہ قیامت تک ساتھ نہ چھوڑے۔

میں بڑی منت سے **لکھنو کے شیعوں**۔ لاہور کے نواب **شیعوں** اور خصوصاً

راجہ سر امیر حسن خان بالقابہ

سے عرض کرتا ہوں اور اُس خدا کا واسطہ اُنھیں دیتا ہوں جس کی جبروت کے آگے ملائکۃ السموات بھی کانپتے ہیں کہ میرے معروضہ کو بغور سُنیں اور جواب باصواب سے مجھے شرف اندوز فرمائیں کہ کیا کبھی آپ نے اسمیں غور بھی فرمائی۔ کہ یہ راز کیا ہے کہ آئمہ اور اوصیا یکے بعد دیگرے علی الاتصال ناکام اور نامراد رہے اور مخذولان الٰہی کے پورے نشان ہمیشہ اُن کے ساتھ جمع رہے۔ کیا یہ سنت اللہ ہے کہ اُس کے مامور اور موعود اور مرسل ایسی ذلتوں اور نکبتوں اور نامرادیوں کے ہدف بنا کریں۔ کیا نظام حق اس طرح چل سکتا اور کوئی مذہب حق یوں اپنی حقیت کے ثبوت دے سکتا ہے۔

کیا آپ لوگ شرح صدر سے اس پر راضی ہیں کہ ایسے لوگوں کو تمام انبیا سے بڑھ کر یا اقلاً برطریق تادب تمام انبیاء کے کمالات کے جامع تسلیم کریں جو کسی زمانہ میں سچی بات نہیں کر سکے - حق پہونچا نہیں سکے - بلکہ بسا اوقات اہل سنت کے اصول کے موافق باتیں کرتے یعنی کفر اور فسق کے کلمات مُنہ پر لاتے تھے - اور اُن کی اس دو رنگی اور ضعف دل اور خفا کے پردوں میں مختفی رہنے سے لوگوں کو موقعہ ملگیا کہ اُن کے نام سے ہزاروں دجل اور فریب اور جھوٹی کہانیاں شائع کر دیں جو آج شیعہ مذہب کے عقائد و رسوم اور عادات میں نمایاں ہیں -

پھر میں عرض کرتا ہوں اور نہایت ادب سے پوچھتا ہوں کہ کیا آپ ایسی گورنمنٹ کے سطوۃ اور جلال کا اعتراف کر سکتے ہیں جسکا لشکر جب کبھی کسی طرف کو جائے وہاں سے نامراد ہو کر واپس آ جائے - اور اُس کے پیادے اور اہل کار جس پیغام کو لے کر جائیں وہاں ہلاک کیے جائیں - میں پوچھتا ہوں کیا ایسی گورنمنٹ زندہ گورنمنٹ اور مقتدر گورنمنٹ ہو سکتی ہے - پھر آپ کیونکر تجویز کرتے ہیں اور کس دل اور ایمان سے روا رکھتے ہیں کہ مذہب اسلام کی گورنمنٹ کے لشکر اور پیادے جو آئمہ اور اوصیا کے رنگ اور وجود میں دنیا میں آئے سدا ناکام اور نامراد رہے - مگر چونکہ شیعہ مذہب کی بنا پر وہ ناکام رہے لہذا آپ کیونکر اعتراف کر سکتے اور اسپر ایمان لا سکتے ہیں کہ ایسی ضعیف گورنمنٹ خدا تعالیٰ کی گورنمنٹ ہو سکتی ہے اور ایسا ضعیف اور مخذول مذہب خدائے قادر کا مذہب ہو سکتا ہے -

یہ باتیں ہیں جنہوں نے مجھے اسپر آمادہ کیا کہ شیعوں کو اس بڑی غلطی سے نکالنے کی باذن اللہ سعی کروں - جن میں اُن کے باپ دادا مبتلا رہے - اور اُن کو آگاہ کروں کہ شیعہ طریقہ کے رو سے نہ خدا ہی بجمیع صفاتہ الکاملہ ثابت ہو سکتا ہے اور نہ ہی پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ و السلام منصور اور مظفر اور زندہ پیغمبر رہ سکتا ہے اور نہ قرآن کریم کی کوئی وقعت ثابت ہو سکتی ہے اور نہ آئمہ اور اکابر کی کوئی عزت باقی رہ سکتی ہے - اور اُن پر واضح کردوں کہ قرآن کریم نے جو نشان مومنین صادقین کاملین اور خدا تعالےٰ کے مؤید و منصور عباد کے قائم کیے ہیں وہ اکمل طور پر حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق (رضی اللہ عنہما و علی من تبعہما) میں پائے جاتے ہیں - خدا تعالےٰ کی ہستی اور اُس کی صفات کا میلان اور نبوۃ کی فطرۃ اور کارگذاری کا میلان اور قرآنی تعلیم اور برکات کی جو کچھ غرض و غایت ہے وہ ان پاکوں کی تائید میں اور انکی کارگذاریوں سے آشکار ہے - جس طرح خدا تعالیٰ نے قرآن میں بڑی تحدی سے دعوے کیا۔ انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوۃ الدنیا الآیہ وہ پورے معنوں میں حضرت صدیق و فاروق کے وجود سے ثابت ہوا - کیونکر معلوم ہوتا کہ یہ خدائی کلام اور خدا کا پر تحدی دعویٰ ہے - اگر وہ ہزاروں رکاوٹوں اور مشکلات کے مقابل حرفاً پورا نہ ہوتا مگر اسلام کی تاریخ میں رسول کریم کے بعد کوئی فرد یا افراد ایسے پیش کیے جا سکتے ہیں جو حیاۃ دنیا میں حسب وعدہ الٰہی منصور ہوئے ہوں بجز حضرت صدیق اور فاروق اور اُن کے اتباع کے - کیا قرآن کے اس دعویٰ کی تصدیق پر تقریر کرتے ہوئے ہم قوی اور غیر منفعل دل سے حضرات اوصیا اور آئمہ کے وجودوں اور انکی کارگذاریوں کو پیش کر سکتے ہیں جن کی نسبت اُن کے پاک مؤمن اعتراف کرتے ہیں کہ وہ ہمیشہ ڈرتے ہی رہے اور خدا کے احکام کی تبلیغ کبھی اُنسے نہ ہوئی - اور وہ حالتومنین سے ایک حالت ہمیشہ اُنکی رہی یا دشت ناکامی میں سرگرداں ہو کر کہیں گمنام مرگئے یا کسی شاہ وقت کی بغاوت کی اور قتل ہو گئے -

میرا یہ اصول نہیں کہ میں کسی خاص فریق کی رعایت کروں میں ان اصطلاحوں (سنی شیعہ) کی پرپشہ بھی پروا نہیں کرتا اسلئے کہ کتاب اللہ میں انکا نام و نشان نہیں پاتا - میں کتاب اللہ کو مدنظر رکھکر کتاب اللہ سے دکھانا چاہتا ہوں کہ اُس نے کونسی راہ تیار کی ہے اور وہ منعم علیہم کون ہیں جن کی راہ پر چلنے کی ہمیں کتاب اللہ تاکید کرتی ہے اور وہ انعام ہے کیا اور اُس کے آثار و برکات میں کیا جن کے حاصل کرنے کی ہمیں

بایں شدمد تاکید کی جاتی ہے۔ میرے دل میں خدا نے جوش ڈالا ہے اور اللہ تعالیٰ میری صالح نیت پر مطلع ہے کہ میں شیعوں کو قرآن کی بتائی ہوئی راہ سے آگاہ کروں اور دکھاؤں کہ قرآن کریم کی رو سے وہی راہ حق ہے جس پر ابوبکر و عمرؓ نے قدم مارا ہے اور یہی گروہ منعم علیہم کا ہے جن کی ریس کرنے کی ہمیں قرآن میں ہدایت ہوئی ہے۔ اس لئے کہ انہیں پر وہ سب انعام ہوئے جو خدا تعالے کے کامل نبیوں پر ہوئے۔ وہ حیوۃ دنیا میں منصور و مظفر ہوئے۔ ان کے وقتوں میں اسلام کو قوت و شوکت ہوئی۔ ان کے عہد میں خوف امن سے بدل گیا۔ ان کی کوششوں سے اسلام ہزارہا دیار میں پھیلا۔ لاکھوں بت خانے اللہ کی مسجدوں سے بدلے گئے۔ انہوں نے قرآن کو اقصائے عالم میں پہونچایا۔ اسلام کے اعدا نے ان کے آگے گردنیں خم کیں۔ زور و قوت پر مذہب کی حقیت کا مدار ماننے والے انکا لوہا مان کر اسلام کی حقیت کے قائل ہوئے اسلام کو زندگی ان سے ملی۔ قرآن کی حفاظت انکی وساطت سے ہوئی۔ خدا کے زندہ رسول کی طرح انکی یادگار ہیں بھی زندہ موجود ہیں۔ کوئی نہیں ان کے سوا جو زندہ رسول کے ساتھ اسوقت ہو۔

میں نے ان سب امور کو روز روشن کیطرح خدا کی قوت و حول سے اپنی کتاب خلافت راشدہ میں ثابت کیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ میری یہ کوشش بہت سے سعادت مندوں کی ہدایت کا باعث ہوگی۔ اور خدا تعالے کے قدوسیوں کی عزت اس ذریعہ سے ظاہر ہوگی اور ایک سخت غلطی کی اصلاح ہوگی جس نے بہت بڑا فساد جہاں میں برپا کیا۔

بالآخر میں اپنے شیعہ دوست غلام مرتضیٰ خان کو کہتا ہوں کہ وہ بے شک اپنے طور پر میری خط وکتابت کو شائع کردیں شاید ان ہی کے ذریعہ سے میرے یہ درد دل کی باتیں کسی رشید تک پہونچ جائیں اگر انہوں نے مجھے قبول نہیں کیا تو شاید کوئی اور سعادت و رشد کا فرزند پیدا ہو جائے جو ان صداقت کے جگر گوشوں کی قدر کرے۔ میرا دل بولتا ہے اور وقت بھی آگیا ہے کہ قرآن کے علوم دنیا میں پھیلیں گے اور قرآنی علوم کے انتشار سے یہ سب ظلمتیں اور وسوسے جو الباطل نے دنیا میں پھیلائے ہیں پاش پاش ہو جائیں گے۔ عیسویت اور تشیع زمانہ افسانے اور بے سروپا داستانیں ہیں اور ان کے پیرو ناکامی اور نامرادی کے شکنجے کے اکثر ہیں۔ یہ فضول باتیں اب علوم حقہ کے رُوبرو آگے ٹھہر جائیں ممکن نہیں۔

ان وہ جو آپ نے نہایت سادگی سے لکھا تھا اور اسپر فخر کیا تھا کہ آیہ وعد اللہ الذین امنوا الآیہ یعنی آیۃ استخلاف منسوخ آیت ہے۔ یہ آپ کی ناواقفیت علوم اسلام سے ہے۔ نسخ ایسا مسئلہ ہے جو عقل اور نقل اور سنۃ اللہ تینوں اصولوں سے ثابت نہیں ہوتا۔ پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف سے کوئی نص صریح اسپر ثابت نہیں۔ خدا تعالیٰ کے کلام میں اسکا کوئی اشارہ نہیں۔ قوم میں اختلاف ہوا ہے کہ کتنی آیتیں منسوخ ہیں کسی نے کوئی تعداد بنائی کسی نے کوئی۔ اسپر اتفاق کا نہ ہونا ہی بتاتا ہے کہ شارع علیہ السلام کی طرف سے کوئی نص صریح اس کی تائید میں موجود نہیں۔ اور جس گروہ نے جن آیتوں کو منسوخ کہا ہے بڑی غلط فہمی سے کام لے کر محکمات کو منسوخ کہا ہے اور ایسا ہی ہے کہ ایک شخص ایک آیۃ کو منسوخ کہتا ہے تو دوسرا اُسے رد کرتا ہے اور اُسی آیۃ کو محکم قرار دیتا ہے۔ اور ہم لوگ وہ قوم ہیں جو خدا تعالیٰ کے کلام کو خدا کی ذات کیطرح حی قیوم اور لا تبدیل اور لا تنسیخ مانتے ہیں اور جو کچھ بین الدفتین ہے اُسے صحیح غیر منسوخ اور واجب العمل مانتے ہیں۔ کوئی شخص اُٹھے اور کوئی آیت منسوخ پیش کرے ہم بفضل اللہ ثابت کر دینگے کہ وہ آیت محکم ہے۔ اور اُس کے فہم نے ٹھوکر کھائی ہے۔

اور علاوہ براں سب سے بڑی بات جسکی طرف آپ کو توجہ کرنی چاہیے یہ ہے کہ کوئی بھی آج تک قصص اور مواعید میں نسخ کا قائل نہیں ہوا۔ خدا تعالیٰ کی

ایک سنت گذشتہ راستبازوں میں جاری تھی - اور وہ کسی سلسلۂ حقہ کے صدق کا معیار کامل تھی - خدا تعالے نے دکھانا چاہا کہ قرآن کریم بھی ایک سلسلۂ حقہ کی بنیاد ڈالنی چاہتا ہے اسی عادت مستمرہ کے موافق خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ وعدہ فرمایا کہ میں قرآن کے سچے پیرووں کو زمین میں جانشین بناؤں گا الخ - میری دوست یہ خدا تعالے قادر مطلق کا عظیم الشان وعدہ اور قرآن اور حامل قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیت کا بڑا بھاری معیار تھا - آخر یہ لفظاً وحرفاً پورا ہوا اور ابو بکر اور عمر اور اُن کے اتباع کے وجود میں پورا ہوا - آپ کہتے ہیں کہ یہ آیۃ منسوخ ہے - خدا تعالے آپ کو سمجھدے - اگر یہی وعدہ منسوخ ہے اور وعدوں میں نسخ جائز ہے تو امان تو بالکل اُٹھہ گیا - کیوں ممکن نہیں کہ جناب علی کی وصایت کا وعدہ بھی منسوخ نہ ہو گیا ہو بلکہ اُسکا پورا نہ ہونا ہی بتاتا ہے کہ ضرور منسوخ ہو گیا ہوگا یا خدا تعالے حسب قاعدہ بدء وعدہ کرکے پھر ایک زبردست جماعت کی قوت دیکھکر پشیمان ہو گیا ہوگا - اور پھر کیا ممکن نہیں کہ بارھویں امام کے ظہور اور شوکت کا وعدہ بھی اندر ہی اندر منسوخ ہو گیا ہو اور آپ لوگ انتظار کی کشمکش میں قیامت تک گرفتار رہیں غرض یاد رکھو احکام اور قصص اور مواعید میں نسخ نہیں - گرمی کی شدۃ کی وجہ سے زیادہ لکھ نہیں سکتا - عصر کے بعد اُس خط کو ختم کرتا ہوں اور خدا تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ وہ آپ کی دستگیری کرکے اور باطل کا اصلی حال آپ پر منکشف کردے - اور ایسا نہ ہو کہ آپ قیامت کے دن اُن لوگوں میں محشور ہوں جنہوں نے خدا تعالے کے قدوسیوں سے جنگ کی - میں پھر آپ کو متوجہ کرتا ہوں کہ ابوبکر و عمر خدا کے برگزیدے - اسلام کی روح و رواں اور قرآن کی برکات کے زندہ ثبوت ہیں - اُن کی سچائی اور اُن کے قائم کردہ سلسلہ کی سچائی کا زندہ ثبوت یہ ہے کہ آج خدا تعالیٰ نے ضرورت حقہ کے وقت جسے مسیح موعود اور مہدی مسعود کرکے نازل کیا ہے وہ بھی ابو بکر و عمر کے خدام اور مؤیدوں میں سے ہے کوئی ہے جو اس سلسلہ حقہ سے انکار کرے اور پھر آسمانی ہتھیاروں کا مقابلہ کرے جن سے متسلح ہوکر ہمارا امام میدان میں نکلا ہے - واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی النبی الامین

عبد الکریم - قادیان

۱۴ جون ۱۹۰۰ء

اشتہار

طریق الاسلام

یہ رسالہ ۱۷ صفحہ کا ہے - اس میں اسلام کے ضروری مسائل کا بیان نثر اور نظم میں کیا گیا ہے جس کے پڑھنے سے اللہ رسول کی تابعداری کا شوق پیدا ہوتا ہے خصوص عورتوں اور بچوں کے لئے بہت مفید ہے قیمت اسکی ایک آنہ ہے -

حقیقۃ الاسلام

یہ رسالہ ۱۵ صفحہ کا ہے - اللہ جل شانہ کی مہربانی سے اور حضرت اقدس میرزا صاحب مسیح موعود کی اتباع کی برکت سے جو انتخارے پورے ہوے ہیں وہ اس میں درج کئے گئے ہیں قیمت اس کی ۱؎ ہے - جن صاحب کو یہ دونوں رسالے منگانے ہوں مفصلہ ذیل پتہ سے منگا لیں -

افتخار احمد - قادیان - ضلع گورداسپور

بشپ صاحب لاہور کا انکار

لاہور کے لاٹ پادری نے اس درخواست مباحثہ سے انکار کیا جو حضرت مسیح کا بواسطہ دیگر اہل اسلام کی ایک معزز جماعت نے انگریزی اردو میں چھپواکر اُن کے پاس بھیجی تھی - افسوس کی بات ہے کہ بشپ صاحب نے مسیح علیہ السلام کی قسم کا کچھہ بھی لحاظ نہ کیا -

براہین احمدیہ

چار جلد کامل

یہ وہ نادر اور بے نظیر کتاب ہے جس میں قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کے ثبوت میں تین سو زبردست دلائل قاطع دی گئی ہیں اور اسلام کو بمقابلہ جمیع مذاہب کے اعلیٰ و افضل کیا گیا ہے اثبات رسالت آنحضرت میں آجتک کوئی کتاب ایسی تصنیف نہیں ہوئی موافق و مخالف اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اس کی پہلے قیمت پچیس روپے تھے اور بوجہ نایابی کے دنیا اس کی زیارت کو ترس رہی تھی۔ ہم نے بڑی کوشش اور جانفشانی سے اس کتاب کو زیور انطباع بار ثانی پہنایا ہے ناظرین یہ موقع ہاتھ سے نہ کھوئیں نہایت جلد خرید فرمائیں کاغذ موٹا چھاپہ نفیس خوشخط خوش نما قیمت نہایت ہی کم صرف ~~سے~~

المشتہر

کریم بخش مالک مطبع مفید عام پریس سیالکوٹ

افسوس

سخت افسوس کی بات ہے کہ ہندوستان میں آریہ اور عیسائیوں کیطرف سے کئی رسالے اور اخبار ہفتہ وار اور ماہوار چھپتے ہیں جنمیں دین و دنیا کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت اسقدر بدزبانیاں اور گالیاں دی جاتی ہیں کہ ایک غیرت مند مسلمان کا بدن تھرا اٹھتا ہے اور آنکھوں میں خون اتر آتا ہے ان رسالوں میں کچھ ایسا زہر بھرا ہوا ہے کہ کئی مسلمان اُن کو پڑھکر اسلام سے مشکک اور مرتد ہوگئے ہیں ہندوستان میں چھ کروڑ مسلمان ہیں لیکن افسوس کہ ایک اخبار یا رسالہ بھی اُنکی طرفسے باقاعدہ نہیں چھپتا جو ان مخالفین کے دندان شکن جواب دیکر اہل اسلام کو دوزخ کے گڑھے سے بچائے اور انکا حوصلہ بڑھائے۔ کہتے ہیں کہ عیسائیوں کے مشن کا بہت سا روپیہ اسی ایکبات سے وصول ہوجاتا ہے کہ ولایت کے عیسائیوں نے ایک ایک وقت کی چار میں میٹھا ڈالنا چھوڑ دیا ہے اور اسی ایکدفعہ کے میٹھا چھوڑ دینے سے ہزاروں روپے جمع ہوجاتے ہیں جو وہ عیسائی مذہب اور عیسائی رسالوں کے شائع کرنیمیں صرف کرتے ہیں اسلام جو خدائی اور سچا مذہب ہے کیا اُس کے لئے مسلمانوں کو اتنی بھی غیرت نہیں ہونی چاہیئے ضرور ہونی چاہیئے اور اسی غیرت نے ہمارا دامن پکڑا کہ ہم یہ رسالہ نور الاسلام ماہوار نکالنے پر مجبور ہوئے جسمیں نور افشاں وغیرہ عیسائی اخباروں اور آریہ گزٹ وغیرہ آریہ کے اخباروں اور مخالفین کے تمام اعتراضات کے مفصل جواب لکھا کرتے ہیں ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس رسالہ کو منگائے اور مطالعہ فرمائے حجم ۴۸ صفحہ ماہوار قیمت نہایت کم معہ محصولڈاک صرف عہ سالانہ قیمت ہر حالت میں پیشگی آنی چاہئے نمونہ کے لئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہئے واعظین اسلام سے رسالہ کی قیمت سالانہ صرف ۱۲ اور غیر مذاہب سے ۸ لیا جاتا ہے اس غرض سے کہ غیر مذہب کو رو برو خدا کے یہ موقع نہ ملے کہ ہم نے دنیا میں رسالہ انوار الاسلام نہیں دیکھا۔

المشتہر منشی کریم بخش مالک و مہتمم رسالہ انوار الاسلام سیالکوٹ

بشارت

طالبان کلام ربانی کو مژدہ ہو کہ تفسیر کبیر کی جلد اول کا ترجمہ جسکا نام سراج منیر ہے چھپکر طیار ہوگیا جن صاحبوں کی درخواستیں مطبع میں آچکی ہیں انکی نام روانگی شروع ہوگئی ہے اور جو صاحب طیاری پر ارادہ خریداری رکھتے ہیں اُنکو چاہیئے کہ بہت جلد طلب فرمائیں ورنہ یہ گوہر بے بہا نایاب ہو جائیگا اور طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا ہم کو اس تفسیر کی خوبی بیان کرنیکی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کیونکہ تمام اہل اسلام جانتے ہیں کہ اس سے بڑھکر دنیا میں کوئی تفسیر نہیں جو بوجہ عربی ہونے کے اردو خوان اسکے فائدہ سے محروم تھے الحمدللہ کہ جسکی خوبی سے حضرت امام محمد فخر الدین رازی نے کلام پاک کی تفسیر کی ہے اسی لطافت سے مولوی خلیل احمد صاحب اسرائیلی نے نقط لفظ اردو ترجمہ کیا جسمیں ایک حرف کی بھی کمی بیشی نہیں کی وہ زبان عرب ہے تو یہ زبان ہند۔ یا یوں کہو کہ مفسر قرآن عربی الاصل ہے اور مترجم ہندی النسل۔ ترجمہ عام فہم اردو سلیس تحریر خوشخط چھاپا عمدہ کاغذ سفید سطر اور چکنا یا ہیں خوبی و خوش اسلوبی قیمت للعہ محصول بذمہ خریدار۔ مطبع ریاض ہند امرتسر نقد قیمت یا بذریعہ ویلیو قیمت

علماء اسلام سے درخواست

حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے علماء و فضلا و مشائخ اور دیگر معززین کی طرف سے علماء اسلام کی خدمت میں ایک درخواست بھیجی گئی ہے کہ وہ حضرت اقدس کے دعاوی کے متعلق ایک آسان اور صاف طریق پر فیصلہ کرلیں اور قرآن کریم یا احادیث یا دلائل عقلیہ سے تو وہ مقابلہ نہیں کر سکتے تو تیسری صورت تائیدات سماویہ ہیں اور اس میں حضرت اقدس کے گذشتہ نشانات کو جو ظاہر ہو چکے ہیں چھوڑ کر اب ایک اور نشان دیکھیں اور دکھائیں۔ یہ نشان اس قسم کا ہو گا کہ چند مریض جمع کر کے قرعہ اندازی سے فریقین میں تقسیم کر دئے جائیں اور پھر دعا کر کے قبل از وقت اُن کی صحت کی اطلاع دیجاوے جس کے مریض زیادہ شفایاب ہوں جیسا کہ وہ اطلاع دے وہ مؤید بتائیدات الٰہیہ قرار پاکر صادق ٹھیرایا جاوے یہ مبسوط درخواست علحدہ چھپ کر مفت تقسیم ہو رہی ہے۔ مولویو۔ سجادہ نشینو خلق خدا پر رحم کرو حق کو نہ چھپاؤ۔ اور صادق کو شناخت کرو۔

سیرت مسیح موعود پیدا ہو گئی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اندرونی اور بیرونی لائف حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے لکھی ہے (۱۲۸) صفحہ پر چھپکر طیار ہو گئی ہے۔ اس بات کے بیان کرنے کی ہمکو کچھ ضرورت نہیں کہ اس پاک سیرۃ میں کیا کیا لکھا گیا ہے۔ حضرت اقدس کی سیرت اور حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کی تصنیف ہی کہدینا کافی ہے قیمت ۸ر بلا محصولڈاک دفتر اخبار الحکم سے طلب کرو

پیر مہر شاہ

گولڑہ والے کی کتاب شمس الہدایت کا جواب لکھا جا رہا ہے اور قریب الختم ہے یہ جواب حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب امروہی نے لکھا ہے جواب ترکی بہ ترکی اور منقولی اور معقولی نہایت متانت سے دیا گیا ہے یہ جواب انشاء اللہ تعالیٰ لاجواب ہوگا

شکریہ

ہم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن فاضلکا مولوی محمد یمین صاحب دانہ اور منشی امام الدین صاحب سب اوورسیر مری۔ شیخ محمد اکبر صاحب سیالکوٹی کے شکر گذار ہیں جنہوں نے ہماری "عذر تقصیر" کے عنوان والے مضمون پر توجہ فرما کر خریدار فراہم کئے ہیں اور خریدار پیدا کر رہے ہیں۔ مولوی محمد یمین صاحب نے ایک جدید خریدار دیا ہے اور باقی صاحب دو دو خریدار دے چکے ہیں جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

تفسیر القرآن

کے خریداروں کی عدم توجگی کے باعث طبع تفسیر کا کام میں بہت توقف ہو رہا ہے کاش وہ توجہ کریں۔

مختلف خبریں

بمبئی کے سرونشا پیٹٹ ملک التجار نے ایک تدبیر قحط زدگان کی مدد کی یہ سوچی ہے کہ فی کس ۲ر چندہ لیا جاوے ۲ر سے زائد نہ مانگا جاوے اور جس شخص سے دو آنہ لئے جاویں اُس سے کہا جاوے کہ کم سے کم تین آدمیوں سے اور آپ چندہ جمع کریں چنانچہ اسطرح سے ایک ماہ میں ۷ ہزار کا چندہ بمبئی میں ہوا۔ اسی کی نقل ولایت میں ہو رہی ہے اور فی کس تین پنس کی رقم جمع کی جاتی ہے دو آنہ ایک مزدور بھی دے سکتا ہے بشرطیکہ چار روز تمباکو کی خرچیں کمی کرے

حضور ملکہ معظمہ کو عورتوں کے حقوق کا بہت خیال ہے۔ سنا ہے کہ ہر مجسٹی کے ایما سے ایک مسودہ قانون پارلیمنٹ میں عنقریب پیش ہونے والا ہے کہ جب کسی لارڈ کے اولاد نرینہ نہ ہو تو اُس کی وفات پر اُس کے خطاب کی وارث لڑکی ہو سکتی ہے۔

صدر ہسپتال امرتسر کا کمپونڈر اس سبب سے موقوف کیا گیا کہ اس نے اپنے ایک قریبی رشتہ دار کی جو ہیضہ سے مرا خفا رپورٹ نہ کی۔

ساد(ہ) سوانح عمری حصہ دوم پیشتر چھپکر طیار ہو گیا ہے علاوہ محصولڈاک ۸ر قیمت ہے۔ سوانح عمری از دارالامان

میرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ سے خالص میرا فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ہے خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی میرے کے سرمہ کے اشتہار ولسنی بچنا چاہیئے۔

المشتہر۔ پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے۔

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر۔ ڈی۔ ایم۔ پی ایم۔ سانگلی صاحب بہادر ایم۔ بی۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی۔

۲۔ میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اس کی آنکھیں سرخ اور دکھتی رہتی تھیں انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتا تھا اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ میں نے میرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی بہت جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴۔ میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماری سے بچنے کے لئے میرے کا سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ سنہ

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۶۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم

چہ گویم با تو گر آئی بدارالامان بینی — دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

نمبر ۲۳ | دارالامان قادیان ۲۴ جون ۱۹۰۹ء | جلد ۱۳

ایڈیٹر کے قابل غور جملے

خلت اور دوستی یہ ہے

عام طور پر یہ امر مشاہدہ میں آیا ہے کہ جب پانی دودھ میں آملتا ہے تو دودھ اپنے اوصاف اور رنگ و روپ میں اسکو اپنا شریک بنالیتا ہے پانی اس فیاضی کے معاوضہ میں یہ کرتا ہے کہ جب آگ دودھ کو جلانے لگتی ہے تو یہ پہلے جلنا منظور کرتا ہے دودھ اسکو جلتے اور جوش کھاتے ہوے دیکھکر خود بھی جوش کھانے لگتا ہے۔ اور آگ پر گر کر اُس کی سوزش سے پانی کو محفوظ رکھنا چاہتا ہے اگر پھر پانی ملادیا جاوے تو دودھ میں سکون ہوجاتا ہے۔ اس نظارہ کو دیکھکر ہم ایثار کا سبق سیکھتے ہیں جب تک دوسروں کے آرام اور راحت کے لیئے ہم اپنی آسایش کو قربان نکریں دوسرے کو نفع نہیں پہوچا سکتے یہی وہ سر ہے جو کل دنیا کے بہترین روحانی معلم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس پاک قول میں مرکوز ہے کہ کوئی مومن نہیں ہوتا جبتک کہ اپنے بھائی کے لئے وہ پسند نہ کرے جو اپنے لیئے چاہتا ہے پس کون ہے جو اپنے لئے برائی چاہتا ہے؟ کوئی نہیں پھر کیا وجہ ہے کہ دوسروں کو فائدہ پہونچانے میں سستی کی جاوے؟

خیر الناس من ینفع الناس

خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک ملفوظات میں یہ لوح دل پر کندہ کرنے والا جملہ بھی درج ہے یعنی لوگوں میں سے بہترین انسان وہ ہے جو دوسروں کو نفع پہونچائے۔ اس پاک جملہ کے اندر حصول امن سلامتی راحت اطمینان کا اعلیٰ سے اعلیٰ اصول بیان

کر دیا گیا ہے جب کہ انسانی ہستی کی فطرت میں بہترین مخلوق ہونے اور اپنے ابنائے جنس میں ایک امتیاز حاصل کرنے کا مادہ ودیعت رکھا گیا ہے پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ اس امتیاز اور اعزاز کے حاصل کرنے کے واسطے تاریک راہیں کیوں اختیار کی جاتی ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ اوباشوں اور عیاشوں میں گوئے سبقت لے جانے کے واسطے کوششیں کی جاتی ہیں۔ بیہودہ اور بیفائدہ طور پر نمایشی عزت کے لئے سعی کی جاتی ہے مگر نہیں تو کار خیر میں نہیں مقابلو اور مجاہدوں کی دوڑ کا میدان اپنی ذاتی اغراض کے حلقہ میں محدود کیا گیا ہے۔ حقیقت میں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پاک قول پر نگاہ کی جاوے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ کسقدر خوبیوں اور محامد کا مجموعہ وہ دل تھا جس سے یہ بہشتی زندگی کا اصول نکلتا ہے۔ ہر ایک آدمی جبکہ امتیاز اور عزت کا فطرتاً خواہشمند ہے پھر اگر ہر ایک بجائے خود اپنی قدر اور حیثیت کے موافق دوسروں کو فائدہ پہونچانے کی کوشش کرے تو کیا دنیا میں راحت امن اور اطمینان پیدا نہ ہو بے شک یہ دار المحن جنت الخلد کا نمونہ ہو جاوے آئے دن کے جھگڑے اور لڑائیاں عدالتوں کی کشمکش سے نجات ملے مگر آہ! کوئی سوچنے والا ہو۔ غیر قوموں نے اگر اپنی غفلت اور کم فہمی سے اس مذہبی اصول سے فائدہ نہیں اُٹھایا

تو مسلمانو! تمپر افسوس کہ تم نے بھی باوجودیکہ نبی خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیرو کہلاتے ہو ان اصولوں کو چھوڑ دیا۔ یہی وجہ ہے کہ تم میں ہمدردی خلت اور اخوت نہیں رہی اور تمہارا شیرازہ اکھڑ گیا۔ ہوا بگڑ گئی نتیجہ یہ ہوا کہ نکبت اور ذلت کے گڑھے میں جا گرے سوچو! اور غور کرو۔

درازی عمر کا راز نفع رسانی ہے

کون آدمی ہے جو درازی عمر کا خواہشمند نہیں کوئی کایا کلپ کرنے والے سنیاسیوں کی تلاش میں سرگردان ہے کوئی کسی تجویز میں سرگرداں ہے مگر ان سب کی مثال وہی ہے ڈھنڈورا شہر میں لڑکا بغل میں درازی عمر کا سہل الحصول اور آسان ترین نسخہ موجود ہے ہاں اسکو استعمال کرنے والا انسان چاہیئے۔ وہ نسخہ کیا ہے؟ نفع رسانی مخلوق جیسے ہم نے اوپر کے نوٹ میں بتلایا ہے کہ دنیا کی تمام عزتیں تمام بھلائیاں دوسروں کی نفع رسانی کی تہ میں ہیں اسی طرح پر دوستو! یاد رکھو خدائے علیم کا وعدہ ہے کہ اما ما ينفع الناس فيمكث في الارض جو لوگوں کو نفع پہونچاتا ہے اُس کی عمر دراز ہوتی ہے۔ پس دوسروں پر رحم کرو کہ اللہ تعالے تم پر رحم کرے گا۔ دوسروں کا غم کھاؤ کہ تمھیں کوئی غم نہ پہونچے

یہ ہے اسلام کی تعلیم!!! اس پر بھی بعض کوتاہ اندیش کہتے ہیں کہ اسلام میں ہمدردی اور محبت نہیں ہم کہتے ہیں کہ کیا کوئی دوسرا مذہب اس کی نظیر لا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں اسلام کی بنا دوہی دو اصول پر ہے تعظیم لامر الله اور شفقت علی خلق الله

گورنمنٹ سوچے تو فائدہ کی بات ہے

کہا جاتا ہے کہ مذہبی مباحثے اور مناظرے اچھا نتیجہ پیدا نہیں کرتے یا بالفاظ دیگر یوں کہو کہ ان سے مختلف فرقوں کے درمیان مخالفتوں کا میدان وسیع ہوتا جاتا ہے۔ ہمارے خیال میں یہ بات بطور قاعدہ کلیہ کے صحیح نہیں ہے بلکہ یوں درست ہو سکتی ہے کہ مذہبی مباحثوں کا وہ طرز جو بعض قوموں نے اختیار کر رکھا ہے منافرت کو پیدا کرتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اپنے مذہب کے حقائق اور معارف کو تو پیش نہ کیا جاوے اور نہ اپنے مذہبی اصولوں کی حقانیت پر علمی اور عملی دلائل دیئے جائیں بلکہ اُلٹا دوسرے مذاہب کے مقتدا پیشواؤں کو گالیاں دی جاویں۔ یہ مذموم طریق ہندوستان میں پہلے پہل پادریوں سے آیا جنھوں نے اسلام

اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بیہودہ اور بے معنی الزام لگائے۔ انکی اس فیاضی سے آریوں نے بھی حصہ لیا۔ اور پھر مرتا کیا نہ کرتا مسلمانوں کو بھی کلوخ انداز را پاداش سنگ ست پر عمل کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ مگر وہ اپنی کمزوری کی وجہ سے جو انکو مالی ملکی علمی ہر صیغہ میں بدقسمتی سے لاحق ہو رہی ہے ان دونوں قوموں کی گالیوں کا جواب گالیوں سے نہ دے سکے۔ اور نہیں دے سکتے اس لئے ہمارے خیال میں گورنمنٹ عالیہ کے لئے یہ سوال بیشک غور طلب ہے کہ یا تو ایک خاص عرصہ تک یعنی کم از کم دس سال تک مذہبی مباحثوں کو بالکل بند کر دے۔ اور عام حکم دیدے کہ کوئی اہل مذہب دوسرے مذہب والے پر کسی قسم کا اعتراض نہ کرے بلکہ اپنے مذہب کی خوبیاں اور حقائق ہی پیش کرے اور یا یہ کرے کہ ہندوستان کے مشہور و معروف مذہب کے مقتدا اور سربرآوردہ پیشوایان مذہب کی ایک کانفرس اپنی نگرانی میں کرے تاکہ ہمیشہ کے لئے ایک فیصلہ ہو جاوے اس میں ہرایک مذہب والا اپنے مذہب کی تائید میں علمی دلائل اور عملی نشانات جو اس کو اس پر عمل کرنے کے بعد خدا تعالے کی طرف سے ملے ہیں دکھاوے اور اس کے بعد جو مذہب غالب آوے اس کی اشاعت اور پرتبلیغ کا سلسلہ جاری رکھکر باقیوں کو حکماً بند کر دیا جاوے۔ اگر گورنمنٹ اس قسم کی کانفرس کرے اور ادیان مذاہب کو مدعو کرے اور جو اس کانفرس میں شریک ہونے سے انکار کرے اس کا انکار اس بات کی دلیل قرار دیا جاوے کہ وہ ملک میں امن اور آسایش کا خواہشمند نہیں ہے تو یہ تجویز بظاہر کیسی مشکل بنا کر دکھائی جاوے لیکن حقیقت میں بہت ہی راحت رسان اور امن بخش ہے

مکتوب حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ اللہ بعد سلام مسنون۔ آنمخدوم کا دوبارہ عنایت نامہ پہونچا اس عاجز کو اگرچہ بباعث علالت طبع طاقت تحریر جواب نہیں۔ لیکن آنمخدوم کی تاکید دوبارہ کی وجہ سے کچھ بطور اجمال عرض کیا جاتا ہے۔

۱۔ یہ عاجز شریعت اور طریقت دونوں میں مجدد ہے۔

۲۔ تجدید کے یہ معنی نہیں ہیں کہ کم یا زیادہ کیا جاوے اس کا نام تو نسخ ہے بلکہ تجدید کے یہ معنی ہیں کہ جو عقائد حقہ میں فتور آگیا ہے اور طرح طرح کے زوائد ان کے ساتھ لگ گئی ہیں یا جو اعمال صالحہ کے ادا کرنے میں سستی وقوع میں آگئی ہے یا جو وصول اور سلوک الی اللہ کے طرق اور قواعد محفوظ نہیں رہے ان کو مجدداً تاکیداً بالاصل بیان کیا جائے وقال اللہ تعالےٰ۔ اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتھا۔ یعنی عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جب دل مر جاتے ہیں اور محبت اللہ دلوں سے ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ اور ذوق اور شوق اور حضور اور خضوع نمازوں میں نہیں رہتا اور اکثر لوگ رو بدنیا ہو جاتے ہیں اور علماء میں نفسانیت اور فقرا میں عجب اور پست ہمتی اور انواع و اقسام کی بدعات پیدا ہو جاتی ہیں تو ایسے زمانہ میں خدا تعالے صاحب قوت قدسیہ پیدا کرتا ہے اور وہ حجۃ اللہ ہوتا ہے اور بہتوں کے دلوں کو خدا کی طرف کھینچتا ہے اور بہتوں پر اتمام حجت کرتا ہے یہ وسوسہ بالکل نکما ہے کہ قرآن شریف و احادیث موجود ہیں پھر مجدد کی کیا ضرورت ہے یہ انھیں لوگوں کے خیالات ہیں جنھوں نے کبھی غمخواری سے اپنے ایمان کی طرف نظر نہیں کی اپنی حالت اسلامیہ کو نہیں جانچا اپنے یقین کا اندازہ معلوم نہیں کیا بلکہ اتفاقاً مسلمانوں کے گھر پیدا ہو گئے اور پھر رسم اور عادت کے طور پر لا الٰہ الا اللہ کہتے رہے۔ حقیقی یقین اور

ایمان بجز صحبت صادقین میسر نہیں آتا - قرآن شریف تو اُس وقت بھی ہو گا جب قیامت آئے گی مگر وہ صدیق لوگ نہیں ہوں گے کہ جو قرآن شریف کو سمجھتے تھے اور اپنی قوت قدسی سے مستعدین پر اس کا اثر ڈالتے تھے و لا یمسه الا المطهرون پس قیامت کے وجود کا مانع صرف صدیقوں کا وجود ہے - قرآن شریف خدا کی روحانی کتاب ہے اور صدیقوں کا وجود خدا کی ایک مجسم کتاب ہے - جب تک یہ دونوں نمایاں انوار ایمانی ظاہر نہیں ہوتے تب تک انسان خدا تک نہیں پہونچتا فتدبروا و تفکروا -

۳- اس کا جواب - جواب دوم میں آگیا ہے -

۴- اول قرآن شریف مجدد کی ضرورت بتلاتا ہے جیسے میں نے ابھی بیان کیا ہے قال اللہ تعالیٰ - اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتها - و قال اللہ تعالیٰ - نحن نزلنا الذکر و انا له لحفظون اور ایسا ہی حدیث نبوی ص بھی مجدد کی ضرورت بتلاتی ہے - عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم - ان اللہ یبعث لهذه الامة علی راس کل مائة سنة من یجدد لها دینها رواه ابو داؤد اور اجماع سنت و جماعت بھی اسپر ہے - کیونکہ کوئی ایسا مومن نہیں کہ جو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رو گرداں ہو سکتا ہے

اور قیاس بھی اسی کو چاہتا ہے کیونکہ جس حالت میں خدا تعالیٰ شریعت موسوی کی تجدید ہزارہا نبیوں کے ذریعہ سے کرتا رہا ہے اور گو وہ صاحب کتاب نہ تھے مگر مجدد شریعت موسوی تھے - اور یہ امت خیر الامم ہے قال اللہ تعالیٰ - کنتم خیر امة اخرجت للناس پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس امت کو خدا تعالیٰ بالکل گوشۂ خاطر عاطر سے فراموش کر دے - اور باوجود صدہا خرابیوں کے کہ جو مسلمانوں کی حالت پر غالب ہو گئی ہیں - اور اسلام پر بیرونی حملے ہو رہے ہیں نظر اُٹھا کر نہ دیکھے جو کچھ آج کل اسلام کی حالت خفیف ہو رہی ہے کسی عاقل پر مخفی نہیں یعنی تعلیم یافتہ عقائد حقہ سے دست بردار ہوتے جاتے ہیں پُرانے مسلمانوں میں صرف یہودیوں کی طرح ظاہر پرستی یا قبر پرستی رہ گئی ہے ٹھیک ٹھیک روبخدا کتنے ہیں کہاں ہیں اور کدھر ہیں - ہر ایک صدی میں کوئی نامی مجدد پیدا ہونا ضروری نہیں نامی گرامی مجدد صرف اُسی صدی کے لئے پیدا ہوتا ہے کہ جس میں سخت ضلالت پھیلتی ہے - جیسے آج کل ہے -

۵- پانچواں سوال میں آپ کا سمجھا نہیں - مجھ سے اچھی طرح پڑھا نہیں گیا -

۶- حضرت مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں آپ ہی فرماتے ہیں کہ جو لوگ میرے بعد آنیوالے ہیں جنپر حضرت احدیت کی خاص خاص عنایات ہیں میں اُن سے افضل نہیں ہوں اور نہ وہ میرے پیرو ہیں - سو یہ عاجز بیان کرتا ہے نہ فخر کے طریق پر بلکہ واقعی طور پر شکراً لنعمة اللہ کہ اس عاجز کو خدا تعالیٰ نے اُن بہتوں پر افضلیت بخشی ہے کہ جو حضرت مجدد صاحب سے بھی بہتر ہیں اور مراتب اولیا سے بڑھکر نبیوں سے مشابہت دی ہے سو یہ عاجز مجدد صاحب کا پیرو نہیں ہے - بلکہ براہ راست اپنے نبی کریم کا پیرو ہے - اور جیسا سمجھایا گیا ہے بدلی یقین سمجھتا ہے کہ ان سے اور ایسا ہی اُن بہتوں سے کہ جو گذر چکے ہیں افضل ہے و ذلک فضل اللہ یوتیه من یشاء -

۷- خدا تعالیٰ کے کلام میں مجھ سے یہ محاورہ نہیں ہے - مجھکو حضرت خداوند کریم محض اپنے فضل سے صدیق کے لفظ سے یاد کرتا ہے اور نیز دوسرے ایسے لفظوں سے جن کے سُننے کی آپ کو برداشت نہیں ہوگی - اور حضرت خداوند کریم نے مجھکو اس خطاب سے معزز فرما کر انی فضلتك علی العلمین - قل ارسلت الیکم جمیعا یہ بات بخوبی کھولدی ہے کہ اس ناکارہ کو تمام عالمین یعنی تمام زمین کے باشندوں پر فضیلت بخشی گئی ہے - پس سوال ہفتم کے جواب میں اسی قدر کافی ہے -

۸- اس ناکارہ کے والد مرحوم کا نام غلام مرتضیٰ تھا وہی ہیں جو حکیم حاذق تھے اور دنیوی وضع پر اس ملک کے گرد و نواح

[illegible]

عام معاملات پر ہمارے ریمارکس

پادری خبردار ہوں

لارڈ سالسبری نے بڑی بھاری سپیچ انجیلی انجمن میں دی ہے اور اس میں پادریوں کو تنبیہ کی ہے کہ تم لوگ ذرا سنبھل کر مشرقی ممالک میں منادی کیا کرو۔ یہ مانا کہ تمہیں اپنی جانوں کی پروا نہ سہی لیکن تمہارے اہل ملک کا جو خون ہوتا ہے اس کا تمہیں ضرور خیال کرنا چاہیئے۔ لارڈ سالسبری صاحب کی یہ رائے نہایت عمدہ اور آب زر سے لکھنے کے قابل ہے اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ پادریوں کا طریق اشاعت مذہب ایسا ہو گیا ہے جو رعایا کے دلوں میں سخت بدظنی اور بددلی پھیلانے کا موجب ہو سکتا ہے۔ اگر پادریوں کی انجیلی منادی انجیل ہی تک محدود تھی تو کوئی اندیشہ کی بات نہ تھی مگر ان مسیح کے بردوں نے دوسرے مذاہب کے بزرگوں پر قابل نفرت نکتہ چینی کو اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھ لیا ہے جس سے ان لوگوں کے دلوں میں سخت کد پیدا ہو کر بعض اوقات کسی فساد کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ جنگ چین کی موجودہ اور آئندہ خطرناک صورت پر غور کرنے کے واسطے اگر ہم چند سال پیچھے چلے جاویں جب سے کہ درحقیقت فساد کی چنگاری امن عامہ کے خرمن میں پڑی تو ہمکو صرف چند پادریوں کا قتل نظر آئے گا جو اپنی ایسی بے اعتدال طرز منادی کا نشانہ ہوئے تھے بہرحال لارڈ سالسبری صاحب کی نصیحت جو ان بزرگوں کو کی گئی ہے قابل تعریف اور واجب العمل ہے کیا اچھا ہو اگر حضور ویسرائے صاحب بہادر اس طریق اشاعت مذہب کو عام طور پر روک دیں۔ اور پادریوں کو خصوصاً منع کریں کہ وہ اس طریق سے باز آویں۔ اس زمانہ میں امن و سلامتی کے شہزادہ اور صلح کے فرزند حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود نے جو تجویز گورنمنٹ عالیہ ہند کے حضور پیش کی ہے۔ لارڈ سالسبری کی رائے اور تجویز پر غور کرتے ہوئے وہ میموریل ضرور قابل لحاظ ہونا چاہیئے۔

فرانس کی شیطنت

جو لوگ اخبارات پڑھنے کے عادی ہیں ان کو معلوم ہو گا کہ فرانس سے بڑھکر بھی اسلام کا دشمن کوئی ملک کم ہو گا۔ یہ لوگ ہمیشہ تخریب اسلام کی فکر میں رہتے ہیں چنانچہ بالغ خرد ناظرین کو معلوم ہو گا کہ چند سال گذرتے ہیں اسی فرانس نے حضرت سرور عالم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کا ناٹک ملک فرانس میں دکھانا چاہا تھا جس پر اسلامی دنیا میں ایک عالمگیر شور مچ گیا اور آخر بڑی جد و جہد کے بعد مسلمان فرانس کو اس ناپاک تجویز سے روکنے میں کامیاب ہوئے اب اس کی اوندھی کھوپڑی میں یہ خیال سمایا ہے کہ (اس کے منہ میں خاک) مدینہ طیبہ سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کو اکھاڑ کر فرانس کے میوزیم (عجائب گھر) میں لا رکھیں۔ مسلمانوں کو اس خبر کے سننے سے جسقدر وحشت اور پریشانی ہو سکتی ہے ہم اندازہ نہیں کر سکتے۔ اگر فرانس اس قسم کا ارادہ کرے گا تو دنیا دیکھ لے گی کہ مسلمان جن میں مذہبی غیرت اور حمیت اس گئے گذرے زمانہ میں بھی کسی حد تک باقی ہے فرانس کی تکا بوٹی اڑا دیں گے اور اس کو معلوم ہو جائے گا کہ ایسے خیالات بد کا مزہ کیسا ہوتا ہے اب جنگ چین کی تقریب پر بغاوت کی آگ چین کے ایک صوبہ یانان تک جا پہونچی ہے یہ صوبہ مسلمانوں کا صوبہ ہے جو اپنی قوت بازو اور شمشیر سے بیس سال کی جنگ کے بعد چین سے لڑکر آزاد ہوئے ہیں فرانس اپنی ناعاقبت اندیشی سے اس صوبہ پر قبضہ کرنا چاہتا ہے اور استحقاق جتلاتا ہے۔ اگر فرانس ان ناپاک منصوبوں کی ذلت اور مار کے نیچے نہیں آگیا تو وہ یانان کے قبضہ کے خیال کو چھوڑ دے گا۔ ورنہ وہ دیکھ لے گا کہ یانان کے جنگجو اور جری مسلمان اس کی شیخی کیسی کرکری کرتے ہیں۔

برستی آگ جو باراں کی آرزو کرتے

گرمی کی حد ہو چلی آسمان سے برستی آگ

(لو) اور خاک دھول کے کچھ نہیں برستا۔ ہر طرف سے خطرناک آندھیوں اور گرد و غبار کی بارشوں کی خبر آتی ہے۔ گرمی کی اس قدر شدت اور امساک بارش بہت سی خطرناک امراض وبائیہ کا مقدمۃ الجیش ہے خدا ہی اپنا فضل کرے ہم نے انجمن حمایت الاسلام لاہور کا ایک اشتہار پڑھا جو اس نے نماز استسقا کے لئے شائع کیا ہے اس میں شک نہیں کہ طلب باراں کی نمازیں پڑھنا اور دعائیں مانگنا بجائے خود عمدہ اور ضروری چیزیں ہیں مگر سنن الٰہیہ پر نظر کرتے رہنا اور ان کے مطابق چلنا بھی ضروری ہے خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب میں فرمایا ہے وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا عذاب الٰہی اور کسی مامور کی بعثت لازم ملزوم امر ہیں یہ بات تو عام طور پر مان لی گئی ہے کہ وبا طاعون ہیضہ قحط امساک بارش یہ عذاب الٰہی کے ہوتے ہیں پیارے غافل قوم! اٹھو اور بیدار ہو کر اس مامور کی تلاش میں لگ جس کا انکار اور تضحیک بختہ پر یہ برے دن لایا ہے۔ اب اپنی ہٹ چھوڑ کہ اب سرگزشت کا معاملہ ہو چکا ہے اس کا ہاتھ پکڑ کہ جنیے ما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم کے وعدہ کے موافق امن ملے یقیناً سمجھو ساری دعائیں بے اثر اور بے سود ہوں گی اگر خداوند تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہوں وہ مامور جس کی تضحیک اور تکفیر میں ناعاقبت اندیش قوم نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا کون ہے؟ وہ وہی ہے جو دنیا میں حضرت اقدس مرزا غلام احمد رئیس قادیان کے نام سے اور ملاء اعلیٰ میں مسیح موعود اور مہدی معہود کے نام سے پکارا گیا ہے۔

نئی ایجادیں اور دلچسپ باتیں

ہوائی جہاز۔ ایک جرمن جہاز ساز نے ہوا میں چلنے والا جہاز طیار کرنا شروع کیا ہے جسمیں بہت ہلکا مصالح استعمال کیا جاوے گا اس میں انجن بھی لگائے جاویں گے اور یہ ایک سومن یا ۲۸ سومن بوجھ اٹھا سکے گا اسوقت تک ۳۵ ہزار پونڈ اس تجربہ پر صرف ہو چکے ہیں۔

نئی گاڑی۔ نیو یارک امریکہ کے ایک انجنیر نے ایک نئی گاڑی طیار کی ہے جو فی گھنٹہ ستر میل تک سفر کر سکتی ہے اس نے ہماری گورنمنٹ سے جنوبی افریقہ میں اسکی بہم رسانی کا ٹھیکہ لیا ہے اس میں بذریعہ گیس بتیس گھوڑوں کی طاقت پیدا کی جاتی ہے اور اس میں جلد سر ہونے والی توپیں رہتی ہیں۔

ایک فرانسیسی نیچرلسٹ کا خیال ہے کہ اگر دنیا میں کوئی پرندہ نہ رہے تو باوجود تمام زہروں کے جو وغیرہ حشرات الارض کے واسطے طیار کی جاسکتی ہیں نو سال کے بعد سطح زمین انسانی رہایش کے قابل نہ رہے اس عرصہ میں کیڑے مکوڑے تمام باغیچے اور کھیتوں کو نگل جاویں گے۔

بغیر تار کے برقی پیام بھیجنے کے موجد مسٹر مارکونی نے یہ فیصلہ کیا ہو کہ رود بار انگلستان کے دوسری جانب تار کے بغیر ایک آلہ سے خبریں جا سکتی ہیں جسکے ذریعہ ڈوور سے کیلے تک آسانی یہ سلسلہ جاری ہو سکے گا۔ چنانچہ حکام فرانس نے کئی جگہ ساحل فرانس پر اس غرض کے واسطے نشان قائم کرنے کی اجازت دیدی ہے۔

عرب میں ریلوے۔ مکہ معظمہ کی ریلوے کے واسطے شد و مد سے طیاریاں ہو رہی ہیں یہ طے ہو گیا ہے کہ سلسلہ تار برقی جاری ہونے کے بعد مقام حوران سے لے کر مکہ معظمہ تک ریلوے لین جاری کر دی جاوے۔

آوازیں۔ انجن کی سیٹی کی آواز تین ہزار تین سو گز کے فاصلہ سے سنائی دے سکتی ہے بندوق کی باڑھ اور کتے کا بھونکنا اٹھارہ سو گز کے فاصلہ سے ڈھول کی آواز سولہ سو گز کے فاصلہ سے اور انسان کی آواز ایکہزار گز کے فاصلہ سے مینڈک کی آواز نو سو گز سے سنائی دیتی ہے۔

عام معاملات

ہندوستان کیلئے حل طلب مسئلہ

ہمعصر سول اینڈ ملٹری گزٹ نے "روٹی کا مسئلہ" کے عنوان سے ایک دلچسپ نوٹ لکھا ہے۔ لاریب جو مسئلہ آجکل ہماری توجہ زیادہ دلچسپی اور غور کا موجب ہو سکتا ہے وہ یہ "روٹی کا مسئلہ" ہے۔ ہندوستان کی حالت بہت نازک ہو رہی ہے وبا طاعون ہیضہ امساک باراں۔

رسالہ سراج الحق حصہ دوم

یہ رسالہ قابل دید اور منحی لفظوں پر بحث کا ہے ممکن نہیں کہ مخالف امام الزمان اسکا جواب

براہین احمدیہ
چار جلد کامل

یہ وہ نادر اور بے نظیر کتاب
ہے جس میں قرآن شریف
کے کلام الٰہی ہونے اور
حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ
اور رسالت کے ثبوت میں
تین سو زبردست دلائل قاطع
دی گئی ہیں اور اسلام
کو بمقابلہ جمیع مذاہب کے
اعلیٰ و افضل کیا گیا ہے
اور اثبات رسالت آنحضرت میں
آج تک کوئی کتاب ایسی
تصنیف نہیں ہوئی موافق
و مخالف اس کی تعریف میں
رطب اللسان ہیں اس کی
پہلی قیمت ۲۵ روپے
تھی اور بوجہ نایابی کے
دنیا اس کی زیارت کو
ترس رہی تھی۔ ہم نے
بڑی کوشش اور جانفشانی
سے اس کتاب کو زیور
انطباع بار ثانی پہنایا ہے
ناظرین یہ موقع ہاتھ سے
نہ کھوئیں نہایت جلد خرید
فرمائیں۔ کاغذ موٹا چھاپہ
نفیس خوشخط خوشنما
قیمت نہایت ہی کم صرف
[illegible]

المشتہر کریم بخش
مالک مطبع معید عام
پریس سیالکوٹ

افسوس

سخت افسوس کی بات ہے کہ
ہندوستان میں آریہ اور عیسائیوں
کی طرف سے کئی رسالے اور
اخبار ہفتہ وار اور ماہوار چھپتے
ہیں جنمیں دین و دنیا کے سردار
حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کی نسبت اس قدر
بدزبانیاں اور گالیاں دی جاتی
ہیں کہ غیرت مند مسلمان کا بدن
تھرا اٹھتا ہے اور آنکھوں
میں خون اتر آتا ہے ان
رسالوں میں کچھ ایسا زہر بھرا
ہوا ہے کہ کئی مسلمان ان کو
پڑھکر اسلام سے مشکک
اور مرتد ہو گئے ہیں ہندوستان
چھ کروڑ مسلمان ہیں لیکن
افسوس کہ ایک اخبار یا رسالہ
بھی ان کی طرف سے باقاعدہ
نہیں چھپتا جو ان مخالفین کے
دندان شکن جواب دے کر
اہل اسلام کو دوزخ کے گڑھے
سے بچائے اور انکا حوصلہ
بڑھائے۔ کہتے ہیں کہ عیسائیوں
کے مشن کا بہت سا روپیہ اسی
ایک بات سے وصول ہو جاتا
ہے کہ ولایت کے عیسائیوں
نے ایک وقت کی چاہ میں
میٹھا ڈالنا چھوڑ دیا ہے اور
اسی ایک دفعہ کے میٹھا چھوڑ
دینے سے ہزاروں روپے
جمع ہو جاتے ہیں جو وہ
عیسائی مذہب اور عیسائی
رسالوں کے شائع کرنے
میں صرف کرتے ہیں اسلام
جو خدائی مذہب اور سچا
مذہب ہے کیا اس کے لئے
مسلمانوں کو اتنی بھی غیرت
نہیں ہونی چاہئے ضرور
ہونی چاہئے اور اسی غیرت
نے ہمارا دامن پکڑا کہ ہم یہ رسالہ
انوار الاسلام ماہوار
نکالنے پر مجبور ہوئے جسمیں
نور افشاں وغیرہ عیسائی اخبارو
اور آریہ گزٹ وغیرہ آریہ
کے اخباروں اور مخالفین کے
تمام اعتراضات کے مفصل جواب
لکھا کرتے ہیں ہر ایک مسلمان کا
فرض ہے کہ اس رسالہ کو منگائے
اور مطالعہ فرمائے حجم اٹھائیس
صفحہ ماہوار قیمت نہایت کم
معہ محصولڈاک صرف عہ سالانہ
قیمت ہر حالت میں پیشگی آنی
چاہئے نمونہ کے لئے ایک آنہ
کا ٹکٹ آنا چاہئے واعظین اسلام
سے رسالہ کی قیمت سالانہ صرف ۱۲/
غیر مذاہب سے ۸ر لیا جاتا ہے
اس غرض سے کہ غیر مذہب کو
روبرو خدا کے یہ موقع نہ ملے کہ
ہم نے دنیا میں رسالہ انوار الاسلام
نہیں دیکھا۔

المشتہر
منشی کریم بخش مالک ومہتمم رسالہ
انوار الاسلام سیالکوٹ۔

نوٹس

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب
سلمہ ربہ اطلاع دیتے ہیں کہ اکثر خطوط
ان کے پاس ایسے آتے ہیں کہ بھیجنے
والوں کے نام نہیں پڑھے جاتے
اور بعض وقت بڑے ضروری
خطوط افسوس کے ساتھ چاک کرنے
پڑتے ہیں اور بعض اپنا پتہ پورا
نہیں لکھتے اس لئے ہر ایک کو
اطلاع دی جاتی ہے کہ ہر ایک صاحب
اپنا نام اور پتہ خوشخط لکھا
کریں ورنہ عدم تعمیل کی شکایت
نہ کریں۔

ایڈیٹر

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں و الیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پر وال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی سوتیا بند ناخنہ پانی جانا رمد وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے بلغ ۴ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۵ر خالص ممیرانی ماسہ ۱۲ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کیلئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے

راقم ڈاکٹر۔ ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم ایس سانگھی صاحب بہادر ایم۔ بی۔ ایس سندیافتہ یونیورسٹی۔

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے

ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پپوٹوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پر وال پڑتے تھے اس کی آنکھیں سرخ اور دکھتی رہتی تھیں ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اس کی بینائی میں فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھی صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔

راقم خان بہادر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جن کی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھیں سے پانی بہت جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر بر جلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴۔ میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماری سے بچنے کیلئے ممیرے کا سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ ۱۹۰۹ء میں جمع کیا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ
رسولہ الکریم

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۲۴ | دار الامان قادیان ۳۰ جون سنہ ۱۹۰۶ | جلد ۱۰

قصیدۂ تہنیت فتح پریٹوریہ دار السلطنت ٹرانسوال جنوبی افریقہ مصنفہ مولانا مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب طبیب صدر بازار چھاؤنی سیالکوٹ

چہ شوکت ست کہ رابرٹ بر جہاں آورد
سر اطاعت دشمن بر آستاں آورد
لواء فتح بر افراشت در پریٹوریہ
سر عزو در عفاریت بر سناں آورد
فگندہ غاشیہ بر دوش می دود برکاب
بچا کرش کرو گر پناہ جاں آورد
فلک نواخت نوائے ظفر پئے برٹن
ز تلغراف زمیں طرح کہکشاں آورد
فلک حمید بسوئی زمیں بمنت و فضل
زمیں قدوم مسرت بر آسماں آورد
سپاہ شوکت و صولت چناں سبک برجست
کہ کوہ نکبت و ادبار بر بلاں آورد
سپاہ دولت برطانیہ و فا بنمود
کہ او ز خون بزمیں فرش ارغواں آورد
چہ کرد لارڈ کہ رابرٹ گو دش عالم
بہائے خیل فتوحات بہا دراں آورد
اجل نواختہ کوس اجل پئے اعدا
قضا بتوس قضا تیر نزع جاں آورد
ز قلب فوج عدو بانگ الاماں برخاست
نشان ابیض اعدا بدست شاں آورد
فلک بدست عدالت چو داد میزانی
بحق دولت برطانیہ گراں آورد
چہ دولت ست کہ فخر شہنشہی دارد
کہ تاج فخر بفرق شہنشہاں آورد
نگین خاتم شاہنشہیش دادگری ست
براہ عدل قدم پیش ہر زماں آورد
ازیں ست حرز جہاندار یش دعا ر مسیح
کہ ہر دو دست بر خالق جہاں آورد
کجاں ادعیۂ حضرت مسیح زماں
ببیں کہ تیر اجابت چہ بر نشاں آورد
ہماں مسیح کہ انفاس پاک و طیب او
ہزار نعمت و رحمت بقادیاں آورد
ازیں خجل نشوم گر صدائے بزم
کہ آنجناب بیار و فاعیاں آورد
دعا ر حضرت مہدی بحق ایں دولت
چو دشنہ ایست کہ برپائے دشمناں آورد
ز بیخ و بن ببرد دشمن سیہ دل را
کہ رونی شود ادرا کہ بر زباں آورد
الٰہی جملہ دعا ہائے او بپذیر اکن
کہ بہرۂ قیصرۂ ہند از جہاں آورد
ہمیں ست قیصرہ کآفتاب نصفت او
چو آفتاب زمیں را بر آسماں آورد
الٰہی سایہ ایں دولت ہما سایہ
ہمیشہ دار کہ الطاف بر جہاں آورد
چو ابر بر سر ارض قلوب نامے بارد
ببیں کہ ارض جہاں رنگ گلستاں آورد
مبارک از رہ شکر و سپاس ایں دو
سر نیاز حمید چو خستہ زماں آورد

ایک زبردست پیشگوئی پوری ہوچکی ہے

چہ ہیبتہا بدادند ایں جواں را
کہ ناید کس بمیدان محمد

دنیا میں تھوڑے لوگ ہیں جو خدا ترسی اور سلامت روی کے ساتھ اُن باتوں پر غور کرتے ہیں جو کسی برگزیدہ خدا کے مُنہ سے نکلتی ہیں اور بہت ہیں جو ان باتوں پر عجلت اور بے باکی سے گذر جاتے ہیں۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اُس مقدس ذات کی عظمت وجبروت پر سچا ایمان پیدا ہونے کی ایک اور صرف ایک ہی راہ ہے اور وہ پیشگوئیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے الہام و القاء سے کوئی مامور من اللہ کرتا ہے گو دنیا کا ایک ایک ذرہ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایک دلیل ہے مگر دلیل ناطق مامور من اللہ کا وجود ہوتا ہے۔ اور اس سے یہ بھی بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے کہ کسی مامور من اللہ کے خوارق وکرامات میں سے سب سے زیادہ عظیم الشان جو کرامات اور خوارق ہوسکتے ہیں وہ صرف پیشگوئیاں ہی ہیں۔ ورنہ رسی کا سانپ بنادینا یا قسم قسم کی باتیں گو بجائے خود کیسی ہی تعجب خیز اور عجوبہ نما ہوں لیکن پیشگوئیوں کے مرتبہ اور درجہ تک ہرگز نہیں پہونچ سکتیں اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس قدر اقتداری نشانات دیئے گئے ہیں اُن میں عظیم الشان پیشگوئیاں ہی پیشگوئیاں ہیں۔ اور مامور من اللہ کی عظمت ان نشانات ہی کے ذریعہ سے ہوسکتی ہے اس زمانہ میں جب کہ الحاد اور دہریت کی خطرناک ہوا چل رہی ہے خدا اللہ پرستی تو درکنار خود خدا تعالیٰ کے وجود ہی پر بیشمار شبہات پیدا ہوگئے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک برگزیدہ اور مامور کے ذریعہ اپنی لاتبدیل سُنت کے موافق اپنے وجود کو آشکار فرمایا چنانچہ اُس مامور نے دعوے سے فرمایا۔

آں خدائے کہ ازو اہل جہاں بیخبر اند
برمن او جلوہ نمود ست گراہلی بپذیر

اور اُس کا یہ دعویٰ نرا دعویٰ ہی نہ تھا بلکہ اُسکو ہزارہا تائیدی نشانات اور خوارق کے ذریعہ سے دنیا پر ظاہر کیا گیا مگر بہت تھوڑے سے نکلے جو حق کے شنوا اور صداقت کے بینا ہوئے۔ اگر اُن نشانات اور خوارق کی تفصیل اور تشریح کی جائے تو ایک ضخیم کتاب طیار ہوجائے ہم اس وقت صرف ایک عظیم الشان پیشگوئی کو دکھانا چاہتے ہیں جو پوری ہوچکی ہے اور ہر میدان میں پوری ہورہی ہے۔ وہ پیشگوئی اس شعر میں مرکوز ہے

شعر

چہ ہیبت ہا بدادند ایں جواں را
کہ ناید کس بمیدان محمدؐ

اور قریبا اس مضمون کا ایک یہ شعر بھی ہے۔

شعر

آزمایش کے لئے کوئی نہ آیا ہرچند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اس عظیم الشان پیشگوئی کے پورا ہونے کی تفصیل ہم چند واقعات سے کرنا چاہتے ہیں اور اس سے پیشتر کہ وہ تفصیل دیں یہ جتلا دینا ضروری ہے کہ یہ پیشگوئی اس صدی کے مجدد ومسیح موعود اور مہدی معہود نے بہت سال گذرے کی تھی اور کوئی آدمی اپنے وجود اور قابلیت پر بھروسہ کرکے اس قدر بلند دعوی سے نہیں کہہ سکتا۔ اور پھر تعجب کی بات ہے کہ کوئی بھی اس کے مقابل میں نہ آسکے یہ صرف اُسی صورت میں ممکن ہے کہ کہنے والا اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید یافتہ اور اُس کے بلانے سے بولا ہو۔

اب ہم اس پیشگوئی کو براہین احمدیہ کے زمانہ سے شروع کرتے ہیں اور دکھاتے ہیں کہ کس کس موقع پر کیونکر پوری ہوتی رہی

(۱) براہین احمدیہ کے جواب کے واسطے دس ہزار روپیہ کا انعام تجویز کیا گیا ایک بھی ایسا نہ ہوا جو جواب کی جرأت کرتا۔ اور شرائط مقررہ کے موافق آپ کے اس دعوے کو جھٹلا سکتا۔

(۲) سرمہ چشم آریہ کے جواب پر پانسو روپیہ انعام مقرر کیا اور آریوں کے جلسہ میں جواب پیش کرنے والے کو اور منشی جیوندا اس آریہ کی ہی قسم پر انعام دینا منظور کیا مگر کوئی مقابلہ میں نہ آیا۔

(۳) چہل روزہ دعوت کے واسطے عام اعلان دیکر بلایا گیا کوئی نہ آیا۔

(۴) یک سالہ دعوت کے لئے عام اعلان کیا گیا کوئی مقابل میں نہ آیا۔ اندرمن مراد آبادی نے اپنی خواہش ظاہر کی مگر جب زر انعام لے کر آپ کے آدمی پہونچے تو اندرمن لاہور چھوڑ کر کسی طرف بھاگ گیا۔

(۵) پادری فتح مسیح نے الہام کا دعوی کیا اور حضرت اقدس سے مقابلہ کرنا چاہا اور بمقام بٹالہ جلسہ قرار پایا آخر فتح مسیح صاحب سامنے نہ آئے۔

(۶) آتھم صاحب کو جب نشان نمائی کیواسطے کہا گیا تو اُنھوں نے صاف انکار کیا۔

(۷) آتھم صاحب کی نسبت حضرت اقدس کی پیشگوئی پورا ہونے پر جب مخالفوں نے اپنی تیرہ دلی سے انکار شروع کیا اور آتھم کو قسم کیلئے بُلایا اور یا مقدمہ کے لئے کہا اُس نے صاف انکار کیا

(۸) لیکھرام کی بابت حضرت اقدس علیہ السلام کی پیشگوئی میں اشتباہ قتل کے دور کرنے کے واسطے جب آریوں کو قسم کہانے کے لئے کہا گیا تو گنگا بشن نام آریہ قسم کہانے کے لئے آمادہ ہوا۔ آخر ہیبت حق سے قسم کہانے سے گریز کر گیا اور سامنے نہ آیا اور اب تک روپوش ہے۔

(۹) مولوی محمد حسین وغیرہ مخالف الرائے مولویوں کو مباحثہ کے واسطے بلایا بیجا اور فضول حجتوں سے ٹالتے رہے اور مولوی محمد حسین نے لودھیانہ میں مباحثہ کیا تو اصل مضمون کی طرف ہرگز نہ آئے اپنی خیالی اصول موضوعوں کے جھگڑے میں پڑے رہے

(۱۰) جب مباہلہ کیطرف دعوت کی گئی تو کوئی آریہ برہمو پادری مخالف مولوی سامنے نہ آیا اور یہ دعوت کئی مرتبہ کی گئی۔

(۱۱) آسمانی فیصلہ کے ذریعہ مولویوں سے فیصلہ چاہا مگر کوئی سامنے نہ آیا

(۱۲) قرآن کریم کی عربی تفسیر لکھنے کی دعوت کی کسی مولوی کو جرأت نہ ہوئی۔

(۱۳) عربی تصنیفات میں مقابلہ کو بلایا کوئی ہوا جو مقابلہ کرتا۔

(۱۴) لاہور کے بشپ صاحب کو آپ کی جماعت کے معزز و ممتاز لوگوں نے آپ کے مقابلہ میں فیصلہ کے واسطے بُلایا تو بشپ صاحب نے انکار ہی کر دیا۔

(۱۵) منشی الٰہی بخش صاحب لاہوری کو اپنے الہامات وغیرہ شائع کرنے کی دعوت کی گئی اب تک جواب ہی جواب ہے۔

(۱۶) اب مولویوں اور سجادہ نشینوں مشائخ وغیرہ کی خدمت میں درخواست بھیجی گئی ہے انشاء اللہ تعالے اسپر بھی کوئی مقابلہ کرنے والا سامنے نہ آئے گا۔

ہم نے یہ ۱۶ بڑے بڑے امور دکھائے ہیں اب ان سب واقعات پر یکجائی نظر کرنے کے بعد ہم پوچھتے ہیں کہ خدا کے لئے انصاف کرکے بتلاؤ کہ یہ کیا بات ہے کہ ہر میدان میں یہ پہلوان محمد صلے اللہ علیہ وسلم للکارتا ہے مگر کوئی اس کے مقابلہ کو نہیں نکلتا۔ اگر خدا تعالے کی طرف سے یہ پیشگوئی نہیں ہے اور پوری نہیں ہوئی تو ہم کو کوئی ایسا واقعہ بتلاؤ کہ جس میں حضرت اقدس عالی جناب سیدنا مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوۃ والسلام کے نام سے کسی مخالف کو بلایا گیا ہو اور وہ سامنے آیا ہو اور اگر نہ دکھا سکو اور ہرگز نہ دکھا سکوگے تو پھر اے مخالف لوگو سُن رکھو کہ تم پر وہی فتویٰ ہے جو ایسے منکروں کے لئے ہوا کرتا ہے۔ فتدبروا۔

رسالہ سراج الحق حصہ دوم

چھپ کر طیار ہوگیا ہے قیمت ۳؍ علاوہ محصول ڈاک جو صاحب خرید فرماویں ار کا ٹکٹ ارسال فرماویں۔ المشتہر سراج الحق از قادیان

مکتوب حضرت امام الزمان علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد باخویم مکرم منشی ظفر احمد صاحب بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ عنایت نامہ آپکا پہونچا ۔ حرف حرف اُس کا پڑھا گیا اور آپ کے لئے دعا کی گئی ۔ قبض اور بے مزگی اور بے ذوقی کی حالت میں مجاہدات شاقہ بجا لا کر اپنے مولی کو خوش کرنا چاہیئے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ مجاہدہ جس کے حصول کے لئے قرآن شریف میں حث و ترغیب ہے اور جو مدار کشود کار ہی وہ مشروط بہ بے ذوقی و بے حضوری ہے اور اگر کوئی عمل ذوق اور بسط اور حضور اور لذت سے کیا جائے تو اُس کو مجاہدہ نہیں کہہ سکتے اور نہ اس پر کوئی ثواب مترتب ہوتا ہے کیونکہ وہ خود ایک لذت اور نعیم ہے اور تنعم اور تلذذ کے کاموں سے کوئی شخص مستحق اجر نہیں ہو سکتا ۔ ایک شخص شیریں شربت پیکر اُس کے پینے کی مزدوری مانگ نہیں سکتا سو یہ ایک نکتہ نہایت باریک ہے کہ بے ذوقی اور بے مزگی اور تلخی اور مشقت کے ختم ہونے سے وہیں ثواب اور اجر ختم ہو جاتا ہے اور عبادات عبادات نہیں رہتیں بلکہ ایک روحانی غذا کا حکم پیدا کر لیتی ہیں سو حالت قبض جو بے ذوقی اور بے مزگی سے مراد ہے یہی ایک ایسی مبارک حالت ہے جس کی برکت سے سلسلہ ترقیات کا شروع رہتا ہے ۔ ہاں بے مزگی کی حالت میں اعمال صالحہ کا بجا لانا نفس پر نہایت گراں ہوتا ہے مگر ادنیٰ خیال سے اس گرانی کو انسان اُٹھا سکتا ہے جیسے ایک مزدور جو خوب جانتا ہے کہ اگر میں نے آج مشقت اُٹھاکر مزدوری نہ کی تو پھر رات کو فاقہ ہے اور ایک نوکر یقین رکھتا ہے کہ میں نے تکالیف سے ڈر کر نوکری چھوڑ دی تو پھر گذارہ ہونا مشکل ہے اسی طرح انسان سمجھ سکتا ہے کہ فلاح آخرت بجز اعمال صالحہ کے نہیں اور اعمال صالحہ وہ ہوں، جو خلاف نفس ہوں اور مشقت سے ادا کئے جاویں اور عادت اللہ اسی پر جاری ہے کہ جس کام کے لئے مصمم عزم کیا جاوے اُس کے انجام کے لئے طاقت ملجاتی ہے سو مصمم عزم اور عہد واثق سے اعمال کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور نماز میں اس دعا کو پڑھنے میں کہ اھدنا الصراط المستقیم الخ بہت خضوع اور خشوع سے زور لگانا چاہیئے اور بار بار پڑھنا چاہیئے ۔ انسان بغیر عبادت کچھ چیز نہیں بلکہ جمیع جانوروں سے بدتر ہے اور شر البریہ ہے کیونکہ وقت گذر جاتا ہے اور موت در پیش ہے اور جو کچھ عمر کا حصہ ضائع طور پر گذر گیا وہ ناقابل تلافی اور سخت حسرت کا مقام ہے دعا کرتے رہو اور تھکو مت ۔ لا تیئسوا من روح اللہ یہ عاجز آپ کے لئے دعا کرتا رہے گا انشاء اللہ تعالے ۔ ہر ایک بات کے لئے ایک وقت ہے صابر اور منتظر رہنا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ صبر میں کچھ فرق آجاوے کہ استعجال سم قاتل ہے ۔ اگر فرصت ہو تو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے اور غور سے ترجمہ قرآن شریف کا دیکھا کرو ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خواب میں آپ نے دیکھا یہ بہتر ہے ۔ فاروق کی زیارت سے قوت و شجاعت دین حاصل ہوتی ہے ۔ میری دانست میں فقر کے یہ معنے ہیں کہ اعمال کی ضرورت ہے نہ نسب کی یہ پوچھا جائے گا کہ کیا کام کیا یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ کس کا بیٹا ہے ۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مناسبت و پیروی و محبت اور پھر کثرت درود شریف شرط ہے یہ باتیں بالعرض حاصل ہو جاتی ہیں خدا تعالے کے راضی ہو جانے کے بعد اور بآسانی یہ امور طے ہو جاتے ہیں

والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیاں ۔
۱۱ر مئی سنہ ۱۸۹۹ء

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

اسلامی دنیا میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ بھی عجیب خیر و برکت کا زمانہ تھا۔ حامیان اسلام میں آپکا نام آب زر سے لکھنے کے لائق ہے علاوہ دوسرے فضائل اور کمالات کے سیاست مدن کے عمال سب آپ کے احکام کی نقل کتابوں میں لکھ لیا کرتے تھے یہ ایسے امور ہیں جنپر آج یورپین حکومتیں ناز کرتی ہیں آپ کے عہد میں بعض آلات اور اسلاک کہربائی بھی مستعمل تھے بیس سال تک مصر میں حکمران رہے اور کسی شخص کو آپ سے ناراضی نہ تھی ۲۸ھ میں آپ نے بذریعہ اسطول بحری جزیرہ قبرص کو فتح فرما لیا تھا کریٹ کو فتح فرمایا بعد از ان جزیرہ کوس اور جزیرہ رودس اور ارواد قریب قسطنطنیہ بڑی لڑائی آپ نے رومیوں سے کی اور بر و بحر دونوں طرف سے انھیں تنگ کیا اور خلیج (صابوق) میں بڑا بیڑا جہازات کا غرق کرایا گیا اور چھ سال برابر قسطنطنیہ پر محاصرہ رہا یہ وہ زمانہ تھا کہ امیر المومنین کے لشکر کی تعداد ایک لاکھ کے اندر تھی اور فتح اسلامی بلاد چین تک پہونچ گئی تھی آج کا روز دول یوروپ کی چھوٹی دولت ملک فلمنک کے نزدیک اس سے کہیں زاید لشکر موجود ہے مگر یہ اتفاق اور اسلامی پیشواؤں کی نیک نیتی تھی کہ اسلام کو کہیں فتح و نصرت نصیب ہوئی تھی آج ایسے امور مسلمانوں میں بالکل عجیب و غریب معلوم ہو رہے ہیں

وعظ کی تاثیر

رمضان المبارک کا مہینہ تھا اور میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے روضہ مبارک میں ایکطرف بیٹھا ہوا تھا میرے قریب مصر کے ایک زبردست عالم تشریف فرما تھے۔ ہم نے لوگوں کو دیکھا جو زمین کو بوسہ دے رہے ہیں اور قبر مبارک کے کپڑے کو چومتے اور اس سے آنکھیں رگڑتے ہیں ہر شخص اپنی اپنی فریاد پیش کرتا اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے حاجتیں طلب کرتا اور منت مانگتا ہے یہ حالت دیکھکر ان بزرگ کی زبان سے جو میری برابر بیٹھے تھے بیساختہ یہ نکلا مابذہ التماثیل

التی انتم لہا عاکفون۔

یہ پڑھتے وقت ان بزرگ نے ان لوگوں کی طرف اشارہ کیا جو مزار مبارک سے مرادیں مانگ رہے تھے بزرگ کی زبان سے یہ سنکر میں نے ان سے کہا کہ آپ گروہ علما سے ہیں اور قوم میں منکرات اور ناجائز باتوں کی از حد ترقی ہو گئی ہے لیکن افسوس ہے کہ آپ بالکل خاموش ہیں۔ میرے اس کہنے پر مجھ میں اور ان بزرگ میں جو مکالمہ ہوا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسکو بجنسہ لکھدیا جاوے۔

بزرگ زمانہ فاسد ہو گیا ہے لوگوں کی توجہ صرف باتوں کیطرف ہے سچی بات کا سننا کسیکو گوارا نہیں

میں حق ہمیشہ غالب رہتا ہے کبھی مغلوب نہیں ہوتا جب حق اور باطل کا مقابلہ ہوگا اور حق ثابت ہو جاوے گا تو یقینا اس مقابلہ کا نتیجہ حق کے غلبہ اور فتحیابی پر مبنی ہوگا۔

بزرگ ہاں جب حق ثابت ہی ہو

میں حق کے ثابت ہونے میں کونسی چیز مانع ہے۔

بزرگ جو لوگ جھوٹے اور مضر وعظوں کے دلدادہ ہیں اور اس تعلیم میں مشغول ہیں جنمیں لغویات اور مزخرفات بھرے ہوے ہیں اور جن کی لغویت بہت کچھ ثابت ہو چکی ہے ایسی تعلیم پانے والے اشخاص اس شخص کی بیخ کنی اور بربادی کی کوشش کرتے ہیں جو ٹھیک ٹھیک تعلیم دینا چاہتا اور مفید وعظ کہتا ہے چنانچہ ان کی مساعدت اور اعانت پر ان کے معتقدین کمر بستہ ہو جاتے ہیں اور سچے وعظ کہنے والوں کو بے دین اور بدخواہ ملک مشہور کیا جاتا ہے اس کی تحقیر کی جاتی ہے اس کو مذہبی و ملکی مطاعن کے ساتھ مطعون کرتے ہیں۔

میں۔ کچھ ہی حالت کیوں نہ ہو لیکن اہل حق کا فرض ہے کہ سچی بات کو ظاہر کریں اور جب تک حق کی فتح کامل نہ ہو جائے مسلسل اور لگاتار کوشش کرتے رہیں

بزرگ اگر کوئی عالم توحید مطلق اور اخلاق حسنہ کی تعلیم دینا چاہتا اور سچے اور مفید وعظ کہتا ہے لوگ اس کی طرف رخ بھی نہیں کرتے ان کا میلان طبع انہیں قصہ گو جھوٹے واعظیں کی طرف ہے جو ان کی خواہشات کے ہم نوا ہیں۔

میں گستاخی معاف حالت موجودہ اس کے بالکل برعکس ہے کیونکہ حوادث زمانہ نے لوگوں کے دلوں میں حق بات کے قبولنے کی صلاحیت پیدا کر دی ہے اور وہ اس رہنمای کے خواہشمند ہیں جو ان کو موجودہ بدبختی اور مصیبت سے نجات دے چنانچہ اس معاملہ میں میں نے لوگوںکا

امتحان کرلیا ہے ایک دن میں درس دے رہا تھا دفعۃً لوگوں کا ہجوم ایسا ہجوم ہوا کہ جس کی مجھے پہلے سے توقع نہ تھی پہلے ہی دن میرے درس کے مفید ہونے کا لوگ چرچا کرنے لگے حتی کہ ایک شخص نے کہا کہ اگر ہمارے پاس ایسے سو مدرس ہوں تو ہم پر یہ بلائیں اور مفسد مصیبتیں نازل نہ ہوں جنمیں ہم مبتلا ہیں

بزرگ کیا لوگ تمہارے وعظ کو ایسی ہی توجہ سے سنتے ہیں جیسے فلاں شخص کے وعظ کو اگر ایسا ہے تو ہم کہیں گے کہ مفید تعلیم کا بھی رواج ایسے ہی ہوسکتا ہے جیسے دوسری تعلیم کا۔

میں لوگوں کی ایسی توجہ نہیں لیکن اُنکی توجہ کا فلاں شخص پر یہ سبب نہیں ہے کہ لوگ مدت سے اُس کے ساتھ مالوف ہیں لوگوں کے خیالات اور اغراض کے بھی وہ موافق ہیں لیکن مجھے اُمید ہے کہ اس ملمع کاری پر جس میں صرف لوگوں کو لذت معلوم ہوتی ہے وہ اس سچائی کو ترجیح دیں گے جس کے ساتھ لوگوں کی اصلی مصلحتیں اور آیندہ بہبودی وابستہ ہے مجھ میں اور اُن بزرگ میں تو یہ گفتگو ہوئی لیکن یوماً فیوماً مجکو اپنے قول اور تجربہ کی شہادتیں ملتی جاتی ہیں چنانچہ انہیں ایام میں یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک بزرگ لوگوں کو جامع ازہر کی مشرقی حصہ میں حج کرنے کی ترغیب دے رہے تھے کہ امسال حج ادا کریں چنانچہ اس وعظ کا لوگوں پر اس قدر اثر ہوا کہ تمام دشواریاں اور مصیبتیں لوگوں کی نظر میں ہیچ ہوگئیں حتے کہ سود کی معصیت کی بھی انھوں نے پرواہ نہ کی اور اپنی مملوکات کو رہن رکھکر قرض لیا اور ایک ایک فدان پر چار چار گنے قرض لیں اور فیصدی بیس روپیہ سود کے مئے ایسے ربوا کی نسبت شرع یا قانون کیا تجویز کرسکتا ہے وہ جانتے تھے کہ حجاز کے بعض شہروں میں وبا پھیلی ہوئی ہے جس میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے اور یہ بھی جانتے تھے کہ اس سال زادراہ اور کرایہ سواری میں دوچند خرچ ہوگا بعض کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ جب اعتدال سے زیادہ خرچ اور کرایہ ہو تو استطاعت رکھنے والے سے حج کی فرضیت ساقط ہوجاتی ہے تاہم ان امور کی انہوں نے کچھ پرواہ نہ کی اور سود کے گناہ کبیرہ تک کے مرتکب ہوئے اور حج کو گئے یہ اسقدر مشقتیں انہوں نے کس واسطے برداشت کی صرف اس لئے کہ عالم دین اور وعظ کے حکم کی بجا آوری کریں چنانچہ انہوں نے وعظ کے حکم کو تسلیم کیا اس سے یہ ثابت ہوا ہے کہ آج علماء کا قول اس درجہ تک مانا جاتا ہے اور اس حد تک اُن کی اطاعت کی جاتی ہے تو جب علماء لوگوں کے سامنے سچی باتیں بیان کریں گے اور اُن پر اُن امور کو پیش کرینگے تاکہ اُن کے دین و دنیا کی کامیابی کا باعث ہو اور اُن کی عقلوں کی تربیت و اصلاح ہو اُن کے دلوں میں برائیوں سے بچنے کی تحریک ہو تو اُن کی کیا حالت ہوگی یقیناً اس وقت مسلمان شیر کی طرح جنبش کریں گے اور جو چیزیں اُن کے پاس موجود ہیں انکی حفاظت ہوگی اور کھوئی ہوئی عزت واپس ملے گی اور خدا کے یہاں اعلےٰ مرتبہ اور عمدہ درجہ حاصل حاصل کریں گے۔

اِدھر اُدھر کی باتیں

فی الحال اشتہارات کے لئے مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی قادیان کے نام سے خط و کتابت ہوا کرے۔ جو لوگ ہم سے اشتہارات مانگتے ہیں اور ہم اُن کے ارشاد کی تعمیل نہیں کرسکتے وہ ہم کو معذور سمجھیں کیونکہ یہ کام مولانا موصوف کے سپرد ہے۔

بشپ صاحب لاہور کے نام ایک دوسری چٹھی اُن کے جواب کے جواب میں بھیجنی تجویز کی گئی ہے جس میں بشپ صاحب کے وجوہات انکار کو زبردست دلائل کے ساتھ نہایت متین اور معقول الفاظ میں توڑا گیا ہے۔ چٹھی مذکور انگریزی میں طبع ہونے کے واسطے لاہور بھیجی گئی ہے۔

نیو یارک کے لوگوں نے قحط زدگان ہند کی امداد کے واسطے جو کمیٹی قائم کی ہے اُس نے تقسیم خیرات کا انتظام اپنے اقتدار میں رکھا ہے اور نو آدمیوں کی ایک کمیٹی بمبئی میں مقرر کی ہے اسکو پچھتر ہزار روپیہ بھیجکر لکھا ہے کہ آیندہ ہر ہفتہ تیس ہزار روپیہ بھیجا جاوے گا۔

براہین احمدیہ

چار جلد کامل

یہ وہ نادر اور بے نظیر کتاب ہے جسمیں قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم کی نبوۃ اور رسالت کے ثبوت میں تین سو زبردست دلائل قاطع دی گئی ہیں اور اسلام کو بمقابلہ جمیع مذاہب کے اعلیٰ و افضل کیا گیا ہے اور اثبات رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم میں آج تک کوئی کتاب ایسی تصنیف نہیں ہوئی موافق و مخالف اس کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہیں اس کی پہلے قیمت پچیس روپے تھی اور بوجہ نایابی کے دنیا اس کی زیارت کو ترس رہی تھی۔ ہم نے بڑی کوشش اور جانفشانی سے اس کتاب کو زیور انطباع بار ثانی پہنایا ہے ناظرین یہ موقع ہاتھ سے نہ کھوئیں نہایت جلد خرید فرمائیں۔ کاغذ موٹا چھاپہ نفیس خوش خط خوشنما قیمت نہایت ہی کم صرف سے ؍

المشتہر کریم بخش مالک مطبع مفید عام پریس سیالکوٹ

افسوس

سخت افسوس کی بات ہے کہ ہندوستان میں آریہ اور عیسائیوں کی طرف سے کئی رسالے اور اخبار ہفتہ وار اور ماہوار چھپتے ہیں جنمیں دین و دنیا کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اسقدر بدزبانیاں اور گالیاں دی جاتی ہیں کہ غیرت مند مسلمان کا بدن کانپ جاتا ہے اور آنکھوں میں خون اتر آتا ہے ان رسالوں میں کچھ ایسا زہر بھرا ہوا ہے کہ کئی مسلمان انکو پڑھکر اسلام سے متشکک اور مرتد ہوگئے ہیں ہندوستان میں چھ کروڑ مسلمان ہیں لیکن افسوس کہ ایک اخبار یا رسالہ بھی اُنکی طرف سے باقاعدہ نہیں چھپتا جو ان مخالفین کے دندان شکن جواب دیکر اہل اسلام کو دوزخ کے گڑھے سے بچائے اور ان کا حوصلہ بڑھائے۔ کہتے ہیں کہ عیسائیوں کے مشن کا بہت سا روپیہ اسی ایک بات سے وصول ہوجاتا ہے کہ ولایت کے عیسائیوں نے ایک وقت کی چار میں میٹھا ڈالنا چھوڑ دیا ہے اور اسی ایک دفعہ کے میٹھا چھوڑ دینے سے ہزاروں روپے جمع ہو جاتے ہیں جو وہ عیسائی مذہب اور عیسائی رسالوں کے شائع کرنے میں صرف کرتے ہیں اسلام جو خدائی مذہب اور سچا مذہب ہے کیا اُس کے لئے مسلمانوں کو اتنی بھی غیرت نہیں ہونی چاہئے ضرور ہونی چاہئے اور اسی غیرت نے ہمارا دامن پکڑا کہ ہم یہ رسالہ **انوار الاسلام** ماہوار نکالنے پر مجبور ہوئے جس میں نور افشاں وغیرہ عیسائی اخباروں اور آریہ گزٹ وغیرہ آریہ کے اخباروں اور مخالفین کے تمام اعتراضات کے مفصل جواب لکھا کرتے ہیں ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس رسالہ کو منگائے اور مطالعہ فرمائے حجم ۲۸ صفحے ماہوار قیمت نہایت کم معہ محصولڈاک صرف ایک روپیہ سالانہ قیمت ہرحالت میں پیشگی آنی چاہئے نمونہ کے لئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہئے۔ واعظین اسلام سے رسالہ کی قیمت سالانہ صرف ۱۲؍ غیر مذاہب سے ۸؍ لی جاتی ہے اس غرض سے کہ غیر مذہب والوں کو روبرو خدا تعالے کے یہ موقع نہ ملے کہ ہم نے دنیا میں یہ رسالہ **انوار الاسلام** نہیں دیکھا

المشتہر منشی کریم بخش مالک و

مہتمم رسالہ انوار الاسلام سیالکوٹ

نوٹس

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ اطلاع دیتے ہیں کہ اکثر خط اُن کے پاس ایسے آتے ہیں کہ بھیجنے والوں کے نام یا مقام نہیں پڑھے جاتے اور بعض وقت بڑے ضروری خطوط افسوس کے ساتھ چاک کئے جاتے ہیں اور بعض اپنا پورا پتہ نہیں لکھتے اس لئے ہر ایک کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ہر ایک صاحب اپنا نام اور پتہ خوشخط لکھا کریں ورنہ عدم تعمیل کی شکایت نہ کریں۔

ایڈیٹر

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے
کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد از تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے
ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ۔
معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے
استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ
سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی
تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ؏ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ؏ خالص ممیرا فی ماسہ ؏ محصول
سرمہ فی تولہ ۲؍ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے
اشتہاروں سے بچنا چاہیئے۔ **المشتہر** پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب۔

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم۔ ڈاکٹر ڈی ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی۔

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خوردخورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پر وال پڑتے تھے اس کی آنکھیں سرخ اور دکھتی رہتی تھیں انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتا تھا اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھی صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔
راقم خان بہادر محمد حسین خاں ایل ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جن کی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی بہت جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴۔ میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا ہے میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماری سے بچنے کیلئے ممیرے کا سرمہ بہت مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل [illegible]

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے تاریخ ۹ سنہ ۹۸ میں جمع کیا گیا ہے۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی کے اہتمام سے چھپا

رجسٹرڈ ایل ۲۰۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

شیخ یعقوب علی ایڈیٹر

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۲۵ دار الامان قادیان مورخہ ۹ر جولائے سنہ ۱۹۰۲ء جلد ۶

حضرت اقدس کی پاک باتیں

"ایک جامع درس"

یاد رکھو ہمدردی تین قسم کی ہے اول جسمانی دوم مالی تیسری قسم ہمدردی کی دعا ہے جس میں نہ صرف زر ہوتا ہے اور نہ زور لگانا پڑتا ہے اور اس کا فیض بہت ہی وسیع ہے۔ کیونکہ جسمانی ہمدردی تو اس صورت میں ہی انسان کر سکتا ہے جب کہ اس میں طاقت بھی ہو۔ مثلاً ایک ناتوان مجروح مسکین اگر کہیں پڑا تڑپتا ہو تو کوئی شخص جسمیں خود طاقت و توانائی نہیں ہے کب اسکو اٹھا کر مدد دے سکتا ہے ہی طرح پر اگر کوئی بے کس بے بس بے سرو سامان انسان بھوک سے پریشان ہو تو جب تک مال نہ ہو اس کی ہمدردی کیونکہ ہوگی۔ مگر دعا کے ساتھ ہمدردی ایک ایسی ہمدردی ہے کہ نہ اس کے واسطے کسی مال کی ضرورت ہے اور نہ کسی طاقت کی حاجت بلکہ جب تک انسان انسان ہے وہ دوسرے کے لئے دعا کر سکتا ہے اور اس کو فائدہ پہونچا سکتا ہے۔ اس ہمدردی کا فیض بہت وسیع ہے اور اگر اس ہمدردی سے انسان کام نہ لے تو سمجھو بہت ہی بڑا بدنصیب ہے۔

مینے کہا ہے کہ مالی اور جسمانی ہمدردی میں انسان مجبور ہوتا ہے مگر دعا کے ساتھ ہمدردی میں مجبور نہیں ہوتا۔ **میرا تو یہ مذہب ہے کہ دعا میں دشمنوں کو بھی باہر نہ رکھے** جس قدر دعا وسیع ہوگی اسی قدر فائدہ دعا کرنے والے کو ہوگا۔ اور دعا میں جسقدر

بخل کرے گا اُسی قدر اللہ تعالیٰ کے قرب سے دور ہوتا جاوے گا۔ اور اصل تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے عطیہ کو جو بہت ہی وسیع ہے جو شخص محدود کرتا ہے اُس کا ایمان بھی کمزور ہے۔

دوسروں کے لئے دعا کرنے میں ایک عظیم الشان فائدہ یہ بھی ہے کہ عمر دراز ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ وعدہ کیا ہے کہ جو لوگ دوسروں کو نفع پہونچاتے ہیں اور مفید وجود ہوتے ہیں اُن کی عمر دراز ہوتی ہے جیسے کہ فرمایا اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض اور دوسری قسم کی ہمدردیاں چونکہ محدود ہیں اس لئے خصوصیت کے ساتھ جو خیر جاری قرار دی جا سکتی ہے وہ یہی دعا کی خیر جاری ہے جب کہ خیر کا نفع کثرت سے ہے تو ہر ایک کا فائدہ ہم سب سے زیادہ دعا کے ساتھ اُٹھا سکتے ہیں اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ جو دنیا میں خیر کا موجب ہوتا ہے اُس کی عمر دراز ہوتی ہے اور جو شر کا موجب ہوتا ہے وہ جلدی اُٹھا لیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں شیر سنگھ چڑیوں کو زندہ پکڑ کر آگ پر رکھا کرتا تھا وہ دو برس کے اندر ہی مارا گیا۔ پس انسان کو لازم ہے کہ وہ خیر الناس من ینفع الناس بننے کے واسطے سوچتا رہے اور مطالعہ کرتا رہے۔

جس طرح طبابت میں حیلہ کام آتا ہے اُسی طرح نفع رسانی اور خیر میں بھی حیلہ ہی کام دیتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ انسان ہر وقت اس تاک اور فکر میں لگا رہے کہ کس راہ سے دوسرے کو فائدہ پہونچا سکتا ہے۔ بعض آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ سائل کو دیکھ کر چڑ جاتے ہیں اور اگر کچھ مولویت کی رگ ہو تو اُس کو بجائے کچھ دینے کے سوال کے مسائل سمجھانے شروع کر دیتے ہیں اور اس پر اپنی مولویت کا رعب بٹھا کر بعض اوقات سخت سست بھی کہہ بیٹھتے ہیں۔ افسوس ان لوگوں کو عقل نہیں اور سوچنے کا مادہ نہیں رکھتے جو ایک نیک دل اور سلیم الفطرت انسان کو ملتا ہے اتنا نہیں سوچتے کہ سائل اگر باوجود صحت کے سوال کرتا ہے تو وہ خود گناہ کرتا ہے اس کو کچھ دینے میں تو گناہ لازم نہیں آتا۔ بلکہ حدیث شریف میں لو اتاك راكبا کے الفاظ آئے ہیں یعنی خواہ سائل سوار ہو کر بھی آوے تو بھی کچھ دے دینا چاہئے۔ اور قرآن شریف میں و اما السائل فلا تنهر کا ارشاد آیا ہے کہ سائل کو مت جھڑک۔ اس میں یہ کوئی صراحت نہیں کی گئی کہ فلاں قسم کے سائل کو مت جھڑک اور فلاں قسم کے سائل کو جھڑک پس یاد رکھو کہ سائل کو نہ جھڑکو کیونکہ اس سے

ایک قسم کی بد اخلاقی کا بیج بویا جاتا ہے۔ اخلاق یہی چاہتا ہے کہ سائل پر جلدی ناراض نہ ہو۔ یہ شیطان کی خواہش ہے کہ وہ اس طریق سے تم کو نیکی سے محروم رکھے اور بدی کا وارث بناوے غور کرو کہ ایک نیکی کرنے سے دوسری نیکی پیدا ہوتی ہے اور اسی طرح ایک بدی دوسری بدی کا موجب ہو جاتی ہے جیسے ایک چیز دوسرے کو جذب کرتی ہے اسیطرح خدا تعالیٰ نے یہ تجاذب کا مسئلہ ہر فعل میں رکھا ہوا ہے۔ پس جب سائل سے نرمی کے ساتھ پیش آئے گا اور اس طرح اخلاقی صدقہ دیدے گا تو قبض دور ہو کر دوسری نیکی بھی کر لے گا اور اُسکو کچھ دیکر بھی دے گا۔ اخلاق دوسری نیکیوں کی کلید ہے جو لوگ اخلاق کی اصلاح نہیں کرتے وہ رفتہ رفتہ بیخیر ہو جاتے ہیں۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دنیا میں ہر ایک چیز کام آتی ہے۔ زہر اور نجاست بھی کام آتی ہے

اسٹر کتنا بھی کام آتا ہے اعصاب پر اپنا اثر ڈالتا ہے مگر انسان جو اخلاق فاضلہ کو حاصل کرکے نفع رساں ہستی نہیں بنتا

ایسا ہو جاتا ہے کہ وہ کسی بھی کام نہیں آسکتا۔ مردار حیوان سے بھی بدتر ہو جاتا ہے کیونکہ اس کی تو کھال اور ہڈیاں بھی کام آجاتی ہیں اس کی تو کھال بھی کام نہیں آتی۔ اور یہی وہ مقام ہوتا ہے جہاں انسان بل هم اضل کا مصداق ہو جاتا ہے تبھی بس یاد رکھو کہ اخلاق کی ور بہت ضروری چیز ہے کیونکہ

نیکیوں کی ماں اخلاق

ہی ہے۔

خیر کا پہلا درجہ جہاں سے انسان قوت پاتا ہے اخلاق ہے دو لفظ ہیں ایک خَلق دوسرا خُلق خَلق ظاہری پیدائش کا نام ہے اور خُلق باطنی پیدائش کا۔ جیسے ظاہر میں کوئی خوبصورت ہوتا ہے اور کوئی بہت ہی بدصورت اسی طرح کوئی اندرونی پیدائش میں نہایت حسین اور دلربا ہوتا ہے اور کوئی اندر سے مجذوم اور مبروص کی طرح مکروہ۔ لیکن ظاہری صورت چونکہ نظر آتی ہے اس لئے ہر شخص دیکھتے ہی پہچان لیتا ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے اور نہیں چاہتا کہ بدصورت اور بد وضع ہو مگر چونکہ اس کو دیکھتا ہے اس لئے اس کو پسند کرتا ہے اور خُلق بکلو چونکہ دیکھا نہیں اس لئے اس کی خوبی سے ناآشنا ہوکر اس کو نہیں چاہتا۔ ایک اندھے کے لئے خوبصورتی اور بدصورتی دونوں ایک ہی ہیں۔ اسی طرح وہ انسان جس کی نظر اندرونہ تک نہیں پہنچتی اس اندھے کی ہی مانند ہے۔ خَلق تو ایک بدیہی بات ہے مگر خُلق ایک نظری مسئلہ ہے اگر اخلاقی بدیاں اور انکی لعنت معلوم ہو تو حقیقت کھلے۔

غرض اخلاقی خوبصورتی ایک ایسی خوبصورتی ہے جبکو حقیقی خوبصورتی کہنا چاہیئے بہت تھوڑے ہیں جو اسکو پہچانتے ہیں۔ اخلاق نیکیوں کی کلید ہے جیسے باغ کے دروازہ پر قفل ہو دور سے پھل پھول نظر آتے ہیں مگر اندر نہیں جا سکتے۔ لیکن اگر قفل کھول دیا جائے تو اندر جاکر پوری حقیقت معلوم ہوتی ہے اور دل و دماغ میں ایک سرور اور تازگی آتی ہے۔ اخلاق کا حاصل کرنا گویا اس قفل کو کھول کے اندر داخل ہونا ہے

کسی کو اخلاق کی کوئی قوت نہیں دی گئی مگر اس کو بہت سی نیکیوں کی توفیق ملی

ترک اخلاق ہی بدی اور گناہ ہے ایک شخص جو مثلاً زنا کرتا ہے اس کو خبر نہیں کہ اس عورت کے خاوند کو کس قدر صدمہ عظیم پہونچتا ہے اب اگر یہ اس تکلیف اور صدمہ کو محسوس کرسکتا اور اس کو اخلاقی حصہ حاصل ہوتا تو ایسے فعل شنیع کا مرتکب نہ ہوتا۔ اگر ایسے نابکار انسان کو یہ معلوم ہو جاتا کہ اس فعل بد کے ارتکاب سے نوع انسان کے لئے کیسے کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں تو ہٹ جاتا ایک شخص جو چوری کرتا ہے کم بخت ظالم اتنا بھی تو نہیں کرتا کہ رات کے کھانے کے واسطے ہی چھوڑ جائے اکثر دیکھا گیا ہے کہ ایک غریب کی کئی سالوں کی محنت کو ملیامیٹ کردیتا ہے اور جو کچھ گھر میں پاتا ہے سب کا سب لے جاتا ہے۔ ایسی قبیح بدی کی اصل جڑ کیا ہے؟ اخلاقی قوت کا نہ ہونا اگر رحم ہوتا اور وہ یہ سمجھ سکتا کہ بچے بھوکھ سے بلبلائیں گے جن کی چیخوں سے دشمن کا بھی کلیجہ لرزتا ہے اور یہ معلوم کرکے کہ رات سے بھوکے ہیں اور کھانے کو ایک سوکھا ٹکڑا بھی نہیں ملا تو پینے پانی تو جاتا ہے اب اگر ان حالتوں کو محسوس کرتا اور اخلاقی حالت سے اندھا نہ ہوتا تو کیوں چوری کرتا۔ آئے دن اخبارات میں دردناک موتوں کی خبریں پڑھنے میں آتی ہیں کہ فلاں بچہ زیور کے لالچ سے مارا گیا فلاں جگہ

کسی عورت کو قتل کر ڈالا - میں خود ایک مرتبہ اسٹیمر ہو کر گیا تھا ایک شخص نے ۱۲ یا ۱۳ برس میں ایک بچہ کا خون کیا تھا اب سوچکر دیکھو کہ اگر اخلاقی حالت درست ہو تو ایسی مصیبتیں کیوں آئیں؟ ممکن ہے کہ اپنے جیسے انسان پر مصیبت آئے اور یہ محسوس نہ کرے یاکلون کما یاکلون الطعام چارپایوں کی طرح کھاتے ہیں اس کے کئی پہلو ہیں۔

اول چارپایہ کیفیت اور کمیت میں فرق نہیں کر سکتا اور جو کچھ آگے آتا ہے اور جس قدر آتا ہے کھاتا ہے جیسے کتا اس قدر کھاتا ہے کہ آخر قے کرتا ہے۔

دوسرا یہ کہ انعام حلال اور حرام میں تمیز نہیں کرتے ایک بیل کبھی یہ تمیز نہیں کرتا کہ یہ ہمسایہ کا کھیت ہے اس میں نہ جاؤں ایسا ہی ہر ایک امر جو کھانے کے لحاظ سے ہو نہیں کرتا - کتے کو ناپاکی پاکی کے متعلق اندازہ کے متعلق کوئی لحاظ نہیں اور پھر چارپایہ کو اعتدال نہیں

یہ لوگ جو اخلاقی اصولوں کو توڑتے ہیں اور پرواہ نہیں کرتے کہ گویا انسان نہیں پاک پلید کا تو یہ حال عرب میں مردی کتے کھالیتے تھے اب تک اکثر ممالک میں یہ حال ہے کہ چوہوں اور کتوں اور بلیوں کو بڑے لذیذ کھانے سمجھکر کھایا جاتا ہے - چوڑھے چمار مردار خوار قومیں یہاں بھی موجود ہیں -

پھر یتیموں کا مال کھانے میں کوئی تردد و تامل نہیں جیسے یتیم کا گھاس گائے کے سامنے رکھدیا جائے بلا تردد کھالے گی ایسا ہی ان لوگوں کا حال ہے یہی معنی ہیں والنار مثوی لھم - ان کا ٹھکانا دوزخ ہوگا غرض یاد رکھو کہ دو پہلو ہیں ایک عظمت الٰہی کا جو اس کے خلاف ہے وہ بھی اخلاق کے خلاف ہے اور دوسرا شفقت علی خلق اللہ کا - پس جو نوع انسان کے خلاف ہو وہ بھی اخلاق کے بر خلاف ہے آہ! بہت تھوڑے سے لوگ ہیں جو ان باتوں پر انسان کی زندگی کا اصل مقصد اور غرض ہی غور کرتے ہیں۔

بڑے بڑے صوفیوں سجادہ نشینوں نے اپنا کمال اس میں سمجھ رکھا ہے کہ بڑے لمبے چوڑے وظائف اور اذکار و اشغال خود ہی تجویز کر لئے ہیں اور ان میں پڑ کر اصل کو بھی کھو بیٹھے ہیں - پھر بڑے سے بڑا کام کیا تو یہ کر لیا کہ چلہ کرتے ہیں کچھ جو ساتھ لے جانے ہیں ایک آدمی مقرر کر لیتے ہیں جو ہر روز دودھ یا اور کوئی چیز پہونچا آتا ہے - ایک تنگ و تاریک گندی سی کوٹھڑی یا غار ہوتی ہے اور اس میں پڑے رہتے ہیں خدا جانے وہ اس میں کس طرح رہتے ہیں پھر بری بری حالتوں میں باہر نکلتے ہیں یہ اسلام رہ گیا ہے - میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان چلہ کشیوں سے اسلام اور مسلمانوں یا عام لوگوں کو کیا فائدہ پہونچتا ہے اور اس میں اخلاق میں کیا ترقی ہوتی ہے۔

سب عزتوں سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی عزت ہے جس کا کل اسلامی دنیا پر اثر ہے - آپ ہی کی عزت نے پھر دنیا کو زندہ کیا عرب جن میں زنا شراب اور جنگ جوئی کے سوا کچھ رہا ہی نہ تھا اور حقوق العباد کا خون ہو چکا تھا ہمدردی اور خیر خواہی نوع انسان کا نام و نشان تک مٹ چکا تھا - اور نہ صرف حقوق العباد ہی تباہ ہو چکے تھے بلکہ حقوق اللہ پر اس سے بھی زیادہ تاریکی چھا گئی تھی اللہ تعالے کی صفات پتھروں - بوٹیوں اور ستاروں کو دی گئی تھی قسم قسم کا شرک پھیلا ہوا تھا - عاجز انسان اور انسان کی شرمگاہوں تک کی پوجا دنیا میں ہو رہی تھی - ایسی حالت مکروہ کا نقشہ اگر ذرا دیر کے لئے بھی ایک سلیم الفطرت انسان کے سامنے آجاوے تو وہ ایک خطرناک ظلمت اور ظلم و جور کے بہیانک اور خوفناک نظارہ کو دیکھے گا - فاتح ایک طرف گرتا ہے مگر یہ فاتح ایسا فاتح تھا کہ دونو طرف گرا تھا - فساد کامل دنیا میں برپا ہو چکا تھا - بحر میں امن و

سلامتی تھی اور نہ برپہ سکون وراحت اب اس تاریکی اور ہلاکت کے زمانہ میں ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہیں آپ نے آکر کیسے کامل طور پر اس میزان کے دونوں پہلو درست فرمائے۔ کہ حقوق اللہ اور حق العباد کو اپنے اصلی مرکز پر قائم کر دکھایا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاقی طاقت کا کمال اُسوقت ذہن میں آسکتا ہے جب کہ اُس زمانہ کی حالت پر نگاہ کی جاوے۔ مخالفوں نے آپ کو اور آپ کے متبعین کو جسقدر تکالیف پہونچائیں اور اس کے بالمقابل آپ نے ایسی حالت میں جب کہ آپ کو پورا اقتدار اور اختیار حاصل تھا اُن سے جو کچھ سلوک کیا وہ آپ کے علو شان کو ظاہر کرتا ہے۔

ابو جہل اور اس کے دوسرے رفیقوں نے کون سے تکلیف تھی جو آپ کو اور آپ کے جاں نثار خادموں کو نہیں دی غریب مسلمان عورتوں کو اونٹوں سے باندھ کر مخالف جہات میں دوڑایا۔ اور وہ چیری جاتی تھیں محض اس گناہ پر کہ وہ لا الٰہ الا اللہ پر کیوں قائل ہوئیں۔ مگر آپ نے اُن کے مقابل صبر و برداشت سے کام لیا۔ اور جب کہ مکہ فتح ہوا تو لا تثریب علیکم الیوم کہہ کر معاف فرمایا یہ کس قدر اخلاقی کمال ہے جو کسی دوسرے نبی میں نہیں پایا جاتا۔ اللھم صلّ علیٰ محمد و علیٰ آل محمد

غرض بات یہ ہے کہ اخلاق فاضلہ حاصل کرو کہ نیکیوں کی کلید اخلاق ہی ہیں

قرآن کریم

کیونکر آسکتا ہے

حضرت مولنا مولوی **نورالدین** صاحب سلمہ ربہ سے اکثر دفعہ لوگوں نے سوال کیا ہے کہ قرآن کریم کیونکر آسکتا ہے؟ حکیم الامۃ نے اس سوال کا جواب یوں دیا ہے۔

قرآن کریم سے بڑھ کر سہل اور آسان کتاب دنیا میں نہیں مگر اس کے لئے جو پڑھنے والا ہو سب سے پہلے اور ضروری شرط قرآن کریم کے پڑھنے کے واسطے **تقویٰ** ہے اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ وہ متقی کو قرآن پڑھادیگا طالب علم کو معاش کی طرف سے فراغت اور فرصت چاہیئے تقویٰ اختیار کرنے کی وجہ سے اُس کو ایسی جگہ سے رزق پہونچتا ہے کہ کسی کو معلوم بھی نہیں ہوسکتا اللہ تعالےٰ خود متکفل ہو جاتا ہے

پھر دوسری شرط قرآن کریم کے سمجھنے کے واسطے مجاہدہ ہے یہ مجاہدہ خدا میں ہو کر ہونا چاہیئے۔ پھر مشکلات کا آسان ہو جانا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔

پھر قرآن کریم کے پڑھنے کا ڈھنگ یہ ہے کہ ایکبار شروع سے لے کر اخیر تک خود پڑھے اور ہر آیت کو اپنے ہی لئے نازل ہوتا ہوا سمجھے۔ آدم و ابلیس کا ذکر آئے تو اپنے دل سے سوال کرے کہ میں آدم ہوں یا شیطان اس طرح پر اپنی کُل حالت کا مطالعہ کرنے کا موقعہ ملے گا اور اصلاح کی راہ نکل آئے گی۔ اس طرح پر قرآن کریم پڑھتے وقت جو مشکل مقام آویں اُن کو نوٹ کرتے جاؤ۔ جب قرآن شریف ایکبار ختم ہو جاوے پھر اپنی بیوی کو اور گھر والوں کو اپنے درس میں شامل کرو۔ اور اُن کو سناؤ۔ اس مرتبہ میں جو مشکل مقام آئے تھے انشاء اللہ تعالےٰ ان کا ایک بڑا حصہ حل ہو جاوے گا اور جو اب کے بھی رہ جاویں اُنکو پھر نوٹ کرو۔

اور تیسری مرتبہ اپنے دوستوں کو بھی شامل کرو۔ اور پھر چوتھی مرتبہ غیروں کے سامنے سناؤ۔ اس مرتبہ انشاءاللہ سب مشکلات حل ہو جاویں گی۔

مشکل مقامات کے حل کرنے کے واسطے دعا سے کام لو۔

کیونکر معلوم ہو کہ نماز قبول ہوتی ہے

یہ مضمون ہم نے اپنی طرز پر حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ کے ایک خطبہ سے منتخب اور ملخص کیا ہے جو انھوں نے ایک جمعہ میں پڑھا تھا۔

اکثر لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ ہم کو کیونکر معلوم ہو کہ جو نمازیں ہم پڑھتے ہیں فی الحقیقت اللہ تعالےٰ کے حضور یہ شرف قبولیت رکھتی ہیں؟ اس سوال کا جواب دینے سے پیشتر ہم یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ انسان جو نفع پسند ہستی ہے فطرتی طور پر اپنے کاموں کے نتائج اور

ثمرات کو دم نقد دیکھنا چاہتا ہے اور اسی فطری تقاضا کے موافق اس قسم کے سوالات اس کے اندر پیدا ہوتے ہیں اور یہی خواہش ہے۔ جس نے بسا اوقات نادان اور جلد باز انسانوں کو جنت و نار کے وعدے و وعید سن کر عدم تدبر کی وجہ سے انکار کی حد تک پہونچا دیا۔ ہمارا یہ مطلب نہیں کہ یہ فطرتی جوش بجائے خود برا ہے نہیں نہیں ہمارا یہ مطلب ہے کہ اس تقاضے کے موافق انسان کے اندر فوری نفع کا خیال پیدا ہوتا ہے اور جب وہ اعمال صالحہ کے مفاد اور نتائج کے لئے کسی خاص وقت بعد الموت کا وعدہ سنتا ہے تو گھبرا اٹھتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ منکر ہو جاتا ہے۔

بہرحال ہم اس مضمون میں صرف اس سوال کا جواب دینا چاہتے ہیں جو عنوان میں درج ہی یہ بات بغور دل یاد رکھنی چاہیئے کہ قانون قدرت پر ایک وسیع نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر فعل جو انسان کرتا ہے اسکا نتیجہ ایک خاص وقت پر کامل طور پر ظاہر ہوتا ہے گو اس نتیجہ کے آثار شروع ہو جاتے ہیں مثلاً جب ایک زمیندار کسی کھیت میں بیج ڈالتا ہے تو وہ بیج بارور ہونے کے واسطے ایک خاص زمانہ چاہتا ہے اگرچہ اس کا پودہ نکل آتا ہے جو اس آنے والے نتیجہ کے لئے ایک یقین دلانے والی شے ہے۔ اسی طرح پر اعمال انسانی کے مجازات کا سلسلہ تو اسی دنیا سے شروع ہو جاتا ہے اور انکا کمال اس دوسرے عالم میں ہوتا ہے۔ پس اس نظارۂ قدرت کو دیکھ کر یہ سوال صاف طور پر حل ہو جاتا ہے جو یوم المجازات پر کیا جاتا ہے۔

اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ قبولیت نماز کے کیا نشان ہیں؟ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ اسیطرح پر قبولیت نماز اپنے نشانوں سے معلوم ہو سکتی ہے قرآن کریم میں نماز کے ثمرات یوں بیان فرمائے ہیں۔

اتل ما اوحی الیک من الکتب واقم الصلوٰة ان الصلوٰة تنھٰی عن الفحشاء والمنکر۔ ولذکر اللہ اکبر۔ واللہ یعلم ما تصنعون۔

جو کچھ کتاب اللہ میں سے تیری طرف وحی کیا جاتا ہے اسکو پڑھ سنا اور نماز کو ٹھیک قائم کر بے شک نماز ہر قسم کی بدکاری اور برے کام سے روکتی ہے نماز ہی ذکر اللہ ہے جو تمام پیاری چیزوں کی یاد سے بڑھ کر ہے اور یاد رکھو کہ اللہ تعالے تمہارے افعال سے واقف ہے۔

خدا تعالے نے اس پاک کلام میں نماز کے ثمرات اور نتائج اور ایسی نتیجہ خیز نماز کا اصول دونوں بیان فرمائی ہیں۔ قرآن کریم کے طرز بیان کو صرف صرف یہ فخر حاصل ہے کہ وہ ہر حکم اور دعوے کو مدلل اور محکم کر کے بیان فرماتا ہے۔ یہاں اقم الصلوٰة کا حکم دیا ہے تو ان الصلوٰة تنھٰی عن الفحشاء والمنکر اس حکم کی معقولیت کی دلیل ہے۔ چونکہ دلیل صاف اور واضح ہوتی ہے اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ نتائج اور ثمرات نماز کو مخصوصاً کسی ان دیکھے جہان کے واسطے ہی نہیں رکھا بلکہ ہم ان کو دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں۔

غرض نماز کا نتیجہ اور خاصہ یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ ہر قسم کی بدکاری اور ریاکاری سے روکتی ہے اور ہر بری بات سے بچاتی ہے۔ پس اب نماز پڑھنے والا اپنے اندر غور کرے کہ کیا میری بدکاریاں اور بری باتیں نماز پڑھنے سے کم ہونی شروع ہوئی ہیں یا نہیں؟ اگر اپنے اندر ایک تبدیلی کو محسوس کرے تو اس کے لئے بشارت ہے۔ لیکن اگر باوجود نماز پڑھنے کے بھی ان میں کمی نہیں ہوئی تو دوستو! بے شک یہ نماز نماز نہیں!!!

مگر یہ بات بھی یاد رہے کہ کسی فعل کے صحیح اور اصل نتیجہ پر پہونچنے کے لئے ضروری ہے کہ ان تمام لوازمات اور آداب کو ملحوظ رکھا جائے جو اس کے واسطے مقرر ہیں مثلاً اگر ایک شخص بیج کے دانے کسی غیر تردد شدہ زمین میں ڈالدے اور پھر ان تمام رعایتوں کو بھی ملحوظ نہ رکھے جو ان کے بارور ہونے کے لئے ضروری ہیں تو بتلاؤ کہ وہ خرمن جمع کرنے کا امیدوار کیونکر ہو سکتا ہے؟ ادائے نماز کے لئے بھی آداب اور شرائط ہیں اور وہ کیا؟ وہی جو ارکان نماز کہلاتے ہیں پس نماز کا ہر رکن پورے ادب اور لحاظ سے ادا ہونا ضروری ہے۔

ان آداب اور شرائط کے پورے طور پر ادا کرنے کے واسطے اللہ تعالے

نے ایک اصول بتلایا ہے وَ لَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَر۔ اللہ تعالے کے ذکر کو تمام اذکار پر مقدم اور ضروری قرار دیے لیا جاوے اور یہ توفیق اس وقت ملتی ہے جب کہ اللہ تعالے کے علم تام پر ایمان کامل ہو وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْن یہ گر اور یہ اصول نماز کی جان اور جز ہے گویا اللہ تعالے نے وہ طریق بتلایا ہے جس سے انسان نماز کو اُس طریق پر ادا کر سکے جو ان نتائج کے موجب ہو جو یہاں بیان فرمائے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز میں انسان اللہ تعالے کو دیکھتا ہو اور اگر یہ مقام میسر نہ آوے تو کم از کم اتنا ہی ہو کہ یہ محسوس کرے کہ خدا مجھکو دیکھتا ہے وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْن میں اللہ تعالے نے اسی اصول کو بتلایا ہے یَعْلَم اور تَصْنَعُوْن کے الفاظ بہت قابل غور ہیں ہو سکتا تھا کہ یُبْصِرُ مَا یَفْعَلُوْن فرماتا مگر یعلم اور تصنعون کے الفاظ کے استعمال میں کیا سر ہے؟ یبصر ما یفعلون سے صرف افعال ظاہری کی نگرانی معلوم ہو سکتی ہے اسلئے ایک نماز پڑھنے والا ممکن ہے ارکان نماز کو نہایت صفائی اور درستی سے ادا کرے مگر دل میں دہریت اور الحاد ہو اس لئے خدا تعالے نے یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْن فرمایا ہے یعنی یہی نہیں کہ تمھارے حالات ظاہری سے واقف ہے بلکہ یہ بتلایا ہے کہ تمھارے اندرونی منصوبوں تک سے بھی ماہر ہے جب کہ انسان کے اندر خدائے قدوس کی نسبت یہ معرفت اور ایمان پیدا ہو جاوے تو صاف ظاہر ہے کہ اس کا اثر نہ صرف اُس کے اعمال ظاہری پر پڑیگا بلکہ اُس کی روح میں ایک طہارت اور دل میں روشنی اور فروتنی اور انکسار پیدا ہوگا اور اس طرح پر اس کو حضور قلب اور خشوع و خضوع حاصل ہوگا جو نماز کا مغز اور لب ہے ہم اس مختصر مضمون میں اس آیت پر پوری بحث نہیں کر سکتے اور ناظرین کو زیادہ غور اور فکر کا موقع دیتے ہیں۔ اور اب خلاصہ بیان کرکے ختم کر دیتے ہیں۔

قبولیت نماز کے لئے ضروری ہے کہ انسان کے اندر فروتنی اور انکسار پیدا ہو اور خشیت الٰہی ہو اور یہ تب پیدا ہوتی ہیں جب کہ ذِکْرُ اللّٰہ کو اَکْبَر اور اَفْضَل قرار دیا جاوے اور اس مرتبہ پر پہونچنے کے واسطے اللہ تعالے کے علم تام پر ایمان ہو جب نماز ان شرائط کے ساتھ ادا ہوگی تو پھر قبولیت نماز کو اس کے ثمرات سے پہچان لوگے اور وہ کھلی بدکاریوں اور بری باتوں سے بچنا ہے اللہ تعالے ہمکو اور ہمارے پڑھنے والوں کو ایسے نتیجہ خیز نماز کی* توفیق دے!

آمین!

عام معاملات پر ہماری ریمارکس

ملک کی اخلاقی حالت کا اندازہ

ملک کی ضروریات کا اندازہ اُن اشتہارات سے ہو سکتا ہے جو اخبارات میں شائع ہوتے ہیں انگریزی اخبارات کو چھوڑ کر ہم اردو اخبارات کے صیغہ اشتہارات پر ایک غائر نظر کرتے ہیں ۹۹ فیصدی اشتہارات ادویات کے ہیں اور ان ادویات کے اشتہارات میں سے بھی ۹۵ فیصدی ایسے اشتہارات ہیں جنکا تعلق قوت باہ اور قوائے تناسلہ سے ہے۔ اس سے ملک کا مذاق اور اہل ملک کی اخلاقی حالت کا پتہ لگانا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ ایسے اشتہارات کی کثرت اس امر کی شہادت اور صریح دلیل ہے کہ ملک میں عیاشی کی کثرت ہے ملک کے بہی خواہوں کو اس پر پوری توجہ کی ضرورت ہے اس عیاشی کی کثرت کو روکنے کے لیے ممکن ہے کہ یہ نسخہ کارگر ہو کہ مالکان اخبارات ایسے اشتہار شائع نہ کریں مگر جب اخبار والوں کو خریداروں سے مایوسی ہو اور اشتہار دینے والے معقول معاوضے اور پیشگی رقمیں دینے پر آمادہ ہوں تو ایسا کرنا شاید ان کے لئے ٹیڑھی کھیر ہو۔

ایک اور سوڈانی مہدی

ابھی شیخ سنوسی کا خطرہ کم نہ ہوا تھا کہ سوڈان کے ضلع کارڈوفان میں ایک اور مہدی پیدا ہو گیا ہے۔ جس نے اُس ضلع کے راستے بند کر دیے ہیں۔ سوڈان کی زمین معلوم ہوتا ہے کہ مہدی خیز زمین ہے آئے دن کوئی نکوئی مہدی پیدا ہی ہوتا رہتا ہے ان مہدیوں کے مہدی موعود نہ ہونے کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ ان میں سے جو اُٹھا ملک گیری کے خیال کو سر میں

غلام مولا

لے کر اُٹھا حالانکہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی موعود کا یہ نشان بتلایا ہے کہ وہ جنگ موقوف کرے گا تیر وسنان لے کر مقابلہ میں نہ آئے گا۔ کاش ان خیالی مہدیوں کو یہ معلوم ہوتا کہ اُن کے اس طرز عمل سے مسلمانوں کی نسبت کیسی خیالات قائم کئے جاتے ہیں اور وہ بیچارے کن بدگمانیوں کا نشانہ ہوتے ہیں تو جنگجوئی کے خیالات سے باز آجاتے ان ساری باتوں کو ٹھیک طور پر مد نظر رکھ کر ہم کہتے ہیں کہ **مہدی صادق** وہی ہے جسنے **جہاد کی ممانعت کا فتویٰ** شائع کیا اور مسلمانوں کو بتلایا کہ دین کے نام سے جہاد اور قتال حرام ہے۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ جس قدر لوگ مہدی معہود کے ہاتھ پر بیعت کرتے جائیں گے اُسی قدر گورنمنٹ کو مسلمانوں کی نسبت زیادہ اعتبار اور یقین پیدا ہوتا جاوے گا ورنہ کسی خونی مہدی کا انتظار کرتے ہوئے ممانعت جہاد کے فتویٰ شائع کرنے والے لوگ خواہ کچھ ہی کریں مگر گورنمنٹ کو مطمئن نہیں کرتے۔

اردو ناگری کا سوال

ہم نے اس سوال پر آج تک بحث نہیں کی اور نہ اب اس پر کسی مزید بحث کی ضرورت دکھائی دیتی ہے اس لئے کہ اب اس پر کچھ لکھنا مشت بعد از جنگ ہے۔ ہم کو صرف یہ کہنا مقصود ہے کہ مسلمانوں پر یہ وبال قرآن کریم کو چھوڑنے کا ہے۔ جو قرآن کریم کو چھوڑتا ہے دنیا اُس پر تنگ کی جاتی ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم اور علوم قرآنی کی تحصیل ایک لغو اور فضول کام قرار دیا گیا تھا آخر خدا تعالےٰ کی غیرت نے مسلمانوں کو اس زبان کے سیکھنے پر مجبور کیا جس سے اُن کو دلی نفرت تھی۔ کیا یہ غیرت کی جا نہیں؟ کیا مسلمان اب بھی غور نہ کریں گے؟ اردو ناگری کے دکھڑے کو روتا اب بالکل فضول ہے اب بھی اگر مسلمان علوم قرآنی کی اشاعت پر پوری توجہ کریں اور جس قدر وقت اور روپیہ انگریزی اور اب ہندی کے سیکھنے پر خرچ کرتے ہیں یا کریں گے اگر اس سے نصف بھی قرآن کریم کی تعلیم اور تعلّم میں دیں تو ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کے واسطے بہتری کی راہیں نکال دے گا۔ مسلمانو تمہارے ہاتھ سے قرآن کریم کچھ تو انگریزی میں پوری مصروفیت کی وجہ سے نکل چکا ہے اور کچھ اب ہندی لے لے گی۔ اگر ایسی حالت رہی تو خطر عظیم کا اندیشہ ہے۔ ابھی وقت ہے سنبھلو اور قرآن کو مضبوط پکڑو کہ فلاح اسی میں ہے

ملک میں صنعتی تعلیم کی ازبس ضرورت ہے

ہمارے ہمسایہ قوم ہندو زمانہ کی نبض شناس ہے اور دینوی معاملات میں اس کا فہم بہت وسیع ہے ابتداءً جب انگریزی تعلیم کا ملک میں چرچا ہوا۔ اُسوقت ہندووں نے انگریزی زبان کے سیکھنے میں پیشدستی کی اور سب سے پہلے اعلیٰ عہدے حاصل کرلئے مسلمان انگریزی زبان کے جواز عدم جواز پر فتوی لکھنے میں مصروف رہے جب دیکھا کہ کام بگڑا تو انگریزی سیکھنے کی طرف توجہ کی اور ہر شخص کے سر میں یہی خیال سمایا کہ قوم میں انگریزی تعلیم کا عام رواج دیں گے تو کچھ بنے گا مگر بہت پیچھے رہی ہوئی قوم منزل مقصود پر پہونچی ہوئی قوم کا مقابلہ کب کر سکتی تھی گو کسی قدر فائدہ ہوا مگر ہونے کے برابر اب جب کہ انگریزی خوانوں کی ہوئی کثرت اور گورنمنٹ کو ضرورت رہی کم اور ہر سال لاکھوں انگریزی خوان نوکری کے طلبگار پھرنے لگے۔ تو ہندووں نے خوب بر محل سوچا کہ اب نوکری سے تو کام بننے کا نہیں اب ضرورت ہے صنعتی تعلیم کی۔ چنانچہ انھوں نے اس ضرورت کو محسوس کرکے لاہور میں ہندو ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ قائم کرلی اور اب اُس میں سات جماعتیں بھی کھولدی ہیں مسلمان اب تک بیدار نہیں ہوے۔ ہمکو معلوم دیتا ہے کہ مسلمانوں نے ہندووں کا اسطرف متوجہ ہونا شاید اپنے لئے کوئی فال نیک سمجھی کہ ہندو صنعتی علوم سیکھیں اور ہم انگریزی پڑھکر ملازمت کرلیں گے۔ اگر انہوں نے ایسا خیال کرلیا ہے تو بریں عقل و دانش بباید گریست۔ موجودہ طرز تعلیم اور ملازمت کی موجودہ حالت سے ایسی امید کرنا خیالی پلاؤ ہے۔ آجکل کی تعلیم ایک وسیع میدان اور وسیع اخراجات کو چاہتی ہے اور مسلمانوں کی حالت اس بار گراں کی برداشت کرنیکی قابل نہیں ہے اسلئے ہمارے اسلامی کالج اور انجمنیں صنعت و حرفت کی تعلیم پر غور کرکے مسلمانوں کی بچوں کو

تار کی خبریں

جنگ چین

لنڈن - یکم جولائے - نیو سوتھ ویلز نے انگلستان کو ۲ ہزار سے ۳ ہزار فوج تک مہم چین کی امداد کے لئے پیش کی گئی ہے - امیر البحر بروس نے ۳۰ جون کو خبر دی کہ دول عظام کی مشترکہ فوجیں اب تک چین میں اسقدر پہونچی ہیں ۵۲۰ آفیسر ۱۲۵۰۰ سپاہی - امریکن امیر البحر کیمف راوی ہے کہ ۱۵ جون کو دربار چین نے سفیروں کو ۲۴ گھنٹے کے اندر چلے جانے کا نوٹس دیا تھا۔ مگر سفیروں نے انکار کیا اور وہ ابتک پیکن میں موجود ہیں - ٹینٹسن کے باہر سلح خانہ پر جو لڑائی برٹش فوج اور بوکسروں اور چینیوں کے مابین ہوئی وہ سخت جنگ تھی - برٹش سنگینوں سے دشمن کو زیر کیا اور برٹش نقصان اس جنگ میں یہ تھا کہ ۲۷ ہلاک اور ۹۷ زخمی ہوئے ۔

لنڈن - ۲ - جولائی - وسیرائے لی ہنگ چنگ نے اپنی صفائی ظاہر کرنے کے لئے شنگھائی میں ۱۳۰ - بوکسروں کے سر قلم کرائے لیکن یورپین توصل ابتک اسپر اعتبار نہیں کرتی -

لنڈن - ۳ - جولائے - پیکن سے خبر آئی ہے کہ وہاں چینیوں نے سفارتگاہیں محصور کر رکھی ہیں جن کا سامان خوراک اور گولی بارود ختم ہونے پر ہے - چینی فوجیں شہر کے اندر ۲۰ ہزار اڑی پڑی ہیں - اور بیس ہی ہزار شہر کے باہر ہیں اوران افواج سے ۳ ہزار چینی فوج پیکن سے ٹنٹسن کو روانہ ہوئی ہے شہنشاہ جرمن نے چین کے لئے ایک بحری براگنڈ کے تیار ہونے کا حکم دیا ہے

لنڈن - ۴ جولائے - جرمن جہاز ۱۴ بار برداری فوج لے کر کل روانہ چین ہوگئے - ان جہازوں پر ۲۳۰۰ فوج ہے - موقعہ روانگی پر خود قیصر ولیم نے الوداع کہی اور بروقت روانگی فوج مذکورکے جرمن قیصر نے پرجوش تقریر کی کہ چین کے ساتھ سمجھنا فرض ہے کیونکہ چین سے جگہ خراش جرائم وحشیانہ سرزد ہوئے جو انتقام کا مطالبہ کرتے ہیں - اخیر میں قسم کھائی کہ اسوقت تک پیچھا نہ چھوڑیں گے کہ دو نشدارطانوں کے جھنڈے پیکن پر لہرائیں -

لنڈن ۴ جولائے پیکن میں ۲۶ - جون کو ایک شاہی حکم اس مضمون کا نافذ ہوا کہ تمام صوبجات میں باکسروں اور فوجوں کو بھرتی کیا جائے تاکہ اجنبیوں کو جابجا ملک بدر کریں - چینی فوجیں ٹنٹسن پر حملہ کر رہی ہیں اور قریب دیواروں کے خندقیں کھود رہے ہیں - ٹاکو سے ۳۰ کی مراسلت ۴ - کو لنڈن میں پہونچی کہ برٹش وروسی امیر البحروں نے باہم اتفاق سے یہ قرار دیا ہے کہ ٹنٹسن پر قبضہ رکھنے کی کوشش کی جائے اور درصورت ناکامی کے تاکو پر قبضہ رکھا جاوے خبر آئی ہے کہ درمیان پیکن وٹنٹسن کے چینی فوج بقدر چالیس ہزار کے فراہم پڑی ہے -

لنڈن ۴ جولائے نہایت مختلف خبریں یورپ میں چین سے آرہی ہیں اور پیکن میں واقعات کی اصلی حالت کو معلوم کرنا ناممکن ہے سفارتگاہوں کی تقدیر کی نسبت جو سخت اندیشہ ہو رہا ہے وہ اب اس یقین میں تبدیل ہو رہا ہے کہ شہنشاہ بیگم پر فی الواقعہ کیا گذرا ہے - لیکن یہ عموماً یقین کیا گیا ہے کہ باکسروں کے سرغنے اس کی حکومت پر رشک کرتے ہیں اور اس کے ظالمانہ طریقوں سے اندیشناک ہیں اور اس کو نظر میں رکھے ہوئے ہیں - گورنمنٹ امریکہ کو سرکاری طور پر خبر دی گئی ہے کہ ہر دو شہنشاہ بیگم اور اسکا بدقسمت بھتیجا شہنشاہ محل میں قید ہیں اور انکی تقدیر حالت تذبذب میں ہے - خبر ہے کہ پیکن میں اہل جرمن نے اپنے سفیر کے قتل کا جلدی اور مکمل بدلا لے لیا ہے انہوں نے اپنے آپ کو جمع کیا اور باوجود تمام مقابلہ کے جو باکسروں اور چینی افواج نے گلیوں میں انسے کیا انھوں نے تنگ لی ین کی عمارت پر حملہ کیا اور اسکو بالکل تباہ کردیا۔ یہ معلوم نہیں کہ آخر اس جرمن گروہ پر کیا واقعہ ہوا - ان خبروں میں سے جو براہ ہانک کانگ آئی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ جنوبی چین میں باکسروں کی ایسی بغاوت نہیں ہے جیسی کہ شمال میں ہے اور امید ہے کہ وہاں انتظام بحال ہو جائے گا جنوبی وسیرائوں نے اسبات پر اتفاق کرلیا ہے کہ شہزادہ توان کے احکام کی پروا نہ کریں اور جہانتک ممکن ہو باشندگان ممالک غیر کی حفاظت کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے اور اس لئے انھوں نے طاقتوں سے درخواست کی ہے کہ اپنی تمام کارروائی کو شمال میں ہی محدود رکھیں اور ینگسی کے جنوب میں جو ملک ہے اس میں اپنی افواج کے کوچ سے جنوبی آبادی کو تکلیف نہ دیں اور خوف زدہ نہ کریں - اگر طاقتوں کو ان کے اس خیال کی صداقت پر یقین ہوگیا تو اغلب ہے کہ فرنچ لشکر ٹونکین سے اور اکسپڈیشنری فوج ہندوستان سے شمالی بندرگاہوں میں سے بعض میں اتاری جاویں گی - اول الذکر غالباً شنگھائی میں اور مؤخر الذکر ویہیوائی میں -

لنڈن ۵ جولائے - پیکن سے تین چینی جو بھاگ کر آئے ہیں بیان کرتے ہیں کہ تمام باشندگان ممالک غیر جو بغداد میں ایک ہزار ہوں گے -

انگریزی سفارت گاہ میں تاوقتیکہ ان کا گولہ بارود ختم نہ ہوا مقابلہ کرتے رہے - مگر آخر سفارت گاہ جلائی گئی اور سب آدمی قتل کئے گئے - خبر ہے کہ شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم زہر دیکر مار ڈالے گئے ہیں شہر ٹنٹسن پر متفقہ افواج نے حملہ کیا اور چھ گھنٹے تک چینیوں سے لڑائی ہوتی رہی -

لنڈن ۹ رجولائے گذشتہ رات ہوس آف کامنز میں مسٹر براڈرک نے اطلاع دی کہ گورنمنٹ ہر ساعت اُس خط وکتابت کے جواب کی توقع کر رہی ہے جو اُس نے رہائی پیکن کے بارہ میں جاپان سے کی ہوئی ہے شاہی انجینروں کے دستے توج ۱۲ تاریخ کو ہانگ کانگ سے وہیہوائی کو روانہ ہوں گے -

لنڈن ۹ رجولائے - برٹش گورنمنٹ نے چینی وزیر متعینہ لنڈن سے درخواست کی ہے کہ پیکن میں حکام کو لکھدیا جاوے کہ اُس نقصان کے لئے جو یورپین لوگوں کو پہونچے کا مجرم قرار دئے جاوینگے - اور یہ بہی کہا ہے کہ صوبجات کے وائسرائوں کو بھی اس امر سے اطلاع دی جاوے - ایک مراسلہ سے جو برلن میں آیا ہے معلوم ہوا ہے کہ بغاوت چیفوتک پھیل رہی ہے اور وہاں جو امریکن امیر البحر ہے وہ امریکن رعایا کو وہاں سے لے جانے کی تیاریاں کر رہا ہے برطانیہ نے جرمنی کو کہا ہے کہ وہ روس کو اسبات پر راضی ہونے کی ترغیب دے کہ چین میں امن بحال کرنے کا کام جاپان کے سپرد کیا جاوے مگر جرمنی نے اس اندیشہ سے کہ مبادا روس کے ساتھ اس کے تعلقات بگڑ جاویں اس سے انکار کر دیا ہے -

لنڈن ۷ - جولائی شہنشاہ ویلیم نے اشتہار دیا ہے کہ ہر ایک یورپین کے بدلے جو پیکن میں زندہ بچا لیا جاوے ایک ہزار ٹیل (ایک سکہ) انعام دیا جاوے گا - امریکن کنسل متعینہ شنگہائی تار دیتا ہے کہ بغاوت پھیل رہی ہے اور اگر متفقہ افواج کو شمال میں روکا گیا تو بغاوت وسطی اور جنوبی حصہ میں پھیل جاوے گی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمام باشندگان ممالک غیر قتل کئے جاویں گے سینٹ پیٹرز برگ میں بیان کیا گیا ہے کہ طاقتوں کا منشا یہ نہیں ہے کہ چین کے ٹکڑے ٹکڑے کئے جاویں بلکہ یہ کہ امن بحال کیا جاوے اور زیادہ پائدار ذمہ داریاں قائم کی جاویں - جاپان نے ایک ڈویژن چین کو روانہ کیا ہے جس سے اب تک کل جاپانی فوج جو روانہ ہو چکی ہے ۲۲ ہزار ہو گئی ہے - برطانیہ نے جاپان کو یقین دلایا ہے کہ ایک بڑی جاپانی فوج کی ٹاکو کو جلد روانگی مفید ہو گی اور کوئی یورپین طاقت اعتراض نہیں کرے گی روس نے جاپان کو ۲۷ جون کو اشتہار دیا کہ میں تم کو پیکن میں ممالک غیر کے باشندوں کی امداد میں افواج روانہ کرنے کے لئے پوری آزادی دیتا ہوں خاصکر اس وجہ سے کہ جاپان نے اور طاقتوں کے ساتھ ملکر کارروائی کرنے کی رضامندی ظاہر کی ہے - امیر البحر روس کا تار دیتا ہے کہ ٹاکو میں تمام امیر البحر پورے اتفاق سے کام کر رہے ہیں - یورپینوں نے ٹنٹسن کے اسلحہ خانہ میں ۲۰ لاکھ روپیہ کے جدید اسلحہ اور گولہ بارود معلوم کر کے تباہ کر دئے ہزارہا چینیوں کی لاشیں ٹنٹسن کے اردگرد بلا دفن پڑی ہوئی ہیں اور دریا لاشوں سے پُر ہو گیا ہے امیر البحر سیمور کو ایک گولی سے خفیف سا زخم لگا ہے

فقط

پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑی کو مناظرہ کیلئے دعوت

ہم ذیل میں وہ اشتہار درج کرتے ہیں جو حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب امروہی نے پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑی کے مناظرہ کے لئے شائع کیا ہے - ایڈیٹر

امابعد - سید محمد احسن امروہوی نزیل قادیان بخدمت حضرت مہر علیشاہ صاحب گولڑی بعد السلام علی من اتبع الہدیٰ عرض کرتا ہے کہ چونکہ جناب نے اپنی کتاب شمس الہدایہ میں بضمن جواب حضرت اقدس امام الزمان ~~~ الیس اللہ بکاف عبدہ مرزا غلام احمد مسیح وقت و مہدی ہم مجدد بر سر ایں صدی کے چند مقاموں میں میرے رسائل مؤلفہ پر کچھ اعتراضات بھی وارد کئے ہیں اور اس ذریعہ سے اپنی بزم مناظرہ تحریری میں مجھکو بھی دخل اور بار دیا ہے - لہذا میں آپ کی اس یاد فرمائی سے بہت خوش ہوا ہوں - ~~~ بہ بزم وصل خودم خواند یار در جلوت ٭ کنون رقیب حسد پیشہ گو بسوز از رشک ٭ اگرچہ آپ کے رسالہ میں جملہ استدلالات آپکے بالکل خلاف ادلہ شرعیہ اور مخالف علوم الٰہیہ کے ہیں جو آداب مناظرہ سے علی حرف واقع ہوے ہیں اور اُن کے رد و جواب کی طرف توجہ کرنا تضیع اوقات ہی و من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ مگر چونکہ یہ خیال بھی آتا ہے کہ عوام کالانعام ہمارا سکوت احقاق حق اور ابطال باطل سے دیکھکر یہ نہ سمجھ لیویں کہ شاید کوئی ذرہ بھر حق و صواب کا آپکے رسالہ کی طرف بھی ہو لہذا بحکم الساکت عن الحق شیطان اخرس کے میں نے آپکے رسالہ شمس الہدایہ کا رد اس ماہ جون گذشتہ میں محرر کر لیا ہے جو عنقریب

انشاء اللہ طبع ہوکر اشاعت پائیگا اور جناب کی خدمت میں پہونچیگا - اب چونکہ آپ نے بعد ختم اپنے رسالہ کے آخر میں ایک اعلان مباحثہ کا بھی دیا ہے اور مطالعہ کے بعد میں رسالہ میں مجھکو آپ اپنی بزم مناظرہ میں داخل ہونے کا استحقاق فرما چکے ہیں کہ اسکا میں شکریہ مکرر ادا کرتا ہوں یہ لائن ساری ان ظلمتی بمسارۃ نہ لفدسرلائی خطرت بہالک - جناب کی خدمتمیں استحقاق معروضہ کو اپنا وسیلہ گردانکر بذریعہ اس اشتہار کے جناب کو اطلاع دیتا ہوں کہ میں اس بزم مباحثہ تقریری جناب میں بہی داخل ہونیکو بہمہ تن مستعد و طیار ہوں - اور جلسہ مباحثہ کا بمقام لاہور ہونا چاہئے کیونکہ لاہور ہی پنجاب کا صدر مقام ہے - نیز اول بحث کا وہی ہوگا جو آپنے اپنی رسالہ میں مقدم کیا ہے یعنی مسئلہ حیات اور رفع جسمانی عیسی بن مریم کا شروع ہوگا کیونکہ آپنے اپنے رسالہ میں اسی مسئلہ پر سب سے اول بڑا زور دیا ہے اور نیز طبعی طور ہی اسی مسئلہ کو تقدم حاصل ہے - بعدہ جس مسئلہ میں بحث کرنا طرفین سے منظور ہوگا اسی مسئلہ میں مناظرہ شروع کیا جائے گا - جواب اسکا اندر بمعیاد ۱۵ یوم کے اس اعلان کے پہونچنے سے ضرور مرحمت ہو - بعد انقضائے میعاد ثابت ہوگا کہ آپ نے جو اعلان مباحثہ کا آخر رسالہ شمس الہدایہ میں شائع کیا ہے صرف فرضی طور پر ہے صحت نیت کے ساتھ ہرگز نہیں ہے اور نہ موسس علی التقوی ہو سکتا ہے - اور ہاں اگر یہ مناظرہ بھی منظور نہ ہو تو اس درخواست کی بموجب جو بتاریخ ۲۷ - جون سنہ ۱۹ء بخدمت جمیع علماء پنجاب و ہندوستان وسجادہ نشینان خصوصًا بنام جناب کے ہماری جماعت کی طرف سے شائع ہوکر آپ کی خدمت میں سب سے اول پیکٹ اسکا روانہ کیا گیا ہے بلحاظ شرائط مندرجہ درخواست کے جلسہ منعقد فرمایا جاوے - اس آخری جلسہ میں جو درخواست مذکور کی شرائط کے موافق ہوگا - حضرت اقدس ہمارے امام الزمان مسیح موعود و مہدی معہود تشریف رکھیں گے اور ہماری طرف سے ا

براہین احمدیہ

چار جلد کامل

یہ وہ نادر اور بے نظیر کتاب ہے جس میں قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کے ثبوت میں ۳۰۰ زبردست دلائل قاطع دی گئی ہیں اور اسلام کو بمقابلہ جمیع مذاہب کے اعلے و افضل کیا گیا ہے اور اثبات رسالت آنحضرت میں آجتک کوئی کتاب ایسی تصنیف نہیں ہوئی موافق و مخالف اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں - اس کی پہلے قیمت پچیس روپے تھی اور بوجہ نایابی کے دنیا اس کی زیارت کو ترس رہی تھی - ہم نے بڑی کوشش اور جانفشانی سے اس کتاب کو زیور انطباع بار ثانی پہنایا ہے ناظرین یہ موقع ہاتھ سے نہ کھوئیں نہایت جلد خرید فرمائیں - کاغذ موٹا چھاپہ نفیس خوشخط خوشنما قیمت نہایت ہی کم صرف ے ر

المشتہر کریم بخش مالک مطبع مفید عام پریس سیالکوٹ

افسوس

سخت افسوس کی بات ہے کہ ہندوستان میں آریوں اور عیسائیوں کی طرف سے کئی رسالے اور اخبار ہفتہ وار اور ماہوار چھپتے ہیں جن میں دین و دنیا کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اسقدر بدزبانیاں اور گالیاں دیجاتی ہیں کہ ایک غیرتمند مسلمان کا بدن تھرا اٹھتا ہے اور آنکھوں میں خون اتر آتا ہے

ان رسالوں میں کچھ ایسا زہر بھرا ہوا ہے کہ کئی مسلمان ان پڑھکر اسلام سے مشکک اور مرتد ہوگئے ہیں - ہندوستان میں چھ کروڑ مسلمان موجود ہیں لیکن افسوس کہ ایک اخبار یا رسالہ بھی انکی طرف سے باقاعدہ نہیں چھپتا جو ان مخالفین کے دنداں شکن جواب دیکر اہل اسلام کو دوزخ کے گڑھے سے بچائے اور انکا حوصلہ بڑھا سکتے ہیں کہ عیسائیوں کے مشن کا بہت سا روپیہ اسی ایکبات سے وصول ہوجاتا ہے کہ ولایت کے عیسائیوں نے ایک وقت کی چاء میں میٹھا ڈالنا چھوڑ دیا ہے اور اسی ایک دفعہ کے میٹھا چھوڑ دینے سے ہزاروں روپے جمع ہوجاتے ہیں جو وہ عیسائی مذہب اور عیسائی رسالوں کے شائع کرنے میں صرف کرتے ہیں -

اسلام جو خدائی اور سچا مذہب ہے کیا اسکیلئے **مسلمانوں** کو اتنی بھی **غیرت** نہیں ہونی ضرور ہونی چاہئے اور اسی غیرت نے ہمارا دامن پکڑا کہ ہم یہ رسالہ **انوار الاسلام** ماہوار نکالنے پر مجبور ہوے جسمیں **نور افشاں** وغیرہ عیسائی اخباروں **آریہ گزٹ** وغیرہ آریہ کے اخباروں اور **مخالفین کے** تمام اعتراضات کے مفصل جوابات لکھا کرتے ہیں ہر ایک مسلمان کا **فرض** ہے کہ اس رسالہ کو منگاوے اور مطالعہ فرمائے **۲۸ - صفحہ ماہوار** قیمت نہایت کم معہ محصولڈاک کے صرف عہ سالانہ قیمت ہر حالت میں پیشگی آنی چاہئے - نمونہ کے لئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہئے - واعظین اسلام سے رسالہ کی قیمت سالیانہ صرف ۲ ا ر غیر مذاہب سے صرف ۸ ر لی جاتی ہے صرف اس غرض سے کہ غیر مذاہب کو روبرو خداوند تعالےٰ کے یہ موقع کہنے کا نہ ملے کہ ہم نے دنیا میں رسالہ انوار الاسلام نہیں دیکھا

المشتہر منشی کریم بخش مالک و مہتمم رسالہ انوار الاسلام

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی و لاہور میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں و ایالان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پردال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام اور خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے۔ **المشتہر** پروفیسر میاسنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے!!!

۱- میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاسنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا وضعف سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیادی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ پی۔ ایم۔ سانگلی صاحب ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی۔

۲- میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میاسنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مسماۃ اتم دیوی عمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پر وال پڑتے تھے اُس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں اُنمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اُس کی بینائی میں فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پڑ سکتی تھی اور وہ اُن اشیاء کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳- میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جن کی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر اُن مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہی اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری مجسٹریٹ سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴- میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج تھی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردیگا تو اُس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے ۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء میں جمع کیا گیا ہے

غلام محمد

حضرت اقدس علیہ السلام کی پاک باتیں

ہر کہ روشن شد دل و جان و درون از ہجر تش
کیمیا باشد بسر بردن دمے در صحبتش
چیست دنیا چوں شب تار و زماں ابر سیاہ
آفتابی رہنما یک ساعتی در خدمتش

عزیر نبی کی دوبارہ زندگی

کار از

مسیح علیہ السلام کی وفات کے منکر اپنی دلائل میں حضرت عزیر کی زندگی کا سوال پیش کرتے ہیں کہ وہ سو برس مر کر پھر زندہ ہوا۔

مگر یاد رہے کہ یہ احیاء بعد الامانت ہے۔ اور احیاء کی کئی قسمیں ہیں۔ اول یہ کہ کوئی آدمی مرنے کے بعد ایسے طور پر زندہ ہو جاوے کہ قبر پھٹ جاوے اور وہ اپنا بوریا بدھنا استر بستر اٹھا کر دنیا میں آ جاوے۔ دوم یہ کہ اللہ تعالے اپنے فضل و کرم سے ایک نئی زندگی بخشے جیسے اہل اللہ کو ایک دوسری زندگی دی جاتی ہے جس طرح پر ایک شخص نے خدا سے ڈر کر کہا تھا کہ میری راکھ اڑا دی جاوے اس پر خدا تعالیٰ نے اس کو زندہ کیا یہ راکھ کا اکھٹا کرنا بھی ایک جسمانی زندگی تھی مرنے کے بعد جو زندگی ملتی ہے وہاں تو راکھ کا اکھٹا کرنا نہیں ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ سب کچھ ہوا مگر اپنے گھر تو نہ آیا۔ مولویصاحب نے کہا تھا کہ تسلی کے لئے ایک بات باقی ہے کہ ہم تجھکو لوگوں کے لئے نشان بنا دیں گے میں نے کہا تھا کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ لوگوں کے سمجھے ہوئے کے موافق نشان ہو۔ اور ایسا ہو کہ قبر پھٹ جاوے اور مردہ نکل آوے۔ یہ غلط بات ہے۔

بعض آدمی حجۃ اللہ آیات اللہ

کہلاتے ہیں بعض وجود ہی نشان
ہوتے ہیں بعض کے مرنے کے بعد
نشان قائم رہتے ہیں۔

یہ بیان کرنا ضروری تھا کہ
اس اعتراض کا منشا کیا ہے۔ جس
راہ کو ہم نے اختیار کیا ہے اس
کے خلاف ہے۔ ہمارے
مخالفوں کا مسیح کی نسبت تو یہ عقیدہ
ہے کہ وہ زندہ ہی آسمان پر گئے
اور زندہ ہی واپس آئیں گے۔
عزیر کے قصہ سے اس کو کیا تعلق
اور کیا مشابہت ہے؟۔

یہ مشابہت تو تب
ہوتی اگر معترض کا یہ مذہب
ہوتا کہ مسیح علیہ السلام قبر پھٹ کر
نکلیں گے۔ جب کہ ان کا یہ مذہب
ہی نہیں تو پھر تعجب کی بات ہے
کہ اس قصہ کو جو قیاس مع الفارق
ہے کیوں پیش کرتے ہیں۔

ان کے معتقدات میں تو یہ
ہے کہ کوئی اور شخص مسیح کا ہمشکل
بنکر پھانسی ملا۔ اور حضرت
عیسی علیہ السلام زندہ اسی جسم
سمیت اور اسی لباس میں آسمان پر
اٹھائے گئے۔ اور پھر یہ بھی تو
نہیں بتلاتے کہ وہ آسمان پر بیٹھے
کرتے کیا ہیں بہشت میں نجاری
کا کام ہی کرتے اور بہشتیوں کے
لئے تخت بناتے۔ خیر ہمکو اس
سے بحث نہیں ہے مگر جو نقشہ
پیش کرتے ہیں اس کو عزیر کے
قصہ سے کیا تعلق اور نسبت
ہے؟۔

غرض اس سلسلہ میں
یعنی مسیح کے قصہ میں عزیر کا قصہ
داخل کرنا خلط مبحث ہے۔ ہمارا
یہ مذہب ہے کہ عزیر کے قصہ کو
مسیح کے آنے نہ آنے سے کچھ
تعلق نہیں ہے ہاں اگر رنگ
سوال اور ہو تو اور بات ہے
یعنی عزیر کیونکر زندہ ہوا؟۔
ہم اس قسم کی حیات کے منکر ہیں
اور سارا قرآن اول سے آخر تک
منکر ہے۔

اللہ تعالے نے جو تجویز بندوں
کے لئے رکھی ہے کہ خدا تعالے
اس کے فرشتوں اس کی کتابوں
وغیرہ پر ایمان رکھکر خاتمہ اسطرح پر
ہوتا ہے کہ فرشتہ ملک الموت آکر
قبض روح کر لیتا ہے اور پھر
اور واقعات پیش آتے ہیں۔
منکر نکیر آتے ہیں اعمال آتے
ہیں پھر کھڑکی نکالی جاتی ہے۔
پھر قرآن کریم کہتا ہے کہ موتی
قیامت ہی کو اٹھیں گے یبعثهم
الله الموتی معالم میں لکھا ہے
کہ رجوع موتی نہیں ہوتا۔

قرآن کریم کے دو حصے
ہیں کوئی بات قصہ کے رنگ
میں ہوتی ہے اور بعض احکام
ہدایت کے رنگ میں ہوتے ہیں
بہ حیثیت ہدایت جو پیش
کرتا ہے اس کا منشا ہے کہ ان پر عمل
ہو۔ جیسے ان تصوموا خیرا
لکم الخ۔

اب صوم شتر مرغ کی بیٹ
کو کہتے ہیں مگر اس کا یہ مطلب
نہیں احکام میں صفائی ہوتی ہے
جب کہ اسی ہدایت کے
سلسلہ میں یہ فرمایا کہ ملک الموت
آتا ہے اور پھر رفع ہوتا ہے
اور حدیث میں اس کی تائید آئی ہے
ایک جگہ فرمایا ہے فیمسک
التی قضی علیها الموت یعنی
جس نفس پر موت کا حکم دیدیتا ہے
اسکو واپس نہیں آنے دیتا
دیکھو یہ خدا کا کلام ہے قصہ
کے رنگ میں نہیں بلکہ ہدایت
کے رنگ میں ہے۔

جو لوگ قصص اور ہدایات
میں تمیز نہیں کرتے ان کو بڑی
مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے
اور قرآن کریم میں اختلاف ثابت
کرنے کے موجب ہوتے ہیں اور
گویا اپنی عملی صورت میں قرآن کریم
کو ہاتھ سے دے بیٹھے ہیں
کیونکہ قرآن شریف کی نسبت تو
خدا تعالے کا ارشاد ہے لو کان
من عند غیر الله لوجدوا
فیه اختلافا کثیرا۔ اور
عدم اختلاف اس کے منجانب اللہ
ہونے کی دلیل ٹھیرائی گئی ہے۔
لیکن یہ ناعاقبت اندیش قصص اور
ہدایات میں تمیز نہ کرنے کی وجہ
سے اختلاف پیدا کر کے اسکو
من عند غیر الله ٹھیراتے ہیں
افسوس ان کی دانش پر!!!

ان لوگوں سے پوچھنا چاہئے
کہ مقدم ہدایات ہیں یا قصص؟
اور اگر دونوں میں تناقض پیدا
ہو تو مقدم کس کو رکھو گے؟
اللہ تعالے بار بار فرماتا ہے کہ
جو مرجاتے ہیں وہ واپس نہیں
آتے اور ترمذی میں
حدیث موجود ہے کہ ایک صحابی
شہید ہوئے انہوں نے عرض
کی کہ یا الہی مجھے دنیا میں پھر
بھیجو تو خدا تعالے نے جواب
یہی دیا قد سبق القول
منی حرام علی قریة
اهلکناها انهم لا یرجعون

اب قرآن کریم موجود ہے
اس کی شرح حدیث شریف میں
صاف الفاظ میں موجود ہے
اس کے مقابلہ میں ایک خیالی
اور فرضی کہانی کی کیا وقعت
ہوسکتی ہے؟؟؟

ہم پوچھتے ہیں کہ اس کے
بعد کیا چاہتے ہو؟ ہم قرآن
اور حدیث پیش کرتے ہیں پھر
عقل سلیم اور تجربہ بھی اس کا
شاہد ہے ہماری طرف سے
خود ساختہ بات ہوتی تو تم قصہ
پیش کر دیتے۔ مگر یہاں تو ہدایت
اور اس کی تائید میں حدیث
پیش کی جاتی ہے اس کے بعد

اور کیا چاہئے۔ **فماذا بعد الحق الا الضلال۔**

قصوں کے حقائق بتانے خدا تعالیٰ کو ضرور نہیں ان پر ایمان لاؤ اور ان کی تفاسیر حوالہ بخدا کرو۔

صوم کے لئے تو اعرابی بھی پوچھتے تھے ہر آیت میں نئی ظاہر ہوتا ہے۔

قصوں میں یہ بات ضرور نہیں مثلاً اب یہ ضرور نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مخالف بت پرستوں کے بتوں کا حلیہ بھی بتایا جاوے۔ اس قسم کے خیالات سوء ادبی پر مبنی ہوتے ہیں۔ غرض یاد رکھو کہ قصص قرآنی میں بیہودہ چھیڑ چھاڑ درست نہیں ہے۔ انسان پابند ہدایت نہیں ہو سکتا جب تک کہ تصریح نہ ہو۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ہدایتوں کو آسان کر دیا ہے۔ اسی طرز پر اللہ تعالیٰ نے یہ صراحت کی ہے کہ مردے واپس نہیں آتے۔

ہمارے مخالفوں میں اگر دیانت اور خدا ترسی ہو تو عزیر کا قصہ بیان کرتے وقت ضرور ہے کہ وہ ان آیات کو بھی ساتھ رکھیں جن میں لکھا ہے کہ مردے واپس نہیں آتے۔ پھر ہم بطریق تنزل ایک اور جواب دیتے ہیں۔

اسبات کو ہم نے بیان کر دیا ہے اور پھر کہتے ہیں کہ قصوں کے لئے اجمالی ایمان کافی ہے ہدایات میں چونکہ عملی رنگ لانا ضروری ہوتا ہے اس لئے اس کا سمجھنا ضروری ہے ماسوا اس کے یہ جو لکھا ہے کہ سو برس تک مردہ رہے، اَمَاتَ کے معنی اَنَامَ بھی آئے ہیں اور قوت نامیہ اور حسیہ کے زوال پر بھی موت کا لفظ قرآن کریم میں بولا گیا ہے۔

بہر حال ہم سونے کے معنے بھی **اصحاب کہف کے قصہ کی** طرح کر سکتے ہیں اصحاب کہف اور عزیر کے قصہ میں فرق اتنا ہے کہ اصحاب کہف کے قصہ میں ایک کتا ہے اور یہاں گدھا ہے اور نفس کتے اور گدھے ہے دونو سے مشابہت رکھتا ہے۔ خدا نے یہودیوں کو گدھا بنایا ہے اور کتے کو بلعم کے قصہ میں بیان فرمایا ہے معلوم ہوتا ہے کہ نفس پیچھا نہیں چھوڑتا جو بیہوش ہوتا ہے اس کے ساتھ یا کتا ہوگا یا گدھا۔

غرض دوسرے طریق پر جیسا ہم نے ذکر کیا ہے اَمَاتَ کے معنے اَنَامَ کرتے ہیں اور ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ سو برس چھوڑ کر کوئی دو لاکھ برس تک سویا رہے ہماری بحث یہ ہے کہ روح ملک الموت لے جاوے پھر واپس دنیا میں نہیں آتی سونے میں بھی قبض روح تو ہوتا ہے مگر اس کو ملک الموت نہیں لے جاتا۔

اور عرصہ دراز تک سوئے رہنا ایک ایسا امر ہے کہ اس پر کسی قسم کا اعتراض نہیں ہو سکتا ہندوؤں کی کتابوں میں دم سادھنے (حبس دم کرنے) کی ترکیبیں لکھی ہوئی ہیں اور جوگ ابھیاس کرنے والوں میں دم سادھنا بھی ہے۔ ابھی تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ اخبارات میں لکھا تھا کہ ریل کی سڑک طیار ہوتی تھی تو ایک سادھو کی کٹیا نکلی۔ ایسا ہی اخبارات میں ایک لڑکے کی بیس سال تک سوئے رہنے کی خبر گشت کر رہی تھی۔ غرض یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے کہ ایک آدمی سو سال تک سویا رہے پھر یہ لفظ

لم یتسنہ قابل غور ہے اور موجودہ زمانہ کے تجربہ پر لحاظ کرنے کے بعد **لم یتسنہ** کی حقیقت سمجھ لینا کچھ بھی مشکل نہیں ہے ایک ثقہ آدمی لکھتا ہے کہ میں نے گوشت کھایا ہے جو میری پیدائش سے ۳۰ برس پہلے کا پکا ہوا تھا۔ ہوا نکال کر بند کر لیا گیا تھا۔

اب ولایت یورپ اور امریکہ سے ہر روز ہزاروں لاکھوں بوتلوں میں **لم یتسنہ** کھانے پکے پکائے چلے آتے ہیں **لم یتسنہ** کا اثر تو ہندوؤں کے جوگ پر پڑتا ہے اور آج کل کے علمی بلند پروازیوں کی حقیقت کھولتا ہے۔ کہ قرآن کریم میں پہلے سے درج ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ جیسی ہوا کے ایک خاص اثر سے کھانا مرجاتا ہے اسی طرح انسان پر بھی اس کا اثر ہوتا ہے۔ اب اگر خاص ترکیب سے کھانے کو اس ہوا کے اثر سے محفوظ رکھکر زندہ رکھا جاتا ہے تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے۔

ممکن ہے کہ آئندہ کسی زمانہ میں یہ حقیقت بھی کھل جائے کہ انسان پر کھانے کی طرح عمل ہو سکتا ہے یہ علوم ہیں ان کے ماننے سے کوئی حرج لازم نہیں آتا۔

آج کل کی تحقیقات اور علمی تجربوں نے ایسے موزے بنائے ہیں کہ انسان انکو پہنکر دریا پر چل سکتا ہے اور ایسے کوٹ ایجاد ہو گئے ہیں کہ آگ یا بندوق کی گولی ان پر اپنا اثر نہیں کر سکتی اسی طرح سے **لم یتسنہ** کی حقیقت جو قرآن کریم کے اندر مرکوز ہے علمی طور پر بھی ثابت ہو جاوے تو کیا تعجب ہے؟ ہوا کا اثر کھانے کو تباہ کرتا ہے اور انسان کے لئے بھی ہوا کا بڑا تعلق ہے ہوا کے دو حصے ہیں ایک قسم کی ہوا

اندر جاتی ہے تو اندر تازگی پیدا ہوتی ہے دوسری دم کے ساتھ باہر آتی ہے جو جلی ہوئی متعفن ہوا ہوتی ہے۔ غرض اگر لم یتسنہ والی بات نکل آوے تو ہمارا تو کچھ بھی حرج نہیں بلکہ جس قدر علوم طبعی پھیلتے جاتے ہیں اور پھیلیں گے اسی قدر قرآن کریم کی عظمت اور خوبی ظاہر ہوگی۔

ہم تو آئے دن دیکھتے ہیں کہ ولایت کے پکے ہوئے شوربے اور گوشت ہندوستان میں آتے ہیں اور بگڑتے نہیں ولایتی ادویات ہزاروں میل سے آتی ہیں اور مہینوں برسوں پڑی رہتی ہیں خراب نہیں ہوتی ہیں۔ مجھے ایک شخص نے بتلایا کہ اگر انڈے کو سرسوں کے تیل میں رکھ چھوڑیں تو نہیں بگڑتا۔

اس طرح پر ممکن ہے کہ انسان کے شباب اور طاقتوں پر بھی اثر پڑے بعض مسلمانوں نے بھی دم سادھنے کی کوشش کی ہے خود میرے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں دن میں دو بار سانس لیتا ہوں یہ عملی شہادت ہے کہ ہوا کو سڑنے میں دخل ہے۔ اس قسم کی ہوا سے جب بچایا جاوے تو انسان کی عمر بڑھ جاوے تو حرج کیا ہے۔ اور عمر کا بڑھنا مان لیں تو کیا حرج ہے۔

قاعدہ کی بات ہے کہ جس قدر حکمتیں ایجاد ہوتی ہیں یا تو طبعی طور پر خدا نے قاعدہ رکھا ہوا ہے یا عناصر کے نظام میں بات رکھی ہوتی ہے کوئی محقق دیکھ کر بات نکال لیتا ہے۔ ہم کو اس پر کوئی بحث نہیں ہے۔

ہمارا تو مذہب یہ ہے کہ علوم طبعی جس قدر ترقی کریں گے اور عملی رنگ اختیار کریں گے قرآن کریم کی عظمت دنیا میں قائم ہوگی۔

حکیم الامۃ کے الفاظ

ایمان بالرسالت کی حقیقت سے لوگ آشنا نہیں ہوتے۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت ہے کہ جو آدمی رسول اللہ کی باتیں نہیں مانتا تو پھر اس آدمی اور اور اس کے دل کے درمیان ایک روک ڈال دیتا ہے ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ جو انسان خود غفلت کرتا ہے اس سے توفیق چھین لی جاتی ہے۔ زندگی پر مت اتراؤ دیکھو سبز شاخیں بھی بعض اوقات کٹ جاتی ہیں یہی قانون الٰہی ہے جس کی تہ میں باریک در باریک اسباب ہوتے ہیں پس غفلت اختیار نہ کرو۔ نیک بنو۔ ایسا نہ ہو کہ ظالموں میں پکڑے جاؤ۔ مامور من اللہ امام کی اطاعت ضروری چیز ہے استجیبوا للہ وللرسول (اللہ اور اس کے رسول کی مان لو) پر عمل کرو۔ تاکہ تم اس لعنت سے بچ جاؤ جو مرد اور اس کے دل کے درمیان روک پیدا ہونے سے ہوتی ہے۔

انما اموالکم واولادکم فتنۃ

تمہارے اموال اور اولاد کندن بنانے کا ایک ذریعہ ہیں۔ بہت تھوڑے لوگ ہیں جو مال اور اولاد سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور وہ اخلاق فاضلہ حاصل کرتے ہیں جو ان کے ذریعہ حاصل ہو سکتے ہیں +

خیالی ایمان صرف ایک خیالی پلاؤ ہے جب تک کہ وہ عمل کی کسوٹی پر پرکھا نہ جاوے۔ مال اور اولاد اللہ تعالیٰ کے بے بہا فضل ہیں جو اور ہزاروں نیکیوں کا موجب ہوتے ہیں [illegible] کی راہ میں مال خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور مخلوق کی بہتری کے علاوہ خود انسان میں سخاوت اور شجاعت اور پھر انشراح صدر کی قوت پیدا ہوتی ہے اولاد کی وجہ سے انسان میں چھوٹوں سے محبت و پیار۔ برداشت۔ استقلال محنت ایک دوسرے کی مدد ہمدردی کا مادہ پیدا ہوتا ہے پس وہ لوگ جنکو خدا نے یہ نعمتیں دیں ہیں اور وہ ان سے فائدہ نہیں اٹھاتے سخت بدقسمت اور محروم ہیں۔ خدا تعالیٰ ان پر رحم کرے۔

کیسا خوش قسمت وہ انسان ہے جسکو اللہ تعالیٰ کے انعام یاد ہیں اور وہ اس کے فضل کو یاد کرتا رہتا ہے کیونکہ اس سے خدا تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے

انسان اگر اپنے دل میں خیال رکھے کہ خدا میرے ساتھ ہے چلتے پھرتے پورا خیال رکھے کہ خدا مجھے دیکھتا ہے۔ تو چونکہ یہ امر انسان کی فطرۃ میں ہے کہ بڑے کے سامنے بدی نہیں کرتا۔ پھر محسن مقتدر خدا کے سامنے کیونکر کر سکتا ہے؟ پس اللہ پر ایمان لانا بدی سے بچاتا ہے اللہ حاکم ہے مربی ہے نیکیوں اور نیکوں کو پیار کرتا ہے بدی اور بدوں سے کچھ تعلق نہیں رکھتا یہ ساری باتیں ایمان میں داخل ہوں تو بدیوں سے بچ جاوے بدیوں کے بچنے کے واسطے ایمان بالآخرۃ بھی ایک مجرب نسخہ ہے اگر انسان یہ

کہ میرے ہر فعل کا نتیجہ ضرور ہی نیکی کا بدلہ نیک ملیگا اور بدی کا بدلا بد۔ تو ضرور بدیوں سے بچتا رہیگا۔

حسن انجام کی کلید

یہ حضرت مولانا عبد الکریم صاحب کے ایک خطبہ کا خلاصہ ہے
(ایڈیٹر)

یاایہا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون

مومنو اللہ سے ڈرو جیسا ڈرنے کا حق ہے اور مرو تو مسلمان ہونے کی حالت میں مرو۔

ہر ایک آدمی کے دل میں یہ تڑپ لگی ہوئی ہے کہ انجام اچھا ہو۔ حقیقت میں بڑا ہی بدقسمت اور سیاہ بخت ہے وہ انسان جس کا انجام برا ہو۔ اگر زندگی کا ابتدائی حصہ آرام و چین سے گذرے مگر آخری دن تلخی و سختی کے دن ہوں تو وہ سارا آرام و آسائش کرکرا ہو جاتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ چونکہ انسان مصیبت کی ایک گھڑی بھی برداشت نہیں کر سکتا مگر بڑھاپے کی مصیبت و تلخی بہت ہی سخت اور ناگوار ہوتی ہے اس سے انسان سیکھ سکتا ہے کہ جس حال میں وہ اس دنیا کی تلخکامی اور نامرادی کی تکلیف جو بہت جلد ختم ہو جاتی ہے اور مصیبت کی گھڑیاں صبح سے شام اور شام سے صبح ہی ہوتے ہوتے گذر جاتی ہیں برداشت نہیں کر سکتا تو پھر خیال کرو کہ وہ دنیا جو مرنے کے بعد آنے والی ہے جہاں زندہ ہو کر پھر نہ مرنا ہوگا اگر وہاں دکھ اور تلخکامی ہو تو اس کی میعاد کیسی لمبی اور دراز ہے تصور سے ہی روح کانپ جاتی ہے اور بدن پر لرزہ پڑجاتا ہے۔

ہم اس دنیا میں دیکھتے ہیں کہ کسی شخص کو کوئی دکھ یا تلخکامی پیش آتی ہے جسکو وہ برداشت نہیں کر سکتا تو جھٹ خود کشی کرلیتا ہے مگر وہاں تو موت آنی ہی کی نہیں۔ پھر کیسی غفلت اور نادانی ہے کہ انسان اس انجام کا کچھ بھی فکر نہ کرے؟ اکثر لوگ کو فکر کرتے سنا ہے تو صرف اس قدر کہ گور و کفن کے لئے کچھ جمع ہو جاوے یا کوئی اولاد باقی رہے جو اس منزل کا سامان کرے گویا اس دنیا کے انجام کی بہتری کے واسطے سارا انحصار مال و دولت اور اولاد کو قرار دے لیا ہے۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ اگر سول لگا ہوا ہو اور پیٹ میں درد ہو تو بیٹے بیٹیاں یہاں تک کہ وفادار بیوی اور محبت کرنے والی ماں بھی موجود ہو وہ اس دکھ سے کیونکر نجات دے سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ خدا تعالیٰ کے عذاب پر اگر ساری دنیا ایک طرف ہو جاوے پھر بھی کوئی دور نہیں کر سکتا۔ اور خدا تعالیٰ کی گرفت بہت سخت اور شدید ہے ان بطش ربک لشدید

غرض جب کہ یہ بات مسلم ہے کہ خدا تعالیٰ کی گرفت بہت سخت ہے اور دنیا کا مال و منال اور اولاد و احفاد اس میں کچھ کام نہیں دے سکتے تو اب غور طلب امر یہی ہے کہ کیا خدا تعالیٰ نے کوئی علاج اس تلخ کامی سے بچنے کے واسطے رکھا ہے؟ بیشک! اور وہ علاج یہ ہے جو اس آیت میں درج ہے یاایہا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صلاح انجام کی ایک کلید بتائی ہے اور وہ یہ ہے مومنو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جو ڈرنے کا حق ہے اور یہ طرز زندگی اگر اختیار کروگے تو تم مسلمان مروگے۔

بڑی ضرورت اس امر کی ہے کہ انجام اسلام پر ہو۔ موت کے بستر پر لا الہ الا اللہ زبان اور روح کی باہم موافقت سے نکلے۔ چونکہ یہ معلوم نہیں کہ موت کس وقت آجاوے اور ابدی سکھ اور راحت کے لئے ضرور ہے کہ انسان مسلمان ہو کر مرے پس اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ ہر وقت مسلمان رہے تاکہ جب موت آوے تو یہ مسلمان ہی مرے۔

دوستو! ایمان بڑی دولت ہے۔ اور خدائے واحد میں لذت ہی ایک غیر فانی لذت ہے۔ اس کو حاصل کرو کہ انسان کی روح کا تقاضا یہی لذت حاصل کرنا ہے اس دولت کو اس سے زیادہ محفوظ کرنے کی فکر کرو جو دھات کے ٹکڑوں اور سکوں کے لیے کرتے ہو۔

اس کی حفاظت کی راہ اللہ تعالےٰ نے خود ہی بتلا دی ہے کہ تقویٰ کرو۔ اللہ سے ڈرو۔ جو بے حیا خدا سے نہیں ڈرتا یاد رکھو وہ آج بھی نہیں کل بھی نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی صفات سے حیا نہ کرنا بہت برا نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ دیکھو جو عورتیں بازار میں جا بیٹھتی ہیں اور بڑی بیحیائی کے ساتھ چند پیسوں پر اپنی آبرو فروشی کرتی ہیں کیا وہ پہلے ہی دن ایسی ہو گئی تھیں؟ نہیں بلکہ رفتہ رفتہ نور ایمان اور حیا جاتا رہا پہلے بیحیائی سے تاکا۔ اور اس نگاہ کی لعنت نے یہاں تک نوبت پہنچادی اسی طرح پر ہر فاسق فاجر اپنے فسق و فجور کے انتہا پر رفتہ رفتہ

پہونچتا ہے۔ غرض اگر چاہتے ہو کہ نور ایمان بچ رہے اور سینہ اور قبر میں نور لے جاؤ۔ تو اللہ تعالے سے ڈرو۔ اللہ تعالے کا خوف کیا ہے؟ اُس کے احکام کو مانو۔ اور جن باتوں سے منع کیا ہے اُن سے بچو۔ اپنے ہر فعل و حرکت میں حکیم کتاب قرآن کریم کا حکم لے لو۔ اور اس کا فیصلہ دیکھو۔ قرآن کیا ہے؟ ہر قسم کی بد کاریوں اور شیطانی حرکات سے بچنے کے لئے ایک مضبوط قلعہ ہے۔ اگر اسکو اپنی سپر بنا لوگے تو دشمنوں سے محفوظ رہو گے۔

بالآخر میں پھر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ چونکہ ہر شخص فطرتاً اپنے انجام کی بھلائی چاہتا ہے اس لئے اس خواہش کو پورا کرنے کے واسطے ایک ہی راہ ہے کہ لا

تموتن الا وانتم مسلمون

یہ وہ نسخہ ہے جو ابو الملة سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالے سے الہام پاکر اپنی اولاد کو سکھایا۔ اس مرتبہ حصول کے لئے کہ انسان مسلمان ہوکر مرے صرف ایک ہی راہ ہے کہ انسان اللہ تعالے سے ڈرے۔ پس میری عزیزو! اس راہ کو اختیار کرو کہ یہ روشن اور مبارک راہ ہے

خدا کرے کہ ہم سب اس راہ
کو اختیار کریں اور
ہمارا انجام اسلام
پر ہو
آمین

عام معاملات پر ہماری ریمارکس

مسلمان اور صنعتی تعلیم گذشتہ اشاعت میں جو نوٹ، اس عنوان سے ہم نے لکھا ہے اُسکو پڑھکر ہمارے ایک محسن و مخدوم عاشق قرآن کریم نے فرمایا "کہ

کہ مسلمان اگر اپنی ساری
توجہ قرآن کریم کی تعلیم
اور اُسکو دستور العمل
بنانے میں صرف کریں
تو وہ ہر طرح سے ترقی
کے اعلیٰ مدارج پر یقینا
پہونچ جاویں۔"

ان الفاظ کو آب زر سے لکھنا یا موتیوں میں تولنا ان کی قدر و منزلت کو اس قدر نہیں بڑھا سکتا جس قدر اس پر عمل کرنے سے انکا شرف ثابت ہوتا ہے۔

بہرحال ہمارا منشا اس سے اسی قدر نہیں کہ ہم مسلمانوں کی معراج اسی میں سمجھتے ہیں کہ نجاروں اور معماروں کی جماعتیں دیکھیں ہم مسلمانوں کو اس سے بہت بلند اور عظیم الشان مدارج پر دیکھنا چاہتے ہیں لیکن موجودہ زمانہ میں جب کہ وہ فقر مذلت و نکبت میں ہر حیثیت سے جا گرے ہیں اور تقویٰ اسکے نہ ہونے کی وجہ سے اُن کے لئے مخرج نظر نہیں آتا۔ وہ کم از کم اتنا تو کریں کہ جہاں اور اسباب مثلاً انگریزی تعلیم اور ملازمت وغیرہ کو ضروری سمجھتے ہیں اسپر وہ صنعت و حرفت کو ترقی دینے میں کوشش کریں تاکہ نظر برعایت اسباب اُنکو معاش حلال کی ایک وجہ ہاتھ آوے۔ اور یوں وہ اپنی دنیوی حالت کی اصلاح کرسکیں۔

سرحد پر جہاد کی غلط فہمی دور کرنے کا علاج سرحد کے جہلا کے سر میں غزا اور جہاد کا خیال سمایا ہوا ہے۔ اور اس بھوت کے اُتارنے کے لئے مختلف افسون پڑھے جاتے ہیں مگر ہماری رائے میں سرحدی جہادی مخبوطوں کے اس بیہودہ خیال کے محرک در اصل پادری لوگ ہیں کیونکہ پادری لوگ اس قسم کے رسالے اور کتابیں شائع کرتے ہیں جنمیں اسلام پر اعتراض کرتے ہوئے یہ بھی کہدیتے ہیں کہ اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلایا گیا ہے اور اسلام نے بہشت کو تلوار کے نیچے بتلایا ہے اس قسم کے اعتراض جب جاہلوں کے سامنے کئے جاتے ہیں تو اُن کے حواس بجا نہیں رہتے اور وہ بے گناہ انگریزوں کے قتل سے اپنے ہاتھ رنگتے ہیں۔

جہاد بالسیف کی حرمت سب سے پہلے حضرت اقدس مرزا **غلام احمد صاحب** مسیح موعود علیہ السلام نے ظاہر کی ہے اور اپنی بیسیوں کتابوں اشتہاروں رسالوں اور تقریروں میں اس مضمون کو بیان فرمایا ہے مگر پورے طور پر اس مسئلہ کی اشاعت جو موثر اور نتیجہ خیز ہو دو طرح پر ہو سکتی ہے۔ اول یہ کہ پادریوں کو منع کر دیا جاوے کہ وہ اس قسم کی کتابیں اور رسالے شائع نہ کریں جن میں جہاد کا ذکر ہو۔ دوم علماء اسلام سے اس قسم کا فتویٰ لے کر شائع کیا جائے۔ کہ مسیح موعود یا امام مہدی کے متعلق اُنکا ہرگز یہ مذہب نہیں ہے کہ وہ تیر و سنان سے جنگ کرے گا۔

سالسبری۔ پادری اور پایونیر لارڈ سالسبری نے پادریوں کو جو تنبیہ کی ہے اُس سے ہمارے ناظرین ناآشنا

نہیں ہیں اُس پر پایونیر نے ریمارک کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عیسائی مشنریوں کا اس قدر قصور نہیں ہے جس قدر ان لوگوں کو ہے جو انھیں بے شمار دولت مدد کے لئے دیکر بھیجتے ہیں۔ لارڈ سالبسری نے اپنی تقریر کے دوران میں یہ بھی کہا ہے کہ وہ ہزار کوشش کریں کبھی بھی مسلمانوں کو کم از کم عیسائی نہیں بنا سکیں گے۔ پایونیر کہتا ہے کہ مسلمان تو درکنار ہندوؤں کو بھی نہیں اور اس پر سوال کرتا ہے کہ جب ایسی حالت ہے تو کیوں اسقدر طاقت ایک ایسے خیال پر خرچ کی جاتی ہے جس کی کامیابی مشکوک ہے؟ پایونیر کا یہ سوال بہت معقول اور قابل لحاظ ہے حقیقت میں مشنریوں کا طرز عمل اب اس ضرورت کو پکار کر کہہ رہا ہے کہ بزعم خود مہذب دنیا اس سوال پر جو پایونیر نے اُٹھایا ہے غور کرے اور اس کے ساتھ ہی ان بے شمار جانوں کے ضائع ہونے کو بھی مد نظر رکھ لیا جائے جو ارمینیا۔ چین کی شورشوں میں ضائع ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں پادریوں نے دوسرے مذاہب پر ناپاک اعتراض کرنیکا جو طریق اختیار کر رکھا ہے اس نے ایک عام نفرت اور بیدلی کا خیال پھیلا دیا ہے۔ پایونیر کے لائق اور با رسوخ اڈیٹر نے اگر اس مسئلہ کی طرف پوری توجہ کی تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ انگلستان اور امریکہ میں یہ سوال قابل بحث ٹھہرایا جاوے۔

کسر صلیب کو سلطنت سے کیا واسطہ۔ ہم بدقسمتی اور غلط فہمی سے مسلمانوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ آنیوالا مسیح موعود جب آئے گا تو وہ جنگ کرے گا اور یہ خیال خام اُن کو مسیح موعود والی بشارت کے لفظ یکسر الصلیب سے پیدا ہوا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بیہودہ خیال کی حقیقت کو پورے طور پر کھولکر دکھا دیا ہے۔ اور حرمت جہاد کا فتویٰ شائع کر کے ثابت کر دیا ہے کہ مسیح موعود کا کام جنگ سے روکنا ہے اور لڑائیوں کو اُٹھا دینا ہے۔ ہم اس مسئلہ پر ایک اور رنگ سے روشنی ڈالنا چاہتے ہیں اور اپنی رائے کے خود ذمہ وار ہیں۔

یکسر الصلیب مسیح کی ایک خدمت ہے یا یہ کہو کہ وہ کام جس کے لئے وہ مامور ہوگا کسر صلیب ہی ہے۔

ہم دنیا کی سلطنتوں اور قوموں کو ان کے خاص نشان سے شناخت کر سکتے ہیں مثلاً جہاں ہلال کی شکل ہوگی ہم اُس کو سلطنت ٹرکی کا نشان قرار دیں گے اسی طرح پر کسی سلطنت کا قومی پرچم عقاب ہے کسی کا کوئی اور۔ اب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کا کام یا نشان کسر صلیب بتلایا ہے ہمکو صرف یہ دیکھنا ہے کہ صلیب کس کا نشان ہے۔ جہاں تک ہمارا علم ہماری رہبری کرتا ہے صلیب فی نفسہ کسی سلطنت کا نشان نہیں ہے بلکہ عیسائی مذہب کا نشان صلیب ہے۔ اس لئے کسر صلیب صاف مراد عیسائیت کی شکست ہے نہ کچھ اور۔

ہماری گورنمنٹ برطانیہ کا قومی نشان یونین جیک کہلاتا ہے جسپر کہیں بھی صلیب کا نشان نہیں بلکہ اُس پر وہی شیروں کی دو تصویریں ہیں اب اگر ہم میں ذرا بھی سلامت روی اور انصاف ہو تو اس نتیجہ پر پہونچنا کچھ بھی مشکل نہیں ہے کہ بے شک مسیح موعود کو سلطنت سے کچھ کام ہی نہیں اُس کا کام صرف عیسائیت کا ابطال ہے کیونکہ حدیث کے الفاظ میں کسر صلیب اُس کا کام بتلا دیا گیا ہے اب ہم نادان مخالفوں سے پوچھتے ہیں جو مسیح موعود کا صرف اس لئے انکار کرتے ہیں کہ وہ جنگ اور جہاد کو حرام ٹھیراتا ہے کہ کیا وہی سچ نہیں جو مسیح موعود نے اپنے منصب کی حیثیت سے فرمایا کہ میں عیسویت کے ابطال کے لئے آیا ہوں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱- اللہ تعالےٰ کے فضل و احسان سے بارش خوب ہوئی۔ فصل خریف کی کاشت ہو رہی ہے الحمد للہ علیٰ احسانہ۔

۲- حضرت اقدس علیہ السلام مع اہل بیت و جمیع خدام بفضلہ تعالےٰ بخیریت ہیں اور پورے جوش استقلال کے ساتھ اعدای ملت پر اتمام حجت کر رہے ہیں

۳- دارالامان میں آکر فیض اُٹھانے والے مسافروں کا سلسلہ اپنے زور پر ہے۔ اللھم زد فزد مشہور و معروف آنے والے مہمان و اصحاب **خواجہ کمال الدین** صاحب بی اے پلیڈر **شیخ رحمت اللہ صاحب** تاجر بمبئی ہوس مولوی **حکیم شاہ نواز صاحب** راولپنڈی۔ مولوی سید **سرور شاہ** صاحب وغیرہم ہیں۔

۴- مولانا سید محمد احسن صاحب

امروہی کے اشتہار مناظرہ کا جواب پیر **مہر علیشاہ** صاحب کی طرف سے ابھی تک کچھ وصول نہیں ہوا۔

۵ - حضرت اقدس نے اتمام حجت اور عام علماء اسلام کی علمی تلخی کی حقیقت نمائی کے لئے عموماً اور پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑی کے صوفی پن اور علمیت کے اظہار کے لئے خصوصاً اعلام الٰہی تفسیر القرآن لکھنے میں مقابلہ کرنے کی دعوت کا اعلام کردیا ہے۔

۶ - عبدالحق غزنوی کے اشتہار کی حقیقت کھولنے کے لئے حضرت اقدس نے تحفۂ غزنویہ نام ایک رسالہ چھاپنا شروع فرمایا اور کل قوموں پر اتمام حجت کے لئے **اربعین** کے عنوان سے چالیس متواتر اشتہاروں کے شائع کرنے کا ارادہ فرمایا۔ **اربعین** کا نمبر اول اگلی اشاعت میں ہم درج کریں گے۔ **جہاد** کا ضمیمہ اردو میں اور رسالہ **جہاد** انگریزی میں شائع ہوگیا۔

اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ آجکل حضرت اقدس کس قوت اور جوش اور استقلال کے ساتھ اپنے فرض منصبی کی تکمیل میں مصروف ہیں آپ کا اس قدر جوش ہی ایک سلیم الفطرت انسان کے واسطے سچائی کی دلیل ہوسکتا ہے۔

۷ - پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑی کی کتاب شمس الہدایہ کا جواب جو مولانا سید محمد احسن صاحب امروہی نے لکھا ہے عنقریب طبع ہونا شروع ہوگا۔ اور اُمید کی جاتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ آخر اگست یا شروع ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء تک شائع ہو جاوے گا اور گولڑی جرگہ کی تلخی کرکری کردے گا۔

۸ - برسات کے ساتھ ہی ہمارے مخالفوں کے زخم دل آلے ہو گئے اور گالیوں سے بھرے ہوئے ناپاک اشتہار شائع کرنے لگے۔ امرتسری عطاروں وغیرہ میں گالیاں دینے کا مرض بُری طرح پھیلا ہے۔ میاں جعفر زٹلی نے بھی علماء کا ایک گروہ طیار کرلیا ہے اور اس کے طیار کردہ علما کو لاہور کی جماعت خادمان مسیح موعود نے چیلنج دیدیا ہے۔ ہم کسی اگلی اشاعت میں مخالفوں کے اشتہاروں پر ایک ریویو لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

مراسلت

مندرجہ ذیل مضمون بھیجکر خواہش کی گئی ہے کہ ہم اسکو درج اخبار کردیں۔ (ایڈیٹر)

ایک حسرتناک وفات

پھول تو کچھ دن بہار زندگی دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

افسوس ہزار افسوس کہ حضرت اقدس کے گلستان کا ایک نوباوہ یعنی نہایت ہونہار نوجوان **محمد فضل کریم** نور دیدہ میاں محمد اسلام احمد صاحب بھیروی اس جہان فانی سے راہگرائے عالم جاودانی ہوا ابھی بیس سال کی عمر تھی سبزہ نہ اُگا تھا کہ موت کی ژالہ باری نے کھیت کو فنا کردیا۔ انا للہ **وانا الیہ راجعون**۔

عزیز مرحوم نہایت صالح اور تعلیم یافتہ برسر روزگار تھا اس تھوڑی سی عمر میں اُس نے وہ لیاقت حاصل کرلی تھی کہ اپنے ہم سنوں میں امتیاز حاصل کرلیا تھا۔ ملٹری ورکس کوہ مری میں معزز عہدہ پر ممتاز تھا اُسکی وفات سے جن لوگوں نے اُسکو صرف دیکھا تھا وہ بھی آبدیدہ ہوئے۔

غریباں را دل از بہر تو خون ست
دل خویشاں نمیدانم کہ چون ست

اُس کی وفات کی عجیب حکایت ہے ۲۷ صفر ۱۳۱۸ھ کو تمام خویش اور اقربا کو اپنے پاس بلایا مرض تپ سے چند ماہ بیمار رہا مگر یہ نہ معلوم تھا کہ ابھی فوت ہونے لگا ہے سب کو کہنے لگا کہ تو میں اب گھر جاتا ہوں سب نے کہا کہ کس گھر کو جاتا ہے کہنے لگا کہ اصلی وطن کو چلنے لگا ہوں۔ اپنے باپ اسلام احمد صاحب کو کہا کہ تو خدا حافظ پھر ششش کلمہ اور صفت ایمان مفصل و مجمل پڑھتا رہا پھر لیٹ گیا اور آخری الفاظ جو اُسکی زبان سے نکلے یہ تھے۔ کہ حضرت اقدس مسیح الزمان امام برحق ہیں خداوند تعالیٰ اُن کے مخالفوں کو ہدایت نصیب کرے یہ کہتا ہی تھا کہ مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کرگیا خداوند تعالیٰ اُس کو جنت اعلیٰ میں مقام نصیب فرماوے۔

قطعہ تاریخ مورخ کامل مولانا ابوعبد القادر حسین بھیروی نے عطا فرمایا ہے وہ یہ ہے

قطعہ تاریخ

گیا ہے کوچ جہاں کرکے ہائے فضل کریم
ہماری آنکھ ہے گریاں برائے فضل کریم
جدا ہوا ہے ہمارے واسطے ہم سے
گیا ہے ایسا کہ پھر کر نہ آئے فضل کریم
سحاب قبر میں پوشیدہ ہوگیا وہ چاند
ہماری آنکھ کبھی پھر بھی پائے فضل کریم
بجائے اشک نہ کیوں چشم سیل خون برسائے
ہمارے ہاتھ سے افسوس جائے فضل کریم
ہمارے پاس تو وہ چار دن کا تھا مہمان
گیا ہے چھوڑ کے مہمان سرائے فضل کریم
گیا ہے چھوڑ پدر کو وہ ایسا لائق پوت
اُڑا ہے باپ کے سر سے ہمائے فضل کریم
بھلا نہ کیوں رہے دیوانہ وار سرگرداں
جو اپنے ہاتھ سے ایسا گنوائے فضل کریم
بھلا نہ کیوں رہے دیوانہ وار سرگرداں
جو اپنے ہاتھ سے ایسا گنوائے فضل کریم
دم اخیر یہ بولا شہادت ایمان
ہوا ہے نیک و بخیر انتہائے فضل کریم

مسلمانان چین

چینی مسلمانوں کے حالات کس طرح دریافت ہوئے۔ مسلمان مورخوں نے چین کے مسلمانوں کے حالات سے بہت کم دلچسپی رکھی ہے لیکن زمانہ حال کے یورپی تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ کے مسلمان بھی اسلامی دنیا میں بڑی وقعت کے قابل ہیں اور وہ ہرگز اس قابل نہیں کہ ان کے حالات سے بے پروائی کی جاوے۔ ان کے مفصل حالات زیادہ تر روسی اور فرانسیسی مورخوں نے لکھے ہیں۔ پروفیسر دیا سلوف اور پروفیسر یز یلیف نے روسی زبان میں اور تھا ٹرسینٹ صاحب نے جرمنی زبان میں اور مسٹر مکنزی صاحب نے فرنچ میں علحدہ علحدہ حالات لکھے ہیں ان صاحبان کو چین میں اسلام کی روز افزوں ترقی اور اہل چین کی خاص میلان بجانب اسلام نے سخت اندیشہ ناک کر دیا ہے ان صاحبان کے ذاتی خیالات ظاہر کرنے سے پہلے ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ اسلام چین میں کس طرح سے پہونچا۔

چین میں اسلام کی ابتدا

مقامی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ عرب کے شمالی اور جنوبی حصہ یعنی شام اور یمن کے باشندے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت تک لنکا کی راہ سے ساحل چین تک تجارت کے واسطے آمد و رفت رکھتے تھے انھیں تجاروں میں سے وہاب ابوکبشہ شاہ چین کے پاس سنہ ۶ھ مطابق سنہ ۶۲۸ء میں بھیجے گئے تھے ان کا چین میں آنا غالباً تاجرانہ حیثیت سے تھا اور اسی ضمن میں دعوت اسلام کا خط بھی بھیجا گیا تھا یہ سب سے پہلے صوبہ کنٹن میں پہونچے جہاں ان کی بڑی عزت کی گئی۔ انھیں کے ذریعہ سے عرب تجار کو تمام علاقہ چین میں سکونت رکھنے۔ تعمیر مسجد اور اعلان دین کی اجازت ملگئی اور رفتہ رفتہ عنایت شاہی کے دروازے ان پر کھلنے گئے۔ اور پیروان بدھ مذہب میں اسلام کی ترقی کو قوت ملتی گئی۔ ابوکبشہ جب سنہ ۱۳ھ میں مدینہ واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی تھی اور حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کا زمانہ تھا۔ ابوبکر کا جمع کیا ہوا قرآن لے کر ابوکبشہ پھر دوبارہ چین کی طرف روانہ ہوئے اور اپنی تمام عمر تبلیغ میں مصروف رہکر وہیں فوت ہوگئے۔ کنٹن میں انکا مزار اور ان کی بنوائی ہوئی مسجد اب تک موجود ہے۔

بلاد اسلامی کے ہم سرحد ہونے کی وجہ سے دعوت اسلام یہاں بآسانی پہونچتی رہی اور سلطنت کی طرف سے کبھی کوئی مزاحمت نہ ہوئی۔ کیونکہ چین کے بادشاہ اور مسلمانوں میں برابر خلوص قائم رہا ہے چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عثمان خلیفہ ثالث کے عہد میں یزدجرد کے بیٹے فیروز کے لئے سفارشی ہو کر خاقان چین کا سفیر خلیفہ کے پاس پہونچا تھا۔ خلیفہ نے اس کی بہت خاطر کی اور ایک عرب سپہ سالار اس کے ساتھ کر دیا چنانچہ اس ذریعہ سے شمالی اور مغربی چین میں بھی براہ خشکی سنہ ۶۵۱ء میں دعوت اسلام پہنچ گئی۔

ولید بن عبد الملک کا زمانہ

ولید بن عبد الملک کے زمانہ میں جو عربوں کے انتہائے عروج کا زمانہ تھا خراسان کے قاسم قطبیہ ابن مسلم نے دریائے جیحوں عبور کر کے بخارا اور سمرقند فتح کیا وہاں سے مسلمانوں کی فوجیں سرحد چین تک پہونچ گئیں خاقان نے ایلچیوں کو ایک رقم کثیر دیکر خلیفہ اسلام کی بزرگی تسلیم کرلی اور پھر نہ خاقان چین کو مسلمانوں سے لڑنے کی جرأت ہوئی اور نہ مسلمانوں نے اتنی دور حکومت کرنے کی خواہش کی۔ مصالحت کی صورت قائم رہی اور دعوت اسلام کے لئے راستہ کھلا رہا اور ایک مسجد صوبہ شالنسی میں سنہ ۷۴۲ء میں تعمیر کی گئی۔

خلفاء کے وقت میں چین کی حالت

خلفاء کے وقت میں مسلمانان تجار انھیں دونوں مسجدوں کے گرد بسے ہوئے تھے جو نہایت عزت و آبرو کے ساتھ رہتے انھوں نے اپنا قاضی بھی مقرر کیا ہوا تھا جو ہر طرح کے باہمی تنازعات کا تصفیہ کرتا تھا اور خطبہ میں خلیفہ اسلام کا نام پڑھا جاتا تھا سنہ ۷۵۸ء میں خلیفہ منصور نے چار ہزار عرب شاہ تھانگ کی کمک پر ایک بغاوت کے فرو کرنے کے لئے روانہ کئے جب لڑائی کامیابی کے ساتھ ختم ہوگئی تو عربی سپاہیوں نے اپنے ملک کو واپس جانے سے انکار کیا اور اس ذریعہ سے چین میں مسلمانوں کو اور بھی قوت ہوگئی۔ روز بروز نومسلموں کی تعداد بھی بڑھنی شروع ہوگئی۔ اور باہمی ازدواجی تعلقات نے اس کو اور بھی استحکام بخشا + اسلامی شوکت اس وقت اپنے کمال کو پہونچ چکی تھی اس لئے باشندگان چین کی تجارت اور بہبودی مسلمانوں کی موافقت پر منحصر تھی علاوہ ازیں اہالئ تبت اور دوسری ہمسایہ قوموں کے مقابلہ میں بھی چینیوں کو مسلمانوں کی اشد ضرورت تھی اس لئے انکی قدر و منزلت میں بھی کبھی کسی قسم کا فرق نہ آنے پایا اور آہستہ آہستہ وہ اپنا کام کئے گئے۔ چنگیز خاں کے زمانہ میں

بھی مسلمانوں کی آبادی بڑھ جانیکا ایک سبب پیدا ہوگیا۔ وسط ایشیا کے بعض امرا چنگیز خاں کے دست برد سے بچکر چین کی طرف چلے گئے اور مسلمانان چین آبادی میں اور بھی ترقی ہوگئی اسی زمانہ میں صوبہ کا نسو کا فرماں روا جو بدھ مذہب رکھتا تھا مسلمان ہوگیا جس کی وجہ سے اسلام اور بھی قوی ہو گیا

مغلوں کے زمانہ میں مسلمانان چین کی مزید ترقی۔

خانہ جنگیوں اور مختلف صوبوں میں باہمی نفاق پیدا ہو جانے کی وجہ سے مسلمانوں کو خاص وسط چین میں دخل دہانی کا مزید موقع ہاتھ آیا اور ان کی طاقت میں اور ترقی ہوگئی۔ شاہ چین نے جن مغلئی فوج کے اعلی اعلی افسروں کو چینیوں کے قواعد سکھانے اور کمان کرنے کے لئے منتخب کیا تھا ان افسروں کی خدمات شایستہ پر اظہار قدر دانی کرکے اور آیندہ کی یادگار تازہ رکھنے کے لئے ضلع ہہان بطور جاگیر عطا فرمایا گیا اس طرح سے مسلمانوں کو ملک میں حد سے زیادہ اقتدار حاصل ہوگیا۔ اور تمام چین پر ان کا اثر بآسانی قائم ہوگیا چینی لوگ بھی ہمیشہ مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی اور موافقت کا برتاؤ کرتے رہے ہیں ان کے مورخ بھی اپنے نئے مہمانوں پر ہمیشہ مہربان رہے ہیں اور ہمیشہ اپنی تصانیف میں اچھے الفاظ سے یاد کرتے رہے ہیں۔ انھوں نے لکھا ہے۔ مسلمان خدای واحد کی پرستش کرنے والے بت پرستی سے نفرت رکھنے والے اور سور اور دیگر ناپاک جانوروں کا گوشت حرام سمجھنے والے ہیں۔

اسلامی ہمدردی سے اسلامی ترقی

چین میں اسلامی قوت کا ایک اور بھی بڑا سبب ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمان جو جز ورس اور کفایت شعار تھے جب ایک ہفتہ سخت قحط پڑا تو انھوں نے بکمال رحم دلی اور فراخ حوصلگی۔ مفلوک چینیوں کے بچوں کو پناہ دی اور پرورش کیا اس ہمدردی کا لوگوں کے دلوں پر بہت بڑا اثر پڑا اور ہزاروں آدمیوں نے اسلام قبول کرلیا قحط اس شدت کا تھا کہ لوگ اپنی زمینیں اور مکانات چھوڑ چھوڑ کر اُن علاقوں میں چلے گئے جہاں غلہ کی موجودگی سنی جاتی تھی اور وہ لوگ پھر کبھی واپس لوٹ کر نہ آئے اس طرح سے اُن خالی مقامات اور غیر مزروعہ اراضی پر قدرتاً مسلمان آباد اور متصرف ہوگئے حتے کہ ان تمام مختلف ذریعوں سے جنکا اوپر ذکر کیا گیا ہے مسلمانان چین کی آبادی تین کروڑ سے ہوگئی بعض مورخوں نے اس تعداد کو کہیں زیادہ بیان کیا ہے لیکن اس قدر تعداد متواتر بیان کی گئی ہے۔

مسلمانان چین کی وضع

ارکان مذہبی ادا کرنے کے علاوہ اور تمام باتوں میں مسلمانان چین اصلی چینیوں سے مشابہ ہے ان کی مسلمانی درزی کی قینچی یا نائی کے اُسترہ پر اس درجہ پر منحصر نہیں ہے کہ باوجود اہل قبلہ ہونے کے اور تمام ارکان اسلام کی پابندی کی صرف بعض قسم کا کپڑا پہن لینے سے کفر کا فتوی لگا دیا جائے اُن کی موچھیں بڑھی ہوئی ہیں اور ننگے سر پھرتے ہیں لیکن مسجدوں میں جانے کے وقت سر پر عمامہ رکھ لیتے ہیں اصلی باشندوں کے ساتھ ہر طرح سے ملے جلے رہتے ہیں ان کی پوشاک اور تقریباً تمام معاشرتی حالت اصلی باشندوں سے ملتی جلتی ہے تاہم اپنے فرائض مذہبی کے ادا کرنے میں پورے سے سرگرم ہیں سرکاری کاموں میں بھی مستعد ہیں گورنمنٹ

فوجی خدمت

ان کی مساعی جمیلہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے چنانچہ مسلمانوں کی بہادری کو مشاہدہ کرکے اسبات کے فرمان شاہی جاری ہوچکے ہیں کہ مسلمان چین کی فوجی خدمت کے لئے بکثرت بھرتی کئے جاویں۔

چینی نامور مسلمان

مسلمان یہاں عرصہ سے عروج کی حالت میں ہیں چنانچہ خان سٹوک نومسلم صوبہ کا گورنر تھا۔ عبد الرحمن سنہ ۱۲۶۲ء میں چین کے شاہی خزانہ کا افسر تھا۔ سید اجل بخاری سنہ ۱۲۵۹ء میں خزانہ شاہی کا وزیر تھا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانان چین کو عہدہ ہائے جلیلہ ملتے رہے ہیں مثل اور قوموں کے مسلمان بھی سلطنت کے ایک رکن سمجھے جاتے ہیں مفتوحہ قوم کی حالت میں نہیں ہیں گو اسلامی سلطنتوں کے زور گھٹ جانے کی وجہ سے مسلمانان چین کی حالت درمیان میں کسی قدر پولٹیکل حالات میں گھٹ گئے تھے لیکن اب پھر انتظام سلطنت میں حصہ لینے کا حق حاصل ہوتا جاتا ہے۔

یورپین مورخوں کی رائے

انگلستان کے پروٹسٹنٹ فرقہ کا بشپ جو چین میں منادی کے واسطے گیا تھا اس نے ایک رپورٹ شایع کی ہے جس میں وہ لکھتا ہے کہ مسلمانوں کو چین میں ہر طرح کے حقوق حاصل ہیں وہ نہایت بہبودی سے رہتے ہیں۔ وہ اپنے مذہبی خیالات میں نہایت

پر جوش ہیں - نہ پہاڑ اور نہ کسی قسم کے وعدہ یا امیدیں ان کو اپنے مذہب سے ہلا سکتی ہیں - وہ ہر ایک معاملہ میں راستی پسند ہیں - اور چین کی آیندہ قسمت ایک نہ ایک دن انھیں کے ہاتھ میں ہو گی اور چین کی پوری شان و شوکت انھیں کے ذریعہ سے بحال ہو گی پروفیسر فوکیوف بھی قریب قریب یہی حال لکھتا ہے جو بشپ مذکور نے لکھے ہیں اور اس کے بعد وہ لکھتا ہے کہ چین کی یہ قیاس کردہ تبدیلی ضرور ایک نہ ایک دن واقع ہو کر رہے گی اور یہ یورپ کے منصوبوں کے لئے سخت خطرناک ہو گی - چینی مسلمان اس بارے میں از حد سرگرم ہیں کہ جس طرح سے ہو وہ اپنی تعداد کو بڑھاویں ان میں باہمی اتحاد از حد ہے اور کبھی مشکل سے نا اتفاقی کی نظیر ان میں مل سکتی ہے کیونکہ قادر مطلق نے قومی حمیت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے - ان میں سے کوئی مشکل سے بیکار نظر آ سکتا ہے - ان میں صرف یہ عیب ہے کہ عالی تعلیم کی طرف انھیں مطلق توجہ نہیں ہے ورنہ اس کے علاوہ زراعت تجارت فنون جنگ وغیرہ ہر ایک فن سے ان کو مذاق ہے فن جنگ کی باریکیوں کے سیکھنے کے وہ بہت شوقین ہیں صداقت ایمانداری اور وفاداری کا وہ زندہ نمونہ ہیں - کون اسمیں شبہ کر سکتا ہے کہ ان صفات سے موصوف قوم جو کثیر التعداد بھی ہو اس ملک کی ایک نہ ایک دن مالک نہ ہو جاوے گی جہاں دوسرے باشندے تباہی اور خواری کے عمیق سمندر میں قادر مطلق کی طرف سے ڈالدئے گئے ہوں اور دنیا کی نگاہوں میں ایسے ذلیل ہو گئے ہوں کہ انکا وجود بھی ملک میں وبال کے موافق ہو زمانہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے اور تبدیلیاں زمانہ کی آڑ میں پوشیدہ رہتی ہیں زمانہ میں جو انقلابات ہوتے رہتے ہیں۔ وہ اپنے وقت پر پورے ہو کر ہی رہتے ہیں اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ چین میں ضرور انقلاب عظیم واقع ہو گا اور حکومت مسلمانوں کے ہاتھ میں منتقل ہو جاوے گی بدھ مذہب کے لوگ ہی مسلمانوں سے چنداں مخالفت نہیں کرتے بلکہ وہ اس لئے محبت کرتے ہیں کہ وہ اپنے اصول مذہب کو مسلمانوں کے اصول مذہب سے مختلف نہیں سمجھتے بلکہ وہ بیان کرتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم قدیمی چینی فلاسفر کانفوسیس کے موافق ہے اور اگر کہیں اختلاف ہے بھی تو وہ چنداں قابل توجہ نہیں ہے یہ لوگ گورنمنٹ کے نہایت مخلص اور فرمانبردار ہیں اور شاہ ان کو اپنا رفیق سمجھتا ہے۔

مسٹر میکنزی کا بیان ہے کہ ان مسلمانوں کی ہمیشہ یہی کوشش رہتی ہے کہ جس طرح سے ہو اپنے ہم خیالوں کو بڑھاویں اپنی قدر و منزلت کو ترقی دیویں اپنے مذہبی اصولوں کی آزادانہ اشاعت کریں اپنی مذہبی شوکت کو وسعت دیویں اور اپنے ان خیالات کی تکمیل میں وہ کسی قوم یا مذہب کی پروا نہیں کرتے کیونکہ وہ ان خیالات میں نہایت پختہ ہوتے ہیں - پھر وہ لکھتا ہے کہ اسلام ہی چین میں عیسائیت کی ترقی کے لئے بڑی بھاری روک ہے چینی مسلمان اپنی طرز تبلیغ میں ایسا طرز اختیار کرتے ہیں کہ وہ اسلام کا شیدا بنا لیتے ہیں - زبان سے کما حقہ واقف ہونے کی وجہ سے وہ عیسائیوں کو اور بھی زک دینے میں کامیاب ہوتے ہیں - اور ہم ان کا مقابلہ کرنے کے بالکل ناقابل ہیں - اکثر ایسا واقع ہوتا ہے کہ ہماری طرف سے ایک شخص کو ترغیب و تحریص کی جاتی ہے اور جب قریب ہوتا ہے کہ وہ عیسائی ہو جاوے تو اچانک ہم دیکھتے ہیں کہ اس پر کچھ ایسا افسون کر دیا جاتا ہے کہ وہ مسلمان ہو جاتا ہے اور مسلمانوں کی مسجد میں نماز پڑھتا ہوا دکھائی دیتا ہے اس طرح سے ہم ناکام رہتے ہیں - دراصل ان مسلمانوں نے ہمیں بیدست و پا کر دیا ہے اور ہم ان سے مغلوب ہو گئے ہیں + ان تمام حالات پر مجموعی طور پر غور کرنے سے نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ مذہب صرف اسلام ہی ہے جو چین کے تمام مذاہب کو کلی طور پر مغلوب کر کے اس کے ایک ایک انچھ پر قابض ہو جائے گا - اور جاہ و جلال کے ساتھ مذہبی حکومت کرے گا فقط

عبد العزیز
گلی مسجد تہور خان - دھلی
(کرزن)

سیرۃ مسیح موعود علیہ السلام

حضرت اقدس کی پاک زندگی کے اندرونی بیرونی حالات جنکو حضرت مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے ارقام فرمایا - اس پاک سیرۃ کی ترتیب یوں دی گئی ہے - پہلے ان مفاسد زمانہ کو بتلایا ہے جو بالطبع ایک مصلح کی ضرورت کے متعلق متقاضی ہیں پھر حضرت امام کی پاک سیرۃ کو دکھلایا ہے کہ جو مصلح آیا ہے وہ کس اخلاق فاضلہ کا انسان ہے آخر میں یہ بتلایا ہے کہ جس دعوی کے ساتھ وہ آیا ہے اس دعوی کی حیثیت سے اس نے کیا اصلاح کی ہے - یہ بے نظیر کتاب مخالفوں پر حجت اور احباب کے لئے دستور العمل ہے - قیمت فی جلد بلا محصول ڈاک ۸ رہی - دفتر الحکم سے طلب کرو -

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پردال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں کو اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ عہ خالص ممیرانی ماآ عہ مصری سرمہ فی تولہ ہم محصول ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے۔ المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جالا کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اسلئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔
راقم ڈاکٹر۔ ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ سانگلی صاحب۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی

۲ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسماۃ اتم دیوی بعمر ۱۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاص کر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴۔ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے جمع

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب کے اہتمام سے چھپا۔

رجسٹرڈ ایل ۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی (تراب)

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

قیمت سالانہ عام ... پیشگی ...

نمبر ۲۶ | دار الامن والامان قادیان ۲۳ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء | جلد ۱۰

حضرت اقدس کا ایک تازہ خط

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آپ کا عنایت نامہ پہنچا اگرچہ یہ سوالات جو آپ نے اپنے خط میں لکھے ہیں کئی دفعہ میں اپنی کتابوں میں ان کا جواب لکھ چکا ہوں۔ لیکن آپ کے اصرار کی وجہ سے اب بھی کچھ تھوڑا سا لکھ دیتا ہوں۔ قاعدہ کلی کے طور پر آپ یہ یاد رکھیں کہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ ہم سب سے مقدم قرآن شریف کو جانتے ہیں اور پھر اس کے بعد وہ حدیثیں ہماری ماخذ و استدلال ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور پھر اس کے بعد وہ امور مشہودہ محسوسہ جس سے کوئی عقل انکار نہیں کر سکتی اور ماسوا اس کے جس قدر احادیث یا اقوال اور آثار قرآن شریف کے مخالف ہیں یا امور مشہودہ محسوسہ بدیہیہ سے مخالف پڑے ہیں ہم ان کو نہیں مانتے۔ اب اس مختصر تقریر کی رو سے ہمارا یہ جواب ہے کہ جسقدر حدیثیں آپ نے پیش کی ہیں ان میں سے کچھ تو ایسی ہیں کہ قرآن کے مخالف اور معارض ہیں اور نیز ایسی حدیثوں کے مخالف ہیں جو قرآن کے مطابق ہیں اور ان میں سے ایسی حدیثیں ہیں جو مجروح اور مخدوش ہیں اور محدثین کو انکی صحت میں کلام ہے۔ چنانچہ مفصل جواب سوالات کا ذیل میں لکھا جاتا ہے۔

اوّل

قحط کی نسبت جو سوال کیا گیا ہے یہ سراسر جہالت پر مبنی ہے اسبات کو ہر ایک اہل علم جانتا ہے کہ مسلم میں ایک حدیث ہے کہ مسیح کے زمانہ میں ایک سخت قحط پڑیگا

زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں۔

دوم

کفر کے فتوے جن لوگوں نے دیئے اُن سے ہمارا کچھ حرج نہیں کیونکہ جب کہ ہم قرآن اور حدیث اور آسمانی نشانوں سے ثابت کرچکے ہیں کہ ہم حق پر ہیں تو یہ فتوے ہمیں کیا ضرر پہونچا سکتے ہیں بلکہ اس سے تو ہماری اور بھی حقانیت ثابت ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالے قرآن شریف میں فرماتا ہے **یٰحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون** پھر ماسوا اس کے حدیث اور آثار کی کتابوں میں نظر کرو۔ اُنمیں لکھا ہے کہ مہدی معہود پر کفر کا فتوے لگایا جاوے گا اگر اور کوئی کتاب نہ ہو تو حجج الکرامہ میں مہدی کے باب میں دیکھو پس اس صورت میں کفر کا فتویٰ لگانا ہمارے لیئے کچھ مضر نہ ہوا بلکہ ایک نشان ہوا جو مکفرین کے ہاتھ سے ظہور میں آیا۔

۳۔ جو شخص رمل کہتا ہے اس کا ثبوت دے اور جب تک وہ ثبوت نہ دے وہ قابل خطاب نہیں ہے۔

۴۔ یہ مطالبہ معجزات کا جو ہے یہ عجیب امر ہے کہ ایک ہی جگہ دو متناقض امر درج کردیئے ہیں پہلے میں لکھا ہے کہ پیشگوئیاں کرتے ہیں اور دوسرے میں لکھا ہے کہ نہیں کرتے پھر ماسوا اس کے اگر کسی کو ہمارے نشان دیکھنے ہیں تو ہماری کتاب تریاق القلوب کو منگا کر دیکھ لے اس میں سو سے زیادہ نشان لکھے ہیں جنکے لاکھوں گواہ موجود ہیں۔

۵ آپ نے لکھا ہے کہ دجال کی علامتیں کونسی ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ہم اُس دجال فرضی و وہمی کو ہرگز نہیں مانتے جس کی ہمارے مخالف علماء کے دلوں میں تصویر ہے کیونکہ اُس دجال کا وجود اور اُس کی صفات قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کے مخالف ہیں قرآن کی یہ آیۃ **وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیٰمۃ** صاف ظاہر کررہی ہے کہ دنیا میں قیامت تک دو قوموں کو غلبہ رہے گا یا حقیقی متبع حضرت مسیحؑ کے یعنی اہل اسلام یا ادعائی متبع حضرت مسیحؑ کے یعنی نصارا۔ اور دجال نہ حقیقی متبع حضرت مسیحؑ کا ہے نہ ادعائی اس لئے وجود اُس کا باطل ہے اور بخاری میں صحیح حدیث یہ ہے کہ **یکسر الصلیب** اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیحؑ عیسائیت کے غلبہ کے وقت ظہور کرے گا اور اس کے غلبہ کو توڑے گا پس کیونکر ممکن ہے کہ ایک وقت میں عیسائی دین کا بھی غلبہ ہو اور کسی دجال کی سلطنت کا بھی غلبہ ہو اور ماسوا اس کے یہ مان لیا گیا ہے اور یہ عقیدہ ہمارے تمام مخالف علماء کا ہے کہ دجال کا تسلط بجز حرمین شریفین کے کل دنیا پر ہوگا اور یہ حدیث **یکسر الصلیب** کی بیان کررہی ہے کہ مسیح عیسائیت کے غلبہ کے وقت آئے گا پس جبحالت میں دجال کا غلبہ تمام روئے زمین پر ہوگا تو عیسائی سلطنت اور مذہب کا غلبہ کس زمین پر ہوگا۔ اور چونکہ **یکسر الصلیب** کی حدیث قرآن کی آیت مذکورہ بالا سے مطابق اور موافق ہے اور یہ حدیث بخاری کی ہے اس لئے بباعث اس توافق اور تظاہر کے یہی حدیث صحیح ہے اور یہی مذہب صحیح ہے۔

۶۔ یہ سوال کہ مسیح کا نزول آسمان سے ہوگا اور مسجد اقصیٰ کے منار پر ہوگا۔ میرے خیال میں ایسا خیال کوئی اہل علم نہیں کرے گا بجز ایک جاہل اور بیخبر کے۔ انکو علم حدیث کا نہیں ہے کیونکہ جہاں تک ہمارے لئے ممکن تھا ہم نے کل کتابیں حدیثوں کی دیکھیں آسمان کا لفظ کہیں نہیں دیکھا اور نہ دیکھا کہ مسیحؑ آکر منارہ پر بیٹھ جائے گا۔ اگر کسی کے پاس ایسی حدیث ہو بشرطیکہ مرفوع متصل ہو جسکا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچے جب تک وہ ایسی حدیث پیش نہ کرے تب تک لائق خطاب و جواب نہیں ہے۔ ہاں البتہ اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ حدیثوں میں نزول کا لفظ موجود ہے لیکن نزول سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ آسمان سے نزول ہوگا بلکہ زبان عرب میں یہ لفظ تشریف اور اکرام کا ہے جیسا کہ کہتے ہیں کہ فلاں لشکر فلاں جگہ اترا۔ اور آپ کہاں اترے ہیں اور فارسی میں اسجگہ فروکش کا لفظ آتا ہے اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ آسمان سے اُترے ہیں اسی وجہ سے نزیل زبان عرب میں مسافر کو کہتے ہیں۔

۷ یہ وسوسہ کہ ابھی منار بنا رہے ہیں تو پھر کیا بنانے کے بعد اُسپر چھلانگ ماریں گے اس کا جواب ہم ابھی دے چکے ہیں کہ یہ بات صحیح نہیں ہے کہ مسیحؑ منار پر آکر بیٹھ جائے گا ایسا معترض جب حوالہ تلاش کرنے کے لئے کتابوں کو دیکھے گا تو ضرور شرمندہ ہوگا۔

۸ ۔ اور جو حدیث آپ نے بخاری اور مسلم کی لکھی ہے کہ مسیحؑ

اُترے گا اور صلیب کو توڑے گا اور خنزیروں کو مارے گا اور جزیہ رکھدے گا افسوس کہ اس حدیث کا صحیح ترجمہ معترض نے نہیں لکھا اور بجائے اس کے کہ جزیہ موقوف کرے گا جزیہ لگادیگا ترجمہ کیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ حدیث ہمارے سامنے کیوں پیش کی ہے یہ تو اُس کو مضر اور ہمارے لئے مفید ہے۔ کیونکہ اول اس میں آسمان کا ذکر نہیں صرف نزول کا ذکر ہے جو زبان عرب میں مسافروں کے لئے مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ مسلم کی ایک دوسری حدیث میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک طرف مسیح اُتریگا اور دوسرے مقام میں دجال اُترے گا۔ یعنی دجال احد پہاڑ کی پیچھے نزول کرے گا پھر اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح نصاریٰ کے غلبہ کے وقت اُترے گا اور تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ دجال کے غلبہ کے وقت اُترے گا اور یہ جو ہے کہ جزیہ رکھدے گا یعنی موقوف کرے گا اس صحیح بخاری کی دوسری قرأت یہ ہے کہ یضع الحرب۔ کہ جنگ کو موقوف کرے گا اور وہ کوئی لڑائی نہیں کرے گا اور یہ قرأت صحیح ہے کیونکہ ایک دوسری حدیث اس کی مؤید ہے اور وہ یہ ہے یقع الامنۃ فی الارض عند نزول المسیح یعنی مسیح کے نزول کے وقت ہی امن کی حالت ہو جاوے گی اور کوئی لڑائی نہیں ہو گی۔

۹۔ اور جو مال کی بابت اعتراض کیا گیا ہے البتہ اس کا تو مجھے اقرار کرنا پڑے گا کہ مینے علماء حال کا بہت نقصان کیا ہے کہ انکی موہوم اُمیدیں جو درہم و دینار کی متعلق تھیں سب ٹوٹ گئیں لیکن ذرا زیادہ غور کرکے وہ خود سمجھ جائیں گے کہ یہ اُمیدیں کسی نص قرآنی اور حدیثی پر مبنی نہ تھیں صرف غلط فہمی تھی۔ کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ **انما اموالکم واولادکم فتنۃ** تو کیا مال بیشمار دیکر خدا ان کو فتنہ میں ڈالدے گا اور بجز اس کے ایک حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام درہم اور دینار نہیں چھوڑتے اُن کے وارث اُن کے علم کے وارث ہوتے ہیں پس ان تمام حدیثوں سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود جو دنیا میں آئے گا وہ ایک روحانی مال عطا کرے گا جس کی دنیا محتاج ہو گی ورنہ مسیح کسی مہاجن ساہوکار کی صورت میں نہیں آئے گا کہ لوگوں کو اپنی اسامیاں ٹھیرا کر روپیہ تقسیم کرے خدا تعالی نے قرآن شریف کا نام مال رکھا ہے اور حکمت کا نام بھی مال رکھا ہے جیسا کہ فرماتا ہے کہ **یؤتی الحکمۃ من یشاء ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا** مفسر لکھتے ہیں کہ اس کے معنے ہیں **مالاً کثیرا** لغت میں خیر کے معنے مال کے لکھے ہیں اور ایک اور حدیث میں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مینے ایک بڑی دعوت کی اور ہر ایک قسم کا کھانا پکایا تو بعض کھانا کھانے کے لئے آئے اُنہوں نے کھانا کھاکر حظ اُٹھایا اور بعض نے اس دعوت سے انکار کیا وہ بے نصیب رہے۔ اب دیکھو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پلاؤ اور قورمہ وغیرہ پکایا تھا یا روحانی کھانے تھے۔

اصل بات یہ ہے کہ انبیاء اکثر روحانی امور کو طرح طرح کے پیرایوں میں بیان فرمایا کرتے ہیں اور نفسانی آدمی ان کو جسمانی امور کی طرف لیجاتے ہیں۔ بھلا ہم پوچھتے ہیں کہ مسیح آکر درہم و دینار بہت سے تقسیم کرے گا کہ علماء وغیرہ کے گھر سونے چاندی سے بھر جائیں گے لیکن اس کا کہاں تذکرہ ہے کہ وہ لوگ جو روحانی طور پر بھوکے پیاسے ہوں گے اُن کی اسی طور سے پوری حاجت براری کرے گا۔ پس اگر یہ تذکرہ کسی اور جگہ نہیں تو یقیناً یاد رکھو کہ یہ وہی تذکرہ ہے جو استعارہ کے رنگ میں بیان کیا گیا ہے

۱۰۔ اعتراض یہ ہے کہ جب حضرت مسیح آئیں گے تو نماز کے بارہ میں آپس میں مہدی و مسیح تواضع کریں گے اور ایک دوسرے کو کہیں گے کہ وہ امام ہو یا یہ امام ہو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیثیں جو امام مہدی کے متعلق ہیں کل مجروح و مخدوش ہیں ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں کہلاسکتی۔ جو لوگ ان حدیثوں کو مانتے ہیں وہ اس بات کو بھی مانتے ہیں کہ ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں اور کوئی بھی جرح سے خالی نہیں ماسوا اس کے ان حدیثوں کے مخالف ایک دوسری حدیث ہے۔ **لا مھدی الا عیسٰی** جو ابن ماجہ اور مستدرک میں لکھی ہوئی ہے۔ یہ حدیث ہماری نزدیک صحیح ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ اس حدیث کے مخالف جو حدیثیں مہدی اور مسیح کے بارہ میں آئی ہیں وہ ایک میان میں دو تلواریں ڈالنی چاہتی ہیں یعنی ایک ہی وقت

میں دو خلیفے جمع کرتے ہیں۔ ایک طرف تو امام مہدی خلیفہ ہوئے اور دوسری طرف جو شخص آسمان سے اُترا اور ایک بڑا قصد کرکے آیا اور خدا نے اُس کو بڑی اصلاح کے لئے بھیجا اگر اُس کو خلیفہ نہ سمجھا جاوے تو خدا کا یہ سارا کام لغو ٹھہرتا ہے گویا خدا کی اول تو یہ مرضی تھی کہ اسکو خلیفہ مقرر کرے اور اسی نیت سے اُس کو آسمان سے زمین کی طرف روانہ کیا اور ابھی وہ زمین پر نہیں پہونچا تھا کہ خدا کی نیت بدل گئی ایک اور شخص کو اُس سے خلیفہ کر دیا۔ وہ بیچارہ ابھی اس مقصد سے جس کے لئے وہ خوشی خوشی اُترا تھا نامراد رہا اور دوسری نامرادی اور دلی سوزش اُس کے لئے اس سے اور بھی بڑھی کہ قریباً دو ہزار برس تک یا اس سے زیادہ اُس کو امیدیں دلاتے رہے کہ وہ عہدہ تجھے ملے گا اور جب وقت آیا تو دوسرے کو دے دیا پس خدا کی شان سے یہ بعید ہے کہ ایسی بیجا حرکت جس سے مسلمانوں کے گروہ میں تشویش پیدا ہو ایسے نازک وقت میں کرے جس میں اسلام کو اتفاق کی ضرورت ہے گویا یہ مسئلہ روافض کے مسئلہ کے قریب قریب مشابہ ہو گیا کہ ایک طرف تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی کرکے بھیجا اور دوسری طرف حضرت علی کے کان میں پھونک ماردی کہ نبوت کا تیرا حق تھا جبرئیل کو یہ غلطی لگ گئی۔

۱۱۔ عیسیٰ اُتریں گے پھر نکاح کریں گے اور اُن کے اولاد ہوگی۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ اعتراض کیوں پیش کیا ہے ہر ایک شخص نکاح کرتا ہے اور اولاد بھی ہو جاتی ہے ہاں اُس صورت میں اعتراض ہو سکتا تھا کہ اب تک میری کوئی نکاح نہ کیا ہوتا یا اولاد نہ ہوتی نکاح موجود ہے اولاد بھی چھ لڑکے ہیں۔

۱۲۔ اور یہ اعتراض جو مسیح کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں دفن کیا جانا ضروری ہے اول تو یہ قبل از وقت ہے کیونکہ ابھی تک میں زندہ موجود ہوں۔ بجز ماسوا اس کے جو معنے اس حدیث کے آپ لوگ سمجھتے ہیں اس سے تو لازم آتا ہے کہ حضرت مسیح اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک ہی وقت میں ایک قبر میں دفن کئے جاویں کیونکہ حدیث میں معی کا لفظ موجود ہے اور دوسرا فساد یہ ہے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر کھودی جاوے اور یہ نبی کی قبر کی توہین اور تحقیر ہے۔ اس لئے اس حدیث کے معنے بھی روحانی طور پر ہیں یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قریب قریب اُس کا مرتبہ ہوگا اور وہ بہشت جو میری قبر کے نیچے ہے اُس سے وہ پورے طور پر حصہ پائے گا۔ بات یہ ہے کہ تمام صوفیہ کرام اور اہل اللہ اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ ہر ایک شخص اپنی وفات کے بعد اُسی درجہ تک اُخروی نعمتوں سے حصہ پا سکتا ہے جس درجہ تک اُس کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر سے قرب ہے۔ ہر ایک انسان جو مرتا ہے خواہ مشرق میں مرے خواہ مغرب میں اگر وہ مومن ہوتا ہے تو اُسکی قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے روحانی طور پر نزدیک کی جاتی ہے اور جو کافر مرتا ہے اُس کی قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے دور کی جاتی ہے۔ کیونکہ جب کہ ہر ایک مومن کے لئے بہشت کی کھڑکی قبر میں کھولی جاتی ہے اور بہشت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے نیچے ہے تو بالضرور ماننا پڑا کہ ہر ایک مومن اپنے مرتبہ اور عزت کے موافق مرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے نزدیک ہو جاتا ہے

۱۳۔ اور یہ حدیث مسلم کی جو ایک لمبی حدیث ہے جس میں دجال کا کانا ہونا اور اُس کا مینہ برسانا وغیرہ لکھا ہے ہم اُس وقت اس کا جواب دیں گے جب کہ آپ اس کا جواب دے لیں گے کہ قرآن جو قیامت تک دو قوموں کا غلبہ قرار دیتا ہے ایک اہل اسلام اور دوسرے نصاریٰ اور جیسا کہ ابھی ذکر ہوا حدیث صاف بتلاتی ہے کہ حضرت مسیح کسر صلیب کے لئے آئیں گے یعنی صلیب کے غلبہ کے وقت اس حدیث اور قرآن کی اُس آیت سے یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ دجال کی حدیث بالکل جھوٹی اور مردود ہے جو شخص اسکو مانتا ہے اُس کو قرآن کا انکار کرنا پڑے گا اور حدیث یکسر الصلیب کا بھی انکار کرنا پڑے گا اس لئے یہ حدیث اس لائق نہیں ہے کہ ہم اس کا کچھ جواب دیں۔

۱۴۔ اور یہ حدیث جو آپ نے لکھی ہے کہ مہدی فلان خاندان سے اور اُس کے باپ کا نام یہ ہوگا ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ یہ حدیثیں کل مردود اور موضوع ہیں قابل توجہ نہیں ہیں۔ کیونکہ قرآن اور احادیث صحیحہ کے مخالف ہیں جب کہ یہ حدیث اُسی صحاح ستہ میں موجود ہے کہ لا المھدی الا عیسیٰ تو پھر اس حدیث کے ماننے کے بعد یہ ماننا پڑتا ہے کہ اسکے

مخالف جسقدر حدیثیں ہیں وہ صحیح نہیں ہیں اور جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں یہ صحیح بڑے پایہ کی حدیث ہے۔ کیونکہ اس میں وہ اختلاف اور غیر معقولیت نہیں پائی جاتی جو دوسری حدیثوں میں پائی جاتی ہے یعنی ایک ہی وقت میں دو خلیفہ مقرر کرنا اور ہمارے سامنے یہ پیش کرنا کہ مہدی بنی فاطمہ ہی سے ہوگا یا فلاں خاندان سے ہوگا عبث ہے ہم کب یہ دعوے کرتے ہیں کہ ہم وہ مہدی ہیں جو ان صفات کا ہوگا بلکہ ایسے مہدی کے وجود سے ہم قطعاً منکر ہیں اور کوئی صحیح حدیث اس کی تائید میں پیدا نہیں ہوتی ہمارا دعوے یہ ہے کہ ہم وہ مہدی ہیں جو مسیح بھی ہے اور ظاہر ہے کہ مسیح کے لئے ضروری نہیں کہ بنی فاطمہ سے ہو اصل بات یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی حدیثیں عباسی سلطنت کے عہد میں بنائی گئی ہیں اسی واسطے بعض نے ان میں سے اپنا لقب مہدی رکھا تھا اور اس مہدی کے متعلق جو بنی فاطمہ سے سمجھا گیا ہے جسقدر قصے ایک ناول کے طور پر بنائے گئے ہیں جنمیں سے بعض کا آپنے ذکر بھی کیا ہے یہ تمام قصے غلط اور لغو ہیں اور صریح قرآن کے مخالف ہیں بھلا یہ کیونکر ہو کہ مہدی تو آکر لڑائیوں کا ایک طوفان برپا کر دے گا اور مسیح کے حق میں یہ لکھا ہو کہ یضع الحرب یعنی لڑائیوں کی صف لپیٹ دے ایک کا مقصد کچھ اور اور دوسرے کا مقصد کچھ اور اور دونوں ایک ہی وقت میں۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہم جیسا کہ بیان کر چکے ہیں قرآن کو سب حدیثوں پر مقدم رکھتے ہیں اور ان حدیثوں کو مانتے ہیں جو قرآن کے موافق ہیں اور ہمارے مخالف دیوانوں کی طرح بار بار وہ حدیثیں پیش کرتے ہیں جو قرآن کے مخالف پڑی ہیں اور خود باقرار ان کے علماء کے ضعیف اور مجروح ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **بایّ حدیث بعدہ یؤمنون** یعنی قرآن کے بعد کس حدیث کو تم مانوگے سو ہم اس آیت پر ایمان لاتے ہیں اور قرآن کے بعد اور کسی حدیث کو جو اس کے مخالف ہو نہیں مانتے

مکرر آنکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کا نام حکم رکھا ہے پس مسیح موعود کے لئے عملی ثبوت حکم ہونے کا بھی چاہیئے تاکہ اس کا حکم ہونا ثابت ہو جاوے اور حکم ہونا اسی وقت مسیح موعود کا مانا جاوے گا کہ وہ متنازعہ فیہ امور کو صاف کر کے دکھا دے اور جو حدیثیں کہ مجروح و مخدوش ہوں یا قرآن شریف کے خلاف ہوں ان کو علحدہ کر دے اور ان کا مجروح ہونا ثابت کر کے دکھا دے اور جو احادیث قرآن شریف کے مطابق اور موافق ہوں اور وہ صحیح ہوں ان کی صحت پر اپنی مہر صداقت لگا دے اگر وہ ہر ایک فرقہ کی حدیثوں کو قبول کر لے اور ہر ایک فرقہ اور مشرب کے لوگوں کی ہاں میں ہاں ملاتا رہے تو وہ کاہے کا حکم ہوگا وہ حکم اسی وقت مانا جاوے گا کہ خبیث و طیب اور مردود و مقبول صحیح و موضوع احادیث میں تصرف کر کے اور خدا سے علم صحیح پاکر تمیز و تفریق کر کے دکھا دے سو ہم نے خدا کے فضل اور اس کی تعلیم سے ہر ایک امر میں بحیثیت حکم ہونے کے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فرق کر دیا ہے اور صحیح حدیثوں کو الگ اور موضوع اور مجروح حدیثوں کو الگ کر کے دکھا دیا اور بتلا دیا کہ مہدی کی حدیثیں سب ناقابل اعتبار اور قرآن شریف کے خلاف ہیں ان میں اگر صحیح حدیث ہے تو یہی ہے کہ **لا مھدی الا عیسیٰ** اور دجال کی وہ حدیثیں جو خلاف قرآن اور شرک سے پر ہیں یہی بتلا دیا کہ خراب اور ایمان کی برباد کرنے والی ہیں اور سراسر جھوٹی ہیں۔ والسلام۔

۲۲ر جولائی سنہ ۱۹۰۰ء

کیا گولڑہ والے بھاگ گئے

پیر صاحب گولڑوی نے حضرت سید محمد احسن صاحب فاضل امروہہ کے اس دعوت مناظرہ سے گریز کیا جو ہم نے الحکم نمبر ۲۵ میں شائع کی تھی یہ انکار مولوی غازی کے اشتہار کے ذریعہ کیا گیا ہے مگر کہیں پیر صاحب گولڑوی کی اشتہار میں بھی وہی تصنیف اور تالیف کا سر مکتوم نہ ہو اس لئے ہم اس اشتہار کو اس وقت تک قابل تسلیم قرار نہیں دے سکتے جب تک خود پیر مہر علی شاہ صاحب اپنے ہاتھ سے شائع نہ کریں۔

رسالہ سراج الحق حصہ دوم

طیار ہے۔ کیا خوب ہو کہ صاحب وسعت دس بیس بیس خرید کر لوگوں کو فائدہ پہونچاویں قیمت ۸ر محصول ۱ر۔ سراج الحق از دار الامان

حضرت حکیم الامۃ کے الفاظ

النصح للہ وللرسول

النصح للہ سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالےٰ پر کامل ایمان ہو ہر قسم کے شرک سے بیزار ہو اللہ تعالیٰ کے اسمائے گرامی میں کسی قسم کا الحاد اور انکی بے عزتی نہ کرے بلکہ حیا کرے اللہ تعالےٰ کو تمام نقایص سے منزہ یقین کرے اور تمام صفات کاملہ سے موصوف مانے۔ اُن کی فرمانبرداری میں فرضی ہو یا نفلی اعتقادی ہو یا عملی قولی ہو یا فعلی سب میں چست و چالاک ہو اور اُن کی نافرمانیوں سے بچتا رہے۔

اپنی جان مال اولاد دوستوں کے ساتھ اگر محبت ہو تو خدا ہی کے لئے ہو۔ اور اگر بغض ہو تو اسی ہی کے لئے ہو۔ جناب الٰہی کے فرمانبرداروں سے محبت اور نافرمانوں سے عداوت ہو منکروں کے ساتھ جہاد جو ضرورت وقت کے لحاظ سے مناسب ہو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اقرار اور اُن کی قدر کرے اور تمام نیکیوں کو اخلاص سے بجا لاوے تمام بھلی باتوں کی طرف لوگوں کو بلاوے ترغیب دے اور باریک سے باریک تر اس معاملہ میں کوشش کرے۔

اور

النصح للرسول سے یہ مراد ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرے جو کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لائے ہیں اُن سب پر ایمان لاوے آپ کے احکام کی فرمانبرداری جن باتوں سے آپ نے منع فرمایا ہی اُن سے رُک جاوے آپ کی زندگی کے وقت اور موت کے بعد نصرت اور حمایت کرنا۔ آپ کے دوستوں کا دوست اور دشمنوں کا دشمن ہو آپ کی تعلیم اور مطالب کو زندہ کرکے ان کی اشاعت کرنا آپ کی محنت فی اللہ کی داد دینا یعنی آپ کی کامیابیوں کے لئے درود شریف پڑھنا آپ سے اتہام کو دور کرنا اپنے کاموں میں ان کے علوم سے مشورہ لینا آپ کے علوم کے معانی میں توجہ رکھنا ان کا پڑھنا پڑھانا اُن کی بزرگی سمجھنا۔ آپ کے آداب سے متادب ہونا۔ آپ کے اہلبیت سے محبت رکھنا۔ آپ کے صحابہ سے تعلق رکھنا۔ آپ کے ساتھیوں ناصروں اور آپ کے رنگ میں رنگین ہونے کی کوشش کرنا۔

الہام الٰہی کی ضرورت پر ایک بات

بارہا نیچر کے قدر نہ کرنے والے برہمو مزاج لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ جب کہ قانون قدرت عقل اور وجدان موجود ہے۔ اور ان سے انسان راستی اور صداقت کو پا لیتا ہے تو الہام الٰہی کی کیا ضرورت ہی مگر میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ وہ آنکھ بند کرکے نظارہ قدرت کو کیوں دیکھتے ہیں دیکھو دنیا میں گھاس پھوس سب کچھ موجود ہے مگر جب تک آسمان سے بارش نہ برسے تو وہ گھاس پھوس ہرگز نشو و نما نہیں پا سکتے بلکہ زمینی کنوؤں کا پانی تک خشک ہو جاتا ہی اسی طرح پر اگر الہام الٰہی کی بارش نہ ہو تو عقل اور وجدان اُسی گھاس کی طرح سوکھ جاوے جب کہ جسمانی نشو و نما آسمانی بارش کے بدون نہیں ہو سکتا تو روحانی نشو و نما کلام الٰہی کے بغیر کیونکر ہو سکتا ہے؟ پس یہ کیسی آسان دلیل ضرورت الہام اور ضرورت نبوت پر ہے۔

لائق توجہ ناظرین اخبار

ہماری بیماری کی وجہ سے اس ہفتہ کا اخبار اپنے معمولی حجم پر شائع ہوا ہی اور چونکہ بعض وجوہات اور مشکلات نے اخبار کے بروقت شائع ہونے میں ایک روک پیدا کر رکھی ہے اس لئے سردست ہم نے اس کو باقاعدہ بنانے کے واسطے یہ انتظام کیا ہے کہ ۹ر اگست سنہ ۱۹۰۶ء کا نمبر اپنے وقت پر انشاء اللہ تعالیٰ شائع ہو اور گو بلحاظ صفحات معترد ہم ناظرین کو پورا حق دے چکے ہیں تاہم اس ایک نمبر ۴۸ کی کمی کی تلافی آیندہ ہمیشہ کے لئے اخبار کو ۱۲ صفحہ تک بڑھا دینے سے کرتے ہیں۔ باینہمہ مشکلات مالی ہم اخبار کا حجم بڑھاتے ہیں اور اسکو دلچسپ اور مفید بنانے کی سعی کرتے ہیں امید ہی ناظرین اپنے فرائض کو نہ بھولیں گے جن لوگوں نے اب تک قیمت نہیں دی وہ خود بھیجدیں ورنہ ہم بروقت بذریعہ وی پی وصول کرنے کے مجاز ہیں پھر شکایت نہ کریں کیونکہ سال رواں سے سات ماہ گذر چکے۔ مہربانی فرما کر جلد قیمت عنایت کریں تاکہ مشکلات دور ہوں جلد قیمت ادا کرنے میں دونو طرف کا فائدہ ہے۔

محبت کا بیرونی اظہار

اس عنوان سے جالندھری پرچارک نے ایک نوٹ لکھا ہے اور شہر شکاگو (امریکہ) کے ایک گرجا کی خوبصورتی کا ذکر کرتے ہوئے اُس نے بتلایا ہے کہ آگرہ کی موتی مسجد کو دیکھ کر کہ دل میں حیرت پیدا ہوئی تھی کہ ایسے شفاف سنگ مرمر کے عالی شان ستون کس محنت اور خرچ سے جوڑے گئے ہوں گے اور اس تعجب کو مغلوں کی مذہبی سپرٹ نے دور کر دیا اور وہ اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ مغلوں کو اپنے مذہب کے ساتھ دلچسپی اور محبت تھی اور یہی وجہ ہے کہ ان کے مکانات میں یہ عجیب بات ہے کہ مغلوں کا کوئی بھی مکان ایسا نہیں (حتی کہ جیل خانہ تک) جس میں چھوٹی سی مسجد ادائے نماز کے لئے نہ ہو۔ پرچارک جس نتیجہ پر پہونچا ہے ہم اُس کے ساتھ ہیں جس قوم کو اپنے مذہب کے ساتھ محبت ہو وہ اُس کا اظہار عملی طور پر کر کے دکھاتی ہے۔ اس وقت منارۃ المسیح جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان پیشگوئی کی بنیاد پر اس زمانہ کے امام علیہ السلام کی طرف سے تعمیر ہونے والا ہے اُس کی عظمت اور شان آیندہ زمانہ میں ہماری قوم کی اُس محبت کے اظہار کا ایک کامل ذریعہ ہوگی جو اُس کو اپنے امام اور پھر اپنے سید و مولےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ پس اگر ہم اپنی قوم کو منارۃ المسیح کے لئے متوجہ کریں تو بجا اور درست ہے۔

براہین احمدیہ

چار جلد کامل

یہ وہ نادر اور بے نظیر کتاب ہے جس میں قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کے ثبوت میں ۳۰۰ زبردست دلائل قاطع دیئے گئے ہیں اور اسلام کو بمقابلہ جمیع مذاہب کے اعلیٰ و افضل کیا گیا ہے اور اثبات رسالت آنحضرت میں آجتک کوئی کتاب ایسی تصنیف نہیں ہوئی موافق اور مخالف اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ اس کی پہلی قیمت ۲۵ روپے تھی اور بوجہ نایابی کے دنیا اسکی زیارت کو ترس رہی تھی ہم نے بڑی کوشش اور جانفشانی سے اس کتاب کو زیور انطباع بار ثانی پہنایا ہے ناظرین یہ موقع ہاتھ سے نہ کھوئیں نہایت جلد خرید فرمائیں۔ کاغذ موٹا چھاپہ نفیس خوشخط اور خوشنما قیمت نہایت ہی کم صرف (ے ر)

المشتہر کریم بخش مالک مطبع مفید عام پریس سیالکوٹ

افسوس

سخت افسوس کی بات ہے کہ ہندوستان میں آریوں اور عیسائیوں کی طرف سے کئی رسالے اور اخبار ہفتہ وار اور ماہوار چھپتے ہیں جن میں دین و دنیا کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت اسقدر بدزبانیاں کی جاتی ہیں اور گالیاں دی جاتی ہیں کہ ایک غیرت مند مسلمان کا بدن تھرا اٹھتا ہے اور آنکھوں میں خون اُتر آتا ہے ان رسالوں میں کچھ ایسا زہر بھرا ہوا ہے کہ کئی مسلمان اُنکو پڑھکر اسلام سے متشکک اور مرتد ہو گئے ہیں ہندوستان میں چھ کروڑ مسلمان موجود ہیں لیکن افسوس کہ ایک اخبار یا رسالہ بھی اُنکی طرف سے باقاعدہ نہیں چھپتا جو ان مخالفین کے دنداں شکن جواب دیکر اہل اسلام کو دوزخ کے گڑھے سے بچاوے اور انکا حوصلہ بڑھاوے کہتے ہیں کہ عیسائیوں کے مشن کا بہت سا روپیہ اسی ایجنسی سے وصول ہو جاتا ہے کہ ولائت کے عیسائیوں نے ایک وقت کی چاء میں میٹھا ڈالنا چھوڑ دیا ہے اور اسی ایک دفعہ کے میٹھا چھوڑ دینے سے ہزاروں روپیہ جمع ہو جاتا ہے جو وہ عیسائی مشن کے اور عیسائی رسالوں کے شائع کرنے میں صرف کرتے ہیں۔ اسلام جو خدائی مذہب اور سچا مذہب ہے کیا اس کے لئے مسلمانوں کو اتنی بھی غیرت نہیں ہونی چاہیئے ضرور ہونی چاہیئے اور اسی غیرت نے ہمارا دامن پکڑا ہے کہ ہم یہ رسالہ انوار الاسلام ماہوار نکالنے پر مجبور ہوئے جس میں نور افشاں وغیرہ عیسائی اخباروں آریہ گزٹ وغیرہ آریہ کے اخباروں اور مخالفین کے تمام اعتراضات کے مفصل جوابات لکھا کرتے ہیں ہر ایک مسلمان کا فرض سمجھے کہ اس رسالہ کو منگاوے اور مطالعہ کرے ۲۸ صفحہ ماہوار قیمت نہایت کم معہ محصول ڈاک صرف عہ سالانہ قیمت ہر حالت میں پیشگی آنی چاہیئے۔ نمونہ کیلئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیئے واعظین اسلام سے رسالہ کی قیمت سالیانہ صرف ۱۲ر غیر مذاہب سے صرف ۸ر لی جاتی ہے صرف اس غرض سے کہ غیر مذاہب کو روز روز خداوند تعالیٰ کے یہ موقع کہنے کا نہ ملے کہ ہم نے دنیا میں رسالہ انوار الاسلام نہیں دیکھا۔

المشتہر منشی کریم بخش
مالک و مہتمم رسالہ انوار الاسلام

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں و اکیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سرمہ سفید اعلیٰ قسم فی تولہ ہے خالص ممیرا فی ماسہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے۔ المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱- میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر جھلی کا زخم اور اُن سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی سانگلی صاحب بہادر۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

۲- میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مسماۃ اتم دیوی بعمر ۱۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں زرد زرد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتی تھے اُس کی آنکھیں سرخ اور دکھتی رہتی تھیں اُن میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئیں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اُن اشیاء کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳- میں نے ممیرے کے سرمہ کا جوکہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہی اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاص کر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہو اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴- میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جوکہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ سنہ ۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب طبع ہوا

رجسٹرڈ ایل

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلے

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

ایڈیٹر یعقوب علی تراب

سالانہ قیمت پیشگی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۲۹ | دار الامان قادیان ۱۶ اگست سنہ ۱۹۰۰ء | جلد ۴

بقیہ مضمون میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی

انبیاء کی تعلیم کے مہیمن قرآن کریم کے موجود ہوتے کسی خاص تعلیم کی ضرورت

مانا کہ انبیا کی تعلیم ہی قابل اتباع ہے اور وہی کافی سامان اصلاح فساد کے واسطے اپنے اندر موجود رکھتی ہے ہاں کسی نافع شے کا موجود ہونا اور بات ہے اور اس شے کا طریق استعمال کہ جس سے وہ مفید اور نفع بخش ہو اور بات ہے دوائیں تو بیماریوں کے پاس ہیں مگر بیماری طبیب نہیں پس طبیب درکار ہے جو اجزاء مناسبہ کا وزن قائم کر کے شفا بخش نسخہ لکھی اور ترکیب بتلاے جس سے فساد مزاج دور ہو کر طبیعت اصلاح پر آئے۔ مانا کہ سامان اصلاح موجود ہے مگر ترکیب استعمال بتلانے کے لئے کہ جس سے میزان عدل پھر قائم ہو کسی حکم و عدل کا موجود ہونا بھی ضروری ہے۔ انبیا کی تعلیمات کا اپنے پاس دعوی کرنے والے بہت موجود ہیں۔ کون ہے جو اس فساد عظیم کے زمانہ میں اپنی کتاب کو خدا کی کتاب نہیں بتلاتا اس وقت کہ مذاہب مختلفہ کا ہنگامہ برپا ہو رہا ہے ہر ایک اہل مذہب یہ ہی دعوی پیش کرتا ہے کہ اس کے پاس آسمانی ہدایت موجود ہے۔ پس کس طرح ثابت کیا جاے کہ کون اپنے دعوی میں سچا ہے اور کون ہے جو محض اپنی خوش اعتقادی سے ہی اپنی کتاب کو خدا کی کتاب سمجھ رہا ہے اس میدان میں کھڑا ہونا اور سب اہل مذاہب سے مقابلہ کر کے ثابت کرنا ایک ایسے مرد میدان کو چاہتا ہے کہ جو ہر پہلو سے ہر ایک مخالف مقابل کے دعوے اور دلائل کو توڑ دے اور پکار کر اس بات کا اظہار کرے کہ میں وہ شخص ہوں کہ جو ثابت کرتا ہوں کہ خدا کی کتاب ایک ہی

کتاب ہے اور وہی ہے جو میرے پاس ہے ایسی باتیں مذہب کی سچائی میں پیش کی جاتی ہیں کہ جس کی بابت مذہب کے حامیوں کو اپنے گذشتہ بزرگوں کے عجائب کاموں کی مدمیں قصوں اور کہانیوں کے طور پر مشہور کرنے کا موقعہ ملتا ہے جنکو وہ ایسے رنگ میں ظاہر کرتے ہیں کہ ہر ایک سننے والے کو انکار کرنے کا موقع ان کے سرگرم حامی نہیں بننے دیتے مگر خصوصیت تو یہاں بھی مفقود ہے صاف بات ہے کہ کسی اہل مذہب کو ایسے واقعات پیش کرنے میں ان کی شہرت عام نے جو بلا شرکت نہیں ہے خاص ممتاز ہونے کا حق نہیں دیا اگر ایک نے دس دس کرامتیں بیان کردیں تو دوسرے نے اپنے پیشواؤں کی بیس اس کے مقابل سنا دیں۔ جیسی وہ شنید ویسی ہی یہ شنید۔ اب کر دکھانے کی طاقت نہ اس میں نہ اُس میں پس یہ معیار بھی کمزور۔ بات تو تب تھی کہ اپنی کتاب کی برکات موجودہ کا وجود مشاہدہ کرایا جاتا۔ ورنہ یہ بھی تو اُسی خوش اعتقادی کا نتیجہ ہے جو ہر ایک مذہب والا اپنے مذہب کی سچائی اور کتاب کی عظمت کی دلیل سمجھ بیٹھا ہے۔ سچائی کی روح جس کتاب یا جس مذہب میں ہوتی ہے اس کتاب یا مذہب کی برکات بھی ہمیشہ رہنے والے اور علی الدوام زندہ ہوتے ہیں۔ اور اس کتاب کے تابعداروں میں جو افراد حق الیقین کے مراتب پر پہونچے ہوئے ہوتے ہیں ان میں ان برکات کا نمونہ ہر وقت اور ہر زمانہ میں موجود رہتا ہے۔ وہ جدید طور پر اپنی کتاب اور اپنے مذہب کے من جانب اللہ ہونے کے ثبوت پیش کرنے پر جیسا جس زمانہ کا تقاضا ہو ہر وقت طیار رہتے ہیں اس پاک جماعت اور حزب اللہ کا ہر ایک

فرد صرف اسی بات پر قناعت نہیں کرتا کہ ہمارا باپ ایسا تھا اور ہمارا دادا ویسا تھا بلکہ وہ خود آگے بڑھکر بڑی طاقت سے علانیہ بولتا ہے کہ ہم ایسے ہیں اور ہمارا مذہب ایسا ہے اور ہماری کتاب ایسی ہے اور ہمارا خدا ایسا ہے وہ ہر ایک فن میں جو اس کتاب کو منجانب اللہ ثابت کرنے کے واسطے درکار ہوتا ہے آسمانی برکات کے شامل حال ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور اگر مقابلہ پڑجاوے تو غالب اثر کے ساتھ سب کو مغلوب کرکے حق کا اظہار کردیتے ہیں اور پھر اس کتاب یا مذہب کی زندہ برکات کا عالم پر رعب چھا جاتا ہے۔ کسی کو مجال دم زدن نہیں رہتی سب کے حوصلے پست ہو جاتے اور حق غالب آجاتا ہے اس مالک حقیقی کی طرف ایک کشش شروع ہو جاتی ہے اور خدائی اقتدار کے نشان محسوس ہونے لگتے ہیں اور ہر ایک فساد طبائع انسانی سے خود بخود دور ہونے لگتا ہے۔ زمانہ میں ایسی ٹھنڈی ہوا چلتی ہے کہ جو اس آتش کو جو طبائع انسانی میں اس جادۂ اعتدال سے منحرف ہونے کے سبب پیدا ہو جاتی ہے افسردہ کردیتی اور پھر انسانی جماعتیں مرکز اعتدال پر آجاتی ہیں۔ ہر طرف صلح و امن کی کارروائی شروع ہو جاتی ہے۔ جس زمانہ میں وہ میزان عدل جس پر انسانی جماعتوں کی فلاح اور نجات منحصر ہے قائم نہ رہے اور الٰہی ہدایت نامہ سے روگردانی شروع ہو جاوے تو یہ برابر ہوتا چلا آیا ہے کہ میزان عدل کے قیام کا بندوبست کیا جاتا ہے اور ان تغیرات کو جو مزاج عالم میں نمودار ہوگئے ہوں دور کیا جاتا ہے اور جو تازہ فساد طبائع میں پیدا ہو جاتا ہے

اس کے اخراج کی توجہ کی جاتی ہے اسی علاج کا نام اصلاح ہے اور اسی مصلح کا نام مجدد۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود تکمیل شریعت تکمیل کتاب۔ تکمیل دین کے اور الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا اور ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبین پر سچا اور کامل ایمان رکھنے کے پھر بھی اس پر حکمت کلام پر یقین کرنا پڑتا ہے اور ضروری طور پر ماننا پڑتا ہے عن ابی ھریرۃ قال فیما اعلم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا رواہ ابو داؤد ادنیٰ غور سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے اور پھر زمانہ کی نیرنگیاں خود اس کو منوائے بغیر نہیں چھوڑتیں اور نہ چھوڑا ہے کہ تکمیل کتاب کے بعد تکمیل انسان کی ضرورت ہے تعلیم بجائے خود کس قدر کامل ہو مگر معلم کامل کے بغیر شاگرد کامل نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید بے شک کامل مکمل ہدایت الی نہایت ہے مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کامل مکمل معلم اور ہادی پیدا ہونے سے ہی شاگرد بھی کامل ہوئے۔ تعلیم کامل اب تک موجود اور ہمیشہ رہے گی مگر معلم کامل کے بغیر ہرگز نہیں ہوسکتا کہ شاگرد کامل پیدا ہو جائیں جب زمانہ کی نیرنگیاں طبائع پر اثر انداز ہوئی ہیں اور اس زمانہ میں مزاجوں میں اختلال آگیا ہے تو صحیح سنن کی رو سے مصلح اور مجدد کا پیدا ہونا بھی ضروری ہوا اور پھر جب جناب سرور کائنات صلعم نے ہی اپنی پر حکمت کلمات یعنی احادیث میں فساد زمانہ کی تصویریں کھینچدی ہیں اور اختلال حالات امت سے آگاہ فرمادیا ہے اور اصلاح کے لئے بھی اسی طرح مجدد کے مبعوث ہونیکو بڑی وضاحت سے بیان کردیا ہے تو پھر معلم کامل کے وجود سے جو آسمانی نشانوں کے ساتھ مدعی اصلاح ہو انکار کرنا تکذیب اقوال

حضرت اقدس کی پاک باتیں

ایک جامع درس

حقیقی نفع رساں خدا کی ذات ہے

دنیا میں لوگ حکام یا دوسرے لوگوں سے کسی قسم کا کوئی نفع اُٹھانے کی ایک خیالی امید پر ان کو خوش کرنے کے واسطے کس کس قسم کی خوشامد کرتے ہیں یہاں تک کہ ادنیٰ ادنیٰ درجہ کے اردلیوں اور خدمتگاروں تک کو خوش کرنا پڑتا ہے حالانکہ اگر وہ حاکم راضی اور خوش بھی ہو جاوے تو اس سے صرف چند روز تک یا کسی موقع مخصوص پر نفع پہونچنے کی امید ہو سکتی ہے اس خیالی امید پر انسان اس کے خدمتگاروں کی ایسی خوشامد کرتا ہے کہ میں تو ایسی خوشامدوں کے تصور سے بھی کانپ اُٹھتا ہوں اور میرا دل ایک رنج سے بھر جاتا ہے کہ نادان انسان اپنے جیسے انسان کی ایک وہمی اور خیالی امید پر اس قدر خوشامد کرتا ہے مگر اس معطیٔ حقیقی کی جس نے بدون کسی معاوضہ کے اور التجا کے اس پر بے انتہا فضل کئے ہیں ذرا بھی پروا نہیں کرتا۔ حالانکہ اگر وہ انسان اسکو نفع پہونچانا بھی چاہے تو کیا؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ کوئی نفع خدا تعالےٰ کے بدون پہونچ ہی نہیں سکتا۔ ممکن ہے اس سے پیشتر کہ وہ نفع اُٹھا دے نفع پہونچانے والا یا خود یہ اس دنیا سے اُٹھ جاوے یا کسی ایسے خطرناک مرض میں مبتلا ہو جاوے کہ کوئی حظ اور فائدہ ذاتی اس سے اُٹھا نہ سکے۔ غرض اصل بات یہی ہے کہ جب تک اللہ تعالےٰ کا فضل و کرم انسان کے شامل حال نہ ہو انسان کسی سے کوئی فائدہ اُٹھا ہی نہیں سکتا۔ پھر جبکہ حقیقی نفع رساں اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے پھر کسقدر بیحیائی ہے کہ انسان غیر اللہ کے دروازہ پر ناک رگڑتا پھرے۔ ایک خدا ترس مومن کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ وہ اپنے جیسے انسان کی ایسی خوشامد کرے جو اس کا حق نہیں ہے۔ متقی کے لئے خود اللہ تعالےٰ ہر ایک قسم کی راہیں نکال دیتا ہے اُسکو ایسی جگہ سے رزق ملتا ہے کہ کسی دوسرے کو علم بھی نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالےٰ خود اُسکا ولی اور مربی ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے بندے جو دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں اُن کے ساتھ وہ راحت و محبت کرتا ہے چنانچہ خود فرماتا ہے

وَاللّٰہُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ۔

خدا تعالیٰ کے بندے کون ہوتے ہیں

یہ وہی لوگ ہیں جو اپنی زندگی کو جو اللہ تعالےٰ نے انکو دی ہے اللہ تعالیٰ کی ہی راہ میں وقف کر دیتے ہیں اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں قربان کرنا اپنے مال کو اُسکی راہ میں صرف کرنا اس کا فضل اور اپنی سعادت سمجھتے ہیں مگر جو لوگ دنیا کی املاک و جائداد کو اپنا مقصود بالذات بنا لیتے ہیں وہ ایک خوابیدہ نظر سے دین کو دیکھتے ہیں مگر حقیقی مومن اور صادق مسلمان کا یہ کام نہیں ہے۔ سچا اسلام یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو مادام الحیات وقف کر دے تاکہ وہ حیات طیبہ کا وارث ہو۔ چنانچہ خود اللہ تعالےٰ اس الٰہی وقف کیطرف ایما کر کے فرماتا ہے مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ اسجگہ اسلم وجھہ للہ کے معنے یہی ہے کہ ایک نیستی اور تذلل کا لباس پہنکر آستانہ الوہیت پر گرے اور اپنی جان، مال، آبرو غرض جو کچھ اس کے پاس ہے خدا ہی کے لئے وقف کرے۔ اور دنیا اور اُسکی ساری

حصول دنیا میں مقصود بالذات دین ہو

چیزیں دین کی خادم بنا دے کوئی یہ نہ سمجھ لیوے کہ انسان دنیا سے کچھ غرض اور واسطہ ہی نہ رکھے میرا یہ مطلب نہیں ہے اور نہ اللہ تعالیٰ دنیا کے حصول سے منع کرتا ہے۔ بلکہ اسلام نے رہبانیت کو منع فرمایا ہے یہ بزدلوں کا کام ہے۔ مومن کے تعلقات دنیا کے ساتھ جسقدر وسیع ہوں وہ اس کے مراتب عالیہ کا موجب ہوتے ہیں کیونکہ اس کے نصب العین دین ہوتا ہے اور دنیا اس کا مال و جاہ دین کا خادم ہوتا ہے۔ پس اصل بات یہ ہے کہ دنیا مقصود بالذات نہ ہو بلکہ حصول دنیا میں اصل غرض دین ہو اور ایسی طور پر دنیا کو حاصل کیا جاوے کہ وہ دین کی خادم ہو۔ جیسے انسان کسی جگہ سے دوسری جگہ جانے کے واسطے سفر کے لئے سواری یا اور زاد راہ کو ساتھ لیتا ہے تو اس کی اصل غرض منزل مقصود پر پہونچنا ہوتا ہے نہ خود سواری اور راستہ کی ضروریات۔ اسی طرح انسان دنیا کو حاصل کرے مگر دین کا خادم سمجھ کر۔

ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاٰخرۃ حسنۃ

اللہ تعالےٰ نے جو یہ دعا تعلیم فرمائی ہے کہ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً اس میں بھی دنیا کو مقدم کیا ہے لیکن کس دنیا کو؟ حسنۃ الدنیا کو جو آخرت میں حسنات کی موجب ہو جاوے

اس دعا کی تعلیم سے صاف سمجھ میں آجاتا ہے کہ مومن کو دنیا کے حصول میں حسنات الآخرۃ کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اور ساتھ ہی حسنۃ الدنیا کے لفظ میں ان تمام بہترین ذرائع حصول دنیا کا ذکر آگیا ہے جو ایک حق مسلمان کو حصول دنیا کے لئے اختیار کرنی چاہیئں دنیا کو ہر ایسے طریق سے حاصل کرو۔ جس کے اختیار کرنے سے بھلائی اور خوبی ہی ہو۔ نہ وہ طریق کسی دوسرے بنی نوع انسان کی تکلیف رسانی کا موجب ہو نہ ہم جنسوں میں کسی عار و شرم کا باعث۔ ایسی دنیا بے شک حسنۃ الآخرۃ کا موجب ہوگی پس یاد رکھو کہ جو شخص خدا کے لئے زندگی وقف کر دیتا ہے یہ نہیں ہوتا کہ وہ بیدست و پا ہو جاتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ دین اور للّٰہی وقف انسان کو ہوشیار اور چابکدست بنا دیتا ہے سستی اور کسل اس کے پاس نہیں آتا

حدیث میں عمار بن خزیمہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے میرے باپ کو فرمایا کہ تجھے کس چیز نے اپنی زمین میں درخت لگانے سے منع کیا تو میرے باپ نے جواب دیا کہ میں بڈھا ہوں کل مرجاؤنگا پس اُسکو حضرت عمرؓ نے فرمایا تجھ پر فرض ہے کہ درخت لگاوے پھر میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ خود میرے باپ کے ساتھ مل کر ہماری زمین میں درخت لگاتے تھے اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عجز اور کسل سے پناہ مانگا کرتے تھے میں پھر کہتا ہوں کہ شست نہ بنو اللہ تعالے نے حصول دنیا سے منع نہیں فرمایا بلکہ حسنۃ الدنیا کی دعا تعلیم فرمائی ہے اللہ تعالے نہیں چاہتا کہ انسان بیدست و پا ہوکر بیٹھ رہے بلکہ اُس نے صاف فرمایا ہے وَلَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی اس لئے مومن کو چاہیئے کہ وہ جد و جہد سے کام کرے لیکن جسقدر مرتبہ مجھ سے ممکن ہے یہی کہوں گا

کہ دنیا کو مقصود بالذات نہ بنالو دین کو مقصود بالذات ٹھیرا ؤ اور دنیا اس کے لئے بطور خادم اور مرکب کے ہو۔ دولتمندوں سے بسا اوقات ایسے کام ہوتے ہیں کہ غریبوں اور مفلسوں کو وہ موقع نہیں ملتا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں خلیفہ اول نے جو بڑے ملک التجار تھے مسلمان ہوکر لانظیر مدد کی اور آپ کو یہ مرتبہ ملا کہ صدیق کہلائے اور پہلے رفیق اور خلیفہ اول ہوئے

حضرت ابو بکر صدیق کا مسلمان ہونا۔

لکھا ہے جب آپ تجارت سے واپس آئے تھے اور ابھی مکہ میں نہ پہونچے تھے۔ کہ راستہ میں ہی ایک شخص ملا۔ اس سے پوچھا کہ کوئی تازہ خبر سناؤ۔ اُس نے کہا کہ اور تو کوئی تازہ خبر نہیں ہاں یہ بات ضرور ہے کہ تمہارے دوست نے پیغمبری کا دعوی کیا ہی ابوبکر نے وہیں کھڑے ہوکر کہا کہ اگر اُس نے یہ دعوی کیا ہے تو سچا ہے چنانچہ جب مکہ میں پہونچے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملے اور آپ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے واقعی پیغمبری کا دعوی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اُسی وقت مشرف باسلام ہوگئے

باقی آئندہ

سیرۃ مسیح موعود علیہ السلام

حضرت اقدس کی پاک حالات زندگی جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ نے تحریر فرمائی ہیں قابل دید کتاب ہے۔

قیمت صرف ۸ر

خطبۃ الجمعۃ

جو حضرت حکیم الامت جناب مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ نے ۲۲ر اپریل سنہ ۱۹۱۰ء کو بروز جمعہ پڑھا۔ (ایڈیٹر)

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ الی الآخر

قرآن کریم سے بڑھکر دنیا کے لئے کوئی نور شفا رحمۃ فضل الدعایات نہیں ہے۔ اور قرآن کریم سے بڑھ کر کوئی مجموعہ سچی باتوں کا نہیں ہے یہ سچ اور بالکل سچ ہے اصدق الحدیث کتاب اللہ۔

اس قرآن کی ایک مختصر سی سورۃ میں اس جمعہ میں سنانے کو کھڑا ہوا ہوں ذرا سی صورت ہے ایک سطر میں تمام ہوگئی ہے لیکن اگر اسی ذرا سی سورۃ کو انسان اپنا دستور العمل بنالے تو کوئی چیز اس سے باہر نہیں رہ جاتی۔

اس سورۃ کو مولی کریم نے عصر کے لفظ سے شروع فرمایا ہے انسان کے واسطے دن معاش کا ذریعہ اور رات آرام کا وقت بنایا ہے اور فرمایا وجعلنا النهار معاشا۔ سرور عالم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی بارک اللہ فی بکورها فرمایا کس قسم کی معاش؟ دنیوی معاش اخروی معاش کے لئے یہ جگہ ہے الدنيا مزرعة الآخرة جیسا بیج بوؤگے انجام کار ویسا پھل پاؤگے کون اسبات کو نہیں جانتا کہ جو کے بونے والے کو آخر جو کاٹنے پڑینگے اس دن میں آخری حصہ کا نام عصر ہوتا ہے۔ عصر کے بعد کوئی وقت فرضی نماز کی ذریعہ رضا الٰہی کے حصول کے لئے باقی نہیں رہتا دن کی نمازوں کی انتہا عصر کی نماز ہے جو عصر کی نماز ترک کرتا ہے

اسے اب دن نہیں ملتا - اسی طرح جسکو عصر کے وقت تک مزدوری نہیں ملی اب اُسکا دن ضائع گیا اور اُسے مزدوری نہیں مل سکتی۔

اسیطرح پیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ عصر کا زمانہ ہے ایک حدیث میں تصریح آئی ہے کہ بعض قومیں صبح سے دوپہر تک مزدور بنائے گئے ہیں اور بعض دوپہر سے عصر تک مزدور بنائے گئے - اور ایک قوم عصر سے غروب آفتاب تک ٹھیکہ دار ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیمات سہانہ کو عصر سے مناسبت رکھتا ہے جیسے قرآن کریم کے بعد اور کوئی کتاب نہیں اور شرائع الٰہیہ کے بعد اور شرع نہیں عصر کے بعد کسی نماز کا وقت نہیں پس اس عصر کی نماز کے لئے بہت تاکیدیں فرمائی ہیں جو عصر کی نماز چھوڑتا ہے اسکا اہل و مال کاٹا گیا اسی نماز کے لئے فرمایا کہ یہ نماز منافق کی تمیز کا نشان ہے جو سورج کے غروب کیوقت چار ایک چونچیں سی لگا دیتا ہے امت محمدیہ میں آنے والے لوگوں کے لئے ہی عصر کا نمونہ ہے ہم کھلے طور پر مدلل برہن دکھا سکتے ہیں حجت ملزمہ کیطرح یقین دلانے کو طیار ہیں اگر فطرت سلیم ہو یہ حقیقی وقت ہے کہ کوئی کاسر صلیب نامور ہونے والا ہو - پس یہ عصر کا وقت ہے اسکو غنیمت جانو جب سایہ زرد ہوتا ہے اور آفتاب غروب ہونے کو ہوتا ہے سفید وقت جاتا رہتا ہے اُسیوقت منافق کی نماز کا وقت ہوتا ہے - ایسا ہی جو قوم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مشرف بہ اسلام نہ ہوئی وہ آخر خلفا کے زمانہ میں مسلمان تو ہوئے مگر وہ عزت اور شوکت اُنکی نہ رہی رعب کے نیچے آکر کثرۃ کو دیکھ کر بہت سے لوگ ایک

جماعت میں شامل ہو سکتی ہیں۔ مگر ابتلا کے وقت مخلص ہی شامل ہوتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کاہن - ساحر مفتری مجنوں کہا جاتا تھا اسوقت جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آکر ملے اور آپ کی دعوت کو قبول کیا ان کے ساتھ پیچھے آنے والے کب مل سکتے ہیں خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر احد پہاڑ کی برابر سونا خرچ کرو تو بھی سابقین کے ایک مٹھی جو کے برابر قدر نہیں ہو سکتی یہی وہ سر عظیم تھا جسکو پہونچکر صحابہ نے ابو بکر صدیق کو حضور علیہ السلام کا جانشین بنایا غار ثور میں جب آپ تشریف رکھتے تھے اُس تیرہ و تار غار میں ساتھ جانے والا جو کچھ لے گیا ہے وہ دوسروں کو نصیب نہیں ہے غرض عصر کے وقت کو غنیمت سمجھو - اس عصر کیوقت میں کیا کر سکتے ہو چار کاموں کے لئے ارشاد فرمایا۔

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ

ساری مخلوق گھاٹے میں ہے انسان گویا برف کا تاجر ہے برف پر ایک وقت آئے گا کہ ساری پگھل جائے گی - اس لئے برف کے تاجر کو لازم ہے کہ بہت ہی احتیاط کرے - انسان بھی اگر غور کرے تو عمر کے لحاظ سے اسکو برف کا کارخانہ ملا ہے - ایک بچہ کی ماں اپنے بیٹے کو جد بڑا دیکھ کر خوش ہو رہی ہے لیکن حقیقت میں اسکی عمر میں سے چار برس کم ہو چکے ہیں پس اس سے

معلوم ہوتا ہے کہ عمر دم بدم گذرتی اور برف کیطرح پگھلتی جاتی ہے اور اُسوقت کا علم نہیں جب یہ تمام ہو اس لئے انسان کو لازم ہے کہ اپنے وقت کی قدر کرے اور عمر کو غنیمت سمجھے اور اس تھوڑے سے دنوں میں جو اسکو مل گئے ہیں مولا کریم سے ایسا معاملہ کرے کہ ان کے گذرنے پر اُسکو عظیم الشان آرامگاہ حاصل ہو - بڑے بدبخت ہیں وہ جو اپنے بیوی بچے کے آرام کے لئے دین برباد کرتے ہیں یاد رکھیں کہ مال - اسباب - عزیزوں رشتہ داروں سے بہرہ ور ہونا اور فائدہ اُٹھانا محض مولی کریم کے فضل پر منحصر ہے -

اس سورہ شریفہ میں فرمایا کہ سب انسان گھاٹے میں پڑ رہے ہیں مگر ایک قوم نہیں وہ کون؟

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

چار باتوں کو دستور العمل بنائے تو اس عصر کے وقت سارے دن کی مزدوری سے زیادہ مزدوری مل جاوے حدیث میں لکھا ہے کہ صبح سے شام تک مزدور رکھے تھے ایک دینار ہے پس صبح والے مزدوروں نے دوپہر تک کام کیا انکو ملے دو دینار مزدوری ملی۔ مگر قرآن شریف سے یہ ملتا ہے کہ جب ایک مومن عمل کرتا ہے تو اسکو دس گنا بڑھ کر اجر ملتا ہے - غرض وہ چار باتیں کیا ہیں - جنکا اس سورہ میں ذکر ہے

اُن میں اوّل اور مقدم **ایمان** ہے یہ عظیم الشان چیز ہے بدون اسکی

کوئی عمل مقبول ہی نہیں ہوتا ہر ایک عمل میں ضروری ہے کہ ایمان اخلاص اور صواب ہو یہ پتہ لگانا کہ کس درجہ کا مومن ہے آسان نہیں ایک دراز تجربہ کے بعد معلوم ہو سکتا ہے شادی غمی کے موقع آتا ہے ایک طرف اللہ تعالے کی حکومت ہے اور دوسری طرف برادری کا قانون اور قومی محرکات اب اگر اللہ تعالے کی حکومت سے نہیں نکلتا اور قومی اور برادری کے اصولوں کی پروا نہیں کرتا تو بیشک مخلص مومن ہے۔ ایک طرف نفس کا فیصلہ ہو دوسری طرف قوم کا فیصلہ اور تیسری طرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ اب اگر اپنے اور قوم کے فیصلہ کی کچھ پروا نہ کرکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے نیچے گردن رکھدیتا ہے تو یقینا مومن ہے۔

میں دیکھتا ہوں شادیاں ہوتی ہیں تو بڑی قوم کی تلاش ہوتی ہے تقوی کی تلاش نہیں کی جاتی !!! بد معاش آوارہ مزاج شریر ہو کچھ پروا نہیں مگر ہڈی پسلی اور خون کسی بڑی قوم کا ہو افسوس! صد افسوس!! پھر شادی کی دعوتوں میں مسکینوں کو دھکے دیکر باہر نکالا جاتا ہے لیکن شریر النفس اور بے حیا لوگوں کو بلا بلا کر بٹھایا جاتا ہے۔ جن لوگوں کے اموال کا تلف کرنا غضب الٰہی کا موجب ہے نہایت بیباکی اور شوخی کے ساتھ اسکو تباہ کیا جاتا ہے۔ دوسروں کا مال ناجائز طور پر کھانے میں بیباک ہیں مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہو کر احکام الٰہی کو سنتے ہیں مگر اپنی جماعت یا سوسائٹی کے کسی معمول بہ عمل کے خلاف دیکھکر اُسکے لینے میں مضائقہ کرتے ہیں

میرا تو یقین ہے کہ یہ لوگ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ہوتے تو آپ کی باتوں کے ماننے میں اسیطرح مضائقہ کرتے جیسا آج امام کی اتباع سے مضائقہ کرتے ہیں۔

غرض

ایمان موقوف ہے خدا کی ذات میں۔ اسماء میں یاد میں عظمت وجبروت میں دوسرے کو شریک نہ کرے خواہ فرشتہ ہو یا رسول ہو نبی ہو یا ولی ہو۔ کیسا افسوس آتا ہے کہ موحد لوگ توحید کا اقرار کرکے پھر مسیح کو خالق مخلوق اسد اور مُحیی کا حیاء اللہ مانتے ہیں !!! کیا یہی توحید ہے۔ اور یہ کہنا کہ خدا کے اذن سے کرتے تھے ایک دھوکا ہے اگر کوئی کام اذن الٰہی سے بھی کیا جاوے تو کیا وہ خدا کی طرح کا کام ہو جاتا اور کرنے والے کو خدا کا شریک بنا دیتا ہے۔ .... خالق کل شئی اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے ایک شخص امام علیہ السلام کے پاس آیا جب اُس سے پوچھا گیا کہ مسیح اور خدا تعالے کی چیگادڑوں میں کچھ فرق بھی ہے تو اُس نے کہا کہ رَل مِل گئے ہیں آہ!

ایمان کی پہلی شرط ہے ایمان باللہ کہ کسی حمد فعل عبادت حسن و احسان الٰہی میں کسی غیر کو شریک نہ کرے مجھے ان لوگوں پر تعجب آیا کرتا ہے جو اپنی محرومیت کے باعث خدا تعالی سے ہم کلام ہونے سے محروم ہیں کہا کرتے ہیں کہ الہام حجت نہیں ہے وہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کے کیا معنے کرتے ہیں قرآن کریم تو ہمیں اپنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعہ پہونچا ہے۔ اطیعوا اللہ کا موقع ہی کب ملتا ہے رسول کے ذریعہ ماننا اسکے بھی بعد ہے

خدا تعالی کی قدر کرو ایسا نہ ہو کہ ما قدروا اللہ کے نیچے آجاؤ۔ پس جب کہ اللہ تعالے کلام کرتا ہے اور ہمیشہ کرتا رہا پھر کیا وجہ ہے کہ وہ آج چپ ہو گیا؟ مجھے اس آیت پر کہ موسی علیہ السلام کے زمانہ میں جب قوم نے بچھڑہ کو خدا بنایا تو اللہ تعالے نے اُنکو یہ دلیل دی ہے کہ لا یرجع الیھم قولا یعنی تم دیکھتے ہو کہ تمہاری بات کا جواب نہیں دیتا یہ تفہیم ہوئی کہ جو خدا جواب نہ دے وہ بچھڑہ کا سا خدا ہوا۔ ہاں یہ بھی سچ ہے کہ سارے جگ سے بات کرنا کبھی نہیں ہوا۔ انسان اپنے اندر وہ خوبیاں اور خواص پیدا کرے جو کلام الٰہی کے لئے ضروری ہیں پھر جواب ملے گا

دوسری شرط ایمان کی اخلاص ہے یعنی خدا ہی کے لئے ہو۔ اور تیسری شرط صواب ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مواتق عمل درآمد ہو کوئی عمل قبولیت کا درجہ حاصل نہیں کرتا جب تک اخلاص اور صواب سے نہ ہو۔

پھر ایمان بالملائکہ ہے ایمان بالملائکہ ایسی چیز ہے جسکی طرف سے تساہل کرکے لوگ نیکی سے محروم رہ جاتے ہیں آج کل کے لوگ سمجھتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ بدون سبب کے فعل سرزد نہیں ہوتا پس بیٹھے بیٹھے جو انسان کو دفعۃً نیکی کا خیال آتا ہے اسکی کیا وجہ ہے؟ ایک لمۃ الملک انسان کے ساتھ ہے اُس کے ذریعہ نیک خیال پیدا ہوتے ہیں اور شیطانی تعلقات سے برے خیالات اُٹھتے ہیں پس انسان کو لازم ہے کہ ہر نیکی کی تحریک پر فی الفور نیکی کرے ایسا نہ ہو یحول بین المرء و قلبہ کا مصداق ہو جاوے۔

ایمان بالملائکہ کا یہی فائدہ ہے کہ نیکی سے تغافل نہ کرے۔

پھر اللہ کی کتابوں اس کے رسولوں پر ایمان لاوے۔

قرآن مجید اللہ تعالےٰ کی کتاب ہے اسکو دستور العمل بناوے افسوس ہے کہ مسلمان اسکو کتاب اللہ جانکر بھی دستور العمل بنانے میں مضائقہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں السنۃ قاضیۃ علی کتاب اللہ کا فتوے دیتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہی قرآن کریم کو کس ادب اور عظمت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ ساری حدیث کی کتابیں دیکھو جن مسائل پر قرآن کریم نے مفصل بحث فرمائی ہے۔ مثلاً ہستی باری تعالےٰ۔ ضرورت نبوت مسئلہ تقدیر وغیرہ ان پر احادیث میں بحث نہیں کی گئی۔ اور نہ ایسے دلایل دئے۔ پھر تقدیر کے مسئلہ پر ایمان لاوے کہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ فاسق کو نیک کا نتیجہ ملے۔

پھر جزاء و سزا پر ایمان لاوے

اس کے بعد دوسری بات عملوا الصالحات ہے اس کا عام اصول ہے کہ ہر سزاوار کا کام کرے اور اس کے معلوم کرنے کے واسطے قرآن کریم۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا عمل درآمد معیار ہے پھر انسان سوچ لے کہ امت محمدیہ کو "کنتم خیر امۃ" قرار دیا ہے لیکن جس کے آدھ پہر میں کوئی بھلائی بھی نہ ہو وہ اپنی حالت پر غور کرے۔ ایسی ہی وصیت الحق ضروری ہے گو تمام شیطان پھنسا اچھا نہیں۔ مقابلہ میں مشکلات پیش آتی ہیں پھر کوشش کرے اور صبر و استقلال سے کام لے یہ ہیں چار دستور العمل جو اس مختصر سی سورۃ میں بیان ہوئے ہیں۔ اللہ ہمیں اور آپکو توفیق دے کہ قرآن ہمارا دستور العمل ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم مطاع ہو اور وہ زمانہ جو امن اور ایمان کیلئے ہے اسکی قدر کریں آمین

واقعات اور رائیں

جنگ چین

۲۹ر جولائی کے پائنیر میں اسحٰق جیکسن کی پادریوں کے جوش و خروش کی نسبت ایک چٹھی شائع ہوئی ہے جسمیں بیان کیا گیا ہے کہ یہ تمام خونریزیاں جو اسوقت چین میں ہو رہی ہیں ان کے بانی مبانی پادری ہی ہیں ان کا مذہبی جنون حد سے تجاوز کر گیا ہے اور وہ اپنے تعصب مذہبی میں ایسے اندھے ہوگئے ہیں کہ لاکھوں بندگان خدا کا خون اُن کے ہاں ہی نہیں ہوتا۔ چنانچہ جیکسن صاحب تحریر کرتے ہیں۔

وو عیسائیت کی ظالمانہ روح میں ہمیشہ سے جنون کی آمیزش رہی ہے اس کی تہ میں خام خیالیاں پوشیدہ ہیں اور خونریزیوں سے دولت پیدا ہوئی ہے وہ مذہبی معاملات کی اشاعت میں مخلوق خدا پر خرابی اور آفتوں کے سامان پیدا کرتی ہے۔ تمام تاریخی دفتر اس کے شاہد ہیں اور یہ جنگ جو چین میں ہو رہی ہے اس کی تہ میں عیسائیوں کی ظالمانہ روح چھپی ہوئی ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ پادری اپنے خداوند مسیح کے قول پر عمل کر رہے ہیں جہاں خداوند فرماتا ہے "یہ مت سمجھو کہ میں دنیا میں صلح کرانے آیا ہوں نہیں صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں" یہ کل آفتیں اسی قول سے اٹھی ہیں ہیں اور یہ خونریزیاں سب اسی وجہ سے ہو رہی ہیں

اخبار ڈیلی کوانکل مطبوعہ ۴ر جون (لندن) میں لارڈ سالسبری کی اسپیچ پر جو اُنھوں نے پادریوں کو مخاطب کرکے دی تھی حسب ذیل رائے چھپی ہے چنانچہ اخبار مذکور لکھتا ہے "کل ہمیں پادریوں کے مسئلہ کی جانب توجہ کرنی پڑی اسلئے کہ چین میں عام طور پر آج کل اسی مسئلہ پر زور شور دکھایا جا رہا ہے۔ ایک وہ وقت تھا کہ پادری صرف اپنے بوتے پر دور دراز کا سفر اشاعت دین مسیحی کے لئے کرتے تھے۔ اور کوئی اُن کا معاون نہ ہوتا تھا لیکن اب یہ بات نہیں ہے بلکہ ایک غیر سلطنت میں جا کر پادری اپنی گورنمنٹ کی طرف امداد کے لئے نظر کرتے ہیں کہ کوئی اگن بوٹ روانہ کی جاوے جہاں جنگی جہازوں کی امداد پہونچے دیکھنے والوں کو پورا یقین ہوگیا کہ اس ظالمانہ کارروائی کے بانی پادری ہیں۔

لارڈ سالسبری کا نے اسلام پر بحث کرتے ہوئے فرمایا "اے پادریو تم ایسے مذہب سے سابقہ ڈالتے ہو جو نہایت خاص ہے اگرچہ اُس میں اغلاط موجود ہیں اور جو ایک وسیع مخلوق کا مذہب ہے تم انہیں کبھی عیسائی نہ بنا سکوگے اور اگر تم کہیں کچھ کامیاب بھی ہوگئے ہو تو تمہاری کامیابی اس خطرہ عظیمہ کے مقابلہ میں ہیچ ہے جو اس سے بعد ازاں پیدا ہوا ہے اور جس سے خطرناک مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور پھر اُس سے خونریزی ہوتی ہے اور اس خونریزی کی وجہ سے عیسائیت کی ترقی مسدود ہو جاتی ہے اور وہ خیال کہ اس کی عام طور پر منادی کی جاوے مایوسی سے بدل جاتا ہے" انگلستان کے اتنے جلیل القدر مدبر کے یہ الفاظ بہت ہی اہم ہیں ایسا مدبر جو پکا عیسائی ہے جس نے اپنی رائے صاف طور پر بیان کردی کہ مشرقی ممالک میں عیسائیت کی کامیابی

عظیم خونریزی کے آگے جو اس کی وجہ سے ہوتی ہے کوئی حقیقت نہیں رکھتی - یہ دراصل ایک تجویز ہے جو پادریوں کو بہت ہی توجہ کرنی چاہیئے -

ڈاکٹر آر - این - کسٹ ایل - ایل ڈی نے برٹش انجمن میں بمقام ایپسوچ پادریوں کو مخاطب بناکے یہ بیان کیا تھا - " اگر غیر ممالک کے لوگ انگلستان میں چلے آئیں اور عرب مسلمان ویسٹ منسٹر کے پاس ایک حصہ زمین پر قبضہ کرکے ایک مسجد بنالیں اور بڑی بڑے منارے بنا کے " اللہ اکبر " کی صدائیں بلند کریں تو میں تم سے دریافت کرتا ہوں آیا اہل لنڈن کی کیا کیفیت ہوگی اور وہ انہیں کس نظر سے دیکھیں گے - لوگ دوڑ پڑیں گے پولس دست اندازی کرے گی کہ مہذب سرزمین میں یہ کیا غل مچایا ہے اور ان بیچاروں کا دم بھر میں تیا پانچا کر دینگے - پھر اس انگریز کا کیا علاج ہے جو چین میں جاتا ہے - عیسائیت کے پھیلانے کی تدبیریں کرتا ہے فوچو میں ایک بلند مقام پر ایک بناتا ہے اور اس مقدس زمین کو جسکو چینی پرستش کرتے ہیں ہر طرح ناپاک کرتا ہے - اگر چینی وقتاً فوقتاً فساد کے لیے اُٹھ کھڑے ہوں اور غیر ملکی شیطانوں سے سخت خطرناک طریقہ سے انتقام لیں تو کیونکر نازیبا ہوسکتا ہے وہ دول خارجیہ کے لوگوں کی موجودگی نہیں چاہتے اور غیر ہمدرد غیر ملکیوں کو اپنے درمیان رہنے دینے کی انہیں مطلق ضرورت نہیں ہے

مسٹر ڈی - جے اسکاٹ نے ۲۵ جولائی کے پائنیر میں ان لوگوں کا جواب دیا تھا جو عیسائیت پر مذکورہ بالا اعتراضات کرتے ہیں اور لکھا تھا کہ عیسائیت کے ساتھ ساتھ تمدن اور تہذیب نے ترقی کی ہے - انجیل مقدس ہی نے رومۃ الکبریٰ کو بچادیا ہے اور یورپ میں اسی سے زندگی پیدا ہوئی ہے " اسحٰق جیکسن صاحب تحریر فرماتے ہیں جس شخص نے فاضل منصف گبن کی " تاریخ " تاریخ ڈی کلائن اینڈ فال " اور موشیم صاحب کی تاریخ عیسائیت کو دیکھا ہے وہ اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ جو کچھ پادری صاحب مذکور فرماتے ہیں غلط ہے - اب دیکھنا یہ ہے کہ جب رومۃ الکبریٰ میں عیسائیت قائم ہوکے یورپ میں آئی ہے اسوقت اس کی کیا کیفیت تھی - زاہدوں اور راہبوں نے تمام جنگلوں کو اپنی غلیظ صومعوں سے بھر دیا - یہ لوگ وحشی جانوروں کی طرح رہتے تھے اور ان کے بدن پر چیتھڑے لگے ہوئے تھے - ہزاروں بلکہ لاکھوں راہب کتوں کی طرح بھونکتے پھرتے تھے اور غریب رعایا کو آسمان کی بادشاہت کی بشارتیں دیتے تھے اور ان کو برباد کر رکھا تھا - اس زمانہ میں جب کہ خداوند مسیح کے سچے پیرو موجود تھے اور ان کے پاس انجیل مقدس تھی انہوں نے تمام دنیا کو خون سے لت پت کر دیا - تثلیث کے بچانے کے لئے لاکھوں آدمیوں کا صفایا ہوگیا - وہ لاکھوں آدمی شہید ہوئے جو بیچارے یہی نہیں جانتے تھے کہ خداوند مسیح کون ہے اور آسمانی بادشاہت کہتے کسے ہیں - اسی کم بخت عیسائیت نے پوری چار لاکھ عورتوں اور بچوں کو زندہ جلادیا اور انپر جادوگرنیوں کا الزام لگایا کیونکہ بائبل میں لکھا ہے " جادوگرنیوں کو زندہ نہ چھوڑ "

اب ہمیں اپنے زمانہ کی کیفیت دیکھنی چاہیئے کہ موجودہ مسیحی مورخ عیسائیت کی نسبت کیا رائے دیتے ہیں اور کفر یعنی اسلام کی نسبت کیا خیال ظاہر کرتے ہیں کینن ٹیلر اسلام کی نسبت جیسے لارڈ سالسبری ایک خالص مگر الوہیت میں تعلق رکھنے والا مذہب ہیں یہ رائے دیتا ہے - جب کہ اسکو ایک حبشی قوم نے قبول کیا ہے - بت پرستی - جنات پرستی - مخلوق پرستی یعنی جاندار اور غیر جاندار چیزوں کی پرستش - مردم خواری - انسانی قربانی - اطفاکشی - جادوگری - فوراً دور ہو جاتی ہیں - باشندے کپڑے پہننے لگتے ہیں - نجاست کی جگہ صفائی ہو جاتی ہے - اور وہ ذاتی شرف اور سیلف ریسپکٹ حاصل کر لیتے ہیں - مہمان نوازی ایک مذہبی فرض ہو جاتا ہے - اور شراب خواری بہت کم رہ جاتی ہے اور جوا متروک ہو جاتا ہے - بیحیائی کے ناچ اور عورت مرد کے ناجائز میل جول بند ہو جاتے ہیں - عورتوں کی پاک دامنی - نیک خصلت خیال کی جاتی ہے - محنت کاہلی کی جگہ حاصل کرلیتی ہے - ذاتی اختیار کی جگہ قانون دخل کرلیتا ہے - انتظام اور پرہیز گاری پھیل جاتی ہے خاندانی خصومتیں اور جانوروں اور غلاموں پر بے رحمی کا امتناع ہوتا ہے - انسانیت اور مہربانی اور یگانگی کا خیال سکھلایا جاتا ہے کثرت ازدواج اور زندہ گری ٹھیک طور سے ترتیب دیجاتی ہے اور ان کی برائیاں کم کیجاتی ہیں - کل دنیا میں اسلام سب سے زیادہ قوی گروہ شراب نہ پینے والوں کا ہے - اور بمقابلہ اس کے یورپ کی ترقی سے گویا شراب خواری اور

گنہگاری کا پھیلاؤ اور اُس جگہ کی قوم کا تنزل مراد ہے حالانکہ اسلام کسی کم درجہ کی تہذیب نہیں پھیلاتا جسمیں پڑھنے اور لکھنے کا علم۔ عمدہ لباس پہنا - ذاتی صفائی - راست گوئی - اور سلف ریسکٹ (شرف ذاتی) شامل ہیں اُس کی برائی روکنی اور تہذیب پھیلانے کے اثر بے حد عجیب ہیں ۔

——— پیرسہ ہنری نے بارڈ مقام شوسنر کی بابت یہ لکھتے ہیں - یہ شہر ایران کا ہے اور اس میں تیرہ ہزار کی آبادی ہے کل باشندے نہایت خوش و خورم اور صاف رہتے ہیں اس لکھنے کے بعد فاضل مذکور ایک خطرناک جملہ لکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ " چونکہ یہاں عیسائیت نہیں ہے اس لئے یہ ساری سرسبزی اور صفائی دکھائی دیتی ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ یہاں شراب کی دُکانیں نہیں اگر عیسائیت ہوتی تو ضرور مے فروشی ہوتی جب مے فروشی ہوتی تو اس خوشنما شہر کے باشندوں کی سرسبزی مٹ جاتی - افسوس ہم انگریز نہ صرف اپنے ملک اور آبادیکو برباد کرتے ہیں بلکہ جہاں جاتے ہیں بربادی بخش عرق لعنتی کو اپنے ساتھ لے جاتے ہیں - یارک کا متوفی آرک بشپ لکھتا ہے ہم نے تمام دنیا کو شراب خانہ خراب سے ناپاک کر دیا ہے اور ہم نے دنیا کے بے یار و مددگار بچوں کے آگے بربادی کا ایک پہاڑ بنا کے کھڑا کر دیا ہے - انگلستان کا جن اقوام سے سابقہ پڑا ہے انہیں اس نے قعر مذلت میں پہنچا دیا ہے اور سب کو شراب کا عادی بنا دیا ہے ہم اس قومی بربادی کے الزام سے اپنے کو کبھی نہیں بچا سکتے ۔

——— مسٹر چارلس دامٹس کہتے ہیں کہ اس سے ہم نہیں انکار کر سکتے کہ پادریوں کی کوشش کے پیچھے پیچھے ضرور کچھ نہ کچھ نیکی بھی ہے اصل میں ان کا منشا زیادہ تر عیسائی بنانے کا نہیں ہوتا بلکہ یہ لوگ خاص انجمنوں سے تعلق رکھتے ہیں جن کا منشا کچھ اور ہے - اور وہ صرف جہانداری کا سلسلہ ہے جو پادریوں کے ذریعہ سے قائم ہوتا ہے ۔ کلبفورنیا ایک عمدہ یادگار پادریوں کی فتوحات کی موجود ہے - تمام یورپ کی پادریوں کی مشنوں کو میں تعصب - سراسر دھوکا اور جہل مرکب سے بھرا ہوا سمجھتا ہوں اُن کی تاریخ انسانی خونریزیوں سے بھری ہوئی ہے اور ساتھ ہی سراسر بدمعاشیوں سے پُر ہے - انہوں نے ہمیشہ قوموں کی ترقی کے اقدام میں رخنہ پیدا کر دیا ہے - اور خدا کی مخلوق کے لئے ان پادریوں کی مشین زہر ہلاہل کا حکم رکھتی ہیں ۔

ایڈیٹوریل جملے

بضیب اعدا حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ کی پچھلی چند روز کی علالت مزاج کے متعلق مختلف مقامات سے خطوط موصول ہوئے ہیں - جو سچی محبت اور ارادت سے لبریز تھے - ہم ان تمام دوستوں کی اطلاع کی خاطر ظاہر کرتے ہیں کہ مولانا موصوف درد گوش اور بخار سے علیل تھے اس بیماری میں بھی آپکو افاقہ ہوتا تھا تو حسب معمول دوستوں کے خطوط کے جواب لکھتے رہے اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپکو کوئی شکایت بجز ضعف کے نہیں اور آپ اس پاک سلسلہ کی قلمی خدمت میں ہمہ تن مصروف ہیں عنقریب آپ کی چٹھی بھی شائع ہوگی - جن دوستوں نے ہمارے ذریعہ یا براہ راست حضرت مولانا موصوف کی بیمار پرسی کی ہے اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے اور حضرت مولوی صاحب کو جو اپنے احباب کی اُمید گاہ ہیں ہر قسم کی روحانی جسمانی امراض سے محفوظ رکھے آمین ۔

امتحان مرگ ایک بزرگ کہتا ہے کہ دنیا کے تمام امتحانوں میں ہم پاس ہو سکتے ہیں مگر موت کا امتحان کسی سے پاس نہ ہوا - یہ بظر ظاہر یہ قول بے شک دلچسپ ہے لیکن پاک اسلام نے ایک ایسا گُر بتلایا ہے کہ انسان موت پر فتح پا سکتا ہے - عیسائیوں کا یہ کہنا کہ مسیح نے موت پر فتح پائی یا کفارہ پر ایمان لا کر انسان موت کو جیت سکتا ہے ایک خیالی اور وہمی بات ہے کفارہ پر ایمان لا کر انسان امتحان مرگ میں ناکام ہوتا ہے - فتح موت کا گُر وہی ہے جو اسلام نے بتلایا ہے وہ کیا؟ انسان اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی تمام قوتوں کو وقف کر دے تب اُسکو ایسی شجاعت دی جاوے گی کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان و مال دینے کے واسطے اس کو کوئی اُمید اور ڈر روک نہ سکے گا اور وہ اس درجہ پر پہونچ جاوے گا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے دیکھے گا یا کم از کم اپنے آپ کو اسکی نگرانی میں سمجھے گا اور اس طرح پر وہ شہید کا مرتبہ حاصل کرے گا اسجگہ پہونچکر وہ خدا تعالیٰ کے ارشاد کے موافق زندہ کہلائے گا اور موت پر فتح پائے گا - پس ہر ایک جو اس مقام کو حاصل کرے امتحان مرگ میں پاس ہو سکتا ہے ۔

قدر نعمت بعد از زوال ایک فلاسفر کہتا ہے کہ اگر نظام قدرت میں انسان کے واسطے عمر کا آغاز پیرانہ سالی سے شروع ہو کر خاتمہ جوانی پر ہوتا تو بڑھاپے کی تکلیف جوانی کی پوری قدر و قیمت بتلاتیں اور انسان جوانی کی نعمت غیر مترقبہ کو بالکل ملعون و مطعون پاتا ۔

حقیقت میں جوانی کی بے اعتدالیاں نہ صرف جسم ہی کو کمزور کرتی ہیں بلکہ روح پر بھی سخت صدمہ پہونچاتی ہیں جوانی کی عبادت اللہ تعالےٰ کے نزدیک محبوب ہے حضرت داؤد فرماتے ہیں جوانی میں نیکی کر کہ تیری بڑھاپے کے دن آرام سے گذریں جوانی کی قدر و عافیت کے معلوم کرنے کے واسطے پیری سے سلسلہ زندگی شروع ہونے کی کوئی ضرورت نہیں کیا ہمارے گرد و پیش جوانی کے دن پورے کر کے پیرانہ سالی کی مصیبتوں کے ہزارہا شکار پکار پکار نہیں کہتے کہ من نہ کردم شما حذر بکنید۔ پس اے نوجوانو! جوانی کے دنوں کو غنیمت سمجھو اور خدا تعالیٰ کی عطا کردہ قوتوں کی قدر کرو۔ آج وہ کام کرو کہ کل تمہارے کام آوے۔

اخبارست درہم

حلیم دل پادریوں کا تعصب | ہم حارک میں یہ خبر پڑھ کر ہمیں ازحد افسوس ہوا کہ مسیح کے پہاڑی وعظ کے عملی نمونہ کے مدعی پادری صاحبان اپنے تعصب مذہبی میں حد سے بڑھ کر نکلے ملک روس کے ایک شریف کونٹ ٹالسٹائے نامی نے حال میں ایک کتاب لکھی ہے جس میں انہوں نے تثلیث کی تردید کی ہے اور ایک خدا کی پرستش لازمی قرار دی ہے اسپر عیسائی دنیا از خود رفتہ ہوگئی اُس کے پادریوں نے ایک کمیٹی کر کے یہ پاک فتوی جاری کیا ہے۔ کہ کونٹ مذکور کے مرنے پر مذہبی رسوم کا ادا کرنا گناہ ہے! کیا خوب! یہ ہے ہمارے حلیم دل پادریوں کی محبت کا اظہار کہ ایک شخص کی لاش کے ساتھ بھی دشمنی کرنے کو طیار ہیں صرف اس لئے کہ وہ ایک خدا کا پرستار ہے اللہ تعالےٰ رحم کرے

انا للہ و انا الیہ راجعون | چند ماہ کا عرصہ گذرتا ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کو الہام ہوا تھا

الامراض تشاع والنفوس تضاع

یعنی بیماریاں پھیلیں گی اور جانیں ضائع ہونگی اس الہامی پیشگوئی کے مطابق ملک میں وبا ہیضہ وغیرہ جس شدت کے ساتھ پھیلے ہیں اور جسقدر جانیں انکی نذر ہوئی ہیں وہ کوئی مخفی امر نہیں۔ حضرت اقدس کا یہ الہام غالباً انہیں دنوں حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے کسی خطبہ میں شائع کر دیا گیا تھا اور حسب معمول مولانا ممدوح نے صدہا خطوط کے ذریعہ ہزارہا لوگوں کو خبر پہونچادی تھی۔ یہ الہام ایسے وقت میں ہوا تھا جبکہ ابھی ہیضہ وغیرہ امراض کا پنجاب میں نام و نشان نہ تھا۔ اسلئے یہ پیشگوئی سلیم الفطرۃ انسانوں کے لئے بصیرت اور معرفت کی زیادتی کا موجب ہے۔ ایسا ہی انا للہ و انا الیہ راجعون کا بھی الہام ہوا تھا جس سے حضرت اقدس کے کسی مخلص دوست کی موت کا پتہ ملتا تھا۔ آخر یہ ساری باتیں (جو خدائے علیم کا کلام تھا) اپنے وقت پر پوری ہوئیں اور ان الہامات کے موافق ہماری جماعت کے بعض نہایت مخلص اور پر جوش دوست ہم سے علحدہ ہوے ان الجملہ میاں **محمد اکبر** صاحب ٹھیکیدار ساکن بٹالہ ہیں جو اس الہام کے موافق فوت ہوئے مرحوم حضرت کا سچا عاشق اور مخلص خادم تھا اور ہمیشہ اس سلسلہ کی خدمت کے لئے کمربستہ رہتا تھا۔ حضرت اقدس بعض اوقات فرمایا کرتے تھے کہ بٹالہ سے تو ہمارے حصہ میں میاں محمد اکبر ہی آئے ہیں۔

دار الامان قادیان سے آنے کے واسطے بٹالہ گویا دروازہ تھا اس لئے اکثر دوست آکر بٹالہ میں انکے ہی مکان پر ٹھہرا کرتے تھے۔ اور اپنے بھائیوں کی خدمت نہایت اخلاص سے کیا کرتے تھے۔ پھر حضرت اقدس اور دوسرے احباب متعینہ قادیان کی جو چٹھیاں وغیرہ باہر سے آیا کرتی تھیں وہ سب میاں محمد اکبر ہی ریلوے سٹیشن سے چھڑوا کر روانہ کیا کرتے تھے۔ حضرت اقدس علیہ السلام کے ہاں مہمانوں کی آمد و رفت کے بکثرت ہونیکی وجہ سے اور الہام وسع مکانک کے موافق سلسلہ تعمیرات شروع رہتا ہے اس کے مصالحہ وغیرہ کے بہم پہونچانے اور بھیجنے میں بڑی محنت سے کام لیتے تھے اور یہ انکا معمول تھا کہ جمعہ علی الخصوص حضرت کی ہمراہ پڑھا کرتے تھے۔ کوئی بڑی سے بڑی ضرورت بھی اُن کو روک نہ سکتی تھی۔ مرحوم کو درد گردہ کی شکایت تھی جس سے گردہ کے عمل میں خلل واقع ہوا اور پیشاب بند ہوگیا۔ پہلی مرتبہ جب اسکو یہ شکایت ہوئی تو وہ حضرت اقدس ہی کے قدموں میں آرہا۔ حضرت اقدس نے جس دلسوزی اور ہمدردی اور غمخواری کے ساتھ اُن کے علاج میں سعی کی ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اسقدر جوش اور غم ہم نے حقیقی والدین میں بھی محسوس نہیں کیا۔ ہر سہ پہر کے بعد خبر منگواتے، اور خود بار بار اُن کے مکان پر تشریف لے جاتے۔ آپ کی اسقدر ہمدردی اور غمخواری ہی ایک سلیم الفطرۃ انسان کے لئے آپ کی صداقت کی دلیل ہے افسوس ہے ہم اُس جوش کو جو حضرت اقدس کو میاں محمد اکبر صاحب کی بیماری کے علاج میں تھا الفاظ میں بیان نہیں کر سکتے۔ آخر آپکی پر سوز نیم شبی دعاؤں نے مسیحائی اثر دکھایا اور ایک مردہ کو زندہ کر دیا۔ کوئی دو مہینے کے بعد پھر یہ دورہ ہوا۔ مرحوم کی دلی آرزو تھی کہ میری موت حضرت اقدس کے قدموں پر ہو۔ اس مرتبہ حضرت اقدس ہی کے مکان میں ٹھہرا۔ بہت علاج کیا لیکن موت کا کیا علاج آخر ۲۳ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء بروز جمعرات نماز مغرب کے بعد مرحوم نے جان دی انا للہ الخ جمعہ کی صبح کو حضرت نے جنازہ پڑھا اور دارالامان ہی میں دفن ہوا۔ مرحوم کی موت ہم سب کے لئے ایک رشک دلانے والی موت ہے اس سے بڑھ کر کون خوش قسمت ہوسکتا ہے کہ حضرت اقدس کے قدموں میں اس جہان کو رخصت ہو اور وہ امام زمان جسکی لئے خدا نے کل دعاؤں کے قبول کرنیکا وعدہ فرمایا ہوا ہے

افسوس

سخت افسوس کی بات ہے کہ ہندوستان میں آریوں اور عیسائیوں کی طرف سے کئی رسالے اور اخبار ہفتہ وار اور ماہوار چھپتے ہیں جنمیں دین و دنیا کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اسقدر بدزبانیاں اور گالیاں دیجاتی ہیں کہ ایک غیرتمند مسلمان کا بدن تھرا اٹھتا ہے اور آنکھوں میں خون اتر آتا ہے ان رسالوں میں کچھ ایسا زہر بھرا ہوا ہے کہ کئی مسلمان ان کو پڑھکر متشکک اور مرتد ہوگئے ہیں ہندوستان میں چھ کروڑ مسلمان موجود ہیں لیکن افسوس کہ ایک اخبار یا رسالہ بھی انکی طرف سے باقاعدہ نہیں چھپتا جو ان مخالفوں کے دندان شکن جواب دیکر اہل اسلام کو دوزخ کے گڑھے سے بچاوے اور انکا حوصلہ بڑھاوے کہتے ہیں کہ عیسائیوں کے مشن کا بجٹ سالانہ روپیہ اسی ایکبات سے وصول ہوجاتا ہے کہ ولایت کے عیسائیوں نے ایکوقت کی چار میٹھائی ان چھوڑ دیا ہے اور اسی ایکدفعہ کے چھوڑ دینے سے ہزاروں روپیہ جمع ہو جاتا ہے جو وہ عیسائی مشن کے اور عیسائی رسالوں کے شائع کرنے میں صرف کرتے ہیں اسلام جو خدائی اور سچا مذہب ہے اس کے لئے مسلمانوں کو اتنی بھی غیرت نہیں ہوتی چاہئے ضرور ہونی چاہئے اور اسی غیرت نے ہمارا دامن پکڑا ہے کہ ہم رسالہ انوار الاسلام ماہوار نکالنے پر مجبور ہوئے جسمیں نورافشاں وغیرہ عیسائی اخبار آریہ گزٹ وغیرہ آریہ کے اخباروں اور مخالفین کے تمام اعتراضات کے مفصل جوابات لکھا کرتے ہیں ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس رسالہ کو منگاوے اور مطالعہ کرے ۲۸ صفحہ ماہوار قیمت نہایت کم معہ محصولڈاک صرف ۲ سالانہ قیمت ہر حالت میں پیشگی آنی چاہئے نمونہ کے لئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہئے واعظین اسلام سے رسالہ کی قیمت سالانہ ۱۲ اور غیر مذاہب سے ۸ر اس غرض سے کہ غیر مذاہب کو روبرو خدا کے یہ موقع کہنے کا نہ ملے کہ ہم نے دنیا میں رسالہ انوار الاسلام ...

المشتہر منشی کریم بخش مالک و مہتمم رسالہ انوار الاسلام

براہین احمدیہ چار جلد کامل

یہ وہ نادر اور بے نظیر کتاب ہے جس میں قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کے ثبوت میں ۳۰۰ زبردست دلائل قاطع دے گئے ہیں اور اسلام کو بمقابلہ جمیع مذاہب کے اعلیٰ وافضل ثابت کیا گیا ہے اور اثبات رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں آجتک کوئی ایسی کتاب تصنیف نہیں ہوئی موافق اور مخالف اسکی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ اس کی پہلے قیمت ... تھی اور بوجہ نایابی کے دنیا اس کی زیارت کو ترس رہی تھی ہم نے بڑی کوشش اور جانفشانی سے اس کتاب کو زیور انطباع بار ثانی پہنایا ہے ناظرین یہ موقع ہاتھ سے نہ کھوئیں نہایت جلد خرید فرمادیں کاغذ موٹا چھاپہ نفیس خوشخط اور خوشنما قیمت نہایت ہی کم صرف (...)

المشتہر منشی کریم بخش مالک مطبع مفید عام سیالکوٹ

عجیب وغریب مرہم

المعروف

مرہم عیسیٰ و مرہم رسل و مرہم شلیخہ

خوب یاد رکھو کہ اگر مفصلہ ذیل بیماریوں میں سے کسی کے علاج کی ضرورت پڑے تو اس مرہم کے سوا اور مت خریدو۔ تمام نامی ڈاکٹر اور حکیم اس کی عمدگی اور فائدہ کو تسلیم کرتے ہیں ضرور آزماؤ۔ ضرور آزماؤ۔

معزز بھائیو! یہ ایک نہایت ہی پرتاثیر اور نادر مرہم ہے اور اس مرہم کے طیار کرنے میں سب سے بڑی مشکل تو اس کے اجزا بہم پہونچانے میں ہے کیونکہ اجزا نادرالحصول ہیں اور اس ملک میں انکا دستیاب ہونا مشکل ہے ہم بڑے خرچ کے ساتھ اصلی اور خالص اجزا ملک شام و انگلینڈ و مصر وغیرہ سے منگاتے اور اس مرہم کو طیار کرتے ہیں اسکو ہر ایک زمانہ کے فاضل طبیبوں نے آزمایا اور اسکی اعجازی تاثیرات کو بلااختلاف سب نے تسلیم کیا۔ حکماء یورپ بھی اس کے عجیبہ خواص کے قائل ہیں خالص یقینی صحیح اور آلائش سے پاک خاص ترکیب کے ساتھ ہم ہی یہ مرہم طیار کرتے ہیں ایک دفعہ ضرور آزمائش کیجئے۔

فوراً جائے درد پر اثر کرتا ہے

ہر قسم طاعون۔ سرطان کے زخم۔ خنازیر کنٹھ مالا گلٹیاں۔ بدھ۔ ہر طرح کے ناسور زخموں کے کیڑے۔ پرانے گندے زخم پھنسی۔ پھوڑے گھاؤ۔ گنج خارش۔ طرح طرح کی جلد کی بیماریاں۔ چوٹوں کے زخم۔ موچ تلی کے ورم۔ بواسیر کے درد۔ ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا۔ کانوں سے ریم کا بہنا جانوروں کا کاٹ لینا۔ جل جانا۔ عورات کی خطرناک بیماریاں سرطان رحم وغیرہ کا دنیا بھر میں لاثانی علاج ہے قیمت فی ڈبیہ ۱۲ر۔

کارخانہ مرہم المعروف

مرہم عیسیٰ حکیم محمد حسین بھاٹی دروازہ لاہور سے طلب کرو

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض کے ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۸/ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ہے خالص ممیرا فی ماشہ عسہ مصری سرمہ فی تولہ ۴/ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے۔ المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کیلئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر۔ ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم سانگلی صاحب بہادر۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑبال پڑتے تھے اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پر وسکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر محمد حسین خان ایل ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جن کی آنکھیں کمزور بہت اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر۔ ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری جنرل ہند

۴۔ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۹۸ء میں جمع کیا گیا ہے۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب کے اہتمام سے چھپا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ

الحکم

سنہ ۱۳۱۸

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۳۰ دار الامان قادیان ۲۴ اگست سنہ ۱۹۰۱ء جلد [illegible]

بقیہ مضمون سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی

زمانہ موجودہ میں فساد اور اسکا مرکز اعتدال پر قائم نہ رہنا

(3)

اس زمانہ کا فتنہ و فساد میں مبتلا ہونا کچھہ انوکھی بات نہیں۔ کیا تغیرات عالم کا اصول اس پر عائد نہیں ہوتا۔ کیا اس زمانہ کے انسانوں کا اسی میزان عدل پر قیام ہے جو ان کی فلاح اور بہبودی کی اصل اور بنیاد ہے۔ کیا اُن نیرنگیوں نے طبائع پر اثر نہیں کیا۔ اور کیا یہاں ابھی تک وہ مواد جمع نہیں ہوئے کہ جنہوں نے مزاجوں میں اختلال پیدا کرکے ان کو اصلاح کا محتاج نہ کر دیا ہو۔ اسد اللہ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ دیکھتے سنتے اور سمجھتے ہوئے پھر مجدد کی ضرورت کو محسوس نہ کیا جاوے۔ وہ پاک مقصد جس کے لئے **ایک لاکھہ چوبیس ہزار** پیغمبر مبعوث ہوئے اور جنہوں نے خدا تعالیٰ کی پاک مرضی بجا لانے کی خاطر کیا کیا محنتیں گوارا کیں اور کیسی جانفشانی سے وہ اُس مالک حقیقی کے نام کی منادی کرنے کرانے میں مصروف رہے کیا اس مقصد پاک کی اس زمانہ میں وہی قدر اور عزت طبائع میں جاگزیں ہے جو ان ابنیاء سابقین کا منشا تھا اگر طبیعتوں میں فساد نہیں ہے تو کیا قرآنی سطوت اور آسمانی بادشاہت کا دلوں پر رعب نہیں ہے اعمال و کردار کیا نمونہ دکھلاتے ہیں جس کی نگاہیں اس زمانہ کے تغیرات پر پڑی ہیں اس نے اسی الٰہی قانون کی پابندی سے زمانہ موجودہ کے مفاسد کو جانچا ہے اور ہر ایک پہلو سے اندرونی اور بیرونی فسادوں کا مشاہدہ کیا ہے اور وہی ہے جو اس وقت زمانہ کی محتاجی کو قابل اصلاح سمجھتا ہے۔ انبیا کا وہ پاک مقصد جس کے واسطے اس پاک جماعت کو خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا انسان کو اس مرکز اعتدال پر قائم رکھنا تھا

جب سے اس خاکی نژاد کا اس چند روزہ دائرہ عالم میں مسافرانہ زندگی بسر کرنا موجب برکات اور منتج حسنات ہو۔ اس مجموعۃ القویٰ ہستی کی ساری قوتیں اسی مرکز اعتدال پر اپنا کام کریں کہ جس سے انسانی شجرہ کی ساری شاخیں لہلہائیں اور بارآور ہوں۔ یہ ہے وہ مسلک مستقیم اور وہ صراط مستقیم ہے جس پر سب پاک تعلیموں کی جامع کتاب قرآن کریم نے۔ جناب ہادی پاک محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے کافۃ الناس کو ہدایت کرنے کا ارادہ فرمایا اور اسی پاک کتاب نے انسانی جماعتوں کو **حقوق اللہ** اور **حقوق العباد** سے پورا پورا واقف کیا اور صفات انسانی کی اصلاح و تہذیب کا مدار وہی قرار پائی سب مرسلان الٰہی کے منشا کو اسی کامل کتاب مبین نے ہمیشہ تک پورا کرتے رہنے کا بار اٹھا لیا اور انبیاء گذشتہ کے جمیع کتب اور صحف کی سچائی کا معیار بھی یہی پاک اور روشن کتاب ٹھیرائی گئی۔ انسانی شجرہ کی ہر ایک شاخ کی پرورش کے قواعد مرتب کئے گئے اور اللہ تعالےٰ کی ذات اور اسکی صفات کا آسمانی پانی اس کی سیراب کرنے کے لئے اس میں جمع کیا گیا۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد احسن طریق سے قائم کر دئے گئے اور میزان عدل پر رکھکر ان کو وزن کیا گیا اور خدا کے پاک منشا کی زمین پر اشاعت کی گئی۔ اور جب ہی کہ ان قواعد کے خلاف ورزی زمین پر پھیلی تب ہی آسمان و زمین کے مالک نے اپنی مرضی کے قیام کی طرف توجہ کی۔ پس جب کہ اب اس زمانہ میں بھی ان قواعد پاک کے خلاف ورزی شروع ہو گئی ہے اور طرح طرح کے مفاسد وقتاً انسانی جماعتوں میں مختلف رنگوں میں راہ پا گئے ہیں یہ زمانہ جادۂ سلامتی سے اسی قدر پیچھے ہٹ گیا ہے جسقدر کہ وہ زمینی ترقیات کے اسباب میں بڑھ گیا ہے۔ اس زمانہ کی نیرنگیوں نے انسانی طبائع پر ایسا غالبانہ اثر کیا ہے کہ خدا کی مرضی اور اُس کے پاک مقصد کا اول تو احساس نہیں اور اگر کم و بیش ہے تو بیرونی ہوا ر خشک سے ایسا متاثر ہے کہ اُس میں روحانیت اور سچی پاکیزگی کی تراوت نہیں۔

خدا کی پاک ذات

کفارہ و تثلیث اور مسیح کی خدائی۔

میں جس فساد عظیم نے دخل پایا ہے وہ ایسا ظلم صریح ہے کہ جس کی اشاعت نے انسانی جماعت کو اللہ کی شان عظیم کی وہ قدر کرنے سے جیسا کہ حق قدر کرنے کا ہے بہت دور پھینک دیا ہے۔ اس شرک یا ظلم عظیم کی ابتدا مسئلہ تثلیث اور کفارہ اور مسیح کا ولد رحمن ہونے اور خود خدا ہونے کے اعتقاد سے ہوئی ہے۔ ایک اللہ کا رسول اللہ کی عبودیت کا طریق دنیا پر قائم کرنے کے واسطے بھیجا گیا جیسے کہ پہلے بہت سے اُس کی جنس سے رسول اسی غرض کے واسطے بھیجے گئے تھے خدا کی آسمانی بادشاہت کا زمین پر اُس نے وعظ کیا اور بندوں کو اسی ایک ذات کی شناخت کرانا چاہا اور اُسی کی پاک مرضی کے بجالانے کے واسطے اس آدم کے بیٹے نے اپنے وقت کے منکروں سے کیا کیا ایذائیں اور تکلیفیں برداشت کیں آخر کار وہ خاکی نژاد خود خدا تسلیم کیا گیا یہ ظلم صریح بڑھتا بڑھتا یہانتک آ پہونچا کہ اب ۱۹ طاقتیں آسمان کے نیچے اس زمین پر اس اعتقاد کی حمایت میں سرگرمی دکھا رہی ہیں۔ اور وہ ابن مریم جو ایلی ایلی لما سبقتنی کہتا ہوا اور اپنے خالق و مالک حقیقی کے آگے عجز و نیاز کرتا ہوا اس دار ناپائیدار سے گذر گیا۔ اس کے ماننے والے نئی روشنی کے دلدادہ قومیں خدا کی طرح اُسکو زندہ اور حی و قیوم مان رہی ہیں۔ اور اپنے نفس پرستی کی دھن میں ایسی محو ہوئی ہیں کہ اپنے خدا کو صلیب پر۔ تین دن دوزخ کی سیر کرا کر پھر ایسا ولیسا بے عیب خدا قدوس جانتی ہیں۔ اس اعتقاد کی اشاعت میں جو سرگرمی اور جوش یہ قومیں دکھاتی ہیں وہ انکی مختلف تدابیر سے عیاں ہے ہر صورت سے جسطرح بن پڑے اس اعتقاد کو اطراف عالم میں پہونچایا جاتا ہے کوئی گوشہ زمین کا ابن آدم کی خدائی کی پکار سے خالی نہیں۔ کتابوں پر کتابیں اس ظلم عظیم کی تائید میں لکھی گئیں اور لکھی جاتی ہیں۔ اخباروں کے کاغذی گھوڑے میدان میں بڑی آب و تاب سے دوڑائے جاتے ہیں۔ جو رونق اور ترقی اس صلیبی مذہب کو اب نظر آتی ہے اور جس قسم کی وسائل اب اختیار کئے گئے ہیں ابتدائی دنوں میں ایسا نہ تھا۔ اس مذہب نے اپنے زعم میں اب ایک علمی رنگ اختیار کیا ہے اس کے حامی قوموں کے مفسروں اور فلاسفروں نے انسان کی خدائی کے لئے بہت زور لگایا ہے اور ہر طرح سے کوشش کی ہے کہ ابن مریم کو برائے نام درمیان رکھکر ایک فرضی اور خیالی بت خدا کا طیار کریں اور اس تصویر کو ایسی آب و تاب سے چمکائیں کہ حقیقی معبود اور سچے پروردگار کا خیال دلوں سے دور کر دیویں۔ باپ کو نجات انسانی کے لئے کمزور معذور بنا کر بیٹے کو ایک مستعد من چلا نوجوان مریم کے بیٹے کا

حضرت اقدسؑ کی پاک باتیں

(ایک جامع درس)

سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم ۱۴ اگست ۱۹۱۰ء

اعجاز کی حاجت کیوں ہوتی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبول اسلام کے لئے کسی اعجاز کی ضرورت نہ پڑی اعجاز بینی کے خواہشمند وہ لوگ ہوتے ہیں جنکو تعارف ذاتی نہیں ہوتا۔ لیکن جنکو تعارف ذاتی ہو جاوے اُسے اعجاز کی ضرورت اور خواہش ہوتی ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے معجزہ نہیں مانگا کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے خوب واقف تھے اور خوب جانتے تھے کہ وہ راستباز۔ اور امین ہیں۔ جھوٹا اور مفتری نہیں۔ جب کہ کسی انسان پر کبھی افترا نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ پر افترا کرنے کی کبھی جرأت نہیں کرسکتا۔ پس یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ نشان صرف اسلئے مانگا جاتا ہے کہ اسبات کے امکان کا اندیشہ گذرتا ہو کہ شاید جھوٹا نبی ہو مگر جب یہ بات اچھی طرح پر معلوم ہو کہ مدعی صادق اور امین ہے پھر نشان بینی کی کوئی ضرورت ہی نہیں رہتی یہ بھی یاد رہے کہ جو لوگ نشان دیکھنے کے خواہشمند ہوتے ہیں اور اصرار کرتے ہیں ایسے لوگ راسخ الایمان نہیں ہوسکتے بلکہ ہروقت خطرہ کے محل میں رہتے ہیں۔ ایمان بالغیب کے ثمرات ان کو نہیں ملتے کیونکہ ایمان بالغیب کے اندر ایک فعل نیکی کا حسن ظن بھی ہے جس سے وہ جلد باز بے نصیب رہ جاتا ہے جو نشان دیکھنے کے لئے جلدی کرتا اور زور دیتا ہے مسیح علیہ السلام کو حواریوں نے نزول مائدہ کے لئے زور دیا تو خدا تعالیٰ نے ان کو زجر بھی کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہم تو مائدہ نازل کریں گے لیکن بعد نزول مائدہ جو انکار کرے گا اُس پر سخت عذاب نازل ہو گا۔ قرآن شریف میں اس قصہ کے ذکر سے یہ فائدہ ہے کہ تا بتلایا جاوے کہ بہترین ایمان کونسا ہے۔ اور اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نشانات یوں تو اجلی بدیہیات سے ہوتے ہیں لیکن ان کے ساتھ ایک طرف اتمام حجت منظور ہوتا ہے اور دوسری طرف ابتلائے امت اس لئے بعض امور فیصلہ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے ساتھ ایک ابتلا رکھتے ہیں۔ اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ نشان مانگنے والے لوگ مستعجل اور حسن ظن سے حصہ رکھنے والے ہوتے ہیں اور انکی طبیعت میں ایک احتمال اور شک پیدا کرنیکا مادہ ہوتا ہے تب ہی تو وہ نشان مانگتے ہیں۔ اس لئے جب نشان دیکھتے ہیں تو پہلو بہ پہلو طور پر اس کی تاویلیں کرنی شروع کر دیتے ہیں اور اسکو کبھی سحر کہتے ہیں کبھی کچھ نام رکھتے ہیں۔ غرض وہ وہم پیدا کرنے والی طبیعت ان کو امر حق سے دور لے جاتی ہے۔ اس لئے میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم وہ ایمان پیدا کرو جو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صحابہ کا ایمان تھا رضی اللہ عنہم۔ کیونکہ اس میں حسن ظن اور صبر ہے اور وہ بہت سے برکات اور ثمرات کا منبع ہے۔ اور نشان دیکھکر ماننا اور ایمان لانا اپنے ایمان کو مشروط بنانا ہے یہ کمزور ہوتا ہے اور ثمرہ بار ور نہیں ہوتا۔ ہاں جب انسان حسن ظن کے ساتھ ایمان لاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ ایسے مومن کو وہ نشان دکھاتا ہے جو اس کے ازدیاد ایمان کا موجب اور انشراح صدر کا باعث ہوتے ہیں خود اُنکو نشان اور آیات اللہ بنا دیتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اقتراحی نشان کسی نبی نے نہیں دکھلائے۔ مومن صادق کو چاہیئے کہ کبھی اپنے ایمان کو نشان بینی پر مبنی نہ کرے۔

مال اور دولت دین کا خادم ہو تو متقی کی ایک صفت ہے

میں پھر اصل بات کیطرف رجوع کرکے کہتا ہوں کہ دولتمند اور متمول لوگ دین کی خدمت اچھی طرح کر سکتے ہیں اسی لئے خدا تعالیٰ نے وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۰ متقیوں کی صفت کا ایک جزو قرار دیا ہے۔ یہاں مال کی کوئی خصوصیت نہیں ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے کسی کو دیا ہے وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرے مقصود اس سے یہ ہے کہ انسان اپنے بنی نوع کا ہمدرد اور معاون بنے۔ اللہ تعالیٰ کی شریعت کا انحصار دو ہی باتوں پر ہے تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ پس وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۰ میں شفقت علیٰ خلق اللہ کی تعلیم ہے دینی خدمات کے لئے متمول لوگوں کو بڑے بڑے موقع ملجاتے ہیں ایک دفعہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روپیہ کی ضرورت بتلائی۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر کا کل اثاث البیت لیکر حاضر ہوگئے آپ نے پوچھا ابوبکر! گھر میں کیا چھوڑ آئے تو جواب میں کہا کہ اللہ اور رسول کا نام چھوڑ آیا ہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نصف لائے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پوچھا

عمر! گھر میں کیا چھوڑ آئے تو جواب دیا کہ نصف۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر و عمر کے فعلوں میں جو فرق ہے وہی ان کے مراتب میں فرق ہے۔

دنیا میں انسان مال سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے۔ اسی واسطے علم تعبیر الرویا میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص دیکھے کہ اس نے جگر نکال کر کسی کو دیا ہے تو اس سے مراد مال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حقیقی اتقا اور ایمان کے حصول کے لیے فرمایا لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ حقیقی نیکی کو ہرگز نہ پاؤ گے جب تک کہ تم عزیز ترین چیز خرچ نہ کرو گے کیونکہ مخلوق الٰہی کے ساتھ ہمدردی اور سلوک کا ایک بڑا حصہ مال کے خرچ کرنے کی ضرورت بتلاتا ہے اور ابنائے جنس اور مخلوق الٰہی کی ہمدردی ایک ایسی شے ہے جو ایمان کا دوسرا جزو ہے جس کے بدون ایمان کامل اور راسخ نہیں ہوتا۔ جب تک انسان ایثار نہ کرے دوسرے کو نفع کیونکر پہنچا سکتا ہے دوسرے کی نفع رسانی اور ہمدردی کے لئے ایثار ضروری شے ہے اور اس آیت میں لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ میں اسی ایثار کی تعلیم اور ہدایت فرمائی گئی ہے۔

پس مال کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی انسان کی سعادت اور تقویٰ شعاری کا معیار اور محک ہے۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں للّٰہی وقف کا معیار اور محک وہ تھا جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ضرورت بیان کی اور وہ کل اثاث البیت لیکر حاضر ہو گئے۔

انبیاء علیہم السلام کو ضرورتیں کیوں لاحق ہوتی ہیں۔؟

میں یہاں ایک ضروری امر بیان کرنا چاہتا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام کو ضرورتیں کیوں لاحق ہوتی ہیں؟ اللہ تعالےٰ اسباب پر قادر ہے کہ ان کو کوئی ضرورت پیش نہ آوے۔ مگر یہ ضرورتیں اس لیے لاحق ہوتی ہیں تاکہ للّٰہی وقف کے نمونے مثال کے طور قائم ہوں اور ابوبکر رض کی زندگی کا وقف ثابت ہو اور دنیا میں خدائے مقتدر کی ہستی پر ایمان پیدا ہو اور ایسے للّٰہی وقف کرنیوالے دنیا کے لئے بطور آیات اللہ کے ٹھیریں۔ اور اس مخفی محبت اور لذت پر دنیا کو اطلاع ملے جس کے سامنے مال و دولت جیسی محبوب و مرغوب شے بھی آسانی اور خوشی کے ساتھ قربان ہو سکتی ہے اور پھر مال و دولت کے خرچ کے بعد للّٰہی وقف کو مکمل کرنے کے واسطے وہ قوت اور شجاعت ملے کہ انسان جان جیسی شے کو بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں دینے میں دریغ نہ کرے غرض انبیاء علیہم السلام کی ضرورتوں کی اصل غرض دنیا کی جھوٹی محبتوں اور فانی چیزوں سے منہ موڑنے کی تعلیم دینے۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر لذیذ ایمان پیدا کرنے اور ابنائے جنس کی بہتری اور خیر خواہی کے لئے ایثار کی قوت پیدا کرنے کے واسطے ہوتا ہے ورنہ یہ پاک گروہ خزائن السموات والارض کے مالک کی نظر میں چلا گیا ہے ان کو کسی چیز کی ضرورت ہو سکتی ہے تو وہ ضرورتیں تعلیم کو کامل اور انسان کے اخلاق اور ایمان کے رسوخ کے لئے پیش آتی ہیں۔

باقی آئندہ انشاء اللہ

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

انسان کے پاک ارادے ملائکہ میں جلوہ گری کرتے ہیں اور ملائکہ کے پاک ارادے پاک لوگوں میں جلوہ گری کرتے ہیں اس لیے پاک لوگوں کے ارادے ملائکہ کی تحریک ہوتے ہیں۔ پس جو لوگ پاک لوگوں کے فیض صحبت سے حصہ لیتے ہیں وہ ملائکہ کی پاک تحریکوں سے حصہ لیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ کا حکم دیا ہے۔ صادقوں کی صحبت انسان کے دلی زنگ اور باطنی سیاہی کو دور کرنے میں مددگار ہوتی ہے کیونکہ انسان صحبت کے اثروں سے اثر پذیر ہوتا ہے پس صادق کی صحبت صدق و اخلاص کے رنگ سے اسکو رنگین کرے گی۔

شیطان کی تحریک گندے آدمیوں میں جلوہ گری کرتی ہے۔ آگ کا اندرونی حصہ جیسے ظلمت ہے ایسا ہی شیطان کا مظہر بھی باہر سے روشن ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ تمام شیطانی کرتوتیں بظاہر خوبصورت اور محظوظ کرنے والی معلوم دیتی ہیں مگر یہ دھوکا ہے اسکے اندر تاریکی کا جن ہے۔

یاد رکھو نور اور ظلمت اللہ تعالیٰ کی دو جداگانہ مخلوق ہیں نور سے ملائکہ اور ظلمت سے شیاطین پیدا ہوتے ہیں اور ان کا ظہور بروزی طور پر ہوتا ہے۔

مینے مخالف لوگوں کی کتابوں میں ایک حدیث پڑھی ہے جس نے مجھے بڑے

مولا غلام

غور کا موقع دیا اور وہ حدیث مجھے بڑی ہی دلچسپ معلوم ہوئی (اگر ہے) اس کا مضمون یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو ترغیب دیتے ہیں کہ کھجور کا درخت اس بقیہ مٹی سے بنایا گیا جس سے حضرت آدم علیہ السلام بنائے گئے تھے اور اس لئے وہ مسلمان کی پھوپھی ہے - بڑے غور اور فکر کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ یہ فقرہ نبوت کے چشمہ سے ضرور نکلا ہے - اور ساتھ ہی مجھے رنج بھی ہوا - ایک اور حدیث کا مضمون ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پاک مجلس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے پوچھا کہ ایک درخت ہے کہ وہ مومن کی مثال ہے اور پھر آپ ہی فرمایا کہ وہ کھجور ہے - اس میں سر کیا تھا؟ کھجور کے درخت میں چند خصوصیتیں ہوتی ہیں

(۱) کھجور کا پھل روٹی کا قائمقام ہوتا ہے -

(۲) روٹی کے ساتھ سالن کا بھی کام دیتا ہے -

(۳) پھل کا پھل بھی ہے -

(۴) شربت کا کام بھی دیتا ہے -

(۵) اس کے پتے ہوا کے شدید سے شدید جھوکوں سے بھی نہیں گرتے ہیں -

(۶) پھر پتوں کے پنکھے چٹائیاں بنتی ہیں -

(۷) تنے کی رسیاں بنتی ہیں -

(۸) ریشوں سے تکیے بنتے ہیں

(۹) لکڑی کام آتی ہے -

(۱۰) کھجور کی گٹھلی سے جانوروں کے لیے عمدہ غذا بنتی ہے -

(۱۱) شاخوں کے سرے اسکے درمیان کی گری مقوی ہوتی ہے -

غرض کھجور ایک ایسا درخت ہے کہ اس کا کوئی حصہ بھی ایسا نہیں جو مفید اور نفع رساں نہو - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے درخت کی مثال سے یہ بتلایا ہے کہ مسلمان کو بڑا ہی نفع رساں ہونا چاہیئے - اور ایسا ثابت قدم اور مستقل مزاج ہو کہ کوئی ابتلا اس پر اثر نہ کر سکے - مگر مجھے یہ دیکھ کر سخت رنج ہوا کہ آج مسلمانوں کی یہ حالت نہیں رہی -

---

خشیۃ املاق کی وجہ سے اولاد کو قتل کرنا منع ہے - لوگ کہتے ہیں کہ جان سے مار ڈالنا منع ہے مگر میرے نزدیک جو لوگ اپنی اولاد کو علوم دینیہ سے اس لئے محروم رکھتے ہیں کہ ان کے پاس روپیہ نہیں ہے وہ بھی قتل اولاد کرتے ہیں - دنیا کے کام پر اس لئے لگا دیتے ہیں کہ کما کر ہمیں آرام پہونچاویں ناعاقبت اندیش اتنا نہیں سمجھتے کہ علوم دینیہ سے بے خبر رکھ کر ان کو ابدی جہنم کے لائق بنا دیا - اور ان کی نیکی کی قوتوں کو کچل ڈالا -

---

دوزخ انسان کے لئے وارم باتھ ہے یہ انسان کی اصلاح کرتا ہے جیسے گرم حمام بعض بیماروں کے علاج اور اصلاح کا موجب ہوتے ہیں اور ایسا ہی بعض گرم دوائیں ایسا ہی دوزخ بھی ذریعہ اصلاح ہے میں نے قرآن کریم سے آتشک کے مریض کا علاج تجویز کیا ہے اور پھر مجھے اس میں کامیابی ہوئی ہے ایسے مریض کے لئے میں نے تخم زقوم دودھ کی کالی جو کے ساتھ گولیاں بنوا کر دیں - اور پھر جب پیاس لگتی تھی تو گرم گرم پانی پلاتا تھا آخر اس مریض کو بفضلہ تعالیٰ آرام ہو گیا - اور تصدیق ہو گئی کہ دوزخ اصلاح ہی کا ذریعہ ہے -

انسان کے نطفہ میں عادات - اخلاق کمالات کا اصل ہوتا ہے - والدین کے ایک ایک برس کے خیالات کا اثر ان کی اولاد پر پڑتا ہے - جتنی بد اخلاقیاں بچوں میں ہوتی ہیں - وہ والدین کا اثر ہوتا ہے پس خود نیک بنو - اخلاق فاضلہ حاصل کرو - تا تمہاری اولاد نیک ہو - الولد سر لابیہ میں یہی بھید ہے - اولاد - والدین کے اخلاق اعمال عقائد کا آئینہ ہوتی ہے -

---

رسالہ گورنمنٹ او جہاد

مسئلہ جہاد کی حقیقت اور ان نامعقول اعتراضوں کے استیصال کے لئے جو نادان مسئلہ جہاد پر کرتے ہیں حضرت اقدس نے حال میں ایک پمفلٹ انگریزی اور اردو میں شائع کیا ہے - ہمکو یہ معلوم کر کے اسقدر خوشی ہوئی ہے کہ گورنمنٹ کے ذمہ دار افسر اور صائب الرائے عہدہ داروں نے اس رسالہ کی اشاعت پر اظہار مسرت کیا ہے منجملہ ان کے صاحب کمشنر بہادر قسمت پشاور ہیں - صاحب موصوف نے اس رسالہ کو پڑھکر جو قابل قدر رائے اپنی انگریزی چٹھی کے ذریعہ ظاہر کی ہے ہم اسکو کسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ ترجمہ کر کے چھاپ دیں گے - سردست ہمکو اتنا ہی کہنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اگر گورنمنٹ اس رسالہ کی اشاعت میں مدد دے تو حضرت اقدس اپنے خرچ سے اسکی اسقدر کاپیاں جتنی کہ گورنمنٹ طلب کرے سرحد کے لوگوں میں شائع کرنے کے مشتاق ہیں اور نہ کسی معاوضہ یا صلہ کی امید پر بلکہ آپ نے فرمایا کہ میں اسکو اپنا مذہبی اور منصبی فرض سمجھتا ہوں کہ ایسی غلطیوں کی اصلاح کروں - اور لوگوں میں صلح اور امن کے خیالات کو پھیلاؤں - ہمارا ارادہ ہے کہ اس رسالہ پر مفصل ریویو لکھیں -

---

کم از کم تین مرتبہ اس کو ضرور
پڑھو اور اگر ہر روز نہیں
تو ہفتہ میں ایک بار
ضرور پڑھ لیا
کرو

خطبہ الجمعۃ

جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ایدہ اللہ نے ۱۷ اگست [illegible] کو پڑھا۔ یہ خطبہ اس قابل ہے کہ اگر ہر روز نہیں تو ہفتہ میں ایک بار ضرور پڑھ لیا جایا کرے کیونکہ اس سے وہ معرفت اور نور ملتا ہے جس کے لئے یہ چودھویں صدی مبارک اور مخصوص کی گئی ہے ہمارے اپنے الفاظ اس خطبہ کی حقیقت اور حقیقت کے بیان کرنے سے قاصر رہ گئے ہیں جب کہ خود حضرت امام ہمام حجۃ اللہ فی الارض جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی تعریف فرمائی ہے جیساکہ ناظرین کو معلوم ہو جاوے گا ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء ہماری دلی آرزو ہے کہ وہ ایمان بالرسل جسکی حقیقت اس خطبہ کی جان ہے ہمکو اور ہمارے پڑھنے والوں کو نصیب ہو

امین

(ایڈیٹر)

اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله۔ اما بعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ

الی الآیہ

جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کا کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں تفریق کر دیں کہتے ہیں کہ بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اس کے اندر اندر ایک راہ بنا لیں وہ یقیناً کافر ہیں۔

اللہ جل شانہ کے ماننے کے بعد رسولوں پر ایمان لانے کا مسئلہ درحقیقت ایک نازک مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ کے سمجھنے میں بڑی دقتیں اور مشکلات پیش آتی ہیں بلکہ اگر کہ یہ مسئلہ بھی ایمانیات کی قسم سے ہے اور وہی مشکلات اس کے چاروں طرف محیط ہیں جو مسئلہ الوہیت اور ملائکہ اور کتب پر ایمان لانے کی نسبت ہیں۔ اور علاوہ بران رسول کا جنس انسان سے ہونا ان مشکلات کی تاریکی کو اور بھی زیادہ ترقی دینے کا موجب ہوا۔ رسول کی جامع تعریف کیا ہے؟ اسکی شناخت کی علامات کیا ہیں؟ پھر اسپر کسدرجہ کا ایمان چاہیئے؟ اس کے اقوال و افعال یعنی اس کی سنت کی اتباع میں کس حد تک رنگین ہونا چاہیئے۔ غرض کیونکر اس میں سرتاپا کھوئے جائیں؟ یہ باتیں ہیں جنکا حل کسی زمانہ میں بہت آسانی سے نہیں ہوا اور توقع کے موافق گرد و غبار سے مطلع صاف نہیں ہوا۔ درحقیقت آفتاب صداقت یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد عادتاً اس ضروری اور اہم مسئلہ کی راہ میں بیشمار روکیں پیدا ہوئیں اور پیچ اعوج نے تو مکڑی کی طرح اس کے اردگرد جالوں کے انبار تن دیئے اور آخر بجز رسم اور عادت کی پیروی اور افراط تفریط کے اور کچھ نہ رہا الا ماشاء اللہ۔ مگر خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمیں ان امور کی نسبت نہ تو کوئی اضطراب ہے اور نہ حیرت مذموم لاحق ہے۔ زمانہ کے سیکڑوں چکروں اور صدیوں کے انتظاروں کے بعد خدا تعالیٰ نے ہمارے زمانہ میں نبوت اور رسالت کے منہاج پر ایک سلسلہ کھڑا کیا ہے جس نے رسالت اور نبوۃ کو بڑی صفائی سے ہمپر منکشف کر دیا ہے اور رسالت کا چہرہ جو صدیوں کے شکوک و وساوس کے بادلوں میں چھپ گیا تھا اصلی روشنی کے ساتھ ہمپر جلوہ گر کیا گیا ہے۔ اس مبارک ظل نے نہ صرف ایک اصل کو بلکہ ساری نبوتوں اور رسالتوں کو نئے سرے زندہ کر دیا ہے۔

(رسالت کی حقیقت کا زندہ نمونہ)

درحقیقت اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان اور خاص فضل ہمپر ہے کہ ہمیں خیالی اور قیاسی باتوں سے دل بہلانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ہم میں خاص اسی رنگ اور اسی نمونہ پر ایک فرستادہ ربانی اور مرسل یزدانی موجود ہے۔ اس مبارک الشان کے وجود نے اپنے فعل اور قول اور علامات صدق سے وہ ساری راہیں صاف کر دی ہیں جو مدتوں مسدود رہیں اور کسی رہرو کا نقش پا ان پگڈنڈیوں پر نہ ملتا تھا۔ اور ہم نے اسی شرح صدر اور ذوق سے۔ ان ہی دلائل اور حجج سے۔ ان ہی علامات صدق سے اسے پہچانا جن کے وسیلہ سے صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے نور محمدی کو (علیہ افضل الصلوات والتسلیمات) پہچانا تھا۔ قسم اس خدائے ذوالجلال کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں ہر وقت اس مصفا آئینہ میں تمام نبیوں اور مرسلوں اور اہل اللہ کا صاف صاف چہرہ دیکھتا ہوں و لله الحمد۔ الغرض اسوقت خدا کے فضل سے حضرت مرسل اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل ہمارا بوجھ بہت ہلکا ہو گیا ہے اور ہمیں بڑی آسانی سے پتہ مل گیا ہے کہ خدا کے

فرستادے کیسے ہوتے تھے اور کن علامات سے وہ شناخت کئے جانے تھے - مبارک ہو اس آنے والے کو جس نے تمام آچکے ہوؤں کی لاج رکھ لی اور دین حق کو جو افسانوں کے رنگ میں ہوچکا تھا پھر اپنے انفاس مسیحی سے بحال کیا۔ اور مبارک ہو اُس قوم کو جنکو اس پر آشوب وقت میں عنایت ازلی کا بدرقہ سیدھا قادیان کی دارالامان میں لے آیا اور اُن کا ہاتھ خدا کی ہاتھ میں دیدیا - اب بڑی بات جسپر میں اپنی جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ کسدرجہ کا ایمان ہمیں اس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ و السلام کی نسبت رکھنا چاہیئے - میں صاف صاف کہتا ہوں اور بصیرت اور شرح صدر سے کہتا ہوں کہ اُسی قسم کا ایمان جو اس امام کے متبوع و مقتدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت چاہا گیا ہے - جبکہ یہ قرآن کریم اُسی رنگ اور اُسی منہاج اور اُسی قدم پر ہے - اس لئے کہ اُسی ایمان کو اُن ہی طاقتوں اور معجزوں کے ساتھ ثریا سے اُتارنے کے لئے آیا ہے جو قرآن کریم نے دنیا کو بخشا تھا غرض جبکہ چشمہ ایک ہی ہے اور آقا اور غلام دونوں ایک ہی مقصد کے پورا کرنے کو یکساں ہتھیار لے کر آئے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ مرسلان الٰہی میں تفریق روا رکھی جائے۔ بخدائے عظیم مجھے تو ذرا بھی تردد نہیں اس بات کے کہنے میں کہ ہمو قدم متفرقانہ وہی لوگ ہیں جو بعض کو ماننے اور بعض کا انکار کرتے ہیں - اب اس بات کی تشریح اور صفائی کے لئے کہ وہ کیسا ایمان ہونا چاہیئے یا وہ کیسا ایمان تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت قوم سے طلب کیا گیا میں قرآن کریم کی ایک آیت پڑھتا ہوں اس میں ہماری جماعت کو ہمیشہ غور کرنا چاہیئے - اور چاہیئے کہ کبھی ایسے

ایمانوں پر مطمئن نہ ہوں اور نہ کید نفس سے ایمن ہوں اور وساوس کے ورطہ میں مبتلا ہو جانے سے ہرگز نڈر نہ ہوں جب تک دامان دل میں اس جنس کے ایمان کا موتی ڈال نہ لیں جو اس آیت سے سمجھ میں آتا ہے اور وہ آیت یہ ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا - یعنی تیرے رب کی قسم وہ مومن نہیں ہوں گے جب تک تجھے اپنے تمام جھگڑے کی باتوں میں حَکَم نہ بنائیں - پھر اس کے بعد یہ کریں کہ تیرے فیصلہ سے کوئی اٹک اپنے دلوں میں نہ پائیں اور اُس کے آگے سر تسلیم خم کردیں مجھے یاد ہے کہ اس آیہ شریفہ پر پہلے بھی الحکم کے کسی پرچہ میں کچھ لکھ چکا ہوں - اب بھی کچھ تھوڑا سا بیان کرتا ہوں - اس آیت میں ایمان بالرسول کے لئے یہ شرط لگا دی گئی ہے کہ ہر اختلاف باہمی کے وقت رسول حَکَم ہو - اُسکا فیصلہ ناطق اور قطعی ہو - اُس کے فیصلہ پر زبانیں ہی نہیں دل بھی شرح و ذوق سے راضی ہو جائیں - اور بالآخر اُس کے موافق عمل درآمد کر کے بھی دکھائیں - ایک صاحب دل جو اس تلاش میں کھپتا رہتا ہے کہ قوم بنانے کے اور قوم کو سنوارنے کے اصول اور قواعد پیدا کرے وہ اس حکیم آیت کی قدر کر سکتا ہے کہ اس نے قوم بنانے اور پھر اسکی اصلاح کا کیسا اچھوتا گُر بتایا ہے - دنیا میں ایسے افراد ہیں اور عام کاروبار کی ہر ایک شعبہ میں لازمًا ہوا کرتے ہیں جنکی رائوں اور امروں کا اتباع ایک کثیر گروہ کو فورًا آنکھ بند کر کے کرنا پڑتا ہے - میدان جنگ میں بیشمار جانیں اور دل کٹھ پتلی کی طرح ایک سرلشکر کے اشاروں پر کھیلتی ہیں اور کھیلنا پڑتا ہے علی

ہٰذالقیاس اس سے اور بہت سی مثالیں پیدا کر لو - اب یہ بات تو کوئی قابل نزاع نہیں رہی کہ نظام قدرت ہیئت اجتماعی کے قائم رکھنے کے لئے اس امر کو چاہتا ہے کہ ایسے متبوع اور مقتدا ہوں جنکی اطاعت اس درجہ کی ہو - مگر نظارہ قدرت کا تجربہ اور اُن افراد کا استقراء کشاں کشاں اسطرف لاتا ہے کہ تمام افراد اس قابل نہیں ہوتے کہ اُن کی اتباع آخر کار لازمًا فلاح اور فوز اور سعادت کا نتیجہ دے اور کبھی بھی ہلاکت اُس سے پیش نہ آوے - مثلاً ممکن ہے اور واقعات اس کے شاہد ہیں کہ فوج نے سرلشکر کا امر اتباع کے پورے معنوں میں مانا ہے اور کبھی فوج اور کبھی دونو آمر و مامور ہلاک ہوگئے ہیں یہ خوف جو اس تجربہ کا سچا نتیجہ ہے تنبیہ کرتا ہے کہ ہر انسان ہاتھ دینا روا نہیں - ادھر ایک اور شخص آزادی رائے اور قوت خود اختیاری کی حمایت میں آستین کس کر کھڑا ہوتا ہے کہ ایک فرد خاص کی اطاعت و اتباع اس درجہ کی جو تمھارا مطلوب ہے **فری ول** یعنی قوت اختیار کا خون کرنا ہے- علاوہ براں عقل کیونکر تسکین پا جائے اس بات سے کہ ایک ایسے شخص کی اتباع اور تحکیم فرض قرار دیدی جائے ایسی قوموں پر جو ہر قسم کے تجربوں اور دانشوں اور فراستوں کے جامع فردوں سے مرکب ہوں- ان ملمع کار باتوں کی بظاہر سطحی خیال لوگوں پر ہیبت پڑ سکتی تھی - ان تمام اعتراضوں کے کافی جواب کو مدنظر رکھکر اور برقرار قلوب کو پوری تسکین دینے کے لئے خدائے حکیم نے اپنا کلام اس طرح پر شروع کیا - فَلَا وَرَبِّكَ - رَبِّكَ اس راز کی کلید ہے - یعنی قانون قدرت اور اصول فطرت کے موافق

ہم نے اس انسان کو اپنے دبستان میں تربیت کرکے بھیجا ہے اور کیا کبھی ہو سکتا ہے کہ ہمارا تربیت کردہ جسے ہم نے اصلاح خلق کے مناسب حال قوی عنایت کئے ہیں کسی امر میں غلطی کھا جائے اور اُس کے اتباع و تحکیم کا نتیجہ کبھی ہلاکت اور تباہی ہو سکتی ہے؟ حقیقت میں انسان کی بغزارطبیعت کے اعتراض کی حقیقت اور خدا تعالیٰ کے شافی جواب کی ماہیت ایک سلیم الفطرۃ کے سوا دوسرا کم سمجھ سکتا ہے۔ لاانتہا دوروں کے لا انتہا سائلوں۔ دنیا کے دانشمندوں۔ فلسفیوں اور عقل و فہم پر ناز کرنے والوں کو خواہ کسی ملک و ملت کے ہوں ایک ہی جواب دیا گیا ہے اور حکیم قرآن نے اسے کافی ووافی سمجھا ہے۔ اور ایک قادر مطلق قہار آواز سے حکم دیا ہے کہ ایک انسان کی۔ جو خدا کا شاگرد ہے تحکیم اور اتباع اختیار کرو۔ عزیزو! کوئی ہے جو اس جواب کو ناکافی کہے اور اس دلیل کو جو اتباع کے لئے دی گئی ہے کمزور کہے۔ ہاں ممکن تو ہے کہ ناعاقبت اندیش جلد باز کسی طرف سے بول اُٹھے کہ یہ محض تحکم اور زور آوری ہے کیونکر ممکن ہے کہ ایک ایسے شخص کے پانو میں تمام تجربہ کار عقلیں اپنی اپنی پگڑیاں اُتار کر رکھدیں جسنے زمانہ کے نشیب و فراز سے کچھ بھی نہیں دیکھا۔ اور عمر کا کثیر حصہ پہاڑ کے غاروں اور گھر کے تاریک گوشوں میں بسر کیا۔ اور زمانہ کی کسی شوخ اور واقف کار سوسائٹی کی ڈیوڑھی کے اندر قدم نہیں رکھا۔ کسی ملکی اور سیاسی مدرسہ میں کبھی تعلیم نہیں پائی۔ کسی مذہبی معلم کی شاگردی کا فخر حاصل نہیں کیا۔ اللہ اللہ ایسے شخص کے مقابل چاہا جاتا ہے کہ صیقل یافتہ اور مہذب عقلیں اور تعلیم و تربیت کی معراج پر پہونچی ہوئی دانشیں اپنے سارے اندوختوں کو خاکستر کردیں۔ اس اعتراض کے جواب کے لئے پہلے سے بھی زیادہ صاف راہ کھلی ہوئی ہے۔ یعنی یہ کہ جس قوم نے کامل اتباع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا اور آپ کی پیروی میں سراسر کھوئے گئے۔ اور کوئی اپنا ارادہ اور تجربہ اور علم اور فہم اُس کے امر کے آگے کچھ بھی نہ سمجھا۔ آپ کے اوامر کی پیروی تو ایک طرف آپ کے عادات اور ذاتیات کی پیروی کو بھی اپنا فخر سمجھا۔ اُس قوم کا کیا حال ہوا؟ کیا ایسے اتباع اور تحکیم نے انھیں کوئی نقصان پہونچایا؟ یا تاریکی کے رہنے والوں کو نور کے فرشتے بنا دیا۔ صحابہ کی ابتدائی حالتیں یا دنیا کی اُس حالت کا نقشہ ان لفظوں میں کتاب اللہ نے دکھایا ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ یعنی یہ رسول ایسے وقت میں آیا جبکہ اہل کتاب اور امی سب بگڑ چکے تھے۔ اور اس رسول کا کام ان لفظوں میں بتایا اِعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا یعنی اب خدا چاہتا ہے کہ اس رسول کے واسطہ سے اُن دلوں کو جو مر چکے تھے پھر زندہ کرے اور پھر رسول کی پیروی کا یہ نتیجہ بتایا فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ یعنی میری پیروی کرو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم اللہ کے محبوب ہوجاؤ گے۔ محبوب اللہ ہونا قرآن کریم کی اصطلاح میں جو زندہ اور بابرکت کتاب ہے یہ ہے کہ تم انسانی ترقیات اور مدارج عالیہ کے کمال تک پہونچ جاؤ گے اور بالآخر قدرت اور شوکت تمہارے حصہ میں آئے گی۔ بے برکت اور اچھل اور بے ثبوت کتابوں کے خلاف جو نظریوں اور آریوں کے ہاتھ میں ہیں قرآن کریم کوئی ایسا دعوی نہیں کرتا جس کا ثبوت موت کے بعد دوسرے عالم پر جا پڑے کیونکہ اس طرح تو کوئی مذہب باطل نہیں اور سب کے اپنے مُنہ کے دعوی اور دل خوش کُن باتیں سچی ہیں۔

مثلاً وید کی رچائیں یعنی دعائیں جب ساری کی ساری ناکام رہیں تو کیا اُمید ہوسکتی ہے اُس کے پیرو کو کہ وہ اُس کے اتباع کے ساتھ باوجود یہاں کی نامرادی اور ناکامی کے دوسرے جہان میں کامیاب ہو جائے گا۔ اور انجیل نے جبکہ ایک سخت ناکام اور گھاٹا پانے والا آدمی پیش کیا جسکو سامنے یہاں قدم قدم پر نامرادی پیش آئی۔ بلکہ عیسائیوں کے قول کے موافق اُسکی وہ دعا بھی نہ سنی گئی جو شدۃ اضطراب و اضطرار کے وقت اسنے مانگی تھی اور بڑی منت و سماجت وزاری کے بعد بھی موت کا پیالہ اُس کے مُنہ سے ٹل نہ سکا تو کیا اُمید ہوسکتی ہے اور کیا ثبوت اور علمی ثبوت ہے کہ ایسے شخص کی آیندہ کی زندگی کے وعدے سچے ہو سکتے ہیں اور اُسکا پیرو دوسری زندگی میں کامیاب ہوگا۔ جہاں تک میں غور کرتا ہوں اور خدا تعالیٰ کے لئے غور کرتا ہوں مجھے کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ کیوں انجیل کے ناکام اور پورے معنوں میں ناکام اور ضعیف ترین پیرو اور وید کے موہوم رشیوں کو مانا جاوے۔ تمام نبیوں نے خصوصاً حضرت موسیٰ نے بڑا بھاری نشان من جانب اللہ انسان کا یہ بتایا تھا کہ اُس کے منہ کی باتیں پوری ہو جائیں گی۔ اور حقیقت میں ہے بھی یوں ہی۔ یہ دنیا ایک سٹیج ہے جسکا ایکٹ ایسا بموجب ایکٹر کی دعووں اور تحدیوں کے اور بموجب منشا اسکی دعوت و رسالت کے کامیابی اور مراد کے ساتھ پورا ہو گیا اسی کی نسبت دعوی کیا جا سکتا ہے یا وہ دعوی کر سکتا ہے کہ وہ دوسرے جہان کا شفیع بھی ہوگا۔ اور اسکی ہدایتیں اُس عالم میں فلاح اور سعادت کے موجب ہوں گی۔ ورنہ خدا کے لئے بتاؤ کہ ایک بھنگڑ فقیر اور درویش اپنے اس دعوے میں کیونکر کاذب کہا جائے گا کہ میری پیروی کرو تم موت

کے بعد بڑے آرام پاؤگے ۔ اس میں شک نہیں کہ بہت سے لوگ انجیل کے ہیرو سے پھر گئے جب اُنھوں نے دیکھا کہ اس کے دل خوش کن وعدوں پر عزت کی جگہ ذلت اور ادبار پڑا ۔ یہ بڑی آسان اور ظلم کی بات ہے کہ صریح نامرادیوں کے بعد یہ عذر تراش لیا جاوے کہ اس ناکام انسان کی بادشاہت آسمان کی بادشاہت تھی ۔ کس نشان پر اُسے خدا مانا جاتا ہے ؟ کون سے عملی نمونے اُس سے سرزد ہوئے جو عام انسانوں سے بڑھ کر تھے ۔ یا اقلاً اپنا توریت کی برابر تھے مجرد دعویٰ محض فضول ہیں ۔ الفاظ سے خدائی نکالنا اگر ہوں بھی بے ثبوت بات ہے کہ ہزاروں صوفی درویش اور وحدۃ وجود نے خدا کہلائے اور کہلاتے ہیں ۔ ایک نصرانی ان کی عملی تکذیب کس دلیل سے کرسکتا ہے ۔ آج تک یہودیوں کے مقابل کوئی مضبوط دلیل اور عملی دلیل یسوع کی صداقت پر نصرانیوں سے بن نہیں پڑی ۔

انصاف کرو ایک شخص جس کا سارا بدن نامرادی اور ناکامی کے گہرے زخموں سے چھلنی ہو گیا ہے اور آخری پیالہ بھی ناکامی کا پی کر دنیا سے رخصت ہوا ۔ وہ کونسا تسلی بخش نمونہ مضطرب اور اعمال ہیں اور اعمال سے نتائج کو دیکھنے والی طبیعتوں کے لئے چھوڑ گیا ہے کہ طبیعتیں خود بہ خود اُس کے اتباع کی طرف کھنچی چلی جائیں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ عملی نتائج کے دکھانے کے لحاظ سے یسوع میں اور عام پتھر اور مٹی کے بتوں میں کوئی فرق نہیں جسکو چاہو پوج لو آخر اُس دوسرے جہان میں حسرت اور ناکامی ہوگی اس لئے کہ ضرور ہے کہ وہ دوسری زندگی بھی یسوع کی اس زندگی کا ہی ظل ہو ۔

اے یسوع کی پرستار قوم موت کو سامنے رکھکر سوچ اور اس پاک سبق میں غور کر جو میں تجھے دیتا ہوں ۔

الغرض ایک ہی انسان کامل ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جنکے مُنہ کی پاک باتیں اس زندگی میں آپ کے دوستوں اور دشمنوں کے حق میں پوری ہو کر اُس دوسرے عالم کے لئے بطور توطیہ اور تمہید کے بنگئیں ۔

اس راز کے سمجھانے کے لئے قرآن حکیم نے تمام وعدو وعید ملا کر بیان کئے ۔ آپ کے دشمن آپ کے دیکھتے دیکھتے بموجب اُن دعووں اور تحدیوں کے جو قبل از وقت کی گئیں تھیں ہلاک ہوگئے اور اُن ہی وعدوں کے بموجب آپ کے پیرو اسی عالم میں پوری کامیاب ہو گئے یہاں کی **نار** میں آپ کے دشمن جلے اور آخرۃ کی **نار** کا ثبوت ٹھہر گئے اور آپ کے دوست یہاں کی **جنات** اور ممالک کے مالک ہو کر آخرۃ کی **جنات** کے وعدوں کے صدق کے نمونے ثابت ہوگئے **ایک ہی انسان** ہے جسنے اپنی زندگی میں **اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ** کی آواز سن لی اور **یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا** کا نظارہ دیکھ لیا اور حجۃ الوداع میں لاکھ سے زیادہ آدمیوں کو آخری تبلیغ فرما کر اور اُن سے اپنی تبلیغ کی گواہی لے کر کس کامیابی کے ساتھ پہاڑی سے نیچے اُترا ۔ **اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد**

آپ کو ابتدا ہی میں یہ دعا سکھائی گئی تھی **اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم** تاریخ اور واقعات عالم گواہ ہیں کہ کامیابیوں کی کیسی صراط مستقیم آپ کو ملی اور وہ ساری کامیابیاں اکمل صورت میں آپ کو عطا ہوئیں جو آپ سے پہلے **منعم علیہم** کو ہوئی تھیں ۔ دعا اسکو کہتے ہیں اور دعا کے قبول ہونے کا یہ ثبوت ہے ۔ اس دعا میں شروع ہی میں یہ پیشگوئی اور جلالی پیشگوئی تھی کہ داعی اگلے راستبازوں کیطرح انعامات الٰہی اور کامیابیوں کا مورد ہوگا اور اس کے اعدا جو اس کی مخالفت میں سیدھی راہ سے بہکے ہوئے ہیں خدا کے غضب کے نیچے آئیں گے ۔ سوچو کس ضعف کے وقت سے یہ دعا شروع ہوئی اور کیونکر اس کے الفاظ کا مفہوم حرفاً حرفاً پورا ہوا اس کا نمونہ انجیل اور ویدوں کی دعاؤں سے کوئی نکال کر تو دیتا ہے ۔ انجیل میں کیسے خوفناک پیرایہ میں دکھایا گیا ہے کہ حضرت یسوع ساری رات دعا مانگتے رہے اور ناک رگڑ رگڑ کر چلاتے رہے کہ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھسے ٹل جاوے پر نہ ٹلا ۔ عیسائیوں کے قول اور اعتقاد کے موافق یہ پہلی دعا ہے جو ایک برگزیدہ کے مُنہ سے نکلی اور نامراد رہی ۔ اسکی ہزاروں تاویلیں یہ لوگ کریں ۔ مگر اسبات کے تسلیم کرنے سے تو چارہ نہیں کہ رد کا داغ تو ضرور اسکی پیشانی پر لگا ہوا ہے ۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی خوفناک معصیتوں کو جائز سمجھنے کے باعث اس قوم کے دل اور دماغ کی ترکیب ہی کچھ ایسی ہوگئی ہے کہ الٰہیات کی پاک اور نازک باتوں سے ان لوگوں کو مناسبت ہی نہیں ۔ ان کو **کفارہ** بنانے کے منصوبہ نے اس طرف دھیان کرنے ہی نہیں دیا کہ یہ دو داغ جو یسوع کے ماتھے پر لگاتے ہیں کہ وہ **لعنتی** ہوا اور اسکی دعا مردود ہوئی ان کا کس قدر بدمفہوم اور افسوسناک انجام ہوگا ۔ کاش اب بھی کوئی سمجھے ۔

حاصل کلام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے **اتباع و تحکیم** کی خوبی ثابت کرنے کے لئے اس عجیب دعا کو ساتھ یہ عملی دلائل لگا دئے ہیں ۔

اور لفظ **مرا بلٹ** ہزار زبان سے بولتا ہے کہ باقی تمام انسانوں سے اس تربیت آلہی کے سبب سے اس انسان کامل کو امتیاز خاص حاصل ہے - سچی بات یہ ہے کہ مامورین ومرسلین ایسے قوی لے کر آتے ہیں جنھیں پر علم اور پر قدرت اور پر حکمت ہاتھ نے پیش بہاد ارادوں کے پورا کرنے کے لئے شروع ہی میں خصوصیت اور امتیاز کی ترکیب دی ہوتی ہے بجز اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کے اشتراک اور بیرونی مشابہت کے اور اُن کی بات عام مخلوق سے ملتی نہیں - یہ ممکن ہی نہیں یا یوں کہو کہ ایسی کوئی قوت اُن میں رکھی ہی نہیں جاتی جس سے ایسی حرکات لامحالہ سرزد ہوں جو قوم کی تباہی کی موجب ہوں - اور عملاً بھی اس کے ثبوت وقوع میں آچکے ہیں - ورنہ خدا تعالیٰ کی حکیم کتاب میں جس نے اخلاق کے علوم کو زندہ کرنے کا ذمہ اٹھایا ہے یہ بات جو بظاہر بڑے تحکم کی بات ہے کبھی درج نہ ہوتی اور یہ درحقیقت خدا تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ مخلوق کو لا انتہا سرگردانیوں اور سردردیوں سے مخلصی دلادی اور انھیں ایک انسان کے ماتحت کر دیا۔

اس بڑے بھاری مرحلہ کے طے کرنے کے بعد اب میں اصل بات کی طرف آتا ہوں - میری اصل غرض یہ ہے کہ ہماری جماعت کو حضرت مسیح موعود و مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک پر بھی ویسا ہی ایمان رکھنا چاہئے جیسے کہ قرآن کریم کی اس آیہ شریفہ کا مفہوم ہے جو میں بیان کر چکا ہوں - اگر اس ایمان میں کچھ بھی کسر رہ جائے گی اور دل کے کسی کونے میں کوئی تردد اور وسوسہ رہ جائے گا تو یاد رکھو کہ وہ اتنا ہی نفاق کے برص کا داغ ہوگا جو یا تو کسی

دنیا میں پھیل کر سارے قلب کے اندام پر محیط ہو جاوے گا یا اسکا بدنتیجہ آخرۃ کی نابینائی ہوگی۔ اگر اس امر کے لئے کوئی اور ثبوت نہ بھی ہو جب بھی مامور ومرسل ہونا اس کے لئے کافی دلیل ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ یہی آیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک دفعہ الہام ہوئی - جس سے خدا کا منشا ہے جو ایمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مطلوب ہے وہی یہاں بھی مطلوب ہے - میں اپنی فراست سے دیکھتا ہوں کہ خدا تعالےٰ نے اس الہام میں بہت سی حکمتیں ودیعت کی ہیں اور خاص غرض سے یہ اپنا کلام اپنے بندہ کے منہ میں ڈالا۔ من جملہ اُن کے ایک یہ بھی میری سمجھ میں آتی ہے کہ اس کے علم میں تھا کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جن کے قلوب میں ایسے عظیم الشان انسان کی نسبت دغدغے اور وسوسے پڑیں گے اور اُن کے نزدیک ایسا ایمان اپنے اجتہاد اور علم اور عقل کی قربانی کرنی ہوگی - دوسری بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ مسیح موعود علیہ السلام کا کام بہت بڑا اور نازک ہوگا - مسیح موعود کو ایسی قوموں سے واسطہ پڑے گا جو اپنے زعموں میں علوم وفنون کی اعلیٰ معراج پر پہونچی ہوں گی۔ بات بھی یوں ہی ہے غیر قوموں کو چھوڑو اندرونی قوموں کے حال پر غور کرو جن کی اصلاح کے لئے حضرت مہدی موعود تشریف لائے ہیں اور جن سے چاہا گیا ہے کہ وہ ایسا ایمان آپ پر لائیں اُن میں ہزاروں بڑے بڑے صوفی اور درویش جن کے پاس ان کے مانے ہوئے بزرگوں کے انبار در انبار تالیفات اور ملفوظات۔ بڑے بڑے بھاری علما اور مولوی

اور مجتہد جو رات دن احادیث اور تفاسیر اور علوم آلیہ کی درس و تدریس میں مصروف رہتے ہیں۔ جن کے دماغ میں ان خشک لفظوں کے رات دن پڑھنے سے یہ کیڑا پیدا ہوجاتا ہے اور ضروری ہے کہ پیدا ہو کہ وہ خود مکتب خداوندی کے یگانہ شاگرد اور مجتہد مطلق ہیں وہ بات بات کے لئے اپنے زعم میں اُن الفاظ کی ایک میزان ہاتھ میں رکھتے ہیں وہ کسی کی بات مان سکتے ہی نہیں جب تک اُس موضوع میزان میں اُسے تول نہ لیں - حقیقت میں خوب غور کرو ہمارے امام مسیح موعود کو کن لوگوں سے پالا پڑا ہے اور کتنا بڑا نازک کام آپ کے سپرد کیا گیا ہے - ان امور کو مدنظر رکھ کر (واللہ اعلم بمرادہ وعلمہ اتم واحکم) خدائے علیم حکیم نے یہ الہام اپنے بندہ پر نازل کیا کہ جب تک لوگ اپنے علم خشک کے انباروں کو راکھ کر کے اور اپنے استنباطوں اور اجتہادوں اور دانشوں اور فہموں کو خیرباد کہہ کر اُن سادہ اور پاک صحابیوں کی طرح آپ کے پیچھے نہ ہولیں گے جب تک مومن نہ ہوں گے اور کبھی اُن برکتوں کے وارث نہ ہوں گے جو ایسا ایمان رکھنے والے اصحاب کو ملیں

غور کرو

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ

کا مصداق جب مسیح کی جماعت کو ٹھیرایا گیا تو صحابہ کا سا ایمان اُن سے کیوں مطلوب نہ ہوگا - ضروری ہے کہ ہمارا ایمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقوال واعمال و افعال کی نسبت ویسا ہی ہو جیسا ہم پر فرض ڈالا گیا ہے کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر رکھیں - اسلئے کہ وہ برکات جو صحابہ کو ملیں وہی

سے وعدہ کیا گیا ہے۔ کیا ہم میں اس وقت تنازع نہیں۔ کیا عرب جاہلیت کی ساری بداخلاقیاں اور بے اندامیاں ہم میں نہیں۔ کیا وہی باہمی جنگیں اور فساد اور کینے ہم میں نہیں۔ کیا اسوقت بات بات پر ادنیٰ ادنیٰ اختلاف پر اُسی طرح ہم زبان کی تلوار نہیں نکالتے۔ غرض اب کونسی بات باقی رہ گئی ہے جو ان لوگوں میں تھی اور ہم میں نہیں۔ بدقسمتی سے جو لوگ ہم میں حدیث اور تفسیریں پڑھ چکے ہیں اور وہ جو اردو ترجموں کے ذریعے کتابوں پر واقف ہو چکے ہیں اور کورنجتی سے وہ جو دہلی کے اُس خشک الفاظ یاد کرا دینے والی مکتب کو چھو کر آتے ہیں وہ اپنی رائے میں فہم میں۔ اجتہاد میں۔ استنباط میں۔ عملاً مستقل شارع اور رسول بن بیٹھے ہیں۔ اُنھیں سرخ موت کی برابر ہے کہ کسی کی بات پر سر خم کریں۔ غرض اسوقت بھی اُسی قسم کے ایمان کے دواعی موجود ہیں بلکہ بدرجہا زیادہ ہیں جو عرب میں موجود تھے۔ اگر اس ایمان میں ضعف اور کمی رہ گئی تو وہ برکات کبھی ملنے کے ہی نہیں۔ مگر میں بصیرۃ سے ایمان رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے مسیح کے لئے بھی ایسی جماعت تیار کرے گا جنکا ایمان صحابہ کے ایمان کے ہم پلہ ہوگا اس لئے کہ ضرور ہے کہ وہ برکتیں پھر نازل ہوں جو پہلے نازل ہوئیں اور اس لئے کہ رسالت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ) پھر دنیا میں اپنی پہلی آب وتاب کے ساتھ جلوہ گر ہو۔

میں دلی رنج اور افسوس کے ساتھ بعض خط پڑھے ہیں جن سے ایک قابل افسوس تنازع کی خبر ملی جو بعض ناواقف اور جلدباز اور ناتجربہ کار لوگوں کی طرف سے برپا ہوا۔ بعض غلط کاروں نے ناواجب جوش کی تاب مقاومت نہ لاکر مُنہ سے کہدیا کہ ہم پابند نہیں کہ امام کی ساری باتوں کو مانیں۔ ہم خود دیکھ لیں گے اگر امام کی بات قرآن وحدیث کے موافق ہوگی تو مان لیں گے ورنہ اس کی طرف التفات نہ کریں گے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ یہ مرض بعض ان لوگوں میں ہے جو بدقسمتی سے چار حرف پڑھ گئے ہیں اور وہ خدا تعالےٰ کے مصفا آئینہ کے حضور میں اتنی دیر بیٹھنے کی توفیق نہیں پا سکے کہ ان کے علوم وفہم کی بدصورتی اُن پر کھل جاتی۔ افسوس یہ سوء ادب ایسا ہے کہ اس کے سُننے سے عرش الٰہی کانپ اُٹھتا ہے۔ کاش وہ حقیقت بیعت میں غور کرتے اور پھر سوچتے کہ اُنھوں نے باوجود بیع کے پھر اپنا بیچا کیا ہے۔ یہ استکبار و انانیت جو ایک ہی بربادی بخش متاع ہے جسکا بیچ ڈالنا اور گھر کے صندوق سے جلدی نکال ڈالنا انہیں ضروری تھا۔ یہ تو اُنھوں نے سنبھال اور اطلس کے غلافوں میں لپیٹ کر اپنے اپنے صندوقوں میں رکھ لی۔ پھر میں پوچھتا ہوں اُنھوں نے بیعت کیا کی۔ وہ تو آخر کار اپنے اوپر ایمان لانے والے یا یوں کہو کہ اپنے ہی اجتہاد اور حدیث دانی اور قرآن دانی پر ایمان لانے والے نکلے۔ وہ حضرت **حکم اللہ** پر ایمان کیا لائے وہ تو اُس حکم کے بھی حکم بن بیٹھے کیونکہ جب **امام حکم** کی طرف سے کوئی مسئلہ قرآن وحدیث سے استنباط ہوکر شائع ہوگا اس کے بعد ان کی ڈیوٹی ہوگی کہ وہ اپنے علوم اور اجتہاد کی قوتوں کو جو شاید کہیں کہیں چلی گئی ہوں جمع کریں اور خوب غور کریں کہ امام صاحب کا یہ استنباط صحیح ہے یا نا ہی ہے۔ پھر اگر ان کی استنباط واجتہاد کی میزان میں پورا اُترا تو قبول ورنہ مردود۔ اللہ اکبر سوچو اور خدا کے لئے غور کرو یہ کتنا بڑا بول ہے **کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا**۔ حضرت کا موعود حکم اسی لئے تو آیا اور ایسے وقت میں آیا کہ تمھارے مغز خدا کی باتوں کی سمجھنے کے لائق نہ رہے تھے۔ اور تمھیں ہر نیک بات کے سمجھنے میں ٹھوکریں لگنی شروع ہوگئی تھیں۔ ورنہ لفظ حکم کی اور حقیقت کیا ہے۔ جب اُس کے آنے پر بھی وہی سر دردی باقی رہی کہ ہمارے اجتہاد اور استنباط کی مشینیں بھی ویسی ہی دن رات چلتی رہیں بلکہ پہلے سے بھی زیادہ اسلئے کہ حضرت امام کے منہ سے آئے دن ایک نئی بات اور اچھوتی بات نکلتی ہے جو بظاہر قرآن وحدیث کے خلاف معلوم ہوتی ہے اور درحقیقت ایک نازک اور دقیق استنباط ہوتا ہے اور ہمیں یہ مصیبت پڑ گئی کہ ہم اپنی اپنی جگہ اسکو پرکھتے رہیں کہ آیا امام کا یہ استنباط صحیح ہے یا نادرست اور تحریف اور تسویل ہے تو بتاؤ کہ ہم تو اس امام حکم کے آنے پر وبال اور نکال میں پڑ گئے۔ ہمارا کام تو اتنا بڑھ گیا کہ خدا کی پناہ۔ یہ ہمارے لئے رحمت اور فضل کیا آیا ہم پر تو زحمت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ یہی باتیں تو وہ لوگ کہتے ہیں جو اس نور سے مستفید نہ ہو سکے وہ بھی تو یہی کہتے اور اپنے تئیں اس کہنے میں حق پر سمجھتے ہیں کہ ہم اس شخص (مسیح موعود) .... کی باتوں کو کیونکر قبول کریں جب تک قرآن وحدیث کے موافق نہ پائیں۔ اور درحقیقت یہ وہی شبہ ہے جو یہودیوں اور نصرانیوں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کیا۔

وہ بھی یہی کہتے تھے کہ توریت اور انجیل کے نصوص کے برخلاف اس شخص کا وجود اور اعمال ہیں پھر ہم اسے کیونکر قبول کریں۔

مامور اور مرسل کی حقیقت پر ان لوگوں کو کبھی غور کرنی نصیب نہیں ہوئی۔ نادانو اگر تمہارے عقول اور فہم اور تجربوں پر مامور و مرسل کے انتخاب کی بنا ہو تو وہ خدا کا مرسل اور موعود کیوں ہو۔ تم تو نصوص الہیہ کے فہم کے لحاظ سے غلطیوں میں پڑ چکے اور ناپاک اور مزخرف اعتقادوں پر جمے ہوتے ہو جب وہ مامور موعود آتا ہے اور تمہاری اُن ہی غلطیوں اور نصوص الہیہ میں بیجا دست اندازیوں کا تو وہ حکم بنکر آتا کہ پھر تمہاری بات کیونکر اسوقت چلے وہ خدائے حکیم علیم کا سکھایا ہوا۔ اس کے قویٰ ازلاً ان کاموں کے لئے ستر اوار جن کے پورا کرنے کو وہ آتا ہے۔ وہ منور۔ وہ آسمانی نشانوں سے اپنے دعووں پر تائید یافتہ۔ وہ تبلیغ اور استنباط میں ملائکہ الٰہی کے حفظ کے قلعہ میں جاگزین۔ تم گرے ہوئے۔ پست ہمت۔ اور شہوات کے تاریک کنوئیں میں سرنگوں لٹکے ہوئے۔ تنکے کی طرح جھونکوں کے ساتھ ہر طرف کو جھک جانے والے تمہاری کیا بساط اور کیا زہرہ ہے کہ تم اس کے حکم بنو اور اس کا کلام اور کام جب تک تمہارے علم اور فہم کے موافق نہ ہو درست ہی نہ ہو۔ اس سے زیادہ میں اس وقت نہیں کہتا اگر خدا نے چاہا تو کسی وقت اس پر مفصل چٹھی لکھوں گا۔ آہ اسوقت مجھے کتنا درد ہے کہ لوگ ہنوز اس خدائی نعمت سے کم واقف ہو کر ہیں۔ آہ اس فضل خداوندی کا کتنا کفران کیا گیا ہے میرا دل درد میں اور میری روح جوش میں ہے کہ میں کہاں سے وہ الفاظ لاؤں جو لوگوں کو یقین دلا سکوں کہ یہ وہی نور ہے جو شروع میں کل نبیوں کی زبان سے اور آخر میں خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے وعدہ دیا گیا تھا۔ یہ یقیناً وہی ہے جس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام بھیجا۔ اے میری قوم چھوڑ مکذبوں اور منکروں اور خدا اور رسل انبیاء سے جاہل لوگوں کو۔ چھوڑ دے انھیں کہ انکا تکبر اور ان کی بدزبانی اور کفران نعمت اور ان کی کور باطنی اپنا رنگ لاوے تو اُٹھ اور اس کی قدر کر جو حق قدر کرنے کا ہے۔ تو اپنے پاک ایمان اور قوی عرفان کے ساتھ اسکی ذات پاک کی نسبت اپنے اقوال اور افعال سے وہی نمونے دکھا جو صحابہ نے دکھائے تو کہ تو اُن تمام نعمتوں کی وارث ہو جو انھیں ملیں۔

ناعاقبت اندیش جلد بازوں اور شکوک کے ورطوں میں غوطہ کھانے والوں سے تیرا کیا کام تجھے وہ ایمان مبارک ہو جو خدا کی حکیم کتاب کی اس آیت نے حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت اور پھر خدا تعالیٰ کے الہام نے اس آیت کے واسطہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت تقاضا فرمایا ہے میں اس وقت حضرت امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اگر میں غلو کر رہا ہوں اور میری زبان حق کے بیان کرنے میں کجی اور ناانصافی کی طرف جاری ہے تو میرے بیان کی اس وقت اصلاح کردیں اور سامعین خطبہ پر اسوقت کھول دیں کہ میں نے غلط بیان کیا ہے مگر میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بصیرۃ کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں حق بیان کر رہا ہوں۔ میری روح امام کے علوم کے شربت سے سرشار ہو کر یہ پاک ترانہ ہمارہی ہے اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ میں اسوقت خود حضرت امام علیہ السلام کی زبان ہوں۔

اور آخر میں میں حضرت امام سے جسے میں نے اپنے والدین سے بھی زیادہ رحیم کریم پایا ہے بمنت عرض کرتا ہوں کہ وہ نماز میں رکوع و سجود کے اندر میرے لئے اور میرے مخلص احباب کے لئے خصوصاً اور ہماری جماعت کے لئے عموماً دعا کریں کہ موت تک ہماری زبان اور ہمارا دل اس ایمان پر متفق رہیں۔ اور ہماری زندگی۔ ہمارا مرنا اور ہمارا جی اُٹھنا آپ کے ساتھ ہو

آمین

تنبیہ

میں نے اس خطبہ کو دوبارہ اپنے قلم سے لکھا ہے میری روح میں بڑا جوش پیدا ہوا کہ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ میری یہ دل کی باتیں قبول کا شرف پائیں گی۔ کل صبح کی اذان سے قبل میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے داہنے کان کے ساتھ بہت سی ٹیلیفون لگی ہوئی اور مختلف شہروں سے مختلف دوستوں کی طرف سے آوازیں آرہی ہیں وہ کہ جو کچھ آپ ہمارے مسیح موعود کی نسبت کہتے ہیں ہم اسکو خوب سمجھتے ہیں " مجھے خیال پڑتا ہے کہ کسی نے یہ بھی کہا کہ " ہم اسکا اعتراف کرتے ہیں " اس بشریٰ سے مجھے یقین ہو گیا کہ میرے دوست میری ان باتوں کی قدر کریں گے اور انشاء اللہ مستفید ہوں گے۔ تحدیث بالنعمۃ کے طور پر یہ بھی لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ بعد نماز جمعہ کے حضرت اقدس سے کچھ عرض کرنے کیلئے اندر گیا بعد ادھر اُدھر کے ذکر کے میں نے خطبہ کی نسبت آپ سے پوچھا فرمایا " یہ بالکل میرا مذہب ہے جو آپ نے بیان کیا " اور فرمایا " یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ معارف الٰہیہ کے بیان میں بلند چٹان پر قائم ہو گئے ہیں۔ اور بھی اسی قسم کے جملے فرمائے وذلک فضل اللہ الخ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

افسوس

سخت افسوس کی بات ہے کہ ہندوستان میں آریوں اور عیسائیوں کیطرف سے کئی رسالے اور اخبار ہفتہ وار اور ماہوار چھپتے ہیں جنہیں دین و دنیا کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اسقدر بدزبانیاں کی جاتی ہیں اور گالیاں دی جاتی ہیں کہ ایک غیرت مند مسلمان کا بدن تھرا اٹھتا ہے اور آنکھوں میں خون اتر آتا ہے ان رسالوں میں کچھ ایسا زہر بھرا ہوا ہے کہ کئی مسلمان انکو پڑھکر متشکک اور مرتد ہو گئے ہیں ہندوستان میں چھ کروڑ مسلمان موجود ہیں لیکن افسوس کہ ایک اخبار یا رسالہ بھی انکی طرف سے باقاعدہ نہیں چھپتا جو ان مخالفوں کے دندان شکن جواب دیکر اہل اسلام کو دوزخ کے گڑھے سے بچاوے اور انکا حوصلہ بڑھاوے کہتے ہیں کہ عیسائیوں کے مشن کا بہت سارو پیہ ایک بات سے وصول ہو جاتا ہے کہ ولایت کے عیسائیوں نے ایکوقت کی چاء میں میٹھا ڈالنا چھوڑ دیا ہے اور اسی ایکدفعہ کے میٹھا چھوڑ دینے سے ہزاروں روپیہ جمع ہو جاتا ہے جو وہ عیسائی مشن کے اور عیسائی رسالوں کے شایع کرنے میں صرف کرتے ہیں اسلام جو خدائی مذہب ہے اس کے لئے مسلمانوں کو اتنی بھی غیرت نہیں ہونی چاہیئے ضرور ہونی چاہیئے اور اسی غیرت نے ہمارا دامن پکڑا ہی کہ ہم یہ رسالہ **انوار الاسلام** ماہوار نکالنے پر مجبور ہوئے جس میں نورافشاں وغیرہ عیسائی اخباروں آریہ گزٹ وغیرہ آریہ کے اخباروں اور مخالفین کی تمام اعتراضات کی مفصل جوابات لکھا کرتے ہیں ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس رسالہ کو منگا ئے اور مطالعہ کرے ۴۰ صفحہ ماہوار قیمت نہایت کم معہ محصول ڈاک عہ سالانہ قیمت ہر حالت میں پیشگی آنی چاہیئے نمونہ کیلئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیئے واعظین اسلام سے رسالہ کی قیمت سالیانہ صرف ۱۲ر غیر مذاہب سے صرف ۸ر اس غرض سے کہ غیر مذاہب کو روبرو غذا کی یہ موقع کبھو کامل کہ نہ دنیا میں رسالہ انوار الاسلام نہیں دیکھا

المشتہر منشی کریم بخش مالک و مہتمم رسالہ انوار الاسلام

براہین احمدیہ چار جلد کامل

یہ وہ نادر اور بے نظیر کتاب ہے جس میں قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کے ثبوت میں تین سو زبردست دلائل قاطع دئے گئے ہیں اور اسلام کو بمقابلہ سب مذاہب کے اعلی و افضل ثابت کیا گیا ہے اور اثبات رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں آجتک کوئی ایسی کتاب تصنیف نہیں ہوئی موافق اور مخالف اسکی تعریف میں رطب اللسان ہیں اس کی پہلے قیمت ۲۵ روپیہ تھی اور بوجہ نایابی کے دنیا اس کی زیارت کو ترس رہی تھی ہم نے بڑی کوشش اور جانفشانی سے اس کتاب کو زیور انطباع بار ثانی پہنایا ہے ناظرین یہ موقعہ ہاتھ سے نہ کھوئیں نہایت جلد خرید فرمائیں کاغذ موٹا چھاپہ نفیس خوشخط اور خوش نما قیمت نہایت ہی کم صرف (سے ؎) ۔

المشتہر منشی کریم بخش مالک مطبع مفید عام سیالکوٹ

عجیب و غریب مرہم

المعروف

بمرہم عیسی و بمرہم رسل و بمرہم شلیخہ

معزز بھائیو! یہ ایک نہایت ہی پر تاثیر اور نادر مرہم ہے اس مرہم کے طیار کرنے میں سب سے بڑی مشکل تو اس کے اجزا نادر الحصول ہیں اور اس ملک میں انکا دستیاب ہونا مشکل ہے ہم بڑی خرچ کے ساتھ اصلی اور خالص اجزا ملک شام و انگلنڈ و مصر وغیرہ سے منگاتے اور اس مرہم کو طیار کرتے ہیں اس کو ہر ایک زمانہ کے فاضل طبیبوں نے آزمایا اور اسکی اعجازی تاثیرات کو بلا اختلاف سب نے تسلیم کیا ۔ حکما یورپ بھی اس کے عجیبہ خواص کے قائل ہیں خالص یقینی صحیح اور آلائش سے پاک خاص ترکیب کے ساتھ ہم ہی یہ مرہم طیار کرتے ہیں ایکدفعہ ضرور آزمائش کرے ۔

فوراً جائے درد پر اثر کرتا ہے

ہر قسم طاعون ۔ سرطان کے زخم ۔ خنازیر (کنٹھ مالا) گلٹیاں ۔ بدعہ ہر طرح کے ناسور زخموں کے کیڑے ۔ پرانے گندے زخم ۔ پھنسی ۔ پھوڑے ۔ گھاؤ گنج ۔ خارش طرح طرح کی جلد کی بیماریاں سرطان رحم ۔ چوٹوں کے زخم موچ ۔ تلی کے ورم ۔ بواسیر کے درد ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا ۔ کانوں سے ریم کا بہنا ۔ جانوروں کا کاٹ لینا ۔ جل جانا ۔ عورات کی خطرناک بیماریاں وغیرہ وغیرہ کا دنیا بھر میں لاثانی علاج ہے قیمت فی ڈبیہ عہ

کارخانہ مرہم المعروف بمرہم عیسی حکیم محمد حسین بھاٹی دروازہ لاہور سے طلب کرو

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھندھلا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کی آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے ضرور بچنا چاہیئے۔ المشتہر پروپرائیٹر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہتے جانا دُھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں ڈھلکن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُن سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے اسلئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی ایم سانگلی صاحب ایم۔ بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

۲- میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مسماۃ نہم دیوی عمر قائم سال پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خود دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اُس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دُکھتی رہتی تھیں اُنمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اُس کی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پروسکتی تھی اور وہ اُن اشیاء کو جو اس کے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تیرہ روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔

راقم خان بہادر محمد حسین خاں ایل۔ ایم ایس اسسٹنٹ سرجن ڈسپنسر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳- میںنے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جن کی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴- میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کا سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اُسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے ۷ مارچ ۱۹۰۶ء میں جمع کیا گیا ہے۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپا

رجسٹرڈ ایل ۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دو بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

جلد ۵	دارالامان قادیان ۳۱ اگست سنہ ۱۹۰۶ء	نمبر ۳۴

بقیہ مضمون سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی

مرد تو مرد عورتیں بھی اسی فسوں سازی کر
لئے اپنے نازک دماغوں اور عورتانہ نا
و انداز کو ساتھ لئے ہوئے نکل کھڑی
ہوئی ہیں۔ چنانچہ جہاں مردوں کا گذر دشوار
ہے وہاں یہ نازک اندام چرب زبان
طائفہ خانہ نشین بھولی بھالی مستورات
کو اپنی شریلی آواز سے گیت سنا سنا کر
اور جسمانی زیب وزینت کے سامان
پیش نظر رکھ کر فریفتہ کرنے میں قابو
پاتا ہے۔ کوئی گانوں۔ کوئی قصبہ۔
کوئی جزیرہ۔ کوئی علاقہ ایسا نہیں جہاں
اس شرک عظیم میں پھنسانے کے لئے
طیاریاں نہیں ہوئیں۔ واعظوں کے
ذریعہ سے گھروں میں خاموش بیٹھنے
والے لوگوں کو مسیح کی خدائی۔ اور تثلیث
اور کفارہ کا سبق دیا جاتا ہے اپنی دولتیں
اور خزانے ان لوگوں نے اس کی اشاعت
کے واسطے وقف کر دئے ہیں اور اپنے
ذخائر اور متاعوں کو پانی کی طرح بہا
دیا ہے۔ پادری لوگ گرجاؤں سے
نکل کھڑے ہوئے ہیں اور صلیب کا
بت گلے میں لٹکائے ہوئے ہر جگہ
پہونچتے ہیں۔ ان کے ساتھ حسن پر
فریفتہ کرنے والی نگاہیں لوگوں کو
اپنی طرف بلاتے ہیں اور گنہگاری کے
دام میں پھنسانا ایک ہنر سمجھا جاتا ہے
صلیب کی ہمدردی میں نازک وجود قربان
ہوتے ہیں۔ بھڑکدار لباس پہنکر اور
ناز و نیاز دکھا کر دلوں کو مسیح کی خدائی
کی طرف لے جاتے اور کفارہ جیسی آزادی
کی راہ دکھاتے ہیں ہر حاجت براری کا
سامان طیار رہتا ہے۔ خرچ و خوراک
اور پوشاک سے بھی دریغ نہیں۔ یہ غلو
صلیب کے حامیوں کا پہلے زمانوں میں
کم نظر آتا ہے۔ اس رنگ سے اور
ایسی آزادی سے اور اس عملی طریق سے
توحید اور **تثلیث** کا مقابلہ
کبھی پڑا ہے اور وہ اعتقاد جسکی نسبت
قرآن کریم ایک پرہیبت اور خوفناک
الفاظ میں فرماتا ہے تکاد السموات
یتفطرن وتنشق الارض وتخر الجبال
ان دعوا للرحمن ولدا ٥ کب اس کثرت
اور زور سے ظاہر ہوا ہے۔ اور اس فساد
عظیم کا رخ زیادہ تر توحید قرآن کے ہی
مقابل ہے جس نے اس شرک سے اسلام
اور مسلمانوں کو خوفناک طریقوں کے
ساتھ اور پرہیبت ہدایتوں کے ذریعہ
سے بیزار کر کے اس شرک کے مقابلہ
پر آمادہ کر دیا ہے اور خالص توحید
کو حضرت ابراہیم حنیف کی ملت قرار

دیگر مسلمانوں کی نجات کا اصول قرار دیا ہے۔ اور یہ کفارہ اور تثلیث اور مسیح کی خدائی کا بت جب اپنے پورے زور میں رونما ہوتا ہے تو اسلامی توحید کا حربہ ہی ہے جو اس کے پاش پاش کرنے کے واسطے اٹھانا پڑتا ہے۔ بس اس تعلیم کی اشاعت گویا صرف توحید اسلامی کی ہی متزلزل کرنے کے لئے ایک سخت نقصان رساں صورت میں فی زمانہ ظہور پذیر ہے اور اب کون ہے جو سوائے آسمانی طاقتوں کے اسکو توڑ سکے اور اسکو مغلوب کر سکے۔

(صفات میں دخل)

خدا کی بادشاہت میں اُس کی ذات واحد کے ساتھ اس ظلم صریح کو روا رکھ کر اس فساد کبیر کے برپا کرنے والی قوم کے سوا بعض ہوا پرست قوموں نے صفات الٰہیہ میں بھی دست اندازی کی اور جیسا کہ اُس کی ذات کی شناخت کا حق ادا نہیں ہوا تھا ویسا ہی صفات کی شناخت میں بھی وہ دست اندازی کی گئی کہ الامان ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کے ماننے والی بت پرستوں سے دو قومیں اسلامی توحید سے مرعوب ہو کر ایسی پیدا ہوئیں کہ جنھوں نے اپنی نفس پرستی اور خود ستائی کی دھن میں اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کے وجود سے ہی انکار کیا اور اپنے خطرناک خیالات کو مدنظر رکھکر صفات باری میں ہی شبہات پیدا کر دئے۔

(برہمو)

برہموں نے اللہ تعالےٰ کے پاک سلسلہ نبوت سے انکار کیا اور انبیا کی راستباز اور پاک جماعت کی نسبت ایسے بیہودہ اور باطل خیالات پھیلا کر ان کی پاک تعلیمات کا اعتبار دلوں سے جاتا رہا۔ اور وحی و الہام کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت تکلم کو ناممکن قرار دیا گیا اور کسی فرد کامل پر اس کا پاک کلام نازل ہونا محال اور ممتنع سمجھا۔ ہر آسمانی کتابوں کو محض انسانی خیالات کا ایک دفتر بتلایا اور ان پر ایمان لانا۔ اور ان کی تابعداری پر نجات کا مدار رکھنا فضول قرار دیا۔ اپنے کانشنس یا ضمیر کے ہر آن میں پلٹنے والے بے قرار و بے ثبات خیالات کو ہادی مانا۔ اور محض عقل کو بغیر سہارے اور امداد آسمانی قوت کے بالکل خطا و غلطی سے باوجود صدہا ٹھوکروں اور غلطیوں کے مبرا سمجھا۔ استعدادات عقلیہ کی فطری کمی بیشی کا فیصلہ کئے بغیر اسکو راہ بر کامل قرار دے لیا۔ اور ہر ایک ہدایت کو جو انسانی عقل تجویز کرے بلا غور اس امر کے کہ اس عقل کے خالق نے اسکی نسبت کیا حکم لگایا ہے نجات انسانی کے واسطے کافی ٹھیرا دیا۔ اور بجائے اس کے کہ ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کو ترک کر کے خدا پرست اور سچے موحد مسلمان قرآن کے پیرو ہو جاتے خود پرستی کے چکر میں پھنسکر ان خیالات کی اشاعت سے ایک طوفان بے تمیزی اور بد اعتقادی برپا کر دیا۔ اور ناروا آزادی کا سبق دیگر مخلوق الٰہی کی تباہی کے درپے ہوتے اپنے ملمع کئے ہوئے خیالات کو ایک آزادی بخش سلطنت کے دامن میں آرام پا کر خوب چمکایا اور خام اور بیہودہ رائیں پیش کر کے آب و تاب کے ساتھ انکو شائع کیا۔

(آریا)

دوسری طرف آریہ ظلم و فساد کی آری ہاتھ میں لے کر اٹھے۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات تکلم کے دوام کو معطل کر دیا اور صرف آریہ ورت کی چار دیواری میں محدود کر کے یہ اعتقاد ظاہر کیا کہ کسی لامعلوم وقت میں جسکا ہمکو بھی پتہ نہیں چند نامعلوم الاسم لوگوں کے ساتھ جنکا حسب نسب ہم خود نہیں جانتے خدا ایک دفعہ بولا تھا اور اسکا کلام سنسکرت زبان میں نازل ہوا تھا اور وہ بید ہے۔ جس کا پورا علم و فہم اب ہمکو بھی نہیں ہے۔ یہاں تک کہ معمولی صحیح ترجمہ بھی ہم نہیں جانتے۔ بعد ازاں چنان ایسا خاموش ہوا کہ گو صدہا فساد اطراف عالم میں پھیلے اور سخت آندھیاں چلیں مگر چار دیواری ہندوستان سے اُس نے قدم باہر نہیں رکھا اور اگرچہ بہت ہی اس کے عاشق و شیدا اس کے پاک کلام کے مشتاق اسکی طرف دوڑے مگر اُس نے اُن کی طرف ذرہ بھی توجہ نہیں کی اور اطراف عالم میں اگرچہ اُسکی ہدایت پاک کی ضرورت سخت پڑتی رہے مگر پھر اُس نے آنکھ اُٹھا کر بھی اسطرف نہیں دیکھا اور نہ کچھ منہ سے بولا۔ ایسی چپ لگی کہ گویا ایک دفعہ بول کر پھر بھول گیا کہ کیا بولا تھا۔ اس کے بعد نہ کسی انسانی ہدایت کے نازل کرنے کی ضرورت اُسکو معلوم ہوئی اور نہ کوئی آسمانی کتاب نازل ہوئی اور نہ ہم ہی یہ پتہ دے سکتے ہیں کہ بید بے ثمر کی کوئی شاخ کسی دوسرے ملک تک بھی پہونچی۔ یا کسی نے اسکی تعلیم کو سوائے ہندوستان کے ... اور جگہ پھیلایا۔ مگر پھر بھی ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ سوائے ہندوستان کے اور چین ملکوں میں کتاب آسمانی کے دعویدار پیدا ہوئے ہیں سب جھوٹے اور مفتری ہیں۔ اگرچہ ان کی تعلیمات کیسی ہی مفید اور انسانی جماعتوں کی راہبری میں کیسی ہی کارآمد ثابت ہو چکی ہوں مگر وہ خدا کا کلام نہیں جنکی اور برکتوں میں سے ایک پاک برکت نیوگ کی تعلیم بھی ہے جو اس کے خدا کا کلام ہونے کا کافی ثبوت ہے۔ دوسری طرف اس قوم نے اللہ تعالیٰ کو صفت خلق سے محروم کر دیا ہے اور یہ اعتقاد ظاہر کر دیا ہے کہ وہ مادہ اور ارواح بھی خدا کی طرح انادی اور قدیم سے چلے آتے ہیں نہ مادہ کو خدا نے بنایا نہ ارواح کو بلکہ ان کے جوڑ جاڑ سے انسان کو خلق کیا اور نیز کل اشیاء عالم کو بنایا۔ اور وہ کسی چیز کو نیست سے ہست کرنے پر قادر نہیں ہے۔ جیسا کوئی پیشہ ور کسی آلہ کے ذریعہ سے موجودہ

حضرت اقدس کی پاک باتیں

(ایک جامع درس)

سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم ۲۴ اگست سنہ ۱۹۰۶ء

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ میں ایک نکتہ معرفت

مفسر کہتے ہیں کہ یقین سے مراد موت ہے مگر موت روحانی مراد ہے اور یہ ظاہری بات ہے کہ اس کا مقصود بالذات کیا ہو؟ جسکی تلاش کرنے کے لئے یہاں ایما اور اشارہ ہے۔

مگر میں کہتا ہوں کہ وہ روحانی موت ہو یا تمہاری زندگی خدا ہی کی راہ میں وقف ہو۔ مومن کو لازم ہے کہ اس وقت تک عبادت سے نہ تھکے اور سست نہ ہو جب تک یہ جھوٹی زندگی بھسم نہ ہو جاوے اور اسکی جگہ نئی زندگی جو ابدی اور راحت بخش زندگی ہے اسکا سلسلہ شروع نہ ہو جاوے اور جب تک اسی عارضی حیات دنیا کی سوزش اور جلن دور ہو کر ایمان میں ایک لذت اور روح میں ایک سکینت اور استراحت پیدا نہ ہو۔ یقیناً سمجھو کہ جب تک انسان اس حالت تک نہ پہونچے ایمان کامل اور ٹھیک نہیں ہوتا۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا ہے کہ تو عبادت کرتا رہ جب تک کہ تجھے یقین کامل کا مرتبہ حاصل نہ ہو۔ اور تمام حجاب اور ظلماتی پردے دور ہو کر یہ سمجھ میں آجاوے کہ اب میں وہ نہیں ہوں جو پہلی تھا بلکہ اب تو نیا ملک نئی زمین نیا آسمان ہے اور میں بھی کوئی نئی مخلوق ہوں یہ حیاۃ ثانی وہی ہے جسکو صوفی بقا کے نام سے موسوم کرتے ہیں جب انسان اس درجہ پر پہونچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی روح کا نفخ اس میں ہوتا ہے۔ ملائکہ کا اس پر نزول ہوتا ہے۔ یہی وہ راز تھا جس پر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا کہ اگر کوئی چاہے کہ مردہ میت کو زمین پر چلتا ہوا دیکھے تو وہ ابو بکر کو دیکھے اور ابو بکر کا درجہ اس کے ظاہری اعمال سے ہی نہیں بلکہ اس بات سے ہے جو اس کے دل میں ہے۔

یاد رکھو ایمان ایک راز ہے

یاد رکھو ایمان ایک راز ہوتا ہے جو مومن اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہوتا ہے اور جسکو مخلوق میں سے اس مومن کے سوا دوسرا نہیں جان سکتا **ان عند ظن عبدی بی** کی حقیقت یہی ہے بعض اوقات وہ لوگ جو علوم حقہ اور معارف الٰہیہ سے بہرہ ور نہیں ہوتے کسی مومن کے ان تعلقات کے عدم علم کیوجہ سے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُسکو ہوتے ہیں اُسکی بعض حالتوں مثلاً معاملات رزق و معاش پر حیرت اور تعجب ظاہر کرتے ہیں اور کبھی یہ تعجب انکو بدظنی اور گمراہی تک لے جاتا ہے اس لئے کہ اُنکی نظر اپنے ہی محدود اسباب تک ہوتی ہے اور وہ اس راز اور سر سے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ رکھتا ہے ناواقف ہوتے ہیں۔

میں چاہتا ہوں کہ ہمارے دوست اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے اس راز کو ایسا بنائیں جو صحابہ کرام کا تھا۔

وقف زندگی

غرض یہ ہے کہ انسان کو ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف کرے۔

مینے بعض اخبارات میں پڑھا ہے کہ فلاں آریہ نے اپنی زندگی آریہ سماج کے لئے وقف کردی ہے اور فلاں پادری نے اپنی عمر مشن کو دیدی ہے مجھے حیرت آتی ہے کہ کیوں مسلمان اسلام کی خدمت کے لئے اور خدا کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف نہیں کر دیتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ پر نظر کرکے دیکھیں تو اُنکو معلوم ہو کہ کسطرح اسلام کی زندگی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کی جاتی تھیں

یاد رکھو یہ خسارہ کا سودا نہیں ہے بلکہ بے قیاس نفع کا سودا ہے کاش مسلمانوں کو معلوم ہوتا اور اس تجارت کے مفاد اور منافع پر انکو اطلاع ملتی۔ جو خدا کے لئے اس کے دین کی خاطر اپنی زندگی وقف کرتا ہے کیا وہ اپنی زندگی کھوتا ہے؟ ہرگز نہیں **فله اجره عند ربه ولا خوف عليهم ولا هم يحزنون**۔ اس للّٰہی وقف کا اجر اُن کا رب دینے والا ہے۔ یہ وقف ہر قسم کے ہموم و غموم سے نجات اور رہائی بخشنے والا ہے۔

مجھے تو تعجب ہوتا ہے کہ جبکہ ہر ایک انسان بالطبع راحت اور آسایش چاہتا ہے۔ اور ہموم و غموم اور کرب و افکار سے خواہشگار نجات ہے پھر کیا وجہ ہے کہ جب اُسکو ایک مجرب نسخہ اس مرض کا پیش کیا جاوے تو اسپر توجہ ہی نہ کرے کیا للّٰہی وقف کا نسخہ ۱۳۰۰ برس سے مجرب ثابت نہیں ہوا؟ کیا صحابہ کرام اسی وقف کی وجہ سے حیات طیبہ کے وارث اور ابدی زندگی کے مستحق نہیں ٹھہرے؟ پھر اب کونسی وجہ ہے کہ اس نسخہ کی تاثیر سے فائدہ اٹھانے میں دریغ کیا جاوے۔

بات یہی ہے کہ لوگ اس حقیقت سے ناآشنا اور اس لذت سے جو اس وقف کے بعد ملتی ہے ناواقف محض ہیں ورنہ اگر ایک شمہ بھی اس لذت اور سرور سے انکو مل جاوے تو بے انتہا تمناؤں کے ساتھ وہ اس میدان میں آئیں۔

اپنا ذاتی تجربہ اور وصیت

میں خود جو اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے

کے فضل اور فیض سے میں نے اس راحت اور لذت سے حظ اٹھایا کہ یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لئے اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار بیلا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔

پس میں چونکہ خود تجربہ کار ہوں اور تجربہ کر چکا ہوں اور اس وقف کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ جوش عطا فرمایا ہے کہ اگر مجھے یہ بھی کہدیا جاوے کہ اس وقف میں کوئی ثواب اور فائدہ نہیں ہے بلکہ تکلیف اور دکھ ہوگا تب بھی میں اسلام کی خدمت سے رک نہیں سکتا۔ اسلئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں اور یہ بات پہونچادوں آیندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اسے سنے یا نہ سنے کہ اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیات طیبہ اور ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی میری موت میری قربانیاں میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور حضرت ابراہیم کی طرح اسکی روح بول اٹھے اسلمت لرب العالمین جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا خدا میں ہوکر نہیں مرتا وہ نئی زندگی پا نہیں سکتا۔

پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تم دیکھتے ہو کہ خدا کے لئے زندگی کا وقف میں اپنی زندگی کی اصل اور غرض سمجھتا ہوں پھر تم اپنے اندر دیکھو کہ تم میں سے کتنے ہیں جو میرے اس فعل کو اپنے لئے پسند کرنے اور خدا کے لئے زندگی وقف کرنے کو عزیز رکھتے ہیں۔

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

ذیل میں ہم ایک نوٹ درج کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے **معراج** کی حقیقت سمجھنے کے واسطے بطور کلید ہے ہمارا ایمان اسپر ہے کہ معراج شریف کی اصل حقیقت اور وہ صورت ہے جسپر بڑے سے بڑے مخالف کو بھی اعتراض کرنے کی گنجائش نہیں ہوسکتی۔ اور معراج کیا ہے؟ درحقیقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کی ایک تصویر ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے ناظرین جسقدر وسیع غور کریں گے اُسی قدر حظ اور ذوق ایمانی اٹھائیں گے۔

(ایڈیٹر)

یہ امر یاد رہنا چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری ترقیوں کی ابتدا آپ کی ہجرت تھی اور **معراج** کے تمام واقعات آپ کی آنے والی زندگی کے حالات کی پیشگوئی ہے۔

لوگ سوال کرتے ہیں کہ معراج جسم سے ہوئی یا روح سے؟ کوئی راحت کوئی علم انسان کو بدون جسم کے ہوتا ہی نہیں۔ جسم اور روح آپس میں لازم ملزوم ہیں یہانتک جسم کا روح کے ساتھ تعلق ہے کہ بعض نادان فلسفیوں کو دھوکا لگا ہے کہ وہ روح کا انکار ہی کر بیٹھے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ روح کوئی چیز نہیں جسم ہی جسم ہے مگر سن رکھو

ہمارا ایمان یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج کا نظارہ روح معہ جسم تھا ہاں اسی جسم کے ساتھ تھا جو لوگ کہتے ہیں کہ مرزائی معراج جسمانی کے قائل نہیں وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ آپ کے معراج کا ثبوت مشاہدہ صحیحہ ہے۔ میں تو کل دنیا کو منوا سکتا ہوں کہ آپ کا معراج ایک صحیح واقعہ ہے۔ گویا معنے کہ ہر ایک اعتراض کرنے والے کو بند کر سکتا ہوں انشاء اللہ

واقعات معراج کی حقیقت

معراج میں جو واقعات پیش آئے تھے اُن کے معانی اور مطالب کے سمجھنے کے واسطے ہمکو ضرور ہے کہ اس زبان کی لغات کو دیکھیں اگر اُن تمام واقعات کے معانی اگر اس لغت کی رو سے معلوم ہو جائیں تو پھر معراج کی حقیقت کا سمجھ لینا کچھ بھی مشکل نہیں تھا۔

(۱) سینہ چاک کرکے دھونا (جس شخص کے ساتھ یہ واقعہ پیش آوے وہ شخص یقیناً یقیناً عملی طور پر ایماندار ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی ایمانی حالت پر غور کرو۔)

(۲) (قلب کا دھویا جانا۔) جس کا قلب دھویا جاوے اسکی عقل بڑھ جاوے گی اور بڑی سالم اور سلیم ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عاقبت اندیشی اور کمال عقل کو دیکھو۔

(۳) (براق پر سوار ہونا) اسکو ایک سفر پیش آوے گا۔ مرتبہ بلند ہوگا۔ عافیت۔ عزت کامیابی شامل ہوگی آپ کی زندگی پر نظر کرو

(۴) (بیت المقدس کو جانا) علوم انبیاء کا وارث ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ علوم عطا ہوئے کہ کمالات نبوت کا خاتمہ ہوگیا۔

(۵) (آسمان اول پر جانا) بہت بوڑھا نہیں ہوگا۔ متوسط عمر کا ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم معراج کے بعد بارہ برس ہی زندہ رہے

(۶) دوسرے آسمان پر جانا۔
علم اور حکمت کی ترقی حاصل ہوتی ہے
(۷) تیسرے آسمان پر جانا۔
عزت اقبال کی ترقی ہوتی ہے۔
(۸) چوتھے آسمان پر جانا۔
سلطنت کا مالک ہوجاتا ہے۔
(۹) پانچویں آسمان پر جانا۔
اسکو کچھہ مشکلات جزع فزع ضرور پیش آتے ہیں۔
(۱۰) چھیٹے آسمان پر جانا۔
سعادت و جاہ اس کو حاصل ہوگی۔
(۱۱) ساتویں آسمان پر جانا۔
اس کے مراتب اور پایہ کا کوئی آدمی نہیں ہوتا۔ مگر آسمان کی طرف جانے والے کے ساتھہ جھگڑے بہت ہوتی ہیں۔
(۱۲) جبرئیل کو دیکھے۔
دشمنوں پر فتح پاوے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا بہت بڑا پابند ہو۔
(۱۳) میکائیل کو دیکھے۔
مال اور شرف پاتا ہے۔
(۱۵) سدرۃ المنتہیٰ۔
وہ اپنے سارے مطالب میں کامیاب ہوتا ہے۔
(۱۶) آسمان کے دروازوں کا کھلنا
اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔
(۱۷) لوح محفوظ۔
مقبول الکلام ہوتا ہے۔
(۱۸) اللہ کو دیکھے۔
اس کی حاجات پوری ہوتی ہیں۔ اور معزز قوی ہوتا ہے۔
واقعات معراج کی یہ لغت ہے اب ان لغت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں معائنہ کرو۔ اور دیکھو۔ کہ یہ واقعہ معراج کیسا سچا اور صحیح واقعہ ہے۔

صبر دو قسم کا ہوتا ہے
صبر علی الطاعت۔ اور صبر عن المعاصی
صبر علی الطاعت تو یہ ہے
کہ نیکیوں پر ہمیشگی اور دوام کرے اور نیکیوں پر صبر یہ ہے کہ خوب سنوار سنوار کر کرے نماز پڑھے تو اسکو سمجھہ سمجھہ کر پڑھے اور عین وقت معززہ پر پڑھے اور باجماعت پڑھے۔
صبر عن المعاصی یہ ہے کہ بدیوں سے بچتا رہے مثلاً غضب آجاوے تو حلم کو برتے۔ شہوت آئے تو عفت سے کام لے۔ مشکلات میں بلند حوصلگی اختیار کرے حرص کے وقت قناعت اور کسی مشکل وقت میں شجاعت سے کام لے۔

شیطان کبھی کبھی نیکی کے رنگ میں بھی انسان کو ہلاکت میں ڈالدیتا ہے ایسی اوراد اور وظائف بتلائے جاتے ہیں کہ انسان باجماعت نماز سے رہ جاتا ہے۔ پس انسان کو اپنی خود تراشیدہ نیکیوں کا گمان اور غرور نہیں کرنا چاہیے اللہ تعالے نے انسان کو مختلف قویٰ دیئے ہیں اس لئے جو بات اسکو نہیں دی گئی اسکو دوسرے سے کیا فائدہ اٹھاوے۔
نفس کچھہ چاہتا ہے دوستی اور دیگر تعلقات کچھہ چاہتے ہیں پس ایسے مقامات پر اللہ اور رسول کی اطاعت کرو۔

اشتہار

اکثر بیماروں کے خطوط جناب مولوی نور الدین صاحب کی خدمت میں آتے ہیں اور وہ اپنی بیماریوں کیلئے درخواست کرتے ہیں کہ ہم جنگل میں یا گاؤں میں یا دوا سازی سے ناواقف ہیں یا دوا شناسی سے معذور ہیں یا بانگریزی دوای عموماً یہاں نہیں مل سکتی لہذا آپ دوا بناکر ہمارے نام وی پی بھیجدیں اور مولوی صاحب کو بسبب کثرت اشتغال اسکی فرصت نہیں لہذا عام فائدہ کے لئے یہ عاجز بذریعہ اشتہار ہذا اطلاع دیتا ہے کہ جس صاحب کو بنی بنائی دوا منگوانی منظور ہو وہ عاجز کو اطلاع دیں کہ انکو دوا بناکر بھیجدی جاوے یا لاہور امرتسر کلکتہ سے منگواکر بنائی جایا کرے۔

خاکسار فضل دین قادیانی

پیر مہر علی شاہ صاحب
پر اتمام حجت

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑی کے مقابلہ تفسیر نویسی سے انکار و فرار کے متعلق اشتہار نور الابصار کے بعد جو حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب امروہوی نے شائع کیا تھا کچھہ ضرورت نہ تھی کہ کچھہ اور بھی لکھا جاتا اور رہی سہی ضرورت کو حضرت اقدس سید الانام امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام کے رسالہ **تحفہ گولڑویہ** نے ہمیشہ کے لئے پورا کر دیا ہے اس کی اشاعت پر پیر صاحب کو تو کیا سلیم الفطرت لوگوں کو جو حق کے جویاں ہیں معلوم ہوجاویگا کہ پیر صاحب نے کہانتک انصاف اور خدا ترسی کی راہ کو چھوڑ کر الباطل کی حمایت کی ہے۔ پیر صاحب کی شرمناک شکست کا حال خصوصیت کے ساتھہ لاہور کی سنجیدہ پبلک پر اور بھی کھل گیا ہے جب کہ اس نے دیکھا کہ پیر جی تو چپ شاہ کا روزہ رکھے ہوئے بیٹھے ہیں اور ان کے مریدین و معاونین علماء کا سارا زور بیان گندی گالیوں اور دریدہ دہنوں پر خرچ ہورہا ہے پیر جی کی ایسی حرکات پر کہ انھوں نے جلسہ تفسیر نویسی سے گریز کیا اور پبلک کو اشتعال دلاکر ناگوار واقعات کے پیش آجانے کا خطرہ محسوس کر دیا ہم اسوقت کچھہ کہنا نہیں چاہتے۔ اس مختصر سے نوٹ میں ہم کو صرف یہ کہنا منظور ہے کہ حضرت اقدس نے اپنے فطرتی رحم سے جو ایسے لوگوں کو خدا کی طرف سے ملتا ہے مخلوقات الٰہی پر رحم کرکے ایک اور اشتہار شائع کیا ہے جس میں پھر پیر صاحب کو تفسیر نویسی کی دعوت کی ہے اور نہایت ہی نرم اور مبنی بر انصاف شرائط پیش

کرکے چاہا ہے کہ یہ فیصلہ ہو جائے
اور اگر وہ تفسیر نویسی سے عجز ظاہر
کریں تو پھر تین تین گھنٹہ تک تقریر
کرنے کی دعوت کی ہے یعنی اول حضرت
اقدس تین گھنٹہ تک اپنے دعاوی
اور دلائل بیان کریں گے پھر پیر صاحب
اسکی تردید کے لئے تین گھنٹہ برابر
تقریر کریں۔ چونکہ پیر صاحب کی پشت
سرحدی لوگوں کی ایک جماعت ہے
اس لئے قیام امن کے لئے مناسب
سمجھا گیا ہے کہ لاہور کے تین بڑے
رؤسا کے دستخط پیر صاحب کی درخواست
پر ہوں اور وہ امن و انتظام کے
ذمہ وار ہوں۔ پیر صاحب اگر واقعی
حمایت حق کا جوش ہے اور روح
القدس سے تائید یافتہ ہیں
تو اس میدان میں ضرور نکلیں گے
مفصل چونکہ اشتہار حضرت
اقدس کی طرف سے شائع ہو چکا ہے
اس لئے سر دست لکھنے کی زیادہ ضرورت
نہیں ہے۔

اربعین

بعض احباب کے اصرار اور درخواستوں
پر حضرت اقدس ع سے اجازت لیکر
یہ انتظام کیا ہے کہ اربعین کی جسقدر
تعداد حضرت اقدس ع چھاپ کر
مفت تقسیم فرماتے ہیں اُن کے
علاوہ اُس کی کچھ زائد کاپیاں بطور خود
چھپوا کر اُن دوستوں کو بہم پہونچائی
جاویں جنکو کسی وجہ سے نہیں ملی۔
اس لئے ہر ایک نمبر جو ایک جزو سے
زیادہ نہ ہوگا (۱؎) قیمت بلا محصول
ڈاک بر دفتر اخبار الحکم قادیان سے
ملے گا۔ خریداری کی درخواست
اخبار الحکم میں بھیجی جاوے درخواستوں
کی تعمیل بصیغہ وی پی ہوگی۔ المشتہر
خلیفہ نور الدین والعدونا ساکن جموں۔

اشتہار

شعر

اک نظر پھر کے ادھر بھی تو خدا را دیکھو
ہے کوئی حق کی طرف تم کو بلاتا دیکھو

شہادت آسمانی

اس میں قرآن کریم۔ انجیل شریف اور
احادیث نبوی سے اسبات کو ثابت
کیا ہے کہ عیسی علیہ السلام رحلت کے
وقت تک دنیا ہی میں رہے اور تا دم
مرگ اپنی قوم کو توحید اور اطاعت الٰہی
کی طرف دعوت کرکے تقوی اور پرہیزگاری
کا حکم دیتے رہے اور اس بات کو بھی
بدلائل قویہ ثابت کیا ہے کہ اسلام
بزور شمشیر ہرگز پھیلا یا نہیں گیا اسلام
اپنی ترقی کے لئے کسی تلوار کا محتاج
نہیں اور اسلامی جہاد کی حقیقت اور نیز
اس کتاب میں ان تمام اعتراضوں کے
بھی جواب میں جو قاضی فضل احمد کورٹ
انسپکٹر پولیس لدھیانہ نے اپنی کتاب
کلمہ فضل رحمانی (جس کتاب کو اکثر علماء
نے لاثانی بیان کیا ہے) میں حضرت
مسیح موعود و مہدی مسعود مرزا غلام
احمد علیہ الصلوۃ والسلام پر کئے
ہیں اور مخالفوں کے رویاء صادقہ
کی حقیقت اور اُن کی بشیریں بیان
کی ہیں۔ قیمت ۵؎ محصول ڈاک ۱؎

شہادۃ آسمانی حصہ دوم

حصہ دوم اس میں قرآن کریم اور حضرت
عیسی اور یسعیاہ نبی علیہما السلام کی
اُن عظیم الشان پیشگوئیوں کے پورا
ہونے کا ذکر اور ثبوت ہے جو مسیح
موعود آخر الزمان اور آپ کے اصحاب
کی مبارک جماعت کی بابت قرآن کریم
انجیل اور یسعیاہ نبی کی کتاب میں درج
ہیں نیز اس بات کا ثبوت ہے
کہ کسوف وخسوف مہدی کی تصدیق
کا نشان ہے پیدائش کا ہرگز نہیں
اور بعض ان اعتراضوں کے جواب
میں جو کلمہ فضل رحمانی میں حضرت
مسیح موعود علیہ السلام پر کئے گئے
ہیں قیمت ۲؎ محصول ڈاک ۱؎

شمس بازغہ

پیر جی مہر علی شاہ گولڑی کی کتاب
شمس الہدایت کا جواب حضرت
مولانا و بالفضل اولانا سید محمد احسن
صاحب فاضل امروہی نے معارضہ
بالمقابل کے طور پر لکھا ہے در حقیقت
رسالہ شمس بازغہ شمس بازغہ ہی ہے
اس کی تعریف میں زیادہ کہنے کی
سوا اس کے ضرورت نہیں کہ ؎
آفتاب آمد دلیل آفتاب ؛ نزول
شوکت سے طلوع ہوگا مولانا موصوف
نے اس رسالہ میں عجیب کمال یہ
کیا ہے کہ پیر صاحب کے مسلمات
سے ہی جواب دیا ہے اور نہ ایک
جواب پر اکتفا کیا ہے بلکہ ایک
ایک بات کے کئی کئی جواب عقلی
و نقلی طور سے دے ہیں حضرت
مولانا مولوی نور الدین صاحب کی سرپرستی
میں طبع ہو رہا ہے اور بہت جلد
اس کی اشاعت کی اُمید کی جاتی ہے
انشاء اللہ اس کے شائع ہونے پر
مخالف اس شعر کے مصداق ہوں گے

بہت روئیں گے سر پر ہاتھ دھر کر
ہنسا کرتے ہیں جو مہر حسین سے

چونکہ پیر جی مہر شاہ صاحب کی کتاب کثرت
سے پھیلائی گئی ہے اس لئے مناسب ہے
کہ اس رسالہ کا بہت کثرت سے شائع
ہونا ضروری ہے۔ فی الحال عمداً
کم قیمت رکھی ہے کمی بیشی کا بعد طبع کتاب
لحاظ رکھا جاوے گا تمام درخواستیں
شمس بازغہ کی حکیم فضل الدین صاحب
قادیانی کے نام آنی چاہئیں۔

(ایڈیٹر)

سخت تعجب اور **افسوس** کی بات ہے کہ ہندوستان میں آریوں اور عیسائیوں کی طرف سے کئی رسالے اور اخبار ہفتہ وار اور ماہوار چھپتے ہیں جنمیں دنیا کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت اسقدر بد زبانیاں کی جاتی ہیں اور گالیاں دیجاتی ہیں کہ ایک غیرتمند مسلمان کا بدن تھرا اٹھتا ہے اور آنکھوں میں خون اُتر آتا ہے ان رسالوں میں کچھ ایسا زہر بھرا ہوا ہے کہ کئی مسلمان انکو پڑھکر متشکک اور مرتد ہو گئے ہیں ہندوستان میں چھ کروڑ مسلمان موجود ہیں لیکن افسوس کہ ایک اخبار یا رسالہ بھی انکی طرف سے باقاعدہ نہیں چھپتا جو ان مخالفوں کے دندان شکن جواب دیکر اہل اسلام کو دوزخ کے گڑھے سے بچاوے اور انکا حوصلہ بڑھاوے کہتے ہیں کہ عیسائیوں کے مشن کا بہت سا روپیہ بھی اسی ایکبات سے وصول ہو جاتا ہے کہ ولایت کے عیسائیوں نے ایکوقت کی چاء میں میٹھا ڈالنا چھوڑ دیا ہے اور اسی ایکدفعہ کے چھوڑ دینے سے ہزاروں روپیہ جمع ہو جاتا ہے جو وہ عیسائی مشن کے اور عیسائی رسالوں کے شائع کرنے میں صرف کرتے ہیں اسلام جو خدائی مذہب اور سچا ہی اُس کے لئے مسلمانوں کو اتنی بھی غیرت نہیں ہونی چاہئے ضرور ہونی چاہئے اور اسی غیرت نے ہمارا دامن پکڑا ہے کہ ہم یہ رسالہ **انوار الاسلام** ماہوار نکالنے پر مجبور ہوے جسمیں نورافشاں وغیرہ عیسائی اخباروں آریہ گزٹ وغیرہ آریہ کے اخباروں اور مخالفین کے تمام اعتراضات کے مفصل جواب لکھا کرتے ہیں ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس رسالہ کو منگاوے اور مطالعہ کرے ۴۸ صفحہ ماہوار قیمت نہایت کم معہ محصولڈاک عہ سالانہ قیمت ہر حالت میں پیشگی آنی چاہئے نمونہ کے لئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہئے واعظین اسلام سے رسالہ کی قیمت سالیانہ صرف ۱۲؍ اور غیر مذاہب سے صرف ۸؍ اس غرض سے کہ غیر مذاہب کو روبرو خدا کے یہ موقع کہنے کا نہ ملے کہ ہم نے دنیا میں رسالہ

انوار الاسلام نہیں دیکھا

المشتہر

منشی کریم بخش مالک و مہتمم رسالہ انوار الاسلام

براہین احمدیہ چار جلد کامل

یہ وہ نادر بے نظیر کتاب ہے جسمیں قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کے ثبوت میں تین سو زبردست دلائل قاطع دئے گئے ہیں اور اسلام کو بمقابلہ جمیع مذاہب کے اعلیٰ و افضل ثابت کیا گیا ہے اور اثبات رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں آجتک کوئی ایسی کتاب تصنیف نہیں ہوئی موافق اور مخالف اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اس کی پہلے قیمت ۲۵ءعہ تھی اور بوجہ نایابی کے دنیا اس کی زیارت کو ترس رہی تھی ہم نے بڑی کوشش اور جانفشانی سے اس کتاب کو زیور انطباع ثانی پہنایا ہے ناظرین یہ موقع ہاتھ سے نہ کھوئیں نہایت جلد خرید فرمائیں کاغذ موٹا چھاپہ نفیس خوشخط اور خوشنما

قیمت نہایت ہی کم صرف ۔۔۔

المشتہر منشی کریم بخش مالک مطبع مفید عام سیالکوٹ پنجاب

عجیب و غریب مرہم

المعروف

بمرہم عیسیٰ و بمرہم رسل و بمرہم شلیخہ

معزز بھائیو! یہ ایک نہایت ہی پرتاثیر اور نادر مرہم ہے اس مرہم کے طیار کرنے میں سب سے بڑی مشکل تو اس کے اجزا نادر الحصول ہیں اور اس ملک میں ان کا دستیاب ہونا مشکل ہے ہم بڑی خرچ کے ساتھ اصلی اور خالص اجزا ملک شام و انگلنڈ ومصر وغیرہ سے منگاتی اور اس مرہم کو طیار کرتی ہیں اس کو ہر ایک زمانہ کے فاضل طبیبوں نے آزمایا اور اس کی اعجازی تاثیرات کو بلا اختلاف سب نے تسلیم کیا حکماء یورپ بھی اس کے عجیب خواص کے قائل ہیں خالص یقینی صحیح اور آلایش سے پاک خاص ترکیب کے ساتھ ہم ہی یہ مرہم طیار کرتے ہیں۔ ایک دفعہ ضرور آزمایش کرے

فوراً جا کے درد پر اثر کرتا ہے۔

ہر قسم طاعون۔ سرطان کے زخم۔ خنازیر (کنٹھہ مالا) گلٹیاں۔ بدعہ ہر طرح کے ناسور۔ زخموں کے کیڑے۔ پرانے گندے زخم۔ پھنسی۔ پھوڑے گھاؤ۔ گنج۔ خارش۔ طرح طرح کی جلد کی بیماریاں۔ سرطان رحم۔ چوٹوں کے زخم۔ موچ۔ تلی کے ورم۔ بواسیر کے درد۔ ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا۔ کانوں سے ریم کا بہنا جانوروں کا کاٹ لینا۔ جل جانا۔ عورات کی خطرناک بیماریاں وغیرہ وغیرہ کا دنیا بھر میں لاثانی علاج قیمت فی ڈبیہ عہ

کارخانہ مرہم المعروف بمرہم عیسیٰ حکیم محمد حسین بھاٹی دروازہ لاہور سے طلب کرو

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پردہ ال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لے کر بوڑھے تک یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ ہر خریدار ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے۔ المشتہر پروفیسر میاسنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ ماہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے۔ اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضرور مفید ہے

راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم سانگی صاحب ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مسماۃ اتم دیوی بعمر ۲۸ سال پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پردہ ال پڑتے تھے اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھی انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی میں فرق اسقدر آ گیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اسکی تین گز کے فاصلہ سے رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔

راقم خان بہادر محمد حسین خان صاحب ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن ڈسپنسر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے

راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید بیر شاہ۔ ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کرے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے ۱۸ مارچ سنہ ع میں جمع کیا گیا ہے۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب کے اہتمام سے چھپا

رجسٹرڈ ایل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۲۸ دار الامان قادیان ۹ اگست سنہ ۱۹ء جلد

ضرورۃ الامام

اس عنوان کے تحت میں ہم سلسلہ دار اُن مضامین کو کلاً یا جزءً شائع کرینگے جو حضرت امام الزمان ایدہ الرحمن کے ارشاد کے بموجب اس زمانہ میں مجدد کی کیا ضرورت ہے؟ کے سوال کے جواب میں لکھے گئے آج ہم مکرمی میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ کے مضمون کو شروع کرتے ہیں یہ مضمون بہت دلچسپ اور لطیف ہے اور حضرت اقدس نے بہت پسند فرمایا تھا اس لئے یہ کل درج ہو گا چونکہ یہ مضمون لمبا ہے اسلئے تھوڑا تھوڑا درج کیا جاوے گا۔ ایڈیٹر

انسانی جماعتوں میں اصلاح کی ضرورت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

ظَہَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

جب سے اس کائنات کے خالق نے بے بس اور نیاز مند انسانی جماعت کو اس خاکدان عالم میں بسایا ہے تب سے ہی ترکیب انسانی نے کچھ ایسے تقاضے پیش کئے ہیں کہ جنہوں نے اصلاح انسانی کا تعلق بھی خلقت انسانی کے نظم ونسق کے لئے ذات انسانی کے ساتھ ضروری قرار دیا ہے۔ خود فطرت انسانی نے ہی ایسے اسباب پیدا کر دئے کہ اس خاکدان عالم میں آباد ہونے والے جماعت کو اُن واقعات کے پیش کرنے کے بغیر کوئی چارہ نظر نہ آیا جنکے وجود نے اس کے لئے اصلاح کے قائم ہونے کا اس کو محل بنایا جب ہی کہ انسان اس مکان میں نازل ہوا تب ہی اُس نے اپنے گرد و پیش ایسے اسباب مہیا دیکھے کہ جو اس کی فطرتی تقاضاؤں کی تکمیل میں پورا دخل رکھتے تھے۔ ہر ایک قوت جو اس کے اندر موجود ہے۔ اور جس کیلئے

وہ بیرونی تحریکات کو ممد و معاون پاتا تھا۔ خواستہ ناخواستہ کشاں کشاں اس کو اسباب کی طرف لے جاتی تھی جن کے خلق کی علت غائی منانی شجرہ کی پرورش کرتا تھا۔ پس یہ مجموعۃ القوی ہستی بیرونی تحریکات سے ان اسباب کی طرف جھکے۔ اور مضر و مفید اشیار جو اس کے گرد و پیش کثرت سے پڑی ہوئی تھیں ان کے استعمال کی اضطراری ضرورت نے ان کی طرف ہاتھ بڑھانے کی اس کو جرأت دلائی۔ مگر خواص اشیار اپنی شناخت کے لئے ایک علم چاہتی تھیں۔ اور اس نسیان مجسّم خاکی نژاد میں وہ روشنی اگرچہ موجود تھی مگر چمکتی نہ تھی اس کے خالق کو اس کی جمیع قوتوں کو بار آور کرنا تھا اس کش مکش میں حیران ہو کر بیٹھنے سے اس کے نسیانی عصیان پر اس کو آگاہ کیا گیا یہ چونکا اور سنبھلا تو ساتھ ہی اس کے علم کی روشنی اس کے سامنے نمودار ہو گئی۔ یہ اس تیرہ و تار مکان میں اتر پڑا اور اپنے خالق کی طرف سے خلافت کا منصب لے کر اس خاکدان عالم میں ذمہ دار وجود قرار دیا گیا۔

اصلاح کا طبعی خیال

پیارے باپ آدم خلیفہ اول کے عزیز بچے ایک گھر میں سما نہ سکے۔ ایک گھر سے کئی گھر۔ گھروں کا محلہ۔ محلوں کا گاؤں۔ گاؤں سے قصبے۔ قصبوں سے شہر۔ شہروں سے ملک۔ ملکوں سے براعظم آباد ہو گئے۔ کثرت و انتشار کے ساتھ ہی ساتھ ضروریات بھی بڑھتی چلی گئیں۔ اغراض مختلفہ نے جو استعدادات متفرقہ کا لازمی نتیجہ تھیں ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ اور طبعی طور پر بعض افراد کو انسانی فطرت کے اس اعتدال کا الہام ہوا جس پر انسان مفطور ہوا تھا اور جس پر قائم رہنے سے اسکی بہتری اور فلاح کا مدار تھا۔ مختلف طبقوں میں سے ایسے افراد نکل کھڑے ہوئے جنہوں نے انسانی جماعت کے نظم و نسق میں اس طبعی الہام کی پیروی کی اور میزان عدل پر قائم رکھنے کی تدابیر سوچیں اور مختلف ذریعوں سے اسکی اصلاح کی قواعد مرتب کئے اور انسانی ضروریات کے شعبے قائم ہو گئے اور اسی طرح ان کی غور و پرداخت شروع ہوئی۔

خالق حقیقی کی طرف سے انسانی اصلاح کا انتظام

اس علیم حکیم ذات نے انسان کی کمزوری اور نسیانی حالت پر رحم فرمایا ابتدار خلافت کے ساتھ ہی نبوت کا شرف بخش کر خود اپنی طرف سے اسوقت کی موجودہ حالت کے لحاظ سے ایک ہدایت نامہ عنایت کیا۔ انسان اس خاکدان عالم میں مسافرانہ وارد ہوا تھا اور کثرت احتیاجات میں مضر و مفید کا سمجھنا اپنے بس میں نہ تھا اور اسکے سامنے اسباب گوناں گوں کا ایک عالم تھا نہ جانتا تھا کہ مالک کی مرضی کس طرح بجا لائے پس نبوت کے شرف نے اس کی اس مشکل کو آسان کر دیا۔ انسان کی غفلت اسباب عالم کے دام میں اسکو گرفتار کر کے اس روح اعظم کو جو اس عالم کی کل چلا رہی ہے فراموش کرا دینے میں دخل انداز ہونے والی تھی لہٰذا انبیار کی پاک جماعت نے خدا تعالیٰ سے پاک الہام پا کر اور آسمانی وحی کے نور سے روشنی حاصل کر کے حقیقی مالک کی پاک مرضی پر انسانی جماعت کو قائم کیا۔ اسی لئے یہ سلسلۂ نبوت بھی اس وقت سے کہ انسان کی ہستی کا ظہور ہوا ساتھ ساتھ قائم ہو گیا۔ یہ پاک جماعت ابتدا ہی سے برابر انسان کے بیجا جوشوں اور غلط کاریوں کا علاج کرتی رہی اور خود خدا پاک نے اپنے زبردست ہاتھ کے ذریعہ سے اس کو قائم کیا اور اپنی کلام پاک کے واسطہ سے اپنی مرضی کو ہر زمانہ میں ان پر ظاہر کیا۔ لاکھوں انسان ان کے وسیلہ سے ہلاکت کی راہوں سے دور رہ کر سلامتی اور حقیقی خوشی کے پر فضا اور دائمی بہشتوں میں جا داخل ہوئے۔ ان پاک انبیار علیہم السلام کے جو لوگ سچے تابعدار جاں نثار رہے ان کو بھی الٰہی نعمتوں نے سرفراز کیا۔ وہ نبوت کے حقیقی وارث اور سچے حقدار بنائے گئے۔ انہوں نے بھی نبوت کے قدم بہ قدم چلکر انبیار صادقین علیہم السلام کی تعلیم کے ذریعہ سے خدائے قدوس کی پاک مرضی کا لوگوں کو پابند کیا اور ہر طرح کے فسادوں کو جو انسانی فلاح و بہبودی کے سدّ راہ ہوئے دور کیا مختلف زمانوں اور مختلف ملکوں میں انبیار کی پاک تعلیم کی اشاعت ہوئی آسمانی ہدایت کے منادی انسانی جماعتوں میں پھیل پڑے اور زندہ خدا کی طرف سے حقیقی زندگی کا پتہ دیا

اصلاح۔ فساد۔ مصلح۔ مجدد کی قدامت

پس اب اس بات کے یقین کر لینے میں کہ اصلاح۔ فساد۔ مصلح۔ مجدد کوئی ایسے الفاظ نہیں کہ جن کے مفہوم کا قدیم سے پتہ نہ ملتا ہو کیا شک باقی رہا۔ ان کا وجود حقیقی طور پر وجود انسانی کے ساتھ ہی ابتدار آفرینش سے تسلیم کیا گیا ہے اور آئندہ بھی جب تک انسان موجود ہے تب تک ان الفاظ کا مفہوم بھی موجود ہے اگر فساد ہے تو اصلاح کا ہونا ضرور۔ اور جب اصلاح کا ہونا ضرور تو مصلح اور مجدد کا وجود لازم۔ انسانی ضروریات اور اغراض مختلفہ کے دوروں نے اسبات کو ثابت کر دیا ہے کہ انسان اس میزان عدل پر جو اسکی فلاح و بہبودی

کی بنیاد ہے اکثر قائم نہیں رہا اور نہیں رہے گا۔ پس جب لا تطغوا فی المیزان کی نہی کا نزول اس کے انحراف میزان عدل کو ثابت کرتا ہے تو پھر اس میزان عدل پر قیام کے واسطے الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان کا مفہوم ہی پورا ہونا چاہئے

حضرت اقدس کی پاک باتیں

تحصیل دار صاحب بٹالہ کی ملاقات پر جو کچھ فرمایا

۱۶ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو لالہ کیشوداس صاحب تحصیل دار بٹالہ اتفاق حسنہ سے دار الامان میں وارد ہوئے اور انہوں نے حضرت اقدس کی ملاقات کی خواہش ظاہر فرمائی جس سے تحصیل دار صاحب موصوف کی وسیع اخلاقی اور بے تعصبی کا پتہ لگتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے (جیسا کہ خود تحصیل دار صاحب نے عند الملاقات ظاہر فرمایا) کہ آپ کو اہل دل لوگوں سے ملنے کا شوق ہے۔

بہرحال حضرت اقدس نے حسب معمول بعد نماز مغرب ملاقات کرنے کا ارشاد فرمایا چونکہ جمعہ کا دن تھا تحصیل دار صاحب نے جمعہ کے وعظ میں شریک ہونے کی خواہش ظاہر فرمائی اور اجازت لے کر بطیب خاطر جامع مسجد میں آئے اور اختتام خطبہ تک نہایت توجہ کے ساتھ سنتے رہے خطبہ میں مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ نے سورۃ الدہر کے پہلے رکوع کی تفسیر فرمائی جو انہی دنوں الحکم میں شائع کر دی گئی تھی۔ تحصیل دار صاحب نماز کے وقت تشریف لے گئے اور حسب وعدہ شام کو آپ چھوٹی مسجد میں تشریف لائے اور بہت رات تک حضرت اقدس کی پاک صحبت سے فیض اٹھاتے رہے اس موقع پر حضرت اقدس نے جو کچھ ارشاد فرمایا آج ہم اس کو درج کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

سلسلہ تقریر یہاں سے شروع ہوا جو تحصیل دار صاحب نے فرمایا کہ مجھے فقرا سے ملنے کا کمال شوق ہے اور اسی شوق کی وجہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

حضرت اقدس نے فرمایا۔

بیشک۔ اگر آپ کے دل میں اہل دل لوگوں کے ساتھ محبت نہ ہوتی تو آپ ہمارے پاس کیوں آتے اور ایک دنیا دار کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ ایک دنیا سے الگ گوشہ نشین کے پاس جاوے مناسبت ایک ضروری شے ہے اور اصل تو یہ ہے کہ جب کہ انسان ایک فنا ہونے والی ہستی ہے اور موت کا کچھ بھی پتہ نہیں کہ کب آجاوے اور عمر ایک ناپائدار شے ہے پھر کس قدر ضروری ہے کہ اپنی اصلاح اور فلاح کے فکر میں لگ جاوے مگر میں دیکھتا ہوں کہ دنیا اپنی دھن میں ایسی لگی ہے کہ اس کو آخرت کا کچھ فکر اور خیال ہی نہیں خدا تعالے سے ایسے لاپروا ہو رہے ہیں گویا وہ کوئی ہستی ہی نہیں ایسی حالت میں جب کہ دنیا کی ایمانی حالت اس حد تک کمزور ہو چکی ہے اللہ تعالے نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے تاکہ میں زندہ ایمان زندہ خدا پر پیدا کرنے کی راہ بتلاؤں جیسا کہ خدا تعالیٰ کا عام قانون ہے بہت لوگوں نے جو سعادت اور رشد سے حصہ نہ رکھتے تھے خدا ترسی اور انصاف سے بے بہرہ تھے مجھے جھوٹا اور مفتری کہا اور ہر پہلو سے مجھے دکھ دینے اور تکلیف پہونچانے کی کوشش کی۔ کفر کے فتوے دے کر مسلمانوں کو بدظن کرنا چاہا۔ اور خلاف واقعہ امور کو گورنمنٹ کے سامنے پیش کر کے اس کو بھڑکانے کی کوشش کی۔ جھوٹے مقدمات بنا کے گالیاں دیں۔ قتل کرنے کے منصوبے کئے۔ غرض کون سا امر تھا جو انہوں نے نہیں کیا مگر میرا خدا ہر وقت میرے ساتھ ہے اس نے مجھے ان کی ہر شرارت سے پہلے ان کے فتنہ اور اس کے انجام کی خبر دی اور آخر وہی ہوا جو اس نے ایک عرصہ پہلے مجھے بتلایا تھا۔ اور کچھ وہ لوگ بھی ہیں کہ جنکو اللہ تعالیٰ نے سعادت۔ خدا ترسی۔ اور نور ایمان سے حصہ دیا ہے جنہوں نے مجھے پہچانا اور اس نور کے لینے کے واسطے میرے گرد جمع ہو گئے جو مجھے خدا تعالیٰ نے اپنی بصیرت اور معرفت بخشی ہے۔ ان لوگوں میں بڑے بڑے عالم ہیں۔ گریجوایٹ ہیں وکیل اور ڈاکٹر ہیں معزز عہدہ داران گورنمنٹ ہیں تاجر اور زمیندار ہیں اور عام لوگ بھی ہیں۔

افسوس تو یہ ہے کہ نا اہل مخالف اتنا بھی تو نہیں کرتے کہ ایک حق بات جو ہم پیش کرتے ہیں اس کو آرام سے سن ہی لیں۔ ان میں ایسے اخلاق فاضلہ کہاں۔؟ ورنہ حق پرستی کا تقاضا تو یہ ہے۔

مرد باید کہ گیرد اندر گوش
گر نوشت است پند بر دیوار

اس زمانہ میں مذہب کے نام سے بڑی نفرت ظاہر کی جاتی ہے اور مذہب حقہ کی طرف آنا تو گویا موت

کے منہ میں جانا ہے ۔ مذہب حق وہ ہے جس پر باطنی شریعت بھی شہادت دے اُٹھے مثلاً ہم اسلام کے اصول توحید کو پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی حقانی تعلیم ہے کیونکہ انسان کی فطرت میں توحید کی تعلیم ہے اور نظارہ قدرت بھی اس پر شہادت دیتا ہے ۔ خدا تعالیٰ نے مخلوق کو متفرق پیدا کرکے وحدت ہی کی طرف کھینچا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وحدت ہی منظور تھی ۔ پانی کا ایک قطرہ اگر چھوڑیں تو وہ گول ہو گا ۔ چاند سورج سب اجرام فلکی گول ہیں اور کرویت وحدت کو چاہتی ہے ہم اسوقت بے انتہا خداؤں کا ذکر چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ یہ تو ہے ہی ایک بیہودہ اور بے معنی اعتقاد اور بے شمار خدا ماننے سے امان اُٹھ جاتا ہے مگر ہم تثلیث کا ذکر کرتے ہیں ہم نے جیسا کہ قدرت کے نظارے سے ثابت کیا ہے کہ خدا ایک ہی ہے اسطرح پر اگر خدا معاذ اللہ تین ہوتے جیسا کہ عیسائی کہتے ہیں تو چاہیے تھا کہ پانی آگ کے شعلے اور زمین آسمان کے اجرام سب کے سب سہ گوشہ ہوتے تاکہ تثلیث پر گواہی ہوتی اور نہ انسانی نور قلب کبھی تثلیث پر گواہی دیتا ہے پادریوں سے پوچھا ہے کہ جہاں انجیل نہیں گئی وہاں تثلیث کا سوال ہو گا یا توحید کا تو انہوں نے صاف اقرار کیا ہے کہ توحید کا ۔ بلکہ ڈاکٹر فنڈر نے اپنی تصنیف میں یہ اقرار درج کر دیا ہے ۔ اب ایسی کھلی شہادت کے ہوتے پھر میں نہیں سمجھ سکتا کہ تثلیث کا عقیدہ کیوں پیش کر دیا جاتا ہے پھر یہ سہ گوشہ خدا بھی عجیب ہیں ہر ایک کے کام الگ الگ ہیں گویا ہر ایک بجائے خود ناقص اور ناتمام ہے اور ایک دوسرے کا متمم ہے ۔

اور مسیح جس کو خدا بنایا جاتا ہے اس کا تو کچھ پوچھو ہی نہیں ساری عمر بکھیڑ دھکڑ میں گذری اور ابن آدم کو سر دھرنے کو جگہ ہی نہ ملی اخلاق کا کوئی کامل نمونہ ہی موجود نہیں ۔ تعلیم ایسی ادھوری اور غیر مکتفی کہ اس پر عمل کرکے انسان بہت نیچے جا گرتا ہے ۔

وہ کسی دوسرے کو اقتدار اور عزت کیا دے سکتا ہے جو اپنی بے بسی کا خود شاکی ہے ۔ اوروں کی دعاؤں کو کیا سن سکتا ہے جس کی اپنی ساری رات کی گریہ وزاری اکارت گئی اور چلا چلا کر ایلی ایلی لما سبقتانی بھی کہا مگر شنوائی ہی نہ ہوئی ۔ اور پھر اس پر طرہ یہ کہ آخر یہودیوں نے پکڑ کر صلیب پر لٹکا دیا اور اپنے اعتقاد کے موافق ملعون قرار دیا خود عیسائیوں نے لعنتی مانا مگر یہ کہدیا کہ ہمارے لئے لعنتی ہوا ۔ حالانکہ لعنت ایک ایسی چیز ہے کہ انسان اس سے سیاہ باطن ہو جاتا ہے اور وہ خدا سے دور اور خدا اُس سے دور ہو جاتا ہے گویا خدا سے اُسکو کچھ تعلق ہی نہیں رہتا اس لئے ملعون شیطان کا نام ہوا ہے ۔ اب اس لعنت کو مان کر اور مسیح کو ملعون قرار دیکر عیسائیوں کے پاس کیا رہ جاتا ہے سچ تو یہ ہے کہ

لعنت نال گلھ نہیں رہندا
گلے پڑا ڈھول ہے جو یہ لوگ

بجا رہے ہیں غرض ان لوگوں کے عقائد کا کہاں تک ذکر کیا جاوے ۔ حقیقت وہی ہے جو اسلام لے کر آیا اور خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کیا کہ میں اس نور کو جو اسلام میں ملتا ہے اُن کو جو حقیقت کے جویاں ہوں دکھاؤں سچ یہی ہے کہ خدا ہے اور ایک ہے اور میرا تو یہ مذہب ہے کہ اگر انجیل اور قرآن کریم اور تمام صحف انبیاء بھی دنیا میں نہ ہوتے تو بھی خدا تعالیٰ کی توحید ثابت تھی ۔ کیونکہ اس کے نقوش فطرت انسانی میں موجود ہیں ۔

خدا کے لئے بیٹا تجویز کرنا گویا خدا تعالیٰ کی موت کا یقین کرنا ہے کیونکہ بیٹا تو اس لئے ہوتا ہے کہ وہ یادگار رہو ۔ اب اگر مسیح خدا کا بیٹا ہے تو پھر سوال ہو گا کہ کیا خدا کو مرنا ہے ؟ مختصر یہ ہے کہ عیسائیوں نے اپنے عقائد میں نہ خدا کی عظمت کا لحاظ رکھا اور نہ قوای انسانی کی قدر کی ہے ۔ اور ایسی باتوں کو مان رکھا ہے کہ جنکے ساتھ آسمانی روشنی کی تائید نہیں ہے ایک بھی عیسائی ایسا نظر نہ آیا جو خوارق دکھا سکے اور اپنی ایمان کی اُن نشانات سے ثابت کر سکے جو مومن کے ہوتے ہیں یہ فضیلت اور فخر اسلام ہی کو ہے کہ ہر زمانہ میں تائیدی نشان اس کے ساتھ ہوتے ہیں اور اس زمانہ کو بھی خدا نے محروم نہیں رکھا ۔ مجھے اسی غرض کے لئے بھیجا ہے کہ اُن تائیدی نشانوں سے جو اسلام کا خاصہ ہے اس زمانہ میں اسلام کی صداقت دنیا پر ظاہر کروں مبارک وہ جو ایک سلیم دل لیکر میرے پاس حق لینے کے لئے آتا ہے اور پھر مبارک وہ جو حق دیکھ کر اس کو قبول کرتا ہے ۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے نماز کے اختتام پر ایک چھوٹی سی تقریر تھوڑے وقفہ کے بعد فرمائی ۔ اور پھر مولوی صاحب کے خطبہ پر ریویو کیا وہ انشاء اللہ دوسرے وقت درج کریں گے ۔ (ایڈیٹر)

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آسمان سے دو امان نازل ہوئے تھے ایک تو ہمیں سے اُٹھ گیا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود مگر دوسری امان قیامت تک باقی ہے اور وہ اِستغفار ہے ماکان لیعذبہم وہم یستغفرون پس استغفار کرتے رہا کرو۔ کہ پچھلی برائیوں کے بد نتائج سے بچے رہو اور آیندہ بدیوں کے ارتکاب سے

خدا باپ۔ یہ لفظ اب تین قومیں استعمال کرتی ہیں۔ عیسائی یہودی آریا۔ برہمو اللہ تعالےٰ کو ماں کہتی ہیں مگر مسلمان ہیں کہ وہ ربّ کہہ کر پکارتے ہیں۔ ربّ اُسکو کہتے ہیں جو ہر وقت اور ہر حال میں ہر قسم کی مخلوق کی پرورش کرتا اور تکمیل تک پہونچاتا ہے۔ اور اسکا فیضان بہت وسیع ہے۔ برخلاف اس کے آب (باپ) کا تعلق اپنی ہی ابن سے اور وہ بھی خاص وقت اور خاص حد تک پس بندہ ہر آن ربّ العٰلمین ہی کا محتاج ہے کوئی کام نہیں آتا مگر ربّ جو خدا کو باپ یا ماں پکارتے ہیں نہ انہوں نے خدا کی ہستی کو سمجھا ہے اور نہ اپنے آپ کو پہچانا ہے۔

اسلام میں یہ ایک خصوصیت ہے کہ انسان کو غمگین ہونے نہیں دنیا میں مسلمان اگر بنیں تو انہیں کیا غم مگر وہ بنیں بھی۔

انبیاء علیہم السلام کی تعلیم ایسی صاف اور سادی ہوتی ہے جو ہر طبقہ کے لوگ ادنیٰ۔ اوسط اعلیٰ۔ سب سمجھ سکتے ہیں۔ عیسائیوں کی طرح راز کی باتیں اور گورکھ دھندے نہیں ہوتے جو کسی کی سمجھ میں ہی نہ آویں۔ مینے ایک عیسائی سے پوچھا کہ کیا ہر مذہب میں کوئی سرّ بھی ہوتا ہے اُس نے جواب دیا ہاں پھر مینے کہا سب مذہب سچے ہیں تمہارے اعتراض فضول اور لغو ہیں اس لیئے کہ تم جو اعتراض کرتے ہو اُس مذہب کا ماننے والا اُسے سرّ ہی مانتا ہے اس کا جواب کچھ نہ دیا۔

مسلمان کے معنے ہیں مہذّب۔ آراستہ و پیراستہ نیک نمونہ ہر عیب سے بچا ہوا۔ ہر عیب سے دوسرے کو بچانے والا صلح و آشتی سے زندگی بسر کرنے والا آپ خوبصورت دوسرے کے لئے خوبصورتی کا موجب جسکے ہاتھ اور زبان سے دوسرے محفوظ ہوں۔ خدا تعالےٰ کا فرماں بردار۔

انسان دھوکے کھا سکتا ہے جب تک اپنے اندر پاک تبدیلی نہیں کرتا اور ایک نئے دل اور نئی روح کو محسوس نہیں کرتا جب اس کے اندر نئی زندگی آجاتی ہے تو وہ شیطانی تسلط سے نکل جاتا ہے ایک صوفی کہتا کہ شیطان کو دیکھا کہ بہت بڑی داڑھی تھی اُس کو زور سے پکڑ کر کھینچا تو معلوم ہوا کہ اپنی ہی داڑھی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب تک انسان بری خواہشوں کا اسیر اور خدا تعالےٰ کی فرماں برداری اور اطاعت کے حلقہ سے باہر رہتا ہے شیطانیت اس میں اپنا گھر بناتی ہے لیکن جب وہ خدا کا تابع فرمان ہو جاتا ہے تو شیطان کی تحت حکومت سے نکل جاتا ہے

لوگ حیرت اور تعجب ظاہر کرتے ہیں کہ قرآن بار بار قصص کیوں بیان کرتا ہے؟ مگر مجھے ان کے اس اعتراض پر تعجب آتا ہے دنیا میں کوئی مصقلہ ایسا نہیں ہے جو ایک ہی بار صیقل کردے۔ جسمانی غذا بھی ایک بار کھا کر مستغنی نہیں کر دیتی۔ جب یہ نظارہ اپنے جسم میں دیکھتے ہیں پھر روح کے لئے ایسا قانون پا کر ہم کو تعجب کیوں ہو؟ قصص قرآنی میں بہت سے اسرار ہیں منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ انبیاء علیہم السلام کی تمام صفات کے جامع تھے گویا قصص قرآنی آپ کے لئے آنے والی واقعات کا ایک رنگ میں ذکر کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ان تمام نبیوں کے ملک فتح کئے ہیں جنکا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے

ہماری شریعت۔ اعتقادات صحیحہ اخلاق فاضلہ اور اعمال صالحہ کا مجموعہ ہے اور پھر ایسی آسان کہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا مگر نادان اور ناواقف عیسائیوں نے محض ظلم و زور کی راہ سے الٰہی شریعت کو جو خدا کے راستباز موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ تورات کی صورت میں آئی لعنت قرار دیا اور بتلایا

کہ نزول توراۃ سے صرف یہ غرض تھی کہ دنیا پر ظاہر کیا جاوے کہ شریعت کوئی بجا ہی نہیں لا سکتا آہ ۔! ان نا اہلوں نے خدائے قدوس کی ذات پاک پر کیسا اعتراض تراش لیا ۔ !!! ۔

خیالی ایمان انسان کا صرف خیالات ہی سے وابستہ ہے مگر جب تک عملی ایمان نہ ہو خیالی ایمان کچھ معنی نہیں رکھتا ۔ بات تب ہی بنتی ہے کہ انسان کر کے دکھلاوے ۔

بجلی کے ذریعہ مینہہ برسانا

ہمکو کسقدر خوشی ہوتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس ایجادات کے زمانہ میں آئے دن نئی ایجادیں ہو کر قرآن کریم اور رسول کریم صلعم کی پیشگوئی کی صداقت ثابت کرتی ہیں مینہہ برسانے کے متعلق کئی قسم کی کوششیں پہلے بھی کی جا چکی ہیں جنمیں کسیقدر کامیابی بھی ہوئی حال میں امریکہ میں ایک نئی ایجاد کی گئی ہے پروفیسر ایلمر گیٹس نامی نے اپنے تجربہ کی بنا پر لکھدیا ہے کہ بجلی کے ذریعہ بارش ہو سکتی ہے اور یہ خیال مشاہدہ سے پیدا ہوا کہ بارش سے پہلے بجلی کوندتی اور کڑکتی ہے اور بادلوں کی باہم رگڑ سے دو قسم کی بجلی پیدا ہوتی ہے جنکے باہمی اتصال سے بارش ہوتی ہے ایسے پروفیسر مذکور نے ہوا کے ایک مرطوب چھوٹے کو حوان کے دریچہ میں داخل ہوا تھا پہلے منفی بجلی کا صدمہ پہونچایا اور پھر دوسری طرف سے بجلی کی مثبت رو اسپر ڈالی اور وہ ابر سا ہو کر چھوٹی چھوٹی بوندیاں پڑنے لگیں ۔ بہرحال یہ ایجاد ملک کو کسقدر نفع پہونچا سکے گی اور کیسی ہو گی ہمکو اسپر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہمکو صرف یہ دکھانا تھا کہ دجال کی قوتیں جو احادیث میں بیان ہوئی ہیں ان کے ظہور کا زمانہ ہے ۔ اور وہ ظاہر ہو رہی ہیں پھر کب تک لوگ مسیح موعود کی آواز پر متوجہ ہونے میں سستی کریں ؟؟؟ ۔

دو ملے ہوئے زمانے

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ سیالکوٹی کے ایک خطبہ کا اختصار

سورہ جمعہ کی پہلی آیتوں میں اللہ تعالے نے فضل عظیم کے دو زمانوں کا ذکر فرمایا ہے ایک وہ عظیم الشان فضل جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے تاریک دنیا پر ہوا ۔

اور دوسرا وہ فضل جو مسیح موعود علیہ السلام کے پاک وجود سے نازل ہوا ان دونو فضلوں کی تمہید اللہ تعالے نے یوں اٹھائی ہے یسبح للہ ما فی السموات وما فی الارض الملک القدوس العزیز الحکیم هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلو علیهم ایته ویزکیهم ویعلمهم الکتب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین ۔ واخرین منهم لما یلحقوا بهم وهو العزیز الحکیم ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم

ان آیتوں میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور قوت علمی کس قدر عظیم الشان تھی ؟ اور آپ کی تعلیم کیسی کامل اور حکیم تھی پھر آپ کی عدیم المثل کامیابی کا پتہ لگتا ہے اور اسی رنگ میں اس شاگرد کامل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے نام سے آئے گا)

کے وقت اسکی تعلیم اسکی کامیابی اور برکت کا اظہار ہے ۔

خدا تعالے ان دونو فضل کے زمانوں کی تمہید جیسا میںنے ابھی کہا یوں اٹھاتا ہے ۔ یسبح للہ ما فی السموات وما فی الارض اللہ تعالے کی تسبیح کرتے ہیں آسمان و زمین کے رہنے والے ۔ وہ بادشاہ قدوس ہے عزیز ہے حکیم ہے ۔

تسبیح کے معنے کیا ہیں ؟ اللہ تعالے کو ان ناموں سے یاد کرنا جو اسکی صفت کے لائق ہیں ۔ ہر عیب و نقص سے منزہ بیان کرنا ان خیالات و اوہام سے جو لوگوں نے اپنے ذہن سے تراش لئے ہیں مبرا قرار دینا مثلاً جیسے عیسائیوں نے خوفناک بات تراشی کہ وہ بچہ بنکر معاذاللہ مریم کے پیٹ میں گھسا اور پھر دودھ پیتا رہا اور پھر ان تمام بیماریوں اور تکلیفوں میں جو بچوں کو آتی ہیں مبتلا رہا اور آخر یہودیوں کے ہاتھوں ذلیل ہو کر مار کھا کر مصلوب ہو کر ملعون بنکر تین دن ہاویہ میں رہا ۔ یہ تصویر جو عیسائیوں نے خدا کی کھینچی ہے اس سے منزہ مقدس ماننا تسبیح ہے یا جیسے ہندوؤں نے بیہودہ صفات اور نام تجویز کئے ہیں کہ وہ پیدا نہیں کر سکتا نجات نہیں دے سکتا وغیرہ وغیرہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب اس قسم کی حالت ہو جاوے تو کوئی مطہر اور مزکی القلب انسان اس قوت قدسیہ کا پیدا ہو کہ نہ صرف خود خدا کی تسبیح و تنزیہ کرے بلکہ دوسروں کو قوت قدسیہ سے اس قابل بناوے ۔

اس سورہ شریفہ کو یسبح للہ کے لفظ سے شروع کرنے سے

صاف معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ خدا کی تسبیح سے زمین و آسمان بھر جاویں دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ اُس رسول کی بعثت کا وقت آگیا جو محمد و احمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

اور یہ جو فرمایا **الملک القدوس** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم کی شان کیسی معزز اور بلند ہے کیونکہ رسالت چاہتی ہے کہ رسول میں ایک عزت و اقتدار ہو ورنہ ایک مسکین جو کسی قسم کی عزت و شوکت نہ رکھتا ہو لوگ اسکی پرواہ کیا کر سکتے ہیں خدا تعالے خوب جانتا تھا کہ کس قسم کی ضرورت رسول کو ہوگی اور کیا کیا مشکلات پیش آئیں گی۔ ان ساری باتوں میں آپ کے کام رکاوٹوں۔ دکھوں اور ان کی تدبیروں کو ان اسماء نے ظاہر کر دیا ہے۔

الملک (بادشاہ جلیل القدر) بادشاہ رعایا کی خبر لیتا ہے اسلئے اس صفت نے تقاضا کیا کہ مخلوق کی گری ہوئی حالت کی اصلاح کے واسطے ایک رسول کو مبعوث فرمایا چنانچہ اس کے تحت میں فرمایا **ھو الذی بعث**

بعث کا لفظ قانونی لفظ ہے اس نے تقاضا کیا کہ ایک رسول بھیجوں ممکن ہے ایلچی اپنی طرف سے بات بناوے یا تقریر میں لغزش ہو یا فرض منصبی کے ادا کرنے میں نقص ہو ان ساری عیوب کو دور کرنے کے واسطے **القدوس** فرمایا۔ خدا تعالے کے لا انتہا ناموں میں سے اس نام کا یہاں رکھنا اس ستر کو ظاہر کرتا ہے کہ رسول بھی قدوس خدا کا مظہر ہوگا۔

چال چلن کا پاک۔ تعلیم کا پاک نامراد اور ناکام ہونے سے پاک ہے ہر قسم کی قدوسیت کا مظہر اور ظل ہوگا جو اُس کی فطرت نے تقاضا کیا ہے۔ پھر ایسا ہوتا کہ وہ قوم جس کی طرف مبعوث ہو کر آئے مخالفت کے لئے اُٹھتے اور آپ کو ناکام بنانے کی سعی کرتی خدا تعالی نے فرمایا **العزیز** خدا کا مرسل ہے العزیز یعنی الغالب عزت والا خدا ہوں ہتک پسند نہیں کرتا اس لئے یہ پیشگوئی ہے کہ میرا رسول معزز و مقتدر رہے گا اور وہ عزت و حرمت کے ساتھ کامیاب ہوگا۔ پھر فرمایا کہ **الحکیم** یعنی جو پیغام آپ لائے ہیں وہ خوب مضبوط برمحل ہے اور الحکیم خدا کا مظہر ہے اس نے کبھی بھی مبتدل نہیں ہونا ان ساری صفات کے بعد فرمایا **ھو الذی بعث**۔

یعنے جو الملک۔ القدوس العزیز۔ الحکیم۔ خدا ہوں ایک عظیم الشان رسول امیوں میں بھیجا ہے اُس کا کام کیا ہے **یتلو علیھم** الی الایۃ **اُمیین** کے لفظ میں ظاہر کیا کہ آپ کی بڑی عظمت ظاہر ہو جتنا کمال عربوں میں پیدا ہوا۔ کوئی نہ کہے کہ اُن کی ذاتی خوبیاں نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور قرآن کریم کے فیضان سے پیدا ہوئے۔ ایک بصیرت رکھنے والا انسان جسقدر عربوں کے اخلاقی۔ تقدسی عملی علمی۔ کمال پر نظر کرے گا اسی قدر عظمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کی اُسکے دل میں بیٹھے گی

امی عرب جو نہ تسبیح الہی جانتے تھے نہ اُن میں تقدیس تھی نہ آیات اللہ اور حکمتیں تھیں نہ تزکیہ نہ کوئی پاکیزگی اور صفائی باطن تھی۔ حکمت کی پاک باتیں نہ تھیں یہودیوں اور عیسائیوں کا کچھ بھی اثر نہ پڑا تھا۔ ایک ایسی اجڈ وحشی قوم کو ایسا بنا دیا کہ وہ مزکے ہو گئے۔ حکیم ہو گئے آیات اللہ بن گئے نہ کسی اپنی خوبی سے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم۔ آپ کی دعاؤں عقد ہمت اور تزکیہ سے۔

ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ کسی قوم میں ایسی پاکیزگی کی نظیر نہیں ہمارے پاس بہت سی صحابہ کی تاریخ موجود ہے ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ تھے جنہوں نے آپ سے فیض صحبت حاصل کیا۔ قرآن کریم کے خلاف عمداً ثابت نہیں جسقدر صحابہ ہیں انمیں نماز کا ترک نہیں میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ انمیں جھوٹ بولنے والے۔ فسق اور نواہی کے مرتکب سابقوں اولوں مہاجرین اور انصار میں جو پروانہ کی طرح حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے گرد نثار ہوتے نہ تھے۔ اکراہ مروجہ حرام کاریوں سے بچہ کی طرح معصوم تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی قوت قدسیہ اور عقد ہمت کیسی اعلی درجہ کی تھی کہ اُمی ضلال مبین میں جو قوم تھی اُسکو۔ مزکی۔ مطہر۔ معلم حکیم۔ بنا دیا۔ دنیا میں معلم الخیر بنا دینے کی کوئی ایسی نظیر بتلا سکتا؟ کبھی نہیں۔ یہ تو اس زمانہ اول کی بات ہے اب اللہ تعالے اس مقدس زمانہ کو آخری زمانہ سے ملاتا ہے۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معلم ہوئے جس زمانہ میں ہوئے اور جس قسم کی تعلیم آپ نے دی اور جس قوم کو

تعلیم دی اور ایسا مزکی بنایا اسی طرح پر تیرہ سو برس کے بعد ایک زمانہ آئے گا اور ایک ایسا معلم پیدا ہوگا جو بلا واسطہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی گود میں پرورش پائے گا اسوقت بھی **یسبح للہ مافی السموات وما فی الارض** کا وقت ہوگا۔

اب وہ وقت آگیا ہے مخلوق پرستی کی کوئی حد نہیں رہی یہاں تک کہ عورت مرد کے اعضاء مخصوصہ کی پرستش ہونے لگی۔ حلال وحرام میں تمیز اُٹھا دی گئی۔ اور سب سے زیادہ نصاری نے ظلم عظیم اُٹھایا کہ مریم کے بیٹے کو خدا اور اُس کا بیٹا قرار دیا۔ اب غیرت الہی پھر اُسی قدوسیت کو پھیلانا چاہتی ہے اور اُسی **الملک القدوس العزیز الحکیم** خدا نے اپنی قوت قدسیہ کے ساتھ

غلام احمد

(اللہ کی نصرتیں اور تائیدیں اُس کے ساتھ ہوں)

کو بھیجا تا وہ خدا کے جلال اور اُس کی تسبیح سے زمین و آسمان کو بھر دے۔

میرے عزیزو! یہ تکلف کی باتیں نہیں ہیں صاف غور سے پتہ لگتا ہے کہ اب وہی وقت ہے یاد رکھو کہ کوئی قوم نہیں بنتی جب تک اپنے پیشوا کے چلن کو پورے طور پر اختیار نہ کرے اور چونکہ تم صحابہ کرام کے عہد سے ملنے والے ہو پس اُسی قسم کا طرز اور چلن اختیار کرو۔ وہ عشق اور محبت اپنے امام سے پیدا کرو جو صحابہ نے پیدا کی

یہاں تک کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جو سُنت رسول کا عاشق ہے اُس مقام پر پہنچ کے ضرور ٹھوکر کھا کر اُسی قدر جھکتا تھا جسقدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی اتفاق سے وہاں ٹھوکر لگی تھی۔ غرض یہ ہے وہ ایمان وہ محبت پیدا کرو جو ابن عمر ابو بکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں تھی۔ خدا چاہتا ہے کہ صحابہ کرام کی طرح تمہیں سب نجاستوں سے پاک کرے اور مسیح موعود کی قوت قدسی اور عقدہمت سے تمہیں ایک برگزیدہ قوم بناوے پس اپنے چال چلن میں تم اُس فیض کے لینے کی قابلیت پیدا کرو۔ خدا کرے کہ ہمارا چال چلن وہ ہو جو صحابہ کرام کا تھا

امین

معنی خیز جملے

اصول سائنس کی رو سے جسکا دل حرکت نہ کرے وہ مردہ ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ جس دل میں سینس (تمیز) نہ ہو اُس کو کیوں زندہ کہا جاوے۔

ظاہری خوبصورتی اکثر اوقات دھوکہ کی ٹٹی ثابت ہوئی ہے پس تم کیوں آگ جیسی گرم ریت میں جل مرتے ہو۔

انسان کا دل بیداری اور خواب میں حرکت کرتا رہتا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ خواب میں تمیز کا تعلق نہیں رہتا پس جو بیداری میں بھی نیک و بد میں تمیز نہیں کرتے یا نہیں کرنا چاہتے انکو کیوں خواب غفلت کے شکار نہ کہا جاوے؟۔

گلاب کے پھول کو دیکھ کر ہماری آنکھیں خوش ہوتی ہیں لیکن اگر خوشبو نہ ہو تو صرف خوبصورتی واجب القدر قرار نہیں دی جا سکتی اسیطرح ہر انسان گو کیسا ہی خوبصورت کیوں نہ ہو لیکن سیرت عمدہ نہ ہو تو واجب الاحترام نہیں ہو سکتا۔

آنکھ کا ضعف عقل کے ضعف کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ ضعف بصارت سے صرف ایک عضو نکما ہو جاتا ہے مگر عقل کے ضعف سے انسانیت کا فور ہو جاتی ہے۔

چاندی اور سونے کا زیور انسان کے لئے اس قدر زیبا معلوم نہیں دیتا اور نہ اس سے اسقدر فائدہ انسان کو پہنچ سکتا ہے جسقدر اخلاق فاضلہ سے معدنیات کے زیورات بسا اوقات ہلاکت جان کا موجب ہوتے ہیں لیکن اخلاق فاضلہ عزت و حفاظت کا باعث ہیں

مقتدر لوگوں کا سب سے پہلے یہ فرض ہونا چاہیئے کہ وہ مذہبی فرائض کو ادا کریں جس قوم یا گروہ کے عمائد دیندار ہوں وہ قوم بہت جلد ترقی کرتی ہے ہاں اگر عمائد دیندار ہوں وہ قوم بہت جلد ترقی کرتی ہے اور اگر عمائد فسق و فجور کو مقدم قرار دیں لیں تو پھر عذاب الہی قریب تر سمجھو

سراج الحق

یہ رسالہ حضرت اقدس کی تائیدمیں ہے قیمت آدہ آنہ ہے کیا اچھا ہو کہ صاحب وسعت دس دس بیس جلد خرید کر لوگوں میں تقسیم کریں اور نیز حصہ سوم کے لئے ناصر و مددگار [illegible] ۔

[illegible]

اربعین

نمبر اوّل

نصیحت - وہ تمام دوست جنکے پاس وقتاً فوقتاً یہ نمبر پہونچتے جاویں چاہیئے کہ وہ ان کو جمع کرتے جائیں اور پھر ترتیب وار ایک رسالہ کی صورت میں بنا لیں اور اس رسالہ کا نام ہوگا اربعین لاتمام الحجۃ علی المخالفین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی

آج میں نے اتمام حجت کے لئے یہ ارادہ کیا ہے کہ مخالفین اور منکرین کی دعوت میں چالیس اشتہار شائع کروں *

---

* اس اشتہار کے بعد انشاء اللہ ہر ایک اشتہار پندرہ پندرہ دن کے بعد بشرطیکہ کوئی روک پیش نہ آجائے نکلا کرے گا جب تک کہ چالیس اشتہار پورے ہو جائیں یا جب تک کہ کوئی مخالف صحیح نیت کے ساتھ بغیر گندی حجت بازی کے جس کی بدبو ہر ایک کو آسکتی ہے میدان میں آکر میری طرح کوئی نشان دکھلا سکے۔ مگر یاد رہے کہ اس مقابلہ میں کسی شخص سے کوئی مباہلہ مقصود نہیں ہے اور نہ کسی مخالف کی ذات کی نسبت کوئی پیشگوئی ہے بلکہ صرف یہ مقابلہ ہوگا کہ کس کے ہاتھ پر خدا تعالیٰ غیب کی باتیں اور خوارق ظاہر کرتا ہے اور دعائیں قبول فرماتا ہے اور ذاتیات اور مباہلہ اور ملاعنہ یہ دونوں امر مستثنیٰ میں داخل رہیں گے اور ہر ایک ایسی پیشگوئی سے اجتناب ہوگا [illegible]

تا قیامت کو میری طرف سے حضرت احدیت میں یہ حجت ہو کہ میں جس امر کے لئے بھیجا گیا تھا اس کو میں نے پورا کیا۔ سو اب میں بہ کمال ادب و انکسار حضرات علماء مسلمانان و علماء عیسائیان و پنڈتان و ہندوان و آریان یہ اشتہار بھیجتا ہوں اور اطلاع دیتا ہوں کہ میں اخلاقی و اعتقادی و ایمانی کمزوریوں اور غلطیوں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہوں اور میرا قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قدم پر ہے انہیں معنوں سے میں مسیح موعود کہلاتا ہوں کیونکہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ محض فوق العادت نشانوں اور پاک تعلیم کے ذریعہ سے سچائی کو دنیا میں پھیلاؤں۔ میں اس بات کا مخالف ہوں کہ دین کے لئے تلوار اٹھائی جائے اور مذہب کے لئے خدا کے بندوں کے خون کئے جائیں۔ اور میں مامور ہوں کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے ان تمام غلطیوں کو مسلمانوں میں سے دور کر دوں اور پاک اخلاق اور بردباری اور حلم اور انصاف اور راستبازی کی راہوں کی طرف ان کو بلاؤں۔ میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھکر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بد عملی اور ناانصافی اور بد اخلاقی سے

میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر میں اپنے تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولتمند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کے سونا اور چاندی ہے وہ ہیرا کیا ہے؟ سچا خدا۔ اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا۔ اور سچا ایمان اس پر لانا اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا پس اس قدر دولت پاکر سخت ظلم ہے کہ میں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں اور وہ بھوکے مریں اور میں عیش کروں۔ یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا میرا دل ان کے فقر و فاقہ کو دیکھکر کباب ہو جاتا ہے ان کی تاریکی اور تنگ گذرانی پر میری جان گھٹتی جاتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے ان کے گھر بھر جائیں اور سچائی اور یقین کے جواہر ان کو اتنے ملیں کہ ان کے دامن استعداد پُر ہو جائیں۔

ظاہر ہے کہ ہر ایک چیز اپنی نوع سے محبت کرتی ہے یہاں تک کہ چیونٹیاں بھی اگر کوئی خود غرضی حائل نہ ہو۔ پس جو شخص کہ خدا تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے اس کا فرض ہے کہ سب سے زیادہ محبت کرے سو میں نوع انسان سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔ ہاں ان کی بد عملیوں اور ہر ایک قسم کے ظلم اور فسق اور بغاوت کا دشمن ہوں کسی کی ذات کا دشمن نہیں۔ اسلئے

کے تمام خزانوں اور نعمتوں کی کنجی ہے وہ جوش محبت سے نوع انسان کے سامنے پیش کرتا ہوں اور یہ امر کہ وہ مال جو مجھے ملا ہے وہ حقیقت میں از قسم ہیرا اور سونا اور چاندی ہے کوئی کھوٹی چیزیں نہیں بڑی آسانی سے دریافت ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ ان تمام دراہم اور دینار اور جواہرات پر سلطانی سکہ کا نشان ہے یعنی وہ آسمانی گواہیاں میرے پاس ہیں جو کسی دوسرے کے پاس نہیں ہیں۔

مجھے بتلایا گیا ہے کہ تمام دینوں میں سے دین اسلام ہی سچا ہے مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر اور انسانی اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے۔ مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پر حکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلاف کا حکم ہوں یہ جو میرا نام مسیح اور مہدی رکھا گیا ان دونوں ناموں سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے مشرف فرمایا اور پھر خدا نے اپنے بلا واسطہ مکالمہ سے یہی میرا نام رکھا اور پھر زمانہ کی موجودہ حالت نے تقاضا کیا کہ یہی میرا نام ہو۔ غرض ان میرے ناموں پر یہ تین گواہ ہیں۔ میرا خدا جو آسمان اور زمین کا مالک ہے میں اس کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں اس کی طرف سے ہوں اور وہ اپنے نشانوں سے میری گواہی دیتا ہے۔ اگر آسمانی نشانوں میں کوئی میرا مقابلہ کر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر دعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی میرے برابر اتر سکے تو میں جھوٹا ہوں اگر قرآن کے نکات اور معارف بیان کرنے میں کوئی میرا ہم پلہ ٹھہر سکے تو میں جھوٹا ہوں اگر غیب کی پوشیدہ باتیں اور اسرار جو خدا کی اقتداری قوت کے ساتھ پیش از وقت مجھ سے ظاہر ہوتی ہیں انہیں کوئی میری برابری کر سکے تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔

اب کہاں ہیں وہ پادری صاحبان جو کہتے تھے کہ نعوذ باللہ حضرت سیدنا و سید الوریٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی پیشگوئی یا اور کوئی امر خارق عادت ظہور میں نہیں آیا میں سچ سچ کہتا ہوں کہ زمین پر وہ ایک ہی انسان کامل گذرا ہے جس کی پیشگوئیاں اور دعائیں قبول ہونا اور دوسرے خوارق ظہور میں آنا ایک ایسا امر ہے جو اب تک امت کے سچے پیروؤں کے ذریعہ سے دریا کی طرح موجیں مار رہا ہے۔ بجز اسلام وہ مذہب کہاں اور کدھر ہے جو یہ فضیلت اور طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور وہ لوگ کہاں ہیں اور کس ملک میں رہتے ہیں جو اسلامی برکات اور نشانوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اگر انسان صرف ایسے مذہب کا پیرو ہو جس میں آسمانی روح کی کوئی ملاوٹ نہیں تو وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔ مذہب وہی مذہب ہے جو زندہ مذہب ہو اور زندگی کی روح اپنے اندر رکھتا ہو اور زندہ خدا سے ملاتا ہو اور میں صرف یہی دعویٰ نہیں کرتا کہ خدا تعالےٰ کی پاک وحی سے غیب کی باتیں مجھ پر کھلتی ہیں اور خارق عادت امر ظاہر ہوتے ہیں بلکہ یہ بھی کہتا ہوں کہ جو شخص دل کو پاک کر کے اور خدا اور اس کے رسول پر سچی محبت رکھ کر میری پیروی کرے گا وہ بھی خدا تعالےٰ سے یہ نعمت پائے گا۔ مگر یاد رکھو کہ تمام مخالفوں کے لئے یہ دروازہ بند ہے اور اگر دروازہ بند نہیں ہے تو کوئی آسمانی نشانوں میں مجھ سے مقابلہ کرے اور یاد رہے کہ ہرگز نہیں کر سکیں گے پس یہ اسلامی حقیت اور میری حقانیت پر ایک زندہ دلیل ہے

ختم ہوا پہلا نمبر اربعین کا والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

۲۳ر جولائی ۱۹۰۰ء

المشتہر

مرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان

وفات حسرت آیات

نہایت افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ حضور قیصرہ ہند کے فرزند دلبند۔ ڈیوک آف کوبرگ اینڈ گوتھا فوت ہو گئے تمام ملک میں ماتمی جلسے منعقد ہو رہے ہیں تمام رعایا کو اپنی قیصرہ ہند کے ساتھ اس اندوہناک موقعہ پر دلی ہمدردی ہے

افسوس

سخت افسوس کی بات ہے کہ ہندوستان میں آریوں اور عیسائیوں کی طرف سے کئی رسالے اور اخبار ہفتہ وار اور ماہوار چھپتے ہیں جنمیں دین و دنیا کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت اسقدر بدزبانیاں کی جاتی ہیں اور گالیاں دیجاتی ہیں کہ ایک غیرت مند مسلمان کا بدن تھرا اُٹھتا ہے اور آنکھوں میں خون اُتر آتا ہے ان رسالوں میں کچھ ایسا زہر بھرا ہوا ہے کہ کئی مسلمان انکو پڑھکر متشکک اور مرتد ہو گئے ہیں ہندوستان میں چھ کروڑ مسلمان موجود ہیں لیکن افسوس کہ ایک اخبار یا رسالہ بھی انکی طرف سے باقاعدہ نہیں چھپتا جو ان مخالفوں کو دندان شکن جواب دیکر اہل اسلام کو دوزخ کی گڑھے سے بچاوے اور انکا حوصلہ بڑھا دے کہتے ہیں کہ عیسائیوں کے مشن کا بہت سا روپیہ اسی ایک بات سے وصول ہو جاتا ہے کہ ولایت کے عیسائیوں نے ایک وقت کی چاء میں میٹھا ڈالنا چھوڑ دیا ہے اور اسی ایک دفعہ کے چھوڑ دینے سے ہزاروں روپیہ جمع ہو جاتا ہے جو وہ عیسائی مشن کے اور عیسائی رسالوں کے شائع کرنے میں صرف کرتے ہیں اسلام جو خدائی مذہب ہے ہمارا اُس کی لئے مسلمانوں کو اتنی بھی غیرت نہیں ہونی چاہئے ضرور ہونی چاہیئے اور اسی غیرت نے ہمارا دامن پکڑا ہے کہ ہم یہ رسالہ انوار الاسلام ماہوار نکالنے پر مجبور ہوے جس میں نور افشان وغیرہ عیسائی اخباروں آریہ گزٹ وغیرہ آریہ کے اخباروں اور مخالفین کے تمام اعتراضات کے مفصل جوابات لکھا کرتے ہیں ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس رسالہ کو منگاکر اور مطالعہ کرے ۴۸ صفحہ ماہوار قیمت نہایت کم معہ محصولڈاک صرف ایک روپیہ سالانہ قیمت ہر حالت میں پیشگی آنی چاہیے نمونہ کے لئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیئے واعظین اسلام سے رسالہ کی قیمت سالیانہ صرف ۱۲ اور غیر مذاہب سے صرف ۸ لی جاتی ہے صرف اس غرض سے کہ غیر مذاہب کو رد وحذا الغم کے یہ موقع کہنے کا نہ ملے کہ ہم نے دنیا میں رسالہ انوار الاسلام نہیں دیکھا

المشتہر منشی کریم بخش مالک و مہتم رسالہ انوار الاسلام

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمیز صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۶ؔ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۲ؔ خالص ممیرا فی ماشہ ۵ؔ مصری سرمہ فی تولہ ۲ؔ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ۔ بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

ا۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ پڑ اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مضافات میں جہاں لائق ڈاکٹر وکا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر۔ ڈی۔ ایم پی سائیم سانگی صاحب۔ ایم۔ بی ایم۔ ایس سندیافتہ یونیورسٹی۔

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مسماۃ انم دیوی بعمرہ ۱۴ سال پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں جوز دوزد دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس کے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر محمد حسین خاں ایل ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴۔ میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال نہایت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۹۱۹ء میں جمع کیا گیا ہے۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپا

رجسٹرڈ ایل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

الحکم

سنہ ۱۳۱۸ھ

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۳۲	دار الامان قادیان ۱۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء	جلد ۱۰

بقیہ مضمون سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی

اس اعتقاد سے پھر یہ نتیجہ نکالا کہ اسی لئے نجات دائمی بھی خدا کے اختیار میں نہیں ارواح کو آواگون کے چکر سے چھٹکارا نہیں کوئی کیسا ہی خدا کی مرضی پر کاربند ہو کر کیسی ہی خلوص سے اس کی پرستش کرے یا عبادت بجا لاوے اور اسکی ملاقات کی آرزو میں اپنے آپ کو فنا بھی کر دے مگر نہ وہ نجات دے سکتا ہے اور نہ دے گا۔ تناسخ کی پھندہ سے نکلنا ہی ناممکن ہے۔ اگر چند روز کوئی جان بے حس و حرکت نجات خانہ میں مکتی پا کر رہی بھی تو پھر چار ناچار دھرم راج اسکو وہاں سے خارج کر کے پھر اس غمکدہ میں پہونچا دیتے ہیں۔ اس قوم نے بھی جہاں تک ہو سکا اپنے ان اعتقادوں کو تقریرات اور تحریرات کے ذریعہ سے عام طور پر پھیلایا اور کتابوں کے وسیلہ سے پبلک کے روبرو پیش کیا پیچدار عبارت لکھ کر مخلوق خدا کو اس دام میں پھنسا کر تباہ کرنے کی کوشش کی اور کئے جاتے ہیں۔ چھاپہ خانہ کے ایجاد نے۔ اور کسی مذہب کے خیالات میں دخل نہ دینے والی پرامن سلطنت کے عہد نے ان قوموں کو آزاد طور پر تحریر و تقریر کا خوب موقعہ دیا سماج۔ اور سبھائیں قائم ہو کر جلسے ہونے اور بڑے دھڑلے سے یہ خیالات علمی رنگ میں ظاہر کئے جاتے ہیں۔

ان مفاسد کا اثر اسلام اور اسکی معتقدین پر

جب خدا تعالیٰ کی پاک ذات وصفات کی نسبت ایسے مشرکانہ اعتقاد شائع ہوں اور اس ذات مستجمع جمیع صفات کاملہ مبرا از نقص وعیب کے حق میں ایسی پر فساد رائیں قائم کی جائیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی صفات کا یقین اور واقعی طور پر اس مقتدر ذات کی ہیبت کسطرح دلوں میں قائم رہ سکتی ہے۔ اور وہ سچا ایمان جو حق اللہ کی بجا آوری پر پابند کرے کب پیدا ہو سکتا ہے۔ کیونکر قلوب میں عظمت الٰہی باقی رہے۔ کیوں اخلاص سے عبادت بجا لاوے۔ وہ جوش محبت کہاں ہو کہ جس سے اسکی ستائش اور حمد کا غلغلہ بلند ہو۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی قوم اس مرکز اعتدال پر قائم نہیں رہی۔ اور خدا ئے آسمان و زمین کی حکومت پورے طور پر تسلیم نہیں کی گئی۔ ہر ایک نے خدا کو چھوڑ کر اپنے خیالات کی پیروی اختیار کر لی ہے

اور انبیاء کا پاک مقصد فراموش کر دیا گیا ہے ان کی پاک ہدایتوں سے انحراف اختیار کیا گیا ہے۔ اور اس راستباز عاشق خدا جماعت کی مفید اور عملی تعلیم کی پیروی گراں معلوم ہونے لگی ہے ان بیرونی فسادوں نے جس شدت کے ساتھ اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالف اپنا زور دکھلایا ہے۔ اور جس تیزی اور بیباکی کا حملوں سے قرآن مجید کی پاک تعلیم اور اس کے لانے والے مقدس اور مطہر انسان عاشق توحید پر وار کئے ہیں ان کا بیان کرنا ہر ایک ایسے دل خراش اور پرسوز کہانی کا چھیڑنا ہے کہ جس کا نتیجہ سوا اس کے کہ آدمی ایک ناقابل برداشت غم و غصہ سے بھر جائے اور کیا ہو سکتا ہے ان ہوا پرست اور خود پسند قوموں کا رخ کیوں اسلام اور اس کے بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہوا وجہ اس کی یہ ہے کہ جملہ صداقتوں اور تمام پاک اعتقادوں کا مجموعہ جو کل انبیاء صادقین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات میں داخل ہیں صرف مذہب اسلام ہی ہے اور اسی پاک طریق میں مرسلان خدا کے پاک قدموں کا نشان ملتا ہے۔ خدائے حکیم نے نبیوں کی تکمیل تعلیم کا مدار اسی تعلیم کو ٹھیرا دیا ہے اور صرف جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہی وہ خاتم النبیین اور کامل نبی ہیں کہ جنکی تعلیم کل انبیاء صادقین کے مکارم اخلاق کا پاک مجموعہ ہے۔ جس سے انسان کامل طور پر تہذیب نفس کر کے خدا تعالیٰ کی ذات مستجمع جمیع صفات کاملہ کی نسبت صحیح اور سچا اور خالص ایمان پیدا کر سکتا ہے اور قرآن مجید ہی وہ ادب سکھلانے والی اور انسان کو متخلق باخلاق اللہ کرنے والی اور محبت مرسلان الٰہی کی عزت اور حرمت اور پاک اسی کو دونوں میں راسخ کرنے والی مکمل کتاب ہے جس کے ذریعہ سے وہ نورانی ایمان مل سکتا ہے جس سے انسان ہر قسم کے فساد کذب افتراء اور شرک کی ظلمتوں سے باہر نکل سکتا ہے۔ پس جب ان فساد کے بانیوں اور فتنہ انگیزوں نے ان پاک صداقتوں سے جو کل برگزیدگان الٰہی کی تعلیمات کا واقعی نتیجہ تھیں انکار کیا تو پھر سوا اس کے کہ وہ بے باکانہ طور پر اسلام کے معاند ہو جاتے اور اپنے سب باطل ہتھیاروں کو لے کر اسی کامل حق پر جو سب حقانیتوں کی پناہ اور رجائے امن تھا ٹوٹ پڑتے اور کدہر جاتے ان ناپاک خیالات کی سد راہ ہونیوالی اور ان کی بیخ کنی کرنے والی یہی قرآنی تعلیم تھی اور ہے۔ پس جب کبھی ان بد اعتقادیوں نے اپنا پاؤں باہر نکالا تب ہی اسلام کی پاک توحید انکی سرکوبی کے واسطے طیار ہو گئی اب اس پرامن سلطنت کے زمانہ میں جبر آزادی اور بے باکی کے ساتھ یہ باطل کی فوج علمی لباس پہنکر اور قلم کے نیزے ہاتھ میں لے کر سائنس سائنس کے نعرے مارتے ہوئے حملہ آور ہوئی ہے یہ ایک ایسی خطرناک آمد کہ جسکی رزم میں آکر خود مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے ہیں۔ اور میدان ہندوستان میں ایک زلزلہ پڑ گیا کہ ان بیرونی حملوں نے اسلامیوں کی اندرونی حالت پر وہ بد اثر کیا ہے کہ سچائی کی روح بالکل نیست و نابود ہو گئی ہے۔ کوئی ہو گا جو اس مرکز انحلال پر قائم رہا ہو۔ اسلامی توحید کے نام لیوؤں میں عام اس سے کہ وہ خواندہ یا ناخواندہ عالم ہوں یا جاہل ان بیہودہ خیالات نے ایسا فساد برپا کیا ہے کہ ایمان جیسی دولت برابر ان کے گھروں سے غارت ہوتی چلی جاتی ہے۔ اعتقادی حالت متزلزل ہو گئی ہے ان قوموں کی مواصلت اور مجالست سے ان کے کفریات کا رنگ یہاں بھی آ گیا ہے۔ توحید کا قائل صفات بعد کا معتقد۔ عبادات اسلامی کا پابند اگر کوئی ہے بھی تو رسمی طور پر۔ دینوں ایں سخت نہیں سب اخلاق و عادات نبوی مفقود ہیں۔ بلکہ تعلیم یافتہ جماعت کی افراد ہی ایسے بے بس ہو رہے ہیں کہ ان اخلاق پر جو تہذیب اسلام کی جان ہیں ان کو کوئی بالکل نگاہ نہیں۔ خدا تعالیٰ کی صفات کے تسلیم کرنے میں ان کو بھی صدہا اعتراضات ہیں مروجہ آزادی کی بد روح ان پر بھی ایسا مستولی ہوئی ہے کہ لیکچر دیتے وقت انہیں خود اپنے پاک بزرگوں کے طریق پر ہی اعتراض کرنے کا فخر حاصل ہوتا ہے۔ قوانین نیچر کے دلدادہ جماعت تو ان پابندیوں کے توڑنے میں سب سے زیادہ آزادی حاصل کرتی ہے نفس کی ڈیوٹی کے دلدادہ اور فرائض الٰہی سے بے پرواہوں کی جلسوں اور کانگرسوں میں کیا کیا ہنسیاں نہیں اڑائی گئیں۔ مذہبی پاک اعمال کی بجا آوری میں وہ بے رغبتی ہے کہ پوست بے مغز کی مثال شاید یہیں صادق آتی ہے اتفاق سے مسلمان باپ دادا کے گھر پیدا ہو گئے مسلمان کہلاتے ہیں۔ قرآن مجید کی پاک تعلیم کو بالائے طاق رکھکر اگر موجودہ اسلامیوں کا امتحان کیا جائے تو شاید حال و قال میں کوئی برابر اترے۔ یہ بھی تو اس زمانہ کی بد مواد کا اثر ہے جسکی خبر سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشتر سے دیدی ہوئی ہے۔ وہ نشانات اور علامات جو صدہا سال پیشتر صادق امین صلے اللہ علیہ وسلم نے ظاہر فرمائے اب انکا مشاہدہ ہوتے ہوئے بھی انکے وقوع کا یقین نہیں آتا۔ اور باوجود ایسے بدیہی نظاروں کے جو قوم کی حالات کو دستاویز کرا رہے ہیں اور علاوہ ان بیرونی پرشور و فساد حملوں کے قوم کے اندرونی فساد بھی آزادی سے پھیل رہا ہے کسی مجدد آسمانی کے مبعوث ہونے کی ضرورت کا احساس نہیں ہوتا۔ قوم کے ہر ایک طبقہ میں فساد نے راہ پائی ہے اور اعتدال مزاج بگڑ گیا ہے۔ باقی آیندہ

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں حصہ اول قیمت ۲ر

ما شاء ساکیک۔ اصل میں مصورِ حقیقی تو وہی ذات پاک بے مثل و بے مانند ہے جو بے شبیہ اور بے نمونہ ہے اور بے چون و بے چگون ہے کہ جسنے زمین و آسمان کو طرح طرح کی نقوش و تصاویر سے آراستہ کیا ہے اور رنگ رنگ کی تشبیہات سے اس عالم کو سجا کر ایک مرقع تصاویر بنا دیا ہے حسن صورت اور حسن معنے کے دہرے دہرے لباس اُس نے پہنائے ہیں اور قلم قدرت سے کیا کیا نقوش جمائے ہیں اس صانع حقیقی کے فعل میں ذاتی طور پر کسی کو اشتراک نہیں جمیع صور عالم اسی کے ید قدرت کی کاری گریاں ہیں سب تو سب اُس کی ایک صورت گری کو تو دیکھو جو اُس نے بعفزار آب کے قطرہ پر کی ہے اور جسکو ان مندرجہ بالا آیات میں مثلاً بیان فرمایا ہے۔ جو احسن تقویم پر خلق ہوکر اپنے کمالات کے سبب سے جو عطاء رب ہے سب انواع مخلوق پر مکرم و ممتاز ہے۔

وہی ہے جو رحموں میں تمہاری تصویریں جیسی چاہتا ہے بناتا ہے۔ اس نے تمہاری تصویریں بنائی ہیں اور کیا خوب بنائی ہیں۔ اے انسان تجھکو اپنے رب کریم کے بارہ میں کیوں دہوکا لگ گیا۔ جس نے تجھے بنایا۔ پھر تجھکو ٹھیک ٹھاک کیا۔ پھر تجھکو برابر کیا۔ پھر تجھکو جس صورت میں چاہا ترکیب دیدیا

وہ مصور حقیقی کہ جس کی صورت گری کے نمونے اس عالم میں موجود ہیں اور جسکی گوناگوں تصویرات سے یہ عالم آراستہ ہو رہا ہے ان آیات میں انسان کو یقین دلاتا کہ وہی وہ یگانہ فرد ہے کہ جس کی صورت گری کے مقابل کسی اور کی صورت سازی یا مصوری کسی انسان کے دھوکے کا باعث نہیں ہو سکتی۔ اس جیسی خلق کے ظاہر کرنے میں یا اُس جیسی صورت کے بنانے میں کسی کو دخل نہیں۔ وہ خواص یا صفات جو اس کی بنائی ہوئی کاری گریوں میں موجود ہیں کسی انسان کی بنائی ہوئی مورت یا صورت میں قرار دینا یا کسی انسان کو ایسا سمجھنا گو وہ نبی ہی ہو یا قرآن کا ابن مریم اور عیسائیوں کا خدا مسیح ہی ہو کہ وہ بھی خدا جیسی خلق کر سکتا ہے یا اُس جیسی صورت بنا سکتا ہے شرک عظیم ہے جب سے بُت پرستی کے متعلق تاریخی طور پر بحث کو اُٹھایا گیا ہے اس کو شرک عظیم قرار دینے کی نسبت یہ ہی بیان کیا گیا ہے۔ کہ بت پرستوں بت گروں۔ اور بت ستاؤں نے۔ اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی پتھروں کی مورتوں کو اپنے خیالی اعتقاد میں ان کمالات اور صفات کا مالک مانا جو محض خدا تعالی کی ذات کا خاصہ ہیں۔

صورت اوّل

ابتدا میں جب انسان ظلمت کے گڑھے میں گرے اور قوار عالم کی غالبانہ طاقتو کا مشاہدہ کیا تو ہر ایک واقعہ پر دہشت زدہ ہوکر اپنے خیالی اور ذہنی مغلوبیت کی وجہ سے ان قوار موجودات کو بالاستقلال اپنے اوپر قابض اور متصرف مانا اور ان کو نفع و نقصان کا مالک سمجھا۔ ڈر کر خوف کھاکر دہشت زدہ ہوکر کبھی آتش کو پوجا۔ کبھی ہوا کے آگے دعائیں مانگیں۔ کبھی پانی کو دیوتا قرار دیا کبھی آفتاب کے آگے ہاتھ جوڑے کبھی ماہتاب کی مہمان شروع کردی اس شرک عظیم کا نمونہ آریہ ورت کی آسمانی کتاب (بزعم خود) وید* میں بہت کچھ ملے گا۔ ان بزدل دہشت زدہ انسانوں نے بالا ہستی کا علم نہ پاکر اپنے گرد و پیش کے آسمانی اور زمینی قوار اور اشیا کو جو مخلوق ہوکر اپنی خدمات مفوضہ کی ڈیوٹیاں بجا لا رہی ہیں حاجت روا مانا اور اپنے خوف ہی اپنے ہاں کر تجویز کرکے ہر ایک مصیبت پیش آمدہ کے دفع کرانے کے واسطے ان بے جان قوا سے ملتجی ہوئے۔ اجرام فلکی کے بت تراشے ان کی تصاویر اپنے اپنے دہشت زدہ تصورات کی بنا پر وضع کیں اور ان کو آگے رکھکر ان عجیب عجیب بے ہنگم بتوں کو اپنی امیدوں کا مرجع و مآب ٹھیرایا۔

ان وحشیوں اور دشت نوردوں کو قوار عالم کے گوناگوں ظہورات نے گھبرا دیا خوف زدہ ہوکر اپنے تصور میں کیا کیا مورتیں وضع کیں اور ان کو کامل متصرف اور غیر متغیر ہستی مانکر انکی پرستش کا طریق پیدا کیا۔

دوسری صورت

دنیا میں بعض افراد انسانی مختلف طبقات میں با اقبال اور کامیاب ہوئے کوئی زمینی بادشاہوں اور راجوں کی صورت میں۔ کوئی میدان نبرد کی فوجی خدمات میں۔ کوئی کسی علمی کمال میں کوئی کسی خاص فن میں۔ اسطرح کے مختلف کمالات والے انسان اپنے اپنے زمانہ میں ممتازانہ حالت کے ساتھ نمودار ہوئے ان کی اس شہرت نے انسانی جماعتوں میں ایک وقعت پیدا کی۔ خدائی صفات کی عدم شناخت کے سبب سے انکی پرستش شروع ہوگئی۔ عالم فنا کے جانے کے بعد ان کے بت تراشے گئے ان کے سوانگ اور بہروپ بنائے گئے ان کی تصویروں کو مکانوں کی دیواروں پر اندر باہر کھینچا گیا۔ اپنی ان دست کاریوں کے لئے خود ہی وہ باتیں پیدا کیں جو ان کا حق نہ تہا۔ ان مردہ وجودوں کو الٰہی صفات کا مالک مانکر خدا کرکے ان کو پوجا گیا۔ پتھروں کو تراش کر اور ان کے ناک کان اور اعضاء

---

* نقد نقد نمونہ دیکھنا ہو تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی براہین احمدیہ میں ملے گا۔ منہ

خود بنا کر صانع حقیقی کی کاری گری کے مقابل اپنی کاری گری کو خدائی جلال کی زندگی بخش دی اور پھر خود ہی اُن کی حضور میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوگئے عمدہ عمدہ زیور اور لباس سے ان کو سجایا - اور لاکھوں کروڑوں دیویاں دیوتے بنا ڈالے جنکو خدائی کارخانہ کا مالک قرار دیدیا - کرشن - رام چندر مہادیو - پاربتی وغیرہ کی تماثیل اس نظارہ کی شاہد ہیں - وما ھذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون کے مضمون کی تصدیق کر رہے ہیں -

تیسری صورت

انبیاء مقدسین - اور بعض ان کے پاک جانشینوں کی نسبت غلو کرنے والے لوگوں نے اپنی خوش اعتقادی کو بہت دور تک پہونچایا - گذشتہ امتوں میں سے قبل از ظہور اسلام خدا بنانے کی جرات جس امت نے دکھلائی نمونہ کے طور پر نصاری موجود ہیں - انہوں نے بھی مشرکانہ طور پر تصاویر کے ذریعہ سے اعتقاد شرک کو مسیح کی نسبت پھیلایا - گو ناں گوں تصویرات میں وہ وہ صفات دکھلائیں کہ جو خود اس پاک نبی کی پاک اور سچی تعلیم کے برخلاف ہیں اور جب تک وہ دنیا میں رہے اُن کی پاک زندگی اس پر شاہد نہیں تھی

اس زمانہ میں سب سے عظیم بت اور بڑے بھاری شرک کا مجسمہ حضرت مسیح علیہ السلام کا وجود ہے پہلا جس دانشمند قوم نے ان کو ابن خدا اور خدا مانا اس نے تو ایک خلاف حقیقت اور غیر واقعہ امر کے پیچھے پڑ کر گم گشتگی میں کیا کیا کچھ نہیں کہا اور کیا کیا کچھ نہیں کیا - مگر جنہوں نے اس مقدس کو نبی مانا وہ بھی ابن مریم کو خدائی صفات کا مالک قرار دینے میں پیچھے نہیں رہے یوں تو معمولی تصویر سازی کو جس میں ممکن ہے کہ کسی کی نیت ہرگز ہرگز اس ارتکاب شرک کی نہ ہو جس غرض کے واسطے شریعت حقہ اسلام نے اس کی نسبت فتوی ناجوازی دیا ہے بچہ چار کر کے بھی پڑھجاتے ہیں مگر نہیں دیکھتے اور نہیں سمجھتے اور نہیں غور کرتے تو اس شرک عظیم کی طرف کہ جسکو قرآنی توحید علانیہ دھکے دیتی اور خوف ناک وعید سے اس بد اعتقادی کے ارتکاب سے منع کرتی ہے حی قیوم محی موتی - خالق الطیر عالم الغیب کیا کیا اعتقاد جاہے - یہ پیغمبری اور رسالت نرالی دیکھی کسی گذشتہ نبی میں تو خدا کی یہ سنت نہ پائی گئی کہ اس نے خود کسی کو شریک صفات ٹھہرا کر اپنی بعض صفات کا حصہ دار بنا دیا ہو - یہ بات ابن مریم ہی کی پیدائش کے وقت سوجھی کہ اپنے ماتحت زمین و آسمان کے مالک نے عاجز اور بےبس مخلوق کو خدائی اقتدار بخشا -

یہ ہیں وہ بت اور الہ جس کے نیست و نابود کرنے کے واسطے خدائے زمین و آسمان اور خالق انس و جان نے قرآن حکیم جیسی پاک کتاب اور نورانی کتاب اتاری - اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے مطہر اور غیور انسان کے ہاتھ خالص توحید کا آسمانی حربہ دیکر ان بتوں کا چکنا چور کرنے کے واسطے دنیا میں بھیجا - اور اپنی سچی اور باعزت تعلیم سے اس عزت مند رسول نے ایسے پاک اور غیور جانشین چھوڑی کہ جو ہر زمانہ میں باطل کا سر کچلتے رہی اور زمانہ موجودہ کے ظلم عظیم یعنی مسیح کی خدائی کو نیست و نابود کرنے کے واسطے اور اس کذب صریح کے بت کو فنا کرنے کے لئے ایک اعلی درجہ کے عزت مند مجدد کو مسیح کے رنگ میں مبعوث کر کے بھیج دیا جس نے صرف قرآنی توحید کا حربہ ہاتھ میں لے کر اس بت کو چکنا چور کرنا اور صلیب کو توڑنا شروع کیا ہوا ہے - اسلام اور بانئے اسلام علیہ الصلوۃ والسلام نے اور قرآن اور خدائی قرآن نے - ان بتوں اور ایسی مورتوں اور اس قسم کے تصاویر کو اور ان افعال کو جو مشرک لوگ ان کے ساتھ بجا لاتے ہیں رد فرمایا ہے اور ایسی بتوں اور ایسی تصاویر کے رکھنے سے خواہ وہ پتھر کی مورت ہو یا کاغذ پر صورت ہو یا کپڑہ پر چھاپہ شدہ ہو حضور قلب کے منافی سمجھکر اور نماز میں خلل انداز پا کر منع کیا ہے -

قرآن اور اُس کی توحید پر جان قربان کرنے والے اسلام کے چشم و چراغ مومن موحدین کب ایسی بتوں اور ان کے رجس اور ناپاکی کے نزدیک جا سکتے ہیں - اب یہ گندگی اور نجاست ان کی آلودگی کا ہرگز باعث نہیں ہو سکتی یہ پر نفرت اور حقیر بت پرستی تو در کنار وہ تو اب اسباب پر آمادہ ہیں کہ جہالت اور نادانی سے بعض بے سمجھ لوگوں نے جو خدا تعالے پاک صفات میں کسی نبی یا ولی شہید کی نسبت یہ اشتراک جائز رکھا ہے اسکو مٹا دیں ان کے سطح قلوب میں یہ ناپاک اعتقاد ایک منٹ کے واسطے بھی ٹھہر نہیں سکتا - اس کا خیال ہی کرنے سے وہ کانپ جاتے ہیں - کیا کامل موحد نبی عرب صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پیرو اور حقیقی تابعدار اور غلام ان لات و عزی کی سی بت پرستی - آب پرستی - سورج پرستی - چاند پرستی اور اندر پرستی کی ان کی نگاہوں میں کچھ وقعت پیدا ہو سکتی ہے حاشا و کلا - کیا قرآن حکیم کے نور سے منور ہو کر وہ اس ظلمت شرک میں مبتلا ہو سکتے ہیں - کہ جملہ انبیاء علیہم السلام میں سے صرف مسیح کو خدائی صفات میں شریک مانیں - کہ ادھر خدا خالق الطیر - ادھر مسیح خالق الطیر ادھر خدا حی و قیوم - ادھر مسیح حی و قیوم - ادھر خدا عالم الغیب - ادھر مسیح عالم الغیب - وہ ہرگز ہرگز نہیں مان سکتے اور نہ سمجھ ہی سکتے ہیں کہ خدا تعالی نے کبھی یہ سنت ہی قائم کی ہو کہ وہ صفات خدائی کو جو اسکی

ذات کا خاصہ ہیں اپنے اذن سے کسی نبی کے حوالہ کر کے اس کے ہاتھ سے خدائی کام کرا لے۔

وہ خدا کو ہمہ صفات موصوف غیر متغیر خدا مانتے ہیں اور نبی کو بندہ بہمہ صفت عبودیت بندہ مانتے ہیں جس کے جسم پر ہر آن میں زوال اور فنا کی حالتیں طاری ہوتی ہیں اور جسکو موت کا پیالہ پینا پڑتا ہے۔ انکو رحم آتا ہے اپنے کامل ہادی کے امت کے بھولے بھالے لوگوں پر کہ جو باوجود قرآن حکیم جیسی کتاب اپنے پاس رکھنے کے پھر ان مشرکانہ اعتقادوں کے پابند اور ہوا کی تصویر کے شیدا ہو رہے ہیں۔ وہ دن رات زبان سے۔ قلم سے۔ تقریر سے۔ تحریر سے۔ اس بات کی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں کہ ان کو اس بلائے شرک سے نجات دیں اور ان کو اس بت خانہ سے باہر نکالیں۔ اور خدا کے فضل سے اور صرف اُسی کی مہربانی سے وہ اس کار خیر میں کامیاب بھی ہوئے ہیں اور بہت سی جانوں کو اس گرداب ہلاکت سے انہوں نے نکالا ہے اور قرآن مجید کی پر فضا توحید کے سبزہ زار کی ان کو سیر کرائی ہے۔

عنقریب وہ وقت آتا ہے کہ اس بھولی بھالی امت کو آنے والے کا انتظار تھکا دے گا۔ اور آخر کار وہ غم و غصہ کھا کر جلد و ناچار ان مشرکانہ تعلیمات سے دست بردار ہوں گے اور جو فرضی دجال خدائی صفات کا مالک العیاذ باللہ انہوں نے مان رکھا ہے اور احادیث صحیحہ کے واقعی مفہوم سے وہ دور پڑے ہیں مسیح کی خدائی صفات والے مجسمہ کے ریزہ ریزہ ہونے کے ساتھ ہی وہ بھی ان کی یاد سے اُتر جائے گا اور اُس وہمی مسیح اور فرضی دجال کا وہ پھر کبھی نام نہ لیں گے۔

اب رہی یہ بات کہ وہ احادیث جو تصاویر کے بارہ میں صحاح میں موجود ہیں ان کا کیا مطلب ہے بات صاف ہے خود ان احادیث کے مضمون سے ہی ان کی غرض معلوم ہو جاتی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے دروازہ کے پردہ کے مرسوم نما نقوش کے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کو نماز میں مشغول کر لیا آپ نے وہ پردہ سامنے سے اُتروا دیا۔ اور ابو جہم کی منقش کملی پر نماز پڑھنے کی بھی یہ ہی وجہ بیان فرمائی کہ مجکو اس کملی نے نماز سے غافل کر دیا تھا۔ پس یہ تو بات ہی جدا ہے۔ کُتے اور پردہ لے جیسے تصاویر تھیں حضرت جبرئیل کو داخل بیت ہونے سے روک دیا اس کی بھی اصل وہی مشرک نما تصاویر اور کُتے کی نجاست مانع تھی۔ اس سے یہ تو ثابت نہ ہوا کہ ہر ایک ایسی تصویر جس میں ان ہر سہ صورتہائے بینہ میں سے کسی ایک کا موجود ہونا اُسی بت پرستی اور شرک کے خیالات کی بنا پر نہ ہو اور جسکی نیت ہی جداگانہ ہو ایسی احادیث کے مفہوم میں داخل ہے الاعمال بالنیات کی حدیث بہت عالی حدیث ہے۔ انسان کے فعل کی بنا اسکی نیت پر ہوتی ہے۔ ایسی احادیث کو موجودہ زمانہ کے فن تصاویر کے مقابل پیش کرنا یا عکسی تصاویر کو جنہیں وہ شرک شامل ہی نہیں ہوتا جو ہر سہ اقسام مذکورہ بالا میں موجود ہے اور وہ اغراض مشرکانہ ہرگز ثابت نہیں اور نہ مشہور ہیں ایسا سمجھنا وضع الشی فی غیر محلہ ہے۔ اُسی زمانہ میں نبوت کے گھرانہ میں۔ حضرت عائشہ کا گڑیوں سے کھیلنا جو بالاتفاق مانا گیا ہے کہ اسی طرح کی گڑیاں نہیں جیسی کہ اب موجود ہیں اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا انکو دیکھنا اور ان میں ایک پردار گھوڑا بھی پاکر حضرت عائشہ صدیقہ رض سے پروں کا سوال کرنا اور آپ کا اُن سے یہ جواب پاکر کہ حضرت سلیمان کے وقت میں گھوڑے کے پر ہوتے تھے متبسم فرمانا صاف ظاہر کر رہا ہے کہ وہ کونسی تصویریں ہیں جنکا گھر میں ہونا جائز اور کسی قسم کا ناجائز ہے عکسی تصویر تو ہو بہو خدا کی بنائی ہوئی تصویر کی نقل ہوتی ہے نہ انسانی ہاتھوں کی ساخت جیسا شیشہ میں اپنی شبیہ کو دیکھ لیا ویسا اپنے عکس کو کاغذ پر مشاہدہ کر لیا اس میں وہ صورت جو ناجوازی کے واسطہ شرط ہے کہاں پائی گئی۔ کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا کہ مجکو عائشہ کی شبیہ حریر کے کپڑے پر دکھلائی گئی ہے کہ یہ عورت تیرے نکاح میں آئے گی اگر اس سے واقعی عائشہ ہی مراد ہے تو یوں ہو رہے گا اور ایسا ہی ہوا۔ پس عکسی تصویر میں جو ہو بہو اللہ تعالیٰ کی اپنی بنائی ہوئی تصویر کی نقل ہوتی ہے کیا قباحت ہوئی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں جسکا ذکر قرآن حکیم نے ۲۲ پارہ سورہ سبا میں فرمایا ہے اور سلیمان ع کے انعامات کا جو اس واہب العطایا نے اس مقدس پر فرمائے شمار کیا ہے اُس میں لکھا ہے کہ یعملون له ما یشاء من محاریب و تماثیل الخ تماثیل کے معنی یہ ہی ترجمہ میں لکھے ہیں کہ تصویریں اور ما یشاء کا لفظ ان کو اور بھی عام کرتا ہے کہ جس قسم کی تصویریں وہ چاہتے تھے بنواتے تھے۔ حضرت سلیمان جیسے مقدس نبی کا فعل شرک تو نہیں ہو سکتا۔ مانا کہ ہماری شریعت کسی سابقہ شریعت سے کسی امر کی جوازی یا ناجوازی کا سکہ لگانے کی محتاج نہیں مگر نبی کا فعل پھر قرآن حکیم میں اس کا ذکر اور انعام کے سلسلہ میں

کیا یہ شرک کا ارتکاب تھا حاشا وکلا ثم حاشا وکلا ہرگز نہیں بات صاف ہے کہ یہ تماثیل ان ہر سہ اقسام شرک و بت پرستی سے نہ تھیں جن کی نہی احادیث میں وارد ہے یا جو زمانہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ و سلم میں بسبب کثرت اور اشاعت بت پرستی کے رائج تھیں۔ نماز میں کسی چیز کا مانع ہونا یہ ایک خاص وقت اور خلوص عمل کے لئے ہے اور اس کے لئے صرف تصویر ہی کی قید نہیں اعلام کا لفظ حدیث میں صاف ہے اور اسی میں عام منقش کپڑہ بھی داخل ہے حضور قلب اور خشوع نماز میں دور ہو جانا بہت سے اسباب سے پیدا ہوتا ہے اسمیں مسجد کی دیواروں کے نقش و نگار بھی داخل ہیں اس سے صرف تصاویر کی خصوصیت نکال لینا گو اور بھی بہت سی خارج ہوتے ہوں جنکو نماز پڑھنے والے کا دل بھی خوب محسوس کرتا ہے۔ تحکم اور زبردستی کی راہ ہے عکسی تصویر حضرت امام صادق پر اعتراض کرنے کے بجائے پہلے اپنی نمازوں میں ایسی خلوص اور تادب کا جھگڑا ہی فیصلہ کیا ہوتا۔

جس زمانہ میں حضور ہادی علیہ الصلوٰۃ والسلام ماحی کفر و شرک مبعوث ہوئے وہ زمانہ کعبہ ایسی ہی گندگیوں اور نجاستوں سے بھرا ہوا تھا اور گھر گھر میں ٹھاکر اور بت اپنی مشرکانہ اعتقادوں کی بنا پر رکھے ہوئے ہے۔ اگر کوئی گھڑی ہوئی سورت ہوتی تھی تو اسی اعتقاد کی بنا پر۔ یا کاغذ پر۔ دیوار پر۔ کپڑہ پر۔ کوئی صورت ہوتی تھی تو اسی مشرکانہ نیت کو لئے ہوئے اور عظمت ماسوی اللہ کا عقیدہ برابر ہر ایک ایسی تصویر کی نسبت پایا جاتا تھا چونکہ یہ مشرکانہ تعلیم اور اس کی اشاعت پاک توحید کے مقابل نہیں ٹھہر سکتی تھی اسلئے اس عزت مند موحد فخر الاولین والآخرین نے (صلعم) ابتدائی زمانہ میں اسپر خاص زور دیا اور ہر ایک چیز یا علامت کو بھی جو اس مشرکانہ اعتقاد کی طرف میلان کرنے والے تھے رد کر دیا۔ اور بے شک ایسا کپڑہ پہننا یا بچھانا یا دیواروں پر ایسی تصویریں بنانا یا کاغذ پر ایسے شرک کے بھرے ہوئے بت کی شبیہ ڈالنا توحید اسلام کے منافی ہے اور مومن کو نماز میں حرج ڈالنے والا ہے۔ اور کون مسلمان ہے جو ان اقسام بت پرستی میں مبتلا ہو یا کسی ایسی چیز کو جس میں ایسے شرک عظیم کا واہمہ بھی ہو روا رکھے

موجودہ فن تصویر

ہاں موجودہ فن تصویر کو جو علمی فوائد کی تعلیم کی غرض سے اختیار کیا گیا ہے زبردستی اور تحکم سے خواہ مخواہ ان اقسام بت پرستی اور شرک میں شامل کرنا گویا اصل مقصد سے بہت دور چلا جانا ہے۔ اور ان فوائد سے جو اس فن کے ترقی سے پیدا ہوئے ہیں ناحق چشم پوشی کرنا ہے۔

(۱) مثلاً غور کرنا چاہئے کہ آج کل بچوں کے سلسلہ تعلیم میں اردو کی پہلی کتاب سے اس طریق کو اختیار کیا گیا ہے کہ جس چیز کے متعلق بچہ کو سبق دیا جائے اسکی تصویر بھی اس کے ساتھ ایسی طرز پر رکھدی جائے کہ اُدھر بچہ سبق پڑھتا جائے اور اِدھر تصویر میں وہ عالم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتا جائے۔ وہ خواص یا صفات جو خدا تعالیٰ صانع حقیقی نے اس چیز میں ودیعت رکھے ہیں خواہ وہ چیز از قسم جمادات ہو نباتات ہو حیوانات ہو اس کا عینی مشاہدہ ساتھ ہی ساتھ ہونا چاہئے تاکہ بچہ کا ذہن آسانی سے عالم موجودات کا ایک صحیح علم پیدا کرے اور اس سے اس کے قلب پر اس چیز کے فوائد کا گہرا نقش پیدا ہو۔ ڈاکٹروں اور طبیبوں نے تشریح اعضا انسانی کی متعلق بھی یہ ہی طریق اختیار کیا ہے اور انسان کے قابل ستر اعضا کو جنکو شریعت ڈھانپنے کا حکم نافذ فرماتی ہے کھول کھول کر بتلایا ہے اب بتلائیے کیا یہ بت پرستی ہے اور وہ بت پرستی ہے جس سے کامل انسان ہادی انس و جان صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ اس کی ناجوازی کا فتویٰ اگر موجود ہے تو مسلمانوں کے ایمان دار بنانے کے لئے ضرور دینا چاہئے۔

(۲) اور لیجئے۔ ایک شخص نے علم نباتات یا جمادات یا حیوانات کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے اب وہ اس کتاب میں ان خواص اور تغیرات کے ظاہر کرنے کے واسطے ہر موقع پر نہایت خوشنما تصویریں دیتا جاتا ہے اور ان کے خواص اور تغیرات بیان کرتا جاتا ہے اور پڑھنے والا اور اس میں تصویریں بنانے والا بت گر یا بت ستاں ہے یا بت فروش ہے اور پڑھنے والا بت پرست ہے اور وہ تصویریں واقعی وہ بت ہیں جنکی منا ہی احادیث میں وارد ہے اور جنکو قرآن کریم جیسے حکیم کتاب نے نیست و نابود کرنے کا منصب اپنے ہاتھ میں لیا ہے اگر واقعی شریعت حقہ اسلام اسکی ناجوازی کا فتویٰ دیتی ہے تو پھر اس زمانہ میں ایمان بڑی خطرناک حالت میں ہے

(۳) اور سنئے کسی ملک میں ہم سے دور ایک جنگ ہو رہی ہے عکسی آئینہ کے ذریعہ سے وقت وقت کی لڑائی کے نظارہ اور مردان کارزار کی دلاورانہ کارروائیوں کا فوٹو لیا گیا ہے اور میدان جنگ کا سارا سماں ہو بہو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے ہم اخبار میں وہ چیزیں

پڑھ رہے ہیں اور ساتھ ہی مقامات جنگ کے نقشہ جات دیکھتے جاتے ہیں کیا ہم بت پرست ہیں یا فوٹو گرافر بت گر ہے اور اخبار چھاپکر شائع کرنے والے بت فروش ہیں اور اخبار کا دیکھنے والا بت پرست ہے اور یہ ہی وہ بت پرستی ہے جو اسلام جیسے معقول مذہب نے منع فرمایا ہے اگر اسکی لئے بھی علماء کے پاس فتوی ناجوازی موجود ہے تو پھر اس زمانہ میں کسیکو توحید کا واقعی قائل قرار دینا سخت مشکل ہے۔

(۴) اور غور فرمائیے۔ ایک شخص نے اپنی کتاب کے سرورق پر اپنی شناسائی کے واسطے اپنی عکسی تصویر کا فوٹو لگا دیا ہے وہ کتاب دور دور ملکوں میں شہر بشہر پہنچی ہے مطالعہ کرنے والے اوپر اس کی تصنیف دیکھتے ہیں اور ساتھ ہی مصنف کے فوٹو پر نگاہ ڈالتے ہیں اسکے خط وخال پر غور کرتے ہیں اسکی وضع استقامت ملاحظہ کرتے ہیں اور خدا جانے کیا کیا علمی نکات مشاہدہ کرتے ہیں کیا وہ تصویر وہی بت ہے جسکو شریعت حقہ نے پاس رکھنا یا گھر میں رکھنا حرام قرار دیا ہے اور اس تصویر کا اس کتاب میں دینے والا بت گر ہے اور کیا مطالعہ کرنے والا بت پرستی کرتا ہے اور یہ ہی وہ بت پرستی ہے جسکی ناجوازی کا شرع اسلام فتوی دیتی ہے۔

(۵) ذرہ اور تامل کیجئے ایک شخص نے اپنے کسی عزیز یا کسی بزرگ کی تصویر عکسی کا فوٹو لیا ہے اور وہ یقین کرتا ہے اور اسکو اس پر سچی بصیرت ہے کہ یہ تصویر عکسی نہ کسی کے ہاتھ کی بنائی مورت ہے اور نہ کسی کے ہاتھ کی وضعی اور جعلی کھینچی ہوئی صورت ہے خود خدا نے جس طرح اور جس وضع اور ہیئت پر اس انسان کو بنایا ہے اسی وضع اور ہیئت پر آئینہ نے اپنے اندر اس کو لے لیا ہے اور فوٹو گرافر نے اسکو کاغذ پر چھاپا ہے اور واقعی یہ وہی شخص ہے جو اس مصور حقیقی کی اپنے ہاتھ کی کاریگری ہے کوئی تغیر تبدل اسکی اصلی صورت یا ہیئت میں نہیں ہے اور یہ ایک خدا کا بندہ اور احمد کا عاجز غلام ہے اور اپنے افعال وکردار میں بھی اپنے آپ کو ایک عاجز اور خدا کا بندہ اور احمد کا غلام ہی ظاہر کرتا ہے اور وہ بار بار کہتا ہے کہ احمد کی غلامی سے ہی اس نے یہ رتبہ پایا ہے کہ خدا نے اسکو اس زمانہ میں دین اسلام کی تائید اور حمایت کے واسطے بھیجا ہے اور وہ زمانہ موجودہ کے فسادات کی اصلاح کے واسطے دنیا میں آیا ہے اور مسیح کو جو خدائی صفات دیئے گئے ہیں اور محض ان کمالات کے سبب سے جو عبودیت کاملہ کے انہیں پیدا ہو جانے سے اس کو خدا تعالے کے جناب سے جو اپنی ذات وصفات میں یگانہ ہے عطا ہوئے ہیں ناحق اسکو خدا بنایا جاتا ہے میں اس ظلم عظیم کو دلائل اور براہین سے نیست ونابود کرنے کے واسطے آیا ہوں اور میں اس لئے آیا ہوں کہ لوگوں کو حقیقی اور سچے خدا کا پرستار بناؤں۔ اور ان کو اس پیارے کا چہرہ دکھاؤں جو سب محبوبوں سے زیادہ محبوب اور سب مطلوبوں سے اعلی مطلوب اور ایک سچا معبود ہے اور جو شرک انسانوں کی نسبت ان میں پیدا ہو گئے ہیں ان کو دور کروں اور ان میں توحید حقیقی کا نور بھر دوں اور ان کے مشرکانہ اعتقادوں کو جو خدائی صفات کے تقسیم کرنے میں انہوں نے مان رکھے ہیں کہ کبھی مسیح جیسا مقبول بندہ کو خدائی جلال اور عظمت عنایت کرتے ہیں اور کبھی دجال جیسے مردود الہی کو واقعی طور پر خدائی صفات کا مالک قرار دیتے ہیں صاف کروں اور اس کی تصنیف کی صفحہ صفحہ میں بلکہ سطر سطر میں ہاں لفظ لفظ میں اس کے منجانب اللہ ہونے کے نشان ملتے ہیں اس نے زمانہ موجودہ میں اپنی پاک نیت سے فن تصویر کی موجودہ علمی طریق سے محدود طور پر فائدہ اٹھایا اور اپنی شناسائی کے لئے یہ راہ اختیار کی اور ایسی قوموں تک جو ایسے دل ودماغ کے انسان کو اپنے زمانہ میں پیدا ہوا ہو سنتے اور اسکی تصانیف کو دیکھتے ہیں اس ذریعہ سے اپنے وجود کو پہونچایا۔ تا کہ وہ لوگ جنہوں نے اس کے دعاوی کو تو بہت سنا ہے اور اس کی کتابوں کو دیکھا ہے مگر اس کی زیارت نہیں کی وہ اسکی اس خداداد پاک صورت اور مبارک ہیئت کو ملاحظہ کریں اور اس کے فوٹو کو زیر نظر لاکر غور کریں کہ کیا اس خط وخال اور اس پاک تمثال کا انسان جس کے چہرہ پر نور کے آثار نمایاں ہیں اور جسکی کشادہ پیشانی آفتاب کی طرح چمکتی ہے اور جسکی وضع استقامت اس کے باطنی کمالات باریک بیں نگاہوں کو عجیب عجیب سبق دیتی ہیں اس علمی زمانہ میں ایسی ہیبت اور شوکت سے میدان میں نکلنے والا پہلوان اور ایسے زور اور طاقت سے بولنے والا انسان جسکی یہ شبیہ ہمارے ہاتھوں میں اور ہمارے زیر نظر ہے اور جس کا نام **غلام احمد** ہے واقعی صادق ہے یا کاذب اب فرمائیے کہ کیا اس قسم کا انسان بت پرستی کے رائج کرنے والا ہو سکتا ہے اور کیا اس کی کارروائی پر یہ شک پڑ سکتا ہے کہ وہ مشرکانہ تعلیم کا باعث ہوگی۔ اگر ایسی پاک

درمقدس انسان کی کارروائی بت پرستی اور شرک نہیں تو پھر منصفانہ نگاہوں کا تلاش کرنا ہی عبث ہے۔

بہت عزیزوں نے اپنے عزیزوں کی عکسی تصویریں بنوائیں اور بہت دوستوں کے پاس تحفۃً کسی عزیز کی یادگاری کے نشان میں بھیجیں مگر کسی سے کوئی ایسی حرکت آج تک ظاہر نہیں کی کہ جس میں پرانی بت پرستی اور شرک کا واہمہ بھی پیدا ہوا ہو۔ ہاں مکانات کی آرائش میں نئی تہذیب نے تصویریں دیواروں پر لٹکانا زینت کا جزو قرار دیا مگر یہ اسراف ہے اور وہی اسراف ہے جس کی نسبت قرآن حکیم فرماتا ہے ان اللہ لایحب المسرفین۔ پھر یہ اسراف صرف یہیں پر محدود نہیں ہر ایک قسم کا اسراف ایسا ہی مذموم ہے۔ باوجود اس مسرفانہ حرکت کے کسی مہذب نئی روشنی کے دلدادہ نے اس شرک اور بت پرستی کی حرکت کا تو ارتکاب پھر بھی نہیں کیا کہ جس کا ڈر ہمارے مہربان ناصحوں کو ہے۔ زمانہ تو اب ان حرکات پر ٹھٹھا کرتا اور اسکو دور ہی سے دھکے دیتا ہے۔ علمی مذاق نے آجکل تصویر کا مفہوم ہی بدل لیا ہے پس ایسی صورت میں کب یہ خیال ہو سکتا ہے کہ بعض وقت کسی خاص نیت سے ایک فائدہ مند امر کے واسطے عکسی تصویر کا کھچوانا یا اس کا شائع کرنا موجب بت پرستی ہوگا۔ قرآن حکیم کی زبردست پیشگوئی ہمیشہ کے واسطے ایسی صورت میں بت پرستی کو اسلامی دنیا میں عود کرنے سے روک رہی ہے۔

خدا جانے یہ بھولے بھالے ازخود غافل امت عکسی تصویر کے پیچھے کیوں پڑ گئی جو خود تراشیدہ بت نہ کسی کے ہاتھ کی مورت نہ کوئی جعلی یا وضعی صورت بلکہ خود مصور حقیقی کے اپنے ہاتھ کی بنائی کاریگری کی ہو بہو نقل اور اسی آئینہ کا عکس جس میں ہر روز اپنی صورت دیکھتے ہیں۔ مگر نہ سوچا کہ ہم اپنے عقائد میں کیسے کیسے مشرکانہ باتوں کے پابند ہو رہے ہیں۔ یہ کوشش تو نہیں کرتے کہ اپنے اندرونی بتوں کو دور کریں اور ہوا کے ٹھاکروں کو چکنا چور کریں تاکہ خدا تعالے ان کو وہ نور بخشے کہ جس سے وہ حق و باطل میں تمیز کر سکیں اور خدا ان کو وہ سچا فرقان عنایت کرے جس سے نجات کی راہیں ان پر کھل جاویں اور جس کی ان کی روح کو واقعی ضرورت ہے۔

اے امت **احمد**

صلے اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو دھوکا نہ دے اور اپنی رفتار سے خود ہی چاہ ہلاکت کی طرف نہ جا تو اپنے افعال پر خود نظر ڈال اور اس پاک **غلام احمد** پر طعنہ زنی سے باز آجا۔ ابھی وقت ہے سلامتی کے طرف پر چل اس کجروی کو چھوڑ دے سمجھ نہ سمجھ تیری مرضی مگر ہم پہلے کی کہتے ہیں اور پہلی طرح کہتے ہیں۔

والسلام علی من اتبع الہدےٰ

خاکسار حامد شاہ از سیالکوٹ

۲۳ اگست سنہ ۱۹۰۹ء

ریمارک

جزاک اللہ خوب لکھا ہے ؎

ہر گلے را رنگ و بوی دیگر ست

عبد الکریم از قادیان ۳۰ اگست سنہ ۱۹۰۹ء

مرحبا

ماشاءاللہ رحمک اللہ یا حامد وغفرلک۔ راہ صدق او حقیقت الامر کی تصویر کھینچدی۔ — جمالی و نعمانی قادیانی

رسالہ سراج الحق

حصہ دوم حضرت اقدس امام الزمان کی تائید و تصدیق میں تیار ہے۔ قیمت ۰ محصولڈاک ۰

المشتہر سراج الحق نعمانی مہاجر از قادیان شریف

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

تصحیح اور توضیح

۲۴ اگست سنہ ۱۹۰۹ء کے آشو میں حضرت حکیم الامت کے ارشادات کے تحت میں پہلے ہی فقرہ میں جہاں انسان کے پاک ارادے لکھا ہے وہاں اللہ تعالے کے پاک ارادے درست ہے

اور

۳۱ اگست سنہ ۱۹۰۹ء کی اشاعت میں معراج شریف کی حقیقت کے لئے جس لغت کا ذکر کیا گیا ہے اس سے تعبیر الرویا کی لغت مراد ہے۔

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

کی امداد کے لئے عالیجناب **نواب محمد علی خان صاحب** رئیس اعظم مالیرکوٹلہ نے سردست ایک ہزار روپیہ سالانہ کی امداد منظور فرمائی ہے جسکو وہ بارہ سو تک بڑھا دینے کا ارادہ رکھتے ہیں یہ امداد مدرسہ کی پابجائی کے لئے مردے از غیب بروں آید و کارے بکند کے مصداق ہے اللہم زد فزد۔

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بی اے

کی تبدیلی حال میں فاضلکا سے جہلم میں ہوئی ہے۔ ہمارے ناظرین ڈاکٹر صاحب سے ناآشنا نہیں ہیں وہ ہماری جماعت کے ایک درخشندہ نمونہ ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی تبدیلی کے متعلق فاضلکا سے کسی نامہ نگار نے سراج الاخبار جہلم میں مندرجہ ذیل مضمون درج کرایا ہے۔

اوران کے بعد جو مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن تشریف لائے جسکو تقریبا

ڈیڑھ سال کا عرصہ ہوا - افسوس اب
یہ بھی جہلم کو بتدیل ہو گئے ہیں مرزا
صاحب نے اس تھوڑے عرصہ میں

اپنی خدا داد لیاقت اور
اخلاق حمیدہ اور شبانہ روز
محنت سے جو کچھ ہر دل
عزیزی اور محنت یہاں کے
لوگوں میں حاصل کی قلم کو
کہاں طاقت جو اسکو ظاہر
کرسکے آپکا ہر ایک غریب و
امیر کے ساتھ یکساں
سلوک تھا نہایت توجہ
اور تندہی سے معالجہ
فرماتے تھے بلکہ غریبوں کا
علاج خاص ہمدردی سے
کرتے تھے لالچ آپکے
پاس نہ تھا غربا اور احبا کی
مکانوں پر بڑی خوشی سے
بے فیس تشریف لیجاتے تھے

اگرچہ آپ کی تبدیلی کی خبر سننے پر یہاں
کے لوگوں نے اس کے التوا کی غرض
سے ایک عرضی بھی بہ ثبت دستخط تمام
باشندگان شہر صاحب انسپکٹر جنرل
بہادر پنجاب کی خدمت میں بھیجنی چاہی
تھی مگر سول سرجن صاحب فیروزپور نے
بدیں حکم واپس کر دی کہ ڈاکٹر صاحب
کی خدمات کی ہم بھی قدر کرتے ہیں اور
ان کی کارگذاریوں کو جانتے ہیں
لیکن چونکہ اس تبدیلی میں ڈاکٹر صاحب
کا فائدہ ہے اس لئے ہم آپ
صاحبان کی درخواست کو صاحب انسپکٹر
جنرل بہادر کی خدمت میں نہیں بھیج
سکتے -

مندرجہ بالا تحریر کے شائع کرنے سے
ہماری غرض ایک طرف اپنی جماعت کے
سامنے ڈاکٹر صاحب کا نمونہ پیش کرنے
کی ہے اور دوسری طرف مخالفین کو ڈاکٹر
صاحب کے نمونہ سے یہ دکھانا مقصود
ہے کہ اس قسم کے لوگ حضرت
اقدس امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام
کے فیض صحبت سے طیار ہوئے ہیں
اب وہ سوچکر بتلائیں - کہ اس قسم کا اثر
کب ہو سکتا ہے - جبکہ خود تقدسی کمالات
میں انسان بڑھا ہوا نہ ہو - ہمارے ناظرین کو
یاد ہوگا جب ڈاکٹر صاحب وزیر آباد میں
تھے اُس وقت بھی آپ کی تبدیلی پر وہاں
کے باشندوں کو سخت افسوس ہوا تھا
اور انہوں نے بھی ایک میموریل طیار کیا
تھا - ہم ڈاکٹر صاحب کی اس روحانی
ترقی پر ان کو مبارک باد دیتے ہیں اور
دعا کرتے ہیں کہ اپنے مدارج میں ترقی
کریں اور دوسروں کے لئے مؤثر نمونہ
بنیں - آمین -

دارالامان کی خبریں

حضرت اقدس بفضلہ تعالے مع جمیع
خدام والا و ممبران خاندان تندرست
ہیں اور **تحفہ گولڑویہ** کی تصنیف
کے کام میں مصروف ہیں تحفہ مذکور
۴۶ صفحہ تک پریس میں جاچکا ہے
اور دیکھئے کہاں تک یہ رسالہ طویل
ہوتا ہے اس رسالہ میں عجیب عجیب
نکات و اسرار لکھے جارہے اور اس
تحفہ کی نسبت یہ وحی حضرت اقدس
علیہ الصلوۃ والسلام پر نازل ہوچکی ہے
کہ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا -

تحفہ غزنویہ

جو عبدالحق غزنوی امرتسری کے اشتہار
کے جواب میں لکھا گیا ہے ایک
لانظیر رسالہ ہوگا اس رسالہ کا بھی
بہت بڑا حصہ طبع ہو چکا ہے -

اربعین نمبر ۲

امید کے خلاف بہت بڑا ہوگیا
ہے دو جز تک طبع ہوچکا ابھی
معلوم نہیں کہاں تک جاوے
مگر یہ نمبر بہت ہی لذیذ اور لطیف
ہوگا دوستوں کے ایمان کے
بڑھانے اور مخالفوں کی کمر توڑنے
والا ہوگا -

شمس بازغہ

جو مہر علی شاہ گولڑوی کے رسالہ
شمس الہدایت کا جواب اور فاضل
امروہی حضرت مولانا سید محمد احسن
صاحب کی تصنیف سے ساڑھے
نو جز تک طبع ہوچکا ہے ابھی
نصف سے زیادہ باقی ہوگا -
عجیب طرز کا لاجواب رسالہ ہے
انشاء اللہ عنقریب شائع ہونیوالا ہے

جناب مولوی میر محمد سعید صاحب حیدر
آباد سے حضرت اقدس کی پاک
صحبت سے فیض حاصل کرنے کے
واسطے چھ ماہ کی رخصت لیکر
آئے ہوئے ہیں خدا تعالی ان کو اس
میں کامیاب کرے -

---

۱۶ ستمبر سے تعلیم الاسلام
ہائی سکول کے متعلق خاص دینیات
کی جدید شاخ کھولی گئی ہے جس
کے مدرس مولوی عبداللہ صاحب
کشمیری مقرر ہوئے ہیں -

اسی تاریخ سے مدرسہ بھی ایک ہفتہ کی رخصتوں کے بعد کھل جائے گا۔

۱۰ر تاریخ کو قدرے بارش ہوگئی۔ بادل ہر روز گھرے رہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ قادیان میں وبائی امراض سے امن ہے۔

الحمد للہ علی ذالک

اس ہفتہ میں تصویر والے مضمون کی وجہ سے ہم حضرت اقدس کی پاک باتیں اور حضرت حکیم الامت کے ارشادات نہیں لکھ سکے۔ اگلی اشاعت میں انشاء اللہ تعالیٰ لکھیں گے۔

الحکم کی خوبیوں کے اعتراف اور شکریہ میں جس قدر خطوط موصول ہوتے ہیں ہم نے انہیں سے شاید کبھی ایک اولڈ درج کیا ہو تو کیا ہو ورنہ ہم کو ہمیشہ ان باتوں سے نفرت رہی ہے کہ ایسے خطوط درج کریں۔ لیکن آج ایک کارڈ کے چند فقرے محض اس لئے درج کئے جاتے ہیں کہ ہمکو شدید قسم کے ساتھ مجبور کیا گیا ہے۔ اس سے ناظرین کو معلوم ہو جاوے گا کہ الحکم بفضلہ تعالیٰ قوم کی کتنی بڑی خدمت کر سکتا ہے۔ وھو ہذا۔

آج عزیز الحکم پہونچا میں خدا کو حاظر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ ۱۰ اگست نے خطبہ نے ایک نیا ایمان بخشا بخدا الحکم ہماری جماعت کے لئے ایک الہٰی مکتب کا نسخہ ہے اور ایک دن ضرور آئے گا کہ تمام دنیا اس کی راہ میں آنکھیں بچھائے گی اور آپ کی سعی کی قدر کرے گی میں تو جب الحکم آتا ہے ایک الگ جگہ بیٹھ جاتا ہوں کیونکہ اس کے الفاظ ایسے دردناک ہوتے ہیں کہ رُلا دیتے ہیں خدا جانے مخالف کس قدر شقی القلب ہوگئے ہیں کہ ان کے کانوں پر جوں نہیں چلتی میں صدق دل سے حضرت اقدس پر قربان ہوں اور دنیا میں حضرت سے زیادہ مجھے کوئی چیز عزیز نہیں ہے یہ سب کچھ مجھکو ملا ہے آپ کی مہربانی ہے بخدا میں قیامت تک آپ کا شکر گذار رہوں گا جو احسان آپ نے بندہ پر کیا ہے یہ مبالغہ نہیں ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ملک کی بادشاہت بھی مجھکو مل جاتی تو اس کے آگے ہیچ تھی۔

اس سے پہلے میں ایک تیس دہریہ تھا خدا و رسول کے ملکوں کو ایک قصہ کہانی جانا کرتا تھا آپ کے طفیل دین کا سیدھا راستہ ملا الخ۔

محمد سلیمان مدرس بہادلہ

ہم بصدق دل یقین رکھتے ہیں کہ ہم کیا اور ہماری ناچیز کوشش کیا۔ الحکم میں فی نفسہ کوئی خوبی ہماری اپنی ذات سے نہیں ہے بلکہ اس میں جو کچھ خوبی ہے وہ اس مقدس انسان کے پاک نام کی وجہ سے ہے جو آج دنیا کی اصلاح کے لئے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام سے آیا ہے اور پھر یہ اثر حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کی الٰہی خدمت کا ہے جو وہ الحکم کے لئے مضامین دینے میں کرتے ہیں جب کہ نہایت خلوص اور واقعی درد دل سے اصلاح اور صرف اصلاح کے لئے جو کچھ کہا جاوے اور ایسے دل سے کہا جاوے جو کہنا اور کرنا دونو جانتا ہے تو ممکن نہیں کہ وہ اثر پذیر نہ ہو۔ بہر حال ہمارے لئے فخر اور شکر کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بے منت ایک ثواب کا حقدار ٹھیراتا ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم مولانا موصوف نے جس قدر قلمی امداد الحکم کو دی ہے اس کے مقابلہ میں کوئی مالی امداد نہیں ہو سکتی۔ قوم بھر میں آپ کی شکر گزاری کا شور بلند ہے ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر قسم کی جسمانی اور روحانی بیماری سے محفوظ رکھے آمین

انشاء اللہ تعالیٰ ناظرین اگلی اشاعت میں ایک اور لذیذ خطبہ پڑھیں گے۔

سفید جھوٹ

پیر مہر شاہ گولڑوی لاہور سے ناکام اور نامراد واپس گئے ان کا اور تو کچھ بس نہ چلا ان کے ایک مرید نے جو مدعی تقویٰ و طہارت ہے اور تزکیہ اور تصفیہ کا دم بھرتا ہے میری نسبت جھوٹھ سراسر بالکل جھوٹھ یہ اڑایا کہ سید سرور شاہ نعوذ باللہ حضرت اقدس سے منحرف ہوگیا اور لڑ بھڑ گیا قادیان سے چلا گیا اس بات پر کہ جب مہر شاہ لاہور آئے تو حضرت اقدس کیوں لاہور میں مقابلہ کے لئے نہ گئے کیونکہ مہر شاہ صاحب نے تمام شرطیں متعلق تفسیر نویسی قبول کرلی تھیں۔ سو میں سوا اس کے اور کچھ نہیں کہتا کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین نہ مہر شاہ نے حضرت اقدس کی شرائط قبول کیں اور نہ حضرت اقدس لاہور تشریف لے گئے

میں اب قادیان میں حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوں اور حضرت اقدس پر میرا وہ ایمان فضل خدا سے ہے کہ جیسا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ہونا چاہئیے اور میں کہتا ہوں کہ کسی انسان کا ایمان قبول ہی نہ ہوگا جب تک کہ حضرت اقدس پر ایمان نہ لاوے۔ سرور شاہ

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑبال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کی آنکھوں کے مریضوں برابر اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لے کر بوڑھے تک یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ ۱۰ر خریداران ذرہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے ضرور بچنا چاہیے۔ المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش پرتسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں حلیت کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کیمیاوی شئے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر - ڈی - ایم - بی - ایم سانگلی صاحب - ایم - بی - ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مسماۃ ام دیوی بعمر ۵۰ سال پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں عوض جوار دانے نکلے ہوئے تھے اور پر دال پڑنے تھے اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیار کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھی صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی راقم خان بہادر محمد حسین خان - ایل ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے - راقم ڈاکٹر بر جلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل آف انڈیا

(۴) میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم ہونے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۹۸ء میں جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۷۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

نمبر ۳۴ — دار الامان قادیان ۱۶ ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء — جلد ۴

پیر گولڑی

کی گدا گری پر حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کی چٹھی ایک سائل کے جواب میں

شیخ صاحب ماسٹر صاحب ۔ السلام علیکم میں آپ کا خط پڑھ کر بہت متعجب ہوا کہ آپ زمانہ کے کجدار و مریز سے واقف بالمقابل اشتہاروں سے اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ ہماری طرف سے پیر مہر شاہ کے مقابل گریز ثابت ہوئی ۔

اول میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ نے حضرت امام زمان مہدی موعود علیہ السلام کا اشتہار پڑھا ہے جو عربی فصیح بلیغ تفسیر لکھنے کے متعلق آپ نے مہر شاہ کے مقابل شائع کیا تھا ۔ پھر اس آپ نے مہر شاہ کا جواب پڑھا اور پھر ان دونوں کو مقابل رکھ کر آپ کی دانش اس نتیجہ کے نکالنے پر مجبور ہوئی جس پر آپ آخر کار پہنچے ۔ آپ کے فہم کی نسبت نیک گمان مجھے اس امر کو ماننے نہیں دیتا کہ آپ نے دونوں اشتہاروں کو مقابلۃً پڑھ کر یہ نتیجہ نکالا ہو ۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُڑتی ہوئی افواہ آپ کے دل میں سرایت کر گئی اور عادۃً چونکہ اس طرف حسن ظن کما ینبغی نہیں آپ فوراً عوام الناس کے رنگ میں رنگین ہو گئے ۔

مکرم ماسٹر صاحب غور کریں حضرت نے کیا لکھا تھا اور کیوں ایسا لکھا تھا ۔ حضرت مرزا صاحب نے یہ لکھا تھا کہ پیر مہر شاہ صاحب میرے ساتھ عربی فصیح زبان میں قرآن کریم کی تفسیر لکھنے کا مقابلہ کریں جس میں خدا تعالیٰ کے کلام کے نکات غریبہ اور حقائق عجیبہ ہوں ۔ اس مقابلہ کی ضرورت فیصلہ نزاع کے لئے اس جہت سے پڑی ۔ کہ مباحثات بہت کچھ ہو گئے اور حضرت نے اپنے عقائد ۔ دعاوی اور اور دلائل پر کتابیں ۔ رسالے اور اشتہار بھی بہت نکالے مگر مخالفین ان سے مستفید نہ ہوئے اور اُن کے انکار اور استہزا میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی الّا ماشاء اللہ ۔ اس لئے چار برس اس سے قبل انجام آتھم میں خدا تعالیٰ سے الہام پا کر حضرت مرسل اللہ نے یہ اشتہار شائع کیا کہ آئندہ ان لوگوں سے اس جنس کے مباحثے

نہیں کرینگے الہام یہ تھا یَا عَلِیُّ دَعْهُمْ وَ أَنْصَارَهُمْ۔ نیز اس لئے بھی جن کی طرف سے توجہ ہٹائی گئی کہ مباحثات آخرکار نظری امور سے زیادہ باتیں تو پیش نہیں کر سکتے۔ اب مہر شاہ صوفی اور درویش اور سجادہ نشین کے مقابل حضرت امام ع نے خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے رنگ میں ایک بدیہی امر یا خارق عادت امر پیش کرنا چاہا جو بہت جلد ایک حصہ مخلوق کو یقین دلا سکتا کہ خدا تعالے قادر و قاہر کی تائید کس قوم کے ساتھ ہے اس لئے کہ قرآن کریم خدا تعالے کا حریم ہے اور حریم میں محرم کے سوا کوئی جا سکتا ہی نہیں چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے

لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ

اور پھر آخر میں حضرت نے صاف لکھدیا تھا کہ مینے دعا کی ہے کہ خدا تعالے مجھکو اعلیٰ سے اعلیٰ نکات اور فصاحت و بلاغت پر قدرت دے اور اس نے میری دعا منظور کرلی اور ساتھ ہی مینے یہ بھی دعا کی کہ مہر شاہ کی ساری قدرتیں اور قوتیں عربی میں تفسیر لکھنے سے سلب ہو جاویں یہ میری دعا بھی منظور ہوگئی اور میں دعویٰ کرتا ہوں کہ مہر شاہ میرے مقابل نہایت شرمساری کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوگا اور وہ ایک سطر بھی لکھنے پر قادر نہ ہوگا۔

یہ تحدی اور معجزہ نمائی قول فیصل قرار دی گئی تھی ان تمام نزاعوں میں اب آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کیوں اس یگانہ فیصلہ کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت حضرت مرسل اللہ کو پڑی۔ اس کے لئے حکم اور منصف بھی مولوی محمد حسین بٹالوی اور دو اور اسی جوہر و فطرت کے مولوی مقرر کئے تھے۔ چونکہ یہ خدائی فیصلہ تھا اور خدائے متصرف علی القلوب کی رہنمائی سے حضرت امام زمان نے شائع کیا تھا حضرت کو یقین دلایا گیا بلکہ بتلایا گیا تھا کہ تلخ ترین دشمن مولوی بٹالوی خدا تعالےٰ کے تصرف عجیب سے مجبور کیا جاویگا

اسباب پر کہ حق کی گواہی دے اس لئے کہ وہ شہادت اس کی حقیقت ایک بدیہی محسوس امر کی نسبت شہادت ہوگی اور وہ مبین حق کے اخفا پر قادر نہو سکیگا۔
میں خیال کرتا ہوں کہ آپ میں تصوف سے مزہ لینے کی روح ہے اور آپ اہل اللہ اور درویشوں کے مذاق کو شناخت کر سکتے ہیں۔
اب آپ سوچیں کہ یہ قوۃ اور تحدی کسی پیر و ولی اور بالائی امداد و تائید کے بغیر کسی کی زبان و قلم سے مترشح ہوسکتی ہے۔
پیر مہر شاہ صاحب نے اس کے مقابل کیا کیا۔ یہ اشتہار دیا کہ آپ کی تمام شرائط منظور ہیں۔ مگر پہلے آپ اپنے دعوے مسیحیت پر تقریر کلام کریں اور پھر میں اس کا رد کروں اور مولوی محمد حسین منصف اگر فیصلہ کردے کہ حق میری طرف ہے تو اسی وقت اسی جلسہ میں آپ کو میری بیعت کرنی ہوگی۔ مجھے توقع کرنی چاہیئے کہ آپ اس دجل اور تزویر کو خود ہی سمجھ سکتے ہیں جو اس گدی نشین کے جواب میں ہے۔ ان ہی مباحثات کو بے سود سمجھکر تو یہ تدبیر کی گئی تھی کہ اب آسمانی نصرت اور خدا تعالے کے ہاتھ کی توسط سے فیصلہ ہوجاوے اور لوگ بالبداہت سمجھ لیں کہ حریم قدس میں باریاب کون ہے اور اس جناب والا سے مطرود و مخذول کون ہے۔ اور علاوہ براں اب کونسی نئی دلیل اور نیا دعوی تھا جو حضرت اقدس کو اس مجلس میں پیش کرنا اور اس پر مہر شاہ کو جرح و قدح کرنا تھا۔ کتابوں پر کتابیں ان دعاوی و دلائل پر لکھی گئیں اور ان صوفیوں اور مولویوں نے جہاں تک ان سے بن پڑا ان کی تردید میں قلم فرسائی کی۔ کیا وہی پھر دوہرائی جاتیں اور ان کے رد میں پیر مہر شاہ اسی اپنے شمس الہدایہ کا مفصل درس سنا دیتے

یا اور کچھ کارگزاری دکھاتے۔ یہ تو سب کچھ ہو ہو لیا تھا اور ان کار روائیوں کا جو نتیجہ نکلنا تھا نکل چکا تھا۔
تو کیا پھر بھی حضرت مرزا صاحب نے تحصیل حاصل کر کے پیر مہر شاہ کو تحریک کی اور مہر شاہ نے اسی گذشتہ کارگذاری کی تجدید کے لئے یہ دعوت قبول کی۔ خدا کے لئے آپ غور فرماویں اور زندہ دل کے ساتھ سوچیں کہ پیر صاحب نے کہاں تک اس کارروائی میں دیانت کی راہ پر قدم مارا ہے پھر لکھا ہے کہ بعد فیصلہ مولوی محمد حسین بٹالوی کے اسی جلسہ میں میری بیعت کرلیں۔ آپ جانتے ہیں مولوی محمد حسین بٹالوی کی رائے حضرت کے عقائد و ابحاث کی نسبت کیا ہے۔ یہ شخص بدقسمتی سے تلخ ترین دشمن اس سلسلہ کا ہے جو عورت کے پیٹ سے نکلے ہیں۔ ناکامی پر ناکامی اٹھاکر اس کی تلخی میں اور بھی مرارت بڑھ گئی ہے اور ایک غریق کی طرح تنکوں کو پنجہ مارتا پھرتا ہے اور چاہتا ہے کہ کسی طرح اپنے دل کی آگ کو بجھائے جو ہر وقت اشتعال والتہاب میں رہتی ہے۔ سوچیئے۔ حضرت مرزا صاحب کے عقائد، دعاوی اور دلائل پر مباحثہ ہو اور مولوی محمد حسین منصف ہو تو کیا یہ مولوی اس سے زیادہ یا کم کوئی اور فیصلہ دیگا جو وہ اس سے پیشتر اپنے رسالہ اشاعت السنہ میں دے چکا ہے اور جس کی بنا پر وہ حضرت مرزا صاحب کو کافر و دجال قرار دے چکا ہے اسکی وجہ میں لکھ آیا ہوں کہ کیوں حضرت نے اسے حکم قرار دیا تھا اور یوں مہر شاہ کی طرف سے اسے منصف قرار دینا کس قدر حق اور دیانت کا خون کرنا ہے۔ اب یہ تو مسلم ہوگیا کہ مولوی محمد حسین نے فیصلہ حضرت مرزا صاحب کے خلاف دینا تھا سو دیدیا اور بموجب شرط قرار داد کے حضرت مرزا صاحب نے پیر مہر شاہ سے بیعت کرلی

تو اب خدا را اتنا فرمائیے کہ عربی زبان میں تفسیر نویسی کا موقعہ کہاں رہا۔ کیا پیر مہر شاہ صاحب سے بیعت کرنے کے بعد حضرت مرزا صاحب ایسی جرأت کریں گے کہ مرشد سے بزور آزمائی کریں۔ میں پھر آپ کو اور ہر خدا ترس سلیم الفطرت کو جو میرا نیاز نامہ پڑھے توجہ دلاتا ہوں کہ موت کو یاد کر کے سوچیں کہ وہ معیار جو آخر کار بعد لیسے دراز کے تجربوں کے حق و باطل اور نصرت و خذلان کے امتیاز کے لئے تجویز کیا گیا تھا اس کی نوبت کب آئی۔ اگر حضرت اقدس مرزا صاحب نے کھڑے ہو کر اپنے وہی عقائد اور دلائل سنائے جو ازالہ اوہام اور دیگر کتابوں میں آپ لکھ چکے ہیں اور پیر مہر شاہ نے وہی تردید پڑھ دی جو شمس الہدایہ میں آپ قلم بند فرما چکے ہیں اور مولوی محمد حسین بٹالوی نے عادۃً وہی فیصلہ دیا جو وہ مدتوں سے مشتہر فرما چکے ہیں اور حضرت مرزا صاحب نے لاریب اسی جلسہ میں پیر مہر شاہ سے بیعت کر لی تو اب بتاؤ اس خرق عادت امر یا معجزہ یا کرامت کا موقعہ کونسا دیا گیا جو ان ظلمتوں سے نور کی طرف لے جانے کا ایک ہی ذریعہ پیش کیا گیا تھا۔ اے خدا کے بندے اور بندہ خدا کے لئے غور کرو۔ کس طرح پیر مہر شاہ نے موت کا پیالہ منہ سے ٹال دیا ہے۔ کس حیلہ گری کا بہروپ بدل کر سٹیج پر کھڑا ہوا ہے اور ہنوز لوگ اس سوانگ کے انگیزوں اور اندازوں سے تاڑ نہیں گئے کہ ایک ملمع کار مشعبد ہے۔ اللہ اللہ کس جرأت اور خیرگی سے لکھا ہے کہ آپ کی ساری شرطیں منظور ہیں۔ اے خدا ناترس۔ ایک ہی شرط اور ایک ہی یگانہ ذریعہ تو تھا جو حق و باطل میں صاف تمیز کر ڈالتی جسے تو نے موت احمر کا پیالہ سمجھ کر سخت ہاتھ پاؤں مار کر اپنے منہ کے آگے سے ٹال دیا اور شرطیں ہی کونسی نہیں جسے تو نے منظور کیا۔ اسی ایک ہی معیار سے صاف کھل جاتا کہ تو نہ تو مستجاب الدعوات ہے اور نہ خدا کے کلام کی حریم قدس میں تجھے باریابی کا شرف حاصل ہے اور نہ تجھ کو تصوف وحقیقت ومعرفت کے کوچہ سے ذرا بھی آشنائی ہے۔

حضرت مسیح اللہ جری اللہ کی یہ تحدی کہ میں نے دعا کی ہے کہ مہر شاہ سخت شرمسار ہو کر اٹھے گا اور گویا سفید کاغذ کے سوا اس کے ہاتھ سے کچھ نہ لیا جاوے گا اور حضرت ایک وسیع مضمون تفسیر عجیب پر لکھ چکے ہوں گے۔ ہاں حضرت مرسل یزدانی کی یہ تحدی اس قابل تھی کہ اگر مہر شاہ میں غیرت ہوتی تو اس کے توڑنے کی کوشش اسی راہ سے داخل ہو کر کرتا جس راہ سے یہ تحدی کی گئی تھی۔

اب آپ سوچیں اور خدا کی مخلوق غور کرے کہ اس نے لاہور میں آکر کیا ہی کیا ہے یہی کہ عوام کو مغالطہ کے تاریک کنوئیں میں گرا کر نور حق کی شناخت سے بے بہرہ کر دیا ہے۔ اس کالانعام گروہ کی وقعت وقدر راستبازوں کے نزدیک کس زمانہ میں ہوئی ہے جو اب ان کے شور وغوغا کی کوئی قیمت ڈالی جاوے۔ ان بدقسمتوں نے ہمیشہ راستبازوں سے ایسا ہی برتاؤ کیا ہے۔ یاد رکھو یہ غوغو اور شور وغل اسی طرح فنا کی ہوا میں پیوست ہو جائیں گے جس طرح مشرکین عرب کے ناپاک اشعار جو سید العالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو و ذم میں کہے تھے نیست و نابود ہو گئے۔ یہ گندے اشتہار اور ناپاک کاغذ جو ناعاقبت اندیش دست و قلم کا موذی نتیجہ ہیں پاخانہ کے ہمہ نوش کیڑوں کی نذر ہو جائیں گے اور کوئی تھوڑے وقت کے بعد بڑی تفتیش سے بھی ان کا کھوج لگا نہ سکے گا۔

بڑا سوال یہ ہے کہ مہر شاہ نے ہمارے پاک سلسلہ کی علمی تردید میں کیا کیا؟ کیا وہ اخرس ابکم لاہور میں مدت قیام کے اندر کبھی ایسے لطیف نکتے بولا جو ہماری تردید میں ابدی اثر لوگوں میں کرتے اور فہیم وسلیم فطرتوں میں جاگزین ہو کر ان سے ضرورۃً کہلواتے کہ حضرت مرزا صاحب کی زبان وقلم کے مقابل ایک ہی معجز بیان مرد میدان پیدا ہوا ہے۔ ایک نقاب میں سرنگوں رہنے والا رنگین پوش اور زلف مشکین اور طرۂ عنبریں کے دام میں پھنسانے والا وجود اور اس کے سوا اور صفات مردانہ سے عاری کس مردی کا دکھلانے والا ثابت ہوا کہ ہم ڈریں کہ سلسلہ حق کو اس سے صدمہ پہنچے گا۔ عوام کی تو عادت ہی قبروں پر سرنگوں نہ ہوئے ان قبر پرستوں کے پاؤں پر گر پڑے۔ اب آپ بتائیں وہ کون سی کارروائی ہے جو پیر مہر شاہ نے کی جس سے اس کا نام بلند ہو گیا۔

کاش کوئی ہمارے اشتہاروں اور مضمونوں کو ہی ان لوگوں کے اشتہار سے مقابلہ کر کے دیکھے کہ کس قدر نور اور ہدایت ہمارے اشتہاروں میں ہے اور کس قدر تعفن سب وشتم کا ان لوگوں کے سیاہ کاغذوں میں ہے۔ یہ لوگ ہماری تردید کرتے اور مباحثہ کرتے مگر کبھی خدا کے کلام کے حقائق بھی تو بیان کر جاتے تا کہ نرے کاغذوں کے منہ کالے کرنے والے نہ ٹھہرتے۔ یاد رکھیے اور پھر یاد رکھیے کہ مہر شاہ اور اس کے معاونوں نے بجز تردید اور سب وشتم کے ہمارے مقابل کچھ نہیں کیا اور یوں ہمارے سلسلہ کی صداقت پر اپنے ہاتھوں سے آپ مہر لگا دی ہے کیونکہ لکھا تھا کہ مہدی موعود کی علمائے وقت تکفیر کریں گے اور اس کو فاسق اور دجال اور دین میں تحریف کرنے والا کہیں گے

سو پیاری باتیں انہوں نے حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام کے حق میں پوری کردیں وللہ الحمد۔

اب میں یقین کرتا ہوں کہ سیدھے آپ کے غور اور نتیجہ حقہ پر پہنچنے کے لئے مختصر سی باتیں آپ کے آگے پیش کردی ہیں اگر میں چاہتا تو بحول اللہ اسے اور بھی لمبا کرتا مگر دانشمند کے لئے اتنا کافی ہے کل میں نے اپنی کتاب سیرۃ مسیح موعود خدمت میں ہدیۃً بھیجی ہے۔ میں نے محض اللہ تعالیٰ کے لئے اس کتاب میں اپنے پرانے تجربے اور مشاہدے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک سیرۃ کے متعلق قلم بند کئے ہیں واقعات کے سوا اور کچھ نہیں لکھا۔ امید ہے کہ آپ اس سے عمدہ نتیجہ پر پہونچیں گے وباللہ التوفیق

دمشق مکہ ریلوے

دمشق مکہ ریلوے سرعت کی ساتھ طیار ہورہی ہے۔ دنیوی طور پر اس ریلوے سے کیا مفاد پہونچیں گے اُس پر ہم اس وقت بحث نہیں کرتے ہم صرف یہ دکھاتے ہیں کہ اس ریلوے کی طیاری سے اسلام کی عالمگیر فتح ہوتی ہے اور وہ اسطرح پر کہ آج سے تیرہ سو سال پیشتر جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بترک الفلاص کی پیشگوئی فرمائی تھی اور قرآن کریم نے العشار عطلت فرمایا تھا وہ ٹھیک اپنے الفاظ کیموافق پوری ہوئی والحمد للہ۔

اس پیشگوئی کے متعلق تفصیلی بحث ہمارے سید دسولی امام اعلیٰ نے تحفہ گولڑویہ میں کی ہے ہم صرف اسی قدر لکھنا چاہتے ہیں کہ اس ریلوے کے افتتاح سے لذت اُٹھانے والے کون ہیں؟ وہی جنکو رسول اللہ صلعم کی پاک باتوں کے پورا ہونے میں ایمان تازہ ہوتا اور آپ کی صداقت کے لئے ایک زندہ نشان ملتا ہے۔ مگر ان نشانات کے دیکھنے کی آنکھ تب عطا ہوتی ہے جب کہ اُس پاک وجود پر ایمان ہو جسکے زمانہ کے یہ نشانات ہیں وہ کون؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام۔

ایڈیٹوریل

وبائی دن اور قرآنی حفظ ماتقدم

پنجاب کے مختلف اضلاع اور شہروں میں ہیضہ اور موسمی بخار اس کثرت کے ساتھ پھوٹ رہا ہے کہ طاعون سے کم خطرہ پیدا نہیں ہوا۔ سنت اللہ سے ناواقف پیشگوئیوں کے علوم سے نابلد اور نادان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی اُس پیشگوئی پر جو طاعون کے متعلق تھی اپنی کم فہمی اور کوتاہ اندیشی کیوجہ سے خواہ کچھ ہی کہیں مگر ہمارے نزدیک نہیں نہیں الہیات کی روسے آپ کا کشف اپنے پورے معنوں میں پورا ہوا اور ابھی ہو رہا ہے۔ اور قحط۔ ہیضہ۔ طاعون وغیرہ اسباب کثرت موت سب لفظ طاعون میں علم تعبیر الرویا کے لحاظ سے داخل ہیں۔

ہمکو نہایت افسوس اور دلی قلق ہوتا ہے جب کہ ملک میں استہزا۔ آیات اللہ سے روگردانی معاصی۔ اور منہیات الہیہ میں مشغولی دیکھی جاتی ہے۔ ان لوگوں اور ان قوموں کو کسی حد تک ہم معذور بھی سمجھتے ہیں جو موجودہ زمانہ کی زہریلی ملحدانہ ہوا کے اثر سے متاثر ہیں اور مذہب اور ملت ان کے نزدیک یورپ کی تقلید سے بڑھ کر اپنے معنے نہیں رکھتا لیکن وہ لوگ اور وہ قوم جو کتاب اللہ پر ایمان رکھتی اور خدا تعالیٰ کی پیغمبروں اور جزا و سزا کے دن کو مانتی ہے اسپر افسوس آتا ہے کہ جب کہ وہ قرآن کریم پر ایمان رکھتی ہے پھر قرآن کو جب پیش کیا جاتا ہے تو اس سے انحراف کیوں کرتی ہے۔ عمل کرنا ایک دوسری بات ہے جو ایمان کے بعد پیدا ہوتی ہے لیکن کم از کم اعراض عن ذکر اللہ تو مومن کا کام نہیں ہونا چاہئے مگر یہاں تو پورا اعراض کیا گیا ہے اور مسلمانوں کی نکبت فلاکت بے سروسامانی ناداری اور پریشانی پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ انہوں نے اعراض کیا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کے اس فتوے کے نیچے آچکے ہیں من اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیمۃ اعمیٰ یعنی جس نے میرے ذکر سے منہ پھیرا اس کا نتیجہ یقینی یہی ہے کہ اُس کی معیشت تنگ ہوگی اور ہم قیامت کو اُسے اندھا اُٹھائیں گے۔

ہم آیت پر انشاء اللہ تعالیٰ کسی دوسرے وقت بحث کریں گے سردست اسکو یہیں چھوڑتے ہیں۔

غرض مسلمانوں کے ادبار اور زوال کی وجہ اور ضروری وجہ اعراض عن ذکر اللہ ہے جو بدقسمتی سے کوئی وجہ نہیں سمجھی گئی اور یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی حالت روبہ ترقی نہیں ہوتی۔ ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ علیگڈہ کالج والے ہوں یا انجمن حمایت اسلام والے جب تک مسلمانوں کے مرض کا علاج طب قرآنی سے نہ کرینگے یہ مریض اچھا ہونے سے رہا۔

بہر حال ہمارا مطلب اس مضمون میں یہ ہے کہ ہماری شامت اعمال اعراض عن ذکر اللہ ہر قسم کی مصیبتیں ہم پر لا رہا ہے مگر ہم ہیں کہ کروٹ تک نہیں بدلتے۔

قرآن کریم میں یہ ایک اصول بتلایا گیا ہے کہ وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالباساء والضراء لعلھم یضرعون کہ مامور من اللہ کے ساتھ امراض اور قحط سالیاں بھی آیا کرتی ہیں۔ اب ضروری تو یہ تھا کہ ان مصیبتوں کو دیکھ کر اس مامور من اللہ کی

کی جاتی - لیکن جب قرآن ہی ہاتھ سے نکل چکا ہے تو توجہ کہاں رہتی - مگر سب کے سب ایسے نہیں ہیں ایک حصہ اُن سعید الفطرت لوگوں کا بھی ہے جنہوں نے خدا تعالے کے فضل سے اس زمانہ کے امام کو شناخت کیا ہے - پس اس مضمون میں ہمارے مخاطب اولاً وہی لوگ ہیں اور پھر جو چاہے فائدہ اٹھاوے ایسی حالت میں کہ ملک میں امراض وبائیہ سے تحفظ کے نا تمام اہتمام کیا ہے درانحالیکہ وہ ابھی پورے طور پر دور نہیں ہوا ہم نے مناسب سمجھا ہے کہ اپنی قوم کی خدمت میں بعض ضروری امور اس سے پیشتر کہ مشکلات جو آجکل کی موسم کے لحاظ سے ہیں پیش کریں شاید کسی کے لئے بہتری کا موجب ہو سکیں - قرآن کریم انسان کی ہر قسم کی ضرورتوں کا کفیل ہے بشرطیکہ ہر ضرورت قرآن ہی پر عرض کی جاوے اور اسُ کا ہی مجوزہ علاج کیا جاوے ایسی صورت میں فائدہ یقینی ہے -

شریعت اسلام ہی ایک ایسی شریعت ہے جو انسان کے لئے سکھ ہاں دائمی سکھ کی گارنٹی دینے کو طیار ہے چنانچہ قرآن کریم کی علت غائی ہے هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ اور شریعت اسلامیہ کی بجا آوری کا نتیجہ ہے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ پس ہر قسم کے دکھوں اور دردوں سے بچنے کے واسطے خواہ وہ جسمانی ہوں یا روحانی قرآنی احکام کی فرمانبرداری ضروری ہے -

آج کل کے امراض وبائیہ خصوصاً ہیضہ وغیرہ کے متعلق علمی اسباب اور علمی تحقیقات پر اگر بحث کا سلسلہ شروع کریں تو یہ آرٹیکل اس کا متحمل نہیں ہو سکتا - اس لئے ہم ان امور پر مختصر بحث کریں گے جن پر عمل کرنا اگر خدا تعالے کی مرضی اور مشیت کے موافق ہو اس سے بچا سکتا ہے اور اسکی ہند گویا مبتلا کر سکتی ہے اسی ایک طرح پر اسباب اور علاج دونوں پر بحث ہو جاوے گی - اس لئے ذیل میں نمبروار بیان کرتے ہیں

قرآن کریم نے ہر ایک قسم کی گندگیوں اور ناپاکیوں سے بچنے کیلئے بہت بڑی ہدایت فرمائی ہے اور نہایت تاکید کے ساتھ صفائی کا تقید کیا ہے

(۱) اس کی وجہ یہی ہے کہ انسان حفظ صحت کے اسباب کی رعایت رکھ کر اپنے تئیں جسمانی بلاؤں سے محفوظ رکھے گویا پہلا اور ضروری امر جو حفظ ما تقدم کے طرز پر ہمارے زیر عمل آنا چاہئے وہ ہر قسم کی صفائی ہے چنانچہ قرآن کریم حکم دیتا ہے وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ یعنی ہر ایک قسم کی پلیدی سے دور رہو اسی سے قرآنی احکام - غسل - وضو - اور طہارت کے دیگر مسائل مسواک - خوشبو لگانا وغیرہ کی حقیقت خوب سمجھ میں آسکتی ہے -

پس مناسب ہے کہ ہر قسم کی پلیدی اور گندگی سے پرہیز ہو - مکان صاف ہو - بستر صاف ہو - کسی قسم کی گندگی مکان میں رہنے نہ پاوے -

(۲) کھانے پینے میں احتیاط شرط ہے - خدا تعالے نے صاف فرمایا ہے كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا یعنی کھاؤ پیو بے شک کیونکہ قیام زندگی کے لئے کھانا پینا ضروری شئے ہے مگر کھانے پینے میں بیجا طور پر کسی قسم کی زیادتی نہ کرو اسراف بیمحل خرچ کرنے کا نام ہے اس لئے ایسی چیزیں کھاؤ پیو جو موسم کے لحاظ سے اصول طب کے لحاظ سے مناسب ہوں - چنانچہ دوسری جگہ كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ لکھکر اور بھی صراحت کردی ہے - یعنی صاف اور ستھری چیزیں کھاؤ - طیبات کئی قسم کے ہوتے ہیں اول وہ چیزیں طیب ہیں جو شریعت کے نزدیک طیب ہیں اور دوسری وہ جو طبیب کے نزدیک اور یہی طیب کے اقسام ہیں مگر ہم یہاں صرف دوہی کو ملحوظ رکھینگے پس حلال صاف اور ستھری چیزیں کھاؤ - اور وہ کھاؤ جو موسم کے لحاظ سے مناسب ہیں - مثلاً آج کل ترکہ چٹنی پیاز کھانا اور ہلکی اور مقوی معتدل غذا کھانی مناسب ہے - اور ایسا ہی پانی پکاکر پینا چاہئے - یعنی پانی کو خوب جوش دیکر اور ٹھنڈا کرکے استعمال کریں - اس طرح پر اس میں جو کیڑے سمیت رکھنے والے ہوتے ہیں ہلاک ہو جاتے ہیں یا اس میں سلفورک ایسڈ کے چند قطرے ڈالدے جاویں - کافور کا عرق بھی مفید شئے ہے - اور آج کل کے پھل اور کچی ترکاریاں ہرگز استعمال نہ کریں - گوشت بھی کم کھایا جاوے یہ دو بڑے ضروری امر ہیں جنکی آج کل بلحاظ عام امور صحت بطریق حفظ ما تقدم رعایت رکھنی چاہئے - اور آخر میں ایک ضروری اور سب سے ضروری امر دعا اور استغفار ہے

کیونکہ ہر ایک بات اللہ تعالیٰ ہی کے ارادے اور ید قدرت میں ہے -

اس لئے قرآن کریم نے جہاں ان امور کی جو انسان کی جسمانی صحت اور رعایت کے لئے ضروری ہیں صراحت کی ہے وہاں باطنی پاکیزگی اور طہارت پر بھی بڑا زور دیا ہے چنانچہ اسی آیت میں كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا یعنی طیب چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو اعملوا صالحا کا لفظ صاف طور پر روحانی صلاحیت کیلئے ہے کیونکہ ہلاکت صرف اسباب ظاہری ہی کیوجہ سے نہیں ہوتے بلکہ اندرونی اسباب بھی ہوتے ہیں اگر اندرونہ غلیظ اور ناپاک ہے تو خارجی طہارت پورا اثر نہیں کر سکتی چونکہ ہم کو وہ اندازہ اور مقدار معلوم نہیں جو پھر سے اندرونی ناپاکی کی وجہ سے سمیت اور ہلاکت کے درجہ پر پہونچ جاتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ غفلت اور لاپرواہی سے زندگی بسر نہ کریں اور دعا میں لگے رہیں اور اسُ کے فضل کو مانگتے رہیں اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم خدا تعالیٰ کے فضل کے نیچے آکر ہر طرح پر راحت اور سکون حاصل کر سکیں گے - اب ہم اس مضمون کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور آخر میں پھر ایک بار اپنے ناظرین کی

خدمت میں عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ طہارت ظاہری کا لحاظ رکھتے ہوئے باطنی طہارت اور پاکیزگی کا لحاظ بھی ضرور رکھیں کیونکہ ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطہرین خدا تعالےٰ کا پاک ارشاد ہے یہ دن وبا اور بیماری کے دن ہیں معلوم نہیں کس وقت کس کو موت کا پیغام آ پہونچے - اس لئے غفلت اور لاپروائی کو چھوڑ کر جہاں حفظ صحت کے اصولوں کی رعایت کریں وہاں استغفار اور دعا کو ہاتھ سے نہ دیں کیونکہ دعا ایک ایسی چیز ہے جو فضل الٰہی کو جذب کرلیتی ہے -

پیر گولڑی کی مباحثہ کی حقیقت

گو یہ امر بخوبی طشت ازبام ہوچکا ہے کہ پیر گولڑی نے محض بے جا حجت اور قابل تفہیم عذر کے ساتھ جلسہ تفسیر نویسی سے گریز کیا ہے لیکن عوام کو جس قدر مغالطہ دیا گیا ہے اس کے رفع کرنے کی خاطر ہمارے مکرم و معظم بھائی **مفتی محمد صادق** صاحب لاہوری نے ان کے لاہور آنے کی کل کارروائی کو ایک مختصر سی رپورٹ کی شکل میں مرتب کیا ہے - مفتی صاحب کی یہ خدمت بہت ہی کچھ قابل وقعت ہے یہ رپورٹ لاہور کی جماعت اپنے خرچ سے چھپوا کر مفت تقسیم کرے گی - جو لوگ اس رپورٹ کو لینا چاہیں وہ صرف آدہ آنہ کا ٹکٹ مندرجہ ذیل پتہ پر بھیجدیں -

لاہور - حکیم محمد حسین صاحب قریشی

ایڈیٹر کہ یہ رپورٹ پیر صاحب کے لاہوری قیام کی حقیقت کو پبلک کے سامنے اصلی صورت میں پیش کرنے کا موجب ہوگی خدا قبول فرماوے

رسالہ سراج الحق حصہ دوم

حضرت اقدس کی تائید میں طیار ہو گیا ہے -
المشتہر سراج الحق نعمانی از دارالامان قادیان

حضرت اقدس عم کی پاک باتیں

ایک جامع درس

سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم نمبر ۳۱ - ۳۱ اگست ۱۹۰۰ء

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ آہ

انسان اگر اللہ تعالےٰ کے لئے زندگی وقف نہیں کرتا تو وہ یاد رکھے کہ ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالےٰ نے جہنم کو پیدا کیا ہے اس آیت سے یہ صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جیسا کہ بعض خام خیال کوتاہ فہم لوگوں نے سمجھ رکھا ہے کہ ہر ایک آدمی کو جہنم میں ضرور جانا ہوگا یہ غلط ہے ہاں اس میں شک نہیں کہ تھوڑے ہیں جو جہنم کی سزا سے بالکل محفوظ ہیں اور یہ تعجب کی بات نہیں خدا تعالےٰ فرماتا ہے قَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ -

اب سمجھنا چاہیئے کہ جہنم

جہنم کیا ہے

کیا چیز ہے؟ ایک جہنم تو وہ ہے جس کا مرنے کے بعد اللہ تعالےٰ نے وعدہ دیا ہے اور دوسرے یہ زندگی بھی اگر خدا تعالےٰ کے لئے نہ ہو تو جہنم ہی ہے اللہ تعالیٰ ایسے انسان کا تکلیف سے بچانے اور آرام دینے کے لئے بتولی نہیں ہوتا - یہ خیال مت کرو کہ کوئی ظاہری دولت یا حکومت یا مال وعزت اولاد کی کثرت کسی شخص کے لئے کوئی راحت یا اطمینان اور سکینت کا موجب ہوجاتی ہے اور وہ دم نقد بہشت میں ہوتا ہے؟ ہرگز نہیں وہ اطمینان اور وہ تسلی اور وہ تسکین جو بہشت کے انعامات میں سے ہے - ان باتوں سے نہیں ملتی وہ خدا ہی میں زندہ رہنے اور مرنے سے مل سکتی ہے - جس کے لئے انبیاء علیہم السلام خصوصاً **ابراہیم** اور **یعقوب** علیہم السلام کی یہی وصیت تھی کہ **لَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ** -

لذات دنیا تو ایک قسم کی ناپاک حرص پیدا کر کے طلب اور پیاس کو بڑھا دیتی ہیں استسقا کے مریض کی طرح پیاس نہیں بجھتی یہانتک کہ وہ ہلاک ہوجاتے ہیں - پس یہ بیجا آرزوں اور حسرتوں کی آگ بھی منجملہ اسی جہنم کی آگ کے ہے - جو انسان کے دل کو راحت اور قرار نہیں لینے دیتی بلکہ اسکو ایک تذبذب اور اضطراب میں غلطاں پیچاں رکھتی ہے اس لئے میرے دوستوں کی نظر سے یہ امر ہرگز پوشیدہ نہ رہے کہ انسان مال و دولت یا زن و فرزند کی محبت کے جوش اور نشہ میں ایسا دیوانہ اور از خود رفتہ نہ ہو جاوے کہ اس میں اور خدا تعالےٰ میں ایک حجاب پیدا ہو جاوے مال اور اولاد اسی لئے تو فتنہ کہلاتی ہے - ان سے بھی انسان کے لئے ایک دوزخ طیار ہوتا ہے اور جب وہ ان سے الگ کیا جاتا ہے تو سخت بے چینی اور گھبراہٹ ظاہر کرتا ہے اور اس طرح پر یہ بات کہ نَارُ اللّٰهِ الْمُوقَدَةُ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ - منقولی رنگ ہی نہیں رہتا بلکہ معقولی شکل اختیار کرلیتا ہے پس یہ آگ جو انسانی دل کو جلا کر کباب کردیتی اور ایک جلے ہوئے کوئلہ سے بھی سیاہ اور تاریک بنا دیتی ہے یہ وہی غیر اللہ کی محبت ہے

دو چیزوں کے باہم تعلق اور رگڑ سے ایک حرارت پیدا ہوتی ہے اسی طرح پر انسان کی محبت اور دنیا اور دنیا کی چیزوں کی محبت کے رگڑ سے الٰہی محبت جل جاتی ہے اور دل تاریک ہو کر خدا سے دور ہو جاتا اور ہر قسم کی بیقراری کا شکار ہو جاتا ہے لیکن جب کہ دنیا کی چیزوں سے جو تعلق ہو وہ خدا میں ہو کر ایک تعلق ہو اور انکی محبت خدا کی محبت میں ہو کر ہو اس وقت باہمی رگڑ سے غیر اللہ کی محبت جل جاتی ہے اور اس کی جگہ ایک روشنی اور نور بھر جاتا ہے پھر خدا کی رضا اسکی رضا اور اسکی رضا خدا

کا منشا ہو جاتا ہے۔ اس حالت پر پہونچکر خدا کی محبت اس کے لئے بمنزلہ جان ہوتی ہے اور جس طرح زندگی کے واسطے لوازم زندگی ہیں اس کی زندگی کے واسطے خدا اور صرف خدا ہی کی ضرورت ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ اسکی خوشی اور راحت خدا ہی میں ہوتی ہے۔ پھر دنیا داروں کے نزدیک اگر اسے کوئی رنج اور کرب پہونچے تو پہونچے لیکن اصل یہی بات ہے کہ اس ہم و غم میں بھی وہ اطمینان اور سکینت سے ایسی لذت لیتا ہے جو کسی دنیا دار کی نظر کے بڑے سے بڑے فارغ البال کو بھی نصیب نہیں۔

برخلاف اس کے جو کچھ حالت انسان کی ہے وہ جہنم ہے گویا خدا تعالے کے سوا زندگی بسر کرنا یہ بھی جہنم ہے۔

پھر حدیث شریف سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ تپ بھی حرارت جہنم ہی ہے۔ امراض اور مصائب جو مختلف قسم کے انسان کو لاحق حال ہوتے ہیں یہ بھی جہنم ہی کا نمونہ ہیں اور یہ اس لئے کہ تا دوسرے عالم پر گواہ ہوں۔ اور جزاء و سزا کے مسئلہ کی حقیقت پر دلیل ہوں اور کفارہ کے لغو مسئلہ کی تردید کریں۔ مثلاً جذام ہی کو دیکھو کہ اعضا گر گئے ہیں اور رقیق مادہ اعضا سے جاری ہے آواز بیٹھ گئی ہے ایک تو یہ بجائے خود جہنم ہے پھر لوگ نفرت کرتے ہیں اور چھوڑ جاتے ہیں عزیز سے عزیز بیوی فرزند ماں باپ تک کنارہ کش ہو جاتے ہیں بعض اندھے اور بہرے ہو جاتے ہیں بعض اور خطرناک امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ پتھریاں ہو جاتی ہیں۔ اندر پیٹ میں رسولیاں ہو جاتی ہیں یہ ساری بلائیں اس لئے انسان پر آتی ہیں کہ وہ خدا سے دور ہو کر زندگی بسر کرتا ہے اور اس کے حضور شوخی اور گستاخی کرتا ہے اور اللہ تعالے کی باتوں کی عزت اور پروا نہیں کرتا ہے اس وقت ایک جہنم پیدا ہو جاتا ہے۔

رجوع الی المقصد الاصلی

اب میں پھر اصل مطلب کیطرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ خدا تعالے نے فرمایا ہے کہ ہم نے جہنم کے لئے اکثر انسانوں اور جنوں کو پیدا کیا ہے اور پھر فرمایا کہ وہ جہنم انہوں نے خود ہی بنا لیا ہے انکو جنت کیطرف بلایا جاتا ہے۔ پاک دل پاکیزگی سے باتیں سنتا ہے اور ناپاک خیال انسان اپنی کورانہ عقل پر عمل کر لیتا ہے۔ پس آخرت کا جہنم یہی ہوگا اور دنیا کے جہنم سے بھی مخلصی اور رہائی نہ ہوگی کیونکہ دنیا کا جہنم تو اس جہنم کے لئے بطور دلیل اور ثبوت کے ہے۔

باقی آئندہ

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

لوگوں نے مسلمانوں کے کسل کے اسباب پر بڑی بڑی بحثیں کی ہیں میں نے بھی اپنی جگہ اس مضمون پر بہت غور کی ہے اور بڑے غور و فکر کے بعد جو اسباب مسلمانوں کی سستی کے مجھے معلوم ہوئے ہیں وہ یہ ہیں

اول

علما اور مشائخ جو گویا دینی امام اور رہبر تھے اعمال میں سست ہیں اور وہ قرآنی احکام کے موافق نمونہ نہیں ان کے بد نمونہ کا برا اثر قوم پر پڑا۔

دوم

دوسرے درجہ پر جن لوگوں کا اثر قوم پر پڑتا ہے وہ امرا ہیں انکی حالت بجائے خود ناگفتہ بہ ہے۔ وہ یورپ کے فیشن کے دلدادہ اور مغربی نمایشی تہذیب کے گرویدہ ہیں انکی عملی اخلاقی۔ مجلسی حالت کا اثر جو مسلمانوں پر پڑا اس سے بھی قوم کو نقصان پہونچایا

سوم

عام اختلاف جو مسلمانوں میں پڑ رہا ہے اس نے لوگوں کو حیران اور بالکل نکما کر دیا ہے۔ امر حق پہونچنے کے لئے مشکلات کا سامنا ہے۔

چہارم

ہر شخص کے دماغ میں یہ بات سما گئی ہے کہ جو کچھ اس نے سمجھا اور سوچا ہے وہی کافی ہے اس کی تحقیقات کے سامنے کسی دوسرے کی تحقیقات ہیچ اور ناقص ہے اس خیال نے قومی ترقی کی راہ میں جو استفادہ اور استفاضہ سے ہو سکتی ہے ایک بڑی روک پیدا کر دی ہے۔

پنجم

ان ساری آفتوں پر ایک یہ بڑی آفت پیدا ہوئی ہے کہ مذہب کی ضرورت ہی نہیں سمجھی جاتی۔

ششم

اگر کوئی ضرورت مذہب کی سمجھی بھی جاتی ہے تو عوام کے لئے اور پھر مذہب کو چند مصالح قومی کا نام دیا جاتا ہے۔

ہفتم

مذہب پر یقین تام ہی نہیں

ہشتم

اولڈ فیشن ایام جاہلیت کا نمونہ نئی روشنی سے محروم ہیں۔ ایک لیکچرار نے اپنے لیکچر میں کہا کہ تعدد ازدواج ہی اختلاف کا موجب ہے۔ اور دوسرے نے کہا کہ قبیح اور بدرسم ہے اور نہ سوچا کہ اس کا اثر کیا ہوگا اور کہاں ہوگا

نہم

سزا کی پروا نہیں کہتے ہیں نجات ضرور ہوگی غیر منقطع سزا نہیں ہوگی۔

دہم

مزاح و عادت میں شرارت ہے

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

شہوت کے مقابلہ میں اگر انسان عفت سے کام نہ لے تو مندرجہ ذیل گناہوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔

(۱) بدنظری - ۲ - خیانۃ العین - ۳ - زنا البصر - ۴ - زنا اللسان ۵ - زنا الاذن - ۶ - زنا الاعضار جس میں جلق - لواطت - زنا شامل ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسا شہوت پرست انسان جریان - ضعف قوت نفسانیہ حیوانیہ - طبعیہ کا شکار ہو جاتا ہے پھر رنج غم کم ہمتی کم حوصلگی پھر سوزاک - آتشک - موت اولاد جذام اور پھر قتل اسکے نتائج ہیں اور جعلنا عالیھا سافلھا کا بڑا بھاری موجب یہی ہوتا ہے -

ان ہی بدنظری کے سوشل بد نتائج نکاح بلاوکی اسراف بدنامی اولاد پر بد اثر اسقاط بھی ہوتے ہیں جب یہ حال ہے تو پھر میری سنو

فلا تقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ ومقتا وساء سبیلا -

ایک ضروری سوال کا جواب

اکثر لوگ جو متعارف سلسلوں کی زنجیر میں پابند ہیں یہ سوال کیا کرتے ہیں کہ حضرت اقدس جناب مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے چونکہ کسی سلسلہ اربعہ چشتیہ قادریہ نقشبندیہ سہروردیہ میں سے کسی کی بیعت نہیں کی ہوئی ہے اسلئے وہ واصل باللہ اور سالک کامل نہیں ہوسکتے ؟

ان کا اس قسم کا سوال کنوئیں کے مینڈک سے بڑھکر نہیں جو اپنی پانچ چار فیٹ کی وسیع دنیا سے اور کسی دنیا کو خیال میں بھی نہیں لاتا یہی حال ان کا ہے جو ہر قسم کے کمالات اپنے ہی چند خیالی وظائف واوراد کے اندر ختم کر بیٹھے ہیں اور ان کی بیعت کے بدوں اور کوئی طریق ختم سلوک کا نہیں ہے یہ سوال عام ہے اور حضرت مولانا نور الدین صاحب سے اسکا جواب ہمارے ایک دوست نے عرصہ ہوا طلب کیا تھا عام فائدہ کے لئے ہم اسکو یہاں درج کرتے ہیں جس میں بتلایا گیا ہے کہ کس قدر بزرگ دنیا میں گذرے ہیں جو ان چار خاندانوں میں کسی اور سلسلہ میں بیعت نہیں تھے - اور انہوں نے کمال حاصل کیا اور وہ عارف باللہ ہوئے اور تمام وکمال سلوک کی راہوں کو طے کیا ایڈیٹر

وہ خط یہ ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جن لوگوں نے ظاہری بیعت کسی سے نہیں کی وہ ہزاروں ہیں - ان میں سرتاج اولیا حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور خاتم الانبیاء حضرت سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم -

عام اولیا میں (۱) حضرت اویس قرنی سید التابعین اور رئیس اولیا معاصرین ہیں

(۲) عامر بن عبد اللہ بن تیمی جنکا حال طبقات کبریٰ امام شعرانی میں بصفحہ نمبر ۲۷ مندرج ہے -

(۳) مسروق بن عبد الرحیم

(۴) علقمہ بن قیس ان سب کا حال طبقات میں ہے -

بلکہ امام ابو حنیفہ امام احمد حنبل امام بخاری امام شافعی بھی ایسے ہی ہیں -

جامع اصول الاولیا مطبوعہ مصر صفحہ سطر ۳ و ۴ میں لکھا ہے کہ الشیخ السید عبد القادر الجیلی رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں اب میں نبوۃ اور فتوۃ کے دریاؤں سے پانی پیتا ہوں کیا معنی کہ سیدنا ومولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مرتضی سے فیض لیتا ہے -

اور امام ابو الحسن الشاذلی صاحب حذب البحر نے فرمایا ہے میں دس سمندروں سے پانی پیتا ہوں انہیں سے پانچ سمندر آسمانی ہیں اور پانچ زمینی ہیں -

آسمانی پانچ یہ ہیں

جبرئیل میکائیل اسرافیل عزرائیل روح

زمینی پانچ یہ ہیں

ابو بکر عمر عثمان علی اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

اور پھر بصفحہ نمبر ۲۴ جامع اصول الاولیا مطبوعہ مصر سطر نمبر ۲۷ میں ہے - سالک کے لئے ضرور ہے کہ اس کا کوئی مرشد ہو ظاہری مرشد ہو یا باطنی - باطنی مرشد الہام ہے اور قرآن مجید اور احادیث صحیحہ - اجماع امت جسکو خوب غور سمجھ سے حاصل کیا ہو

پھر صفحہ ۲۹ میں لکھا ہے

کہ یا اللہ تعالے سالک کو ان سب باتوں سے بے پرواکر دیتا ہے اور محض اپنے فضل سے اپنے جذب سے بغیر مشقت کے واصل بنا دیتا ہے - والسلام

نور الدین از قادیان

ہماری قومی مجلسوں کیلئے

ہم نے بارہا اعلان کیا ہے کہ جبکہ اللہ تعالی کے فضل سے ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے اور مختلف شہروں میں باقاعدہ انجمنیں اپنی دوستوں کی قائم ہو چکی ہیں تو پھر کیوں ہر شہر کی انجمن ہفتہ وار اپنے مختصر کو الف سے ہمکو اطلاع نہیں دیتی ہم چاہتے ہیں کہ ان تمام مختصر کوائف کو اخبار میں درج کردیا کریں اسلئے ہم ہر اپنی تمام شہروں کی انجمنوں سکرٹری صاحبان کو اطلاع دیتے ہیں کہ وہ اپنی انجمن کی ضروری روئداد ہفتہ وار اور ایک کاپی ہر اشتہار مخالف یا موافق کی جو ان کے شہر میں تقسیم ہو بشرطیکہ وہ دارالامان سے شائع نہ ہو دفتر اخبار الحکم قادیان میں ضرور بھیجدیا کریں - ہم تاکید کرتے ہیں کہ آیندہ تساہل سے کام نہ لیا جاوے گا - لاہور - راولپنڈی - پشاور - جہلم - ملتان - ڈیرہ غازیخان - امرتسر - کپورتھلہ - وزیر آباد - جالندھر لودہیانہ - الہ آباد - حیدر آباد دکن - منی پور کی

جماعت کی خدمت میں مدرسہ تعلیم الاسلام کی سکرٹری کی درخواست

اس وقت مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کا ماہوار خرچ دوسو روپیہ ہے۔ اور بہت جلد اس سے بھی زیادہ ہوتا نظر آتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے بہت سے بھائی ایسے ہیں جنہیں مخصوصاً اسطرف توجہ کرنے کی فرصت نہیں ملی۔ شاید اُن کی فکر اور رویت نے اسکو زیادہ گرانقدر اور اہم نہیں سمجھا۔ اگر کوئی یہاں حضرت اقدس ع کی صحبت میں چند روز بسر کرے تو جسطرح اسکو یقین ہوگا کہ اس اور اس امر کی طرف حضرت اقدس ع کی خاص توجہ معطوف ہے اسے معاً یہ بھی یقین ہو جاوے گا کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کو حضرت اقدس بہت ضروری اور اپنی غرض اور غایت کی مہمات میں سے سمجھتے ہیں۔

جہانتک میں غور کرتا ہوں اسوقت تک اسکی بقا محض حضرت اقدس کی دعاؤں پر منحصر رہی ہے ورنہ ہمارے بھائیوں کی غفلت نے اسکو ضعف پہونچانے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ ہر مہینہ میں ہمیں دل دوز فکر لگتی ہے کہ استادوں کی تنخواہ کہاں سے بہم پہونچائیں۔ حضرت اقدس آجکل بہت بڑے کاموں میں مصروف ہیں۔ آپ کا ایک ایک لمحہ ایک عظیم الشان پہاڑ کے پاش پاش کرنے میں مصروف ہو ایسے وقت میں انکی اوقات گرامی میں تشویش ڈالنا ایک عارت خادم کو سخت گران معلوم ہوتا ہے باایں ہمہ سکول کی حالت نے کئی دفعہ مجھے اور برادر مولوی محمد علی صاحب ایم اے کو مضطر کر دیا ہے کہ ہم حضرت کی اوقات گرامی میں خلل انداز ہوں اور مدرسہ کی زار حالت کا نقشہ انکی خدمت میں پیش کریں۔ حضرت اقدس نے آخر ایک تدبیر سوچی ہے جسکی نسبت عنقریب اشتہار دینگے اور نیز حضرت کی دعا سے ایک اور تجویز پیدا ہو گئی ہے یعنی خان محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ نے مدرسہ کو ایک ہزار روپیہ سالانہ دینا کیا ہے جسکے کچھ اوپر اسی روپے ماہوار ہوتے ہیں مگر نواب صاحب نے یہ سوچکر کہ مدرسہ کی اخراجات کے لئے یہ رقم بہت ناکافی ہے اپنی نکتہ رس تیز فہم طبیعت سے کمیٹی کو یہ مدد دی کہ ٹرسٹیوں کے معزز کرنے کی تجویز نکالی۔ یعنی جو شخص چھ روپیہ ماہوار چندہ دے وہ مدرسہ تعلیم الاسلام کا ٹرسٹی قرار دیا جاوے اگرچہ اس سے پہلے بھی چند دوست ایسے ہیں جو پانچ روپیہ ماہوار یا اس سے بھی زیادہ چندہ دیتے ہیں جیسے شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس لاہور اور خواجہ کمال الدین صاحب بی اے پلیڈر پشاور اور حضرت مولوی نورالدین صاحب دس روپے ماہوار دیتے ہیں اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب پانچ روپیہ ماہوار دیتے مگر یہ تعداد یہیں تک محدود ہے۔ کمیٹی نے حسن ظن اور وثوق کی بنا پر بعض مخلص دوستوں کے نام انتخاب کئے ہیں جنسے چاہا ہے کہ وہ از راہ کرم ٹرسٹی بننا منظور کریں۔ مگر وہ تعداد بھی ناکافی ہے کمیٹی کو اُمید ہے کہ بہت سے احباب جلد از خوشی سے ٹرسٹی بننے کے لئے درخواستیں بھیجیں گے اور حضرت اقدس کے منشا کو پورا کر کے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کریں گے۔

اسوقت بھائیوں کو توجہ دلانے اور تحریک عام کی غرض سے یہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم مدرسہ کی اور بھی ضرورتوں کو بیان کر دیں جنکے انصرام کے لئے ہمیں جانکاہ فکر لگی ہوئی ہے مدرسہ اور بورڈنگ کی عمارت بالکل ناکافی ہے اور مدرسہ کے مقصد کو ہرگز پورا نہیں کرتی۔ انکی توسیع کی ازبس ضرورت ہے خصوصاً بورڈنگ کی توسیع بہت جلد اور سب سے زیادہ ضروری ہے اس لئے کہ مدرسہ کی ترقی بیرونی طلبا کے اجتماع پر موقوف ہے اور یا سامان اور موزوں بورڈنگ ہی ایک ایسی جگہ ہے جو انکو اکٹھا کر سکتی ہے۔ سو ہماری بے سامانی کا یہ حال ہے کہ عجالتہً ہم نے ایک کچا بورڈنگ قریباً بارہ سو روپیہ کے خرچ سے طیار کیا تھا جسے برسات کی غیر مترقب بارشوں نے خصوصاً سخت صدمہ پہونچایا ہے اور اب بہت سا حصہ از سر نو بنانے اور بعض حصہ ترمیم کے قابل ہو گیا ہے قادیان میں کوئی ایسا مکان بھی نہیں ملتا جسکو کرایہ پر لیکر بورڈنگ قرار دیا جاسکے علاوہ بریں مدرسہ میں مدرسہ کی تعلیمی ضروریات کے متعلق بھی ہنوز کوئی سامان نہیں ہے نیز کمیٹی نے بہت سے مسکین طالب علموں کا خرچ اپنے ذمے لے رکھا ہے جنکے لئے بھی اسے اپنے بھائیوں کی امداد کی سخت ضرورت ہے۔ غرض یہ زار نالے قوم کی خدمت میں عرض کرکے التماس کیا جاتا ہے کہ ہر ایک بھائی اللہ تعالیٰ کے لئے اسکے مسیح کے لئے اور قوم کے لئے مدرسہ کی تائید کی فکر کرے اور مستقل فنڈ کے بہم پہونچانے کے لئے اپنی اپنی جگہ میں ایک عام تحریک کرے جو بھائی ٹرسٹی بننے کا مقدور رکھتا ہے وہ بلا تذبذب ٹرسٹی بنے اور جو یکمشت ایک کافی رقم بھی بیکبار دے سکتا ہو وہ اس سے بھی دریغ نہ کرے غرض ہر ایک اپنی اپنی استعداد کے موافق جوانمردی دکھائے وباللہ التوفیق +

نوٹ۔ اس مہینہ میں تنخواہ دینے کے لئے ہمارے پاس روپیہ نہیں ہے منہ

جالندھری پرچارک کی خباثت

ہنو ہے وقر ترک سجدۂ ابلیس سے آدم
عدو کی سرکشی سے ذوق کب رتبہ ہو کم میرا

ہمارا اعتقاد ہے کہ خبیث روح جو خدا کی دور اور ہلاکت کا کیڑا ہوتی ہے اپنا کوئی نہ کوئی مظہر ضرور رکھتی ہے اور ایسے مظہر اپنی کرتوتوں سے شناخت ہو سکتے ہیں نیوگ جیسے حیاسوز مسئلہ کا حامی اور ایک جیتے جاگتے (مگر اولاد پیدا کرنے کے ناقابل) خاوند کی موجودگی میں بیوی کو سنتان اُتپتی کے لئے ایک سے لے کر گیارہ غیر مردوں تک کے ساتھ بشرط ضرورت ہم بستری کی اجازت کا مجوز جالندھری پرچارک اپنے ۱۴ ستمبر والے اشاعت میں پھر بنی نوع انسان

کے حقیقی محب اور برگزیدہ

انسان کی شان میں شوخیاں کرتا ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ پرچارک کی بدزبانی اور دریدہ دہنی کا جو ویدک تہذیب کا نمونہ ہے اُسی طرز میں جواب دیں البتہ جن امور پر اُس نے بحث کی ہے اُس پر چند ریمارک کرنے ضروری ہیں۔ پرچارک نے نمبر اول اربعین کو پیش نظر رکھکر اعتراض کئے ہیں۔ ہمارے ناظرین جانتے ہیں کہ حضرت اقدس نے اربعین کے نمبر اول میں یہ دعوے کیا ہے کہ "میں اخلاقی و اعتقادی و ایمانی کمزوریوں اور غلطیوں کی اصلاح کے لئے دنیا پر بھیجا گیا ہوں" اس پر پرچارک کہتا ہے کہ اخلاقی سدھار کے لئے مرزا صاحب کی تحریریں پڑھ جائیے اُن میں مخالفوں کے لئے گندے الفاظ استعمال کئے ہیں ایمانی و اعتقادی اصلاح پر آپ کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔

مگر مہاتما صاحب! ہم آپ کو بتلائے دیتے ہیں کہ مرزا صاحب نے کیا اصلاح کی؟ آپ کو شاید حضرت مرزا صاحب کی اخلاقی ایمانی اعتقادی اصلاح کا نام لیتے ہوئے شرم آتی ہوگی آپ کے اعتراضوں کا جواب تو ہم ذرا ٹھہر کر دیں گے۔ مگر یہ تو بتلائیے کہ یہ اصلاح کس نے کی؟ کہ آریہ سماج اور وید جو ایک خاوند والی عورت کو محض اس امر پر کہ اولاد نہیں ہوتی غیروں کے سپرد کرتے ہیں یہ عظیم الشان اخلاقی گناہ اور بے حیائی ہے۔ انسانی غیرت کا خون کرنا اور انسانی نوع کی بے حرمتی کرنا ہے۔ کیوں صاحب آپ کے دیانند صاحب اور آپ کو تو یہ اصلاح سوجھی کہ ہاں آریہ سماج میں کثرت کے ساتھ نیوگ ہو اور سنتان اُتپتی ہو۔ آپکے اس عیب کو بتلانے والا اور دنیا کو غیرت دلانے والا کیا مرزا صاحب ہی تھے یا کوئی اور؟ اخلاقی کمزوری اور غلطی کو ویدک مت نے پھیلانا چاہا۔ مگر اس اخلاقی کمزوریوں کے مصلح نے اس کے عیوب کو طشت از بام کر دیا۔ یہ امر دیگر ہے کہ آریہ سماج کو یہ طریق پسند ہے اور اُنکا مذہبی اعتقاد ہے اور وہ اس کو چھوڑ نہیں سکتے یا چھوڑنا نہیں چاہتے ہم اس میں کوئی دخل نہیں دیتے مگر ہم اتنا ضرور کہیں گے کہ اس عیب اور بد اخلاقی کمزوری کو مرزا صاحب نے کھول کر ضرور بتلا دیا چونکہ ہم آریہ سماج کو جواب دیتے ہیں دوسری قوموں کی اخلاقی اصلاحوں پر بحث نہ کریں گے۔

پھر اسے نیوگ کو مان کر یونز تائی اور غیرت کے دیوتا صاحب! اس بودے اور بیہودہ اعتقاد کی کمزوری کس نے دنیا پر ظاہر کی کہ تناسخ ایک ایسا اداگون مسئلہ ہے جسکو مان کر کسی زمانہ میں اگر کوئی آریہ ماں بہن سے بھی بیاہ کرلے تو اس کو پتہ نہیں لگ سکتا کیونکہ کوئی ایسی فہرست تناسخ کے ماننے والوں کے ہاتھ میں نہیں ہے جس سے وہ شناخت کرلیں۔ مثلاً اگر ایک شخص اپنے بداعمالیوں کی وجہ سے کسی زمانہ میں کتا بن جاوے اور اس کی ماں یا بہن یا بیٹی اپنی بدعملی کی وجہ سے کتیا کے جنم میں اُٹھے اور پھر اُن دونو کے تعلق سے اولاد پیدا ہو جاوے تو دونو اپنے سابقہ تعلقات سے بے خبر ضرور ہیں۔ اور اس طرح پر اخلاق کا وہ ستیاناس ہوتا ہے جس کی حد نہیں۔ اب بتلائیے کہ اس اعتقادی بیہودگی کا اظہار کس نے کیا؟ اور پھر یہ کس نے بتلایا کہ تناسخ کو مان کر آریہ سماج کو خدا کو بدی کا بانی اور ظالم قرار دینا پڑیگا! اور یہ ایمانی کمزوری کس روحانی مصلح نے بتلائی کہ آریہ سماج خدا کی توہین کرنے والا فرقہ ہے جبکہ وہ یہ کہتا ہے کہ وہ خالق نہیں ہر ایک ذرہ ذرہ اپنے وجود میں قائم بالذات ہے اور خدا جوڑنے جاڑنے والی کوئی ہستی ہے چونکہ پیدا کرنے والا نہیں اس لئے مالک۔ خالق رازق کچھ بھی نہیں۔ نہ وہ دعائیں سنتا ہے نہ رحیم ہے نہ رحمان ہے کیونکہ جو کچھ دنیا میں ملتا ہے سابقہ عملوں ہی کا ذریعہ ہے۔ اب ایسی بیہودہ عقائد کی قلعی مرزا صاحب کے سوا کس نے کھولی۔؟

آپ بتلائیں تو سہی؟

یہ ایمانی کمزوریاں کس نے دور کیں کیا دیانند جی نے جنہوں نے اس پاکھنڈ کو پھیلایا ہے۔

کیا یہ وید کی تعلیم نہیں؟

کیا کسی دانشمند کے نزدیک یہ امور ما بہ کے قابل ہیں؟ پھر بھی آپکو مرزا صاحب کی اخلاقی اور ایمانی اور اعتقادی کمزوریو کی اصلاح کا اعتقاد نہ ہو تو تعجب کی بات ہے۔

اب رہی یہ بات کہ مرزا صاحب نے اپنے مخالفین کو گندے الفاظ سے یاد کیا ہے مہاتما صاحب! یہ آپ کی اندرونی گندگی کا اظہار ہے حضرت مرزا صاحب کی نسبت ایسا خیال چاند پر تھوکنا اور اپنے منہ پر لینا ہے۔ مگر ذرا انصاف سے اتنا تو بتلائیے۔ کہ آپکے دھرم دیر لیکھرام کی تحریروں میں جو ویدک شانتی اور متانت ہے اسکو بھی آپنے پڑھا ہے یا نہیں۔ اور کیا آپ نے اپنے پرچارک کو نہ دیکھہ لیا مگر سچ ہے۔

اے ریا کار تجھے اپنی آنکھہ کا شہتیر نظر نہیں آتا اور دوسرے کی آنکھہ کا تنکا دکھائی دیتا ہے،

اگر آپ میں انصاف پسندی ہو تو یہ اعتراض نہ کرتے۔ اور اعتقادی اصلاح پر یہ کہنا کہ مسلمانوں نے مرزا صاحب پر کفر کا فتویٰ دیا ہے آپ کی دانشمندی کی دلیل ہے بھلا صاحب سناتن دھرم والے پنڈت دیانند کی نسبت کیا کہتے ہیں؟ کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ انکو کن الفاظ سے یاد کیا گیا ہے؟ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ پنڈت شو نراین اگنی ہوتری نے دیانند کی لائف کو کسطرح پر دکھایا ہے؟ اور کیا آپ کو یاد ہے کہ اندرمن مراد آبادی نے اپنے اشتہاروں میں کا ٹھیا وارڑ کے سنیاسی کی حقیقت کو کیسے کھولا ہے؟ اور باایں ہمہ بھی کیا آپ کے نزدیک دیانند جی ہندومت کے یا آپ کے الفاظ میں دیدک مت کی اصلاح کے لئے نہ آئے تھے؟ جس نے نیوگ تناسخ اور کیا کیا پھیلایا وہ تو قوم کی طرف سے مردود اور متروک ہونے کے باوجود بھی اور اپنی قابل شرم تعلیم کے ہوتے ہوئے بھی مصلح ہی رہے۔ مگر مرزا صاحب جنہوں نے حقیقت میں آپ لوگوں پر احسان کر کے آپ کی اخلاقی کمزوریوں اور ایمانی اور اعتقادی غلطیوں کو بتلایا وہ محض اس لئے کہ **ناعاقبت اندیش قوم** نے ان پر سنت اللہ کے موافق کفر کا فتویٰ دیا مورد اعتراض ہوئے۔ لالہ جی کچھہ تو شرم چاہئیے۔

آپ نے اسی تاریخ کے پرچارک میں صفحہ ۱۰ پر تسلیم کیا ہے کہ دیانند جی کا کیسے مضحکہ اڑایا گیا اور بذریعہ اعلان دیانند پر الزام لگایا گیا کہ وہ چاہتا کہ استریاں مردوں کے سامنے جاکر اور انہیں پسند کر کے بیاہ کریں اور نہ معلوم کیا کیا الزام لگائے وغیرہ وغیرہ۔ (یہ نہ معلوم والے الزام وہی نیوگ کی قباحتوں کے الزام ہوں گے اڈیٹر) پھر جب یہ بات ہے کہ قوم مصلح کی ضرور مخالفت کرتی ہے تو مرزا صاحب کی مخالفت تو آپ ہی کی دلیل کے موافق

انکے مصلح ہونے کی دلیل ہے

ذرا غور سے سوچو۔ لالہ جی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس کی بیجا مخالفت نے آپ کے دماغ کو تاریک کر دیا ہے ورنہ یوں بے کہلائے ہوئے بے سروپا نہ لکھتے دیانند کا زمانہ تو جانے دیجئے اب آپ ہی بتلائیے کہ لالہ منشی رام کی نسبت کلچرڈ پارٹی میں کیا خیالات ہیں وہ ان پر کیا فتویٰ دیتے ہیں۔ مہاتما صاحب! پہلے اپنے گھر کی خبر لیں پھر دوسروں کے کفر پر خیال کریں اس وقت تک ہم نے آپکے ایک اعتراض کا جواب دیا ہے اور دوسرے نمبر میں باقی اعتراضوں کا جواب آپ کی نذر کیا جائے گا۔ انشاء اللہ ہم نے ہمیشہ آپ کی تحریروں سے اعراض کیا ہے اور اسکو ناقابل خطاب سمجھکر ردی میں ڈالا ہے۔ کیونکہ ہم گالیوں کا جواب گالیوں سے دینے میں بے شک عاجز ہیں مگر افسوس ہے کہ آپ نے ہماری خاموشی کو اپنی شوخی کے بڑھانے کا ذریعہ سمجھا اس لئے ہم کو ضرور ہوا کہ آپ کی کسی قدر خدمت ضرورکی جاوے۔

آپ کی انصاف پسندی کا مقتضا تو یہ ہے کہ اس مضمون کو اسی سنسار گتی کے عنوان کے نیچے پرچارک میں چھاپ دیں۔

(باقی دوسرے نمبر میں)

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پردال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لیے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ ۱۰ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے ضرور بچنا چاہیئے۔ المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام۔ گوردا سپور

ان سے بڑھکر اور کونسی معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی جانا دھند سوزش کی قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے اسلئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر۔ ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ سانگلی صاحب۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سندیافتہ یونیورسٹی۔

۲ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس سرمہ کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی کا بعمر ۵۴ سال پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پردال پڑنے تھے اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کی فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر محمد حسین خاں۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن ڈسپنسر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳ میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر بر جلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر۔ ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴ میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا ہے میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کا سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کرے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے کنسٹل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۹۰۶ء میں جمع کیا گیا ہے۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپا

رجسٹرڈ ایل ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۳۴ دار الامان قادیان ۲۴ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء جلد ۱۰

چٹھی

جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے اپنی معمولی ڈاک میں جناب میر حامد شاہ صاحب کو سیالکوٹ لکھی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ برادر شیخ مولا بخش کے فرزند اور بیوی کی عافیت سے کس قدر خوشی ہوئی کہ بار بار رکوع سجود اور قیام میں باری تعالیٰ کا شکر ادا کیا جس نے ہماری اضطراری دعاؤں کو سنکر مجیب المضطر ہونے کا ثبوت دیا آج رات میں بے نوائی کے سبب سے بہت بیتاب رہا صبح اٹھا تو اندر اندر سرور اور ایک کیفیت محسوس کرتا تھا آخر کریدنے سے معلوم ہوا کہ اس خوشخبری کی خوشی ہے جو اندر سرایت کر گئی ہے اور بے اختیار دل کو مسرور کر رہی ہے خدا تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہمارے عزیز بھائی کو ابتلا سے بچا لیا۔ میر صاحب ابتلا ایک میدان ہے مرد آزما بڑے بڑے مردان کاری جو آسایش کے وقت دعووں میں گردن کی رگیں پھلاتے ہیں اسمیں پاؤں رکھتے ہی پھسل جاتے ہیں آہ باخدائے کسی کہ در شدہ در قضا در عمر و بیمار آں جان جان در سازد و در ہر حال نرد سازگاری با آں یار بیمار زور حقیقت میں اپنی حقیقت معلوم کرنے کے لئے ابتلاؤں کے آئینہ میں منہ دیکھنے کے سوا اور کوئی راہ نہیں۔ اسلام کی اصل غایت یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی قضا و قدر سے سلم کی جاوے۔ الوہیت کا جوڑ عبودیت سے کبھی ہو سکتا ہی نہیں جب تک یہ آشتی درمیان نہو۔ اس صلح کا پورا نمونہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے اپنی مکی اور مدنی زندگی دونوں میں یکساں الحمد للہ کہکر کھلا کھلا ثبوت دیا ہے کہ آپ کو اپنے رب کریم کی قضا و قدر سے کس قدر صلح ہے۔ دنیا کی کسی کتاب میں ایسی صلح کی نظیر نہیں ملے گی جو کتاب اللہ میں الحمد للہ کے توسط سے ظاہر کی گئی ہے بلکہ سات نمازوں میں ہر رکعت کا افتتاح الحمد للہ سے کرنا بتاتا ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

آسمان کے حوادث اور نوازل کو ہر چہ از دوست میرسد نیکوست کے رنگ میں دیکھتا ہے۔ کئی زندگی جو تلخ ترین مصائب سے بھری ہے اور پھر ایسی زندگی جو فتوحات کامیابیوں اور نصرتوں کا عجائب خانہ ہے دونوں زندگیاں اسی ایک مقام سے سرشار ہوکر صاف دکھاتی ہیں کہ نہ مصیبتوں نے آپ کے دل پر کوئی برا اثر ڈالا اور نہ کامیابی اور فتح کی شادمانی نے آپ کو ازخود رفتہ کیا۔ ہر حال میں ایک ہی آواز الحمد للہ ہے جو آپ کے اندر سے نکلتی ہے اللہ اللہ کس قدر معرفت رب جلیل کی اور اس کی صفات کی آپ کو ہے جو اس عالم میں اپنا کام کر رہی ہیں اسقدر مسالمت اور مصالحت خدا میں بالکل پیوست ہو جانے کے سوا ممکن ہی نہیں۔

رات دن میں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد ایک نماز آجاتی ہے ان وقفوں میں ممکن ہے کہ نمازی کسی حادثہ کا آماجگاہ بنا ہو ممکن ہے اسکا اکلوتا بیٹا مرگیا ہو جس کے آیندہ کی نشو و نما پر اس کی جان پدر امیدبر منحصر ہو۔ ممکن ہے اس کے سارے اندوختہ کو چور لے گئے ہوں غرض سخت حادثہ واقع ہو جو جہان کو اس کی آنکھوں میں تیرہ و تار کر دے مگر نماز میں کھڑے ہوتے ہی پہلا کلمہ جو اس کے منہ سے نکلے گا الحمد للہ ہوگا یعنی ہر حال میں اللہ تعالے حمد کا حقدار ہے اسلئے کہ وہ رب العلمین الرحمن الرحیم اور مالک یوم الدین ہے یہ تعلیم جو اسلام کی ابتدائی تعلیم ہے اور جو درحقیقت کل سالکان راہ حق کی آخری اور انتہائی معراج ہے یہ تعلیم تمام اخلاق فاضلہ کی جامع ہے اسی مقام پر پہونچکر انسان انبیاء کا نمونہ اور انکا اوتار بنتا ہے۔

ایک مصیبت زدہ شخص جو ابھی کسی تازہ رنج میں مبتلا ہوا ہے اور نماز میں کھڑا ہوا ہے اور اسے الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین کہنا پڑا ہے اگر اس کی زبان اس کے دل سے موافق نہیں تو یہ فقرہ اس کے لئے شرمندگی کا مقام ہے بلکہ ہوسکتا ہے اور نہایت قریب ہے کہ وہ منافقوں میں لکھا جاوے دل تو اس کا آسمان و زمین کے حکیم و مدبر کو ظالم کہہ رہا ہے کہ اس کی تقدیر کی تیز تلوار نے اس کے پارہ جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اسکی قضا و مبرم کی آتشین برق نے اس کے خرمن کو جلا کر راکھ کر ڈالا اور زبان خوش آوازی سے پڑھ رہی ہے الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم۔ غرض یہ پاک تعلیم جو اسلام کی یگانہ خصوصیت اور مایہ ناز تعلیم ہے درست ٹھیرتی ہی نہیں جب تک نمازی کو سچا اور یک رنگ مومن نہ بنادے اس دارالکدورت میں ہر شخص کو راحت اور طمانینت کی تلاش ہے کسی نے اس تلاش میں کسی چیز سے پنجہ مارا ہے کسی نے کسی شے سے بڑے بڑے فلاسفروں نے اس پر خامہ فرسائی کی ہے اور وہ باتیں زور طبع سے بنائی ہیں جنپر عمل کرنے سے خوشحالی ہوسکتی ہے مگر عبث اور بے سود۔ بہتیرے ان رانده لوگوں میں ایسے ہوئے ہیں جو بڑی تلخ کامی کے ساتھ اس دنیا سے اٹھے۔ بعضوں نے خودکشی کا کڑوا پیالہ پیا اور بہتوں کی زندگی کے مختلف لمحے اضطراب اور جزع فزع سے معمور نظر آتے ہیں۔

حقیقت میں ایک ہی چیز ہے اور صرف ایک ہی چیز ہے جو زندگی کے کجدار و مریز میں پوری استقامت اور سکینت اور طمانینت بخش سکتی ہے وہ ہے خدا تعالے اور اسکی صفات پر کامل اور لذیذ ایمان اور اسی ایمان عرفان انگیز کا عملی اظہار ہے الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین

قرآن کریم کی اس آیت سے وآخر دعوٰهم ان الحمد للہ رب العلمین سے معلوم ہوتا ہے کہ بہشت میں یعنی ہستی سرور کے عالم میں جبکہ ساری کدورتیں اور تلخیاں صاف اور ختم ہو جائیں گی اور سبھی راحتوں کے خوشنما چہرے بے حجاب نظر آجائیں گے بہشتی جوش سے آخری آواز یہ نکالیں گے کہ الحمد للہ رب العلمین چونکہ اس دنیا میں اشتباہ اور التباس کے سبب سے مجازی اور بے حقیقت چیزیں بھی محمود بنکر خدا تعالے کے یگانہ استحقاق حمد میں شریک ٹھیرائی جاتی ہیں اور ربوبیت۔ رحمانیت رحیمیت کا بہت تھوڑا ذخیرہ جو ابتلا کے رنگ میں انکو مرحمت کیا گیا ہے ایک کوتاہ نظر کو اسطرف مائل کر دیتا ہے کہ نظام عالم میں ان آلات و ادوات کا بھی کچھ دخل ہے اس لئے ہر شخص کو اس غبار آمیز جہان میں ایسی صاف آنکھ نہیں مل سکتی جو ان سارے کثیف اور تہ بتہ حجابوں کو چیر کر اس غیب الغیب لاشریک ہستی کو یگانہ بازیگر دیکھ لے مگر اس عالم میں جب کہ لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار کی اغیار کو جلا دینے والی بجلی اپنی تجلی دکھائے گی اور مطلع شرکا کے گرد و غبار سے صاف نظر آجائے گا تب ساری حمدوں کا حقیقی سزاوار آشکارا طور پر وحدہ حقیقی نظر آجائے گا ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بالغ نظری اس سے ثابت ہوتی ہے کہ آپ نے اس دار الکدورۃ اور پر حجاب عالم میں باری تعالی عزاسمہ کی وہ ساری حمدیں کی ہیں جو لا انتہا منازل کے طے کرنے اور چشم معرفت کے وا ہونے کے بعد بہشتیوں کی زبان

سے یہ نکلیں گی اللھم صل علی محمد وسلم و بارک۔

غرض یہ پاک تعلیم مسلمانوں پر خدا تعالے کا خاص فضل ہے یہ تسلیم جو دعا کے رنگ میں سکھائی گئی ہے نہ انجیل میں ہے اور نہ کسی اور کتاب میں ہے مردہ پرست یا مردار پرست نصرانیوں نے بے فائدہ کوشش کی ہے کہ اس لا یعنی اور بیہودہ دعا کو جو انجیل میں روز کی روٹی مانگنے کی دعا ہے اس کے مقابل لائیں اگر وہ اس نکتہ معرفت تک پہونچ جاتے جو اس دعا میں ہے تو اس مقابلہ میں اپنی ذلت اور شرمساری کے آپ ہی گواہ ٹھیرتے۔

افسوس ان پر جو نماز کی عادت نہیں رکھتے جنہیں یہ ایسی دعا کی روزانہ مشق ہے جو اس جہان میں بھی خوش حالی حاصل کرنے کا یگانہ وسیلہ ہے اور پھر افسوس ان پر جو رسمی نماز میں برسوں سے مصروف ہیں مگر ہنوز اس دعا کی حقیقت تک نہیں پہونچے کہ وہ ہر روز باری تعالے کے حضور میں کھڑے ہو کر منہ سے کیا کہہ رہے ہیں جس سے ان کے دلوں کو ذرا بھی اتفاق نہیں وہ کبھی پروا نہیں کرتے کہ نفاق کا زنگ ان کے دل کے سارے سطح پر محیط ہو گیا ہے اور قریب ہے کہ مسلول کے شش کی طرح دل ایک دفعہ ہی گل سڑ کر فنا ہو جاوے۔ اس دعا کے وسیلہ مسلمان زمین پر اسی طرح بسر کر سکتے ہیں جس طرح فرشتے آسمان پر۔ یہی دعا ہے جس سے زمین پر صلح کاری اور طہارت اور سچی راستبازی پھیل سکتی ہے۔ یہی دعا ہے جس کی پاک تاثیر سے شیر اور بکری ایک ہی گھاٹ پانی پی سکتے ہیں اور بالآخر یہی دعا ہے جو خدا تعالیٰ کے دربار میں سرخرو ہونے کے قابل بنا سکتی ہے

مبارک ان مصلیوں کو جنہوں نے اس دعا کے گر کو سمجھا۔

میری طرف سے آپ شخص جب کو مبارک باد دیں اور تاکید کریں کہ بہت سا وقت استغفار اور لا حول پڑھنے میں بسر کریں لا حول تسلیم توکل اور رضا بقضا کے اظہار اور حصول کا کامل نسخہ اور ذریعہ ہے ہمارے سردار عمر فاروق صلوات اللہ علیہ جہاں اپنے فوجی افسروں کو اور حکام اور وزراء بھیجا کرتے ساتھ ہی یہ بھی لکھا کرتے کہ اکثروا من قول لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ طبری کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کارزار کے مختلف اور خطرناک موقعوں میں افواج اسلامی نے اس نسخہ کو بہت مفید پایا۔

بے جا ہنسی اور فضول باتیں جو ابنائے دنیا کے نزدیک آج محفلوں کی زیب و زینت اور زندہ دلی یا مردہ دلی کا ثبوت ہیں یک قلم ترک کر دیں ہمیں صاحب خصوصاً اور ہمارے سب دوست عموماً اس طرف ہمت کو مصروف کریں کہ امن و عافیت کے وقتوں میں خدا تعالے کے خوف و خشیت کی وہ گدگدی دلوں میں محسوس ہو جو ان ایام میں ہیضہ کے محسوس ہو رہی ہے جب گستاخی اور بیخبری دلوں کی حد سے بڑھ جاتی ہے اور دل ہنسی اور استہزا سے لبالب ہو جاتے ہیں اور خدا تعالے کے خوف کی کپکپی اٹھ جاتی ہے تب عزۃ الہیہ اشتعال میں آتی اور الوہیت اپنی ہستی یوں منوا لیتی ہے۔ ہمیں سنا ہے کہ سیالکوٹ کے بازاروں کی ان دکانوں پر جہاں خدا ناترس بیباک آدھی آدھی رات تک مجمع لگا کر بیٹھتے اور ناپاک یا فضول باتیں کرتے تھے آج ان تلاشوں سے ایک متنفس بھی نظر نہیں آتا۔ کاش ان کے ایام میں بھی یہی خوف دلوں میں جاگزین رہے۔

یاد رکھو یہ خدا تعالے کا اٹل قانون قدرت ہے کہ امن میں ڈرنیوالوں اور عین عافیت اور راحت میں خشوع و خضوع کرنے والوں کو پیار کرتا اور ان کی جان و مال کی بہت پروا کرتا ہے ورنہ جب قضا و قدر نازل ہو جاوے تو پھر ہزار دعائیں کرو وہ اپنا کام کر ہی کے رہتی ہے خدا تعالے ہماری جماعت کو دعا مانگنے کی اٹکل سکھا دے اور اس کی لذت سے ان کے دلوں کو مسرور کرے ان کے دلوں میں وہ خوف و خشیت ہو کہ آسمان گواہی دے اٹھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام زمین کے فرشتے اور نور ہیں۔

والسلام

معلومات

سپیشل ٹرین۔ حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے سفر کے واسطے جو خاص گاڑی طیار رہتی ہے اس میں پلنگ کے قریب ایک دستہ لگا ہوا ہے جسکو ذرا سا گھمانے سے تمام ٹرین ٹھیر جاتی ہے

قیمتی کلاک۔ نمایش پیرس میں سفید سنگ مرمر کی ایک کلاک بھیجی گئی ہے جس کی قیمت آٹھ لاکھ روپیہ مالک کو ملتی تھی مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا ہے

ڈاکٹر کی فیس۔ چین میں ڈاکٹر کی فیس ۴ر سے لے کر ۱۲ر تک مقرر کی گئی ہے۔

عجیب نام نیو ساؤتھ ویلز میں ایک ریلوے سٹیشن کا نام "تھوڑی دیر ٹھیرو" تھا کمپنی نے اس نام کے تبدیل کرنے کے واسطے ہر چند کوشش کی مگر عام رائے کی مخالفت کی وجہ سے ناکام رہی۔ (رفیق ہند)

حضرت اقدس کی پاک باتیں

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

نا اہل پلید لوگ سچی اور حق و حکمت کی بات سن ہی نہیں سکتے اور جب کبھی کوئی بات معرفت اور حکمت کی اُن کے سامنے پیش کی جاوے تو وہ اسپر توجہ نہیں کرتے بلکہ لاپرواہی سے ٹال دیتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ وہ لوگ جو حق کہیں وہ بہی تہوڑے ہیں محض اللہ تعالے کے لئے کسی کو حق کہنے والے لوگوں کی تعداد بہت ہی کم ہے گویا ہے ہی نہیں۔ علی العموم واعظ وعظ کہتے ہیں لیکن ان کی اصل غرض اور مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ لوگوں سے کچھ وصول کریں اور دنیا کماویں۔ یہ غرض جب اس کی باتوں کے ساتھ ملتی ہے تو حقانیت اور للہیت کو اپنی تاریکی میں چھپا لیتی ہے اور وہ لذت اور معرفت کی خوشبو جو کلام الٰہی کے سننے سے دل و دماغ میں پہونچتی اور روح کو معطر کردیتی ہے وہ خود غرضی اور دنیا پرستی کے تعفن میں دبکر رہ جاتی ہے۔ اور ایسی مجلس وعظ میں اکثر لوگ کہہ اُٹھتے ہیں میاں یہ ساری باتیں ٹکڑا کمانے کی ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اکثر لوگوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ذریعہ معاش قرار دیا ہے لیکن ہر ایک ایسا نہیں ہے

ایسے پاک دل انسان بہی ہوتے ہیں جو صرف اس لئے کہ خدا اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی باتیں لوگوں تک پہونچاتے ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے وہ مامور ہیں اور اسکو فرض سمجھتے ہیں۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ اس طرح پر اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کریں۔ وعظ کا منصب ایک اعلیٰ درجہ کا منصب ہے اور وہ گویا شان نبوت اپنے اندر رکہتا ہے بشرطیکہ خدا ترسی کو کام میں لایا جاوے

وعظ کہنے والا اپنے اندر خاص قسم کی اصلاح کا موقع پالیتا ہے کیونکہ لوگوں کے سامنے یہ ضروری ہوتا ہے کہ کم ازکم اپنے عمل سے بہی اُن باتوں کو کرکے دکہاوے جو وہ کہتا ہے

بہرحال اگر ایک آدمی اپنی ہی غرض و منشا کے لئے کوئی بہلی بات کہے تو اس پر یہ لازم نہیں آتا کہ اُس سے اس لئے اعراض کیا جاوے کہ وہ اپنے کسی ذاتی غرض کی بنا پر کہہ رہا ہے۔ وہ بات جو کہتا ہے وہ تو بجائے خود ایک عمدہ بات ہے نیکدل انسان کو لازم ہے کہ وہ اسبات پر غور کرے جو وہ کہہ رہا ہے یہ ضروری نہیں کہ اُن اغراض و مقاصد پر بحث کرتا پہرے جنکو ملحوظ رکہکر واعظ کہہ رہا ہے سعدی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

مرد باید کہ گیرد اندر گوش
گر نوشتست پند بر دیوار

یہ بالکل سچی بات ہے کہ قول کیطرف دیکھو۔ قائل کیطرف مت خیال کرو۔ اسطرح پر انسان سچائی کے لینے سے محروم رہ سکتا ہے اور اندر ہی اندر ایک عجب و نخوت کا بیج پرورش پاتا ہے۔ کیونکہ یہ اگر صرف سچائی اور صداقت کا طالب ہے تو پہر دوسروں کی عیب شماری سے اس کو کیا غرض۔

واعظ اپنے لئے کوئی اکیا بات نکالے مگر تم کو اس سے کیا غرض تمہارا مقصود اصلی تو طلب حق ہے۔

اسمیں شک نہیں کہ یہ لوگ بےموقع بےمحل بےربط باتیں شروع کردیتے ہیں اور پند و نصیحت کرتے وقت امور مقتضاء وقت کا ذکر نہیں کرتے۔ اور نہ اُن امراض کا لحاظ رکہتے ہیں جنمیں مخاطب مبتلا ہوتے ہیں بلکہ اپنے سوال کو ہی مختلف پیرایوں میں بیان کرتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز بیان کو اگر غور سے دیکہتے تو اُن کو وعظ کہنے کا بہی ڈہنگ آجاتا۔ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا ہے اور پوچہتا ہے کہ سب سے بہتر نیکی کونسی ہے آپ اُسکو جواب دیتے ہیں کہ سخاوت دوسرا آکر یہی سوال کرتا ہے تو اُس کو جواب ملتا ہے ماں باپ کی خدمت تیسرا آتا ہے اُسکو جواب کچہ اور ملتا ہے سوال ایک ہی ہوتا ہے جواب مختلف۔ اکثر لوگوں نے یہاں پہونچکر ٹہوکر کہائی ہے اور عیسائیوں نے بہی ایسی حدیثوں پر بڑے بڑے اعتراض کئے ہیں مگر احمقوں نے رسول اللہ صلی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس مفید اور مبارک طرز جواب پر غور نہیں کی۔

اس میں سِر یہی تہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جس قسم کا مریض آتا تہا۔ اُس کے حسب حال نسخہ شفا بتلادیتے تہے جس میں مثلاً بخل کی عادت تہی اُس کے لئے بہترین نیکی یہی ہوسکتی تہی کہ اس کو ترک کرے جو ماں باپ کی خدمت نہیں کرتا تہا بلکہ اُن سے سختی کے ساتہ پیش آتا تہا اسکو اسی قسم کی تعلیم کی ضرورت تہی کہ وہ ماں باپ کی خدمت کرے۔

طبیب کے لئے جیسا ضروری ہے کہ تشخیص عمدہ طور پر کرے اسی طرح پر واعظ کے منصب کا یہ فرض ہے کہ وعظ و پند سے پہلے اُن لوگوں کے امراض کو مدنظر رکہے جنمیں وہ مبتلا ہیں۔

مگر

مشکل تو یہی ہے کہ یہ فراست اور یہ معرفت حقانی واعظ کے سوا دوسرے کو ملتی ہی کم ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ملک میں باوجودیکہ سیکڑوں ہزاروں واعظ پہرتے ہیں لیکن عملی حالت ملک کی دن بدن پستی کیطرف جارہی ہے ہر قسم کی اعتقادی ایمانی اخلاقی غلطیاں اور کمزوریاں اپنا اثر کرتی جاتی ہیں۔

یہ اس لئے کہ وہ مقولوں میں حقانیت نہیں رکھتے ہیں۔ یہ سب کچھ ہے مگر میں اس وقت اپنے دوستوں کو پھر یہی بتانا چاہتا ہوں کہ چونکہ انہوں نے اللہ تعالے کے فضل سے اپنے دلوں میں طلب حق کی پیاس کو محسوس کیا ہے وہ راستی اور صداقت کے لینے میں مضائقہ نہ کریں۔ گو واعظ مختلف رنگوں اور پیرایوں میں اپنا سوال ہی پیش کرے مگر تم کو نہیں چاہئے کہ صرف اس اکو جہ سے اصل حکمت کو چھوڑ دو۔ کیونکہ وہ جو ان کے سوال کو سنکر ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے وہ بھی تو غلطی پر ہے۔ کیا کسی لعل اور گوہر نایاب کو محض اس لئے پھینک دیا جا سکتا ہے کہ وہ کسی بدبودار اور میلی کچیلی ٹلی (دھجی کپڑے کی) میں بندھا ہوا ہے؟ ہرگز نہیں اس کے سوا اگر واعظ سوال کرتا ہے تو کیا معلوم نہیں کہ مضمر، تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡہَرۡ اور سائل خواہ گھوڑے پر ہی سوار ہو کر آیا ہے پھر بھی واجب نہیں کہ اسکو رد کیا جاوے۔ تیرے لئے یہ حکم ہے کہ تو اسکو جھڑک نہیں۔ ہاں خدا نے اسکو بھی حکم دیا ہے کہ وہ سوال نہ کرے وہ اپنی خلاف ورزی کی خود سزا پاوے گا لیکن تمھیں یہ مناسب نہیں کہ تم خدا تعالے کے ایک واجب العزت حکم کی نافرمانی کرو غرض اسکو کچھہ دید ینا چاہیے۔ اگر پاس ہو اور اگر پاس کچھہ نہیں تو نرم الفاظ سے اسکو سمجھادو۔
باقی آیندہ انشاءاللہ تعالی

سیرۃ مسیح موعودؑ
۸ر بلا محصول ڈاک منیجر
الحکم سے طلب کرو۔

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بکریاں چرانے پر بعض نادان اعتراض کرتے ہیں وہ اس سر الٰہی سے ناواقف ہیں جو بکریاں چرانے میں رکھا گیا ہے یاد رکھو بکریاں چرانے والا بڑا محتاط اور ہوشیار ہوتا ہے کیونکہ اگر وہ ذرا سی غفلت بھی کرے تو تو اسکی بکریوں کو درندوں سے نقصان پہونچے۔

پھر بکریاں چرانے والے کو درندوں کے مقابلہ کے واسطے ایک بڑا لٹھہ ہاتھہ میں رکھنا ضروری ہے اسی لٹھہ کے ساتھہ وہ درندوں کا مقابلہ کرتا ہے اور اسی کے ساتھہ بکریوں کو مارتا ہے مگر وہ دونو حالتوں میں ایک صریح امتیاز رکھتا ہے۔ اس طرح پر اسکو حلم اور غضب کو فی محلہ خرچ کرنے کی تعلیم دیجاتی ہے۔

مومن جب اپنے گھر میں یا کنبے میں کوئی غلطی دیکھے۔ وہ بلا خوف لومۃ لائم ان کو ڈرا دے۔ ہر ایک قوم کا واعظ اپنی قوم کے لئے ٹھیک ہو سکتا ہے۔ اپنے دوست احباب۔ گھر والوں اور جن کے حالات سے تم خوب واقف ہو اور اپنے تمام رشتہ داروں کو انکی غلطیوں سے آگاہ کرو۔ اور ان کو امر بالمعروف کرو۔ اور نہی عن المنکر یہ اللہ تعالے کا منشا ہے اور یہی طریق ہے حضرت ابو الملۃ ابراہیم علیہ السلام کا۔ اس سے ایمان قوی ہوتا ہے اور شجاعت پیدا ہوتی ہے۔

اپنے اعمال کو سیدھا کرو۔ یاد رکھو کہ کوئی تمھارا علم۔ آبرو۔ دولت طاقت کام نہ آوے گی۔ مگر کام آنے والی ایک اور صرف ایک ہی چیز ہے جسکو اعمال صالحہ کہتے ہیں۔

اعمال صالحہ اپنی ہی تجویز اور خیال پر اعمال صالحہ نہیں ہو سکتے جنمیں اخلاص ہو۔ اور صواب ہو۔ کیا معنے خدا ہی کے لئے ہوں اور خدا ہی میں ہوکر ہوں یعنی اللہ تعالے کے فرمودہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے موافق ہوں۔ پس

حاسبوا قبل ان تحاسبوا

اس سے پہلے اپنا حساب کرلو جبکہ تمھارا حساب کیا جاوے اور

وازنوا قبل ان توازنوا

اس سے پیشتر کہ تم تولے جاؤ خود اپنے آپ کو تولو۔

ہر روز سستی اور گناہوں کے دور کرنے کی کوشش کرو۔ باریک در باریک اعمال پر خوب غور کرو۔ میں سچ کہتا ہوں وہ شخص بڑے ہی گھاٹے میں ہے جس کے دو دن برابر گذرے۔

ساری خوبیاں۔ آرام اور سکھہ انسان کو حاصل ہو جاتے ہیں جب کہ وہ خدا کا بن جاتا ہے بڑے بدبخت ہیں وہ لوگ جو قرآن شریف سے لذت نہیں اٹھاتے۔ یاد رکھو انسان کو تین زبانیں ضرور سیکھنی چاہیئیں۔

اول مذہب کی زبان۔
دوم بادشاہ کی زبان۔
سوم ملک کی زبان۔

اور اب موجودہ حالت میں گویا عربی انگریزی۔ اردو۔ یہ زبانیں اعلی درجہ کی حاصل کرو۔

قرآن کی زبان شرافت عزت بڑھانے کا موجب ہے۔ عرب پہلے کیا تھے؟ کچھہ بھی نہ تھے قرآن

کے بعد تمام دنیا کے فاتح اور امام کہلائے۔

اب عرب نے قرآن چھوڑ دیا دیکھو بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔

قرآن شریف انسان کو شریف اور تاریخی انسان بنا دیتا ہے پس اگر شریف اور تاریخی انسان بننا چاہتے ہو تو قرآن کو پکڑو۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے کہ جب مجھ کوئی دکھ آتا ہے تو مجھے تین خوشیاں ہوتی ہیں اول بڑے دکھ سے بچنا دویم گناہوں کا کفارہ۔ سوم دنیا کی مصیبت ہے نہ دین کی۔ مگر جب مجھ کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو مجھے ایک چوتھی راحت بھی ہوتی ہے۔ اور وہ یہ کہ دعاؤں کا موقع ملتا ہے اور یہ ایمان ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس تکلیف کے بعد بہتر راحت دے گا

قرآن شریف میں دو قسم کے گروہوں کا ذکر ہوا ہے فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ اور فَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ۔

پس قرآن پڑھو تو یہ ضرور سوچو کہ تم کس فریق میں ہو آدم ہو یا ابلیس نوح ہو یا قوم نوح عادی ہو یا ہود ثمودی ہو یا صالح موسیٰ ہو یا فرعون محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہو یا ابوجہل اور مشرکان مکہ۔ یہ ایک طریق ہے اپنی روحانی بیماریوں کے علاج کا اور میں نے اس طرز پر اپنا علاج کرکے فائدہ اٹھایا ہے۔

قرآن شریف پڑھو مگر دستور العمل بنا کر

مومن وہ ہوتا ہے جو اپنی جان کو ظلم اور رب انی ظلمت نفسی کہہ اٹھے۔ یاد رکھو جب تک تین قسم کے امتحان میں پاس نہ ہوں مومن کامل نہیں ہو سکتے۔

اول آدمی کے اندر کچھ نہ کچھ بیماریاں ضرور ہوتی ہیں۔ از انجملہ ظلمت العادات بہت بڑی تاریکی ہے کوئی نہ کوئی برائی یا عیب جو انسان میں ہوتا ہے جب اسکو چھوڑنا چاہتا ہے تو پہلے اس کے تکالیف اور ظلم ضرور سہنے پڑتے ہیں۔

پھر اقتصاد کی حالت ہوتی کسی وقت نیکی کا خیال کرتا ہے اور بدی کا خیال بھی کر بیٹھتا ہے اس کے بعد آخری حالت فاغفرلی ذنوبی کی ہوتی ہے جس میں گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ پس اپنی بد عادتوں کو چھوڑو۔ ہر قسم کی ظلمت سے نکلنے کے لئے مجاہدہ کرو۔ اور استغفار پڑھو تاکہ گناہوں سے محفوظ ہو جاؤ۔

عذر

اس نمبر کی اشاعت بلوجہ بیماری کاتب دیر ہوگئی ہے ورنہ اور کوئی باعث عدم اشاعت نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہم اپنی طرف سے وقت پر شائع کرنے میں کبھی دیر اور تساہل نہیں کرتے۔ ایڈیٹر

ایڈیٹوریل

رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ

یہ ایک دعا ہے جو ہماری اس بیعت توبہ کا انتہا ہوتی ہے جو ہم اپنے صادق اور مقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر کرتے ہیں اور وہ سب جنھوں نے بیعت کا فضل حاصل کیا ہے اس بات سے آگاہ ہیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ اس دعا کے وہ معنی و مطلب جو ہم نے سمجھا ہے اپنے ناظرین کی خدمت میں پیش کریں شاید کوئی ہو جسے فائدہ پہونچ جائے۔

دعا کا مضمون ایک نازک اور دقیق مضمون ہے جس پر بحث کرنا ہمارے اس آرٹکل کا منشا نہیں۔ اسلئے اسپر گفتگو کرنے کی یہاں ضرورت نہیں اسجگہ اصل مقصود اس دعا کی حقیقت ظاہر۔

قرآن کریم کی دعاؤں پر غائر نظر کرنے سے یہ پتہ لگتا ہے کہ عموماً اور کثرت کے ساتھ دعاؤں کو اللہ تعالےٰ کے صفاتی نام اور دنیا پر اپنا پرتو ڈالنے والی پہلی صفت ربّ کے تحت میں رکھا ہے بلکہ اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً یعنی اپنے رب سے تضرع اور خوف کے ساتھ دعا مانگا کرو کہہ کر اس امر کی اور بھی صراحت کردی ہے کہ دعاؤں کو ربوبیت کے ساتھ خاص تعلق ہے۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم کی سب سے پہلی دعا جو إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ کے الفاظ میں عبادت الٰہی کی حقیقت کو

جتلائی جاوے مرکوز ہے وہ بھی رَبُّ العٰلمین ہی کی صفت کے تحت ہوتا ہے۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ سرچشمہ ربوبیت ہے جو فیضانِ الٰہی کا عام بلکہ اعم چشمہ ہے ہم مدد طلب کرتے ہیں کیونکہ بغیر خدا تعالیٰ کے فیض ربوبیت کے ظاہری یا باطنی طور پر نشوونما پانا یا کوئی پاک تبدیلی کرنا اور روحانی پیدائش سے حصہ لینا امر محال ہے۔

اور ربوبیت کے منشاء میں کمال کی آخری انتہا تک پہونچانے کا مفہوم داخل ہے۔ اس لئے دعا کے واسطے اسی صفت کو اول مخصوص فرمایا ہے تاکہ داعی کے دل میں یہ امید پیدا ہو کہ وہ ربّ العٰلمین جس نے محض اپنے فضل سے ایک نابود شے کو وجود بخشا اور اسکی تربیت کے سامان بدون کسی مشقت و محنت اور طلب و دعا کے عطا فرمائے۔ وہ دعا پر تو اس سے بھی زیادہ فیضان کرے گا۔

پھر ربوبیت کے مقابل دعا کے رکھنے میں ایک یہ بھی سر معلوم ہوتا ہے کہ ربوبیت اپنے فیضان کے لئے عدم محض یا مشابہ بالعدم کی خواہاں رہتی ہے اس لئے داعی کو اس میں دعا مانگنے کا ایک طریق بتلایا گیا ہے کہ وہ بیتی بالکل نیستی ہو کر نہایت تذلل کے ساتھ آستانۂ ربوبیت پر گرے۔ اور یہ کوئی خیالی یا وہمی امر نہیں بلکہ جیسا کہ ہمکو اوپر سمجھایا ہے قرآن کریم میں صاف طور پر لکھا ہے ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ یعنی اپنے رب سے تضرع اور خوف کے ساتھ دعا مانگا کرو۔ گویا قبولیت دعا کے دیگر اسباب کے علاوہ تضرع یعنی گڑگڑانا اپنی عاجزی اور کمزوری کا اظہار کرنا اور خدا تعالیٰ کے اقتدار جبروت۔ اور جلال کو دیکھ کر اپنے گناہوں اور شامت اعمال کو سامنے رکھکر خوف سے بھر جانا یہ لازمی امر ہیں۔ جسقدر داعی ان دونوں اسباب سے دور

ہوگا اُسیقدر دعا قبولیت سے مہجور رہے گی۔ پس ربوبیت کو دعاؤں کے ساتھ مخصوص کرنے میں یہ بھی ایک سر ہمکو معلوم ہوتا ہے۔

پھر ربّ کی صفت کو دعاؤں کے لیے مخصوص کرنے میں ایک سر یہ بھی معلوم دیتا ہے۔ کہ اس عالم اسباب میں چونکہ ہر کام اسباب سے تعلق رکھتا ہے اور خلق اسباب اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے اور خالقیت کی صفت ربوبیت کے تحت میں کام کرتی ہے جیسا کہ اس آیۃ شریفہ سے معلوم ہوتا ہے یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا۔

گویا دعا میں ایک طرح سے خلق اسباب ہی کی دعا ہوتی ہے۔ اور خلق کی صفت ربوبیت سے فیض پاتی ہے اس لیے دعاؤں کو ربوبیت کے تحت میں رکھا۔ یہ چند اسرار ہم کو اس میں معلوم ہوتے ہیں اور اللہ تعالےٰ اپنے منشا اور مراد کو بہتر جانتا ہے۔

اب اس کے بعد ہم دوسرے فقرہ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ کی مختصر حقیقت بیان کرنا چاہتے ہیں اسکے معنے تو یہی ہیں کہ بیشک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ یاد رہے کہ قرآن کریم سے چار قسم کے ظلم کا پتہ لگتا ہے جنمیں سے تین قسم کے ظلم مذموم اور موجب ہلاکت ہیں اور چوتھی قسم وہ ہے جو انسان کی بھلائی کیلیے ہے اور وہ ممدوح ہے۔ ظلم مذموم یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسیکو شریک کرنا۔ آیات اللہ کا انکار کرنا جسمیں انبیاء علیہم السلام اور انکی نشانات دونوں شامل ہیں یا جانکے متعلق یا آبرو کے متعلق۔ اس دعا کو مانگتے وقت گویا انسان کو لازم ہے کہ اپنی تمام بدکاریوں کو اپنے دل میں ایسے طور سے جمع کرے کہ انکا ایک نقشہ کھینچکر سامنے آجاوے اور اپنی زندگی کی بھیانک اور خوفناک گھڑیاں مجسم ہو کر آ کھڑی ہوں اور اللہ تعالیٰ کی جبروت اور جلال پر نظر ہو۔ ان دونوں نظاروں کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دلمیں رقت اور روح میں ایک گداز ش ہوکر وہ مرتبہ حاصل ہو جاویگا جو ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ میں قبولیت دعا کیلیے ضروری

قرار دیا گیا ہے۔ اس حالت میں روح پانی کی طرح بہہ نکلے گی اور ایک لذت کے ساتھ ربوبیت کی فیض سے حصہ لیگی۔ غرض۔ اس فقرہ میں یہ تعلیم ہے۔ پھر ساتھ ہی چونکہ اصلاح چاہتا ہے یہ امر بھی ملحوظ رکھ لینا چاہئے کہ اب میں اپنی جانکو ظلم میں ڈالا یعنی اس ظلم میں جو محمود ہے۔ اور ممدوح میں ہے۔ جسکی مختصر حقیقت یہ ہے کہ ہر نیکی کرنے کیواسطے اولاً انسان کو اپنی جان پر ایک ظلم کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً جو شخص نامحرم عورتوں کو دیکھنے کا عادی ہے یا شراب پینے کا عادی ہے اسکو اپنی بری عادتوں کے چھوڑنے کیلیے ضروری ہوگا کہ وہ کچھ تکالیف برداشت کرے ورنہ ان مذموم عادتوں سے رہائی نہیں پا سکتا۔ الٰہی اسدعا میں گویا یہ تعلیم بھی ساتھ ہی رکھی ہوئی ہے کہ اب نیکیوں کے کرنے کیلیے اپنی جان پر ظلم کرنا پڑیگا اور اس میدان میں پورا اترنا خدا ہی کے فضل پر موقوف ہے۔ پھر تیسرا فقرہ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ ہے یعنی اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں یہ صاف ظاہر ہے کہ اقراری مجرم کو سزا ملتی یقینی ہوتی ہے۔ اس سے داعی کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے گناہوں کے اقرار سے اپنی سزا کا تصور کرکے کانپ اٹھتا ہے اور خدا کے جلال سے ڈرجاتا ہے اور یوں اسکو تضرع اور ابتہال کی حالت عطا ہو جاتی ہے۔ اسدعا کے اس حصہ میں اس حالت کے پیدا کرنے کی ایک ذریعہ کو رکھا ہے جو وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ کے الفاظ سے پورا ہوتا ہے۔ چونکہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جبتک کوئی شے معروف نہ ہو اُس کے مضار و منافع سے انسان واقف نہیں ہو سکتا اس لیئے اعترفت کے لفظ سے ظاہر کیا یعنی پورے شعور کے ساتھ اپنے گناہوں کو شناخت کرے۔ پھر چوتھا حصہ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ یعنی پس تو میرے گناہ بخش چونکہ گناہوں کا اعتراف کیا ہے اور اپنے جرم کا اقرار کیا ہے اسلئے اب سزا سے بچنے کیواسطے یہ دعا ضروری ہوئی فاغفرلی ذنوبی۔ ہر کام کا ایک نتیجہ ضرور ہوتا ہے اسلئے فاغفرلی ذنوبی کی دعا میں گویا یہ مطلوب ہو کہ میرے گناہ بخش بد نتائج سے مجھے محفوظ رکھ۔ اور آیندہ کیلیے گناہوں سے محفوظ رکھ۔ یعنی اسقدر نیکیوں کی توفیق دے کہ وہ ان گناہوں کے اثر کو زائل کر دیں۔

چونکہ یہ مضمون معمولی حد سے بڑھ گیا ہے اسلئے پورے طور پر استغفار کی کیفیت ہم یہاں نہیں لکھ سکتے اسقدر پر کفایت کرتے ہیں سوچنے والی طبیعتیں آگے بڑھ سکتی ہیں۔ پھر آخری فقرہ یہ ہے فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ یعنی تیرے سوا کوئی گناہوں کا بخشنے والا نہیں۔ دعا کے اس فقرہ میں الفاظ کی ترتیب میں جو

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پردہ ناخنہ پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اسلئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ ہر خریدار ذمہ دار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرموں کے اشتہاروں سے ضرور بچنا چاہئے -

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداس پور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱- میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں حبق کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے اسلئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مضافات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے

راقم ڈاکٹر گی - ایم - بی - ایم سانگلی صاحب ایم - بی - ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۵ سال پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں جوڑ جوڑ دانے نکلے ہوئے تھے اور پر وال پڑے ہوئے تھے اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس کے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی -

راقم خان بہادر محمد حسین خان ایل ایم - ایس، اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے -

راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند -

(۴) میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے -

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ - ایل - ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۹۰۸ء میں جمع کیا گیا ہے -

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

عام قیمت سالانہ پیشگی ۳؎

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

جلد | دار الامان قادیان یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء | نمبر ۳۵

ضروری باتیں

اخبار الحکم کو موقت الشیوع اور مفید پرچہ بنانے کے لئے اکثر احباب کے مشورہ سے یہ قرار پایا ہے۔ کہ آیندہ کے لئے اس قاعدہ پر خصوصیت کے ساتھ عمل کیا جاوے کہ بدون **وصول قیمت** کسی کے نام اخبار جاری نہ ہو اور چونکہ موجودہ حجم کافی نہیں اس لئے یکم جنوری سنہ ۱۹۰۱ء سے بفضلہ تعالی اسکا حجم سردست ۱۶ **صفحہ** اور اس کے بعد موقع مناسب پر ۲۰ اور پھر ۲۴ صفحہ تک بڑھا دیا جاوے۔ حضرت مولانا **مولوی عبدالکریم صاحب نے**

ہفتہ وار مضمون عطا فرمانیکا بھی وعدہ فرمایا ہے

اس قسم کی تغییر و تبدیل سے چونکہ قیمت دینے والے احباب کی تعداد بہت ہی کم رہ جاوے گی جیسا کہ اسوقت بھی کوئی ایک ہزار روپیہ سے زاید بقایا بتلاتا ہے اور اخراجات بڑھ جاوینگے مشار الیہ احباب کے ہی مشورہ اور تحریک سے شروع سال سے اخبار الحکم کی قیمت میں بھی تبدیلی کی گئی ہے اور یہ قیمتیں ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء تک وصول ہونی چاہئیں تاکہ آیندہ کے لئے کاغذ وغیرہ ضروری چیزوں کا اکٹھا ذخیرہ بہم پہونچایا جاوے۔

شرح پیشگی قیمت اخبار الحکم بابت سنہ ۱۹۰۱ء

پچاس روپیہ سے زائد آمدنی والے احباب
عہ سالانہ
پچاس روپیے اور پچاس سے کم
مہ سالانہ

یاد رہے کہ بدون وصول قیمت ہرگز ہرگز اخبار جاری نہ ہوگا۔
اس تجویز کے متعلق ایک ضروری چٹھی عنقریب ناظرین اخبار کی خدمت میں پہونچے گی۔

حضرت اقدس کی پاک باتیں

گذشتہ اشاعت سے آگے

فساد اس سے شروع ہوتا ہے کہ انسان ظنون فاسدہ اور شکوک سے کام لینا شروع کرے اگر نیک ظن کرے تو پھر کچھ دینے کی توفیق بھی مل جاتی ہے۔ جب پہلی ہی منزل پر خطا کی تو پھر منزل مقصود پر پہنچنا مشکل ہے بدظنی بہت بری چیز ہے انسان کو بہت سی نیکیوں سے محروم کر دیتی ہے اور پھر بڑھتے بڑھتے یہاں تک نوبت پہونچ جاتی ہے کہ انسان خدا پر بدظنی شروع کر دیتا ہے۔

اپنے تائیدی نشانوں پر گفتگو

اگر بدظنی کا مرض نہ بڑھ گیا ہوتا تو بتلاؤ کہ ان مولویوں کو جنہوں نے میری تکفیر اور ایذا دہی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا اور کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی کونسی وجوہ کفر کی اور میری تکذیب کی نظر آئی تھی میں نے پکار پکار کر اور خدا تعالیٰ کی قسمیں کھا کھا کر کہا کہ میں مسلمان ہوں قرآن کریم کو خاتم الکتب اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتا ہوں۔ اور اسلام کو ایک زندہ مذہب اور حقیقی نجات کا ذریعہ قرار دیتا ہوں خدا تعالیٰ کی مقادیر اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہوں۔ اسی قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہوں اتنی ہی نمازیں پڑھتا ہوں رمضان کے پورے روزے رکھتا ہوں پھر وہ کونسی نرالی بات تھی جو انہوں نے میرے کفر کے لئے ضروری سمجھی وہ علم رکھتے۔ وہ اپنے گندہ اعمال اور زندگی کو نہیں دیکھتے۔ وہ زمین اور آسمان پر غور اور تدبر کر کے یہ نہیں سمجھ سکتے کہ ان مصنوعات کا خالق ہے

لیکھرام کے نشان سے مولویوں نے کیا فائدہ اٹھایا؟ پھر آتھم کی پیشگوئی سے کیا فائدہ حاصل کیا۔ اللہ اللہ کیسی صاف نکلی بلکہ اسکو مشکوک کرنے کی سعی کی حالانکہ اس میں اگر کوئی الزام باقی ہے تو آتھم پر جسنے اپنی خاموشی اور ہمارے مطالبات کے جواب نہ دینے سے اس کی سچائی پر مہر کر دی۔ جبکہ اس میں صریح شرط موجود تھی پھر ایک قانونی طبیعت کا آدمی بھی اس کے دو ہی معنے کرے گا ایک یہ کہ اگر شرط کی رعایت کرے تو بچ رہے ورنہ مرجاوے

بھر بچ جانے کی صورت میں **مومن** کو چاہئے تھا کہ وہ اس امر کو تنقیح طلب قرار دیتا کہ آیا اس نے رعایت کی یا نہیں؟

یاد رکھو یہاں تو صریح اور صاف شرط موجود تھی کہ **بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے** لیکن بعض انذاری پیشگوئیاں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ بظاہر ان میں کوئی شرط نہیں ہوتی اور حقیقت میں وہ مشروط ہوتی ہیں۔ **یونس** نبی کا قصہ صاف موجود ہے تفسیروں میں دیکھ لو کیا لکھا ہوا ہے باوجودیکہ ایک ایسی نظیر قرآن شریف اور تمام کتب سابقہ میں موجود ہے لیکن ہمارے معاملہ میں اسی بدظنی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ایک مقررہ قانون کی بھی پروا نہیں کرتے حالانکہ اس میں صریح شرط موجود ہے اور اس کا زندہ رہنا اور بچ جانا اس امر کی دلیل ہے کہ اس نے اس شرط سے فائدہ اٹھایا۔ مگر اس شرط سے فائدہ اٹھانے کی ہمارے پاس تو اس سے بھی بڑھ کر دلائل ہیں۔ جو ایک موٹی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے ہماری طرف سے متواتر اشتہار پر اشتہار جاری ہوئے اور اس کو دعوت کی گئی کہ تم **قسم** کھاؤ اور اگر جھوٹی قسم کی بادافش میں ایک سال کے اندر ہلاک نہ ہو جاؤ تو میں اپنے آپکو جھوٹا قرار دونگا اور اس قسم کیلئے **چار ہزار روپے** تک انعام بھی دینا چاہا۔ اور یہ بھی ثابت کر کے دکھلا دیا کہ **بائبل** سے ایسی **قسم** کا کھانا گناہ نہیں بلکہ انکار کرنا گناہ ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہم پر نالش کرو۔ پادریوں نے بھی اسکو اکسایا اور ترغیب دی کہ تم نالش کرو۔ لیکن باوجود ان کوششوں پر بھی وہ میدان میں نہ آیا۔ اور اپنی خاموشی اور اسلام پر نکتہ چینی اور اس کے خلاف تحریروں کی اشاعت سے رک کر اس نے بتلا دیا کہ حقیقت میں پیشگوئی کے موافق اس نے شرط سے فائدہ اٹھایا۔

پیشگوئی میں شرط کا موجود ہونا خود ایک پیشگوئی ہے۔ اگر اس نے شرط سے فائدہ نہیں اٹھانا تھا تو اسکو مشروط کرنے کے معنی ہی کیا ہوئے۔

اب ایک متدین اور خداترس کو چاہئے کہ سوچے کہ آیا آتھم نے رجوع الی الحق کی شرط سے فائدہ اٹھایا ہے یا نہیں اور قسم کھانا اگر خلاف شرع تھا تو کلارک اور پر بجاس وغیرہ عیسائیوں نے قسم کھائی تھی یا نہیں علاوہ ازیں ہم نے تو ثابت کر کے دکھا دیا تھا کہ فیصلہ صحیح کے لیے قسم کھانا عیسائی پر واجب ہے۔

غرض یہ پیشگوئی مشروط تھی وہ سراسیمہ رہا۔ شہر بشہر پھرتا رہا اگر اسکا خداوند مسیح پر پورا یقین اور بھروسا ہوتا پھر اسقدر گھبراہٹ کے کیا معنے؟ لیکن ساتھ ہی جب اس نے اخفاء حق کیا اور ایک دنیا کو گمراہ کرنا چاہا کیونکہ اخفاء حق بعض نادانوں کی راہ میں ٹھوکر کا پتھر ہو سکتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے صادق وعدہ کیموافق ہمارے آخری اشتہار کے سات مہینہ

کے اندر اسکو دنیا سے اٹھا لیا۔ اور جس موت سے وہ ڈرتا اور بھاگتا پھرتا تھا اُس نے اُسکو آلیا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آتھم کے معاملہ میں لوگوں کو کیا مشکل پیش آسکتی ہے اس قدر قوی قرائن موجود ہیں اور پھر انکار۔ !!! قرائن قویہ سے تو عدالتیں مجرم کو پھانسی دے دیتی ہیں غرض یہ آتھم کا ایک بڑا نشان تھا اور **براہین احمدیہ** میں اس نشان کیطرف صاف اور واضح لفظوں میں **الہام** درج ہو چکا ہے۔

پھر **جلسہ مذاہب** کا نشان ایک بڑا نشان ہے خواجہ کمال الدین صاحب اور بہت سے دوست اسبات کے گواہ ہیں اور وہ قسم کھا کر بتلا سکتے ہیں کہ قبل از وقت اُسکو بتلا دیا گیا تھا اور اشتہار چھپا کر شائع کر دیا گیا تھا کہ **ہمارا مضمون بالا رہا**

اور ٹھیک اسی **الہام** کے موافق یہ نشان ہزارہا انسانوں کے روبرو پورا ہوا اور اردو انگریزی **اخبارات** نے متفق اللفظ ہو کر اقرار کیا کہ ہمارا مضمون سب سے بڑھکر رہا۔

پھر جو **مقدمہ اقدام قتل عمد** کا قائم ہوا جس میں ڈاکٹر کلارک جیسے لوگ شامل تھے اور مولوی محمد حسین نے بھی جاکر گواہی دی اور رام بھجدت وکیل مشہور آریہ بھی پیروی مقدمہ کے لئے آیا۔ کئی سو آدمی اس امر کے گواہ موجود ہیں۔ کہ کسطرح پر قبل از وقت اس مقدمہ کی ساری کیفیت اور صورت سے اطلاع دی گئی اور آخر **بریت** کی بھی اطلاع دیدی جو اللہ تعالیٰ نے **ابرار** (بے قصور ٹھیرانا) کے الہام سے خبر دی تھی۔

یہ خدا کے غیب کی باتیں ہیں کیا انسانی طاقت میں ہے کہ اس طرح پر پیشگوئی کر سکے اور ایسے وقت میں کہ ابھی مقدمہ کا نام و نشان بھی نہیں اسکا سارا نقشہ کھینچکر دکھلا یا جاوے

پھر **لیکھرام** کا نشان ایک شمشیر برہنہ کی طرح تھا پانچسال پیشتر بذریعہ اشتہارات فریقین کیطرف سے یہ پیشگوئی شائع کی گئی۔ اور خود لیکھرام جہاں جاتا اس پیشگوئی کو سناتا۔ اس میں کوئی خلط نہ تھی۔ اور وہ صاف تھی۔ اگر وہ زندہ رہتا۔ تو بے شک قیامت برپا ہو جاتی۔ لیکن یہ بات ہوتا اگر خدا تعالے کی باتیں نہ ہوتیں بے شک پھر انجام رسوائی کے ساتھ ہوتا کیا محمد حسین چپ رہتا؟ اب بھی جب کہ یہ نشان پورا ہو گیا اور لاکھوں انسانوں نے اس پیشگوئی کی صداقت کو تسلیم کر لیا وہ کہتا ہے کہ جماعت کے کسی آدمی نے قتل کر دیا ہوگا افسوس یہ لوگ اتنا نہیں سمجھتے کہ وہ مرید کیسا خوش اعتقاد ہوگا جو ایسے پیغمبر پر بھی اعتقاد رکھ سکتا ہے جو اُسے قتل کی ترغیب دے اور اپنی پیشگوئیوں کو اپنی صداقت کا معیار قائم کرے اور پھران کے پورا کرنے کے لئے مریدوں کو ناجائز وسائل اختیار کرنے کی تعلیم دے؟ شرم ہے ایسے خیالات پر۔

جو لوگ اس قسم کا خیال رکھتے ہیں وہ گویا ہماری **نیک نہاد۔ انصاف پرور** اور ہوشیار **گورنمنٹ** کو بھی بدنام کرنا چاہتے ہیں۔ گورنمنٹ نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا لیکھرام کے قتل کے متعلق اُس نے پوری سرگرمی سے تحقیقات کی لیکن **ہمارا اور ہماری جماعت کا دامن اس خون سے بالکل پاک صاف ثابت ہوا**

افسوس یہ لوگ اتنا نہیں سمجھتے کہ کیا لیکھرام نے میرے کسی باپ اور دادا کو قتل کر دیا تھا؟ اُس نے میری ذات کو کسی قسم کی کوئی تکلیف اور ایذا نہیں دی۔ ہاں اُس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر وہ گستاخانہ حملے کئے اور وہ بے ادبیاں کیں کہ میرا دل کانپ اُٹھا اور میرا جگر پارہ پارہ ہو گیا۔ میں نے اُسکی بے ادبیوں اور شوخیوں کو ٹکڑے ہوئے دل کے ساتھ خدا کے حضور پیش کیا۔ اس نے اُن شوخیوں اور گستاخیوں کے عوض میں اسکی نسبت مجھے یہ پیشگوئی عطا فرمائی پھر اسی پیشگوئی میں اسکی موت وقت موت صورت موت وغیرہ امور کو بخوبی بتلا یا گیا تھا۔ ہاتھ کا ٹکڑا بنایا جانا اور [illegible] از عید برآں **محمد** کہنا یہ سب امور واضح طور پر درج ہیں۔ اب کوئی بتلاوے کہ کیا اسوقت جبکہ وہ ابھی چوبیس پچیس برس کا نوجوان تھا۔ پانچ سال پیشتر اس قسم کی اطلاع دینا انسانی منصوبہ اور دخل ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔ یہ خدا تعالے کا فعل ہے انسانی طاقت انسانی فہم و فراست سے بالاتر اور بالاتر ہے۔

باقی آئندہ

پیر گولڑی

کے متعلق جو **رپورٹ مفتی محمد صادق صاحب** نے لکھی ہے، اور جو عنقریب چھپکر شائع ہونے والی ہے اس کے متعلق درخواستیں مع آدھ آنہ کارخانہ رفیق الصحت حویلی کابلی مل حکیم محمد حسین صاحب قریشی کے پتہ سے آنی چاہئیں۔

مراسلت

جائنٹ سکرٹری صاحب انجمن فرقانیہ لاہور مندرجہ ذیل سطور بغرض اندراج الحکم ارسال کرتے ہیں۔
ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْہَا اسْمُہٗ

جب خداتعالےٰ کسی مقدس بشر کو اصلاح خلق کے لئے مامور فرماتا تو وہ بے باک گروہ جنپر شیطان نے استلاط کیا ہوتا ہے جب چاروں طرف سے اپنے زور کو خرچ کرکے اسکا مقابلہ کرنے سے عاجز آجاتی ہیں تو آخر یہ حیلہ کرتے ہیں کہ انکو عبادت گاہوں سے اپنے مولے پاک کے آگے سربسجود ہونے سے روکدیا جائے۔ کہیں یہ حجتیں پیش کی جاتی ہیں کہ یہ معبد ہماری قوم کا ہے کہیں یہ کہ ہم اس کے بوجہ قرب سکونت حقدار ہیں اور کہیں یہ کہ معابد ہمارے موروثی ہیں۔ غرض کچھ نہ کچھ حیلہ بہانہ بناکر وہ یہ کوشش کرنا چاہتے ہیں کہ کسی طرح سے اس قوم کا رشتہ ٹوٹ جائے۔ کیونکہ مقدس مصلح جو خدا سے ٹوٹے ہوئے پیوند کو جوڑنے کے لئے آتا ہے اُسکی مخالفت کا بیڑا اُٹھانیوالے اُسی وقت حق مخالفت ادا ہوا سمجھتے ہیں جب وہ اُن ظاہر پرستوں کا خدا سے پیوند ٹوٹا ہوا دیکھیں۔ اور اس لئے وہ ہر طرح سے خدا کے ساتھ پیوند توڑنے کا سامان بہم پہونچاتے رہتے ہیں۔ مکہ معظمہ سے سرور کائنات کو نکالا تو اسی لئے اور اسی دعوے سے یہی سنت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اس مقدس خلیفہ حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاکسار جماعت لاہور کے ساتھہ پوری ہوئی۔

پبلک اس بات کو خوب جانتی ہے کہ مسجد گمٹی کے متولی اور امام **مولوی غلام حسین** صاحب ہیں اور اس تولیت پر وہ کئی پشت سے قائم ہیں اور سنہ ۱۸۹۱ء سے حضرت اقدس مرزا صاحب کے مرید اس مسجد میں مولوی صاحب کے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں اور ہفتہ وار جلسہ قرآن شریف کرتے ہیں۔ اب سائیں مہرشاہ کے لاہور آنے سے مخالفین کی آتش حسد مشتعل ہوئی اور انھوں نے نادان اہل محلہ کو اُکسایا کہ تم ان کو اس مسجد سے نکالدو چنانچہ انکو ترغیب دیکر جمعہ کے روز مسجد کو تالا لگوادیا نمازوں سے روکنے کے لئے جماعت کے وقت مسجد میں مجمع کرنا شروع کردیا اور جلسہ کے دن شام سے آکے مولود پڑھنا شروع کردیا۔ لیکن یہ خدا کا فضل ہے کہ اُنکے تمام منصوبے دل کے دل ہی میں رہے اور خدا نے اپنے فضل سے اس غریب جماعت کی خاکساری پر نظر رحمت فرماکر دستگیری کی اور فیصلہ ہوگیا کہ آیندہ مخالفین نمازوں سے ہمیں نہ روکیں گے اور اپنا امام اُٹھا لیں گے۔ صرف ایک درخواست اُنھوں نے کی کہ مولوی صاحب اکثر وقت مسجد میں رہا کریں الحمد للہ علی ذٰلک۔

تفسیر القرآن

تفسیر القرآن کا کام جو درمیان میں بعض مشکلات اور رکاوٹوں کیوجہ سے بند ہوگیا تھا اکتوبر سنہ ۱۹ء سے پھر شروع کردیا گیا ہے جن لوگوں نے پیشگی قیمت عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا تھا وہ اپنے وعدے پورے کرکے خاکسار مینجر کو مدد دیں اور آخر اکتوبر تک اپنی قیمتیں بھیجدیں ورنہ اس کے بعد قیمت مابعد کے حساب سے دینی ہوگی اور پیشگی قیمت دینے والوں کے حقوق حاصل نہ ہوں گے۔

خاکسار ایڈیٹر الحکم

عیسائیوں کیلئے

چونکہ حضرت اقدس **مسیح موعود** ادام اللہ فیوضہم نے جو **صلیب** پرستی اور مردہ پرستی کو پاش پاش کرنے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں **عیسائیوں** کی حالت زار پر رحم کرکے ارادہ فرمایا ہے کہ وقتاً فوقتاً اُن سوالات کا ایک سلسلہ شائع فرمائیں جو عیسائی مذہب پر وارد ہوتے ہیں اور اُن سے جواب کا مطالبہ کریں اسلئے ہم بھی بقدر امکان اس سلسلہ کو شروع کرتے ہیں اُمید ہے کہ ہمارے عیسائی ہمعصر تحقیقی جواب سے مشکور فرمایا کریں گے اور جواب دیتے وقت ہمارے پورے مضمون کو درج کیا کریں گے کیونکہ اس طریق پر احقاق حق اچھی طرح پر ہوجاتا ہے اور اگر وہ بجائے سلامت روی کے گالیوں پر اُتر آئیں تو ہم انکو معذور سمجھکر مخاطب بھی نہ کریں گے ہمارا ارادہ ہے کہ اسطرح پر اناجیل کی پڑتال کریں۔ (ایڈیٹر)

لطائف الاناجیل

نمبر اول

متی باب اول

لطیفہ (۱)

مسیح ابن داوٗد ابن ابراہام کا نسب نامہ عیسائی اپنے اعتقادات کے لحاظ سے تو مسیح کو ابن خدا بلکہ خدا کہدیتے ہیں اور اسکو انبیاء سابق سے بالکل نرالی مخلوق تصور کرتے ہیں مگر چونکہ بغیر تعلق انبیاء سابق پر مسیح کا نبی ثابت ہونا محال ہے۔ جس کا ثبوت خود یہ نسب نامہ ہی۔ اسواسطے مصنف نے نسب نامہ میں مسیح ابن داوٗد ابن ابراہام کی سرخی دیدی ہے۔ اسسے اہل بصیرت کو

مولا غلام

مصنف کے اعتقاد کا پتہ لگ سکتا ہے کہ وہ مسیح کو خدا یا ابن خدا نہیں مانتا تھا ورنہ ایسے وجود کے واسطے جو غیر مخلوق ہو۔ نسب نامہ تجویز کرنا چہ معنی دارد۔ مگر اس میں ایک عجیب بات اور ہے کہ مسیح کو ابن داؤد ہونے سے انکار ہے بلکہ عار ہے دیکھو

متی کی انجیل باب ۲۲ - آیت ۴۱ - مسیح نے فریسیوں سے پوچھا - مسیح کے حق میں تمہارا کیا گمان ہے - وہ کس کا بیٹا ہے - وے بولے داؤد کا - اس نے انسے کہا پھر داؤد روح کے بتانے سے کیونکر اُسے خداوند کہتا ہے تو وہ اسکا بیٹا کیونکر ٹھہرا - اس سے ثابت ہوا کہ مسیح ابن داؤد غلط ہے بلکہ داؤد ابن مسیح چاہیئے تھا -

لطیفہ (۲)

اسی نسب نامہ میں مسیح کے بزرگان میں سے ایک صاحب یہودا نامی ہیں جنکو ابن یعقوب ابن اسحاق لکھا ہے گویا حضرت یوسف کے بھائی ہیں -

بائبل میں لکھا ہے کہ ان حضرت کے تین صاحبزادے تھے - عیر - اونان سیلہ بڑے صاحبزادہ کی ایک بیوی تھی تمر نام جب عیر مرگیا تو یہودا نے اونان کو کہا کہ تو تمر کے پاس جا اور اپنے بھائی عیر مرحوم مغفور کی نسل چلا - اس نے اس سودے میں اپنا نقصان سمجھا سچ بھی ہے کام کسی کا نام کسی کا - یہ صاحب اپنا نطفہ زمین پر گرا دیتے تھے جسکی سزا میں خدا نے انکو ہلاک کر دیا - بیچاری تمر کو یہودا نے کہا کہ جب تک میرا تیرا بیٹا سیلہ تیرے لائق نہ ہو جاوے - تو صبر کر یہ بات اسکو ناگوار ہوئی - اور وہ اپنے باپ کے گھر چلی گئی - یہودا صاحب کا ایک بھیڑ بکریوں کا گلہ کسی شہر تمنت نام میں تھا وہاں پشم کترنے کو تشریف لے گئے بی تمر صاحبہ نے بھی کہیں سے سن لیا جھٹ بیوگی کے کپڑے اتار دئیے اور نیا لباس جوڑا - زیور پہن برقع اوڑھ اپنے سسرے سے بھی پہلے تمنت کے رستہ پر جا بیٹھی - یہودا صاحب سمجھے کہ کوئی کسبی ہے - منہ میں پانی بھر آیا اس سے درخواست کی کہ چلیئے - مجھ سے خلوت کیجئے -

تمر - ہوں - خلوت کیجئے - پہلے بتلائیے تو دیجئے گا کیا ؟ -

یہودا - گلہ سے ایک بکری کا بچہ بھیجدونگا

تمر - مجھے تمہاری بات پر اعتبار نہیں، پہلے یہاں بطور گرو کے کچھ رکھہ جاؤ

یہودا - فرمائیے کیا رکھوں -

تمر - یہ اپنی چھاپ بازو بند اور لاٹھی -

یہودا - لیجئے حاضر ہے -

اس کے بعد اپنی بہو سے منہ کالا کیا اور اسی کے حمل سے دو توام بیٹے پیدا ہوئے جنمیں سے ایک کا نام پھارس ہے اور اسی کی نسل سے یسوع صاحب بھی عالم شہود میں آئے (مفصل دیکھو پیدائش ۳۸ باب)

لطیفہ (۳)

اس نسب نامہ میں داؤد کی بابت لکھا ہے کہ ان سے سلیمان اس عورت کے شکم سے جسکا نام بنت سبع ہے جو پہلے حتی اوریاہ نام ایک وفادار سپاہی کی جاہتی بیوی تھی - جو داؤد کی فوج شاہی میں ملازم تھا - اس بنت سبع کا قصہ بھی نہایت عجیب اور دردناک ہے - خداوند کریم نے داؤد کو ایک عظیم الشان سلطنت کا بادشاہ بنایا تھا اور تمام سامان عیش و آرام کے عطا فرمائے تھے آپ کے حرم سرا میں (۹۹) بیویاں تھیں تسپر بھی سموئیل ۲ باب ۱۱ آیت ۲ میں لکھا ہے کہ ایک شام کو آپ بادشاہی محل کی چھت پر ٹہل رہے تھے کہ دور سے ایک خوب صورت خوش اندام عورت کو ننگی نہاتے ہوئے دیکھ لیا - بس اور کیا تھا لٹو ہوگئے لگے قاصد پر قاصد دوڑانے جوں توں کر کے اسی شام کو اسکو محل شاہی میں منگایا اور اس سے ہمبستری کی - جب حضرت کو کہیں چین پڑا اسی پر بس نہیں کیا اس کے خاوند کو بھی اپنے سپہ سالار یواب نام کی معرفت قصداً مروا ڈالا -

بائبل میں بحوالہ مذکور اس عورت کی بیکسی اس کے خاندان کی وفاداری - تسپر حضرت داؤد کی یہ حرکت دیکھکر ایک خدا ترس - حق شناس انسان کو رونا آجاتا ہے -

کیا خوب ہوتا اگر حضرت متی ایسے نسب ناموں سے جو مثل آوہ کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے کے مطابق ہیں مسیح کو معذور رکھتے - اور اسکو ابن خدا ہی لکھدینے پر اکتفا کرتے - سبحان اللہ خداوند کریم دانا و بینا نے مخالفت اسلام و بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سزا میں امت مسیح کے اپنے ہی ہاتھوں سے یہ سارے ندامت کے سامان مہیا کر دئے ہیں - ورنہ کیا انبیاء سابق اور کیا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی ذات ان اتہامات اور افتراؤں سے مبرا اور منزہ ہے

فاعتبروا یا اولی الابصار

نئی تالیف

ایک آریہ نے اسلام پر عقلی نظر کے عنوان سے ایک ٹریکٹ شایع کیا ہے جس میں اسلام کے اصول توحید پر نکتہ چینی کی ہے اس ٹریکٹ کا جواب حضرت حکیم الامت مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ کی نگرانی اور اصلاح سے خاکسار ایڈیٹر الحکم نے لکھا ہے اور طبع ہو رہا ہے قابل دید رسالہ ہے ۱۵ اکتوبر سے شایع ہو جاوے گا اہل دول متعدد جلدیں خرید کر شایع کریں قیمت ۱۰ فی جلد علاوہ محصولڈاک

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا دنیا پر کسی نے یہ احسان نہیں کیا کہ **شراب** کو جو جامع الاثم یعنی ساری بدیوں کی جامع ہے حرام فرمایا۔

ہر بد اخلاقی شراب سے پیدا ہوتی ہے۔ بعض لوگوں نے اس بات پر سوال کیا ہے کہ قرآن شریف سے صراحۃً شراب کی حرمت کہاں سے ثابت ہے؟ میرے نزدیک تین زبردست وجوہ حرمت شراب کے ہیں۔

اول یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن کریم **استدلال بالاولی** سے زیادہ کام لیتا ہے۔ قرآن کریم نے ہر اثم کو حرام فرمایا ہے اور شراب کو اثم کبیر قرار دیا ہے پس شراب بطریق اولے حرام ہوئی۔

دوم ۔ عام دربار سلطانی میں جہاں سب کو جانے کی اجازت ہوتی ہے اگر کسی شخص کو روکا جاوے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص بہت ہی زیر عتاب ہے۔ جب کہ عام دربار میں جانے سے روکا گیا انسان بہت ہی ذلیل ہوتا ہے پھر شرابی کو دیکھو حکم ہے کہ لا تقربوا الصلوٰۃ مسجد کے قریب نہ جانے پائے جو چیز اسقدر ذلیل کر دیتی ہے اسکا جواز کہاں سے ثابت ہوا۔

سوم ۔ شراب تمام قویٰ انسانی کو ایک زبردست تحریک کرتی ہے اور اپنا مطلوب چاہتی ہے ہر ایک قوت کا مطلوب بہم پہنچانا محال ہے اس لئے شراب کی حرمت صاف ہے۔

جڑ دل ایمان۔ نماز اور نیک کاموں سے حظ نہیں اُٹھاتا وہ اپنا علاج کرے کیونکہ وہ بیمار ہے جیسے بیمار کو عمدہ سی عمدہ اشیاء بھی اچھی نہیں لگتی ہیں اسی طرح پر وہ دل روحانی بیماریوں میں مبتلا ہے جب کوئی کام کرنے لگو تو چار کی ضرور صلاح لینی چاہیے۔ **اللہ** تعالیٰ کی اجازت **رسول اللہ** صلے اللہ علیہ وسلم کی اجازت **اولو الامر** کی اجازت **اپنے وجدان** ۔ فطرۃ اور عقل کی اجازت

مشرک آدمی سچے اسباب تلاش نہیں کرتا اور نہ سچے نتائج حاصل کر سکتا ہے مشرک جہالت ہی میں پھنسا رہتا ہے۔ شرک سے اختلافات اور متفرقات اور نفاق پیدا ہوتے ہیں۔

نماز ایک قسم کا معاہدہ اور حضور الٰہی میں دعا کرنے کا موقع ہے وضو کی حقیقت یہ ہے کہ جب انسان پہلے ہاتھ دھوتا ہے تو اس سے یہ ظاہر کرتا ہے کہ میں تمام گناہوں سے ہاتھ دھوتا ہوں خصوصاً اُن گناہوں سے جو ہاتھ سے سرزد ہوتے ہیں۔ پھر مُنہ میں پانی ڈالکر کُلی کرتا ہے تو کہتا ہے کہ میں اُن تمام فضول اور واہیات باتوں سے جو مُنہ سے کی ہیں توبہ کرتا ہوں اور جب ناک میں پانی ڈالتا ہے تو اُن جھوٹھی شیخیوں اور عزتوں کو جو ظاہر داری اور تصنع کے لئے کرتا ہے چھوڑتا ہے۔ اور جب مُنہ کو دھوتا ہے تو بد فعلیاں اور بد نظریاں کی تھیں اپنے اپنی آنکھوں اور چہرہ کو جن پر ایک خاص اثر دیکھنے سے پڑتا ہے پاک کرتا ہے اور جب اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھوتا ہے تو جتنی ظلم ہاتھوں سے کیے تھے اور جسقدر بدکاریاں ہاتھوں سے ظہور پذیر ہوئی تھیں اُن سب سے دست بردار ہوتا ہے اور جب کانوں اور سر پر مسح کرتا ہے تو جتنی بدعملی یا بدکاری کی باتیں سُنی تھیں اور اُنکو اپنے سر میں جگہ دی تھی اُن سب کو چھوڑ کر رجوع الی اللہ کرتا ہے اور جب پانوں دھوتا ہے تو پانوں کے گناہوں سے توبہ کرتا ہے

ایڈیٹوریل

ہماری جماعت کے واعظ ضروری ہیں

ہم نے بارہا حضرت اقدس حجۃ اللہ فی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا ہے۔ کہ اسوقت تک قریباً ہر ایک کام ہمکو خود کرنا پڑتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے سوالات جو ذرا سے تدبر اور غور کے بعد حل ہو سکتے ہیں بعض لوگ ہمارے دوستوں میں سے لکھکر بھیجدیتے ہیں۔ اور گھبرا جاتے ہیں۔ اور پھر انکا جواب ہمیں ہی دینا پڑتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمارے دوست اس کام میں ہمارے مددگار ہوں اور ہاتھ بٹائیں پھر چند روز کا ذکر ہے آپ نے بڑی خواہش اس امر کی ظاہر کی کہ ہماری جماعت کے واعظ دور دراز ملکوں میں پہونچیں اور کلام حق کی تبلیغ کریں یہ ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ صحابہ کرام کسطرح دور دراز ملکوں میں پھیل گئے تھے۔

یہ ارادہ منشا حضور علیہ السلام نے کچھ ایسے لب ولہجہ میں بیان فرمایا کہ اُسی وقت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے عرض کی کہ اگر حضور اجازت دیں تو میں اور حضرت

مولوی نورالدین صاحب شہر بشہر پھریں اور آجکل کے کالجوں کی پیدا شدہ مخلوق میں وعظ کریں - حکیم فضل الدین صاحب نے بھی عرض کی کہ مجھے بھی اجازت ہو -

غرض حضرت اقدس کا منشا ہے کہ متدین اور باعمل واعظ ہماری جماعت میں پیدا ہوں - ہمارا ایمان ہے کہ آپ کا یہ ارادہ انشاء اللہ تعالیٰ اپنے وقت پر پورا ہو گا اور ضرور پورا ہو گا -

مگر

ہم چاہتے ہیں کہ اپنی جماعت کو اس عظیم الشان ضرورت کیطرف توجہ دلائیں -

چند مہینوں کا ذکر ہے کہ ہم نے اخبار الحکم میں دینیات کی شاخ کے متعلق ایک ضروری مضمون لکھا تھا - اور عید اضحٰی کی تقریب پر جو جلسہ ہوا تھا اس میں بھی تشحیذ الاذہان کے جلسہ میں تقریر میں بھی اس مضمون پر زور دیا تھا مگر افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ اس پر پوری توجہ نہیں کی گئی

حضرت اقدس کا منشا یا یوں کہیے اللہ تعالیٰ کا منشا اور ارادہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پاک ارادوں کا آئینہ ہیں اور ملائکہ کے پاک ارادے ان پاک لوگوں میں جلوہ گر ہوتے ہیں علاوہ ازیں قرآن کریم نے صاف طور پر فرمایا ہے - ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و اولٰئک ھم المفلحون یعنی اے اسلام والو! تم میں سے ایک گروہ ہو جو لوگوں کو بھلائیوں کی طرف بلاویں اور ہر ایک پسندیدہ بات کا حکم کریں اور ہر ایک برائی سے روکیں اور وہی لوگ مظفر و منصور ہونگے اب یہ آیۃ صریح طور پر اسلامی واعظوں کی ضرورت بتلاتی ہے - اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ایک گروہ اس قسم کا طیار ہو -

موجودہ زمانہ کے واعظوں نے جو ظلم ڈھایا ہے اور اسلام کو جو صدمہ پہونچایا کہ وہ اس قابل نہیں کہ زبان قلم اسکو بیان کر سکے مہدی معہود اور مسیح موعود کو برحق سمجھنے والو بتلاؤ تو سہی کہ تم نے مسلمانوں کو ان واعظوں کے ہاتھوں سے بچانیکا کیا انتظام کیا ؟ کیا اس آیت کی رو سے تمہارا فرض نہیں ہے کہ تم ایک جماعت ایسے واعظوں کی طیار کرو ؟ کیا اس وجہ سے بھی مناسب نہیں کہ امام ہمام کا منشا اور دلی آرزو ہے کہ ہماری جماعت کے واعظ ملک بملک پھیلیں اور جہاں ایکطرف اپنے عملی پاک نمونوں سے اسلام کی عزت اور اپنے سلسلہ کی عظمت کو قائم کریں وہاں دوسری طرف اپنی طلاقت لسانی اور مدلل اور معقول تقریر سے قرآن کریم کے معارف اور حقائق کو دنیا پر روشن کریں اور یوں اللہ تعالیٰ کے جلال رسول کریمؐ کی عزت قرآن حکیم کی عظمت اور خاتم الاولیاء و افضل المجددین حضرت مسیح موعود کی نصرت کرنیوالے ٹھہریں -

کیا تین ہزار ۳۰۰۰۰ جاں نثار مریدوں میں سے صرف دو یا تین یا چار آدمی ہی ایسے ہو سکتے ہیں جو اپنی زندگی کو اس راہ میں قربان کریں ؟

جبکہ واعظوں کی ضرورت ہو جو اسلام کی وعظ دنیا کی اصلاح کریں اور اس پاک سلسلہ کی بشارت دنیا کے کناروں تک پہونچانے والے ٹھہریں - تو پھر سوال یہ ہو گا کہ یہ جماعت طیار کسطرح پر ہو ؟

سنو! ہم اس کے جواب میں کیا کہتے ہیں ؟ - واعظ مفید واعظ نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک صحبت میں کچھ عرصہ تک رہکر ان فیوضات سے بہرہ ور نہ ہوں جو اس مقدس انسان کے ذریعہ ملتے ہیں اور حسب الارشاد الٰہی کو نوا مع الصادقین جو تقویٰ اللہ کے مدارج کی ایک ہی کلید ہے - پڑتال کرنے والے جانتے ہیں کہ واعظ کے لئے ضروری ہے کہ وہ متقی ہو اور تقویٰ کے حصول کیلئے صادق اور راستبازوں کی معیت اور صحبت ازبس لازمی تو پھر ہے کہ ایسے لوگ دارالامان میں آکر امام علیہ السلام سے وہ باتیں سیکھیں جن کو وہ مامور ہو کر آیا ہے - پھر یہاں آکر وہ حضرت حکیم الامت کے درس قرآن میں وہ تفسیر سنیں جسکے لئے کہا ہے امام ہم فرماتے

اشتہار

سررشتہ میونسپل

میلہ مال مویشی و اسپان دیوالی ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء سے شروع ہو کر ۲۶ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء تک امرتسر میں قرار پایا ہے اس لیے مشتہر کیا جاتا ہے کہ مبلغ دو ہزار دس ایک سو روپے مال مویشی کو مطابق شرائط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کی گئی ہے دیا جاویگا - اور مبلغ پانسو روپیہ گھوڑ و نکو انعام دیا جاویگا - اگر کسیکو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوا لے مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہئیں ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہوں گے اور مادہ گاوان قابل انعام کے دودھ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاویگا یعنی ۱۲ - ۲۲ - ۲۳ - اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء کو دو وقت صبح اور شام دودھ دوہ کر وزن کیا جاوے گا اور نیز میلہ اسپان بھی حسب دستور سابق اسموقعہ پر ہو گا - فروخت اسپان پر ایک روپیہ فی صدی محصول لیا جاوے گا - واضح ہو کہ میلہ مویشی میں جو ٹکٹ فیس وقت داخل ہونے احاطہ میں مالک کے دیا جاتا ہے وہ بوقت واپسی یعنی باہر نکال لے جانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جاوے گا اور خریدار مال کے پاس رسید بطور سند وصولیابی قیمت کے رہے گی -

دستخط

المشتہر

مسٹر جے - جی - ایک صاحب بہادر سکرٹری میونسپل کمیٹی امرتسر

۱۵ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء

ممیرکا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال عینور پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ ۱۲ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے ضرور بچنا چاہئے - المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام پٹیالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱- میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اسکے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے اس سے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرکا سرمہ ضروری ہے -

راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - بی - ایم رسانگی صاحب - ایم - بی - ایم - ایس سند یافتہ یونیورسٹی -

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی عمر ۴۵ سال پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں جوزد جوزد دانے نکلے ہوئے تھے اور بال پڑ جاتے تھے اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی -

راقم خان بہادر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن ڈسپنسر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہو اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے

راقم ڈاکٹر بر جلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہندوستان

(۴) میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کا سرمہ استعمال مفید ہے -

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۹۰۹ء میں جمع کیا گیا ہے

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپا

رجسٹرڈ ایل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

چہ گویم بانوگرآئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۳۶ دار الامان قادیان ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء جلد ۱۰

بقیہ مضمون خان صاحب سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی

دیکھو نمبر ۳۲ - الحکم

(۲) امرا

امرا کو فیشنل لائف کے خیال نے ایسا محو کیا ہے کہ طرز معاشرت زمانہ کی بلا انکا پیچھا نہیں چھوڑتی سر و سامان زندگی کی بہم رسانی کی آفات سے رہائی مشکل ہو گئی - رات دن انہیں دھندوں سے فرصت نہیں ملتی - کہیں مکانوں کی آرائش کہیں لباس کی زیبائش - کہیں سیر و شکار کی طیاری - کہیں جلسہ عیش و نشاط کی باری - پس انہیں مشغولوں میں ان کی عمر بسر ہوتی ہے انکو تو بھولے بھی دین اور اُسکی پابندی کی طرف توجہ نہیں ہوتی - مال و جان اور ساتھ ہی ایمان تباہ ہو جائے مگر انکا مذاق اور فیشن پورا ہو - سادگی سے زندگی بسر کرنا ہی عیب ہے عقائد اسلامی اور احکام شریعت پر اندر ہی اندر شبہات پیدا ہو رہے ہیں - اس طبقہ میں کوئی خدا کا بندہ ہو گا جسکو فرائض اسلامی کی بجا آوری کی فکر ہو جس اولاد کے یہ بزرگ باپ ہوں اُس اولاد کا کیا حال بس خدا ہی حافظ ہے

تمام پیشہ ور اور کاروباری لوگ

ان سے نیچے کے طبقہ کے لوگ جن شغلوں میں پڑے ہیں زمانہ کی رفتار کے اثر سے وہ بھی محفوظ نہیں - ان کی نظریں اپنی محنت کا اجر لینے کے واسطے ہی اعلیٰ طبقہ کی طرف دوڑتے ہیں ایکے لئے ساز و سامان کی بہم رسانی اور انکی خواہشات کے مطابق انکی شغولی انکو سرگرداں کر رہی ہے - اگر ان شغلوں سے فراغت مل گئی تو باہمی بداندیشیاں اور منصوبہ بازیاں شروع ہوئیں کوئی ہو گا جو اپنی کارسازی میں جائز ناجائز کا لحاظ رکھتا ہو - کوئی قانون دانوں کے بس میں - کوئی مقدمہ کرتا ہے کوئی کراتا ہے - اسی طرح ہر پیشہ اور ہر کام میں ایک غضب کا اندھیر مچا ہوا ہے - وہ سلامتی - اتقا - اور خشیت

کسی کے قول اور فعل میں کہاں۔ اگر کوئی سلیم الطبع ایسا ہے بھی تو اُن کے تجربہ کار ہوشیار دوست اور مُشیر کب اسکو سچائی پر قائم رہنے دیتے ہیں۔ کثرت ضروریات زمانہ نے کاروبار کا دامن یہاں تک لمبا کردیا ہے کہ انکا سرانجام ہی ایک بلا بڑی دراز نظر آتا ہے۔ وہ مشغولی اور مصروفیت ہے کہ فرائض کی بجا آوری کی فرصت ہی نہیں ملتی۔ ادھر دوسری قوموں کے ساتھ مقابلہ لگا ہوا ہے۔ ہائے وہ دنیا میں بڑھ گئیں۔ انکی ترقی ایک الگ آفت ڈھا رہی ہے۔ خدا کی پناہ یہ بے سروپائی اور یہ کثرت اشتغال۔ دنیا بھی بڑی آب و تاب سے سامنے آتی اور دلوں کو للچاتی ہے۔ ایسے نظاروں اور شغلوں کے ہوتے ہوئے دنیا سے وحشت اور بے رغبتی کا سبق کون دے۔

مدرسوں اور کالجوں کی مخلوق

کالجوں اور مدرسوں کے طالب علم میاں کہ وہ بیچارے الگ ہی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا رہے ہیں۔ سائنس اور فلاسفی کی گرفت اُنکو دم نہیں لینے دیتی۔ اسلامی صداقتوں پر کچھ تو دبی دبی چنگاریاں چھوڑتے ہیں اور کچھ علانیہ آتش افشانیاں کرتے ہیں اُن علوم حقہ کی جسکو ایمان کے قیام اور خدای پاک کی عظمت اور رسولی تعلیم کی عزت افزائی اور قدر شناسی میں دخل ہے ان نوجوانوں کی آنکھ میں کچھ قدر ہی نہیں۔ کالج کے احاطہ اور مدرسوں کی دیواروں کے اندر کوئی ایسا مسکین دل ہوگا جسکو فرائض اسلامی کی پابندی بھلی معلوم ہوتی ہوگی۔ تعلیم کے طوفان میں ایسے چڑھ کھا رہے ہیں کہ تعلیمی کا نیا بیول کی سرگردانی انکو سب فرائض اسلامی سے محروم رکھتی چلی جاتی ہے۔ کالج سے باہر نکلتے ہی جو زہر وہ اُگلتے ہیں وہ انکی فلاسفر اور بالغ العلوم اور مالک العلوم ہونے کا نتیجہ ہوتا ہے

پہلے تو وہ متعلم تھے اب معلم بنے اکسٹرا اسسٹنٹ بنے۔ بلیڈر بنے۔ ڈاکٹر بنے۔ خدا جانے کیا کیا بنے۔ مگر اسلام اور تعلیم اسلام کے ہمدرد اور معاون کم کم بنے۔

اس فساد عظیم میں اب تک جو کارروائی اصلاح کے لئے کی گئی وہ بھی مختلف المذاق انسانی مشغلوں کا نتیجہ تھی فساد کے سارے شعبوں پر نظر ڈالکر کسی نے اس کام کو اٹھایا اور نہ پورا استقلال دکھلایا۔ کسی کا مذاق یہ ہے کہ قوم یورپین وضع کے جنٹلمین دکھلائی دے۔ جاگنا۔ سونا۔ اٹھنا بیٹھنا۔ کھانا۔ پینا۔ چلنا۔ پھرنا۔ رہنا سہنا۔ سب یورپ ہی یورپ ہو۔ کسی کا یہ مذاق ہے کہ پُرانی رسوم جو آباء و اجداد سے چلی آتی ہیں خواہ وہ کیسی ہی نقصان دہ ہوں انھی کی پابندی سے ترقی کی جاے پُرانے ہی طریق جو اوقات مختلفہ میں محدود ترقی کے دنوں میں برتے گئے ان کو جاری کیا جاے اس کش مکش نے جو محض انسانی عقلوں اور خیالات نفسانی کی پیروی میں ہوتی رہی کچھ نتیجہ پیدا نہ کیا اور قوم میں وہ روح اور زندگی جو تعلیم قرآنی کا پاک منشا ہے اور جسکی پابندی ہی باعث ترقی اور باعث نجات ہے پیدا نہیں ہوئی۔

مولویوں کا طبقہ

مولویوں کا طبقہ قوم کی نگاہوں سے کچھ ایسا گرا ہے کہ ان کا کچھ اعتبار ہی قوم کے لائق اور زمانہ شناس افراد نہیں کرتے اس طبقہ کا کثیر حصہ اپنی مفلسی اور محتاجی اور کمی معاش کے سبب سے حقیر ہوگیا ہے اور اس پست حالت نے انکی عقلوں۔ ارادوں۔ ہمتوں کو اور پست کردیا ہے اور ان پر یہ مثل صادق آتی ہے

کو خویشتن گم است کرا رہبری کند

اگر زیادہ کمال اس فرقہ میں ہے تو صرف یہ کہ کسی پر کفر کا فتوی لگا کر اور قوم کو جھوٹھی اور بے ٹھکانے باتیں سنا کر ایک دوسرے کو آپس میں بیزار کرا دیویں اور اگر ہو سکے تو کشت و خون تک نوبت پہونچا دیں فتوے طیار کرائے پھریں اور ذرا ذرا سی بات پر مہریں لگوائیں اور اس کارروائی میں اپنا حلوا مانڈا بھی کھاتے جائیں۔ خواہ مردہ دوزخ میں جاے یا بہشت میں۔ اس فرقہ نے تو واقعی جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک اقوال یعنی احادیث کے لفظ لفظ کو پورا کر دیا ہے۔ بڑی ہمت انھوں نے کی ہے تو ان پیشگوئیوں کے پورا کردینے میں جو صد ہا سال پیشتر کی گئیں۔

آخری نتیجہ

اب ان اندرونی اور بیرونی فسادات کی تفصیل اور تحقق وجود کے بعد بھی سچے مصلح کی تلاش نہ کرنا اور حقیقی مجدد کو نہ پہچاننا بجاے خود ایک فساد ہے کہ جو آخر کار قوم پر وہ فتوی لگا دیگا جو خود مجدد اور امام وقت کی عدم معرفت کے سبب سے امت کے ہادی صادق امین حضرت محمد مصطفی احمد مجتبی صلے اللہ علیہ وسلم نے لگا دیا ہے من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ

اس مجدد اور امام کی شناخت کے واسطے اب کچھ زیادہ تلاش کی ضرورت نہیں۔ ان فتن و فسادات پر جو زمانہ میں محیط ہو رہے ہیں علم پا جانے کے بعد اگر بر محل غور کیجاکر تو اس مجدد اور امام وقت کی شناخت خود بہ خود ہو جاتی ہے۔

حضرت اقدس کی پاک باتیں

گذشتہ اشاعت سے آگے

اب بتلاؤ کہ کیا یہ نشانات اپنی صداقت اور ثبوت میں کسی اور خارجی دلیل کے محتاج ہیں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ معجزات میں سے ایک ہی کافی ہے چنانچہ جب اُن سے معجزہ مانگا گیا ہے تو یہی کہتے رہے کہ یونس نبی کے نشان کے سوا اور کوئی نشان نہ دیا جاوے گا۔

مینے پہلے بتلا دیا ہے کہ جو لوگ اندرونی حالات سے واقف ہوتے ہیں اُن کے لئے نشانات کی بڑی ضرورت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالےٰ صرف رحم کر کے اُن کے مزید اطمینان اور اپنی ہستی منوانے کے لئے نشانات ظاہر فرماتا ہے۔ مجھکو تعجب پر تعجب اور حیرت پر حیرت ہوتی ہے کہ لوگ اولیاء اللہ کے معجزات کے قائل ہیں اور ایسے ایسے خوارق اُن کے بیان کرتے ہیں جنکے لئے نہ کوئی دلیل ہے نہ عقلی یا نقلی ثبوت ہے اور وہ بطور تحفہ اور کہانی کے ان کی زمانہ کے بہت عرصہ بعد لوگوں میں مشہور ہوئے ہیں۔ مثلاً شیعہ ہی کو اگر حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے معجزات مانگو تو وہ اسقدر بیان کرینگے کہ گنتے گنتے تھک جائیں مگر جب ثبوت مانگیں تو کچھ بھی نہیں۔ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے خوارق بکثرت بیان کئے جاتے ہیں مگر انکی کسی کتاب میں منقول نہیں ہیں اب لوگ خدا سے ڈریں اور سوچکر جواب دیں کہ جو باتیں صدہا سال بعد لکھی گئی ہیں اُنکی تو تصدیق کی جاتی ہے لیکن جو آنکھوں سے دیکھے گئے ہیں اُن کی تکذیب کی جاتی ہے **افسوس** یہ لوگ اتنا بھی تو نہیں سوچتے کہ خبر معائنہ کے برابر نہیں ہوتی سُنی ہوئی بات کسی واقعہ صحیحہ کی برابری نہیں کر سکتی۔ اب میرے نشانات دیکھکر جو ان نشانوں کی تکذیب کی جاتی ہے یہ میری تکذیب نہیں یہ واقعات صحیحہ کی تکذیب ہے نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کی تکذیب ہے۔

یہ یاد رکھو کہ یہ مصیبت اس لئے آئی ہے کہ تقویٰ اور طہارت اُٹھ گیا اور قانون الٰہی یہی ہے کہ جب اللہ تعالےٰ کا خوف اور خشیت اُٹھ جاتی ہے اور دلوں میں رقت اور روحوں میں گداز ش نہیں رہتی اسوقت **منذر نشان** پیدا ہوتے ہیں یہ مقام تو ڈرنے کا تھا۔ مگر افسوس ان لوگوں نے اندھے اور بہرے ہوکر ان نشانات الٰہیہ کو (جو تضرع اور ابتہال پیدا کر سکتے تھے ایمان میں ایک نئی زندگی بخش سکتے تھے) چھوڑ دیا اور صم بکم ہوکر گذر گئے ایسے لوگوں کے لئے ہم کیا کر سکتے ہیں ایسے لوگوں پر خدا کا فتویٰ لگ چکا ہے **صم بکم عمی فھم لا یرجعون**

ہماری جماعت کا فرض

مگر ہماری جماعت جس نے مجھے پہچانا ہے کا فرض ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے ان نشانات کو باسی نہ ہونے دے اس سے قوت یقین پیدا ہوتی ہے اس لئے ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ ان نشانات کو پوشیدہ نہ رکھے اور جس نے دیکھے ہیں وہ انکو بتلا دے جو غائب ہیں تاکہ برائیوں سے بچیں اور خدا پر تازہ ایمان پیدا کریں اور ان نشانات کو عمدہ براہین سے سجا سجا کر پیش کریں یاد رکھو خدا کے دلائل اور براہین کو جو غور سے نہیں دیکھتے وہ اندھے ہوتے ہیں اور حق کو دیکھ نہیں سکتے۔ اور اُنکے سُننے کے کان نہیں ہوتے۔ یہ لوگ چارپائے بلکہ ان سے بھی بدتر ہوتے ہیں اور خدا اُن کی زندگی کا متکفل نہیں ہوتا۔ خدا تعالےٰ متقی اور مومن کی زندگی کا ذمہ دار ہے **هو يتولى الصّٰلحين** اور وہ لوگ جو اللہ تعالےٰ کی راہ سے دور اور جو پایوں کے مثابہ ہیں انکی زندگی کا کفیل نہیں بھلا بتلاؤ تو سہی کہ کوئی آدمی ذبح ہوتے ہوئے بکروں کے سر پر بھی بیٹھکر روتا ہے؟ پھر جو لوگ بکروں سے بھی گئے گذرے ہیں انکی زندگی کی کیا پروا ہو سکتی ہے۔

یا نوزدلی کی زندگی دیکھلو کہ محنتیں اُن سے لی جاتی ہیں اور انکو ذبح کیا جاتا ہے۔ پس جو انسان خدا تعالیٰ سے قطع تعلق کرتا ہے اسکی زندگی کی ضمانت نہیں رہتی۔ چنانچہ فرمایا **قل ما يعبؤ بكم ربي لولا دعاؤكم** یعنی اگر تم اللہ کو نہ پکارو تو میرا رب تمھاری پرواہ ہی کیا رکھتا ہے یاد رکھو جو دنیا کے لئے خدا کی عبادت کرتے ہیں یا اُس سے تعلق نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ انکی کچھ پرواہ نہیں رکھتا۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالےٰ)

جن لوگوں کے ذمہ اخبار کا چندہ باقی ہے بہت جلد بھیجکر کارخانہ کی امداد فرماویں۔

چودھویں صدی کے عظیم الشان مجدد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضرورت۔ تبرکۃ اور تجدید دین کے متعلق سیرۃ المسیح موعود لیکر پڑھو جو دفتر اخبار الحکم سے ۸ر کو بلا محصول ڈاک ملے گی۔

رسالہ سراج الحق حصہ دوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں عجیب وغریب رسالہ طبع ہے قیمت ۸ر محصول ۱ر
المشتہر خاکسار سراج الحق نعمانی از قادیان دار الامان۔

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

الحکم کا آئیوالا رنگ

الحکم کے متعلق جو ضروری اصلاح اور ترمیم شروع سال سے اسکے زیادہ مفید اور کارآمد ہونے کے لئے ضروری ہے وہ ہم نے گذشتہ اشاعت میں حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب اور حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم - اے - ایل - ایل - بی - کے ایما سے شائع کر دی ہے اور نہ کہ مذکورۃ الصدر بزرگوں ہی کی تجویز اور تحریک سے بلکہ انجمن فرقانیہ لاہور کے سکرٹری منشی تاج الدین صاحب اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی دار الامان کی موجودگی ہی میں یہ تجویز پاس ہوئی تھی جس کے متعلق آج ایک کھلی چٹھی بطور ضمیمہ الحکم شائع کی جاتی ہے یہ چٹھی بھی مذکورۃ الصدر بزرگوں کی صلاح اور مشورہ کے بعد شائع ہوئی ہے اب وہ وقت ہے کہ ہمارے احباب ہماری ہمت بندھائیں اور پورے معاون بنیں تاکہ الحکم زیادہ مفید زیادہ کارآمد ثابت ہو سکے اور اسکی موجودہ اشاعت کے نقائص کی اصلاح ہو جاوے - یہ امر قابل لحاظ ہے کہ ۳۰۰۰۰ سے زیادہ آدمیوں کی جماعت کا کم از کم ایک اخبار سے تو ایسا ہونا چاہیئے جسکو اپنی قدر دانو کی طرف سے کسی قسم کی شکایت کا موقع نہ ملے اور اگر دس ۰۰۰۰ ۳۰ ہزار نہیں تو کم از کم ۳۰۰۰ یعنی تین ہزار ہی شائع ہو ہم امید کرتے ہیں کہ بہت جلد منظوری کے فارم ہمارے پاس پہونچیں گے -

---

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رض کی خصوصیت

الفاروق کے مرتب نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کی خصوصیات کو ایک جگہ تحریر کیا ہے جس کا اقتباس ہمارے معزز ہمعصر پیغام صلح نے بھی کیا ہے - ہماری رائے میں ایک اہم اور بہت بڑی بات جو حضرت ابوبکر صدیق رض کی سب سے نمایاں اور روشن تر کارگذاریوں میں داخل ہے اور جسکو انھوں نے مسند نبوت اور سجادہ خلافت پر رونق افروز ہوتے ہی اول حق خلافت ادا کیا وہ رہ گئی ہے گو اس کا ذکر ایک معمولی واقعہ کے رنگ میں الفاروق کے دوسرے مقام پر کیا گیا ہے - مگر جس وضاحت اور خصوصیت اور عظمت شان کے ساتھ چاہیئے تھا نہیں وہ بات کیا ہے ؟ **مسیح بن مریم کی وفات پر اجماع**

سب سے پہلا اجماع امت جس مسئلہ پر ہوا - اور سب سے پہلی کارروائی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہوئی اور سب سے پہلی بات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلیفہ اول رضی اللہ تعالے عنہ کے منہ سے نکلی وہ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات ہی تھی - اور یہی وہ نمایاں کارگزاری اور معرفت اور بصیرت اور استقلال اور اخلاقی جرأت تھی جسنے ثابت کر دیا کہ سیدنا ابوبکر صدیق ہی وہ شخص تھا جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد بلا فصل خلیفہ ہونے کا مستحق ہے -

خود جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کا وصال پا جانا ہی ایک ایسا واقعہ تھا کہ جس نے صحابہ کرام کو ایک ناقابل برداشت صدمہ سے حیران کر دیا - اور اسپر طرہ یہ ہوا کہ جناب **فاروق اعظم** رضی اللہ عنہ نے شمشیر برہنہ ہاتھ میں لیکر کہا کہ میں اس شخص کا سر اڑا دونگا جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وفات پانے کا نام لے گا - ذرا اس واقعہ کی صورت کا تصور اپنے ذہن میں جمائیے پھر آپ کو معلوم ہوگا کہ کیسی آفت اسلام پر آنے کو تھی - **فاروق اعظم** جیسا مقتدر بارعب بہادر انسان شمشیر برہنہ کھڑا ہے اور کسیکو جرأت نہیں ہو سکتی کہ انکی مخالفت کرے - اتنے میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ کھڑے ہوتے ہیں اور بآواز بلند صحابہ کی بیشمار تعداد کے درمیان خطبہ پڑھکر کہتے ہیں کہ **محمد صلی اللہ علیہ وسلم** تو وفات پا گئے اور اسپر دلیل یہ پیش کرتے ہیں **ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل** آہ یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم بھی ایک رسول ہی ہیں اور ان سے پیشتر جسقدر رسول آئے ہیں سب وفات پا چکے ہیں اس خطبہ کو سنکر حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے اپنی تلوار میان کر لی اور یوں حضرت صدیق نے (خدا کی بے انتہا رحمتیں ان پر ہوں) امت محمدیہ کو ایک فتنہ عظیم سے بچا لیا -

اب اس خطبہ سے جو بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پہلا خطبہ کئی ہزار صحابہ کی موجودگی میں پڑھا گیا صاف معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کا یہی مذہب تھا کہ مسیح بن مریم وفات پا گئے - ورنہ اگر صحابہ میں سے کوئی فرد بشر ایسا بھی تھا کہ جو مسیح کو زندہ سمجھتا تھا تو بتلانا چاہیئے کہ اس نے حضرت

ابو بکر کے اس استدلال پر جرح کی ہو کیونکہ اگر کوئی رسول آپ سے پیشتر بھی زندہ تھا تو ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل کا استدلال صحیح کیونکر ہو سکتا تھا؟ غرض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کی یہ پہلی کارروائی بالاتفاق مسلمانوں کے نزدیک مسلّم اور صحیح ہے پھر یہ کہنا کہ مسیح کی وفات پر اجماع نہیں ہوا؟ سخت حماقت اور بے دینی ہے۔ صحابہ اکرام کا اجماع تو صاف ثابت ہے۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب بھی یہی ہے کیونکہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی فرمایا ہوتا کہ مسیح بن مریم زندہ ہے تو اس موقع پر کوئی صحابی اس روایت کو پیش کرتا۔ اس واقعہ سے اس قول کی بھی تردید ہو جاتی ہے جو ان عیسیٰ لم یمت کے الفاظ میں پیش کیا جاتا ہے۔

فی الجملہ حضرت صدیق اکبر کو یہ بہت بڑی خصوصیت ہے۔ اور امت پر آپ کا عظیم الشان احسان ہے

آریوں نے عیسائیوں کے ساتھ کھایا۔

بنوں کے اخبار تحفہ سرحد سے معلوم ہوا کہ آریہ سماج کے نویں سالانہ جلسہ کی تقریب پر آریہ آریہ پرتی ندھبی سبھا پنجاب کے سکرٹری ماسٹر آتما رام اور چھ اور آریہ سماجیوں نے ڈاکٹر پیٹل کے گوشت چھوڑ دینے کے اقرار کرنے پر ڈاکٹر صاحب کے ساتھ کھانا کھایا۔ آٹا عیسائی ڈاکٹر نے گوندھا اور خود ہی ہاتھ دھلائے۔ اور عیسائی ڈاکٹر نے ہی لاکر رکھا۔ اور ان کے ساتھ بیٹھکر ہی کھایا۔ دیکھیں آریہ پرتی ندھبی سبھا اس عمل کو کہاں تک جائز قرار دیتی ہے اور آریہ سماج کے دوسرے ممبر کہانتک اسکی تقلید کرتے ہیں۔ ماسٹر آتما رام نے صاف جواب دیا ہے کہ آریہ مذہب کے رو سے اس شخص کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے جو گوشت نہ کھاتا ہو شراب نہ پیتا ہو اور صاف اور ستھرا رہتا ہو اس سے تو معلوم ہوا کہ اگر ایک بھنگی بھی ایسا کرے تو آریہ سماج کو اس کے ساتھ ضرور کھا لینا چاہیے۔ چوہڑوں اور چماروں کو خوش ہونا چاہیے کہ ایک دن آریہ سماج ان کے ساتھ بھی بشرطیکہ وہ صاف اور ستھرے رہیں اور شراب اور ماس چھوڑ دیں کھانے کو طیار ہو جاوے گی۔

انی مهين من اراد اهانتك

یہ ایک سچی بات ہے لا تبدیل لکلمت الله اللہ تعالےٰ کی پیشگوئیاں پوری ہو کر ہی رہتی ہیں۔ حضرت حجت اللہ فی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کو عرصہ دراز ہوا جب کہ یہ الہام ہوا تھا۔ جن لوگوں نے اس مقدس انسان کی توہین کا بیڑا اٹھایا وہ ناکام۔ نامراد۔ ذلیل اور خوار ہو کر یا تو دنیا سے چلے گئے یا غم و غصہ کی آگ کا مزہ چکھنے اور اپنی ذلت دیکھنے کے لیے ابھی تک موجود ہیں۔ ملانوں نے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مبارک آج آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہیں اس پاک انسان کی توہین میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تھا۔ خدا کی شان ہے کہ خود حضرت اقدس کے مخالف لوگوں ہی میں انکی شرارتوں اور خباثتوں کو طشت از بام کرنے کے لیے ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا۔ چنانچہ کرزن گزٹ دہلی میں ہر ہفتہ ان ملانوں کی جن پٹ الفاظ میں قلعی کھولی جاتی ہے وہ کچھ ان کا ہی دل جانتا ہوگا۔ اسقدر الفاظ انھوں نے شاید خدا کے راستباز کے حق میں نہ بولے ہوں گے جو یہ آج سن رہے ہیں۔

کرزن گزٹ نے اس بات کا بیڑا اٹھایا ہے کہ وہ ان ملانوں سے مسلمانوں کو رہائی دلائے۔

گو ملانوں نے ہندوستان کے مختلف اطراف میں منصوبہ کرکے اسپر نالش کرنی چاہی اور دھمکیاں بھی دیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ کرزن گزٹ کے قلم میں زور اور جوش آرہا ہے۔

اے ناحق شناس لوگو! سوچو اور غور کرو کہ کیا اب بھی خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کا یہ الہام کہ انی مهين من اراد اهانتك پورا نہیں ہوا؟؟؟

اعلان

حضرت مولٰنا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی ایدہ اللہ کا لکچر **گناہ** اکثر احباب کی درخواستوں پر ہم نے نہایت خوشخط اور خوب صورت چھاپنا شروع کیا ہے اور اس مہینہ کے اخیر تک انشاء اللہ بالکل طیار ہو جاوے گا۔ گناہ کی حقیقت کفارہ اور تناسخ کا ابطال اور اسلامی طریق نجات پر قرآنی فلسفہ سے بحث کی گئی ہے۔ صرف چارسو جلد طبع ہونگی قیمت فی جلد ۲ / معہ محصولڈاک۔

(مینیجر الحکم)

ایڈیٹوریل

وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالیٰ

اہل اسلام کے ایمانیات میں سے یہ بھی ایک ضروری مسئلہ ہے کہ وہ اسبات پر ایمان لاتے ہیں کہ ہر شئے کی بھلائی اور برائی کا اندازہ اللہ تعالے ہی کی طرف سے ہے مسئلہ تقدیر تمام بلند پروازیوں کا چشمہ اور ہر قسم کی ترقیوں کی ابتدا ہے۔ لیکن علوم حقہ سے ناواقف اور ناآشنا معترضوں کے نزدیک اسپر بھی اعتراض ہو سکتا ہے ہمارے سید و مولے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام بارہا فرمایا کرتے ہیں کہ اسلام جن مسائل پر اور قرآن کریم کی جس آیت پر بد اندیش مخالف اعتراض کرتے ہیں اسی جگہ ایک عجیب و غریب نکتہ معرفت کا مرکوز ہوتا ہے حقیقت میں حضور اقدس کا یہ ارشاد آب زر سے جواہر کی تختی پر لکھنے کے قابل ہے۔

تقدیر کے مسئلہ پر جسقدر اعتراض کئے گئے ہیں وہ قلت تدبر کا نتیجہ ہیں ورنہ یہ مسئلہ ایسا صاف اور سلیس ہے کہ تھوڑی سی غور کے بعد سمجھ میں آجاتا ہے تقدیر کے معنے اندازہ کرنیکے ہیں ہم خواص الاشیاء کا دوسرا نام بھی تقدیر رکھ سکتے ہیں۔ مثلاً آنکھ کا کام ہے دیکھنا اور آنکھ سننے کا کام نہیں دے سکتی جو کان کا کام ہے۔ پس آنکھ کی تقدیر یہی ہے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کے یہی معنے ہیں کہ اللہ تعالی ہر چیز کے خواص اور اندازہ کا عالم کل ہے۔ اسی تقدیر کا ایک نام قرآن کریم میں ہدایت بھی ہے۔ کیونکہ ہدایت خواص طبعی کا نام بھی ہے۔ اب اسقدر بیان کے بعد تقدیر کا مفہوم سمجھ لینے میں کوئی دقت پیش نہیں آسکتی۔ اب ہم تقدیر کے اس پہلو پر بحث کرنا چاہتے ہیں۔ جو کوتاہ نظر مخالفوں کی نظر میں تاریک پہلو ہے اور وہ یہ ہے کہ گویا مسلمان اس بات کے قائل ہیں کہ کسی آدمی کا نیک ہونا یا بد ہونا ازل سے ٹھیرایا گیا ہے جسکو نیک ہونا ہے وہی نیک ہوگا۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ انسان مجبور ہے۔ کسی نیکی یا بدی کرنے میں اپنا کوئی اختیار نہیں رکھتا ہے اور پھر ایسی صورت میں کسی بدی پر سزا دینے کے کیا معنے ہیں۔

یہ اعتراض ہے جو مسئلہ تقدیر پر کیا جاتا ہے اگرچہ اس اعتراض کی کوئی حقیقت نہیں رہتی جبکہ تقدیر کے معنے سمجھ لئے جاویں اور خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقْدِیْرًا پر غور کی جاوے۔ تاہم منظنہ رفع کرنے کے لئے ہم اس کی اور بھی تصریح کر دیتے ہیں۔ اس اعتراض کے کرنے والے یورپی فلسفہ کے بچارے نئی روشنی کے فرزند ہیں۔ اور وہ مانتے ہیں کہ انسان مختار مطلق ہے جو چاہے سو کرے ہمکو سخت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایسے دانشمند اتنا نہیں سوچتے کہ جبکہ انسان مختار مطلق ہے اور جو چاہے سو کر سکتا ہے پھر اسکو اعمال بد کی سزا دینا خواہ وہ تناسخ کا گورکھ دھندا یا دنیوی مصائب اور تکالیف کا جبل ہی کیوں نہ ہو کیونکر انصاف ہو سکتا ہے؟ جیسے ایک مجبور مطلق کو سزا دینا انصاف کے خلاف ہے ویسے ہی ایک مختار مطلق کو سزا دینا بھی درست نہیں ہے

پس

یہ مسئلہ اسی ہیئت اور حیثیت میں درست اور تمام ترقیوں کی جڑ ہے جو اسلام نے بیان فرمائی ہے یعنی اسلام نے انسان کو مجبور مطلق قرار دیا ہے اور نہ مختار محض بلکہ انسان کی فطرت اس قسم کی بنائی ہے کہ بعض افعال ایسے ہیں جو انسانی طاقت کے اندر ہیں جیسے زبان سے بولنا۔ آنکھ سے دیکھنا ہاتھ سے کام لینا وغیرہ وغیرہ اور بعض قوی ایسے ہیں جو اس کے قبضہ اقتدار و اختیار سے باہر ہیں جیسے زبان کی قوت ذائقہ یا جوارح انسانی کا نشو و نما۔

اب

جو قوی ایسے ہیں کہ حواس کے تابع امر ہیں انپر احکام اسلامی اور شریعت کا فتوی ہے اور جو اسکے حیطہ اقتدار سے باہر ہیں انپر کوئی فتوی نہیں مثلاً اگر ایک شخص خواب میں کسی غیر عورت سے مباشرت کرے تو اسلام کی رو کر اسپر زنا کی حد قائم نہوگی کیوں؟ یہ امر اسکے حیطہ اقتدار سے باہر تھا ہاں اگر دیدہ و دانستہ زنا کرے تو وہ سزایاب ہوگا

پس

انصاف کر کے بتلاؤ کہ کیا مقدس اسلام کی اس تعلیم پر کوئی اعتراض ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام کے ہدایت نامہ میں جو القرآن ہے جبر اور اختیار کا کوئی لفظ استعمال ہی نہیں کیا گیا ہے۔ اور اسبات کو کھول کھول کر بتلایا ہے کہ انسان جو دکھ اٹھاتا ہے اپنی خطاؤں اور کرتوتوں کیوجہ سے یہ امر قرآن کریم میں ایسا واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ ہم کو کسی حوالہ کی ضرورت نہیں۔ ایکجگہ ملت اسلام کا باپ ابراہیم حنیف علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا کہتا ہے وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ یعنی جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے فی الجملہ تقدیر کا مسئلہ تمام پروازیوں کی جڑ ہے اور یہ اسلام کا فخر ہے کہ اس نے تقدیر کا مسئلہ بیان کر کے ترقی کی راہ کھولدی کیونکہ جب نقصان رساں چیزوں اور نفع بخش اشیاء کے اندازے اور علم کا نام تقدیر ہے تو جیسا کرے گا ویسا پاے گا تا حصول مد نظر رہ کر انسان نیکی کی طرف توجہ کرے گا۔ یہ ہے تقدیر کی حقیقت جو ہم سمجھے ہیں۔

بیعت جدید

مولوی بدرالدین صاحب زمیندار ورتیقادر آباد - امرتسر
امام الدین صاحب کپور تھلہ
عبد الحکیم صاحب - طالب علم - ہوشیارپور
چھجو خان صاحب نمبردار - راجیوال ضلع لدھیانہ
شمس الدین خان صاحب " "
چھوٹے شاہ صاحب " "
مستری نور الدین صاحب - حاجی پورہ ریاست کپور تھلہ
مستری غلام حسین صاحب " "
قاسم بیگ صاحب - بڈھا گھورا ضلع سیالکوٹ -
اسد بخش صاحب - کالا خطائی " "
مبارک خانصاحب - فیض پور - لاہور
سردار خانصاحب - بھوپڑہ - ضلع گوجرانوالہ
مستری محمد صاحب نگی - پشاور
کرم الٰہی صاحب گھڑی ساز نیا ہور لاہوری دروازہ
حاکم خانصاحب - کرڑی - حال جمعدار کپور تھلہ
عبد الرحمن صاحب عرائض نویس - ڈیرہ دون
مولوی عبد الرحیم صاحب - کرنول - حیدرآباد دکن
محمد ظہیر الدین خانصاحب - گوڑبانی ضلع رہتک
عبید اللہ صاحب - تاراگڑھ - گورداسپور
محمد الدین صاحب نومسلم - جمشید جوزد - لاہور

میاں نتھو صاحب - بار نمبر ۱۰۲ ضلع جھنگ
مولا بخش صاحب چونڈا ضلع سیالکوٹ
محمد راستر صاحب نمبردار - ماری اگام - کشمیر
پیر بخش صاحب - پھلور - جالندھر
محمد بخش صاحب - ٹرانہ - جھنگ
نظام الدین صاحب ٹھیکیدار - پیٹی - لاہور
غلام دستگیر صاحب - مدراس -
غیاث الدین صاحب سب ڈویژن نہر جہلم
حسین بخش صاحب - شہر انبالہ
شیخ غلام حسین صاحب - بدوملی - سیالکوٹ
کرم الدین صاحب افریقہ - جمعدار
عبد الکریم صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ
میر مراد علی صاحب سنگ -
محی الدین صاحب - " میر فقیر احمد صاحب " سید عبد الغنی صاحب
میاں قادر بخش صاحب چک سکندر - امرتسر
سردار محمد صاحب - چک نمبر دار ۳۰۴ لائل پور
شیخ غلام محی الدین صاحب بزاز - پالم پور کانگڑہ
احمد خانصاحب - بازار کوتوالی دہرم سال خاص
مستری حیات محمد صاحب - چکوال -
عبد الغنی صاحب ریاست پٹیالہ

اشتہار

سررشتہ میونسپل

میلہ مال مویشی و اسپان دیوالی ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء سے شروع ہو کر ۲۶ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء تک امرتسر میں قرار پایا ہے اس لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ مبلغ دو ہزار دس روپے مال مویشی کو مطابق شرائط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کی گئی ہے دیا جاوے گا اور مبلغ پانسو روپیہ گھوڑوں کو انعام دیا جاوے گا اگر کسیکو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوا لے مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہئیں ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہوں گے اور مادہ گاوان قابل انعام کے دودھ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاوے گا یعنی ۲۱-۲۲-۲۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء دو وقت صبح اور شام دودھ دوہکر وزن کیا جاویگا ور نیز میلہ اسپان بھی حسب دستور سابق اس موقعہ پر ہوگا - فروخت اسپان پر ایک روپیہ فیصدی محصول لیا جاویگا واضح ہو کہ میلہ مویشی میں جو ٹکٹ فیس وقت داخل ہونے احاطہ میں مال کے دیا جاتا ہے وہ بوقت واپسی یعنی باہر نکال لے جانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جانے گا اور خریدار مال کے پاس رسید بطور سند وصولیابی قیمت کے رہے گی -

دستخط

المشتہر

مسٹر - جے - جی - اکسپ صاحب بہادر سکرٹری میونسپل کمیٹی امرتسر

۱۵ ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء

میمبر کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں کو اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ ۱۲ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی میمبر کے سرمہ کی اشتہار سے ضرور بچنا چاہیے۔ المشتہر پروپرائٹر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میمبر کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش برقسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں حیلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُن سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اسلئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میمبر کا سرمہ ضروری ہے
راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - بی - ایم سانگی صاحب - ایم - بی - ایم - ایس - سند یافتہ یونیورسٹی۔

۲ - میں بڑی خوشی سے میمبر کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مسماۃ اتم دیوی بعمرہ ۴۰ سال پر کیا یہ مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں جو ذرد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں اُنمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اُن اشیاء کو جو اس کے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انھیں امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔
راقم خان بہادر محمد حسین خاں - ایل ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

۳ - مینے میمبر کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔
راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر - ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴ میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میمبر کے سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے میمبر کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے
راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ - ایل - ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص میمبر کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کرے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۸ء میں جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپا

رجسٹرڈ ایل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۳۷ دار الامان قادیان ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء جلد ۴

چٹھی حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب

منشی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے کل سی ہمارے حضرت پوری صحت سے ہیں۔ پرسوں عصر کے وقت آئے فرمایا طبیعت بہت علیل ہے۔ دعا کرنی چاہئیے مجھے اس لفظ سے رقت ہوئی میں نے عرض کیا کہ آپ وہ ہیں جنکی نسبت خدا تعالےٰ کہہ چکا ہے انت المسیح الذی لا یضاع وقتہ میں امید کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کو آپکے درجات کی ترقی بہت ہی منظور ہے کہ ایکطرف تو آپ کے سپرد اس کثرۃ سے کام کردئے ہیں کہ اُن کے تصور سے قوی سے قوی زہرہ آدمی کی پیٹھ ٹوٹ جاتی ہے اور اُسپر اسقدر بیمار ہونا ہجوم مسکرا کر فرمایا ہاں یہ تو ہمیں یقین ہے کہ اسمیں اللہ تعالیٰ کے بہت سے مصالح ملحوظ ہیں۔

رات اُس فضول مضمون کا تذکرہ ہوا جو کسی امام دین لاہوری نے اخبار عام میں ابھی شائع کیا ہے کہ اُس نے احمد بیگ والی پیشگوئی پر اعتراض کیا ہے۔ فرمایا اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کے خوف سے غور کرے کہ چار شخصوں کی موت کی نسبت ہماری پیشگوئی تھی جنمیں سے تین ہلاک ہوچکے اور ایک (داماد) باقی ہے تو اُسکی روح کانپ جائے گی کہ کس دلیری سے اور کیوں وہ اعتراض کرسکتا ہے۔ اُسے سمجھ لینا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کے مصالح اسمیں ہیں۔

پھر فرمایا خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ استیصال کے مخالفوں کی عمریں بھی اُن کے کارخانہ کی رونق کے لیے لمبی کردیتا ہے۔ خدا تعالےٰ قادر تھا کہ ابوجہل اور اُس کے امثال پر مکہ معظمہ میں بجلی اور ناگہاں بجلی پڑجاتی اور بہت بڑی ایذا پہونچانے سے قبل اُنکا استیصال ہوجاتا مگر اُنکا تار و پود درہم برہم نہ ہوا جب تک بدر کا یوم نہ آیا اگر ایسی ایسی کارروائیاں جلد جلد پوری ہوجائیں تو نبی بہت جلد ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھ جائے اور وہ گرمی ہنگامہ کیونکر رنگ آرائے چہرۂ ہستی ہو جس کے قیام کے بغیر طرح طرح کے علوم و معارف بر روئے کار نہیں آسکتیں۔ فرمایا خدا تعالیٰ صادق کو نہیں اُٹھاتا جب تک اُس کا صادق ہونا آشکار نہ کردے اور ان الزاموں سے اُسکی تطہیر نہ کردے جو ناعاقبت اندیش اُسپر لگاتے ہیں۔

اسپر پھر آپ نے کل کی ایک رؤیا سنائی فرمایا کیا دیکھتا ہوں کہ محمود کی والدہ آئی ہیں اور اُن کے ہاتھ میں ایک جوتی ہے اور مجھسے کہتی ہیں یہ نئی جوتی آپ پہن لیں اور پھر میرے ہاتھ میں دیکر کہا یہ جوتی آپ کے لئے ہے پہن لیجئے

دشمن زیر ہے۔

مفتی صاحب کی معرفت کوئی خط آپ کو پہنچا۔ اُسمیں کئی مطالب چیزیں نہیں - کہنیالی کی نسبت کیا تجویز ہوئی - میاں ... صاحب کل ظہر کے وقت یہاں سے رخصت ... ہو کر چلدیے کہ ... حضرت ... میاں ٹھہر نہیں سکتا ... مینے بڑی منت اور دلائل سے اُنکو سمجھایا کہ یہاں ٹھہرنا آپ کا آپکے لئے بہت مبارک ہے اگرچہ حضرت تشریف نہیں لائے مینے اپنے تجربے بتائے کہ کسطرح ان مکانوں میں خدا کی برکت برستی ہے اور اندر ہی اندر پاکیزگی کیطرف بڑھنے اور معاصی سے بچنے کی توفیق ملتی ہے جس طرح حرامکاری کے مکانوں میں بود و باش کرنے سے دلوں میں خود بخود ایک فساد اور تاریکی پیدا ہو جاتی ہے اور صفائی باطن مکدر ہو جاتی اور پاک توفیق چھین جاتی ہے اسی طریق پر اُن مکانوں میں جہاں مہبط انوار الٰہی اور مورد نزول ملائکہ ہوتا ہے سکونت اختیار کرنے سے دل قدرتی کشش سے نورانی ہوتے اور تقوی طہارت کی زینتوں سے آراستہ ہوتے رہتے ہیں - اسی سر کیطرف اشارہ کرنے کے لئے ہادی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غضب کی سرزمینوں کے پاس سے استغفار کرتے ہوئے اور دوڑ کر گذر جایا کرو - اور یہی سر ہے اُس کا جو فرمایا کہ مسجد نبوی اور مسجد حرام کی نماز اور مواضع کی نمازوں سے بدرجہا افضل ہے - مینے یقین دلایا کہ بہت کوشش کی کہ میں انوار الٰہی کو اُترتے دیکھتا ہوں اور میں یہاں رہنے سے پاتا ہوں کہ بہت سے ایسے گناہوں پر موت وارد ہونے کے آثار نظر آرہے ہیں جنکی دوسرے مقامات میں باوجود تضرعات اور ابتہالات کے آبیاری ہوتی تھی - پھر مینے عرض کیا کہ اس راہ کے لئے دو بدرقے لازم ہیں صبر اور حسن ظن - میں اعتراف کرتا ہوں کہ شہر کے رہنے والوں کو جو راتدن کی چھل پھل اور طمع مشاغل سے دل بستہ ہوتے ہیں روکھے سوکھے گاؤں میں بسر کرنا دشوار ہوتا ہے مگر خدا نے ایسا ہی چاہا کہ اُسکا نور ویرانہ میں ہی جاگزین ہو گیا ہی سچ ہے کہ گنج در ویرانہ ہامی باشد۔

اگر کوئی میرے جیسا دل رکھتا ہو تو باسانی اس بات کو سمجھ لے کہ ایک منزل جو آج شہروں میں ہزاروں مجاہدوں سے طے نہیں ہوتی وہ آج ایسے ویرانوں میں ایک چشم زدن میں طے ہو جاتی ہے اللہ اکبر شہروں کی ہوا جسمیں اقسام فسق و فجور کے تعفنات اور سمیات ملی ہوئی ہیں کیا مناسبت رکھتی ہے ویرانوں کی پاک ہوا سے جو ایسی لوثوں سے قطعاً مصفا اور مطہر ہے

خدا کی قدرت دیکھو شام کو حضرت نور اسد علیہ السلام تشریف لائے - خدا جزائے خیر دے پیر سراج الحق نعمانی کو حضور کو دیکھتے ہی فرط مسرت اور جوش عشق سے کیسا پیارا جملہ مُنہ سے نکالا آپ پہلے جناب پاک کے مُنہ کی طرف دیکھتے ہیں اور پھر میری طرف دیکھکر فرماتے ہیں دیکھو کیسا پیارا اور پرنور چہرہ ہے کہ دیکھنے کے ساتھ غم واندوہ کی ظلمتیں پاش پاش ہو جاتی اور دل ابتہاج اور مسرت سے بھر جاتا ہے مجھے پیر صاحب ممدوح کے اس فقرہ سے اُن کا کمال عشق حضرت موعود علیہ السلام سے محسوس کر کے ازبس لذت پیدا ہوئی

جزاہ اللہ عنی و عن الاسلام خیرا

غرض رات کو حسب معمول مجلس خوب گرم ہوئی اور جو کچھہ خدا تعالے نے چاہا بیان ہوا - آج رات کو بیٹھتے ہی بات اس سے شروع کی کہ میں آج کنز العمال کو دیکھہ رہا تھا مہدی اور دجال کی نسبت ۸۵ حدیثیں اسمیں جمع کی گئیں ہیں۔ سب حدیثوں میں یہی ہے کہ وہ آتے ہی یوں خونریزی کرے گا اور یوں خلق خدا کے خون سے روئے زمین کو رنگین کرے گا - خدا جانے ان لوگوں کو جو ان احادیث کے وضاع تھے سفاکی کی کسقدر پیاس اور خلق خدا کی جان لینے کی کیتنی بھوک تھی - اور اُسوقت عقلیں کسقدر موٹی اور سطحی ہو گئی تھیں - یہ بات انکی سمجھہ ہی میں نہ آئی کہ اصول تبلیغ اور ماموریت کے قطعاً خلاف ہے کہ کوئی مامور آتے ہی بلا اتمام حجت کے تیغ زنی شروع کردے تعجب کی بات ہے ایکطرف تو آخری زمانہ کو حضرت خیر الانام رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اتنا دور قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ جتنا بعد زمانہ نبوت سے ہو گا اُتنی ہی غفلت اور کسل اور اعراض عن اللہ کا مرض شدید ہو گا باایں ہمہ آخری زمانہ کا مصلح اور مامور ایسا شخص قرار دیا ہے جو آتے ہی تلوار سے کام لے اور اتمام حجت کا ایک لفظ بھی مُنہ پر نہ لاوے - وہ مصلح کیا ہوا وہ خونریز مفسد ہوا - فرمایا افسوس آتا ہے کہ اسقدر تناقضات کا مجموعہ وہ حدیثیں ہیں کہ اس سے زیادہ ہفوات اور لغویات میں بھی تناقض ممکن نہیں مگر ان لوگوں کی دانشیں انکی بیہودگی تک نہ جا سکیں

فرمایا میں اُن ... کو پڑھکر کانپ اٹھا اور ... درد کے ساتھہ ... تعالے خبر نہ لیتا اور یہ سلسلہ قائم نہ کرتا جس نے اصل حقیقت سے خبر دینے کا ذمہ اُٹھایا ہے تو یہ مجموعہ حدیثوں کا اور تھوڑے سے عرصہ کے بعد بیشمار مخلوق کو مرتد کر دیتا

ان حدیثوں نے تو اسلام کی بیخکنی اور خطرناک ارتداد کی بنیاد رکھدی ہوئی ہے۔ فرمایا جبکہ حدیثیں یوں ہی نامراد رہتیں اور انکی بے بنیاد پیشگوئیاں جو محض دروغ بیفروغ اور باطل افسانے ہیں اور کچھ مدت کے بعد آنیوالی نسلوں کے سامنے اسطرح نامراد پیش ہوتیں تو صاف شک پڑجاتا کہ اسلام بھی اور جھوٹے مہا بھارتی مذہبوں کیطرح تراشتوں پر مبنی اور بیسروپا مذہب ہے اور آیندہ نسلیں سخت ہنسی اور استہزا سے اسبات کے کہنے کا بڑی دلیری سے موقعہ پائیں کہ دجال کو خدا بنانے والا اور خدا کی صفات کاملہ مستجمعہ سے پورا حصہ دینے والا مذہب بھی کبھی مذہب حق اور مذہب توحید کہلانے کا استحقاق رکھ سکتا ہے۔ اسبات کو بار بار اور بڑے جوش سے فرماتے تھے کہ میری جان پر اس تصور سے لرزہ پڑ پڑ جاتا تھا کہ خدا تعالے کے سچے اور پاک اور ابدی مذہب اسلام کے ساتھہ کسقدر دشمنی کی گئی ہے اور کس قدر یکبارگی اسکی صف لپیٹنے کا سامان ان حدیثوں کے راہ سے کیا گیا ہے خدا تعالے کا کسقدر شکر ہے کہ اُس نے وقت پر اسلام کی خبر لی اور اپنے مامور موعود کی معرفت ثابت کر دکھایا کہ یہ مجموعے محض باطل اور نکمے خیالات اور بعض قوموں کی خود غرضیوں اور نفسانیتوں اور ذاتی کدو کاوش کے مجموعے ہیں۔ یہاں پہونچے تھے کہ مجھے سخت رقت پیدا ہوئی اور اپنے پیارے محبوب امام کی محبت کا استیلا دل پر ہوا کہ بڑے جوش سے کہا کہ میری طرف ہاؤں کیجئے کہ میں چوم لوں مبارک ہو تجھے کہ تو وقت پر آیا۔ تو نے اسلام کی لاج رکھلی تو نے اسلام کے مُنہ کو جس مہدی اور دجال کی ناپاک خدائی اور بھیانک خونریز مورت نے "تاریک پردے ڈالدیئے تھے پھر اصلی صورت میں چمکا کر دکھایا۔ واقعی بات ہے اگر حضور والا تشریف نہ لاتے تو ایک زمانہ کے بعد بلکہ تھوڑی ہی دیر کے بعد مسلمان مرتد ہوجاتے اسلئے کہ یہ جھوٹی باتیں کیوں پوری ہوتیں۔ اس کے بعد مینے کہا اور بڑے جوش اور تشکر کے لہجہ میں کہا کہ اب **شیعہ مذہب** پر بھی موت آگئی اور یقینا آگئی۔ اب یہ دجل بھی نصرانی دجل کے ساتھہ ہی خاک مذلت میں دفن ہو گیا انکی وہ فضول داستانیں جو انھوں نے اُس خونی موعود منتظر کی نسبت وضع کر رکھی ہیں اپنی نامرادی اور ناکامی اور خذلان پر آپ گواہ ہوکر اس مذہب پر یکدفعہ موت وارد کردیں گی۔ درحقیقت کیسے بد قسمت اور بے بنیاد وہ مذہب ہیں جنکی بنیاد افسانوں اور مادی امور پر رکھی گئی ہو۔ اگر حضرت مسیح کی قبر یقینا ثابت ہوجائے جیسا کہ اُنکی موت قطعی دلائل سے ثابت ہوگئی ہے اور نصرانیت کے شہتیر کو اس راہ سے گھن تو لگ گیا ہے اب اگر قبر بھی صاف بصاف عیاں ہوجائے جیسے کہ قرائن قویہ پیدا ہوگئے ہیں تو یہ بدقسمت مذہب اُسی وقت اُس مردہ کے ساتھہ ہی اُسی گڑھے میں سو گیا اور ایسا ہی بدقسمت شیعیت بھی ان جھوٹے افسانوں کے ساتھہ فنا کی ہوا میں پیوست ہوجاوے گی اور اسی طرح یادوں سے مٹ جاوے گی جیسے موقت الشیوع گیت ایک وقت جوش سے زبانوں پر چڑھتے اور دلوں کو اپنی طرف یکبارگی مائل کرلیتے اور پھر نابود ہو جاتے ہیں اور کوئی اُنھیں زبان پر نہیں لاتا۔ ابھی دو تین روز ہوئے ہیں

لاہور کے مطبع شمس الہند سے جو شمس الدین شائق کے اہتمام میں ہے ہمارے پاس ایک کتاب آئی ہے جسکا نام غایۃ المقصود ہے اور جسے مولوی ابو القاسم شیعہ مجتہد کے بیٹے نے تالیف کیا ہے۔ اسکے مصنف علی حائری نے اس جلد میں اور اسکی پہلی جلد میں یادر ہوا افسانوں کی بنا پر اس جھوٹے ناول یا بے مغز افسانے مہدی منتظر کی ضرورت اور انتظار پر بہت خامہ فرسائی کی ہے۔ اور خدا تعالے کے واقعی اور حقیقی اور سچے مہدی موعود و مسیح موعود حضرت مرزا

غلام احمد قادیانی

کے وجود باجود کا انکار کیا ہے۔

اس قوم کی تباہ حالت پر اللہ تعالے بہتر جانتا ہے مجھے کسقدر افسوس اور رحم آیا۔ کہ کیسی ابلہ قوم ہے کہ واقعات پر انکی نظر کبھی نہیں جاتی ان کا عجیب طریق ہے جسکی ابتدا بھی غلط اور انتہا بھی غلط اور درمیا بھی غلط خود غلط اندر غلط۔

خدا تعالیٰ کے وعدوں کے موافق واقعات عالم کے شہادت کے موافق۔ خدا کے کلام کی شہادت کے موافق ایک مقدس انسان ابوبکر صدیق خلیفہ بلافصل کے ہوتے کس جرأت کے ساتھ جو دروغگویم بر روئے تو کا مصداق ہے دریدہ دہنی سے کہے جاتے ہیں کہ حضرت علی خلیفہ بلافصل تھے۔ اور درمیانی سلسلہ کو جنکا نام آئمہ اور اوصیا رکھا ہے نامرادی پر نامرادی اور ناکامی پر ناکامی پیش آتے دیکھکر پھر بھی کہے جاتے اور ملانے چلے جاتے ہیں کہ وہ سب انبیائے معصومین کے ہم پلہ تھے اور انبیاء کیطرح خدا کے موعود اور منتظر خلیفے تھے۔ آخر میں سرمن رای کے سردابہ میں ہلاک ہوجانے والے

یا غائب لئے گئے تھے بچہ کو آخر زمانہ کا سلطان قاہر اور خنجر المقتدر قرار دے رہے ہیں اور اس کی وہ صفات اور علامات اور کارگذاریاں مقرر کر رکھی ہیں جو نہ کسی نبی کے وجود میں پائی گئیں اور نہ پائی جانی ممکن ہیں۔ خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام سے بھی ۲۳ سال کے عرصہ میں وہ کام نہ ہوا جو اس سے ہویدا ہوتا مانا گیا ہے۔ اس موہوم اور نابود شے کے انتظار میں آنکھیں سفید کر رہے ہیں درد ناک شعر اس کے فراق میں پڑھی جاتی ہیں۔ اس کے ظہور کے لئے وظیفے پڑھے جاتے ہیں۔ اس کی تکلیفوں اور مصیبتوں کے رفع کے لئے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ افسوس نادان لوگ کس ضلالت کے ورطہ میں غوطے کھا رہے ہیں۔ ان باطل افسانوں کی پیروی نے انکی عقلوں کو کیسا بیکار کر دیا ہے۔ زمانہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اسلام کی تباہی حد سے بڑھ گئی۔ فتنوں اور ارتداد کی ظلمت نے چاروں طرف احاطہ کر لیا۔ خدا اور رسول اور قرآن کی حد سے زیادہ بے ادبی کی گئی اب مصلح کے ظہور کا وقت ہے اب منتظر موعود کا وقت ہے کہ تباہ شدوں کی خبر لے اور ڈوبتے بیڑے کو طوفان سے بچائے اس حال میں ایک شخص نے دعوی بھی کر دیا ہے کہ میں وہی موعود مہدی منتظر علیہ السلام ہوں جو سنۃ اللہ کے موافق انبیاء کے حلہ میں آیا ہوں اور میرے ساتھ وہ تمام علامات اور صفات اور معجزات ہیں جو تمام راستبازوں کے ساتھ تھے اس نے نہ صرف دلائل اور بینات اور حجج سے اپنے دعوے کو ثابت کر دیا ہے بلکہ اپنے کاموں سے دکھا دیا ہے کہ وہ واقعی وہی موعود ہے جسکی خبر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ اس نے اپنے اعمال سے۔ اسلام کی عزت رکھکر قرآن کی عزت رکھکر۔ ایک رسول کی نہیں سارے رسولوں کی عزت رکھکر۔ معجزات اور خرق عادات اور دعا کے مسئلہ کو جو مر چکا تھا پھر اپنے کاموں سے زندہ کر کر دکھا دیا ہے کہ وہ وہی موعود ہے جو حسب بشارات الٰہیہ آنے والا تھا۔

غرض ایک واقعی اور حقیقی موعود مہدی جو تمام ہدایات کا مجموعہ ہے موجود ہے اور یہ افسانہ گو افسانوں کے شیدا ایک فرضی خیالی مہدی منتظر کے فراق میں جان کھپا رہے ہیں۔ افسوس کبھی یہ نہیں سوچا کہ اول کس تباہی کی پیشگوئی کی گئی تھی جو اسلام پر آنے والی تھی اور پھر کس قوم کی نسبت پیشگوئی تھی جس کے ظالم ہاتھوں سے وہ تباہی اسلام پر آنے والی تھی اور پھر کس موعود کی خبر دی گئی تھی جو اس قوم تباہ کن کے بیداد گر ہاتھ سے اسلام کو بچانے کے لئے آنا موعود تھا قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ آخری زمانہ میں نصاری کا فتنہ ہوگا اس قوم کا فتنہ ہوگا جو خدا کے ایک بندہ کو خدا کا بیٹا بنائیں گے اور کفارہ کے قائم کرنے کے لئے خدا تعالی کے تمام راستبازوں کو سخت بدی سے یاد کرینگے۔ اسلام پر ان کے ہاتھ سے سخت تباہی آئے گی۔ اب اس وعدہ اور خبر کے موافق وہ محیط اور عالمگیر فتنہ پڑا۔ اتنے میں ایک شخص نے دعوی کیا اور گرفتاران تباہی کو للکار کر کہا کہ تسلی رکھو گھبراؤ نہیں میں آگیا ہوں۔ میں نوح ہوں جسکا وعدہ دیا گیا تھا کہ آخری زمانہ کے طوفان ضلالت کے وقت آویگا۔ میں مہدی ہوں جسکی بشارت تھی کہ وہ اسوقت آوے گا جب کہ دنیا ضلالت سے بھر جاوے گی اور ہدایت اور ایمان ثریا پر اٹھ جائیں گے میں خدا تعالے کے دبستان سے سیکھکر اور اسی ہادی سے ہدایت یافتہ ہوکر آیا ہوں۔ میں محمد اور احمد ہوں جو ضروری تھا کہ اسوقت ظاہر ہوتا۔ اس لئے کہ جناب محمد مصطفے احمد مجتبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے دو بعثتیں مقدر تھیں ایک بعثت تکمیل ہدایت کیلئے دوسری تکمیل اشاعت ہدایت کے لئے۔ پہلی بعثت ہو چکی کہ دین آپ کے وقت میں کامل ہو چکا اور اکملت لکم دینکم نے اسپر مہر صداقت کر دی۔ دوسری بعثت اشاعت ہدایت کامل طور پر جو اس دعوے سے سمجھی جاتی تھی انی رسول اللہ الیکم جمیعاً اس امر کی مقتضی تھی کہ ساری دنیا پر آپ کی ہدایت پہونچ جاوے اب خدا تعالے نے حسب وعدہ لیظہرہ علی الدین کلہ مجھے پیدا کیا ہے اب میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ بروز یا بعثت ہوں جسکے ذریعہ سے مقدر تھا کہ تکمیل اشاعت ہدایت ہو۔ تمہارے مفسرین بھی اس آیت کے لیظہرہ علی الدین کلہ یہی معنے کرتے چلے آئے ہیں کہ یہ آیت مسیح موعود کے حق میں ہے اور اس کے وقت میں ہی ہدایت کامل طور پر شائع ہو گی اور اسلام کا اظہار کل دینوں پر ہوگا۔ غرض ایک شخص نے دعوی کیا اور نصاری کے فتنوں کا پورا مقابلہ اور ان موذی اصولوں کا پورا استیصال کر کے ثابت کر دیا کہ وہ درحقیقت وہی ہے جو ایسے وقت میں آنے والا تھا۔ معلوم نہیں شیعوں نے اس افسانہ کے تراشنے کے وقت کبھی ان پہلوؤں پر

بھی غور کی - کس طرح غور کرتے اور پھر جھوٹ کسطرح کھلتا- افسوس اُس قوم پر جو نابیناؤں کیطرح ٹھوکر کھاتی چلی جاتی ہو اور کوئی جادۂ مستقیم اس کے آگے نہ ہو اور نہ رفتار کی کوئی غرض و غائت ہو۔

غایت المقصود کو پڑھتے ہوے مجھے ایک مقام پر پہونچکر سخت افسوس آیا اور رحم بھی شیعوں کے حال پر آیا کہ کس انتظار و شوق سے اُس **موہوم منتظر** کو پکار رہے ہیں اُس نادان یورپین بچہ کیطرح جو جہاز کے ایک کنارہ پر اپنے باپ کے حکم سے کھڑا ہوا تھا اور اُس جہاز کو آگ لگ گئی اور پہلے وہ حصہ جلکر راکھ ہوگیا جسپر اُسکا باپ متعین تھا- پھر آگ کے بھوکے شعلے اُس حصہ کی طرف لپکے جسپر وہ لڑکا کھڑا تھا وہ اپنے باپ کو پکارتا اور جوں جوں شعلے نزدیک ہوتے چیخ چیخ کر پکارتا کہ اے باپ کیا میں کھڑا رہوں آخر مردہ باپ کیطرف سے کوئی جواب نہ پاکر اُن ظالم شعلوں کا طعمہ بنگیا- اسی طرح یہ لوگ اُس سرداب کے جاگزین کو چیخ چیخ کر پکار رہے ہیں- کاش یہ لوگ پکارتے جاتے اور روتے جھینکتے رہتے ہمارا کیا حرج تھا اگر کوئی مضرت اور بد نتیجہ اس سے پیدا نہ ہوتا تو ہماری بلا سے اپنی قسمت کو رویا کرتے- مگر غضب تو یہ ہے کہ اسکا بد نتیجہ آخر کار یہ ہوتا کہ یک دفعہ ساری قوم اسلام کو رسول کو انبیاء کو آئمہ کو اوصیاء کو اور سارے ہی مذہب کو خیرباد کہکر دہریہ ہوجاتی دوستوں کو خوشوقت کرنے یا اس باطل پر ہنساتے اور باطل کو رلانے کے لئے دو ایک سطریں اُس قابل تاسف مقام کی لکھدیتا ہوں- قال الحائری المتحیر

از جملہ تکالیف عباد در زمانہ غیبت امام حجۃ اللہ الاکبر المہدی المنتظر علیہ السلام دعا کردن ست برائے **حفظ** وجود مبارک آنجناب علیہ السلام از شرور شیاطین انس و جان و دعا برائے **تعجیل**

قیام وخروج وظہور موفور السرور

آنحضرت الخ اور عجیب دعائیں اور شعریں رات دن اس انتظار جانکاہ میں پڑھتے ہیں- میری غرض اس سے صرف اتنی ہے کہ وقت موجود ہے اور داعی مدعی موجود ہے اور خدا تعالے نے مومنوں کو انتظار کی کشاکش سے بچانے کے لئے اپنا موعود مبعوث بھی فرمادیا ہے مگر یہ لوگ ہنوز خبط عشوا سے باز نہیں آتے اور موہوم اُمیدوں میں وقت ضائع کررہے ہیں- خدا تعالے انپر رحم کرے کہ حقیقی **علی** اور مہدی **منتظر** کو حضرت مرزا

غلام احمد علیہ السلام

کی پاک شبیہ میں شناخت کرلیں اور ناجائز تمناؤں کے وسیلہ سے اسلام کی عزت کو اپنے ہاتھ سے خاک میں ملانے والے نہ ٹھیریں- غرض حدیثوں کے مجموعہ پر تاسف کرتے کرتے قرآن کریم کے محامد اور تمجید کی طرف متوجہ ہوگئے- فرمایا اگر ہمارے پاس قرآن نہ ہوتا اور حدیثوں کے یہ مجموعے ہی مایۂ ناز ایمان و اعتقاد ہوتے تو ہم قوموں کو شرمساری سے منہ بھی نہ دکھا سکتے- فرمایا میں نے قرآن کے لفظ میں غور کی تب مجھپر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیشگوئی ہے وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ میں تو اور بھی زیادہ یہی پڑھنے کے قابل کتاب ہوگی جب کہ اور کتابیں بھی پڑھنے میں اسکے ساتھ شریک کی جائیں گی- اُس وقت اسلام کی عزت بچانے کیلئے اور بطلان کا استیصال کرنے کے لئے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہوگی اور دیگر کتابیں قطعاً چھوڑ دینے کے لائق ہوں گی- اور فرمایا **فرقان** کے بھی یہی معنے ہیں یعنی یہی ایک کتاب حق و باطل میں فرق کرنے والی ٹھہرے گی اور کوئی حدیث کی یا اور کوئی کتاب اس حیثیت اور پایہ کی نہ ہوگی- فرمایا اور بڑے جوش اور تاکید سے فرمایا کہ اب سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ ہی کو پڑھو اور فرمایا بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کریم کیطرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے- فرمایا ہماری جماعت کو چاہیے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبر میں جان و دل سے مصروف ہوجائیں اور حدیثوں کے شغل کو ترک کردیں- فرمایا بڑے تاسف کا مقام ہے کہ قرآن کریم کا وہ اعتنا اور تدارس نہیں کیا جاتا جو احادیث کا کیا جاتا ہے- فرمایا اسوقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے- اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہ سکے گی- میں کہتا ہوں درحقیقت یہی ایک ہتھیار ہے جو اب بھی کارگر ہے اور ہمیشہ کے لئے کارگر ہوگا اور پہلے بھی قرن اول میں یہی ایک حربہ تھا جو خود حضور سرور عالم علیہ الصلوۃ والسلام اور صحابہ کے ہاتھ میں تھا- مبارکی اور صد ہزار مبارکی ہے اُس قوم کو جو اسکے اختیار کرے اور اسی یگانہ کتاب کو اپنا مایہ ایمان قرار دینے میں ذرا بھی تردد اور تذبذب میں نہیں پڑی بڑے جوش اور خوشی سے آگے

بڑھکر اس فرقان اور نور کو لبیک کہا اے مسیح موعود کی برگزیدہ جماعت خدا تعالٰے کی صلوات اور سلام تجھپر ہوں اس زمانہ میں تمھارے سوا کوئی قوم نہیں ہرگز ہرگز کوئی قوم نہیں جسکو قرآن شریف کے لاشریک ماننے میں اور ایمان و اعتقاد کو اس کے غیر پر موقوف و منحصر نہ ماننے میں ذرا بھی پس و پیش ہو۔ تم پوری دلی قوت اور شرح صدر سے اسکو قبول کر سکتی ہو اور قبول کر لیا ہے اس لئے کہ تمھارے عقیدہ کی بنیاد افسانوں پر نہیں رکھی گئی جنکی تائید میں تمھیں رنگوں کے افسانوں کی احتیاج ہو و انت پیسنے اور رونے کا محل شیعوں اور ان کے مثیلوں کے لئے ہے جنھوں نے پہلے خونی مسیح تراشے۔ ناپاک منحوس زمین و آسمان کے مالک دجال تراشے اور ان کو کنزوٹ کی طرح موہوم موعود مہدی یا خیالی نائٹ وضع کئے جنکی تائید نہ آسمان کر سکتا ہے اور نہ اُن کے بار وجود کو زمین کی پیٹھ اُٹھا سکتی ہے۔ ان طریقوں پر واویلا جو قرآن کریم کی راہ میں روک ہوں کہ ان مذہبوں کو اختیار کیا جاوے تو قرآن باطل اور بے سود اور غیر ضروری ٹھہر جائے۔ حدیثوں کے مجموعے نہ رہیں نہ رہیں مہدی اور جھوٹے خدا دجال کی حدیثیں برباد ہوں برباد ہوں اس سے ضرر ہے تو باطل خرافات کو۔ قرآن ہی رہا اور قرآن ہی رہیگا اور قرآن ہی کا جلال ظاہر ہوگا اسلئے کہ یہی ایک کتاب ہے جسکی شان میں ہے

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون

مبارک اُس پاک انسان کو جسنے قرآن کی سلطنت پھر دنیا میں بحال کر دی اسی طرح جیسے پہلے تھی بعد اسکے کہ بیداد گر غاصبوں نے اسکی جگہ انسانی ہاتھوں کی کاریگریوں (حدیثوں) کو بٹھا دیا۔ اور مبارک صد ہزار مبارک ان لوگوں کو جنھوں نے اس جری اللہ غیرۃ اللہ کو قبول کیا۔

اللھم صل علی محمد وال محمد

۱۵ اکتوبر ۱۹۱۰ء

مدرسہ کیلئے اپنے بھائیونکی خدمت میں ایکدفعہ پھر التماس

الحکم کے کسی گذشتہ نمبر میں مخدومنا حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی طرف سے ایک چٹھی اپنے بھائیوں کے نام شائع ہوئی تھی جسمیں مدرسہ تعلیم الاسلام کی چند در چند ضروریات کا ذکر کرکے اور مدرسہ کے فنڈ کے غیر مستقل حالات کی طرف توجہ دلا کر مولانا صاحب موصوف نے مجلس منتظمہ مدرسہ کی طرف سے ایک درخواست اپنے بعض مخلص اور ذی ثروت بھائیوں کی خدمت میں پیش کی تھی کہ وہ کونسل ٹرسٹیان مدرسہ ہذا کے ممبر ہونا منظور فرماویں تا اس سے دوہرا فائدہ حاصل ہو۔

اوّل۔ اہم معاملات مدرسہ اور مدرسہ کی بہتری کی تجاویز میں کمیٹی انکی رائے سے فائدہ اُٹھا سکے۔

دوئم اس چندہ سے جو ٹرسٹیان بحساب پانچ روپے ماہوار فنڈ مدرسہ میں عنایت فرماویں گے مدرسہ کی آمدنی کی صورت مستقل ہو جاوے گی اور بہت ساری مالی مشکلات جو کمیٹی کی تشویش کا موجب ہو رہی ہیں دور ہو کر انتظام مدرسہ کی بہتری کا باعث ہوں گے۔ اس وقت ۱۹ صاحبوں کے نام تجویز کئے گئے تھے اور اگرچہ ہم اپنے ان مخلص بھائیوں کی خاموشی سے یہی نتیجہ نکالتے ہیں کہ انھوں نے ٹرسٹی ہونا منظور فرما لیا ہے۔ مگر باضابطہ کارروائی کے لئے یہ ضروری ہے کہ سب صاحب باضابطہ طور پر اپنی منظوری سے سکرٹری مجلس یعنی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کو اطلاع دیویں اور نیز زرچندہ ماہوار یا پیشگی سال تمام کا ارسال فرما کر مجلس کے مشکور اور عنداللہ ماجور ہوں۔ اور یہ کارروائی اب بہت جلد ہونی ضروری ہے تاکہ کونسل ٹرسٹیان کی سکرٹری پریزیڈنٹ وغیرہ تجویز ہو جائیں۔ نیز پہلے اخبار میں چند بھائیوں کے نام رہ گئے تھے۔ لہذا اب انکی خدمت میں التماس ہے کہ وہ بھی اس کار ثواب میں بہت جلد شریک ہو کر ٹرسٹی ہونا منظور فرماویں۔ ان احباب کے نام ذیل میں درج ہیں۔

راجہ شیر محمد خان صاحب بی۔ اے۔ جموں
بابو محمد صاحب ہیڈ کلرک۔ انبالہ چھاونی
بابو نبی بخش صاحب سٹور کیپر شملہ
میاں خدا بخش صاحب شملہ صوفی کرم الٰہی صاحب

اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ یہ مدرسہ صرف اپنے بھائیوں کے چندہ پر ہی چلتا ہے لہذا ہمارے بھائیونکو اسطرف بہت توجہ چاہیئے۔ کیا ہی خوب ہو کہ ہر ایک شہر میں اعانت مدرسہ کے لئے کمیٹی کرکے ہمارے تمام بھائی تھوڑا تھوڑا ماہوار چندہ اپنے ذمہ ڈال لیں جو مہینہ بھر ایک امین کے پاس جمع ہوتا رہے اور ہر ماہ کے اخیر میں فنڈ مدرسہ میں پہونچ جایا کرے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس التماس پر ہمارے بھائی ضرور توجہ فرماوینگے مگر صرف اتنی توجہ نہو کہ اس عرضداشت کے ختم ہونے تک وہ بھی ختم ہو جاوے بلکہ اسقدر درکار ہے کہ اسکا کچھ عملی نتیجہ بھی ظہور میں آوے۔ عمارت مدرسہ ہائی سکول اور بورڈنگ کی ضرورتوں کیلئے پہلے ہی ناکافی تھی اسپر غیر مترقب زور کی بارشوں نے تو تعمیر شدہ حصہ عمارت کو جو پانی کے کنارہ پر تھا گرادیا اسلئے اب اسکی مرمت کیلئے اور عمارت کو بڑھانے کے لئے سخت ضرورت روپیہ کی درپیش ہے۔ کمیٹی نے ارادہ کیا ہے اور حضرت اقدس نے اس تجویز کو منظور فرمایا ہے کہ ہمارے معزز بھائی مرزا خدا بخش صاحب پنجاب کے چند شہروں میں دورہ کرکے اپنے بھائیونکو ان ضروریات

بیعت

محمد عالم صاحب ۔ افریقہ
حافظ فدا حسین صاحب داروغہ ۔ سنگرور
عبد الشکور صاحب ۔ اماود محلہ گاڈی پورہ
میاں وائم صاحب دربار کملا ضلع جھنگ
میاں ماچیا صاحب ؍؍
بلند خاں صاحب ۔ قلعہ دیدار سنگھ
غلام غوث صاحب ۔ کنجا ۔ ضلع گجرات
حافظ ہدایت اللہ صاحب ؍؍ ؍؍
عبد الرحمن صاحب ۔ ڈیرہ غازی خان
فضل الرحمن صاحب ہلان ضلع گجرات
عبد العزیز صاحب ؍؍ ؍؍
احمد دین صاحب جلہ جاہ ضلع ملتان
محمد سلطان صاحب ۔ رنگڑ ؍؍ گوجرانوالہ
خدا بخش صاحب برچھا اتارا ۔ ملتان
نور محمد صاحب ؍؍ ؍؍
غلام محمد صاحب ۔ کالہ ۔ جہلم
میاں شہادت صاحب ۔ لبنی دربار کملا جھنگ
میاں اعظم صاحب ؍؍ ؍؍
غلام مرتضیٰ صاحب امرپور ملتان
میاں زمان صاحب ؍؍ ؍؍
نور احمد صاحب ؍؍ ؍؍

محمد خان صاحب ۔ جلال الدین صاحب
محمد عبد اللہ خان صاحب طالب علم
محمد افضل صاحب موذن مسجد
شجاعت علی صاحب جھبٹیں ضلع جہلم
غلام محمد صاحب ۔ افریقہ
رولیجاں ۔ لدھیانہ ۔
محمد مراد صاحب ۔ ڈب کلاں ۔ جھنگ
قاضی غلام حسین صاحب ۔ جٹال راولپنڈی
میاں عبد اللہ صاحب نومسلم ۔ لدھیانہ
محمد اسمٰعیل صاحب ۔ ؍؍
مفتی نور احمد صاحب شادیوال ۔ گجرات
فتح شاہ صاحب بخش اللہ صاحب
دولت خاں صاحب ۔ قلات ۔ محرر
پولیٹیکل محکمہ صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ
عبد الرحمن صاحب سیالکوٹ سب پوسٹ ماسٹر لنڈی کوتل
حسام الدین صاحب ۔ قادوراتی ۔ ملتان
قاضی حبیب اللہ صاحب چھاونی بیانمیر پلٹن ۲۳
محمد برکت علی صاحب سیالکوٹ
غلام محمد صاحب لالیاں ۔ جھنگ اولفہ
غوث محمد صاحب ۔ رانسو ضلع گوجرانوالہ حال
فضل حسین صاحب لاہور بازار حکیماں
عبد الاکبر ۔ خزانہ ۔

اشتہار
سررشتہ میونسپل کمیٹی امرتسر

میلہ مال مویشی واسپان دیوالی ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء سے شروع ہو کر ۲۶ اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء تک امرتسر میں قرار پایا ہے اسلئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ مبلغ دو ہزار دس روپیہ مال مویشی کو مطابق شرائط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کی گئی ہے دیا جاویگا اور مبلغ پانسو روپیہ گھوڑوں کو انعام دیا جاوے گا۔

اگر کسی کو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوا لے مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونی چاہیے ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہوں گے اور مادہ گاوان قابل انعام کے دودھ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاویگا یعنی ۲۱ ۔ ۲۲ ۔ ۲۳ ۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء کو دو وقت صبح اور شام دودھ دوہکر وزن کیا جاوے گا ۔ اور نیز میلہ اسپان بھی حسب دستور سابق امر موقعہ پر ہو گا ۔ فروخت اسپان پر ایک روپیہ فیصدی محصول لیا جاویگا واضح ہو کہ میلہ مویشی میں جو ٹکٹ فیس وقت داخل ہونے احاطہ میں مال کے دیا جاتا ہے وہ بوقت واپسی یعنی باہر نکال لیجانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جاویگا اور خریدار مال کے پاس رسید بطور سند وصولیابی قیمت کے رہے گی۔

دستخط
المشتہر
مسٹر ۔ جے جی ۔ اکیب صاحب بہادر
سکرٹری میونسپل کمیٹی امرتسر
۱۵ار ستمبر سنہ ۱۹۱۴ء

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پر وال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے ادرا ویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چندروز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ؏ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ؏ خالص ممیرا فی ماشہ ؏ مصری سرمہ فی تولہ ؏ محصولڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے ضرور بچنا چاہیئے۔ المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر ۔ ڈی ۔ ایم ۔ بی ۔ ایم سانگلی صاحب ۔ ایم ۔ بی ۔ ایم ۔ ایس سندیافتہ یونیورسٹی۔

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۴ سال پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پر وال پڑے ہوئے تھے اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں ان سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھی صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر محمد حسین خان ۔ ایل ۔ ایم ۔ ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

۳۔ میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر ۔ ایل ایم ۔ ایس ۔ اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴۔ میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں کے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ۔ ایل ۔ ایم ۔ ایس ۔ اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ ۱۸۹۸ء میں جمع کیا گیا ہے۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی اڈیٹر وپروپرائٹر کی سعی واہتمام سے چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

جلد ۴	دار الامان قادیان ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۰ء	نمبر ۳۸

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

کی

سائیں مہر علی شاہ صاحب گولڑی کے

متعلق

ایک پیشگوئی کا پورا ہونا

از حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی

ایدہ اللہ

شعر

بنگر اے قوم نشانہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ بر چشم نشانیست کبیر

۱۹ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء کے اخبار عام میں ایک امرتسری نے میری چٹھی پر جو ۱۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء کے الحکم میں شائع ہوئی تھی چند اعتراض کئے ہیں۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ میری توقع کے خلاف صاف اور واضح امور کو بھی اعتراض اور نکتہ چینی کا تختہ مشق دیکھا مجھے کامل وثوق تھا کہ اب یہ راہ خس وخاشاک اور ہر قسم کی رکاوٹوں سے پاک ہو گئی ہے اور راہ چلنے والوں کو غرض وغایت تک پہنچنے کیلئے کافی روشنی اور بدرقہ مل گیا ہے۔ مگر اس معترض نے ثابت کر دیا ہے کہ بیہودہ گر خردہ گیری کیلئے اسوقت تک جولانگاہ باقی ہے۔ کاش! ایک اطمینان طلب جویائے حق کی نکتہ چینی ہوتی! جسکی کارروائی صاف راہ نمائی کرتی کہ اسکے زعم میں ایک معرض بحث اور متنازع فیہ امر کی نسبت مزید توضیح کیلئے کوشش کیگئی ہے اور ایک پاک مگر نا واقف حقیقت دل آمادہ ہے کہ کسیطرح یہ الجھن سلجھنے میں آجائے۔ مگر ہمارے امرتسری دوست معترض کے کمزور اور غیر موزوں اعتراضوں سے صاف ہو گیا ہے کہ

کہ بیجا تعصب کی موٹی دیواریں اُنکے آگے حائل کھڑی ہیں جو اُنھیں محاذ کی خوبصورت روشنی کو دیکھنے نہیں دیتیں۔

اصل واقعہ جو کئی دفعہ اسی قابل قدر پرچہ میں شائع ہو چکا ہے نہایت صاف اور واضح اور وہ یوں ہے کہ حضرت مرزا **غلام احمد صاحب قادیانی** نے پیر مہر علی شاہ صاحب کو دعوت کی تھی کہ میں اور آپ **عربی** زبان میں نہایت درجہ کے فصیح بلیغ عبارت میں قرآن کریم کی تفسیر لکھیں اور اس تفسیر میں وہ حقائق ومعارف اور نکات و دقائق ہوں جو اگلی تفسیروں میں مذکور نہ ہوں اور اُن سے کتاب اللہ کی فوق العادۃ عظمت اور جلال ظاہر ہو۔ یہی مجھ میں اور آپ میں فیصلہ کن معیار ہوگا کہ خدا تعالیٰ کے دربار عالی میں مجھے باریابی کا فخر حاصل ہے؟ یا آپکو؟ اسلئے کہ خدا تعالیٰ کی کتاب جلیل نے یہ بلند دعویٰ کیا ہے کہ **لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ** یعنی قرآن کریم کے حقائق ومعارف کے بیان کرنے پر

وہی قادر ہو سکتے اور اسکے پاک حریم میں باریاب ہونے کا وہی شرف حاصل کر سکتے ہیں جنھیں خدا نے دست خاص سے پاک صاف فرمایا ہوتا ہے اور آسمان کی پانی کی طرح پاک ہوتے اور آسمان سے انھیں خاص نسبت ہوتی ہے - یہ قرآن کریم کا دعوی اور پُرزور تحدی ہے جو خدای علیم کیطرف سے آئندہ پیدا ہونیوالی نزاعوں میں جو امت محمدیہ کے درمیان واقع ہوں بیّن حکم اور ممیّز ٹھہرائی ہے - اور ضروری تھا کہ اس قسم کا فیصلہ اور معیار بھی قرآن کریم میں ہوتا - اسلئے کہ قرآن کریم جیسا دوسرے مذاہب کے اختلافات میں حکم بننے کا دعوی کرتا ہے اور فیصلہ کے اصول اور قواعد بھی منضبط فرمائے ہیں اور اس حکومت میں کامیابی کا زریں تاج اس کتاب مجید کے سر پر رکھا گیا ہے اسی طرح ازبس ضروری تھا کہ اندرونی اختلافوں اور نزاعوں کے فیصلہ کیلئے بھی اصول اور قواعد مستحکم کرتا - چونکہ قانون قدرت کی مقتضا سے ضروری تھا کہ اندرونی اختلافات اور تنازعات بھی برپا ہوں اور نزاعوں کے سبب سے حق و باطل متشابہ اور ملتبس ہو جائیں اور بہت سے مدعیوں میں سے جنمیں سے ہر ایک اپنے دعوی کو سچا سمجھتا ہو ایک ہی حق پر ہو اور دوسرے صریح بطلان پر ہوں اسلئے واجب تھا کہ کامل کتاب میں جو تمام حقہ صداقتوں اور ضروریات دینیہ پر حاوی و مہیمن ہونے اور قیامت تک کافی ہونے کا دعوی کرتی ہے ایسا قاعدہ اور محکم اصل بھی ہو جو ایسے تاریک وقتوں میں حق کا روشن اور چمکتا ہوا چہرہ دکھا دے - سو اس آیت لا یمسہ الا المطہرون نے اس قسم کے نزاعوں کا قیامت تک فیصلہ کر دیا اسوقت ایک نزاع تھی - اسلام کے میدان میں دو دعویداروں نے علم دعوی بلند کیا -

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے دعوی کیا کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور اس زمانہ کیلئے میں مہدی اور مسیح ہو کر آیا ہوں - پیر

مہر علی شاہ صاحب نے اسکا سخت انکار کیا - اور اپنی مسند مشیخت و ارشاد پر جلوس فرما ہونے اور پیرزادوں کے وجود سے ظاہر کیا کہ میں خدا سے تعلق رکھتا ہوں اور ان کے خدام و اتباع نے بھی اعلان فرمایا کہ قطب وقت و کہف زماں اور ملجاء و ماوا انس و جان یہی ہیں حضرت مرزا صاحب کی قریباً سے وابستہ ہزاروں آدمی ہیں جو اپنا سب کچھ آپکے ہاتھ میں دے چکے ہیں - پیر صاحب سے منسوب بھی بہت لوگ ہیں جو انکی مریدی پر ناز کرتی ہیں - میں خدا ترس و اہل دل مسلمانوں کو مشرق کی ہوں یا مغرب کے پوچھتا ہوں کہ کیا ایسے مشتبہ وقت میں ہم لوگوں ...... تھا کہ ہم لوگ بھی نصاریٰ کیطرح ناقص اور سخت ناکافی انجیل کے سبب سے سراسیمہ اور سرگردان ہوتے اور کتاب اللہ میں کوئی نور جو اس پیش آمدہ ظلمت کو پاش پاش کرتا نہ پاتے اور خود اپنی ہی تجویزوں اور اندیشوں سے کوئی جعلی اور مصنوعی ناکافی راہ پیدا کرتے - مگر نہیں نہیں - خدا تعالی نے ہمیں اسلئے کہ ہم امت مرحومہ تھے ایسی زحمتوں اور کشاکشوں سے محفوظ رکھا اور خود ہی اپنے علم سابق سے ان سب باتوں کا پورا انتظام کر دیا -

پیر - صوفی - قطب - غوث - ولی اللہ - درویش اور سند الوقت مہر علی شاہ صاحب کی خدمت میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اس نزاع کے وقت وہی طریق فیصلہ پیش کیا جو خداوند علیم حکیم نے ایسے اوقات میں ایسے اشخاص کے نزاعوں اور اختلافوں کی حکومت کی غرض سے مقرر کر رکھا تھا -

اے قرآن کریم کو کامل اور مہیمن کتاب ماننے والو اور ظلمات کے اوقات میں اسے یگانہ نور تسلیم کرنے والو اپنی جانوں پر ترس کھا کر خدا تعالی کے لئے بتاؤ کہ کوئی اور راہ بھی کھلی جو اس سے بہتر تھی - اس راہ کے پیش کرنے سے مقاصد و باتیں حاصل ہوتیں ایک تو قرآن کریم کی پیشگوئی پوری ہوتی اور اُس کا خدا کا کلام ہونا اور علوم غیب اور غیب کے دعووں پر مشتمل ہونا ثابت ہو جاتا اور دوسری بات ایک شخص کا مستجاب الدعوات ہونا اور مقرب اور مطہر ہونا ثابت ہو جاتا - اب خدارا فرمائے کہ کیا حضرت مرزا صاحب پیر صوفی اہل اللہ مہر شاہ صاحب کو مولویانہ دعوت کیطرف بلاتے اور یہ کہتے کہ آؤ ہم تم مولویانہ لفظی بحث کر لیں اور ہار جیت پر فیصلہ ہو جائے گا کہ راستی کسکی طرف ہے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اسلئے کہ زمانہ کی ضروریات کے جامع اور رسمی اور روحانی علوم سب کے مستجمع ہو کر آئے ہیں اور خدا تعالی جانتا تھا کہ علمائے خشک اُن کے مقابل اپنی سونڈیں لمبی کرینگے اور علوم رسمی کے مباحثہ کیطرف بھی بلا لیں گے اور ان ہی منطقی اور خشک مباحثات کو حق و باطل کا معیار ٹھہرائیں گے اس بنا پر حضرت مرزا صاحب نے علمائے ظاہری سے علوم ظاہر اور رسمی کی بنا پر مباحثات کئے اور خدا تعالی کے اذن و حول سے انکی لمبی خرطوموں کو گرم ہتھیاروں سے خوب داغ لگا کر - اور آخر دیکھکر کہ مباحثات نظری امور ہوتے ہیں اور فیصلہ کی کھلی اور روشن راہ ان سے پیدا نہیں ہوتی ایک عرصہ تک اپنی قدرت اور طاقت کے جلوہ نمائی کے بعد ان سے پہلو تہی کی اور آسمان کی طرف توجہ کی سو خداوند علیم نے ایک بین اور بدیہی راہ دکھائی جسکی وضاحت کے بعد کسی شخص کو شک و تردد کا موقع مل ہی نہیں سکتا -

اب اگر قوم انصاف نہیں کرتی تو دوسری قوموں کے منصف نیک دل لوگ انصاف کریں کہ حضرت مرزا صاحب نے پیر مہر علی شاہ صاحب کو جو یہ دعوت کی ہے تو کیا ناروا حرکت کی ہے کیا یہی دعوت انکی شان کے شایاں تھی - کیا وہ ولی اللہ نہیں ! کیا وہ مطہر نہیں - ! کیا انھیں خدا کے حریم قدس میں باریابی کا شرف حاصل نہیں ! کیا وہ زبان عربی سے واقف نہیں ! کیا وہ قرآن کریم کے معارف سے مس نہیں رکھتے ! ہاں تو کیا انکی شان کے لائق تھا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی کی گدی پر انھیں بٹھایا جاتا اور النبی استنجا اور قلتین اور بیع و شرا کے مسائل پر بحث کی جاتی یا رفع یدین آمین بالجہر کے نزاعوں کا فیصلہ کیا جاتا - انکو لفظی بحثوں اور ظاہری علوم کی بحثوں کیطرف بلانا یقینا انکی کسر شان تھی - حضرت مرزا صاحب نے انکا وہ پاس کیا اور ان کے حق کی وہ رعایت کی جسکے وہ درحقیقت مستحق تھے - لیکن افسوس صد افسوس پیر صاحب نے اس دعوت کو رد کیا اور بری طرح رد کیا اور سخت ناقابل عفو حیلوں سے رد کیا - پیر صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے جواب میں یہ لکھا کہ اول مرزا صاحب اپنے دلائل پر کھڑے ہو کر تقریر کریں اور ان ہی منطقی اور علمی باتوں کو پھر دوہرائیں اور عوام و خواص کے مخلوط مجمع میں دوہرائیں جو وہ سالہا سال سے اپنی کتابوں اور رسالوں اور اشتہاروں میں لکھ رہے ہیں اور وہ وہی باتیں ہیں جنپر علمائے رسوم

اعتراض اور رد لکھ چکے ہیں اور خود پیر صاحب یا اُنکے مرید غازی لیعنا بھی انکی نسبت خارہ فرسائی کر چکے ہیں اور وہ وہ باتیں ہیں جو نظری ہونیکی باعث ہنوز زیر بحث ہیں۔ غرض مرزا صاحب اُن دلائل کو بیان کریں۔ اسکے بعد پیر مہر علیشاہ صاحب اُٹھکر انکا رد کریں۔ اور انکی باتیں بھی اسی رنگ کی نظری اور خفا اپنے اندر رکھنے والی ہوں۔ اور پھر مولوی محمد حسین صاحب اور مولوی عبد اللہ ٹونکی صاحب کھڑے ہو کر شہادت دیں کہ پیر صاحب کا رد درست اور مرزا صاحب کا دعوی اور دلائل صحیح نہیں تب مرزا صاحب اُسیوقت اُسی مجمع میں پیر صاحب سے بعیت کرلیں۔ یہ ہے جواب پیر صاحب کا اُس دعوۃ کے مقابلہ میں جو حضرت مرزا صاحب نے اُنکی خدمت میں پیش کی۔ اب ناظرین انصاف کریں کہ کیا پیر صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی شرطوں کو منظور فرمایا اور کیا پیر صاحب نے قوم کے نزاعوں کے فیصلہ کیلئے جائز طریق ایجاد کیا؟ اور کیا قوم کی ڈوبتی کشتی کو ورطۂ ضلال و اوہام سے نکالنے کیلئے بجا ناخدائی کی؟ سوچو! اور خدا کیلئے سوچو!!

غضب اور تعصب سے بھری ہوئی جماعت ہو اور ہر ایک اپنے حریف کو سخت ناپسند کرتا ہو۔ یہانتک کہ شدت غضب و تعصب سے اپنے حریف کے الفاظ کو بھی یوں سنتے ہوں جیسے کانوں میں پگھلی ہوئی رانگ ڈالی جاتی ہے پھر مباحثات علمی اور لفظی ہوں۔ پیچیدہ نکات اور دلائل مخفی در مخفی اور کنایات اور اشارات اور علوم کے تہہ میں مخفی ہوں۔ غرض سب امور نظری پر نظری ہوں۔ اور اسپر طرفہ یہ کہ ایک شخص کو قبل از وقت دجال کذاب اور محرف دین اللہ اور مفتری اور کیا کیا مان چکے اور اُسپر سخت حکم چکے ہوں اور اُسکی اہانت کیلئے موقعے تلاش کرتے ہیں جاہیں کیا سے اُسپر یہ توقع کہ اس تدبیر سے کوئی فیصلہ ہو جاتا اور قوم کے دل صلحکاری کا سبق سیکھ لیتی اور ایک صاف اور سطح پر سب بیٹھ جاتے قطعاً محال تھا۔ کیا اب تک اس راز کو سمجھ نہیں گئے اور کیا ہم کی سلامت فکرت اور جودۂ طبیعت سے بحث یوں ہو کر بیٹھ رہنا چاہیے کہ پیر صاحب نے ان بالکل جدید شرطوں سے کیا مدنظر رکھ لیا ہے کیا یہ بالکل صاف بات نہیں کہ انھوں نے اپنے دعوی و لاف اور فقر کے برخلاف دنیا داروں کی طرح ہر مکر صاف

فاش ہو جانیوالی چال اختیار کی۔ اگر راستی مطلوب ہوتی اور خدا کے دین کی حفاظت مقصود ہوتی تو کوئی امر اپنی طرف سے ایزاد نہ کرتے اور امر بھی وہ جو اُنکی شان اُنکی مسند اور اُنکی ولایت کو داغ لگانیوالا تھا۔ جس صورت میں حضرت مرزا صاحب کی دعوت اور معیار فیصلہ وہی تھا جو خود کتاب اللہ نے مقرر کر رکھا ہے اور حضرت مرزا صاحب کی من عند النفس کوئی تجویز نہ تھی پھر اسکے ٹالدینے اور بالکل خاک میں ملا دینے کی کیوں کوشش کی گئی۔ امرتسری صاحب فرماتے ہیں کہ "پیر صاحب نے ایک شرط بڑھائی ہے"۔ افسوس تعصب روشنی سے کسقدر دشمنی رکھتا اور کبھی اُس کے جوار میں بھی رہنا پسند نہیں کرتا۔ پیر صاحب نے شرط بڑھائی نہیں بلکہ ایک ایسی تجویز پیش کی جس نے حضرت مرزا صاحب کی ساری شرطیں کو رد اور منسوخ کر دیا۔ خدا کیلئے سوچو تفسیر قرآن سے قبل مرزا صاحب اپنے دلائل پیش کریں پھر پیر صاحب کھڑے ہو کر ان کا رد کریں۔ بعد ازاں مولوی بٹالوی صاحب اور ٹونکی صاحب مرزا صاحب کے خلاف اور پیر صاحب کے موافق شہادت دیں اور پھر مرزا صاحب پیر صاحب کی بعیت کرلیں۔ میں پھر کہتا ہوں سوچو کہ وہ اصل بات تفسیر نویسی کی کہاں رہی۔ کیا اسمیں کوئی شک باقی رہ سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب اپنے عجیب علمی اور نظری دلائل بیان فرماتے اور پیر صاحب اُن کا وہی مولویانہ رد کرتے۔ تو عوام کالانعام اور اُنکے بیشمار موٹی طبیعت والے متعلقین اور سبعی جذبات سے لبریز خدام پیر کی کافی سمجھکر اُسکی تائید نہ کرتے اور بعد ازاں مسلم و مقبول معاند مولوی بٹالوی صاحب اور دوسرے صاحب لا لحب علی بل ببغض معاویہ پیر صاحب کے حق میں ڈگری نہ کرتے۔ سوچو اور خدا کیلئے سوچو کہ حضرت اقدس کے دلائل شمس نصف النہار سے بھی زیادہ روشن اور مشہور ہیں۔ پردہ نشین عورتوں تک وہ پاک اور آسمانی باتیں پہونچ چکی ہیں۔ ان لوگوں نے اس سے پہلے کیا فائدہ اُنسے اُٹھایا ہے جو اسوقت اُن ہی کے تکرار سے پھر اُٹھاتے۔ کیا انکی قوت غضبی کا اشتعال کچھ بھی اب تک فرو ہو چکا تھا۔ اسوقت تک انکی بیشمار خط ناگفتنی اور ناشنیدنی گالیوں سے بھرے ہوئے حضرت مرزا صاحب کی طرف آرہے تھے۔ خدا کیلئے کوئی تو بتاؤ اور خدا لگتی کہو کہ کیا پیر صاحب نے یہ راہ مخلوق خدا کی بہتری کی سوچی اور کیا یہ اُنہیں حق کی سوجھی اور کیا اُنھوں نے سادگی اور حق پسندی اور حق طلبی سے ایک اور شرط بڑھائی۔

یا حق و باطل میں شبہ ڈالنے کی ایک راہ نکالی۔ جب مرزا صاحب کی دلائل کا پیر صاحب کی طرف سے رد ہو چکا اور بے لوث مقدس گواہونکی گواہی فیصلہ پیر صاحب کے حق میں دیچکی اور مرزا صاحب وہیں بعیت کر لیتے تو پھر کیا تفسیر قرآن بعیت ہو کر اور مرید بنکر لکھتے۔ اسمیں دو ایک باتیں ہی تنقیح طلب ہیں پھر راستے لگانیکے لئے راہ صاف نکل آتی ہے۔ کیا پیر صاحب نے اسے صاف منظور کیا یا کسی پیچ کے ساتھ بھی منظور کرلیا اور کیا درحقیقت ایسی نزاعوں میں جو امت محمدیہ میں واقع ہوتی ہیں اور جو نظری امور یعنی مباحثوں اور تکراروں سے فیصل ہو میں نہیں آتیں وہ طریق فیصلہ کا جو حضرت مرزا صاحب نے پیش کیا اعلی درجہ کا طریق اور کتاب اللہ کے منطوق کے موافق طریق ہے یا نہیں۔ اور کیا اسطریق سے جو بسبب خرق عادت اور کرامت نمایاں ہونیکے بدیہی طریق اور واضح امام ہو جاتا اور کوئی بہتر طریق ہو سکتا ہے۔ پیر مہر علی شاہ صاحب کی حجت بازی کیا راستبازوں اور راست کیشوں کی اطمینان قلب کا موجب ہو سکتی ہے

میں سمجھ نہیں سکتا کہ کوئی سلیم الفطرۃ اس بیان سے صاف نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب نے خدا تعالی کی قوت و قدرت پر اعتماد نہ کرکے اور اپنے حریف کی قوت و شوکت سے مرعوب ہو کر اُس دعوت کے قبول کرنے سے گریز کیا مگر افسوس کیسی باریک چادر میں اپنا شرمسار اور کھسیانا مُنہ چھپایا جسکے اندر سے اُنکے انفعالات نفسانیہ ہر ایک ناظر کو صاف صاف نظر آگئے۔ کون دانشمند سمجھ نہیں سکتا کہ کتاب اللہ کے پر معارف تفسیر عربی زبان میں لکھنا اُنکو موت احمر نظر آئی جس سے بھاگ کر اُنھوں نے بھولس کی ٹٹیوں میں پناہ لی۔ افسوس پیر صاحب نے اس دنیا کی شرمساری اور پردہ دری سے بہت خوف کیا اور حطام دنیا کی تلاش اور ابنائے دنیا کے دلجوئی نے اُنھیں پردہ کی اوٹ سے مُنہ باہر نکالنے نہ دیا مگر اُس ہولناک یوم کا دھڑکا دلکو نہ لگا جبدن باطن کا باطن بھی طشت از بام کیا جاویگا اور یوں ہوگا کہ۔ زر اندودگان را بآتش برند پدید آید آنگہ کہ مس یا زر اند۔ جب انکا دل احساس کرتا تھا اور ضمیر پورے شعور و تنبہ سے اُنھیں چلا چلا کر کہتا تھا کہ قرآن کریم کے حریم قدس میں تمھیں شرف باریابی حاصل نہیں اور یہ کام درحقیقت مطہروں۔ آسمانیوں انبیاء علیہم السلام کے ظلوں کا ہے اور پیر صاحب ایک شخصکو ایسا دعوی

(پیر مہر علی شاہ صاحب [illegible])

کرتے اور ہر روز تحدی کرتے دیکھ چکے تھے اور یہ ایک تحدی ہی اُنکے لئے اگر وہ صاف قلب ہوتے تو کافی آگاہ کرنیوالی دلیل تھی تحدی کرنیوالے کی فوق العادہ دعوی اور قدرت نمائی پر۔ اسلئے کہ وہ اپنے اندر جھانک کر اپنی جیب کو اس گرامی قدر نقد سے خالی پاتے تھے اور اسی افلاس نے انھیں تفسیر کو ٹالدینے کیلئے حیلہ جوئی پر آمادہ کیا۔ غرض جب پیر صاحب خوب جانتے تھے کہ وہ اس میدان کے مرد نہیں تو کیوں گذشتہ راستبازوں کیطرح صاف صاف اپنے عجز کا اقرار نہ کرلیا۔ کہ اعتراف بعجز انکی شان کو بڑھاتا مگر افسوس انھوں نے روباہ بازی اختیار کی اور اپنے نکلنے کے لئے ایک اور چور سوراخ نکال لی۔ کاش وہ چور سوراخ ہوتی۔ اب میں پھر امرتسری صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا پیر صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی شرط تفسیر نویسی کو منظور کرلیا تھا اور بقول آپکے صرف ایک شرط اور بڑھائی تھی سوچو اور خدا کے لئے سوچو۔

ان سب باتوں کے بعد جو میں بیان کرچکا ہوں ایک دانشمند بڑی آسانی سے اس نتیجہ پر پہونچ جاتا ہے کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مستجاب الدعوات ثابت ہوگئے۔ اور انکی تحدی نے جسکا مقابلہ کرکے اُسے توڑا نہیں گیا صاف ثابت کردیا کہ وہ مطہر ہیں وہ آسمانی ہیں اور قرآن کریم کے معارف کے بیان کرنے میں جو خدا تعالی کا حریم قدس ہے وہ لانظیر اور یگانہ ہیں۔ ایک بات ثابت ہوئی۔ دوسری بات جو اس سے بھی زیادہ زبردست بات جو علم غیب کی شوکت اپنے اندر رکھتی تھی اسکے ساتھ وہ بھی روز روشن کیطرح پوری ہوگئی۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے تفسیر نویسی کی دعوت میں ساتھ یہ دعوی بھی کیا تھا کہ پیر صاحب میرے مقابل ہرگز قادر نہ ہونگے آپکے الفاظ یہ ہیں "میں مکرر کہتا ہوں کہ میرا غالب رہنا اسی صورت میں متصور ہوگا جبکہ مہر علی شاہ صاحب بجز ایک ذلیل اور قابل شرم اور رکیک عبارت اور لغو تحریر کے کچھ بھی نہ لکھ سکیں اور ایسی تحریر کریں جس پر اہل علم تھوکیں اور نفرین کریں کیونکہ میں نے خدا سے یہی دعا کی ہے کہ وہ ایسا ہی کرے اور میں جانتا ہوں کہ وہ ایسا ہی کریگا۔ اور اگر مہر علی شاہ صاحب بھی اپنے تئیں جانتے ہیں کہ وہ مومن اور مستجاب الدعوات ہیں تو وہ بھی ایسی ہی دعا کریں "۔ ایسی صاف اور یقینی بات کی نسبت قوی اُمید کی جاسکتی تھی کہ بہت سی گردنیں اسکے مقابل خدا کے حضور جھک جائینگی اور اس روشنی سے ایک مرد خدا کا پتہ لوگوں کو لگ جائیگا مگر امرتسری صاحب ظاہر کرتے ہیں کہ ہنوز بدقسمتی لوگوں کا پیچھا چھوڑنے میں نہیں آتی۔ امرتسری صاحب لکھتے ہیں کہ پیشگوئی غلط نکلی۔ اسکی دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ تفسیر لکھنے کا اور قبول دعا کا تو موقعہ ملا ہی نہیں اور استہزا سے فرماتے ہیں کہ کیوں عالم الغیب خدا نے انھیں صاف بتا نہ دیا کہ تفسیر نویسی کی نوبت ہی نہیں آوے گی اور کیسا خدا ہے کہ وعدہ تو یہ کیا کہ مرزا صاحب تفسیر لکھ لیں گے اور پیر صاحب کا کاغذ سادہ کا سادہ رہجاویگا اور خلاف وعدہ مرزا صاحب کو وقت پر قادیان ہی پر رکھ رکھا۔ افسوس یہ لوگ خدا تعالی کی سنتوں اور انبیاء علیہم السلام کے منہاجوں سے کسقدر دور جا پڑے ہیں۔ کوئی تیر اپنے ترکش سے نکالکر حضرت مرزا صاحب کی طرف نہیں چلاتے جو سیدنا خاتم الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے سینہ میں جاکر پیوست نہ ہوجاتا ہو تاکہ ثابت ہوجائے کہ ظل اور اصل میں پوری مناسبت اور اتحاد ہے۔ امرتسری صاحب کیا اسی ضروری قرار دیتے ہیں کہ پیشگوئی اسی صورت میں پوری ہوتی کہ پیر مہر شاہ صاحب مقابلہ کرتے اور مقابلہ میں عجزی اور خذلان انکو چاروں طرف سے گھیر لیتا اور دیگر کو بصورت پیشگوئی کے پورا ہونگی نہ تھی۔ بہت خوب تو بتاؤ کہ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ ۔ وَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا الآیہ اور قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْجِنُّ وَالْإِنسُ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا یہ زبردست تحدیاں پیشگوئی کے رنگ میں ہیں یا نہیں اور یہ پورے معنوں میں پوری ہوئیں یا نہیں کیا کسی تاریخ اور حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی کتاب عرب کے فصحا قرآن کے مقابل بنا کر لائے۔ کیا کبھی جن وانس کی کمیٹی کہیں بیٹھی اور وہ اجتماعی شوری اور طاقت سے قرآن کے مقابل کوئی سورت تیار کرکے لائے اور بالآخر مقابلہ اور موازنہ سے واضح ہوا کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔ یاد رکھو مقابلہ کرکے ذلیل اور رسوا ہونا یا خود مقابلہ ہی میں نہ آکر داغ عار جبین مردی پر لگانا ایک ہی بات ہے۔ ان دونوں میں ذرا بھی فرق نہیں۔ مردی اور حمیت اور ناک بہر صورت اسکی مقتضی ہوتی ہے کہ حریف مدعی سے جو ہر طرح کی ہتک کررہا ہے مقابلہ کیا جاوے۔ باایں ہمہ صرف الوجوہ اگر شکست اور خذلان کی دلیل نہیں تو اور کسکی ہے۔

مباہلہ کا واقعہ بڑا عظیم الشان واقعہ ہے اور اس بات کی قوی سے قوی دلیل ہے کہ حضور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی حقیت اور سچا نبی اللہ ہونے کا کسقدر وثوق یقین اور کامل شعور تھا اور آخر کار نصرانیت کے مقابل یہ فیصلہ بھی کامل دلیل ٹھہر گیا اس بات کی کہ اسلام منصور اور مؤید مذہب اور نصرانیت مخذول طریق تھا اور اسکے حامیوں کو آسمان سے کوئی لگاؤ نہ تھا۔ مگر کیا مباہلہ واقع ہوا کیا اُن نصرانیوں کا حق کی پرشوکت اور زہرہ گداز آواز سے مرعوب ہونا اور جی چھوڑ دینا ہی آخری فیصلہ اسلام کے حق میں ٹھہر نہیں گیا۔ اصل بات یہ ہے کہ امرتسری صاحب اور آپکے مثیل وہم مشرب پیشگوئی کے سائنس سے واقف نہیں۔ پیشگوئی جو ایک صادق علی بصیرۃ مدعی کی طرف سے ہوتی ہے اُسکے مُنہ سے نکلتے ہی اپنے ساتھ ساتھ ایک لشکر جرار ملائکہ اور سماوی طاقتوں کا لاتی ہے اور ادھر اُدھر اور آگے پیچھے سے ہر قسم کی رکاوٹوں اور دراندازوں کو ہٹاتی ہوئی اور پامال کرتی ہوئی سیدھی اپنی غرضوں اور ہدفوں پر جا لگتی ہے۔ جسطرح بجلیاں ہوا کو صاف کرتیں اور زہریلے مواد کو جلا دیتی ہیں پیشگوئی کے الفاظ جنمیں رعد و برق کی خبر مرکب ہوتی ہے حریف کے مصنوعی زور اور قوۃ قلبی کو کچل ڈالتی ہیں۔ وہ جو پہلے اپنی قوم میں مرد کہلاتا اور لاف وطامات میں گردن بلند کرتا تھا اُس ہیبت ناک گرج کے بعد بزدل اور پورا نامرد بنجاتا ہے اور وہ جو اپنے حلقہ میں بڑا لسان منطیق اور المعی لوذعی کہلاتا تھا اُس آتشیں تلوار کی ایک ہی چمک سے اسکی زبان میں سینکڑوں پیچ پڑجاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان قرآنی تحدیوں کا اگرچہ معارضہ نہیں کیا گیا اور ممکن ہے کہ اندر ہی اندر انہوں نے منصوبے کئے ہوں اور صادق مدعی کے دعوی کو توڑنے کی انتھک کوشش کی ہو ممکن ہے کہ ناز دکھائے ہوں دشمنوں اولادوں نے گذشتہ ذلتوں اور نامرادیوں انتقام لینے کیلئے اب بھی اندر ہی اندر تدبیریں ہوں مگر باایں ہمہ یہ تحدیاں اسلام کی صدق پر براہین قاطعہ اور حجج ساطعہ ٹھہرگئیں۔ اسی طرح اور ٹھیک اسیطرح حضرت مرزا صاحب نے

تفسیر نویسی کی دعوت کی ساتھ تھا بالفعل یہ تحدی بھی کردی کہ پیر مہر شاہ صاحب مقابلہ نہیں کرسکیں گے اور سخت ذلت کی مار اُن پر پڑے گی - حضرت مرزا صاحب بشریت محض کے لحاظ سے ضعیف القوی اور محدود العلم انسان اور نیچر کے پُر زور انقلابات کے احاطہ میں اور لوگوں کیطرح محصور و محاط ہیں - یہ شوکت اور صولت جو اُنکے الفاظ میں ہے اور یہ غیب کی پرسطوت آواز جو اُنکے مُنہ سے نکلی ہے اگر کسی واسع علیم اور قادر مطلق اور مدبر متصرف ہستی کی آواز اور الفاظ نہیں توکیوں عادتًا ان سے اُسی جنس کے رعب اور زلزلہ کی بارش برس رہی ہے جیسے اس قسم کی تحدی کرنے والوں کی زبان و الفاظ سے واقع ہوتی رہی ہے اور کیوں اس آواز نے آتشیں گولے کیطرح حریف کا کام تمام کردیا اور حرکت مذبوحی تک بھی تو اس سے ظاہر نہ ہوئی - اس موقعہ پر تو ایک مٹیریلیسٹ اور فزی تھنکر بھی ٹھہر جاتا اور تذبذب میں پڑ جاتا ہے کہ اس جنس کی ایک قوم جو معلوم قدامت سے چلی آتی اور اسی قسم کی یکساں الفاظ بولتے اور ان تحدیوں میں ہر زمانہ میں یکساں اپنے حریفوں پر منصور و مظفر ہوتی رہی ہے اور اپنی اس فوق العادہ قدرت اور جلال کو ہمیشہ فاطر السما و ارض کی ہمہ طاقت ذات سے منسوب کرتی رہی ہے اور کبھی بھی اُسکے مخاطب اُنکی ان تحدیوں کے مقابلہ سے عہدہ برآ نہیں ہوے اور ہر عصر میں علی اختلاف ملل و مشارب یکساں مخذول و مطرود ہوتے رہے ہیں - غرض اس قسم کی یہ ہیبت قوم لاریب عام انسانی سطح سے بہت اونچی ہے اور انکا بیّن وجود کسی غیب الغیب وجود کی آشکار دلیل ہے - حاصل یہ کہ ایک دہریہ بھی کم سے کم ایسی عظیم الشان دعووں کے سُننے پر حیرت میں ضرور پڑ جاتا ہے مگر مسلمانونکی ذریت کہلانے والے جن کے پاس نمونے موجود ہیں اور ایسے امور کو کتاب اللہ کے وجود میں تسلیم کرچکے ہیں - اس زمانہ کے برکت و خیر اور اسوقت کے فضل و رحم حضرت مرزا صاحب کی اس تحدی اور پیشگوئی سے انکار کرتے ہیں اور ساتھ ہی دعوی کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی یہ عادت ہی نہیں -

میں پوچھتا ہوں کیا اُن لات و عزی کے حامیوں کا فرض نہ تھا جنکے معبودوں اور ہمہ قدرت معبودوں کو ذلیل اور حصب جہنم کہا گیا تھا اور اُنکے بطلان و خذلان کی یہ دلیل پیش کی گئی تھی فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ۔ پھر میں پوچھتا ہوں کیا اُن مشرکین پر ضروری ہونکا فرض نہ تھا جنکو دل دکھا دینے والی تعریض سے اور کیسے جگر سے پار ہوجانے والے نشتر زا الفاظ میں کہا گیا اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَاۗءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ - ہاں کیا انکا بڑا بھاری فرض اور اہم ترین فرض نہ تھا کہ ہر راہ سے اگر اس تحدی کا مقابلہ کرتے اور عابد و معبود دونوں ابدی عار و شنار سے بچ جاتے - ہم سیطرح اور ٹھیک اسی نمونہ پر حضرت مرزا صاحب نے پیر مہر علی شاہ صاحب صوفی و ولی اللہ کے مقابل تحدی کی یعنی جسطرح فرقان حمید نے مشرکان عرب کو ولن تفعلوا کہا اسیطرح حضرت مرزا صاحب نے پیر مہر علی شاہ کو ولن تفعلوا کہا کوئی مرد خدا ان دونوں میں کوئی ذرا سا تفاوت بھی تو بتادے - اور حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی بھی اسیطرح حرفًا حرفًا پوری ہوئی جسطرح قرآن کریم کی پیشگوئی پوری ہوئی - اور دونوں پیشگوئیوں کے حریفوں پر یکساں بلا تفاوت موتی سکوت اور صرف الوجہ کی موت طاری ہوئی - با ایں ہمہ کسقدر جرات اور خدا ناترسی سے کہا جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی - ای امر تسری اگر اسکے ہم مشرب تمہاری ضمیر مجتیں اور تمہارا ساتھ ہی مہر شاہ کو ملزم نہیں کرتے اور تم سے اعدو ہیں اندر دست دگریباں ہو کر یہ سوال نہیں کرتے کہ کیوں پیر مہر علیشاہ صاحب نے دعوت کو قبول نہ کیا جس سے دو باتیں فورًا ثابت ہوجاتیں (۱) مستجاب الدعوات ہونا اور (۲) کلام اللہ کے معارف و حقائق کا یگانہ عارف اور اسلئے خدا تعالیٰ کا مقرب خاص ہونا - کیوں پہلے کٹ حجت اور بات کو ٹلا دینے والے مولویوں کی طرح پیر صاحب نے ایک صاف پاک بات کو بگاڑنے کے لئے ایک نئی راہ نکالی - مولوی محمد حسین صاحب اور اُنکے امثال مباحثوں میں یا ان رومالی کشتیوں میں حضرت مرزا صاحب کے مقابل ایسی ایچا پیچی کرتے اور حیلہ و حوالہ میں کسقدر معذور بھی تھے اسلئے کہ وہ آسمان کے فرزند نہ تھے وہ تو زمین پر جھکے ہوے اور آسمان سے کٹے ہوے اور خالص زمین کے فرزند تھے مگر ولی اللہ پیر مہر شاہ صاحب نے کیوں ایسی باتوں ٹالدیا جسے خدا کی کتاب مجید نے عباد الرحمن اور عباد الشیطان میں فرق کا معیار ٹھہرایا ہے حق تو یہ تھا کہ اگر حضرت مرزا صاحب کی کلام میں ایچ پیچ اور تہ در تہ شرطیں بھی ہوتیں مگر کسی قرینہ سے سمجھ میں آسکتا کہ آپ کلام اللہ کی تفسیر نویسی کو معیار حق و باطل ٹھہراتے ہیں جب بھی پیر صاحب آگے بڑھکر اسی پکڑتے اور پیچھا ہی نہ چھوڑتے جب تک فیصلہ صاف نہ منوا نہ لیتے اسلئے کہ خود اُنکے خدا تعالیٰ کا یہ ٹھہرایا ہوا معیار تھا جسکے مقرب بنکر ارشاد کی مسند پر وہ بیٹھے ہیں اور راندہ مخلوق کو زمین کے تاریک گڑھوں سے نکالکر آسمانوں کی طرف پہونچا رہے ہیں - مگر یہاں تو صاف اور واضح دعوت تھی اور منعمد کذاب با آسان گرفتار ہوسکتا تھا پھر کس بات نے پیر صاحبکو مجبور کیا کہ انھوں نے ایک غیر متعلق اور قطعًا بے محل بات پیدا کرکے اُس میدان میں آنے سے اپنے تئیں بچالیا - اب بتاؤ کیا پیشگوئی بڑی وضاحت کے ساتھ پوری نہیں ہوگئی اور بتاؤ کہ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی کا استخفاف قرآن کی ویسی ہی پیشگوئیوں سے استہزا نہیں تو اور کیا ہے - حضرت مرزا صاحب کی غیر حاضری لاہور میں پیر صاحب کے لیئے از لبس مفید تھی اور درحقیقت اگر راستی اُنکی مساعد ہوتی تو مرزا صاحب کا حضور و عدم حضور لاہور میں دونوں ہی اُنکے لیئے کارآمد تھے - پیر صاحب کو مباحثہ یا رد دلائل کے بعد تفسیر قرآن کریم لکھنی ہی تھی - لفظی مباحثہ ہی تو مرزا صاحب کے نہ آنے سے ضائع گیا - ضائع ہوا بھی - ایک رنگ میں اُس قسم کی کارروائی تو پیر صاحب کرچکے ہوے ہیں جبکہ آپ نے شمس الہدایت حضرت مرزا صاحب کی تردید میں شائع کیا - قیام لاہور کے اثنا میں پیر صاحب کو کیسا وسیع اور بے روک موقعہ ملا تھا

کہ آپ قرآن کریم کے کسی حصہ کی تفسیر کر کے اپنی رطب اللسانی اور عرفان تآلی کا یقین ایک عالم کو دلا دیتے - تفسیر نویسی کو معیار ٹھیرانے پر استہزا کرنا اور امرتسری صاحب کا توجہ - یا جلوہ زلف عنبریں اور چشم سرمگین کو کافی دلیل پیر صاحب کے منجانب اللہ ہونیکی ٹھیرانا خدا کے کلام کے مقرر کیے ہوئے معیار کی بیحرمتی کرنا ہے یہ کسقدر غلط بات ہے کہ اولیاء اللہ تقریریں نہیں کیا کرتے وہ صرف توجہ سے کام لیا کرتے ہیں - امرتسری صاحب کو معلوم نہیں کہ لبا اوقات حضرت امام الاولیاء خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم دن دن بھر کھڑے ہوکر تقریر کرتے اور ہر پیش آمدہ واقعہ پر سعاً کھڑے ہوکر لوگوں کو مخاطب کرتے - حضرت ابوبکر - حضرت عمر - حضرت عثمان - حضرت علی - رضی اللہ عنہم اجمعین ان سب کا یہی طریق تھا کہ ہر قسم کے مشکلات کے حل کرنیکے لیے بڑی بڑی تقریریں کیا کرتے تھے تقریر تو اہل اسلام اور اولیاء اللہ کا خاصہ ہے جسمیں انکا غیر شریک نہیں چنانچہ خدا کی کتاب فرماتی ہے خلق الانسان علمہ البیان - یعنی انسان کامل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کر کے حسن تقریر کا آپکو معجزہ عطا فرمایا اور اس صفت میں آپکو سب عالم پر ممتاز کیا - اور اسلئے کہ یہ معجزہ بانی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ابدی اور زندہ معجزہ ہو اور زمانہ کے صفحوں پر قائم اور درخشاں رہے خدا تعالی نے آخری زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی بروز اور بعثت ثانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوۃ والسلام کو ظلی طور پر وہی معجزہ عنایت کیا - آپ نے زمانہ کے فصحا و بلغا کو نثر اور نظم اور بیان حقائق و معارف قرآن میں دعوت کی - اور یہ دعوت اپنی ہی قوم تک مخصوص نہیں رکھی بلکہ اُن نصرانیوں کو بھی بلایا جو قرآن کریم پر نکتہ چینی کرتے ہیں اور آخر سب کو اسیطرح ساکت اور ملزم کیا جس طرح ولن تفعلوا کی پہلی آواز نے پہلوں کے منہ بند کر دیئے تھے -

اب سوال یہ ہے کہ کیا پیر صاحب پہلی دفعہ بیجا شرط لگا کر اور دوسری دفعہ لاہور میں اتنے دن گنگ محض رہ کر حق بجانب ہیں اور اُنکی حمایت و دفاع میں کوئی حجت جو دیانت و امانت پر مبنی ہو کسی صورت میں بھی پیدا ہو سکتی ہے ؟ - اسکا سچا اور صاف جواب یہی ہے کہ وہ اس ساری کارروائی میں سرتاپا ملزم ہیں - اس حیلہ اور سکوت سے اُنھوں نے حق اللہ اور حق العباد دونو کا خون کیا - اللہ تعالی کا حق یہ تھا کہ وہ اپنی طریق سے خدا تعالی کے کلام کے اس پُر شوکت اور علم غیب پر مشتمل معیار کا امتیاز لا یمسہ الا المطھرون کی عزت اور تعظیم کرتے اور ایمانداری اور فراخ حوصلگی سے لوگوں کو موقعہ دیتے کہ وہ اس معیار کی ابدی صداقت کو دیکھ لیتے خواہ آخر کار نتیجہ متخاصمین سے کسی کے حق میں ہوتا - حق العباد پر اُنھوں نے یہ ظلم کیا کہ اُنکی اُمیدوں اور لمبی انتظاروں پر پانی پھیر دیا - اب جسقدر لوگ اُنکی جنبہ داری کرتے ہیں کورانہ تقلید یا حضرت اقدس سے بغض رکھنے کے سبب سے کرتے ہیں - کوئی بین شہادت اُنکے ہاتھ میں نہیں جو مشعل کیطرح پیر صاحب کی روشنی صدق اُنھیں دکھا سکے - ایک عالم دشمن و دوست دیکھ چکا تجربہ کر چکا اور سُن چکا کہ حضرت اقدس مرزا صاحب - اُن تمام امور میں چمکتے ہوئے الماس ثابت ہو چکے ہیں اور بارہا ہو چکے ہیں جو اُنکے اسی بلند اور مقدس دعوی کے شایان کے شایاں ہیں - لاہور میں منشی میراں بخش صاحب کی کوٹھی میں آپ ایک دفعہ کئی گھنٹہ تک پُر معارف تقریر کر چکے ہیں اور حضار کو یقین دلا چکے ہیں کہ خدا تعالی کیطرف سے اُنکو قلم اور لسان دونوں یکساں ملے ہیں - جلسہ مذاہب میں آپکی تحریر تمام مضامین پر بالا رہکر اور حسب آپکی پیشگوئی کے جو ایک عرصہ قبل از انعقاد جلسہ کی گئی تھی بالا رہکر سب لوگوں کو منوا کر رہی کہ آپکا کلام لاریب آسمانی قدرت اور الٰہی طاقت اپنے اندر رکھتا ہے - آپکی فصاحت و بلاغت سے لبالب کتابیں جو متواتر عربی زبان میں لکھی گئی ہیں عارفان ابذاق کو عرب عرباکا عہد سعادت مہد یاد دلا چکی ہیں - چنانچہ جن دنوں میں تبلیغ نکلی ہے جسکا ترجمہ میں نے کیا تھا اُسکی نسبت حیدر آباد دکن سے ایک نکتہ دان فاضل عرب نے لکھا کہ تبلیغ کو پڑھکر مجھے ایسا تو اجد ہوا کہ بیر جیمیں آیا کہ سر کے بل رقص کرتا ہوا قادیان تک آؤں - غرض حضرت مرزا صاحب کی تحریر و تقریر دونوں قلوب پر لازوال سکہ بٹھا چکی ہیں اور تلخ سے تلخ دشمن بھی اعتراف کر چکے ہیں کہ آپ واقعی سلطان القلم ہیں - اب میں پوچھتا ہوں کیا یہ ملاحظات تقاضا نہیں کرتے تھے کہ پیر صاحب اپنے دربیے دھڑلے کی تقریریں کرتے اور لوگوں کو یقین دلا دیتے کہ وہ واقعی اپنے کام اور کلام سے زمانہ کی ضروریات کو پورا کر سکنے والے اور ایک مشہور مدعی سے افضل یا اقلاً ہم پلہ ہیں اور وہ یگانہ خصوصیتیں جو اس مدعی کی مایہ ناز ہیں اور جنھیں ہاتھوں پر اٹھا کر وہ ایک عالم پر سربا بات بلند کر رہا ہے پیر صاحب کی اس کارروائی سے مشترک اور آخر کار معمولی اور لغو ٹھر جاتیں - سکوت پیر صاحب کا اُسوقت قابل عذر تھا کہ نہ تقریر کیلیئے کوئی اسوہ قرن اول اور سلف صالحین میں ہوتا اور نہ طبائع میں پرزور فطری میلان اسکی طرف ہوتا - بڑی بڑے خدا ترس درویشوں نے جنھوں نے دنیا میں اسلام کی تبلیغ کی خدائی معارف کی تقریروں سے غیر قوموں کو شیدا و والہ بنایا اور اُس مقدس وادی میں ابتک اُنکے زندہ آثار موجود ہیں - امرتسری صاحب کس قدر ناانصافی اور حق پوشی کی راہ سے کہتے ہیں کہ پیر صاحب نے توجہ سے کام لیا اُنکو تقریر کی حاجت ہی کیا تھی در اصل ہر ایک ذی فہم زیرک سمجھ سکتا ہے کہ وہ اُس کچی دیوار کو بہالیجانیوالی پرزور رَو کے مقابل اس عذر خام سے پشتہ لگاتے ہیں مگر یاد رکھیں کہ سب طبائع اُن ہی کے خمیر سے مخمر نہیں کی گئیں بہت جلد زمانہ کے پرتلاطم موجوں کے تھپیڑوں سے یہ پشتہ ٹوٹ جائیگا اور دیوار اور صاحب دیوار بنیان کے خون آشام موجوں کا طعمہ بنجائیں گے -

اب میں امرتسری صاحب کی خدمت میں ایک واقعہ عرض کرتا ہوں - اگر وہ واقعی حق طلب ہیں اور تعصب کا جن اُنکے سر پر سوار نہیں تو ایمانداری سے اسکا جواب دینگے اور کوئی مضائقہ نہیں کرینگے خواہ اُنھیں ضد و تعصب سے مائی ہوئی طرف چھوڑنی ہی پڑے - سنیئے لاہور میں عام لوگوں نے بلکہ خود پیر صاحب کے مخلص مریدوں نے بار بار اصرار اور الحاح سے اُنکی خدمت میں گذارش کی کہ آپ تقریر کریں اور اس عجیب خدا داد موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیں مگر پیر صاحب نے نہ مانا - منشی نظام الدین صاحب فنانشل سکرٹری انجمن حمایت اسلام -

منشی اللہ بخش صاحب۔ غلام محمد صاحب درخانہ پیر صاحب حکیم محمد یسین صاحب۔ ان سب لوگوں نے جو معزز عہدوں پر ممتاز اور صاحب فہم ہیں منشی غلام محمد صاحب مرید خاص کی معرفت تحریری عرضی پیر صاحب کی خدمت میں بھیجی۔ ملک محمد دین کتب فروش نے پیر صاحب کی طرف سے جواب لکھا کہ ان سب لوگوں کو لیکر حاضر ہو جاؤ پیر صاحب سب کی تسلی کر دینگے۔ سائلین اس نامراد اور قطعاً بیجا جواب سے مایوس ہو گئے مگر منشی نظام الدین صاحب پیر صاحب کے پاس گئے۔ اور بڑی شدومد سے ظاہر کیا کہ آپکو پبلک جلسہ کرکے ضرور تقریر کرنی چاہئے اور مصلحت اور امیدیں اس امر کی مقتضی ہیں کہ آپ ضرور کچھ فرمائیں اور اس جلسہ کے اخراجات کے متکفل ہم ہونگے مگر باوجود اسکے پیر صاحب نے ایک ہی لا زبان میمنت نشان پر جاری رکھا اور فرمایا میری آواز دھیمی ہے میں ممبر پر کھڑا ہو کر تقریر کرنیکے قابل نہیں۔ اسپر بھی لوگ اصرار کرتے رہے اور آپکے حاضرین مرید اصرار کرنیوالوں سے دل و زبان سے متفق تھے۔ پھر بادشاہی مسجد میں بھی پیر صاحب کے آگے لوگوں نے ہاتھ جوڑے مگر آپنے نقاب سے منہ باہر کرنا گوارا نہ کیا اسلئے کہ دلی شعور انکو یقین دلاتا تھا کہ سخن گفت و دشمن بدانست و دوست۔ کہ در مصر ناداں تر از وی ہم اوست۔

اب میں امرتسری صاحب سے اگر کچھ بھی دیانت انمیں ہے پوچھتا ہوں کہ کیا لوگوں نے توجہ پر اکتفا کیا اور انکی روح میں وہ سچا میلان تقریر سننے کا پیدا نہ ہوا جو بمقتضائے قانون قدرت انسان کے اندر ودیعت کیا گیا ہے سچی یہ بات کہ ایسی نامرادی اور خذلان اور صاف فرار دیکھکر اور الٰہی نسبتوں سے قطعاً مہجور پاکر بھی کیوں لوگ پیر صاحب کے پیچھے چلتے رہے اور بعض لوگ ابتک انکا ساتھ دے رہے ہیں۔ یہ بات خدا تعالیٰ کے سنن اور ابتلاؤں اور امتحانوں کے اسرار سے ہے اسلئے کہ ایک عرصہ تک ناراستی کا حامی اور راستی کا مؤید دونوں آزمائے جائیں اور آخر راستی سے طبعاً بغض رکھنے والے بکسی دلیل و بینہ سے نہیں اپنی کجی فطرۃ کے سبب سے ممیز ہو جائیں یا در کھو تھوڑے عرصہ تک بغض و تعصب کی کالی گھٹا محیط رہے کہ لوگوں کو قمر اسلام کے دیکھنے سے روک رکھیگی مگر آخر مقدر ہے کہ یہ مکدر جو صاف ہو جاویگی اور راستی اپنی سچی آب و تاب کے ساتھ نظر آجاویگی۔ امرتسری صاحب خوب غور کریں اور ایک جہان بفضل خدا عنقریب سمجھ لے گا کہ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی کہ وہ میرے مقابل کچھ بھی نہ لکھ سکیگا بڑی صفائی سے پوری ہو گئی۔ اور لاہور میں رہکر انکا اخرس ابکم ہو جانا اس ذوالجلال خدا نے ان کے منہ پر مہر لگا دینے کی وجہ سے تھا جس نے

اس برگزیدہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی سے اپنا جلال ظاہر کرنیکے لئے یہ پیشگوئی کروائی تھی کہ پیر مہر شاہ اُن کے مقابل کچھ بھی نہ لکھ سکے گا۔ خدا تعالیٰ نے ہمیشہ اپنی مستمرہ سنت اسیطرح دکھائی ہے کہ اپنے ماموروں کی تحدیوں کے مقابل معاندین کے منہ پھیر دئے ہیں اور باوجود طرح طرح کی تحریکات کے اُن کے مقاصد کے پیچ انکو کس لیا کہ برگزیدہ کے سامنے آنیکی انہیں حرکت ہی نہ رکھی اسلئے کہ روبرو ہو کر بھی ضروری تھا کہ وہ بیداد گر دشمن ذلیل اور رسوا ہوتے مگر دار الامتحان اور دار ایمان بالغیب علانیہ دار الشہود بنجاتا اور یوں پاک طبع دانشمند شناخت کرنیوالوں اور بہائم فطرۃ عوام میں بلحاظ تسلیم و اعتراف مامور حق کی کوئی مابہ الامتیاز نہ رہتا جیسا قرآن کریم سے اور گذشتہ انبیاء کی سنن سے ایسا ہی پایا جاتا ہے اب بتاؤ کیا اس سہا چپر ضروری نہ تھا کہ حضرت اقدس امام الزمان مرزا صاحب کی پیشگوئی اسیطرح پوری ہوتی سو وہ خدا کے فضل سے پوری ہوئی اور ہر طرح پوری ہوئی۔ ٭

میں اس مقام تک پہونچا تھا جو **چودھویں صدی** کا پرچہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۸ء مجھے ملا۔ اسمیں مضمون۔ "مرزا قادیانی اور حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب" پڑھکر مجھے وہی تعجب اور معاریخ ہوا جو اُن ستمگر معتدی مخالفوں کی تحریروں سے ہوا کرتا ہے جو اسلام اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات اور ذاتیات پر حملہ کرنیکی غرض سے شائع ہوتی رہتی ہیں۔ مجھے دلی تاسف اور جانگزا اندوہ سے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ میں گجرات کے مدرس کی فطرت میں اور اس **پیسہ بھی** کلکتہ کے اڈیٹر کی فطرت میں کچھ بھی تفریق نہ کر سکا۔ مجھے جب سے خدا تعالیٰ کی کتاب مجید کو سمجھنے اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کی ضرورت اور آپکی کارگذاریوں کے فہم کا ملکہ بخشا گیا ہے سخت افسوس اور دلی رنج ہے کہ میں نے علی الاتصال ظالم اور معتدی پایا۔ اُن معترضوں کو جو قرآن کریم کی تعلیم اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائف پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ میں اُن نکتہ چینیوں میں ہمیشہ دو صاف ظلم پاتا ہوں (۱) عمداً اخلاف حق کرنا اور (۲) جہالت سے کارروائی کرنا۔ پہلی شق کی توضیح یہ ہے کہ انھوں نے ہمارے نبی کریم صلعم کی لائف کے اس حصہ پر اور فرقان حمید کی اس تعلیم پر اعتراض کئے ہیں اور شدومد سے کئے ہیں جو انکی مسلمہ معتبو کتابوں میں موجود اور ان صحیفوں کے لانے والوں کی پاک زندگی کا طریق عمل رہی۔ اور وہ طرز زندگی انکی زریں زندگی اور قابل فخر زندگی تھی جسپر قدم مار کر آسمانی نصرتیں اور خدا تعالیٰ

کی تائیدیں اُنکے شامل حال ہوئیں اور اُنکے دعووں کے نہ ماننے والے اور اُن سے مقابلہ کرنیوالے کاٹ ڈالے گئے اور وہ تعلیم اور وہ طریق عمل ہے جسکی تائید میں قانون قدرت میں صاف صاف شہادتیں پائی جاتی ہیں۔ دوسرا ظلم یہ ہے کہ وہ ان حقیقی راہوں سے واقفیت پیدا کرنا چاہتے ہی نہیں یا سادگی سے ناواقف ہیں جو قرآن کریم کے حقائق معارف اور مہبط قرآن کی ذات کے شناخت کرنیکے لئے ازبس ضروری ہیں۔ یہی حال اس گجراتی مدرس معترض کا ہی جو انقلاب قسمت یا شقاوۃ ازل کے وبا دست گجرات کو تاریک کی شکل میں مقلوب کرکے اپنے ہر دوب کا پردہ فاش کرنا نہیں چاہتا۔ میں بہت خوش ہوتا اگر اسکے اعتراضوں میں کچھ بھی بو انصاف اور خدا ترسی کی آتی۔ میں ایک شخص ہوں جو خدا کیلئے اور خدا میں ہو کر اقرار کرتا ہوں کہ میں محض راستی کی محبت اور ابتغاء وجہ اللہ کی غرض سے حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں بیٹھا ہوا ہوں اور میری روح مجھے یقین دلاتی ہے کہ میں اس دعویٰ میں علی وجہ البصیرت صادق ہوں کہ اگر مجھے بیت اللہ میں ایک عظیم الشان مجمع کے روبرو کھڑا کرکے رب عرش عظیم کی بہیبت قسم دلائی جاوے تو بھی میں بلند آواز سے کہونگا کہ میں نے دس برس کے رات دن کے تجربہ اور مشاہدہ اور گہری اندرونی اور بیرونی واقفیت سے حضرت مرزا صاحب کو ویسا ہی اور ویسا ہی صادق منجانب اللہ پایا ہے جسطرح اور جس تجربہ سے اور رات دن کی گفتار و کردار کے مشاہدہ سے حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو صادق اور رسول اللہ پایا اور سمجھا اور پھر اس استقامت میں ذرا بھی تزلزل نہ آیا۔ شروع دعوے میں کوئی نشان نہ تھا۔ کوئی جبروت موم الناس والی تعلیم نہ تھی۔ اور عقل و فطرۃ کو سجدہ میں گرا دینے والی قرآن عظیم کی کوئی پر فصاحت سورہ نازل ہو چکی اور پڑھی جا چکی نہ تھی جب راہ ہی میں سنکر امام الصادقین والصدیقین مرسل اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی تصدیق کر اٹھا۔ اس راز کی کلید بجز اسکے اور کیا ہے کہ ابوبکر صدیق کو رات دن کی صحبت کے سبب سے حضرت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایک ایک ادا صدق و حق کی سمجھ میں آگئی تھی۔ اسیطرح میں کہونگا کہ میں نے خلا میں ملا میں گفتار میں کردار میں تحریر میں تقریر میں غرض ہر حال میں دس برس کے دراز اور گہرے تجربہ سے حضرت مرزا صاحب کو صادق اور مستحق اُن دعووں کا پایا جو وہ کرتے ہیں اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کیلئے اُنکی خدمت میں بیٹھا ہوں۔ پھر میں کہتا ہوں کہ میں ہر بات کو خدا کیلئے سنتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کیلئے نکتہ چینیوں کے اعتراض میں غور کرتا ہوں اور کوئی تعصب مجھے مجبور نہیں کرتا کہ میں باہر کے آوازوں کی طرف بہرے کان کر دوں۔ مگر افسوس ہر ایک مستعجل معترض میں عادۃً دو صریح ظلم پاکر یقین اور بصیرت میں کل یوم ھو فی شان

٭ چودھویں صدی کے جواب میں جو حصہ ہے وہ کم از کم تین مرتبہ پڑھا جاوے ہم یعنی لونگی لگی شتاہی اور تاریک (ظلمت زمانی) کے فرزند کیلئے؛ نور۔ ایڈیٹر

نمایاں ترقی کرتا ہوں کہ لاریب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی وہی مسیح اور مہدی ہیں جو خدا تعالیٰ کے کل راستبازوں کی زبان پر اور آخری زمانہ میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر موعود ہوئے ہیں۔

افسوس ظالم اور اعتساف میں اس معترض کو اُسکے گزشتہ بزرگوں سے جو اس نادرفن میں زندہ نشان چھوڑ گئے ہیں بہت بڑھکر حصہ پایا ہے۔ خدا ترسی اور تقویٰ اس امر کو چاہتا تھا کہ اعتراض کرنے سے پہلے معترض صاحب دھیان کرتے کہ اُنکے یہی چھوڑے ہوئے تیر کہیں قرآن کے نازک ورقوں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ کو تو نہ چھید ڈالیں گے۔ اور حق تھا کہ کچھ عرصہ تو ایسے شخص کی صحبت میں رہکر حسن ظن اور صبر سے اُسکے حالات کو دیکھتے اور اُسکے مختلف متعلقات سے اندازہ لگاتے اتنا بڑا دعویٰ یعنی زمانہ کا منجی و مصلح ہونا خدا تعالیٰ کا مرسل و مامور ہونا۔ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں بروزوں محمد و احمد کا جامع اور محل ہونا۔ آدم کہلانا۔ نوح کہلانا۔ ابراہیم کہلانا۔ موسیٰ کہلانا یوسف کہلانا۔ عیسیٰ کہلانا۔ اور بالآخر محمد و احمد کہلانا۔ غرض اتنا بڑا دعویٰ کیا ایک اہل دل خدا ترس کے کانوں میں پڑکر کم سے کم اُسے توقف کرنے اور ماننا نہ سہی مگر غور کرنے پر بھی آمادہ نہیں کرتا۔؟

پھر دس سال پوری استقامت کے ساتھ جسمیں زمانہ کے اقسام اقسام کے انقلابات اور طرح طرح کی ترہیب و ترغیب سے ذرا بھی جنبش نہیں آئی۔ رسول کریم صلعم کی طرح آفتاب و ماہتاب کا اسکے دائیں بائیں ہاتھ میں رکھا جانا اس پر زور آواز کو ایک لحظہ کیلئے بھی پست نہیں کر سکا۔ بیشمار کتابیں عربی میں فارسی میں اردو میں انگریزی میں اور ہزارہا اشتہار ان دعوؤں اور دلائل پر لکھے گئے۔ دنیا کے سلاطین کو۔ قیصرہ ہند کو۔ نواب و رؤسا کو۔ ہر مذہب و ملت کو ہر طبقہ کے لوگونکو۔ بڑی قوت سے یہ دعوت پہنچائی گئی پھر تیس ہزار آدمیوں سے زیادہ کا اس دعوت کو قبول کرنا اور جان سے مال سے عزت سے آبرو سے اسکی وہی عزت اور حمایت و تائید کرنا جو صحابہ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت ظاہر کی۔ بعض خدا شناس اور زندہ دل رکھنوں کا شور و شر دینا بالتعین دینا اور بعض کا یکمشت ہزاروں تک نثار کر دینا اور سینکڑوں کا دائما برستہ رقمیں معین طور پر ارسال کرتے رہنا۔ اور پھر فضلا اور علما اور زہاد اور اتقیا کا اس سلسلہ میں داخل ہونا بڑے بڑے کابر و رشائخ کا تسلیم کرنا الغرض یہ سارے نشان جو پہلے راستبازوں کی مانند نشان ہیں اور راستبازوں کی

کیا حق نہیں رکھتا اور ایک طالب حق کے دل میں اتنا بھی میلان پیدا نہیں کر سکتا کہ وہ ایک عرصہ ایسے شخص کی صحبت میں رہنا اختیار کرے۔ خود دیکھے۔ خود پرکھے خود جانچے۔ اور شنید پر انحصار نہ رکھے۔

معترض نے (جس ظلم سے اپنا نام منصف رکھا ہے) تمہید میں ایمان اور ضمیر کے خلاف یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ ہم دونوں بزرگوں میں سے نہ کسی کے مرید ہیں نہ کسی کے طرفدار کہ ہم اسبارہ میں کچھ لکھنے کی کوشش کرنے اب دوستوں کے مجبور کرنے پر چند کلمات جو ہمارے نزدیک راست ہیں بطور رائے پبلک کے سامنے پیش کرتے ہیں (یہ اوپر کے خط میری کھینچے ہوئے ہیں اس لئے کہ خدا ترس دانشمند غور کریں کہ ذو وجہین معترض نے ان باتوں کا اپنے مضمون میں کہانتک پاس کیا ہے) مگر ان دو چار سطروں کے بعد فوراً قلبی عناد اور بغض اور حسد کی وہ زہر اگلی ہے جو صاف صاف بتاتی ہے کہ ایک دیرینہ حاسد کی تحریر ہے جو مدتوں سے کڑھتا اور دکھتا اور سر دھنتا اور اس پاک سلسلہ کی ترقی اور عظمت کو دیکھ دیکھ کر ڈاہ کے مہلک روگ میں گرفتار ہے اور بار ہا اس سے پہلے اس پرچہ میں اپنی اندرونی زہر کو اُگل چکا ہے اور اب بھی مقتضائے طبیعت کی وجہ سے مہر علیشاہ کے واقعہ کو ایک تقریب بنا کر دلکی بھڑاس نکالنے کا موقعہ پایا ہے

ناظرین صاحب سنیئے اور متوجہ ہو کر سنیئے صفائی بیان اور توضیح مطلب کیلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قولہ اقول میں اس مضمون کو تقسیم کیا جائے۔

قولہ مرزا صاحب کی مالی حالت جو ابتدا میں سنی جاتی تھی اور جس افلاس میں وہ جکڑی ہوئے تھے وہ اکثر احباب و اہل اسلام سے پوشیدہ نہیں۔

اقول مرزا صاحب ابتدا میں اُسیطرح مال و زر کے لحاظ سے ناتوان اور مسکین تھے جسطرح عبداللہ کا بیٹا اور آمنہ کا جایا تھا (صلی اللہ علیہ وسلم) جسکی نسبت کتاب اللہ نے بڑے فخر سے شہادت دی ہے **وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ** اب بتائیے اس سے مرزا صاحب کی کونسی کسر شان یا انکی آیندہ دعووں کی ہتک لازم آئی۔ کیا ضروری نہیں کہ خدا تعالیٰ کا ہر ایک برگزیدہ ابتدا میں پوری معنوں میں ناتوان ہو اور اُس ناتوانی کی حالت میں آیندہ آنیوالی عظیم الشان حالت کی نسبت پیشگوئیاں اُسکے منہ سے نکلیں اور رفتہ رفتہ پوری ہو کر خدا تعالیٰ کی ہستی کی علامت اور اُسکے منجانب اللہ ہونیکا نشان ٹھہر جائیں اسی سنت کے موافق خدا کے برگزیدہ مرزا غلام احمد قادیانی ایک زمانہ میں اپنے پہلے نمونوں کے طرز پر مالی حالت میں سخت کمزور اور کس مپرس تھے اسی عرصہ میں

خدا تعالیٰ کیطرف سے آپکو الہام ہوا **أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ** یہ الہام آج سے تیس سال کی مدت کا یہ پاک اور علوم غیب بلکہ حضرت مرزا صاحب کی آیندہ کی ساری زندگی پر مشتمل الہام اُسدن سے آپکی انگشتری میں کندہ ہے۔ اس الہام کو اُنہی دنوں سے قادیان کے متعصب آریہ ملاوامل اور شرمپت اور بہتیرے جانتے ہیں۔ اگر کوئی اور دلیل حضرت مرزا صاحب کے صدق پر نہ بھی ہوتی جب بھی یہ پرزور الہام کافی گواہی تھی۔ اس پیشگوئی نے اپنا کام کس حیرت انگیز طریق سے کیا اور اس لمبی رفتار میں کیا کیا کرشمے دکھائے۔ مہجور و متروک مرزا غلام احمد قوموں کے مرجع و مآب اور ملجا و ماوای بنگئے۔ ہزاروں لاکھوں نے انھیں شناخت کیا اور بیشمار راستبازوں نے آپکو قبول کیا۔ تاجروں۔ ملازموں۔ حرفے والوں۔ اور زمانہ کے تعلیم یافتوں کے عدد کثیر نے اپنے اندوختے آپکے پاؤں میں لاکر اسطرح رکھدئے جسطرح جیش العسرت کیوقت حضرت **ذی النورین** نے اپنا سب کچھ اپنے آقا کی خدمت میں حاضر کر دیا تھا۔ **براھین احمدیہ** میں آج سے بیس سال کا یہ الہام موجود ہے **كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُعْرَفَ**۔ اور **فَحَانَ أَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفَ بَيْنَ النَّاسِ**۔ یعنی وقت آتا ہے کہ تیری مدد کی جاویگی اور تو لوگوں میں معروف ہوگا یعنی قومیں تجھے شناخت کرینگی۔ یہ الہامات اور اس قسم کے بہت سے الہامات جو **براھین احمدیہ** میں ایک دراز عرصہ کے بعد خدا تعالیٰ کی قوتوں اور قوت نمائیوں سے اس زمانہ میں اگر پورے ہوئے اُسیطرح جسطرح مکی آیات کی پیشگوئیاں ایک دراز عرصہ کے بعد پوری ہوئیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ قرآن کریم کی مکی اور مدنی آیات یا رسول کریم کی مکی اور مدنی زندگی کی تقسیم کی اسرار کو جاننے والے کیوں **براھین احمدیہ** کی لگاتار الہاموں میں اُسیطرح غور و تدبر نہ کریں جسطرح مکی آیتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آیندہ کی بلکہ قیامت تک کی زندگی کی پیشگوئیاں ہیں اور مدینہ میں جاکر ایکمدت کے بعد اُنکے ظہور کا سلسلہ شروع ہوا اسیطرح براہین احمدیہ کے الہامات ہیں جو پوری مطابقت و مشابہت سے آج خدا تعالیٰ کے فضل سے پورے ہو رہے ہیں۔ میں خدا ترس تقویٰ شعار لوگونکو توجہ دلاتا ہوں کہ براہین احمدیہ کو ضرور غور سے پڑھیں اور اُسکو تدبر اور روشنی میں پڑھیں جسطرح فرقان حمید کی مکی سورتوں کو پڑھتے ہیں اور دیکھتے جائیں کہ کسطرح وہ ساری باتیں کچھ تو پوری ہو چکی ہیں اور بعض کے پورا ہونیکی ہوا بس چل نکلی ہے اگرچہ جلد باز ناعاقبت اندیش ابا اور استکبار کی

پرانی راہ پر چلکر قبول حق سے اعراض کر چکی ہیں تو اب وہ اس منہاج پر چلنے کیلئے خدا سے توفیق مانگیں۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ میں غور کرو اگر اس الہام نے ملہم کو وہی تسلی نہیں دی جو اِنَّنِیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی نے جناب موسیٰ اور ہارون کو دی تھی اور اِقْرَأْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ نے پرفتن دور کے آغاز ہی میں جناب رسول کریم کو دی تھی تو پھر کس جرأت اور شعور نے حضرت مرزا صاحب کو ترغیب دی کہ آپ نے اس بشارت کو نگینہ میں کندہ کرا لیا اور ان زریں دنوں کے انتظار میں رہے یہانتک کہ خدا کا وعدہ حرفاً حرفاً پورا ہو گیا اسیطرح اللہ تعالیٰ نے کاف کے لفظ سے جسطرح حضرت مرزا صاحب کو یہ تسلی دی کہ میں تیری مہمات کا جو وقتاً فوقتاً تجھے پیش آئینگی متکفل ہونگا اسکی ضمن میں یہ بھی بتایا کہ تیری جان اور آبرو اور مال پر بہت سے خطرناک حملے ہونگے اور میں تجھے اپنی الوہیت کے اقتدار سے بچاؤنگا۔ اُسیطرح جسطرح وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کی دھمکیوں کی خبر دیکر جو لوگوں کی طرف سے مقدر تھیں معاً حفظ و عصمت کی بشارت دی۔ اب اس پاک بشارۃ کے بعد کیا ضروری نہ تھا کہ حضرت مرزا صاحب غنی ہو جاتے اور اس زمانہ کی غنیمت اور فتح آپکے پاؤں میں جمع ہوتیں۔ ریتی چاہتی تھی کہ آپ پہلے بے زر اور نادار ہوتے اور پھر ہجرت کے بعد خدا تعالیٰ کے تکفل سے غنی ہو جاتے سو ایسا ہی ہوا۔ افسوس اسپر ایک مسلمانوں کی ذریت کہلانیوالا اعتراض کرتا ہے کہ کیوں حضرت مرزا صاحب پہلے مالی حالت میں کمزور تھے۔ لیکن وہ یہ بتائے کہ کیا وہ ایمان لے آتا یا اقلاً اعتراض نہ کرتا اگر حضرت مرزا صاحب متمول باثروت ہوتے۔ مگر قریب تھا کہ اُسوقت وہ چلاکر بول اُٹھتا کہ مرزا صاحب اپنی دولت اور جاہ اور تمول اور دنیوی شوکت کی پشت و پناہ سے زمانہ میں کامیابی حاصل کر رہے ہیں جیسے وہ اسوقت تنگ ظرفی یا سنت انبیاء کی ناواقفیت سے خدام کی امداد سے مالدار ہو جانیکو آپکے مورد طعن ٹھہرا رہا ہے اُسوقت آپکا ذاتی تمول اسکے اعتراض کا ہدف بنتا۔ افسوس یہ ساری باتیں اس سے پیدا ہوئیں ہیں کہ قوم نے کتاب مجید کو پڑھنا چھوڑ دیا ہے اور منہاج نبوت سے سخت روگردانی کر لی ہے۔ کچھ تو یہود کیطرح آپس کے حسد اور بغض اور تفرقے جھگڑوں میں رات دن گرفتار ہیں۔ چنانچہ کل ہی حضرت مولوی نورالدین صاحب کی خدمت میں مولوی تلطف حسین دہلوی شاگرد خاص اور منظور نظر شیخ الکل فی الکل علی الکل نذیر حسین دہلوی کیطرف سے ایک خط آیا کہ دہلی میں فتنہ کی ایک آگ لگ رہی ہے اور نزاع دور تک پہونچگئی ہے اور نزاع یہ ہے کہ آیا مردہ عورت کے سر پر جو چھپٹیوں کا جوڑا بنایا جاتا ہے اور اس صورت میں قبرستان کی طرف لیجائی جاتی ہے یہ جائز ہے یا ناجائز۔ اور ہماری مولوی صاحب سے اس مسئلہ میں استمداد کی ہے۔ اسی طرح بعض شہر و ہمیں آمین بالجہر اور رفع یدین اور قرأۃ خلف الامام کے جھگڑوں میں مبتلا اور عدالتوں تک مقدمات لیجا رہے ہیں۔ اور کچھ صدوقیوں کی طرح ایک غلط کار مضل مقلد یورپ مصنوعی ریفارمر کی پیروی کی سبب سے خدا تعالیٰ کی شرائع۔ وحی۔ الہام۔ مکاشفہ۔ رؤیا۔ دعا اور ان تمام امور حقہ سے منکر ہو گئے ہیں جو اسلام کا یگانہ خاصہ اور مایۂ ناز ہیں ایسی حالت میں کس طرح توقع نہ ہوتی کہ اُسطریق کا انکار نہ کیا جائیگا جو اس آخر کا زمانہ میں اُسی منہاج نبوت پر قائم ہوا ہے فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

قولہ۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے قریب میں اگر جو غضب ڈھایا چار متواتر آرٹیکل اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں لکھے جو نہایت طول طویل تھے اور جنمیں اُنھوں نے ناخنوں تک زور لگایا کہ یہ شخص اولیاء اللہ سے غوث ہے۔ قطب ہے۔ وغیرہ وغیرہ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب جو فرش زمین پر جوتیاں رگڑتے تھے عرش بریں کی سیر کرنے لگے۔

اقول اے دانشمند دیکھ تیری منطق تجھے کہاں لے جاتی اور تیرا ڈاہ تجھے کس کنوئیں میں جھکا رہا ہے مولوی محمد حسین کیا اور براہین احمدیہ پر اُسکا ریویو کیا اُس ریویو کو تو چند شخصوں کے سوا کسی نے آنکھ اُٹھاکر بھی نہیں دیکھا۔ براہین احمدیہ اپنی جلالی خوبیوں اور ذاتی کمالات کی سبب سے زمانہ میں پھیلی اور اُس پر اُسی زمانہ سے ابتک ہندوستان کے دور دست کناروں سے اسکی طلب میں متواتر خطوط آتے ہیں۔ مولوی بٹالوی کی خوش قسمتی تھی کہ اُسے اس مبارک کتاب کا ایک ادنیٰ خادم بننے کا شرف حاصل ہوا تھا اور اُسکی بڑی خوش قسمتی ہوتی جو اپنی ہی مُنہ کی باتوں پر استقامت اختیار کرتا اور دنیا کی غرضیں عادتاً اُسے ٹیڑھی راہ پر نہ لیجاتیں۔ اگر مولوی محمد حسین نے پہلے قریب میں آکر ریویو لکھا اور اس ریویو کیوجہ سے حضرت مرزا صاحب کی شہرت ہوئی تو کیا ہوتیں آکر اسی مولوی محمد حسین نے حضرت مرزا صاحب کی تکفیر اور تفسیق اور تذلیل میں کوئی کمی کی۔ اس نے تکفیر کا فتویٰ شیخ الکل کے نام سے تیار کیا اور شیخ الکل کی بزرگی اور رمانی ہوئی شہرت نے اُسکو یقین دلایا کہ اب زمانہ کے صفحوں سے اس پاک سلسلہ کا نام و نشان مٹادیگا۔ اس تکفیر اور تفسیق کے جوش میں تو تکفیر کے فتویٰ میں یہ فقرہ لکھا کہ "میں نے ہی اس شخص کو اونچا کیا تھا اور میں ہی اب اسے گراؤنگا" غلط۔ اس نامۂ اعمال کو سیاہ کرنا تھوڑا نہیں بلکر وہ شہر بشہر پھرا۔ قوم کے مشہور علماء نے اسپر اپنی طرف سے قوم کو بیزار کرنے والے الفاظ بھی لکھے اور مہریں بھی کیں۔ حضرت مرزا صاحب کے اصول اور تعلیمات کو ایسی بُری بُرے اور محرف پیرایوں میں قوم کے آگے پیش کیا کہ یہود کے کان بھی کتر ڈالے۔ اس فتویٰ تکفیر کی شہرت اس قدر ہوئی کہ ہندوستان اور پنجاب کا کوئی قطعہ ایسا نہ رہا جسمیں یہ بھیانک آواز نہ پہونچی ہو اگر وہ گمنام اور بیہودہ ریویو حضرت مرزا صاحب کی عظمت اور شہرت کا باعث تھا تو ضروری تھا کہ اُسی مستقل آدمی کا فتویٰ تکفیر مرزا صاحب کے دعووں کا استیصال کر دیتا۔ جسقدر زور و شور سے حضرت مرزا صاحب کی تکفیر ہوئی ہے اور جسقدر قوت کے ساتھ آپکے تباہ کرنیکے منصوبے باندھے گئے ہیں مقدس تاریخیں اسکی کوئی نظیر پا نہیں جاتی۔ یہی مولوی بٹالوی چلا چلاکر گورنمنٹ کو ہدایت کرتا رہا کہ یہ شخص (حضرت مرزا صاحب) گورنمنٹ کے حقمیں بڑا خطرناک ہے اور اسکے دعوی پولیٹیکلی سخت اندیشہ ناک ہیں اور یہ سلطنت کا دعوی کرتا ہے اور مرزا صاحب کی نسبت بدسگالیوں اور چالبازیوں میں سیکڑوں راتوں کو دن کر دیا مگر خدا تعالیٰ کی لگائی ہوئے پیڑ کی ایک شاخ بھی نہ توڑ سکا۔ اور یہ سب کچھ اسلئے ہوا کہ خدا تعالیٰ کے مُنہ کی باتیں پوری ہوں جو براہین احمدیہ میں ان فتنوں سے سالہا سال پہلے لکھی گئی تھیں تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ مَا کَانَ لَہٗ اَنْ یَّدْخُلَ فِیْهَا اِلَّا خَآئِفًا یعنی پُر غضب اور مشتعل آدمی کے ہاتھ کٹ جائیں اور وہ ناکام ہو جائے اُسکے ہاتھوں نے کیسی بری کارروائی کی کہ خدا کے مرسل اور جری پر تکفیر کا فتویٰ لگایا۔ اُسے مناسب یہ تھا کہ ڈرتا ڈرتا اس کام میں ہاتھ ڈالتا۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ بدقسمت نیچری یا مٹیریلیسٹ خدا تعالیٰ کو مدبر بالارادہ اور ہر آن میں ذرات کائنات پر متصرف اور اپنی مشیتوں اور ارادوں کی موافق ہر آن میں قانون قدرت کا چلانیوالا نہیں مانتے۔ ہندوستان کے جاہل ہندیا تو جینیوں کی طرح خدا تعالیٰ کو اتفاق سے ایک مادہ پاکر اور اُسے جوڑ جاڑ کر عالم کو بنانیوالا اور پھر ہاتھ دھر کر معطل بیٹھ رہنے والا اور قانون قدرت کے تغیر سے کچھ بھی سروکار نہ رکھنے والا یا رکھ نہ سکنے والا یقین کرتے ہیں۔ یہ جنبیت مرض ایک عالم میں سرایت کر گیا ہے اور زمانہ دراز سے اسکی آثار

قوموں کے عقائد میں ملتے ہیں - یہ موذی مرض اُن لوگوں میں پھیلا جنھوں نے اپنا نام شیعۂ علی رکھا وہ اسی جہل بصفات اللہ کے سبب سے اُسوقت بھی چلاّتے تھے اور اب تک چلاّ رہے ہیں کہ خلیفہ بلا فصل علی رضہ تھے - خدا تعالیٰ عرش پر پہلے ارادہ کر چکا تھا - لوح محفوظ پر لکھ چکا تھا - اور فرشتے پڑھ چکے تھے - اور جبرئیل بارہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وصیت کر چکا تھا - اور سربمہر صحیفہ بھی آپکو سپرد کر چکا تھا اور آپ بھی مُنہ پھاڑ پھاڑ کر اُمت کو وصیت کر چکے تھے - اور مختلف موقعوں پر کھول کھولکر یہ تبلیغ کر دی تھی کہ حضرت علی بعد آپکے خلیفہ بلا فصل ہونگے مگر یہ سارا تاروپود ٹوٹ گیا اور اتفاق سے حضرت ابوبکر صدیق خلیفۂ بلا فصل ہوگئے - اسلئے کہ مہاجرین کی کثرت اور انصار کی عظیم جماعت اُنکی طرف ہوگئی اور حضرت علی ایک کس مپرس کیطرح متروک ہوگئے - اس بدعقیدہ سے کسقدر خرابیاں نکلتی ہیں گویا خدا تعالیٰ کچھ بھی نہیں اور اُسکی مرضی کوئی شئے نہیں اور نیچر اور نیچر کے عُنصر اپنی ہی قوت اور میلان سے جو چاہتے ہیں کر گذرتے ہیں - خدا تعالیٰ کو یہ قدرت نہیں کہ متعدد حکم اور مصالح کی بنا پر ہر زمانہ میں اور ہر آن میں اُن حکمتوں اور مصلحتوں کیموافق نئے نئے تغیرات پیدا کرتا اور قانون قدرت کو کٹھ پُتلی کیطرح اپنی قاہر انگلیوں پر نچاتا رہے - ایک مرسل برگزیدہ کیخاطر اچھی ہوا کو بری اور ردی کو صالح بنادے - ایک مامور کی حجت پوری کرنیکے بعد پیشگوئیوں اور وعیدوں کیموافق اسکے دشمنوں کے استیصال کیلئے پہاڑ وںکو اُنپر گرادے خونخوار سمندر ونکو ان کی قبریں بنادے - اُن کے نام و نشان تیز آندھیوں سے مٹادے - انھیں آتشیں تلواروں اور بانوکی آگ میں بھسم کردے - اور اُن برگزیدوں کی جماعتوں کو وعدہ کیموافق اس عالم میں جنتٍ تجری من تحتہا الانہار کے وارث بنائے بعد اس کے کہ وہ گمنام ننگے بھوکے اور ریگستان کی آتشیں لوؤں سے دکھ اُٹھاتے ہوں - علیگڈھ کالج کے بانی نے اس بدعقیدہ سے متاثر ہوکر اور پُرانے اور حال کے میٹریلیسٹوں دہریوں کی چال پکڑکر اپنی تفسیر میں صاف لکھدیا کہ قوموں کی تباہی قدرتی اسباب سے تھی گناہوں کی سزا اور اُنکا نتیجہ نہ تھی - پہاڑ کو زلزلہ آیا اور وہ قوم اُسکے نیچے اتفاقاً دب گئی - فرعون اور اُسکا لشکر اتفاقات سے سمندر میں ڈوب گیا اور اُن سب عذابوں کو جو خدا تعالیٰ کے وعدوں اور پیشگوئیوں کیموافق اُسکے ارادوں سے ناپاک اور سرکش قوموں پر واقع ہوئے قانون قدرت کی اپنی ذاتی تحریک سے مانا ہے نوح علیہ السلام کا طوفان بھی اتفاقی تھا اور سب انبیٰ واقعات اتفاقی تھے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن اتفاق سے بدر اور احزاب اور دیگر غزوات میں داخل جہنم ہوئے - ان تباہیوں کیوقت اگر راستباز بھی ہوتے تو وہ بھی اُسی ذلت اور لعنت کا مزہ چکھتے افسوس خدا تعالیٰ کی ہستی کے یگانہ ثبوتوں اور پیشگوئیوں کے پورا ہونیکو خدا تعالیٰ کی سُنن سے جاہل انسان نے کس قدر استخفاف سے دیکھا ہے اور یہ سب بلا اُسی اس سبب سے پیش آئی کہ اُسنے خدا تعالیٰ کے عظیم الشان صفات کے مسئلہ کو یورپ کے میٹریلیسٹوں اور معتزلہ کے طرز پر دیکھا اور پھر قرآن کریم کی اُن تعلیمات پر یورپ کے فلاسفروں کے اعتراضوں اور جواب کے عدم قدرت نے اُسے اور بھی اس بدعقیدہ پر مجبور کیا - وہ نہ سمجھ سکا کہ گناہ میں اور طوفان میں مثلاً اور موسیٰ کی نافرمانی میں اور غرق فرعون میں دریا کے اندر اور ثمود اور عاد اور قوم لوط کی گناہوں میں اور اُن بستیوں کی تباہی میں ریح اور رجز السماء کی ساتھ کونسا مربوط رشتہ ہے جو علت و معلول کے اندر ہوا کرتا ہے - اسی جہالت نے اُسے دعا کی قادرانہ تاثیر اور خدا تعالیٰ کی یقینی وسائط یعنی ملائکہ کے انکار پر آمادہ کیا اتنی بات تو خدا تعالیٰ کی کتاب میں عیاں تھی کہ راستبازوں نے منکروں اور معاندوں کے مقابل پر تحدی پیشگوئیاں کیں وہ اس انکار و استکبار کے سبب سے خدا تعالیٰ کے آسمانی اور زمینی عذابوں سے ہلاک کئے گئے اور ان الفاظ میں وہ شوکت اور سطوت تھی جو کسی معمولی انسانی آواز میں کبھی نہیں ہوئی - یہ پیشگوئیاں تمام راستبازوں کی اپنے اپنے وقتوں میں حرفاً حرفاً پوری ہوئیں اُس سنت الٰہیہ کیموافق اس آخری زمانہ میں بھی وہ دیکھ چکا تھا کہ خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی نے خدا کے دشمن - رسول کے دشمن - قرآن کے دشمن - قوم اسلام کے دشمن - لیکھرام کے متعلق ایک قہری پیشگوئی کی جسکے پُرصولت الفاظ سے خون ٹپکتا تھا اور جسکی شوکت دکھاتی تھی کہ وہ خدائے قادر مقتدر قاہر کا کلام تھا - ضعیف انسان ایسے ترکیب پر کبھی قادر نہیں ہوسکتا - اور اُس کے مضمون دعا کی جواب میں قبول دعا کے نمونہ کیطور پر وہ پیشگوئی اُس کے آگے رکھی گئی تھی اور اسکا پورا ہونا بھی اُسنے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا تھا - غرض قرآن کریم میں یہ باتیں موجود تھیں پھر اس زمانہ میں مجدد دین قرآن کریم نے اُنھیں زندہ اور تازہ کر دکھایا تا کہ منکروں پر حجت قائم ہو اور اعتزال اور شیعیت اور یورپ کی میٹریلیزم اور دہریت اور نصرانیت کی اصولوں کا استیصال ہو اور خدا کی عزت اور قرآن کی عزت اور قرآن کریم کی پیشگوئیوں کی عزت دنیا پر ظاہر ہو - اور گناہ اور اُسکی سزا کی حقیقت دنیا پر آشکار ہو اور ثابت ہوجائے کہ خدا تعالیٰ اب بھی قانون قدرت پر ویسا ہی حکمران اور متصرف ہے اور ہمیشہ رہیگا جیسا کہ وہ اُسکی خلق کے وقت تھا - اور اُسکے مقدس اور مقتدر ہاتھ کبھی بھی تصریف اور تصرف سے مغلول نہیں ہوئے اور نہ ہوں گے - یہ احسان اسلام پر ایسے زمانہ میں عالیجناب حضرت امام مہدی مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا جبکہ اسلام کی نادان دوست اُسکی یگانہ خوبیوں اور خصوصیتوں پر پانی پھیر چکے تھے - اور یوں مسلمانوں میں دہریت اور مادہ پرستی کا خوفناک طاعون پیدا کرچکے تھے

اللہم صل علی محمد و آل محمد -

الحاصل گذشتہ نمونے اور موجودہ نمونہ دیکھکر اگر علیگڈھ کالج کے بانی والے کو پھر بھی الوہیت کا یہ راز سمجھ نہیں آیا تھا اور تکبر نے اُسے اجازت نہ دی کہ مرسل اللہ کی خدمت میں حاضر ہونا اور خدا تعالیٰ کے راز کو خدا تعالیٰ کے حریم قدس کی باریابی سے ہی حل کرواتا تو کم سے کم تفویض الی اللہ ہی کرتا اُس نے ناروا جرأت سے خدا کے کلام کی تحریف اور تسویل کی اور اپنے نزدیک اسلام کیطرف سے جواب دیا مگر درحقیقت اسلام کو جواب دیا -

اُسی بدعقیدہ اور بدتعلیم کا اثر ہے کہ ایک شخص کہا کرتا ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے حضرت مرزا صاحبکو اونچا کیا - اسکے یہ معنے ہوئے کہ ایک شخص کی عظمت اور عزت اگرچہ مصالحہ الٰہیہ کے خلاف تھی اور خدا تعالیٰ آسمان سے دیکھ چکا تھا کہ اُسکی ترقی درحقیقت اسلام اور مسلمانوں کے حق میں خانہ برانداز ہوگی مگر پھر بھی اُس نے ایسا ہونے دیا یا قانون قدرت میں جکڑ بند ہوجانیکی وجہ سے اُسکی مرضی کے خلاف ایسا ہوگیا - سوچو اور خوب سوچو کہ ایسا اعتقاد خدا تعالیٰ کی ذات مستجمع جمیع صفات کاملہ کے کسقدر خلاف ہے اور کیا درحقیقت ایسی عقیدہ سے دہریت کی بدبو نہیں آتی اور کیا یہ اُن لوگوں کا عقیدہ نہیں جو یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ایک فوق سے فوق قوت کا نام ہے مگر عالم کے تغییر و تصریف سے اُسکا کوئی سروکار نہیں -

آج سے پینتیس سال پہلے سے حضرت مرزا صاحب نے خدا تعالیٰ کی ہمکلامی اور مورد الہامات الٰہیہ ہونے کا دعویٰ کیا - اور اسیطرح اپنی الہامات کو مدون اور مشتہر کیا جسطرح قرآن کریم مدون و مرتب اور مشتہر ہوا - پھر خدا تعالیٰ کی وہ باتیں جو اُس نے

اپنے بندہ غلام احمد کے منہ میں ڈالیں اُسی طرح پوری ہوئیں جسطرح اُسکی وہ باتیں آخر کار پوری ہوئیں جو اُس نے اپنے بندہ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ میں ڈالی تھیں۔ جسطرح قرآن کریم کی مکی آیتوں نے بعد اپنی منطوق و مفہوم کی موافق پورے ہوکر اس امر کا قطعی یقینی ثبوت ٹھہر گئے کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔ اسی نمونہ پر براھین احمدیہ کے مندرجہ الہامات اپنے منطوق و مفہوم کے مطابق بتدریج صادق نکلکر اسبات کا یقینی قطعی ثبوت ٹھہرگئے کہ لاریب وہ بھی اُسیطرح خدا تعالیٰ کا کلام ہیں۔ یہی ایکبات تھی یعنی قرآن کریم کی زندگی کے نمونے جو مسلمانوں کو جائے فخر تھے اور اسبات کی کمی نے دوسرے مذاہب کو مردہ ہونیکا داغ لگا یا تھا مگر افسوس اسی سے نادانوں نے انکار کیا اور اس زندہ ایمان کو اور اُسکے مُحْیِی کو کفر سمجھا۔ خدا اور خدا کا کلام اور وحی اور مکاشفہ غرض تمام لوازم نبوت اس زمانہ میں زمانہ کے عقلا کے نزدیک مضحکہ اور مسخرہ ٹھہر چکے تھے۔ اور ان باتونکو انھوں نے وسواس اور توہم اور جنون کے مدمیں داخل کر رکھا تھا۔ اسلئے کہ اُنکے پاس انکا زندہ اور ظاہر نمونہ نہ تھا۔ اور قانون قدرت کا استقرا انکو مجبور کرتا تھا کہ کسی شئے کو نظیر کے بغیر تسلیم نہ کریں اور جس مذہب کو انھوں نے اُسکے وکلا اور شفعا کی پر زور وکالت کے زور سے مروج دیکھا تھا اُسمیں اور اُسکے وکیلونمیں بھی کوئی زندہ نمونہ موجود نہ تھا۔ دانشمند سنتے تھے اور بڑی زور سے سنتے تھے کہ آغاز مذہب میں اسکے بانی اور اُسکے ساتھیوں نے یہ اقتداری نشان دکھائے مگر یہ شنید اور دعوی آخر کار دانشمندونکے دلمیں ایک حقارت آمیز اور نفرت انگیز تصور بنجاتا جبکہ وہ اس سوال کا جواب حامیان مذہب سے نہ پاتے کہ کیوں اسوقت اُن باتونکا کوئی زندہ نمونہ نہیں۔ درحقیقت یورپ کی خوفناک آزادی۔ دہریت۔ فلسفیت اور میٹریلزم کی جڑ نصرانیت کے مردہ مذہب ہی سے قائم ہوئی کہ اُسنے خدا وہ پیش کیا جو عجز وناتوانی اور بیکسی اور ناعاقبت اندیشی کا پورا نمونہ تھا۔ اور معجزات وہ پیش کئے جو اس زمانہ میں مرگئے اور اُسوقت کی قبروں میں سونے والوں کے ساتھ ابدی تاریک گڑھوں میں گم ہوگئے۔ اور آیندہ کو کوئی نمونہ اُنکا دکھانیکو اور کوئی نہ ہوا جو خدا تعالے کے اقتداری نشانوں سے اُن پہلی باتونکو از سرنو بحال اور زندہ کر دیتا۔ قرآن کریم نے ایک ہی مقتدر معجزہ پر اپنے صدق کا سارا مدار رکھا یعنی پیشگوئیوں پر۔ اسلئے کہ توریت میں بڑی زور سے یہی لکھا تھا کہ سچے نبی کی نشانی یہی ہوگی کہ جو کچھ وہ کہیگا وہ پورا ہوجائے گا۔ قرآن کریم میں اسی کیطرف اشارہ ہے اس آیت میں ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین اور اس آیت میں ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب۔ اس بنا پر قرآن کریم کا لفظ لفظ پیشگوئیوں سے بھرا ہوا ہے اور ایک جلال اور قہاریت کی روح اپنے اندر رکھتا اور تاریکی روح پر رعب اور لرزت معًا ایک ہی وقت میں نازل کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو از بسکہ علم تھا کہ مرور زمانہ کے بعد انسانی طبیعتوں پر غفلت مستولی ہوجاتی اور ایمان کی ضرورت پڑتی ہے کہ پھر اُسی رنگ کے زندہ نمونے اُسکی تذکیر کے باعث ہوں اور پاک باتونکو اس الزام سے بچالیں کہ وہ اساطیر الاولین ہیں اُسنے بموجب وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون قرآن کریم میں یہ برکت ودیعت رکھدی کہ اُسکے اتباع سے اُسکے اتباع ہمیشہ ہر زمانہ میں قرآن کے دعاوی اور دلائل اور برکات کو زندہ کرتے ہیں۔ اور اُن ساری باتونکے نمونے ہمیشہ دنیا میں موجود رہیں جو قرآن کریم میں از قبیل وحی مکاشفہ اور رؤیا بیان کی گئی ہیں۔ اس ہمارے زمانہ میں جسکے اندر خدا تعالیٰ کی کتابوں اور باتوں پر سب زمانوں سے زیادہ ہنسی کی گئی اور رسولوں اور وحی اور مکاشفات اور رؤیا کی سخت توہین اور تذلیل اور تضحیک کیگئی اور جبکہ بعض نادان دوستوں نے اسلام کی حمایت میں کھڑے ہوکر اعتراف کیا کہ درحقیقت اسلام بھی ایک مردہ مذہب ہے اور اسمیں اقتداری نشان دکھانے اور وحی اور مکاشفہ کے کوئی زندہ نمونے موجود نہیں اور جبکہ مایۂ ناز باتوں کے انکار کو فخر اور ناز کا ذریعہ سمجھا گیا اور جبکہ استجابت دعا کے انکار سے صفا دکھایا گیا کہ اسلام میں بھی کوئی نہیں جو خدا تعالیٰ کے دربار میں شرف باریابی رکھتا ہو غرض اس زمانہ میں جبکہ مسلمانوں کے خیر خواہوں نے یورپ کے آزاد مشربوں سے نیچے اُترکر اور پگڑی اُتارکر صلح کرلی اور اسلام اور قرآن کی عزت خاک میں ملا دی اور ایک بولنے والا مولوی بیٹا لوی کی شکل میں جامہ غداری کی اندر بول اُٹھا کہ اسوقت مسلمانوں میں کوئی نہیں جو نشان الٰہی دکھا سکے اور یوں اُسنے اسلام کا جنازہ اُسی قطار میں رکھدیا جہاں دوسرے مذاہب باطلہ کی نعشیں دھری تھیں تب خدا تعالیٰ کی غیرت نے اپنے وعدہ کیمطابق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی میں اُتار دھارا اور آپکے ہاتھ پر اور آپکے منہ میں وہ باتیں ڈالکر اور اقتداری نشان ظاہر کرکر اپنی ہستی کو۔ کل انبیاء کے وجود کو۔ پاک کتابوں کو۔ اور جملہ لوازم نبوت کو از نو زندہ کردکھایا۔ یہ ہے عظیم الشان کام جو حضرت میرزا غلام احمد قادیانی سے ظہور میں آیا اور اس کام کے پورا کرنیکے لئے ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ آپ کو وجاہت اور عزت دیتا آپکو یتیم پاکر اپنے ہاں ٹھکانا دیتا اور آپکو تنگدست اور کس مپرس پاکر خود غنی کرتا اور قوم کے عشق میں سرگرداں وشیفتہ پاکر کامیابی کی ساری راہیں آپکو دکھاتا۔ حق یہ تھا کہ مسلمان آپکی خاک آستان کو آنکھوں کا سرمہ بناتے اور سب سے زیادہ زمانہ کے ادا فہموں یا ادا فہمی کے مدعیوں کے ذمہ تھا کہ وہ آپکی وہ قدر و منزلت کرتے جو ایک مہجور عاشق مدت دراز کے ہجر کے بعد معشوق کی قدر کرتا ہے۔ مگر افسوس بعض میں فریسیت کی روح جوش زن تھی اور بعض میں حسد وقینت کا خمیر ملا یا گیا تھا اسلئے ضروری تھا کہ آنیوالے مقدس مسیح کا انکار کیا جاتا تاکہ وہ باتیں پوری ہوں جو مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھیں کہ تم یہود کی راہوں پر چلنے لگ جاؤ گے یہانتک کہ اگر کوئی یہود سوسمار کے سوراخ میں گھسے گا تو تم بھی وہیں گھس جاؤ گے۔ سو آج مسلمانی کے مدعیوں سے وہ تمام اعتراض مسیح موعود پر کرگئے جو حضرت مسیح اسرائیلی پر کئے گئے تھے اور اُسی طرح اُسکی تذلیل اور تضحیک اور تحقیر کرکے جو اُس پہلے برگزیدہ کی کی گئی اور حکام وقت کی عدالتوں میں اُسیطرح پہنچا کر جسطرح وہ خدا کا عاجز بندہ پیلاطوس کی عدالت میں کھینچا گیا تھا اپنے ہاتھوں سے ثابت کردیا کہ وہ اُس خوفناک پیشگوئی کے مصداق بنگئے ہیں جو مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلی تھی۔ کاش یہ لوگ سورۂ فاتحہ کی آخری آیت غیر المغضوب علیہم ولا الضالین میں

غور کرنے جو ان پر ہر نماز میں پڑھنی فرض کی گئی ہے امام ہوں یا ماموم ہوں کہ کیوں یہود و نصاریٰ کی راہوں سے پناہ مانگی گئی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کے نزدیک مقدر تھا کہ آئندہ ایک وقت نصاریٰ کا فتنہ برپا ہوگا اور انکی جہت سے اسلام پر خطرناک حملے ہوں گے پھر ایسے وقت میں مسیح موعود اندرونی اور بیرونی اصلاح کیلئے آئے گا اور قوم اُس سے ویسا ہی سلوک کریگی جیسا کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے کرکے مورد غضب الٰہی ہوئی۔ غرض اگر خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ مسلمانوں کو ایسے وقتوں میں یہود کی چال اور نصاریٰ کے فتنوں سے ڈرائے تو پاک کتاب اور مقدس دعا میں یہ آئتیں کس حکمت سے رکھدی ہیں سوچو اور غور کرو اور اپنے ہاتھوں سے اپنے مخالف شہادت پر مہر نہ لگاؤ۔

قولہ ان ہی ایام میں چند اک پردار مچھلیاں اور سونیکے انڈے دینے والی مرغیاں بھی انکی دام کے لبسیں آچکی تھیں۔

اقول یہ وہی مچھلیاں اور سونیکے انڈے دینے والی مرغیاں ہیں جو ایک زمانہ میں حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) اور ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کی شکل میں پہلے داعی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دام میں آئی تھیں۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جابجا اعتراف ہے کہ حضرت خدیجہ کے مال نے انھیں کد دردی۔ اور جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ معظمہ میں چالیس ہزار روپیہ آپ پر خرچ کیا اور یوں اس مرد اور عورت نے آپکے کارخانہ کو رونق دی۔ کیا ضرور تھا کہ اُن ناعاقبت اندیش مخالفوں کے نمونے تمھاری شکل میں ہوتے جنھوں نے کہا تھا **الا شیء یراد** اور **ان ھذا الا اختلاق** اے ناعاقبت اندیش جلد باز و تمھیں اتنی مدت کے بعد کسنے یاد دلایا کہ تم اُن ہی گندے ہوئے اُنتی کے دشمنوں کے جائز فرزند ہو اور یہ کہ تمھاری رگوں میں وہی خون حمیت جوش زن ہے کہ تم اندلیشیدہ اور نااندلیشیدہ وہی باتیں زبان پر لاتے ہو جو انھوں **محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** کے خلاف کہی تھیں۔ تمھیں کس چیز نے یقین دلایا کہ آنیوالے غضب سے ان باتوں کے ساتھ بچ جاؤگے جبکہ تمھاری آنکھیں دیکھ چکی ہیں کہ تمھارے باپ دادے ان باتوں کے ساتھ خدا کے قہر کی بجلی سے بھسم ہوگئے اور **مغضوب علیہم** کہلائے۔

غضب کی راہ کو چھوڑ و اور **منعم علیہم** کی راہ اختیار کرو کہ تمھارا بھلا ہو۔ کیا خدا تعالیٰ کے ماموروں کے ساتھ معاونوں اور مخلصوں کا ہونا ضروری نہیں۔ کیا اس عالم اسباب میں آسمانی امدادیں اور تائیدیں ان ہی متعارف اور معہود راہوں سے نہیں آیا کرتیں۔ کیا کوئی تمھاری بولی میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اگر حضرت ذوالنورین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جیش العسرت میں وہ قابل قدر مدد نہ کرتا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کارخانہ سخت صدمہ اٹھاتا۔ نادانو خدا تعالیٰ کے منصور اور اسکے مخذول و مطرود میں بھی تو فرق ہے کہ آخر معہود اسباب میں ہوکر نصرت الٰہی اسکی دستگیری کرتی ہے اور مخذول کے سارے اسباب جلجاتے ہیں اگرچہ منصور کی پہلی حالت کیسی ہی ضعیف اور کس مپرسی ہو اور مخذول کی ابتدا کیسی ہی پُرشوکت ہو۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خدام و انصار سے جو مدد اور تائید ملی وہ اسی وعدہ کا اثر تھا جو پہلے سے خداوند عالم کہہ چکا تھا **اقرء وربک الاکرم** یعنی تو رب الاکرم کا مربوب ہے اور ضرور ہے کہ دنیا و آخرۃ میں مکرم و محترم ہو۔

اسی طرح حضرت **مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام** کو جو انصار و اعوان ملے وہ خدا تعالیٰ کے اُس پاک وعدہ کا نتیجہ اور اثر ہیں جو وہ آج سے سالہا سال پہلے فرما چکا تھا **الیس اللہ بکاف عبدہ**

تم ان باتوں سے اُن واجب التعظیم ناصروں کی جو علم میں۔ زہد میں۔ تقویٰ میں۔ اور رضا الٰہی اور خداشناسی۔ کے جمیع لوازم میں۔ نمونہ ہیں اسی طرح ہتک کرتے ہو جسطرح حجاز کے شیاطین ان کے پہلے نمونوں کو سفہا کہتے تھے اور دلو میں یقین کرتے تھے کہ **محمد بن عبد اللہ** (صلے اللہ علیہ وسلم) کی دوکانداری کے دام میں پھنس گئے ہیں۔

باقی آئندہ انشاءاللہ تعالیٰ۔

تفسیر القرآن

کا کام شروع اس کے چھپنے اور شائع کرنے میں بڑی کوشش ہورہی ہے عنقریب زیور طبع سے آراستہ ہوکر شائع ہوگی۔

الحکم کے قدردان

۱۰۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء کے اخبار کے ہمراہ جو کھلی چٹھی شائع کی گئی تھی اُسکا جو نتیجہ اتنک ہوا ہی اسکو میں بڑے فخر اور خوشی کے ساتھ ذیل میں درج کرتا ہوں اور آئندہ سلسلہ وار انشاءاللہ تعالیٰ درج کرتا رہونگا۔ جو لوگ قیمتیں بھیج رہے ہیں انکی رسید اخبار میں دوسری جگہ درج ہو اور درج ہوتی رہیگی۔

(۱) منشی **حبیب الرحمن** صاحب نمبردار حاجی پور۔ الحکم کی ترقی دلکو فرحت بخشتی ہے مگر ۱۶ صفحہ تک ترقی کچھ ترقی نہیں اور وہ بھی ہفتہ وار۔ خدا تعالیٰ وہ دن قریب کرے اور ہماری زندگی میں وہ دن آوے۔ کہ الحکم روزمرہ کی ڈاک میں ہماری آنکھوں سے گذرے سو آپ اسبات کے واسطے کوشش کریں کہ الحکم یومیہ شائع ہو۔

ایڈیٹر۔ جزاکم اللہ احسن الجزا۔ اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کیا بعید ہے۔

(۲) منشی **ولی محمد خاں** صاحب۔ موجودہ ترقی حجم و بیشی قیمت کی منظوری کے بعد لکھتے ہیں کہ اخبار الحکم روزانہ جاری کیا جاوے ع۱۲ تک سالانہ قیمت دینے کو طیار ہوں۔

(۳) قاضی **نظر حسین** صاحب سررشتہ دار پولیٹیکل ایڈ وائزر کوئٹہ۔ پہلا پرچہ وی پی کرکے قیمت منگوالیں۔

(۴) شیخ **غلام حسین** صاحب سیالکوٹ ۲۵۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء تک قیمت سنہ ۱۹۰۱ء پہونچ جاوے گی انشاءاللہ۔

(۵) منشی **عنایت اللہ** صاحب مدرس سنت پورہ پیشگی قیمت سنہ ۱۹۰۱ء دینے کو بڑی خوشی سے طیار ہیں۔

(۶) چودھری **محمد حسین** صاحب گرداور قانونگو چونڈہ ۱۵۔ دسمبر سے پیشتر قیمت وصول کرلینے کا اختیار دیتے ہیں۔

(۷) بابو **محمد** صاحب ہیڈ کلرک دفتر انبالہ مبلغ عہ قیمت پیشگی بھیجے ہیں

(۸) منشی **محمد سلیمان** صاحب مدرس بہادر

مندرجہ ذیل مضمون بھیجکر پُر زور درخواست کرتے ہیں کہ اسکو شائع کیا جاوے۔ بنا برعلیہ اس مضمون کو درج کرتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپکی کھلی چٹھی پڑھکر میرا دل پانی پانی ہوگیا اور بدن لرزنے لگا۔ کیونکہ الحکم سے بڑھکر میرا غمگسار اسجگہ اور کوئی نہیں ہے۔

آہ آہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت (جسکا درجہ خود خدا تعالیٰ نے اصحاب کرام کی مثل فرمایا ہے) کا اخبار اور اسکی یہ حالت حضرت والا میں تو یہ سمجھتا تھا کہ خادمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام الحکم پر اسطرح گرتے ہونگے جسطرح شمع پر پروانے۔ مگر

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

مانا کہ خادمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بہت چندے دینے پڑتے ہیں مگر کیا آج زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے اس مقدس جماعت سے بڑھکر اور بھی ہے جسکا من۔ دھن۔ تن۔ حضرت احیاء دین نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے ہو۔ کیا **اخرین منہم لما یلحقوا بہم** کے مصداق یہ جماعت نہیں ہے۔؟

اے پیارے بھائیو اے مسیح ورحمٰن کے فرزندو اے دم عیسیٰ کے جلائے ہوئے بزرگو آپکی نسبت تو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ آپکا سب خرچہ واپس دلایا جاویگا۔ اور آپکو ایسی باغوں میں بسایا جاویگا جنکے تلے (تحت حکومت) نہریں بہ رہی ہونگی پھر نامعلوم ایکہزار روپیہ حق الخدمت سے بھی کیوں دریغ ہے؟

یعنی اخبار الحکم جو ۰۰۰ ۳۰ تیس ہزار معزز افراد خادمان حضرت اقدس سلمہ ربہ کا وکیل ہے اسپر ایسا ظلم صریح۔

برادران! یہ ایک مسلم مسئلہ ہے کہ قوم کی زندگی اور ترقی اور شائستگی کیلئے اخبار کا ہونا اس پُر امن عہد سرکار انگلشیہ میں ضروری امر ہے اور خاصکر حضرت اقدس سلمہ ربہ کی جماعت کیلئے جسکا مقابلہ جہاں کے شقی اور شریر فرزند و نسبی ہے پھر نہ معلوم۔ برادر شیخ یعقوب علی صاحب کئی سال سے چلا چلا کر ضرورت اخبار کو بتلا رہے ہیں اور جان توڑ کوشش سے باوجود روپیہ کی قلت کے خدا پر بھروسا کرکے اخبار چلا رہے ہیں اور کئی دفعہ مختلف عنوانوں سے مضامین لکھکر آپکو حالت اخبار سنا چکے ہیں مگر آپ کیطرف سے کوئی تسلی بخش صدا نہ نکلی۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔

معزز بھائیو! میں خدا کو حاضر ناظر جانکر عرض کرتا ہوں کہ آج دنیا کے پردہ پر اگر نور ایمان کے بخشنے والا اور مردہ روحونکو زندہ کرنیوالا اور خدا کریم کا مقدس چہرہ روز روشن کیطرح دکھلانیوالا اور جہانکی تاریکیوں کو مٹانیوالا۔ اور اسلام کو زندہ کر دکھلانیوالا کوئی مرد ہے تو وہی امام

جو قادیان میں اترا ہے

اور پھر خدا کو حاضر ناظر جانکر گذارش کرتا ہوں کہ اس مقدس انسان کے کلمات طیبات اور اسکے فاضل مریدین کی تقریر ونکی اشاعت کرنیوالا اور مخالفین کے مونہہ بند کرنے والا اگر کوئی اخبار ہے تو صرف

اخبار الحکم

ہے جو قادیان سے جاری ہوا ہے۔ عربی اخبار ہو یا رومی۔ عجمی ہو یا ہندی۔ کس کا زہرہ ہے کہ اسکی برابری کرے جو چشمہ نور سے نکلتا ہے۔

رشد بیدار ہو جائیے۔ اور الحکم کو آنکھوں سے لگا لیجئے۔

شیخصاحب! مجھ عاجز کا نام بزمرۂ خادمان الحکم درج رکھیں میں تو گھر کا اثاثہ فروخت کرکے بھی خریداری الحکم کو خوش قسمتی اور روز آخرت میں خوشحالی تصور کرتا ہوں۔ والسلام

آپ کا خادم

عاجز محمد سلیمان مدرس بھادلہ۔ ضلع لدھیانہ

مدرسہ

میں بڑی خوشی سے اس امر کا اظہار کرتا ہوں کہ مفصلہ ذیل اصحاب نے مدرسہ تعلیم الاسلام کا ٹرسٹی ہونا منظور فرمایا ہے بابو محمد بخش صاحب ٹھیکیدار کرڈیا نوالہ۔ مولوی عزیز بخش صاحب بی اے ڈیرہ غازی خان۔ مولوی خدا بخش صاحب شملہ۔ خواجہ جمال الدین صاحب بی اے کشمیر راجہ شیر محمد خان صاحب تفضلی اے جموں جزاہم اللہ احسن الجزا میں ان سب مکرم بھائیوں کا مدرسہ کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں اُمید ہے کہ باقی بہی خواہان مدرسہ بھی جنکی خدمت میں درخواست کی گئی تھی یا دوسرے اصحاب

سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری

اور

ہمارا امتیازی نام

چونکہ سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کا کام عنقریب شروع ہونیوالا ہے اسلئے حضرت حجۃ اللہ فی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم نے دینی مصالح کی بنا پر یہ تجویز فرمائی ہے کہ اس مردم شماری میں ہماری جماعت اپنے تئیں

مسلمان فرقہ احمدی

کے نام سے لکھائے۔ یعنی خانہ مذہب میں **مسلمان** اور خانہ فرقہ مذہب میں **احمدی**۔ اس کے متعلق ایک ضروری اشتہار شائع کیا گیا ہے جسکو ہم اسجگہ درج نہیں کرسکتے تاہم اپنی **قوم** اور **گورنمنٹ** کی اطلاع کیلئے اتنا درج کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ **قوم** جو مسلمان ہے اور جسکا **پیشوا** اور **امام** گورنمنٹ انگلشیہ کے وفادار اور فرماں پذیر خاندان جناب **مرزا غلام مرتضیٰ** صاحب مرحوم مغفور (جنہوں نے غدر ۱۸۵۷ء میں گورنمنٹ کی امداد کرکے اپنی وفاداری کا ثبوت دیا تھا) کے یادگار

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں

فرقہ **احمدی** کے نام سے موسوم ہے اور یہ نام کسی دوسرے نام۔ مالکی۔ حنفی شافعی۔ حنبلی یا چشتی قادری سہروردی نقشبندی وغیرہ کیطرح ایسا نام نہیں ہے جسکا تعلق اسلام سے ظاہر نہ ہوتا ہو بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف منسوب ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو نام تھے ایک **محمد** اور دوسرا **احمد** (صلی اللہ علیہ وسلم) محمدی نام کا اظہار آپ کی زندگی میں جلالی طور پر ہوا۔ اور احمد کے نام کا بروز اس زمانہ میں ہوا جو جمالی خاصیت اپنے اندر رکھتا ہے۔ پس یہ قوم احمدی فرقہ کے مسلمان کہلاتی ہے اسلئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق انکا ایمان ہے

نوٹ ؎ مکی زندگی میں حضرت خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اسم احمدؐ جلوہ گر تھا جس سے خاصتہً بردباری اور ایذا پر شکیبائی ظاہر ہوتی تھی اور مدینہ میں شریروں کو سزا دینے کے لئے خدا کی غیرت اسم محمدؐ کی وردی میں آشکار ہوئی مگر وعدہ دیا گیا تھا کہ آخری زمانہ میں پھر کامل طور پر اسم احمدؐ کا ظہور ہوگا جبکہ ضروری ہوگا کہ حجج و براہین کے ساتھ عالم پر اسلام کی حجت قائم کیجائے۔ ک م

کہ مسیح موعود کا زمانہ سیف کا زمانہ نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ انکے نزدیک جہاد بالسیف حرام ہے جسکا اعلان مسیح موعود کر چکا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ گورنمنٹ کے نائی اہتمام کرنیوالے مردم شماری کے اعلیٰ افسروں کو خصوصیت کیساتھ اس امر کی طرف توجہ دلائینگی کہ وہ اس فرقہ کے لوگوں کے نام کے آگے جیسا وہ ظاہر کرینگے **احمدی** درج کرنے کی اپنی ماتحت لوگوں کو ہدایت فرماوینگے اور ان لوگوں کو جو حضرت مرزا صاحب سے تعلق رکھتے ہیں یہ ضروری یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ اپنی امتیاز کے لئے **احمدی فرقہ کے مسلمان** لکھوائیں۔

مسیح موعود کے ہاتھ میں ہاتھ دینے والو تمہیں مبارک ہو کہ خدا نے تمکو چن لیا اور خبیث اور طیب کی امتیاز کی ایک گھڑی آ پہونچی پس اسوقت کو غنیمت سمجھو۔ دیکھو مردم شماری کا دوسرا زمانہ آج سے دس سال بعد ہوگا نہیں معلوم اس عرصہ میں کون زندہ رہے اور کون اس دنیا کو چلدے پس وہ لوگ مبارک ہی ہونگے جو عملی طور پر اس موقعہ پر **فرقہ احمدی** میں درج ہو جائینگے۔ اسلئے حضرت اقدس نے محض شفقت کی راہ سے اپنے اعلانات میں ان لوگوں کو بھی اجازت دیدی ہے کہ جو اس فرقہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں وہ اپنے آپکو **احمدی** لکھائیں اور بعد میں بیعت کی اطلاع دیدیں۔ یعنی جنکو اب تک بیعت کا موقعہ نہیں ملا۔ مگر دل سے اسی سلسلہ میں ہیں انکو بھی اجازت ہے۔

اے احمدی قوم تجھے مبارک ہو
آج سے تو احمدی کہلائیگی

اور فیوضات و برکات احمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہرہ ور ہو کر و اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کی مصداق ہو گی۔

اب وہ وقت آگیا کہ محمد و احمد کا بروز مہدی معہود تمہیں بلاتا ہے۔ مبارک ہو۔

اللھم اجعلنا و ذریتنا منھم آمین

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤگے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

پیر گولڑی اور ہمارے بعض ہمعصر

یہ امر اب بالغ خرد دنیا سے پوشیدہ نہیں رہا کہ پیر گولڑی ایک ناقابل عفو اور شرمناک حیلہ سے بلا لحاظ اپنی منصب و مشیخت کے حضرت اقدس امام علیہ السلام کی دعوت تفسیر نویسی سے گریز اور انکار کیا ہے ہمارے اخبار میں اسکے متعلق کافی بحث ہو چکی ہے چنانچہ اس نمبر میں بھی ایک فیصلہ کن تحریر شائع کی جاتی ہے ہمکو اسجگہ ان معاصرین پر ریویو کرنا ہے جنھوں نے گولڑی اور حضرت اقدس کے متعلق ایڈیٹوریل یا مراسلات شائع کئے ہیں۔

سب سے اول ہم لاہور کے سر برآوردہ اور معزز ہمعصر اخبار عام کا ذکر کرتے ہیں۔ اخبار عام نے اسمعاملہ میں جس عالی ظرفی اور بلند خیالی سے کام لیا ہے وہ بجائے خود باوجود ایک ہندو اخبار ہونیکے بہت ہی کچھ قابل شکر گذاری ہے۔ اخبار عام نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ ایک آزاد اور سچا رو پرچہ ہے اسنے بلا لحاظ مخالف و موافق اگر پیر گولڑی کی حمائتیوں کے مضامین کو جگہ دی ہے تو اس سے زیادہ انشراح صدر اور فراخدلی سے حضرت مرزا صاحب کی تائید میں لکھنے والوں کو موقع دیا ہے۔ بہرحال انھوں نے اپنی دونوں آنکھوں کو سلامت رکھا ہے اور ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا۔

اب مسلمان اخبار نویس کو لیجئے۔ اسی لاہور سے پیسہ اخبار بھی شائع ہوتا ہے جو خدا جانے اپنے آپکو کیا سمجھتا ہے اور اب ولایتی رنگ چڑھنے سے کیا سمجھنے لگا ہے۔ اسنے اپنی ایڈیٹوریل میں محض خلاف واقعہ ایک ایسا نوٹ شائع کیا جسکی صحت اور تصدیق کا وہ ذمہ دار ہے۔ لیکن پیسہ اخبار کو جو ہم نے اور ہمارے بعض دوستوں نے اس نوٹ کی غلط بیانی پر اطلاع دی اور اسکی اصلاح چاہی تو انکار کر دیا۔ اور ایسی بیہودہ عذر پیش کیا جو عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہے ہم پیسہ اخبار کی اس اخلاقی کمزوری نہیں بلکہ اخلاقی بزدلی کو کسی دوسرے موقع پر شائع کرینگے۔ ورنہ پیسہ اخبار سے جو مسلمانوں کا اخبار کہلاتا تھا اور جو اپنی غرض و غایت عام صلح کاری بتلاتا ہے امید تھی کہ وہ فراخدلی کے ساتھ ایک منصف ایڈیٹر کیطرح ہر ایک ایسی بات کے اندراج سے نہ رکیگا جو اپنے اندر معقولیت رکھتی ہو خواہ وہ اسکی کسی اپنی رائے کے خلاف ہی کیوں نہ ہو مگر افسوس صد افسوس کہ وہ اپنی رائے کے خلاف سننے کی جرأت نہ رکھ سکا۔ ہاں اگر کوئی امر ایسا تھا کہ وہ مراسلہ نویس کے کسی حصہ سے مخالف الرائے تھا اسکو اختیار تھا کہ اپنا مناسب نکتہ چینی کرتا۔ کیا پیسہ اخبار کوشش کریگا کہ وہ اس داغ ندامت کو اپنے چہرہ سے دور کرے۔؟

تیسرے ہمارے معزز ہمعصر چودھویں صدی راولپنڈی ہیں، انھوں نے بھی ایک مراسلت اپنے اخبار میں شائع اور اس سے پہلے جو اب تک بھی کسی ایسی بزرگ کی مراسلت شائع کی ہے جنکو جہانتک ہمارا علم ہے حضرت اقدس سے بیعت کا تعلق نہیں ہے لیکن تاہم چودھویں صدی نے بیشک اخلاقی جرأت سے کام لیا اور اپنی فرض منصبی کو ادا کرنے کی سعی کی ہے اور منصف مزاج ناظرین کو وہ مراسلت ایک حدتک پیر گولڑی کے اندرونی طرفدار مبصر کی حقیقت سے آگاہ کریگی لیکن تاہم پوری حقیقت کے انکشاف اور اصل واقعہ کے اظہار کیلئے مراسلت چودھویں صدی کو دفتر میں حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی نے قادیان سے بھیجی ہے اور جس کے اندراج کی ہم جلد کوشش کرینگے انشاء اللہ تعالےٰ۔

چودھویں صدی کی اسوقت تک کی آزادانہ پولیسی سے جو اسمعاملہ میں ظاہر ہوئی ہے امید کیجاتی ہے کہ وہ مراسلت درج ہو گی پھر اس مراسلت کے اندراج کے بعد ہم پوری رائے ظاہر کر سکینگے۔

اسکے سوا جن اخباروں نے اسمعاملہ پر ادھر ادھر کی کوئی خبر لکھی ہے وہ قابل التفات نہیں۔

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت اقدس بحمد اللہ بخیریت ہیں۔ حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نور الدین صاحب کی طبیعت پچھلے چند دنوں سے بوجہ درد چشم کچھ ناساز رہی ہے مگر بفضل الٰہی چنداں شکایت نہیں ہے باایں ہمہ آپنے اپنی درس قرآنی اور ملاحظہ بیماران میں تساہل نہیں فرمایا جزاہ اللہ خیر الجزا۔

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ کی طبیعت چند روز سے بوجہ زکام ناساز ہے۔ تاہم بوجہ شدت زکام آپ کا قلم نہیں رکا اور ایک زبردست آرٹیکل آج کے الحکم کی روح (جو نہایت ہی لیجان لکھا گیا ہے اور معمولی قلم اور خط سے کوئی چار جزو سے کم کا مضمون نہیں ہے) آپنے لکھا ہے۔ اب کسی قدر رو بہ افاقہ ہیں۔

(۲) تحفہ گولڑویہ عنقریب طیار ہوا چاہتا ہے آج خاتمہ لکھا جا رہا ہے۔ امید کیجاتی ہے ۱۵ نومبر تک ختم ہو کر شائع ہو گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

(۳) شمس بازغہ بجواب پیر گولڑی ۲۰۰ صفحہ چھپ گیا ہے اور ۲۱۶ صفحہ تک پریس میں ہے۔

(۴) اصلاح النظر ایک بنا ٹریکٹ ایک آریہ کے جواب میں طیار ہو کر شائع ہو گیا ہے قیمت ۲ر مینیجر اخبار الحکم سے طلب کرو۔

بیعت

سبحان علی صاحب - سرہالی کلاں ضلع امرتسر
محمد علی صاحب - شاہ کوٹ ضلع ہزارہ
غلام محمد خان صاحب - بستی شیخ درویش - جالندھر
ہیڈ کلرک بارگماستری لنڈی کوتل علاقہ خیبر
ولایت اللہ صاحب - ریاست گوالیار ریزیڈنسی
کیمپ انسپکٹر ٹھگی و ڈکیتی - پولیس۔
عالم شاہ صاحب تالاکی - گورداسپور
سید حاکم علی شاہ صاحب - نادون - کانگڑہ
سیکنڈ ماسٹر مڈل سکول۔
احمد حسین صاحب - ہٹور - بجنور - حال کہوٹہ
حافظ فتح محمد صاحب - پٹیالہ - امام مسجد
حافظ امام الدین صاحب " " ڈوگرا
محمد طفیل صاحب - بٹالہ - گورداسپور
میراں بخش صاحب وزیر آباد
میراں بخش صاحب سیالکوٹ - بروبر اکرمتن
بہادر شاہ صاحب - ارکھوال - ضلع انبالہ
شیخ برکت اللہ صاحب لکھوالی "
سید وہاب حسین صاحب - میلاپور مدراس
قاضی نظیر حسین صاحب - قلات بلوچستان
سررشتہ دار محکمہ صاحب پولیٹیکل ایڈوائیزر
عبید اللہ صاحب - دیولی - جالندھر
سمیع اللہ صاحب فیض اللہ چک قریب قادیان
منظور الحق صاحب " " "
فضل الدین صاحب - قادیان
میاں حبیب صاحب - مردال - شاہ پور
سلطان بخش صاحب بھگوان - گورداسپور
شہاب الدین صاحب - راگور "
عبد اللہ صاحب " "
خدا بخش صاحب - گلا نوالی "
مولوی بدر الدین صاحب - سید والہ ضلع گوجرانوالہ
حافظ کرم الٰہی صاحب کو تو اڑ "
پیر بخش صاحب " الہ دین صاحب " "
علی محمد صاحب - بدوملی - سیالکوٹ
نظام الدین صاحب - پٹی - لاہور ورزش
ماسٹر بی ایچ ہائی میونسپل بورڈ اسکول
شیخ فرید الدین صاحب منترلا۔
عبد العزیز صاحب - سیالکوٹ حال لاہور
مولا بخش صاحب نمبردار خانپور - پٹیالہ
امیر بخش صاحب ڈپٹی انسپکٹر پنشنر - بٹالہ
الہداد صاحب - بھائی گھسیٹ پور گوجرانوالہ
دیوان علی صاحب - لونگ - گجرات

رسید زر

خاکسار ایڈیٹر نہایت شکر گذاری کے ساتھ مندرجہ ذیل احباب کی شکریہ کے ساتھ رسید دیتا ہے امید ہے کہ دوسرے احباب بھی اپنے حساب کو بیباق کرکے مجھے مشکور کرینگے۔

بابو محمد صاحب ہیڈ کلرک انبالہ ۱۹۱۰ء عہ
چودھری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ عہ
بابو الٰہی بخش صاحب سب اوورسیر معرفت چودھری رستم علی صاحب۔ بقایا سابقہ منجملہ ۱۹۱۰ء عہ

خاکسار ایڈیٹر

اشتہار

ہر قسم ریشمی ازاربند - سبح بند - پراندے وغیرہ شیخ غلام غوث فضل الٰہی کلانور ضلع گورداسپور سے طلب کرو۔

سرکاری خبر

نمبر ۱۰۳۹ ایک اشتہار - بذریعہ اشتہار ہذا اطلاع عام کیلئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ حکام سلطنت روم نے جون ۱۹۰۹ء میں اہل تشیعہ اور لاشوں کے ہندوستان سے عراق (میسوپوٹیمیا) میں داخل ہونیکی ممانعت کی تھی وہ ابھی تک جاری ہے اس سے اشتہار نمبر ۵۸۸ مورخہ ۳ جولائی ۱۹۱۰ء کو منسوخ کیا گیا ہے۔
دستخط - ایچ - اے کیس۔
جوڈیشل و جنرل سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب۔

ڈومیسٹک

۱۳ر اکتوبر سنہ رواں کو حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کے گھر میں بیٹا پیدا ہوا۔ سید محمد یوسف نام رکھا گیا اللہ تعالیٰ اسے مولوی مسعود کو اپنے بزرگوار دادا کی طرح دین کا خادم بنا دے اور دینی دنیوی نعمتوں سے بہرہ ور کرکے قوم کے لئے مفید ثابت کرے۔ آمین۔
از جمالی مبارک باد - واٰمین

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھندجالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اُٹھاسکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ؎ خالص ممیرا فی ماسہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۸ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے ضرور بچنا چاہئے - المشتہر پروفیسر میاسنگھ اہلووالیہ - بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱- میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُن سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے اسلئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے - راقم ڈاکٹر ڈی ایم - بی - ایم سانگلی صاحب - ایم - بی - ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی -

۲ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میںنے اس سرمہ کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مسماۃ اکم دیوی بعمر پینتالیس سال پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوے تھے اور پروال پڑتے تھے اُسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دُکھتی رہتی تھیں اُن میں کثرت سے مواد نکلتا تھا اُس کی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پروسکتی تھی اور وہ اُن اشیاء کو جو اُسکے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ان امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر محمد حسین خان بہادر - ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

۳ میںنے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دُھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے -

۴- میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جوکہ سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ - ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ ۹۸ء میں جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپا

خدا کی راہ میں مرنا دا انکا زندہ ہونا ہے
ذرا یوں مرکے دیکھو زندگی گر تمکو پانی ہے
بہت آسان راہ ہوسنی خدا نے تمکو سمجھایا
پڑے ہو خواب غفلت میں یہ کیسی سرگرانی ہے
نہیں عزت اگر قرآں کی منظور یوں کہدو
کلام پاک قرآں پر یہ کیسی بدگمانی ہے
خدا جانے تمھیں اس جسم خاکی سی ہی کیوں الفت
بنی جو شی ہے مٹی سے وہ مٹی میں ہی جانی ہے
بھلا اس جسم خاکی کو تعلق آسماں سے کیا
وہاں جانے سی اسکو روکتی اسکی گرانی ہے
زمیں کا جو کہ حصہ ہی زمیں وہ چھوڑتی کب ہے
وہی بر آسماں جاتی ہی جو شے آسمانی ہے
نہیں گر چھوڑتے تم ضد تو پھر اچھا مبارک ہو
خودسندی اگر تم نے یہیں اپنی دکھانی ہے
ہمارا کام سمجھانا ہے بس لطف و محبت سے
نہ کرنا ناز اس جینے پہ یہ جینا تو فانی ہے
خدا جانے یہ کج رائی نتیجہ کیا دکھائیگی
عزیزو وقت ہی سمجھو کوئی دن زندگانی ہے
مسیح ناصری زندگی بھی تم سمجھ لوگے
کہ جب سمجھوگے کیا کہتا مسیح قادیانی ہے
لحد میں جبکہ لیٹوگے تو مٹی کے تم نیچے
بہت حسرت سی دیکھوگے کہ کیا کیا خاک چھانی ہے
مقام قرب حق کی زندگی پانیکا وقت آیا
اٹھو دارالاماں پہنچو کہ وقت کامرانی ہے
یہی وہ زندگی سچی ہے جو عیسی نے پائی تھی
یہی انجیل میں قول مسیح آنجہانی ہے
یہی محروم و بدقسمت ہے دور اس آب حیواں سے
کہ جسکو رائگاں یہ زندگی اپنی گنوانی ہے
مروگے جب تو خود یاد آئیگا اسوقت کا کہنا
دکھائیں کیا تمھیں وہ آیا جو حق نی دکھانی ہے

مسیحا احمد گر آئے نہ ہوتے
تو قرآں کے جلوے دکھلائے نہ ہوتے
بدلتے نہ پہلو غلط کاریوں کے
جو اسرار قرآں وہ لائے نہ ہوتے
دلوں میں خدا کی سمائی نہ ہوتی
خدائی جو حربے چلائے نہ ہوتے
نہ باطل کی گردن کبھی ٹوٹتی یوں
اگر مبہت حق دکھائے نہ ہوتے
جو دعوی نہ کرتے مسیحا و مہدی
تو بگڑے ہوے دل بنائے نہ ہوتے
نہ پلٹہ پر گر آسماں اُن کے ہوتا
نشاں یہ نشاں یوں دکھائے نہ ہوتے

نہ آتھم کبھی اُسکے کہنے سے مرتا
اُسے تا دیہ میں گرائے نہ ہوتے
غضب کی چھری پیٹ میں گر نہ گھستی
تو یوں لیکھرامی ہرائے نہ ہوتے
خدا اُنکی باتیں جو پوری نہ کرتا
اُنھوں نے قدم یوں جمائے نہ ہوتے
محمد کی مسند پہ کیوں بیٹھ جاتے
خدا سے جو تائید پائے نہ ہوتے
صداقت کبھی اُنکی ظاہر نہ ہوتی
یہ فتوی جو کُفر لگائے نہ ہوتے
دراز اسقدر اُنکو مہلت نہ ملتی
خدا کے جو بھیجے بھجائے نہ ہوتے
جو ہوتا یہ خود ساختہ کارخانہ
تو پھر یوں وہ اسکو بنائے نہ ہوتے
کلام خدا اُنپہ نازل نہ ہوتا
تو بار گراں یہ اُٹھائے نہ ہوتے
نہ پاتے اگر خلعت اجتبائی
تو جرات وہ ایسی دکھائی نہ ہوتے
نہ ہوتے اگر مرسل حق مسیحا
کلام ایسے منہ پر وہ لائے نہ ہوتے
چمکتا نہ نور خدا اُن کے منہ پر
اگر وہ خدا کے سجائے ہوتے
نہ ہیبت نہ شوکت نہ قدرت یہ ہوتی
جو مامور حق نے بنائے نہ ہوتے
دم اُنکا نہ ہوتا اگر روح پرور
تو مردہ دلونکو جلائے نہ ہوتے
اگر جذب حق اُنمیں پیدا نہ ہوتا
دلونمیں وہ ہرگز سمائے نہ ہوتے
نہ اسلام کی راہ یوں صاف ہوتی
جو شرک خفی کو مٹائے نہ ہوتے
مسیحا مرے اور مری علیسویت
نہ مرتے اگر آپ آئے نہ ہوتے
کبھی نور قرآں ظاہر نہ ہوتا
اگر وہ زمیں پر گرائے نہ ہوتے
یونہی آسماں پر بٹھائے گئے تھے
اُنھیں کیوں لحد میں سلائے نہ ہوتے
سری نگر میں جبکہ مرقد ملا ہے
تو کیوں اُسکا نقشہ دکھائے نہ ہوتے
مسلمان فرقاں میں غور کرتے
تو ناحق اُنھیں وہ بچائے نہ ہوتے
مسلماں اگر ترک قرآں نہ کرتے
تو الزام ثابت کرائے نہ ہوتے

مریں ہاے سرور رہے زندہ عیسی
غضب ہا کہ ایسی تو ڈھائی نہ ہوتے
کسیکو اگر پاس قرآں نہ ہوتا
تو ایسے عقیدے بنائے نہ ہوتے
گئی گذری اب غیرت دین ان سے
اگر ہوتی یوں مار کھائے نہ ہوتے
ڈبو کر رہے تھے یہ کشتی اسلام
جو مہدی بھی تشریف لائے نہ ہوتے
نہ موعود آتا نہ جھگڑے اُٹھاتا
نہ اپنے بھی دن یہ بھلائے ہوتے
خدا جانے بنتی تھی کیا گت ہماری
جو تو نے مسیحا چھڑائے نہ ہوتے

بڑھا جاتا تھا دنیا میں ترا انکار یا اللہ
برائے نام تھا توحید کا اقرار یا اللہ
تری بندے پری جاتے تھے اب تیری اطاعت سی
سیاہ کاری ہی بھولے تھے تری سرکار یا اللہ
مٹی جاتی تھی تیرے گلشن اسلام کی رونق
بنا جاتا تھا وہ اک دشت پر از خار یا اللہ
بڑھائی تھی بہت غارتگروں نے ہاتھ بڑھ بڑھکر
کہ ہو ویراں پھلا پھولا ترا گلزار یا اللہ
مکیں غارتگروں کے خوف سی گھبرا گئے ایسے
کہ لٹوانے لگے تھے اپنا سب گھربار یا اللہ
جمائے تھی قدم اپنے مگر رہتے نہ پا برجا
زمانہ نے کچھ ایسی بدلی تھی رفتار یا اللہ
ہوئی وہ کثرت آفات دجالی زمانہ میں
کہ امت کی بگاڑ ے جسنے سب اطوار یا اللہ
مٹی وہ سادگی اسلام کی جسپر تھا ناز اُسکو
خلاف دین و پیغمبر ہوے کردار یا اللہ
بہت سی ظلمتوں نے کردیا روی زمیں کالا
نہ قائم رہ سکی ایمان کے انوار یا اللہ
پلائی حب دنیا نے کچھ ایسے جام بھر بھر کر
بھلایا دل سے تیرا آخری دربار یا اللہ
کلام پاک قرآں سے نہ رکھی کچھ غرض باقی
ہوی پابندی اسلام سے بیزار یا اللہ
بہت راہیں ہوئیں پیدا بھر اُنمیں ترک قرآں سے
پس پشت اسکو ڈالا ہائی کیوں ہر بار یا اللہ
امام و رہنما و مقتدا گر مانتے اُس کو
تو بیشک وہ سمجھ لیتے ترے اسرار یا اللہ
بجائے خود سمجھ بیٹھا ہر اک جو کچھ سمجھ بیٹھا
نہ آزادیمیں کچھ سوچی مآل کار یا اللہ
وہ عملی زندگی اسلام کی جاتی رہی ان سے
فرائض کا بجالانا ہوا دشوار یا اللہ

خلاف دین سے رکھی کچھ پروا عزیزوں نے
بڑھا بدقسمتی سے کینہ و استکبار یا اللہ
بھری بغض و عداوت سے مسلمانوں کی دل ایسے
کہ آپس میں بنے وہ دشمن خونخوار یا اللہ
بہت راہوں سے امت میں فساد آکر ہوئے داخل
بگڑنے سے طبائع کے بڑھا تکرار یا اللہ
زمیں والوں نے جب دیکھا نہ تو نے دین کا حامی
اتارا آسمان سے تو نے مرد کار یا اللہ
وہی آیا وہی آیا کہ جو امت سے آنا تھا
جسے بتلا چکا تھا دین کا سردار یا اللہ
وہی ہے ابن مریم اور مسیحا کی صفت والا
کہ شدت سے کیا ہے دین کا اظہار یا اللہ
وہی مہدی وہی ہادی وہی ہے نائب احمد کا
ہے اسمیں آسمانی نور کی چمکار یا اللہ
غلام احمد کو کیوں ملتا نہ رتبہ اب خلافت کا
محمد کی محبت میں وہ ہے سرشار یا اللہ
ترقی اسکو ہے منظور تیرے دین برحق کی
کتابوں میں بھری ہے اسنے تیری انوار یا اللہ
اسے بخشا ہے تو نے زور جذب و کشش [illegible] کا
کلام اسکا ہے تیرے دین کی تلوار یا اللہ
تری درگاہ سے اسکو ملا نفس مسیحائی
کہ مرتا جس سے ہے دجال آخر کار یا اللہ
نکالے اسنے وہ ہتھیار اپنے کارخانہ سے
کہ دجالی کے منصوبے ہوئے بیکار یا اللہ
خبر لی تو نے آخر وقت میں اس بگڑی امت کی
ادا کرتے ہیں تیرا شکر سو سو بار یا اللہ
دکھایا گلشن اسلام بے رونق زمانہ کو
کہ بن بیٹھے تھے وارث اسکے غفلت کار یا اللہ
معطل کر دیا تو نے مگر غفلت شعاروں کو
وراثت تو نے دی اسکو جو تھا حقدار یا اللہ
دکھائیگا بہار اسکی تو اب سارے زمانہ کو
وہ تیرے فضل سے لائیگا برگ و بار یا اللہ
ہوا ہے قادیاں میں فیض کا چشمہ جو جاری
وہاں برسا ہے تیرا ابر گوہربار یا اللہ
وہاں نکلی ہیں مشرق سے تری انوار رحمت کے
دکھائیگا وہاں سے اپنی تو چمکار یا اللہ
نظر آئیگی دنیا کو ترے اسلام کی رفعت
مسیحا کا بنے گا جب وہاں **مینار** یا اللہ
عجب ہیں کام تیرے تو خدائے ذوالعجائب ہے
ہے تیری حکمتوں سے کون واقفکار یا اللہ
نوازے جسکو تو اسکو گرا سکتا نہیں کوئی
خلاف اسکے ہو دنیا ساری گو طیار یا اللہ

ہمیں لازم ہے اب تحدیث نعمت تیری اے منعم
تری نعمت کو دیکھے ہم نے ہیں آثار یا اللہ
بہت افسوس ہے امت کی اس غفلت شعاری پہ
کہ اس نعمت کا اسنے کر دیا انکار یا اللہ
خدا کے حکم سے آیا تھا امت میں مسیحا جب
تو بیہودہ تھا پھر امت کا یہ اصرار یا اللہ
خلاف حق میں کیا کیا منہ سے وہ بکواس کرتے ہیں
ہوئے گندہ دہانی سے ہیں بدگفتار یا اللہ
ہیں انکے مولوی خوش انکے ان فحشا و منکر پہ
تو ہی جانے کہاں تک انکی ہیں پندار یا اللہ
مشائخ اور پیر انکی تکے ہیں شر و ایذا پہ
شرارت اور بدی کے انمیں ہیں اذکار یا اللہ
مناسب تھا کہ وہ صدق قدم کچھ آکے دکھلاتے
بڑھا یا حیلہ سازی سے مگر تکرار یا اللہ
مدار فیصلہ ٹھہرا تھا جب تفسیر قرآن پر
تو ثابت کرتے ہیں منجملہ اظہار یا اللہ
اگر نیت صفا ہوتی فضول بحث کی کیا تھی
کہ جس سے فیصلہ ہوتا تھا اب دشوار یا اللہ
اگر مبارکیں آئے تھے کچھ اسرار فرماتے
مگر بیہودہ گوئی کی ہوئی بھرمار یا اللہ
نہیں ہے قدر رکھتی جاہلوں کی عزت افزائی
لگا تھا پیش و پس اک جمع اشرار یا اللہ
اگرچہ ہر دکھائی تھی کچھ ایسی بدکلامی کے
تو گھر بیٹھے ہی ہو سکتی تھی یہ گفتار یا اللہ
خدایا یہ نمونے ہیں تری امت کے پیروں کے
حضور میں تری کیا حاجت اظہار یا اللہ
تو خود دانا و بینا ہے یہ کیا طوفان بتمیزی ہے
جو اٹھا ہے تری یہ قوم ناہنجار یا اللہ
تیرے اک پاک بندہ کو ستایا کذب و بہتاں سے
وہ امت بر آئے سے ہیں بیزار یا اللہ
الجھنا بدمعاشوں سے شریفوں کا نہیں شیوہ
انھیں کافی ہے بس تیری ہی اک گفتار یا اللہ

(تمام شد)

تحفہ گولڑویہ

طیار ہو رہا ہے عنقریب شائع ہو جاتا ہے - خاتمہ لکھا گیا چھپ بھی چکا اب صرف ضمیمہ لکھا جا رہا ہے-

---

حضرت اقدس کی پاک باتیں

۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ع کی صبحکو حضرت اقدس علیہ السلام حسب معمول سیر کو تشریف لیگئے راہ میں فرمانے لگے کہ وہ بہت دفعہ ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایکبات بتلاتے ہیں میں اسکو سنتا ہوں مگر آپ کی صورت نہیں دیکھتا ہوں غرض یہ اک حالت ہوتی ہے جو بین الکشف والالہام ہوتی ہے - رات کو آپ نے مسیح موعود کے متعلق یہ فرمایا ہے **یَضَعُ الْحَرْبَ وَیُصَالِحُ النَّاسَ** یعنی ایکطرف تو جنگ و جدال اور حرب کو اٹھا دیگا دوسری طرف اندرونی طور پر مصالحت کرا دیگا۔ گویا مسیح موعود کے لئے دو نشان ہوں گے اول بیرونی نشان کہ حرب نہ ہوگی دوسرا اندرونی نشان کہ باہم مصالحت ہو جاویگی پھر اس کے بعد فرمایا **سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَیْتِ** - سلمان یعنی دو صلحیں اور پھر فرمایا **عَلٰی مَشْرَبِ الْحَسَنِ** یعنی حضرت حسن رضی اللہ عنہ میں بھی دو ہی صلحیں تھیں ایک صلح تو انھوں نے حضرت معاویہ کے ساتھ کرلی اور دوسری صحابہ کی باہم صلح کرا دی - اس سے معلوم ہوا کہ مسیح موعود حسنی المشرب ہے - اور حجج الکرامہ میں نواب صدیق الحسن خاں نے لکھا بھی ہے کہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ مہدی حسنی ہوگا اس کے بعد فرمایا کہ **حسن کا دودہ پیئے گا** ۱۲

پھر حضرت اقدس نے فرمایا کہ یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ مہدی آپ کی آل میں سے ہوگا یہ مسئلہ اس الہام سے حل ہو گیا اور مسیح موعود کا جو مہدی بھی ہے کام بھی معلوم ہو گیا - پس وہ جو لوگ کہتے ہیں کہ وہ آتے ہی تلوار چلائے گا اور کافروں کو قتل کریگا جھوٹے ہیں اصل بات یہی ہے جو اس الہام میں بتلائی گئی ہے کہ وہ دو صلحوں کا وارث ہوگا یعنی بیرونی طور پر بھی صلح کریگا اور اندرونی طور پر بھی مصالحت ہی کرا دیگا۔ اور آل کا لفظ اپنے اندر ایک حقیقت رکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ آل چونکہ وارث ہوتی ہے اسلئے انبیاء علیہم السلام کے وارث یا آل

وہ لوگ ہوتے ہیں جو ان کے علوم کے روحانی وارث ہوں اسی واسطے کہا گیا ہے کہ کل نفی و نفی الی۔

اس کے بعد پھر مولوی جمال الدین صاحب
ساکن سید والہ نے قرآن کریم کی
اس آیت کی تفسیر پوچھی ما
کفر سلیمٰن الآیہ۔ ایڈیٹر

اس کے جواب میں حضرت اقدس نے فرمایا کہ بعض نابکار قومیں حضرت سلیمان علیہ السلام کو بت پرست کہتی ہیں اللہ تعالیٰ اس آیت میں اُنکی تردید کرتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ قرآن شریف واقعات پر بحث کرتا ہے اور قرآن کُل دنیا کی صداقتوں کا مجموعہ ہے اور دین کی کتابوں کا فخر ہے جیسے فرمایا ہے فیہا کتب قیمۃ۔ اور یتلوا علیھم صحفا مطھرۃ پس قرآن کریم کے معنے کرنے وقت خارجی فضول کو نہ لیں بلکہ واقعات کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ مثلاً قرآن کریم نے جو سورہ فاتحہ کو الحمد للہ رب العلمین الرحمن۔ الرحیم۔ ملک یوم الدین سے شروع کیا تو اسمیں کیا راز تھا۔ چونکہ بعض قومیں اللہ تعالیٰ کی ہستی پھر اسکی صفات رب۔ رحیم۔ ملک یوم الدین سے منکر تھیں اسلئے اس طرز کو لیا۔ یہ یاد رکھو کہ جسنے قرآن کریم کے الفاظ اور فقرات کو جو قانونی ہیں ہاتھ میں نہیں لیا اُس نے قرآن کا قدر نہیں سمجھا۔

اب دیکھو یہاں خالق العلمین* نہیں فرمایا بلکہ رب العلمین فرمایا اسلئے کہ بعض قومیں ربوبیت کی منکر ہیں اور کہتی ہیں کہ ہمکو جو کچھ ملتا ہے ہمارے عملوں کے سبب سے ہی ملتا ہے مثلاً اگر دودھ ملتا ہے تو اگر ہم کوئی گناہ کرکے گائے یا بھینس وغیرہ کے جون میں نہ جاتے تو دودھ ہی نہ ہوتا اور خلق چونکہ قطع برید کرنے کا نام ہے اس لئے اسکو فقرہ رب العلمین کو جو اس سے افضل تر ہے بیان فرمایا اسی طرح پھر رحمانیت۔ رحیمیت کے منکر دنیا میں موجود ہیں۔

غرض قرآن کریم مذاہب باطلہ کے عقائد فاسدہ کو مدنظر رکھکر ایک سلسلہ شروع فرماتا ہے اسی طرح پھر اس قصہ میں حضرت سلیمٰن علیہ السلام کی بریت منظور ہے اور انکو اس ناپاک الزام سے بری کرنا مقصود ہے جو انپر لگایا جاتا ہے کہ وہ بت پرست تھے خدا نے فرمایا ما کفر سلیمٰن سلیمان نے کفر نہیں کیا۔

---

* نوٹ یہاں یہ بھی فرمایا کہ رب العلمین اس لئے بھی فرمایا تا کہ یہ ثابت کریں کہ وہ بسائط اور عالم امر کا بھی رب ہے۔ کیونکہ بسیط چیزیں امر سے ہیں اور مرکب خلق سے۔ منہ

حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی دارالامان کو آرہے ہیں۔ امرتسر میں حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار کے ایما سے ٹھہرے ہیں کہ اُن کے شکوک دور کریں خدا کرے کہ حافظ صاحب کے شکوک و شبہات دور ہوں مگر افسوس حافظ صاحب کو خدا کی بات پر اعتبار نہ آیا۔ جو انھوں نے براہ راست اس سے سُنا۔

سنا جاتا ہے کہ لاہوری ملہم پارٹی جس کے سرگروہ منشی الٰہی صاحب اکونٹنٹ ہیں کی کتاب ضرورۃ الامام کے جواب میں طیار ہوچکی ہے اور اسکا نام کہتے ہیں عصائے موسیٰ یا دین محمدی رکھا ہے کتاب بالکل طیار ہے مگر اسکی اشاعت کا ملہم پارٹی کو ابھی حوصلہ نہیں مگر ہم حیران ہیں کہ اب تذبذب کیسا پبلک کے سامنے پیش کریں چھپانے کے لئے تو نہیں چھپوائی مصنف بلکہ مصنفین کو بھی اسپر ریویو پڑھکر مزہ آجاتے گا اور کتاب کے نام سے ہی اپنی قابلیت کا پتہ لگ جاویگا۔ اگر یہ کتاب حق اور حکمت اور منشی صاحب نے اپنے معاونین کی مدد سے بلکہ خدا تعالیٰ سے توفیق پاکر لکھی ہے تو پھر ڈر کس بات کا ہے۔ سعدی کہتا ہے

تو پاک باش برادر مدار از کس باک
زنند جامۂ ناپاک گازراں بر سنگ

قرآن شریف میں کوئی کلمہ اکرہ بولا حکم نہیں

قرآن شریف سراسر حقائق و معارف سے بھرا پڑا ہے اسمیں کوئی حکم ایسا نہیں جس پر ذرا بھی گرفت ہو سکے اور جو لوگ اسپر اعتراض کرتے ہیں بجز اپنی خوش فہمی اور حماقت کے اور کچھ نہیں دکھلاتے۔ قرآن شریف میں ہرگز حکم نہیں۔ کہ دنیا میں خونریزی کرو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم صاف ہے۔ والذین لا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق اور خدا کے بندے وہ ہیں جو کسی جانکو بجز حق واجب (قصاص) کے قتل نہیں کرتے ولا یزنون اور نہ زنا ہی کرتے ہیں۔ اسلام کا لفظ ہی سلم سے مشتق ہے۔ جس کے معنی ہیں خدا اور لوگوں سے صلح اور موافقت۔ رضائے مولیٰ پر صابر و شاکر رہنا۔ دنیا سے مصالحت برتنا۔ گردن خم لتسلیم کرنا۔ پس ایسا مذہب خونریز کیسے ہو سکتا ہے؟ جہاد محض دینی آزادی کے حصول اور ڈیفنس اور فتنہ و فساد کے دفعیہ کا نام ہے جو ہر ایک مذہب میں روا ہے۔ کسی مخالف مذہب کو بوجہ اس کے کہ وہ اسلام کا مخالف ہے۔ قرآن شریف میں ہرگز قتل کرنے کا حکم نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا صاف ارشاد ہے لا اکراہ فی الدین دین میں زبردستی نہیں وما انت علیھم بجبار۔ تو انپر جبر کرنے والا نہیں لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم و تقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین (ممتحنہ) خدا تمکو منع نہیں کرتا۔ ان لوگوں کے ساتھ نیکی اور انصاف کرنے سے جو تمہارے ساتھ دین کے معاملہ میں لڑتے نہیں اور نہ تمکو تمہارے وطن سے نکالا۔ اللہ تعالیٰ کو انصاف کرنے والے پسند آتے ہیں۔ خدا تو تمکو صرف انھیں لوگوں کے ساتھ دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جو تم سے دین کے معاملہ میں لڑے اور تمکو تمہارے گھر و بستی نکال دیا اور تمہاری جلاوطنی پر ایک دوسرے کی مدد کی۔ اور جو ایسے لوگوں سے دوستی رکھے وہ وہی بے انصاف ہیں * اور یہ بالکل فطرت الٰہی اور نیچر کے موافق حکم ہے

ہاں البتہ وید میں خونریزی ضرور موجود ہے جیسا کہ صاف لکھا ہے کہ جو شخص دھرم چھوڑ ادھرم کرے اسکو بلا تامل مار دینا چاہیے یعنی مفسد کے مارنے میں قاتل کو پاپ نہیں ہوتا (ستیارتھ پرکاش سمولاس ۶) اب اگر اس جنرل آرڈر کی تعمیل کی جائے تو دو ہی دنیں میں دنیا کی صفائی ہو سکتی ہے چونکہ دنیا میں ہر ایک قوم اور ہر ایک مذہب دوسرے کو بیدین اور مفسد اور ظالم خیال کرتا ہے۔ اس لئے اگر اس حکم کی تعمیل کی جائے۔ تو سوائے چند آریوں کے اور کوئی باقی نہیں رہ سکتا۔

تعجب کی بات ہے کہ آریہ لوگ اسلامی جہاد پر تو نکتہ چینی کرتے ہیں۔ جسکا جواز اسلام نے قانون فطرت کے موافق حفاظت خود اختیاری اور بعض خطرناک شریروں کی مدافعت کے لئے قائم رکھا ہے۔ اور باایں ہمہ بوڑھوں۔ بچوں۔ عبادت گاہوں کے مکینوں۔ بلا آزار لوگوں کیلئے طرح طرح کی رعایتیں ملحوظ رکھی ہیں۔ اور وید کے اس حکم کیطرف خیال نہیں کرتے جو سوامی صاحب نے بحوالہ وید ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے ایسا ہی وید میں لڑائی کی بابت دعائیں اور متفرق ہدایات موجود ہیں۔ اور ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے کہ جب معلوم ہو جاوے کہ اب ضرور شکست ہوگی اور کسی دوسرے وقت فتح ہو جاوے گی۔ تو جس طرح ہو سکے دشمن کو رضامند کر کے صلح کر لینی اور موقع کا انتظار کرنا چاہیے جب دشمن کمزور اور بیفکر ہو جائے تو اسپر حملہ کرنا چاہیے۔ دیکھو کمزوری کی حالت میں دشمن سے صلح کر کے جان بچا لینا۔ اور قوت پانے پر تمام عہد و پیمان پر خاک ڈال کر حملہ آور ہونا نہایت ہی ناپاک اور گندہ ترین دغابازی ہے

پھر پنڈت صاحب لکھتے ہیں۔

جنگ میں رتھ۔ گھوڑے۔ ہاتھی۔ چھتر۔ رسد۔ گائے وغیرہ چوپائے رکھی ہوئی عورتیں جس جس سپاہی و عہدہ دار کو لوٹ میں ملجاویں۔ اس کا سولھواں حصہ راجہ کو دیدیویں۔ اور راجہ بھی غنیمت کا سولھواں حصہ سپاہیوں کو دیدے۔ گھی۔ رتھ وغیرہ کا تو سولھواں حصہ ممکن ہے عورتوں کا سولھواں حصہ نہیں معلوم۔ کیونکر کیا جائیگا شاید ہر ایک بذریعہ نیوگ اُس سے کام چلا جاسکیگا۔ اور باری باری پانچوں پنڈؤں کے نمونہ کی تقلید کرے گا۔

ناظرین مذکورہ مضمون پڑھکر غور کر سکتے ہیں۔ کہ خونریزی کی ہدایات وید میں ہیں یا قرآن شریف میں۔

اربعین نمبر ۳

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اربعین نمبر ۳ لکھ رہے ہیں اربعین کا تیسرا نمبر ایک عظیم الشان حربہ ہے جو الباطل کو چکنا چور کرے گا اور جھوٹے مدعیوں اور مفتریوں کی حقیقت کو طشت از بام کر کے راستباز اور صادق مسیح موعود کی حقانیت پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کی اس دلیل کو قائم کریگا جو خود خدا تعالیٰ نے دنیا کے نور اور مکہ کے فرزند (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے پیش کی تھی۔

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کا وہ مضمون جو الحکم میں ابھی ۲۴ اکتوبر کو شائع ہو چکا ہے عنقریب لاہور کے معزز اخبار عام میں شائع ہوگا

گولڑی کی آمد لاہور کی جو روئیداد گولڑوی جماعت نے شائع کی ہے اسپر ہمارے مخدوم مولوی عبد الکریم صاحب انشاء اللہ عنقریب ریویو کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں

حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نور الدین صاحب دار الامان میں ہیں پچھلے چند دنوں سے کچھ ضعف کے سبب طبیعت ناساز اور کمزور رہے مگر قرآن کریم کے درسیں اور مریضوں کی علاج جمعہ اُسی طرح مصروف ہیں جیسی پوری صحت کے دنوں میں۔ اللہ تعالے ایسے خیر مجسم انسان کو ہر تکلیف سے محفوظ رکھے آمین

مرض طاعون کی بابت اہل یورپ اور امریکہ کے خیالات

۲۰ اکتوبر کے پیسہ اخبار کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ موسم سرما کی آمد آمد سے طاعون نے پھر ہاتھ پاؤں نکالنے شروع کر دئے ہیں اور ضلع جالندھر کے بعض دیہات میں اسکا ایک آدھ کیس دقوع میں آنے سے از سر نو تشویش پیدا ہو گئی ہے جسکی تحقیق کیلئے ڈپٹی سنٹری کمشنر صاحب سکو والی تشریف لے گئے ہیں۔ ۱۱ اس خوفناک وبا کی بابت حال میں جو اہل امریکہ اور یورپ نے اپنے خیالات ظاہر کئے ہیں اور اضلاع متحدہ کے مشہور و معروف اخبار سائنٹفک امریکن نمبر ۱۷ ۱۲ صفحہ ۲۰۳۷۹ میں چھپے ہیں ناظرین اخبار الحکم کی واقفیت کے لئے ہم ذیل میں خلاصہ کر کے لکھتے ہیں۔ اہل امریکہ نے جہانتک پتہ لگایا ہے مرض طاعون کے وجود کا حضرت مسیح سے ۳۰۰ برس پیشتر تک کا پتہ لگا ہے لیکن ڈاکٹر الیف ٹڈسول اور جے اے ڈک کے بیان کے موافق جو ۲۲ مارچ کے نیچر میں شائع ہوئی ہے اور جو انھوں نے نیوسوتھ ویلز کے رائل سوسائٹی کے سامنے پیش کئے تھے معلوم ہوتا ہے کہ اس خوفناک مرض کے ابتدا کا جہانتک پتہ لگا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے ۱۱۴۱ برس پہلے ہی یہ مرض واقع ہو چکا ہے۔ چنانچہ جس وبا کا ذکر اسموئیل کی پہلی کتاب کے ۴۔ ۵ اور ۶ باب میں ہوا ہے وہ وہی مرض طاعون ہی تھا لکھا ہے کہ جب فلسطی لوگوں نے خداوند کے عہد کے صندوق کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور اشدود میں لیگئے تو سخت وبا پھیل گئی اور اشدود اور اسکی نواحی کے لوگ سخت وبا میں گرفتار ہو گئے (۵-۱۰-۱۲) غرض اسموئیل کے ان تین بابوں کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت طاعون کے واقع ہونیکا بڑا بھاری سبب روحانی کمزوری تھی جسنے دلوں کی وبا معصیت میں زیادتی کر دی تھی جو اس تمام تباہی کا سبب ہوئی جو اسوقت واقع ہوئی تھی ڈاکٹر ڈک لکھتے ہیں کہ اسموئیل کے موجودہ

ترجموں میں سے بعض میں وبا کو لکھا ہے لیکن قدیمی نسخوں میں طاعون کی گلٹیوں کا ذکر لکھا ہے اور جس زمانہ میں وہ وبا پھیلی تھی وہ ٹھیک وہی موسم تھا جسمیں عموماً طاعون کا زور زیادہ ہوا کرتا ہے اور اسی کتاب کے ابتدائی باب میں چوہوں کا بھی ذکر ہے جس سے اس بیان کی اور بھی تقویت ہوتی ہے کیونکہ حال کی تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ بعض جگہ طاعون کا سبب ہی چوہے ہوئے ہیں ڈاکٹر موصوف اس زمانہ کے طاعون کے سبب کی بابت بیان کرتے ہیں کہ اسکا سبب وہی تھا جو سموئیل کے ۳ باب میں بیان کیا گیا ہے چنانچہ سموئیل ۱-۳ پر لکھا ہے کہ اسدن میں سب کچھ لاؤں گا۔ جتنا میں نے اسکے گھرانے کے حق میں کہا ہے۔ کیونکہ میں نے اسے کہا کہ میں اسکی بدکاری کے سبب اس کے گھرانے سے انتقام لوں گا ۔ ۔ ۔ ۔ الخ

یہ مذکورہ بالا اس مضمون کا خلاصہ ہے جسکو ہم نے بہت سے زائد عبارت کو بعد حذف کرنے کے بعد بیان کیا ہے ہم اسپر فی الحال اپنی طرف سے کوئی ریمارک نہیں کرنا چاہتے صرف ناظرین کی توجہ حضرت اقدس کے اس اشتہار کی طرف منعطف کرنا چاہتے ہیں جو غالباً ہر فروری ۱۹۰۸ء کو شائع ہوا تھا اور جسمیں اس خوفناک مرض کے اسباب و علاج پر بحث کی گئی ہے اور پھر جو بعض اخبارات نے اسپر نکتہ چینیاں کیں ہیں انکا جواب الحکم میں غالباً ۲۰ فروری کے پرچہ کے ذریعہ دیا گیا تھا ہمارے دلپر اس بحث کو پڑھکر نہایت ہی اثر اسوجہ سے ہوا کہ وہ لوگ میں جو الہیات سے بالکل بیخبر ہیں انہیں صداقت کے حاصل کرنے کا مادہ حکیم حمید نے کسقدر رکھا ہوا ہے جسکی ہماری اہل ملک میں سے اکثر کو خصوصاً معترضوں کو ہوا تک بھی نہیں لگی جیسا کہ اس مذکورہ بالا مضمون سے اور اپنے اہل ملک کے اعتراضوں کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے اور امید ہوتی ہے کہ حضرت اقدس کے ارشاد کیموافق عنقریب آفتاب مغرب سے نہایت آب و تاب سے چمکنے لگے گا۔

جسکی ہمیں بڑی بھاری آرزو ہے۔ خدا کرے یہ جلدی ہو آمین ثم آمین۔

عبدالعزیز گلی مسجد تہور خاں دہلی۔

ایک نیا اخبار (پرانے قلم کا)

ہمکو یہ معلوم کرکے بیشک خوشی ہوئی ہے کہ مولوی انشاء اللہ خانصاحب سابق ایڈیٹر اخبار وکیل امرتسر شروع جنوری ۱۹۱۱ء سے اپنے احباب کے اصرار پر ” وطن “ کے نام سے ایک جدید اخبار جاری کرنیوالے ہیں جسکا روزانہ یا ہفتہ وار جاری ہونا صرف پبلک کی قدردانی پر منحصر ہے۔ مولوی محمد انشاء اللہ خانصاحب نے گذشتہ پانچسال تک جس قابلیت اور محنت کے ساتھ اخبار وکیل کو ایڈٹ کیا ہے اس نے انکو خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو اخبار کی دنیا میں ایک ایسا ایڈیٹر ثابت کردیا ہے جو اپنے فرائض منصبی کو سمجھ سکتا ہے۔ ہمکو اور خود مولویصاحب موصوف کو بھی اس امر کا افسوس ہے کہ وہ آیندہ اخبار وکیل کے ساتھ ملکر کام نہیں کر سکتے۔ اور یہ بات ہمکو کھٹکتی ہے کہ جب کہ دو ایسے شخص جو بجائے خود مسلمانوں کی بہتری اور بہبودی کے خواہشمند ہونے کا کم ازکم دعوی کرتے ہیں باہم ملکر کام نہیں کرسکتے تو پھر یہ خیر خواہی اور بہبودی قوم کی خواہش کا دعوی نرا دعوی ہی نہ ہو اور عملی کمزوری اصل حقیقت کو کھولکر قوم میں ایک قسم کی [illegible] ظنی پیدا نہ کردے۔ اسلئے مولوی صاحب نے اپنے پراسپکٹس میں کوشش کی ہے کہ اس الزام کو اپنے اوپر سے اٹھا دیں اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایک حد تک اپنی بریت میں کامیاب ہوتے دکھائی دیتے ہیں جبکہ انھوں نے ایک ایسی طرز کا اخبار قوم کے سامنے پیش کرنے کا اعلان کیا ہے جو اخبار وکیل کے اغراض کو اپنے اندر رکھتا ہوا بھی اس سے بالکل الگ اور ممتاز ہے۔ اخبار وطن جیسا کہ اسکے پراسپکٹس سے معلوم ہوتا ہے روزانہ جاری ہوسکتا ہے بشرطیکہ پانچسو درخواستیں معہ چندہ سالانہ یا باجازت وی پی بحساب ۵ للعہ مع محصولڈاک اور نو روپیہ بلا محصول ڈاک چار دسمبر تک مولویصاحب کے پاس آجاویں اور ہفتہ وار جاری ہوگا اگر ایکہزار درخواستیں (والیان ریاست سے صہ رؤساسے لیے ر عام لوگوں سے للعہ طلباء سے ر) معہ چندہ یا باجازت وی پی اس تاریخ تک آجاویں۔ اخبار وطن میں علاوہ معمولی باتوں کے جو ایک اخبار میں ہونی چاہئیں مندرجہ ذیل تین ضروری مضامین درج ہوا کرینگے (۱) قومی معاملات پر بحث (۲) فن زراعت کے متعلق مفید معلومات اور زمینداروں کی وکالت (۳) اہل ہند بالخصوص مسلمانوں کو صنعت و حرفت کیطرف توجہ دلانا الغرض مولویصاحب ممدوح نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اخبار کو ایک عمدہ اخبار بنانیکے لئے ضروری کوشش کرینگے۔ مگر اصل یہ ہے کہ ساری باتیں پبلک کی قدردانی پر منحصر ہیں پبلک نے اگر ان کے حوصلہ افزائی کی تو کچھ شک نہیں کہ وہ اپنی محنت سے پبلک کی خدمت میں ایک دلچسپ اخبار پیش کرسکیں گے ہم اپنے اس آنیوالے ہمعصر کا خیر مقدم کہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالے اسکو قوم کی بہتری اور بہبودی کے اصل ذریعہ کے شناخت کی توفیق دے اور اسکو ملک اور قوم کیلئے مفید ثابت کرے۔ ہماری یہ خوشی بہت ہی بڑی خوشی ہوتی اگر **وطن** کا روزانہ ایڈیشن ہفتہ وار وکیل کے دفتر سے جاری ہوتا۔

اصل پراسپکٹس اور اخبار کیلئے درخواست حمیدیہ ایجنسی کشمیری بازار لاہور کے پتہ سے ہو۔

ضروری اعلان

گذشتہ نمبر پورے ۱۶ صفحوں پر شائع کردیا ہے اگرچہ میرا کوئی ارادہ نہ تھا کہ اس نمبر کو دو نمبروں کا قائمقام قرار دوں مگر بعض ایسی مجبوریوں کیوجہ سے جنکا اظہار ضروری نہیں ہے اسکو دو نمبروں کا قائمقام قرار دیتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ خود ناظرین کی کوئی حق تلفی نہیں کی کیونکہ درآوردگی اور گنجان تحریر کے باعث صرف ۲۴ صفحہ کا نمبر ۱۶ صفحوں میں آگیا ہے تاہم انشاء اللہ العزیز میں کوشش کرونگا کہ انکو ایک نمبر کی کسر بھی کسی طرح پوری کردوں۔ ایڈیٹر۔

دلچسپ خبریں

شاہزادی کرونت جیگر...... اس وقت آپکی عمر ...... تھی ...... سال ......

...... تپ کے نذر ہوئے۔

لاہور کی شاہی مسجد اور وزیر خانکی مسجد کے لئے حضور وایسرائے نے جو تحائف بھیجنے کا وعدہ کیا تھا وہ طیار ہو گئے ہیں

منارۃ المسیح کی تعمیر کا کام عنقریب دار الامان قادیان میں شروع ہونیوالا ہے نقشہ طیار ہو گیا ہے جو لائق اور تجربہ کار کاریگروں کے پاس بغرض مشورہ بھیجا جائے گا۔

اسی موسم سرما میں زراعتی نمائش کی سکیم سوچنے کے واسطے ایک کمیٹی کلکتہ میں قائم ہوگی۔

پچھلے دنوں پیرس میں ایک غبارہ پیمانہ لگا کر آسمان کی طرف چھوڑا گیا تھا جو صحیح و سالم اتر آیا پیمانہ سے معلوم ہوا کہ یہ ساڑھے دس میل کی بلندی پر پہنچا تھا جہاں مقیاس الحرارت غبارہ کے باہر ایک سو دو درجوں پر تھا۔

افسوسناک خبر ہے کہ ضلع گورداسپور کی تحصیل شکر گڑھ میں طاعون پھوٹ نکلا ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر ضلع معہ دیگر افسران موقعہ پر انتظام کر رہے ہیں اللہ رحم کرے۔

احمد آباد میں ڈیڑھ ہزار یتیم بچے جو بالکل لاوارث ہیں پادریوں کے زیر پرورش ہیں مسلمانوں کی انجمنیں کیا کرتی ہیں۔

ولایت کے بعض اخباروں اور رسالوں سے معلوم ہوا کہ بہت سی نیکدل منصف مزاج انگریز اس امر کے قائل ہیں کہ مسیح ابن مریم صلیب پر نہیں مرے بلکہ صلیب سے زندہ اتر آئے ...... غشی کیسی حالت تھی + کسر صلیب کیلئے یہ پڑا بھاری حربہ ہے کفارہ کا طلسم ٹوٹ جائیگا اور مسیحا کی ...... قرآنی عظمت کے اظہار کا وقت آ پہونچا مسلمانو مبارک ہو۔

بیعت

کمال شاہ صاحب درویش ساکن صورت
غلام محمد صاحب کلرک محکمہ بندوبست ساکن بھیرہ ضلع شاہپور
میاں نور احمد صاحب ساکن بھڈیار ضلع امرتسر
مائی ...... صاحبہ ...... " "
میاں منہاب الدین صاحب " میاں امام الدین صاحب "
میاں حاکم الدین صاحب " میاں محمد الدین صاحب "
میاں باغ الدین صاحب " میاں جان محمد صاحب "
میاں نور محمد صاحب " منشی کرم الدین صاحب "
میاں احمد الدین صاحب " امام بی بی صاحبہ "
حشمت بی بی صاحبہ " جان بی بی صاحبہ "
امیر بی بی صاحبہ " "
شیخ غلام جیلانی صاحب قانونگو ساگھوکن کلاں ضلع گورداسپور
کرم الٰہی صاحب جہلم۔ حال راولپنڈی۔
احمد نادعلی قادری بھور تلکیانہ ضلع کانپور۔ حال احمد کچہری کلکٹری
روشن دین صاحب غلام حسین صاحب ساکن سیالکوٹ
مولوی بدر الدین صاحب۔ سید والہ ضلع گوجرانوالہ۔
حافظ کرم الٰہی صاحب۔ والد مولوی سید احمد صاحب۔ کوٹ تارڑ "
مولوی سید احمد صاحب " پیر بخش صاحب " اللہ دین صاحب "

رحمت اللہ صاحب ساکن داتہ ضلع ہزارہ۔
وزیر علی صاحب باندا۔ موہرانہ۔ پٹیالہ
حافظ مولوی عبد الحلیم صاحب۔ بندہ پورہ۔ کشمیر
مرزا محمد بیگ صاحب۔ سیالکوٹ۔
سلطان محمود صاحب۔ کنڈان۔ شاہ پور
میاں غلام احمد صاحب۔ لدھیانہ
محمد عبد القادر صاحب۔ کولار
شیخ نور الدین صاحب۔ دھرم کوٹ رندھاوا۔ گورداسپور
قاضی عبد الرؤف صاحب۔ کوٹ قاضی۔ گوجرانوالہ
چراغ الدین صاحب۔ اودھو وال
میاں رمضان صاحب۔ سید والہ ضلع منٹگمری
الٰہ بخش صاحب " کبیر بیگ صاحب " نور الٰہی صاحب "
مولوی عبد الحق صاحب گوہا ملکہ حاجی " "
غلام محمد صاحب " عبد الرحمن صاحب وجیل "
مولوی خیر الدین صاحب۔ سید والہ محمد دبیز صاحب "
امام الدین صاحب " نصیر الدین صاحب "
قاضی تونگر علی صاحب۔ علی پور کھیڑہ ضلع مین پوری
شیخ احمد حسن صاحب قصبہ نیدمور ضلع بجنور۔ حال کپور تھلہ
محافظ کوٹھی مہاراجہ صاحب کپور تھلہ۔

میمیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم ڈھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں بہاب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھتا ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۱۲؍ میمیرے کا سرمہ سفید اعلیٰ قسم فی تولہ ہے خالص میرانی ماسہ ۵؍ مصری سرمہ فی تولہ ۴؍ رخرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی میمیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔ المشتہر پروفیسر میاسنگھ اہلو والیہ۔ بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میمیرے کا سرمہ جو سردار میاسنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میمیرے کا سرمہ ضروری ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم سانگلی صاحب۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

(۲) میں بڑی خوشی سے میمیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میاسنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس سرمہ کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی کا عمر قریباً ۱۸ سال پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں جو زد جو زد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھیں عرصے سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں انمیں کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور وہ ان چیزوں کو جو اسکے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ان امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر محمد حسین خان بہادر۔ ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) میں نے میمیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر جلال گھوس رائے بہادر

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میمیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج لئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کیلئے میمیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔
راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ۔ ایل ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص میمیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا۔ جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۹۰۹ء میں جمع کیا گیا ہے۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر کے اہتمام سے طبع ہوکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

نمبر ۴۲ | دارالامان قادیان مورخہ ۱۷ر نومبر سنہ ۱۹ء | جلد ۴

باجلاس بابو تریجنداس صاحب منصف دوم بٹالہ

بچھمن داس ولد کاشی رام ذات برہمن ساکن جیتور گڈہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور

بنام روڑا ولد میلہ ذات جٹ ساکن نارووال مشمولہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور

دعوی ضمانہ

چونکہ بیان حلفی مدعی سے پایا جاتا ہے کہ مدعا علیہ عمداً روپوش ہو جاتا ہے اور تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے لہذا یہ اشتہار جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ ۳۰ر نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کو حاضر عدالت ہو کر جوابدہی مقدمہ کی نہ کرے گا تو اُس کی نسبت یکطرفہ کارروائی کی جاوے گی۔ ۱۵-۱۱-۱

دستخط عدالت

حضرت اقدس کی پاک باتیں

۱۵ر نومبر سنہ ۱۹۰۱ء

خیانت اور ریاکاری دو ایسی چیزیں ہیں کہ کہ انکی رفتار بہت ہی سست اور دھیمی ہے اگر کسی زاہد کو فاسق کہدیا جاوے تو اُسے ایک لذت آجائے گی اسواسطے کہ وہ راز جو اُس کے اور اُس کے محبوب و مولی کے درمیان ہے وہ مخفی معلوم دیگا صوفی کہتے ہیں کہ خالص مومن جب کہ عین عبادت میں مصروف ہو۔ اور وہ اپنے آپ کو پوشیدہ کرکے کسی حجرہ یا کوٹھڑی کے دروازے بند کرکے بیٹھا ہو۔ ایسی حالت میں اگر کوئی شخص ادھر چلا جاوے تو وہ ایسی طرح شرمندہ ہو جاویگا جیسے ایک بدکار اپنی بدکاری کو چھپاتا ہے جیسی کہ اس قسم کے مومن کو کسی کے فاسق کہنے سے ایک لذت آتی ہے اسی طرح دیانت دار کو کسی کے بددیانت کہنے سے جوش میں نہیں آنا چاہیے۔

ہاں

انبیاء میں ایک قسم کا تشی ہوتا ہے کیونکہ اگر وہ اپنی عبادت اور افعال کو چھپائیں تو دنیا ہلاک ہو جاوے مثلاً اگر نبی نے نماز پڑھ لی ہو۔ اور کوئی کہے کہ دیکھو اس نے نماز نہیں پڑھی تو اُسکو چپ رہنا مناسب نہیں ہوتا اسکو بتلانا پڑتا ہے کہ تم غلط کہتے ہو میں نے نماز پڑھ لی ہے۔ اسلئے کہ اگر وہ نہ کہے دوسرے لوگ دھوکہ میں پڑ کر ہلاک ہو سکتے ہیں پس نبیوں کو ضرور ہوتا ہے کہ وہ اپنی عبادات کا ایک حصہ

ظاہر طور پر کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو دکھانا مقصود ہوتا ہے تاکہ انکو سکھاویں یہ ریا نہیں ہوتی

اگر کوئی کہے کہ حضرت نے ایسے کام کیوں کئے جنمیں شریعت کی خلاف ورزی کا منظر تھا؟ تو اسکا جواب یہی ہے کہ خضر صاحب شریعت نہ تھا ولی تھا انبیاء علیہم السلام کے کئے دونو حصے ہوتے ہیں اسلئے انکو سرًا و علانیۃً نیکی کرنے کا حکم ہوتا ہے۔

ایک شیعہ صاحب سے مخاطبہ

میری حیثیت ایک معمولی مولوی کی حیثیت نہیں ہے بلکہ میری حیثیت سنن انبیاء کی سی حیثیت ہے۔ مجھے ایک سماوی آدمی مانو پھر یہ سارے جھگڑے اور تمام نزاعیں جو مسلمانوں میں پڑی ہوئی ہیں ایک دم میں طے ہو سکتی ہیں جو خدا کیطرف سے مامور ہو کر حکم بنکر آیا ہے جو معنی قرآن شریف کے وہ کریگا وہی صحیح ہوں گے اور جس حدیث کو وہ صحیح قرار دیگا وہی صحیح حدیث ہوگی۔

ورنہ شیعہ سنی کے جھگڑے آجتک دیکھو کب طے ہونیمیں آتے ہیں شیعہ اگر تبرا کرتے ہیں تو بعض ایسے بھی ہیں جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت کہتے ہیں۔

برخلافت دلش بسے مائل

لیک بوبکر شد درمیاں حائل

مگر میں کہتا ہوں کہ جب تک یہ اپنا طریق چھوڑ کر مجھ میں ہو کر نہیں دیکھتے یہ حق پر ہرگز نہیں پہونچ سکتے۔ اگر ان لوگونکو اور یقین نہیں تو اتنا تو ہونا چاہیئے کہ آخر مرنا ہے اور مرنے کے بعد گند سے توکبھی نجات نہیں ہو سکتی۔ سب وشتم جب ایک شریف آدمی کے نزدیک پسندیدہ چیز نہیں ہے تو پھر خدائے قدوس کے حضور عبادت کب ہو سکتی ہے؟۔ اسی لئے تو میں کہتا ہوں کہ میرے پاس آؤ میری سنو تا کہ تمھیں حق نظر آوے میں تو سارا ہی چولا اتارنا چاہتا ہوں۔ سچی توبہ کرکے مومن بنجاؤ پھر جس امام کے تم منتظر ہو میں کہتا ہوں وہ میں ہوں اسکا ثبوت مجھ سے لو۔ اسلئے میں نے اس خلیفہ بلافصل کے سوال کو عزت کی نظر سے نہیں دیکھا۔ میں ایسے گندے سوالکو کیا کرونگا انھیں گندونکو نکالنے کے واسطے تو خدا نے مجھے بھیجا ہے۔

دیکھو سنی انکی حدیثوں کو لغو ٹھیراتے ہیں یہ اپنی حدیثوں کو مرفوع متصل اور آئمہ سے مروی قرار دیتے ہیں ہم کہتے ہیں یہ سب جھگڑے فضول ہیں۔ اب مردہ باتونکو چھوڑو۔ اور ایک **زندہ امام** کو شناخت کرو کہ تمھیں زندگی کی روح ملے اگر تمھیں خدا کی تلاش ہے تو اسکو ڈھونڈو جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے اگر کوئی شخص خبث کو نہیں چھوڑتا۔ تو کیا ہم اندھے ہیں منافق کے دل کی بدبو نہیں سونگھ سکتے ہم انسان کو فورًا تاڑ جاتے ہیں کہ اسکی بات کس بنا پر ہے پس یاد رکھو۔

خدا نے یہی راہ پسند کی ہے جو میں بتاتا ہوں

اور یہ اقرب راہ (یہی) نے نکالی ہے۔ دیکھو جو ریل جیسی آرام دہ سواری کو چھوڑ کر ایک لنگڑی مریل ٹٹو پر سوار ہوتا ہے۔ وہ منزل پر نہیں پہونچ سکتا۔ افسوس یہ لوگ خدا کی باتوں کو چھوڑ کر زید بکر کی باتوں پر مرتے ہیں انہی پوچھو کہ وہ حدیثیں کس نے دی ہیں۔

میں تو بار بار یہی کہتا ہوں کہ ہمارا طریق تو یہ ہے کہ نئے سرے سے مسلمان بنو پھر اللہ تعالیٰ اصل حقیقت خود کھولدے گا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر وہ امام جنکے ساتھ یہ اسقدر محبت کا غلو کرتے ہیں زندہ ہوں تو انسے سخت بیزاری ظاہر کریں۔

جب ہم ایسے لوگوں سے اعراض کرتے ہیں تو پھر کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا اعتراض کیا جسکا جواب نہ آیا اور پھر بعض اوقات اشتہار دیتے پھرتے ہیں۔ مگر ہم ایسی باتوں کی کیا پرواہ کر سکتے ہیں ہمکو تو وہ کرنا ہے جو ہمارا کام ہے۔

اسلئے یاد رکھو کہ پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو **اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی** تم میں موجود ہے اسکو چھوڑتے ہو اور مردہ **علی** کی تلاش کرتے ہو۔

باقی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ

سلک گہر

ذیل میں ہم ایک نظم درج کرتے ہیں اس نظم کو ہم بہ حیثیت ایک نظم کے درج نہیں کرتے بلکہ اس کے اندراج سے ایک عظیم الشان امر کا ہمیں اظہار مقصود ہے۔

اور وہ یہ ہے کہ کسی شخص کی زندگی کے حالات معلوم کرنے کے لئے اسکے کلام کا پڑھنا یا اس کے ہمنشینوں کا معلوم کرنا ہی کافی ہے۔ ہمارے محسن و مخدوم حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے بارہا اس امر کا تذکرہ فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی ایک بڑی زبردست دلیل یہ بھی ہے کہ جیسی خود آنحضرت صلعم کو علیٰ وجہ البصیرۃ اپنی رسالت پر ایمان تھا اسی طرح آپ کے بے تکلف احباب کو بھی آپ کی ماموریت کا یقین کامل تھا اور میاں بیوی سے بڑھکر کوئی کسی کا بے تکلف دوست نہیں ہوتا۔ پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کا آپ پر ایمان لانا حضور صلعم کی اعلیٰ درجہ کی پاک زندگی کا ثبوت ہے اور اسکے ساتھ ہی امہات المومنین کی مطہر زندگیوں کی دلیل ہے۔ رسول کریم صلعم کی مطہر اور مزکی زندگی ہی اس امر کی دلیل ہے کہ آپ کے صحابہ آپ کی ازواج مطہرات روئے زمین پر اسوقت پاک سے پاک انسان تھے کیونکہ خدا تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے

الطیبات للطیبین۔

الغرض یہ ایک مسلم اور معقول مسئلہ ہے۔ اس زمانہ کے نور اور امام کی صداقت پر بھی ہم اس دلیل کو منجملہ اور بے انتہا دلائل کے پیش کرتے ہیں کہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا اسی طرح آپ پر ایمان لاتی ہیں اور آپ کے مامور من اللہ ہونے پر یقین رکھتی ہیں جیسے خود حضرت اقدس مسیح موعود کو اپنی ماموریت پر ایمان ہے۔

یہ نظم جو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں یہ ہماری مادر مہربان ام المومنین

رضی اللہ عنہا کے خیالات کا نتیجہ ہے اس کے پڑھنے سے حضرت اقدس کی اعلیٰ وارفع زندگی کا ایک بین ثبوت ملے گا۔ اور حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی پاک اور مطہر خیالات کے اندازہ کرنے کا موقع۔

ان اشعار کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ دنیا میں کیا مقصود ہے؟ یاد رکھو کسی شخص کے اخلاق عادات کا اندازہ کرنے میں اسکی دعاؤں اور آرزوؤں کو اگر پیش نظر رکھو تو بہت آسانی کے ساتھ اسکی زندگی کے حالات معلوم ہو سکتے ہیں۔ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر اعتراض کرنے والے نا اہل آپ کی دعاؤں کو پڑھتے تو انکو معلوم ہوتا کہ یہ انسان کس پایہ کا انسان ہے۔

دعا میں انسان اپنی محبوب چیزوں کی خواہش کرتا اور ضرر رسانی سے بچنے کی آرزو کرتا ہے۔ پس کسی کی دعا ہی اس کی زندگی کے حالات معلوم کرنے کا بہتر ذریعہ ہے۔

فی الجملہ ہم اب اس نظم کو درج کرتے ہیں ہمکو امید ہے کہ یہ نظم ہمارے امام ہمام حضرت مسیح موعود (اذاقہ اللہ فیوضہ) کی صداقت اور پاک و مطہر زندگی کی ایک لاانظیر سند ہوگی + کیونکہ آپکے اعلیٰ درجہ کے پاکیزہ خیالات جنہیں خدا ہی مقصود اور مطلوب ہے) والا انسان جسکا رفیق ہو وہ بدرجہ اولیٰ مطہر اور مزکی ہوگا۔ ایڈیٹر

وہ نظم یہ ہے

ہے عجب میرے خدا میرے پہ احساں تیرا
کسطرح شکر کروں اے مرے سلطاں تیرا
ایک ذرہ بھی نہیں تو نے کیا مجھسے فرق
میرے اس جسم کا ہر ذرہ ہو قرباں تیرا
سر سے پا تک ہیں الٰہی ترے احساں مجھپر
مجھپہ برسا ہی سدا فضل کا باراں تیرا
تو نے اس عاجزہ کو چار دیئے ہیں لڑکے
تیری بخشش ہے یہ اور فضل نمایاں تیرا
پہلا فرزند ہے محمود مبارک چوتھا
دونوں کے بیچ بشیر اور شریفاں تیرا
تو نے ان چار دنکی پہلے سے بشارت دی تھی
تو وہ حاکم ہے کہ ٹلتا نہیں فرماں تیرا
تیرے احسانوں کا کیونکر ہو بیاں اے پیارے
مجھپہ بیحد ہے کرم اے مرے جاناں تیرا
تخت پر شاہی کے ہے مجھکو بٹھایا تو نے
دین و دنیا میں ہوا مجھپہ ہے احساں تیرا
کس زباں سے میں کروں شکر کہاں ہے وہ زباں
کہ میں ناچیز ہوں اور رحم فراواں تیرا
مجھپہ وہ لطف کئے تو نے جو برتر ز خیال
ذات برتر ہے تری پاک ہے ایواں تیرا

چن لیا تو نے مجھے اپنے مسیحا کے لئے

سب سے پہلے یہ کرم ہے مرے جاناں تیرا
کس کے دل میں یہ ارادہ تھا یہ تھی کسکو خبر
کون کہتا تھا کہ یہ بخت ہے رخشاں تیرا
پر مرے پیارے یہی کام ترے ہوتے ہیں
آپ ہی فضل تری شان کے شایاں تیرا
فضل سے اپنے بچا مجھکو ہر اک آفت سے
صدق سے ہمنے لیا ہاتھ میں داماں تیرا
کوئی ضائع نہیں ہوتا جو ترا طالب ہے
کوئی رسوا نہیں ہوتا جو ہے جویاں تیرا
آسماں پر سے فرشتے بھی مدد کرتے ہیں
کوئی ہو جائے اگر بندہ فرماں تیرا
جس نے دل تجھکو دیا ہو گیا سب کچھ اسکا
سب ثنا کرتے ہیں جب ہووے ثنا خواں تیرا
اس جہاں میں ہی وہ جنت میں ہی بے ریب و گماں
جو اک بخشۂ توکل سے ہے مہماں تیرا
میری اولاد کو تو ایسی ہی کر دے پیارے
دیکھ لیں آنکھ سے وہ چہرہ نمایاں تیرا
عمر دے رزق دے اور عافیت و صحت بھی
سب سے بڑھکر یہ کہ پا جائیں وہ عرفاں تیرا
اب مجھے زندگی میں انکی مصیبت نہ دکھا
بخشدے میرے گناہ اور جو عصیاں تیرا
اس جہاں کے نہ بنیں کیڑے یہ کر فضل اپنا
ہر کوئی انمیں سے کہلائے مسلماں تیرا
غیر ممکن ہے کہ تدبیر سے پاؤں یہ مراد
بات جب بنتی ہے جب سارا ہو ساماں تیرا
بادشاہی ہے تری ارض و سماء دونمیں
حکم چلتا ہے ہر اک ذرہ پہ ہر آں تیرا
میرے پیارے مجھے ہر درد و مصیبت سے بچا
تو ہے غفار یہی کہتا ہے قرآں تیرا
صبر جو پہلے تھا اب مجھمیں نہیں ہے پیارے
دکھ سے اب مجھکو بچا نام ہے رحماں تیرا
ہر مصیبت سے بچا اے میرے آقا ہر دم
حکم تیرا ہے زمیں تیری ہے دوراں تیرا

الحکم کے قدر دان

نہایت مسرت کے ساتھ یہ امر ظاہر کیا جاتا ہے کہ ہماری کھلی چٹھی پر ناظرین الحکم نے نمایاں توجہ فرمائی ہے + اور امید سے بڑھکر انھوں نے ہماری حوصلہ افزائی کرنی چاہی ہے۔ ذیل میں چند اور دوستوں کے نام درج کر کے آیندہ کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ۱۰ر دسمبر ۱۹۱۰ء کا پہلا پرچہ ۱۹۱۱ء کی قیمتیں وصول کرنے کے لئے وی پی کیا جاوے گا۔ اور ان دوستوں کو چھپے ہوئے کارڈوں کے ذریعہ اطلاع دیجاوے گی اور ۱۹۱۰ء تک کے بقایا کے لئے وی پی کا سلسلہ پہلے سے جاری ہے۔ ان دوستوں کا شکریہ ہے جنھوں نے اپنے اپنے حساب بیباق کر دئے ہیں اور انکو متوجہ کیا جاتا ہے جو اب تک نہیں کر سکے۔

ہاں

ایک ضروری امر کا اظہار ہمپر لازم ہے کہ ان کثرت سے وصول شدہ خطوط میں سے جو ۱۹۱۱ء کی خریداری کے متعلق وصول ہوئے ہیں یہ بھی پایا جاتا ہے کہ قیمت اخبار کی وصولی تین قسطوں پر منحصر رکھی جاوے اس لئے ہم اپنے قدر دان ناظرین کی بہبودی اور آسانی کے لئے یہ تجویز کرتے ہیں کہ ہم چار مختلف تاریخوں پر جو تین تین مہینے کے وقفہ سے ہونگی قیمت وصول کرنے کیلئے انکی ہر خریدار کو ضروری ہے کہ وہ ہمیں اطلاع دیدے کہ وہ کس تاریخ پر قیمت دینے کیلئے آمادہ ہوں گے تاریخیں یہ ہوں گی۔

۱۰ر دسمبر ۱۹۱۰ء و ۱۰ر مارچ ۱۹۱۱ء
۱۰ر جون ۱۹۱۱ء و ۱۰ر اگست ۱۹۱۱ء

چند احباب کے خطوط کا خلاصہ

(۱) دسمبر میں قیمت پیشگی وصول کرلیویں بذریعہ وی پی۔ ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب راولپنڈی
(۲) اخبار الحکم کی خریداری جمعہ سالانہ پر منظور ہے روزانہ ہو تو ۹عہ دینے کو طیار ہوں

(۳) میرے نام الحکم جاری کیجئے۔ قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجدوں گا۔ حاجی سید یوسف صاحب مترجم۔ حیدر آباد دکن۔

(۴) بذریعہ وی پی ۱۹۰۹ء کی قیمت وصول کرلیں خریداری منظور ہے۔
منشی عزیز اللہ صاحب سرہندی

(۵) ایک طویل خط الحکم کی مشکوری اور احسانات کا لکھکر خریداری منظور کرتے ہیں۔ منشی غلام مرتضیٰ صاحب مدرس

(۶) بذریعہ وی پی قیمت وصول کرلیں
شیخ کرم الٰہی صاحب ڈپٹی انسپکٹر

(۷) آپکا اخبار الحکم دیلوپی اپیل کرکے روانہ فرمانا اور مشنری یونمیں شمار کرنا لطافت سے خالی نہیں۔ یوسف خان صاحب کنٹراکٹر سنگلور

(۸) نومبر کا پہلا پرچہ ہی وی پی کرکے منگالیں۔ خان بہادر میر دوران خان صاحب بہادر۔

یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ لیکن اب ضرورت نہیں سمجھی جاتی کہ اسکو بدستور جاری کیا جاوے۔ بعض احباب نے محض خیر خواہی کی بنا پر یہ صلاح دی ہے کہ مجوزہ قیمت زیادہ ہے حضور صاحب کی شرح انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ عام خریدار دینیں اور ہر سے زائد آمدنی والو نمیں کوئی امتیاز نہ رکھا جاوے ہمارا صرف اتنا ہی جواب ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے عہدہ اور اعزاز میں ایک نمایاں امتیاز رکھدیا ہے۔ پھر اگر ہم انکو عام لوگوں میں ملائیں تو یہ مناسب نہیں ہے۔

سیرۃ مسیح موعود

یا حضرت اقدس کی مقدس زندگی کے حالات جو اس قابل ہیں کہ ہمارا دستور العمل ہوں۔ یہ کتاب ہمارے ہر ایک دوست کے پاس ہونی چاہئے جسمیں نہایت لطیف طریق پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ثبوت پیش کیا ہے۔ اول بتایا ہے کہ زمانہ میں کسی مصلح کی ضرورت ہے یا نہیں۔ دوم جو شخص مصلح ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اسکی سیرۃ سے دکھایا ہے کہ کیا ایسا شخص ہی نہیں ہونا چاہئے جو اصلاح کرے۔ سوم یہ دکھایا ہے کہ اس نے اپنے دعوے کے موافق کیا کام کیا ہے۔
مینیجر اخبار الحکم قادیان سے طلب کرو۔ قیمت صرف ۸ر

حجاز ریلوے

چودھویں صدی ہجری اُن واقعات کی لحاظ سے جو اسمیں ہوئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام گذشتہ صدیوں سے بڑھکر اپنی قدر و منزلت رکھتی ہے۔ مسیح موعود اور مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول اسی مبارک صدی میں ہوا۔ اور یہ سب سے پہلی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی جو اس صدی پر پوری ہوئی۔ پھر جسقدر اور پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں وہ اسی مرد خدا کی تائید میں ہیں۔ منجملہ اور نشانوں کے جو اس موعود کے ہاتھ پر صادر ہوئے ہیں دو بڑے عظیم الشان نشان ہیں جنمیں سے ایک نشان سماوی ہے جو کسوف خسوف کی شکل میں رمضان میں ہوا۔ اور دوسرا ارضی نشان ہے جسکا ذکر ہم اس نوٹ میں کرنا چاہتے ہیں۔

ہمارے ناظرین اس امر سے واقف ہیں کہ سلطان المعظم کی سعی سے مکہ دمشق ریلوے کی طیاری کا کام بڑی سرعت کے ساتھ ہو رہا ہے اور روئے زمین کے مسلمانوں نے نہایت فراخدلی کے ساتھ اس کار خیر میں حصہ لیا ہے مسلمانوں کی دلچسپی جو انھوں نے اس ریلوے کی تعمیر میں لی ہے یا لے رہے ہیں چودھویں صدی کی عظیم الشان یادگار ہوگی۔

اس ریلوے کی تعمیر میں گو دنیوی مفاد اور ملکی مصالح کیسے ہی کیوں نہ ہوں مگر ہم اسکو ایک اور صرف ایک نظر سے دیکھتے ہیں جو بجائے خود بڑی عظیم الشان بات ہے وہ کیا؟ قرآن کریم کی پیشگوئی **وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ** اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ سے نکلی ہوئی پیاری بات **لیترکن القلاص فلا یسعی علیہا** پوری ہوئی ہے۔ مسلمان نہایت فخر و ناز کے ساتھ ان پیشگوئیوں کو دنیا کے سامنے پیش کرکے ڈیبلٹ کا مُنہ بھی بند کر سکتے ہیں کہ کیا یہ انسانی طاقت میں ہو سکتا ہے کہ تیرہ سو برس بعد آنیوالے واقعات کی اطلاع دیدے۔ اس سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور صفائی قلب کا پتہ لگتا ہے۔

اور آپ کی عظمت اور بزرگی کا اعتراف ایک دہریہ کو بھی کرنا پڑتا ہے۔ **اللھم صل علی محمد و علی ال محمد و بارک وسلم**

پس مسلمان اس کار خیر میں جسقدر حصہ لیں انکی سعادت کا موجب ہے۔ ہم اس امر کو دیکھکر بہت خوش ہوئے ہیں کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں بھی حجاز ریلوے کے لئے چندہ کرنے کی تحریکیں ہو رہی ہیں خصوصاً ہمارا معزز ہمعصر اخبار وکیل اس امر میں پوری سرگرمی کے ساتھ کام کر رہا ہے اور ہندوستان کے مسلمانوں کو آگاہ کرنے پر مفید اور ضروری کوشش کو ماتھ سے نہیں دیتا خدا کرے کہ اسکی سعی بار ور ہو۔ اور مسلمانوں کو اپنے نبی کریم کی پاک پیشگوئی کی عظمت کا خیال پیدا ہو۔ اور جہاں ایکطرف وہ اس کام میں محض اسلئے شریک ہوں کہ یہ ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان پیشگوئی ہے وہاں وہ اس پیشگوئی کے اس حصہ پر نگاہ کریں جسکے لئے یہ بطور نشان ہے وہ کون؟ وہ خدا کا برگزیدہ خدا کا فرستادہ **جری اللہ فی حلل الانبیاء** حضرت مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم۔

اس ریلوے کی تعمیر اسلامی دنیا پر ایک حجت ہے کیونکہ یہ نشان مسیح موعود کا ٹھیرایا گیا تھا کہ **لیترکن القلاص فلا یسعی علیہا**۔

بہرحال ہم اُمید کرتے ہیں کہ مسلمان پوری توجہ کے ساتھ اس نشان کو دیکھنے کی سعی کرینگے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے پورا کرنیکے لئے پوری مدد دینگے۔ کیا اچھا ہو کہ مسلمانوں کی انجمنیں اس کام کو اپنے ذمہ لیں۔

اصلاح النظر

کرپا رام آریہ کے ایک گمراہ کرنیوالے ٹریکٹ کا معقول جواب آدم علیہ السلام کے قصہ پر اعتراضوں کی حقیقت کثرت کے ساتھ شائع ہونا چاہئے۔ دفتر اخبار الحکم سے صرف ۱؍ کو مل سکیگا۔

مدرسہ تعلیم الاسلام

اس سے پیشتر ہمارے مخدوم مکرم حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہٗ سکرٹری مدرسہ تعلیم الاسلام اور حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب - ایم اے ایل - ایل - بی - انسپکٹر مدرسہ تعلیم الاسلام اپنی مختلف چٹھیوں میں قوم کو مدرسہ کی ضروریات سے پوری اطلاع دے چکے ہیں اور جو ہم نے بھی وقتاً فوقتاً اس پہلو کو نظر انداز ہونے نہیں دیا۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کی اس سے بڑھکر اور کیا وقعت ہو سکتی ہے کہ وہ اس عظیم الشان انسان کی قائم کردہ درسگاہ ہے جو اس صدی کا مجدد اور مسیح موعود ہے (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

خدا تعالےٰ کے برگزیدہ بندہ کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودہ یقیناً سرسبز ہوگا اور خوش ذائقہ پھلوں کے دینے والا ہوگا (انشاء اللہ العزیز)

مگر جو لوگ آج اسکی آبیاری میں حصہ لیتے ہیں وہی ہوں گے جو اسکے پھلوں سے حصہ لیں گے مدرسہ کی ضروریات (محض اسوجہ سے کہ اسکے عمدہ ترین اور مفید ترین درسگاہ بنانے کے واسطے ہر ضروری امر کو مدنظر رکھا جاتا ہے -) آئے دن بڑھ رہی ہیں - اور آمدنی کا ذریعہ صرف ایک محدود قوم کے چندہ پر ہے - مدرسہ تعلیم الاسلام امدادی سکول کی حیثیت میں چلایا جاسکتا ہے لیکن گورنمنٹ کی امداد لینے سے گورنمنٹ کے ضابطہ تعلیم کے موافق ضروری ہوگا کہ عمل درآمد کیا جائے جس سے ہمارے اغراض و مقاصد کو صدمہ پہونچنے کا اندیشہ ہوسکتا ہے پس ہر حال میں قوم ہی کی امداد کیطرف نظر کرنی پڑتی ہے۔ مدرسہ کے استحکام کی صورت یہی تجویز ہوئی ہے کہ کم از کم ہم ٹرسٹی مقرر کئے جاویں جو پانچ روپیہ ماہوار چندہ دیں اس سے مدرسہ کی موجودہ ماہواری اخراجات چل سکتے ہیں اور عمارت اور سامان مدرسہ اور دیگر ضروریات کیلئے ماہواری چندہ کفایت کرے گا - اور جوں جوں جماعت بڑھے گی اور مدرسہ کیحالت میں ترقی کے ساتھ اخراجات بڑھیں گے اللہ تعالیٰ مفید راہیں امداد کی نکالدیگا - ۲۴ر اکتوبر کے الحکم میں آپ لوگ پڑھ چکے ہیں کہ قوم کے چند برگزیدہ احباب نے مدرسہ کا ٹرسٹی ہونا منظور کرلیا ہے جنکی تعداد پانچ تک ہے اور اس ہفتہ کی ڈاک سے جناب مولوی سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد نے بھی ٹرسٹی ہونے کی اطلاع بھیجدی ہے۔

۱۶ر ستمبر سنہ ۱۶ء کے الحکم میں جن احباب کے نام ٹرسٹیوں کے ذیل میں درج کئے گئے تھے انہیں سے مندرجہ ذیل احباب کی اطلاعیں باقی ہیں -

سیٹھ عبد الرحمن صاحب - سیٹھ والجی لالجی صاحب
میر مہر دان علی صاحب - ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب
منشی ناصر دین صاحب - ڈاکٹر رحمت علی صاحب
بابو عبد الرحمن صاحب - میاں نبی بخش صاحب
شیخ محمد جان صاحب - شیخ عطا محمد صاحب
مرزا فضل بیگ صاحب - شیخ عبد الرحمن صاحب حقانی ملتانی
ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب - حکیم فضل الدین صاحب

ان (۱۴) بزرگواروں سمیت ابھی تک تعداد بیس تک پہونچی ہے اور کم از کم بیس کی اور ضرورت ہے۔

کمیٹی کو مندرجہ بالا احباب کی دینی خدمتوں میں بڑھ بڑھ کر حصہ لینے نے یقین دلایا ہوا ہے کہ یہ بزرگ تو یقیناً ٹرسٹی ہیں لیکن اب سوال یہ ہے کہ اور بیس کی تعداد کیونکر پوری ہو - ہمارے خیال میں کمیٹی مدرسہ تعلیم الاسلام کو مناسب ہے کہ وہ اس تجویز کو کمیٹی کیطرف سے شائع کرنے کے لئے انتظام کرے - سردست ہم اپنی طرف سے یہ پیش کرنا چاہتے ہیں کہ چونکہ یہ بزرگ ٹرسٹی قوم میں مقتدر بارسوخ معزز افراد میں سے ہیں اس لئے وہ اپنا ذمہ لیں کہ کم از کم ایک ایسا ہمدرد مدرسہ پیدا کریں جو دو روپیہ ماہوار چندہ دے اور کمیٹی اپنی طرف سے ایسی تجویز ہی شائع کرکے ہر ایک ایسے چندہ دینے والے کو معاون مدرسہ قرار دے جو دو روپیہ ماہوار چندہ دے اگر دو روپیہ ماہوار چندہ دینے والوں کی تعداد پچاس تک پہونچ جاوے تو مدرسہ کی ماہواری اخراجات کیلئے ایک سہل راہ نکل سکتی ہے۔

مدرسہ کی کمیٹی کیطرف سے حضرت مرزا خدا بخش صاحب کے سفیر ہوکر جانے کی اطلاع دی جاچکی ہے امید ہے کہ جہاں جہاں وہ جائیں گے ہماری قومیں انجمنیں انکو پوری مدد دیں گی۔

قرآن کریم کے علمی مضامین کا سلسلہ

ہمارے معزز و مکرم بھائی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب - بی - اے - اسسٹنٹ سرجن گجرات نے ایک مضمون بغرض اندراج الحکم ارسال فرمایا ہے ہم اسکی تمہید کو چھوڑکر اصل مضمون کو ذیل میں درج کرتے ہیں امید ہے کہ علم دوست ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوگا (ایڈیٹر)

علوم القرآن کے متعلق پہلے مضمون کے لئے جو آیت کہ میںنے تجویز کی ہے وہ ذیل میں بیان کی جائے گی یہ آیت خدا تعالیٰ کے کمالات اور لامحدود علوم کیطرف دلالت کرتی ہے اور انسان کے لئے ضروری ہے کہ اس سے کامل محبت پیدا کرنے کے لئے اور اپنے تمام ارادوں اور خواہشوں کو صرف اسکی رضا کے ماتحت کرنے کے لئے - اسکے قدرت اور علوم حقائق اشیاء سے پوری ماہیت حاصل کرلے - اور اپنی فوق الفوق ترقی کرلے - تاکہ اسکی صفات اور اسکی قدرت کا اسکو کما حقہٗ علم حاصل ہو - اور یہ کہ سب علوم کا مبدأ وہی ذات واحد لاشریک ہے اور اسکو پانے کے لئے جتنا کہ کوئی ان علوم میں ترقی کرے گا اتنی ہی اسکی معرفت بڑھے گی اور وہ اتنا ہی اسکے قریب ہوجائے گا اور جیسے کہ خدا کے علم اور عجائبات لامحدود ہیں ایسے ہی انسان اپنی لامحدود ترقی بھی کرسکتا ہے - وہ آیت یہ ہے ولوان ما فی الارض من شجرة اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعة ابحر ما نفدت

کلمت اللہ ان اللہ عزیز حکیم اگر زمین کے تمام درخت قلمیں ہو جائیں اور سالوں سمندر سیاہی بنجائیں تب بھی اللہ تعالیٰ کے کلمات (علوم حقائق اشیاء وغیرہ) ختم نہ ہوں خدا تعالیٰ کی قدرت سب پر غالب ہے اور وہ بڑی حکمتوں والا ہے۔

عجائبات قدرت جو کہ خدا تعالیٰ کے فعل میں نظر آتے ہیں انکی تہ تک کوئی نہیں پہونچ سکتا ہے۔ راز حقائق اشیاء میں عجیب عجیب اور نئی سے نئی معلومات پیدا ہوتی ہیں۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ انسان جنگلی جانوروں کا تعاقب کرکے انکو اپنے ہاتھوں سے پکڑتا اور اپنے دانتوں سے کھاتا تھا پھر تیر و کمان ایجاد ہوئے اس کے بعد چقماق کی بندوقیں پھر توڑہ دار بندوقیں ان کے بعد ٹوپی والی بندوقیں جو آگے سے بھری جاتی ہیں پھر کارتوس والی بریچ لوڈر بندوقیں جنسے ایک منٹ میں بلا توقف کئی فائر کرسکتا ہے سا اب ایسی بندوقیں بھی ایجاد ہوگئی ہیں جو ان کا نو فائر لیتی ہیں مگر آواز بالکل نہیں ہوتی۔ کسقدر شکار کے لئے سہولت ہوگئی ہے اگر سامان جنگ کیطرف غور کرو تو پہلے ایک ایک پہلوان دونوں طرف سے میدان میں نکل کر ایک دوسرے سے کشتی کرتا جو گرا لیتا تھا وہ فاتح کہلاتا مگر اب تو ایک فائر توپ سے ہزاروں آدمی ایک ہی وقت میں تلف کئے جاتے ہیں اور جہاں پر صرف مغلوب کرنا ہی مد نظر ہوتا ہے اور دشمن کا مارنا مقصود نہیں ہوتا تو ایسا بارود استعمال کیا جاتا ہے کہ جو کوئی اسکے دھوئیں کو سونگھتا ہے وہیں بیہوش ہوجاتا ہے اور دشمن اُسکے اوپر غالب آجاتا ہے اور قابو پا لیتا ہے۔ اگر سواری کی طرف غور کی جاوے تو کہاں وہ پرانے زمانہ کے چھکڑے کہ چیں چیں کرتے تھوڑے سے سفر پر کئی دن اور راتیں لگا دیں اس کے بعد بہلیاں ہیں اس کے بعد چھکڑے پھر بگے یکوں کے بعد طرح طرح کی گاڑیاں اور ان سب کے بعد ریل کی عظیم الشان سواری کہ ہندوستان میں ہم اسکو ۳۰ - ۴۰ میل فی گھنٹہ چلتے دیکھتے ہیں ولایت میں تو قریبا ساٹھ میل فی گھنٹہ رفتار ہے اور امریکہ میں ریل ایجاد ہوئی ہے بجلی کے زور سے چلتی ہے اور اسکی رفتار قریبا فی گھنٹہ ۱۰۰ میل سے اوپر ہے۔ غرضیکہ یہ ایسی سواری ہے کہ ایکدن میں مشرق سے مغرب کو لے جاتی ہے۔ پہلے زمانہ میں کسی جگہ کوئی خط بھیجتا تھا تو ایک شہر سے دوسرے شہر تک ایک خاص آدمی خط لے کر جاتا تھا اور معمولی میعاد ایک خط کی رسید اور جواب آنے کی تین مہینے تھے یا چھ مہینے تھے اب ایک پیسہ خرچ کرلینے سے ہفتہ کے اندر اندر ہندوستان بھر میں جہاں چاہو خط بھیجکر جواب منگالو اور تار برقی کے ذریعہ سے نفوس ایسے ملے ہیں کہ ہم ہندوستان میں بیٹھے لنڈن کے لوگوں سے باتیں کرسکتے ہیں۔ ہم جو ہندوستان میں ٹیلیگراف دیکھتے ہیں اسکا تعلق ایک جگہ سے دوسری جگہ تک برابر تار سے ہے مگر اب ولایت میں ٹیلیگراف نکلی ہے جو تار کے بغیر ایک جگہ سے دوسری جگہ خبر پہونچاتی ہے۔ غرضیکہ خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ چیزوں کی خاصیتیں اور کیفیتیں اور خوبیاں آئے دن بیشمار معلوم ہوتی ہیں اور جوں جوں کہ انسان انکی جستجو میں کوشش کرتا ہے خدا تعالیٰ اسکی سعی میں برکت ڈالدیتا ہے اور جو انسان کہ اپنے ہاتھ پاؤں دل اور دماغ اور تمام توجہ کے ساتھ کسی امر کی بابت دریافت کرنیکے پیچھے پڑتا ہے تو اس کے دل میں ایک خاص تڑپ پیدا ہوتی ہے گویا وہ اسمیں مستغرق ہوجاتا ہے ایک مومن کا استغراق تو ابتدا سے لیکر انتہا تک خدا تعالیٰ کے حضور میں ہوتا ہے اور وہ اپنی کوششوں میں اس سے مدد مانگتا ہے مگر جو شخص کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین نہیں رکھتا اور دہریہ منش ہے۔ وہ بھی مستغرق ہوتا ہے مگر اسکا استغراق اس خاص دنیاوی مقصود تک محدود ہوتا ہے۔ تو برکت دونوں کی کوششوں میں ڈالی جاتی ہے اور عجائبات قدرت دونوں پر کھولے جاتے ہیں۔ مگر جسکا مرجع خدا ہوتا ہے اسکا سینہ معرفت سے بھر دیا جاتا ہے اور اسپر ایک آنیوالے عالم کے بھی عجائبات کھولے جاتے ہیں کیونکہ وہ دنیا و آخرت دونوں کے لئے کوشاں ہوتا ہے مگر جو شخص کہ صرف دنیا کے لئے کوشش کرتا ہے اسکو دنیا ہی کا علم عطا ہوتا ہے من کان یرید العاجلۃ عجلنا لہ ومن اراد الاخرۃ وسعی لھا سعیھا وھو مؤمن فاولئک کان سعیھم مشکورا - کلا نمد ھؤلاء وھؤلاء من عطاء ربک وما کان عطاء ربک محظورا - ہر ایک زمانہ کی معلومات اور علم حقائق اشیاء اسقدر بڑھا ہوا ہوتا ہے کہ اس کے ماقبل زمانہ کے لوگوں کو چاہے اپنے وقت میں کتنے ہی ذی علم اور عقیل ہوں اپنی زبان سے اپنی کم مائیگی کا اقرار کرنا پڑتا ہے اور کہنا پڑتا ہے لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم - دنیاوی علوم میں جسقدر کہ وکٹورین پیریڈ یعنی ہماری محسنہ عادلہ حضور ملکہ معظمہ کے زمانہ میں ترقی ہوئی ہے اسکے پہلے زمانوں میں نظیر نہیں جو آج کل بیس سال کے عرصہ کے اندر ترقی ہوتی ہے وہ پہلے زمانوں کو سو برس میں بھی نصیب نہیں ہوتی تھی اور سچ یہ وہی زمانہ ہے کہ اس میں زمین نے ہر ایک قسم کے خزانے اُگلدیئے ہیں - علوم - فنون - صنعت - حرفت وغیرہ وغیرہ سب کچھ - اور ہر ایک چیز کے خواص اسقدر اس زمانہ میں ظاہر ہوئے ہیں کہ ادنے ادنے چیزوں کی کیفیات پر بڑی بڑی ضخیم کتابیں لکھی گئی ہیں دوربین سے اگر دور دور کی اشیاء کی ماہیت دریافت ہوئی تو خوردبین سے اشیاء کے باریک در باریک اجزا کی کیفیت معلوم ہوئی ہے اور علم کیمیائی نے اسقدر ترقی کی ہے کہ جن اشیاء کے اجزا در اجزا جنکے پیوستہ سے وہ چیز بنتی ہیں دریافت ہوگئے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - الذین یتفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلا - یعنی جو لوگ

اسلامی خبریں

(جزیرہ سائپرس)

جب سے یہ جزیرہ انگریزوں کے قبضہ میں آیا ہے بلحاظ آمدنی - آبادی اور تجارت کے اس نے کچھ بھی ترقی نہیں کی - لندن کے کارخانے اس ملک میں کوئی ٹھیکہ نہیں لینا چاہتے انھیں یقین ہے کہ یہ جلد یا بدیر جزیرہ کی عملداری میں شریک ہو جائیگا - مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جزیرہ کی مختصر تاریخ سے ناظرین کو آگاہ کیا جائے -

(سائپرس)

سائپرس اکیونتیس میل لمبا اور پچاس میل چوڑا ہے - اس جزیرہ میں عموماً بہاؤ ہونکا بہت کم گذر ہوتا ہے اور اسوجہ سے اس کی حالات بہت کم ہوتے ہیں - یہاں ایک عظیم پہاڑی سلسلہ ہے - میدان ہے اور طرز و انداز ہندوستان سے بہت ملتا ہے - بازار دہنیں اوٹ دکھائی دینگے جنکے گلو نہیں گھنٹی پڑی ہوئی ہوگی سڑکوں پر خاک اڑتی رہتی ہے اور ہر طرف جھونپڑے اور مٹی کے مکان نظر آئیں گے ہر مقام پر خشک کنوئیں ملیں گے - درخت کا چاروں طرف نام و نشان نہیں صرف سرو شمشاد دکھائی دیں گے جنہیں کبھی پھل نہیں لگتا اور نہ سایہ ہوتا ہے - پانیکی بہت تکلیف ہے اور وہ بھی نہیں ملتا - یہاں ایک لاکھ چھتر ہزار ترک سو یورپی اور ایک کمیٹی گورنمنٹ کی رہتی ہے یونانی بہت ہی خوبصورت ہوتے ہیں - اور سائپرسی ترک مغرور اور وجیہ ہوتا ہے -

(ترکی رجمنٹیں)

انگریزوں نے دو ترکی رجمنٹیں بھی بھرتی کیں ہیں جنھیں انگریزی وضع کی قواعد سکھائی گئی ہے یہ فیصلہ کرنا قبل از وقت ہے کہ ترکوں سے آئندہ بھی کیونکر ہی - لیکن بہت زیادہ ترک ہی بھرتی ہیں اور سرکار انگریزی انکی سچی اطاعت کی بہت ہی مداح ہے ہمارے خیال میں یہ شبہ بیجا ہے کہ ان ترکوں سے کوئی سیاسی مشکل نہ پیدا ہو جائیگا اول تو انکی تعداد اتنی زیادہ نہیں دوسرے ترکی گورنمنٹ سے انگلستان کا اتحاد ہے اور ہمیشہ رہیگا اسصورت سے کسی قسم کا بھی اندیشہ ترکی رجمنٹوں سے نہیں ہو سکتا -

بیعت

۱ مولوی میر محمد سعید صاحب حیدرآباد دکن - گھانسی بازار ۲ مولوی میر عبد الرحیم صاحب مولوی سید محمد رضوی صاحب وکیل ۳ بیگ مولوی قاری اشرف علی صاحب - سراج الدین خان صاحب عبد القادر صاحب محمد عبد الخالق صاحب عطار اللہ صاحب مدرس محمد عبد الرحمن صاحب ترک مدرس محمد عبد الرحیم صاحب عبد الکریم عرف غلام رسول صاحب صدر محاسب دفتر کمیشن قرضہ دریا باد دو یادگر محمد عبید اللہ صاحب عطار لعل محمد صاحب محمد قاسم صاحب مدرس دوم انگریزی گورنمنٹ سکول منشی محمد ابراہیم صاحب منشی محمد عبد القادر صاحب نواب حسن الدین علیخان صاحب زادہ نبیرہ معلی جاہ صاحب جاگیردار نواب میر بہادر الدین علی صاحب - جاگیردار شیخ محمد صاحب مڈل سند یافتہ عبد القادر صاحب ایف اے پاس فتح مولوی محمد فاخر صاحب مولوی سید امین اللہ صاحب محمد محبوب علی صاحب محمد عبد الرشید صاحب محمد حسن صاحب چپراسی سید عثمان صاحب صیغہ دار ڈیہ خانہ سرکار عالی محمد غوث الدین صاحب نائب قاضی بیدر لاور علی صاحب عسکر علی صاحب محمد اسمعیل صاحب طالب علم - وزیر صاحب محمد شمس الدین صاحب عطار مولوی محمد ابراہیم صاحب شریف وکیل ہائی کورٹ مولوی سید عبد الحق صاحب مرزا محمود علی بیگ صاحب وکیل ہائیکورٹ ملا علی صاحب حیدر اللہ صاحب طالب علم عربی

جماعت مدرسہ امدادیہ -

محمد لطف اللہ صاحب محمد خضر حسین صاحب عبد المنان صاحب طالب علم غلام محی الدین صاحب منشی - محمد حیات صاحب منشی صدر ڈیہ خانہ سرکار عالی - احمد علی صاحب محمد نظام الدین صاحب - شجاع الدین صاحب سپاہی - منشی شیخ داؤد صاحب محمد محبوب علی صاحب مدرس مدرسہ عزبار محمد حمزہ صاحب محمد ابراہیم صاحب سابق گھنتری - مولوی میر محمد سعید صاحب موصوف کی تحریک سے مسلمان ہو کر داخل بیعت امام آخر الزمان ہوئے معہ اہل و عیال - ارکس غلام محمد علی صاحب زوجہ شجاع الدین صاحب والدہ ایشان سلطان بی زوجہ سلطان صاحب فاطمۃ النساء صاحبہ کلثوم بی بی زوجہ محمد افضل صاحب ڈاکٹر - اہلیہ محمد ابراہیم صاحب جدہ و والدہ محمد غوث الدین صاحب اسمعیل بی زینب بی زوجہ بھیکن خانصاحب اہلیہ عبد الرحمن ترک اہلیہ مولوی میر محمد سعید صاحب

نمبر ۹ عیسائی تھا حضرت اقدس کی برکت اور مولوی میر محمد سعید صاحب کی صحبت سے مشرف باسلام ہوا

کل ایک فہرست سو شخصوں کی ملک میسور سے آئی جنھوں نے بڑے خلوص اور اعتقاد سے حضرت اقدس کی بیعت قبول کی ہے - الحمد للہ علی ذلک

(سراج الحق نعمانی احمدی)

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی اور میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چندروز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی ہی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۸؎ خالص ممیرا فی ماشہ عہ مصری کا سرمہ فی تولہ ۸؎ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔

المشتہر پروپرائیٹر میاں سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کی تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کے سرمہ جو سردار میاں سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش اس قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ یا ابر اور دھند کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی ایم۔ سانگلی صاحب ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میاں سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی آنکھوں کی پلکوں میں جوزد جوزد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔
راقم خان بہادر محمد حسین خاں ایل ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاں سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن وپیروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاں سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میرے خیال میں بینائی کو قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے میرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپے انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات بیان سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے ماہ مارچ ۱۹۰۶ء میں جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

چہ گویم باتو گر آئی بہ دار قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۴۲ | دار الامان قادیان ۲۴ نومبر سنہ ۱۹۰۶ء | جلد ۱۰

باجلاس بابو بزنجند اس صاحب منصف دوم بٹالہ

لچھمن داس ولد کانشی رام ذات برہمن ساکن چتور گڑھ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور

بنام رو ڈا ولد ہیرا ذات جٹ ساکن برنا نوالہ متصلہ فتحگڑھ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور

دعویٰ ضمانہ

چونکہ بیان حلفی مدعی سے پایا جاتا ہے کہ مدعا علیہ عمداً روپوش ہو جاتا ہے اور تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے لہٰذا یہ اشتہار جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ ۳۰ ر نومبر سنہ ۱۹۰۶ء کو حاضر عدالت ہو کر جوابدہی مقدمہ کی نہ کریگا تو اُس کی نسبت یکطرفہ کارروائی کی جاوے گی ۱۵ ۱۱/۱۲

دستخط عدالت

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کی تعمیر کی بہت ہی مفید تجویز

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقاصد کی تکمیل چاہنے والے اصحاب اسے بغور پڑھیں

برادر عزیز مولوی محمد علی صاحب ایم اے ال ال بی ازبسکہ مجھے دلی الفت ہے اُنھیں ذرا سا رنج ہو تو مجھے پہاڑ سا محسوس ہوتا ہے۔ میں بہت دنوں سے دیکھتا تھا کہ وہ مدرسہ کے قلت فنڈ کیوجہ سے بہت دردمند ہیں اور رات دن اسی اُدھیڑ بُن میں غلطاں پیچاں رہتے ہیں کہ کیا تدبیر کریں کس بہی خواہ قوم کی جیب پر ہاتھ ماریں۔ اس تپش کی تسکین کے لئے آپ نے یہ تدبیر سوچی کہ مرزا خدابخش صاحب کو کمیٹی کیطرف سے مختلف شہروں میں چندہ اکٹھا کرنے اور سوتوں کو جگانے کے لئے ایک ماہ تک روانہ کیا گیا۔ میں برادر ممدوح کے اس فکر اور گدازش کو دیکھتا اور خدا تعالیٰ کیطرف اُٹھا اُٹھا کر سوا کوئی چارہ سمجھ میں نہ آتا۔ خدا تعالیٰ کا فضل و کرم ہو میرے عزیز بھائی ماسٹر غلام محمد صاحب بی۔ اے۔ ٹیچر امریکن مشن سکول سیالکوٹ پہ کہ اُنکی ایک تجویز نے ہم دو نو غمخواروں دل فگاروں کے بوجھ کو ہلکا کر دیا۔ میں بہتر سمجھتا ہوں کہ اپنے مکرم دوست میر حامد شاہ صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سیالکوٹ کا گرامی نامہ جو اس تجویز کے بارہ میں میری طرف آیا ہے الحکم میں درج کر دوں۔ میں ضروری نہیں سمجھتا کہ اپنی طرف سے اسپر حواشی چڑھاؤں۔ یہ عملی تجویز

برکت تدبیر اپنے حسن و کمال کی آپ گواہ ہے - خدا تعالےٰ اس تجویز کی ابتدا کرنے والے کو اور پھر اسے معاً قبول کرنے والوں اور فوراً عملاً کاربند ہو جانے والوں کو برکت دے اور ہر حال میں اُن کے ساتھ ہو اور ہماری جماعت کے دلوں میں الہام کرے کہ وہ سب کے سب اس تجویز پر عمل کریں اور یہ عید الفطر اس عمل خیر کیوجہ سے ایک خاص یادگار ہو جاوے - عاجز عبد الکریم از قادیان ۱۲ر نومبر سنہ ۱۹۰۰ء

اور وہ مبارک خط یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

حضرت مولانا المکرم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں پہلے خدمت میں ایک کارڈ ارسال کر چکا ہوں جناب کا ایک دو ورقہ لاہور سے ہوتا ہوا سیالکوٹ میں پہونچا - نماز مغرب کے بعد ہی دوستوں احباب کو سنایا گیا - اس لطیف نکتہ پر جو حضور مسیح موعود نے دربارہ تکمیل پیشگوئی فرمایا بعض احباب کو وجد ہو گیا بہت ہی محظوظ ہوئے سبحان اللہ خدا تعالےٰ اس مقدس انسان کے ہر ایک لفظ میں ایسا نور بھر دیتا ہے کہ دلوں کی تاریکیاں دور کرنے میں ایک عجیب اثر رکھتا ہے خدا تعالےٰ آپکی صحت کو درست رکھے کہ آپ ایسے لطائف سے اپنے مہجور بھائیوں کو مسرور الوقت فرماتے رہتے ہیں ہماری سیالکوٹی جماعت خدا کے فضل سے اور محض اُسی کی تائید پاک سے اپنی حالت میں اور اس سلسلہ پاک کی امداد میں حصہ لینے کیواسطے ایک خاص ترقی پیدا کرتی جاتی ہے - ماسٹر غلام محمد صاحب ایسی تجاویز کے سوچنے اور جلسہ میں پیش کرنے میں جو احباب جلسہ کو امداد کیطرف خاص توجہ دلادیں بہت حصہ لیتے ہیں اتوار کو ہر ایک برادر سلسلہ کا آٹا رومال میں اُٹھائے ہوئے آنا اور مسجد کے صحن میں چادر پہ ڈالنے جانا ایک عجیب نظارہ ہوتا ہے - یہ تجویز بھی ماسٹر صاحب کے ہی فائدہ بخش تحریکوں میں سے ہے - اُمید کی جاتی ہے کہ اگر سلسلہ وار یہ عملدر آمد رہا تو کسی دن کو ہماری جماعت کے پاس کافی سرمایہ ہوگا - اور ہم لوگ اس سرمایہ کو ماسٹر صاحب کی عملی تجاویز سے نفع بر چڑھا کر بہت زیادہ کر لینے کا موقعہ پالیں گے - ایسی کار آمد اور مفید تجاویز سے ہماری سیالکوٹی جماعت اگر خدا تعالیٰ کی مرضی ہے تو کار ہائے خیر کی امداد میں ترقی کر جاوے گی آج کے جلسہ میں جو ایک مفید تجویز مدرسہ تعلیم الاسلام کی مالی حالت میں ترقی کی ماسٹر صاحب نے کھڑے ہو کر پیش کی ہے اور جسکو ساری جماعت نے جلسہ میں بڑی خوشی اور فراخدلی سے تسلیم کر لیا ہے یہ ہے ...... کہ ماسٹر صاحب نے کھڑے ہو کر سیدھی پنجابی زبان میں مدرسہ کی مالی حالت کے قابل امداد ہونیکا ذکر کیا اور برادران کو آئے دن کی تاکید و الحی طرف جو کارکنان مدرسہ کیطرف سے شروع ہو رہے ہیں توجہ دلائی اور حضور مقدس مسیح موعود کے زیر سایہ اس پاک تعلیم گاہ کے قائم ہونے اور اپنے بچوں کے وہاں تعلیم پانے کے فوائد کیطرف اشارہ کیا اور یہ جتلایا کہ جب حضور امام صادق کی خاص توجہ اس تعلیم گاہ کیطرف ہے تو گو ہمکو یہ خطرہ دامنگیر نہیں ہو سکتا کہ یہ مدرسہ تعلیم الاسلام اپنی پاک اغراض کو جنکیں وہ اپنی عزیزوں کے لئے ان کی دین و دنیا کے واسطے مفید پاتا ہے معرض التوا میں ڈالنے پر مجبور ہوگا اگر موجودہ مالی حالت کا قابل امداد ہونا انسداد تعلیم کا باعث ہوگا مگر ہم لوگ جو آسمانی مسیح کی جماعت کہلاتے ہیں ہمارے لئے یہ بڑی شرم اور بد نامی کی بات ہے کہ ہم ایسے وقت میں کہ جب اتفاقیہ طور پر بعض واقعات ناگہانی کے پیش آجانے سے مدرسہ کی عمارت اور دیگر ضروریات کے متعلق روپیہ کی ضرورت پڑ گئی ہے امداد میں ثواب حاصل کرنے سے پہلوتہی کریں اور اپنی ہمتوں کو قاصر سمجھکر ایسی عجیب وقت میں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک عظیم الشان نعمت سے سرفراز کیا ہے اور اس نعمت کی ترقی میں ساعی ہونے کے لئے ہمکو لایا جاتا ہے ہم اپنے ہی فائدہ کی باتوں میں تہ دل سے شریک ہونیکی طرف راغب نہ ہوں مسیح موعود کے ماتحت سب کام آسمانی کام ہیں یہ مدرسہ تو چلے گا اور ضرور چلے گا اور ہرگز یہ خیال بھی نہیں ہو سکتا کہ اپنی پیارے اور صادق مرسل کے زیر سایہ پناہ گیروں اور ان کی نفع بخش کارروائیوں کو اللہ تعالےٰ یوں ہی رہنے دے گا مگر احباب کیواسطے پھر بار بار یہ امداد کے موقعے کہاں نصیب ہوں گے اور ہم غریب لوگ جنکی کوڑیاں بھی اسوقت بڑے قدر سے قبول ہو جاتی ہیں یہ عزت حاصل کرنے کے کب قابل ہوں گے تو بس اسوقت ہماری جماعت کو قدم صدق دکھلانا چاہیئے اور مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے لئے معقول امداد دینے کیطرف مائل ہونا چاہیئے - ضرورت متقاضی ہے کہ اسطرف پوری توجہ کی جائے کارکنان مدرسہ کیطرف سے سنا جاتا ہے کہ میرزا خدا بخش صاحب بغرض تحریک امداد بعض شہروں کا دورہ کرنا چاہتے ہیں اور یہ ارادہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنی برادران کو مدرسہ کی پاک اغراض کی مدد میں مصروف ہونیکی طرف جوش دلائیں وہ عنقریب شاید سیالکوٹ میں بھی آ دیں - مگر میں نے تھوڑے دنوں سے اپنے خیال میں سردست امداد کا ایک پہلو سوچا ہے اور میں جہانتک اسکو سوچتا ہوں عملی رنگ میں ایک بہت مفید تجویز پاتا ہوں - اور وہ یہ ہے کہ اب چونکہ عید الفطر قریب آنیوالی ہے اور ماہ مبارک رمضان کے بعد بشرط زندگی ہمکو اس عید کی خوشی کا موقع ملتا ہے - میں جانتا ہوں اور میرے سب احباب برادران سلسلہ جو اسوقت یہاں موجود ہیں اسبات کو بخوبی جانتے ہیں کہ اس مبارک دن میں کوئی مسلمان بھی خواہ وہ کیسا ہی غریب ہو کچھ نہ کچھ اپنے بال بچوں کو بھی اور کھانے پینے اور زائد از مصارف روزمرہ خرچ کرنے کیطرف بالطبع مائل ہوتا ہے - اور حسب توفیق محض اپنی کنبہ میں اپنی خوشی کے سامان کرتا ہے اور اپنے بچوں کو اور اپنے عزیزوں کے بچوں کو خوش کرنے کا جوش پاتا ہے بس ایسے وقت اور ایسی خوشی اور جوش طرب کی حالت میں اگر تعلیم الاسلام قادیان کے مدرسہ کے بچوں کو وہ یاد کرے اور انکو اپنے اس عید کی خوشی کا حصہ دے تو کسقدر انسانی محبت اور ہمدردی کا ثابت کرنیوالا ہوگا جہاں ہم اپنے بچوں کو اُسدن کھلانے پلانے اور پہنانے اور روپیہ پیسہ خرچ کرنیکو دیتے ہیں تو کیا ہمارا ایک بھائی بڑی خوشی سے اسبات کو

* ۲۰ نومبر کو آپ انبالہ میں تھے - ع

پسند نہیں کریگا کہ ہم اپنے مسیح موعود کے خاطف میں آئے ہوئے تعلیم الاسلام کی درسگاہ کے اندر تعلیم پانیوالے برادران کے بچوں کو کچھ تحفہ بھیجدیں اور اپنے عزیز بچوں کی خوشی کے ساتھ انکی خوشی بھی ملالیں۔ پس میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ ہم میں سے ہر ایک ایسا شخص جسکا نام سلسلہ مریدین میں ہماری انجمن کے رجسٹر میں درج ہے وہ ایک ایک روپیہ عید کے دن اپنی طرف سے درسگاہ قادیان کے بچوں کی خاطر نکالے اور چونکہ ہماری جماعت عید کی نماز ایک ہی جگہ ملکر ادا کریگی بس ہر ایک بھائی ایک ایک روپیہ لیکر مسجد میں قدم رکھے اور اس رقم کو جمع کرکے بذریعہ منی آرڈر قادیان میں بھیجدیا جاوے اور گذارش کیا جائے کہ یہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کو ہماری طرف سے عید مبارک کی خوشی میں ایک نذر دی گئی ہے اسے قبول کیا جائے۔ ماسٹر صاحب کی اس تجویز کو سب دوستوں نے بہت پسند کیا اور سب نے اس عطیہ پر آمادگی ظاہر کی۔ چونکہ یہ تجویز ایک بڑی ہی مفید تجویز ہے اور اس سے ایک کثیر سرمایہ امداد مدرسہ کے لئے بہم پہنچ جاتا ہے اور ایک کافی فنڈ جمع ہوسکتا ہے اور ایک ہی دفعہ میں یہ مجموعی امداد مدرسہ کے لئے حاصل ہوسکتی ہے اسلئے ماسٹر صاحب کا اور کل جماعت سیالکوٹ کا یہ منشا ہے کہ اس تجویز کو ابھی سے اخبار الحکم میں احباب سیالکوٹ کی ایک مفید تجویز کے عنوان سے شائع کیا جائے اور ہر ایک شہر میں جہاں جہاں اس سلسلہ پاک کے برادران موجود ہوں انکو اس مفید تجویز سے آگاہی دیجاوے اور انکی خدمت میں عرض کیجاوے کہ وہ اس کارآمد تجویز کو عملی صورت میں لائیں اور رسے عید کے دوسرے دن ہی ایک کافی رقم امداد مدرسہ کے کارکنان مدرسہ کے ہاتھوں ہاتھ دیدیجاوے۔ ۳۰۰۰۰ تعداد میں سے پوری نہ سہی نصف ہو نصف نہ سہی ثلث ہو پھر بھی دس ہزار روپے کی ایک آن واحد میں دار الامان میں پہنچ سکتا ہے اور سال میں دو عیدین پر اس تجویز کا احباب کی طرف سے عمل میں لانا ۴۰۰۰۰ ہزار کی رقم کو ایکدفعہ ہی قادیان میں پہونچا دینا ہے

ہماری عاجز خادمان سیالکوٹ کی جماعت بہت ہی مشکور ہوگی اگر اس تجویز کو ایک عہد اور مؤکد بقسم عہد کے ساتھ ہمارے کل برادران جہاں اور جس شہر میں ہوں اور جن تک یہ اخبار الحکم پہونچتا ہو اس تجویز کو عملدرآمد میں لانیکی کوشش کرینگے ہماری جماعت سیالکوٹ نے تو انشاء اللہ اسی طرح کا پکا عہد باندھ لیا ہے کہ وہ اس عید الفطر کے موقع پر اس تجویز کا عملی نمونہ پیش کردے گی۔ اور اس شہر سے ۵۰ یا ۶۰ کی رقم حسب التعداد مریدان فی الفور بعد عید دار الامان میں ارسال ہوگی۔ اور آئندہ بشرط زندگی اس عہد کی پابندیکا سال میں دو دفعہ موقعہ حاصل کیا جائے گا اور ہم خدا کی توفیق سے اس اپنی تجویز میں کامیاب ہونیکی امید کرتے ہیں اور ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالے ہمارے باقی سب برادران سلسلہ کو بھی اسکی طرف توفیق دیوے اور ابھی سے ہر ایک شہر میں اس تجویز کے متعلق عہد لے لئے جاویں اور سب قوم ملکر اسطرح اسی سال میں عیدین کے دونو مبارک موقعوں پر کئی ہزار کی رقم فی الفور دار الامان میں پہونچادیں۔ اے خدا تو ہماری اس التماس کو برادران کے دلوں میں جگہ دے اور ان کے دلونکو اسطرف مائل کر کہ وہ تمام تر ہمت سے اس تجویز کو عملدرآمد میں لانے کے لئے یکدم اٹھ کھڑے ہوں اور اسی پہلے سال میں عیدین کے دونو مبارک موقعوں پر اسپر کاربند ہوکر مدرسہ تعلیم الاسلام کے سچے حامی اور ہمدرد ثابت ہوں اور سال بسال اسی تجویز کو عملی صورت میں ترقی دے اور تو خود بخود اپنی آسمانی مدد سے اور اپنے پیارے مسیح کی دعاؤں کی توجہ سے اسمیں برکت ڈالدے۔ ہماری سیالکوٹی جماعت ایسی ہی مفید تجویزیں سوچنے میں مصروف ہے اور ہر ایک موقعہ پر اس پاک سلسلہ کی امداد میں موقع حاصل ہونے پر ایسی تجاویز سے بذریعہ اخبار الحکم اپنے برادران سلسلۂ احمدی کو آگاہی دینے میں انشاء اللہ تعالے دریغ نہ کرے گی۔ فقط

ضروری اطلاع

الحکم کے متعلق جو نئی تجویز شائع ہوچکی ہے اور اکثر احباب کی طرف سے جو ہمیشہ سے الحکم کے قدردان اور اسکی ضرورت اور قیمت کو سمجھنے والے ہیں منظوری کی درخواستیں آچکی ہیں اور آرہی ہیں۔ جنکو ہم آیندہ حسب اطلاع سابق اب درج نہ کریں گے) اسپر انشاء اللہ تعالی جنوری ۱۹۱۱ء سے عمل درآمد کیا جاوے گا۔ چونکہ یہ فیصلہ ہوجانا ضروری ہے کہ کون کون صاحب وقتی طور پر اخبار کی ضرورت محسوس کرکے اس کو پیشگی قیمت پر لینا چاہتے ہیں اس لئے قرین مصلحت معلوم ہوا ہے کہ اخیر دسمبر ۱۹۱۰ء تک

صرف وہ احباب جو اخبار کو مجوزہ قیمت اور مجوزہ صورت پر لینا چاہتے ہوں وہ اطلاع دیدیں

تاکہ شروع جنوری سے اُن کے نام اخبار بند کیا جاوے ورنہ انکا اطلاع نہ دینا اس امر کی دلیل ہوگا کہ وہ اخبار الحکم کی پیشگی مجوزہ قیمت ہر وقت دینے کو طیار نہیں اور ان سے مطبع جنوری ۱۹۱۱ء کا پہلا پرچہ وی پی کرکے قیمت وصول کرلے گا۔

یہ اطلاع برابر اخیر دسمبر ۱۹۱۰ء تک ہم ہر اشاعت میں ناظرین کی آگاہی کے لئے برابر چھاپتے رہیں گے۔

خاکسار ایڈیٹر و مینیجر اخبار الحکم قادیان

لاہوری بشپ

دہلی کے اخبار کرزن گزٹ سے معلوم ہوا ہے کہ لاہوری بشپ لیفرائے صاحب نے گورنمنٹ میں ایک عرضداشت اس مضمون کی گذرانی تھی کہ وہ خلیج فارس کے ساحل کی سیر کرنا چاہتے ہیں گورنمنٹ ہند نے اجازت دیدی ہے علاوہ اور مقاصد کے بشپ صاحب کی یہ بھی غرض ہے کہ بشپ فرنچ کی قبر کو مسقط میں جاکے دیکھیں کہ آیا انکی حالت درست ہی یا کچھ شکستہ ہوگئی ہے۔

ہمکو افسوس اور سخت افسوس ہے کہ بشپ لیفرائے صاحب کو حضرت اقدس مسیح موعود عم کے بالمقابل مذہبی مناظرہ کیلئے تو انکی فرصت نہ تھی اور ان کو

دار الامان کا ہفتہ

(۱)

حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام بحمدہ مع جمیع ممبران خاندان تندرست ہیں اور اپنے فیوضات و برکات سے اس خدمت دین میں لگے ہوئے ہیں جسکے لئے اللہ کریم نے اس زمانہ کے لئے آپ کو مامور فرمایا ہے۔

(۲)

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کی طبیعت کو کسیقدر کمزور رہی ہے مگر آپ اپنے درس قرآنی سے ہر روز بلا ناغہ روحانی امراض کے بیماروں کو اور جسمانی امراض کے مبتلا لوگوں کا علاج کرتے رہے ہیں۔ اب آپ کی طبیعت خدا کا شکر ہے بہت کچھ سنبھل چلی ہے خطوط کا جواب بھی خود لکھتے ہیں۔

(۳)

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کی طبیعت بھی موسمی تبدیلی کی وجہ سے کسی قدر ناساز رہی ہے لیکن آپنے ان دینی خدمتوں کے سر انجام دینے کے لئے کبھی تساہل نہیں فرمایا۔ حضرت اقدس ع کے خطوط کا بدستور جواب دیتے رہے ہیں۔ اور الحکم کے کسی آنیوالے نمبر میں عنقریب آپکے قلم کا لکھا ہوا مضمون بھی انشاء اللہ تعالے شائع ہوگا۔

(۴)

تحفہ گولڑویہ کا ضمیمہ چھپ رہا ہے چند روز تک حضرت اقدس نے اسلئے التوا فرمایا کہ خبر پہونچی تھی کہ منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ لاہوری کی کتاب شائع ہوچکی ہے اور حضرت اقدس ع نے ارادہ فرمایا تھا کہ اس کتاب پر بھی کچھ مختصر طور پر اسی تحفہ میں لکھدیا جاوے مگر ابھی تک تو وہ اس کتاب کو اسی طرح چھپاتے ہیں جیسے مستورات ... چھپاتی ہیں۔

(۵)

اربعین نمبر ۳ طبع ہورہا ہے ۱۶ صفحہ تک چھپ چکا ہے حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار اور ان کے دوستوں کو خوشخبری ہو کہ اس کے ساتھ پانچسو روپے کا انعام بھی ہے حافظ صاحب اور ان کے دوست ۲۳ سال تک زندہ رہنے والے مفتری علی اللہ کا ثبوت دیکر انعام بھی لیں اور ہمکو بھی ساکت کرالیں ورنہ اگر دل میں انصاف اور خدا کا خوف ہے تو ضد کو چھوڑکر اہل حق کے ساتھ ملیں اور امام کے پیچھے ہولیں۔

(۶)

آج دیوار والے مقدمہ کی پیشی ہے۔ ناظرین کو خوب معلوم ہے کہ چھوٹی مسجد اور بازار اور بڑی مسجد کو جانے نکلنے کے لئے جو راستہ حضرت اقدس کی چھوٹی مسجد کے نیچے سے جاتا تھا وہ ہمارے مخالفوں نے بند کردیا تھا۔ اسکے لئے اب عدالت دیوانی میں چارہ جوئی کی گئی ہے۔ خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے پلیڈر اس مقدمہ کی پیروی کے لئے تشریف لے گئے۔ خواجہ صاحب محض اسی غرض کے لئے پشاور سے تشریف لائے۔ فریق ثانی کی طرف سے مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین پیش ہوئے۔ مقدمہ ۷ جنوری پر ملتوی ہوا۔

مجلس منتظمہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے سفیر

جناب مرزا خدابخش صاحب جو مدرسہ کی امداد کے لئے چندہ وصول کرنے کے واسطے مختلف شہروں میں پھر رہے ہیں آجکل دہلی میں ہونگے اور پھر وہ عنقریب دہلی سے پٹیالہ۔ سنگرور مالیرکوٹلہ فیروزپور قصور کے راستہ لاہور ہوتے ہوئے وزیرآباد سیالکوٹ جہلم۔ راولپنڈی پشاور جائینگے۔ مرزا صاحب موصوف واپس آکر اپنا مختصر سا سفرنامہ شائع کرینگے۔

پاسٹر انسٹیٹوٹ یعنی کتوں کے کاٹے ہوئے مریضوں کا شفا خانہ ترکی میں بھی کھل گیا ہے اسی کی ابتدا مصطفےٰ بے انسپکٹر حفظان صحت ولایت جنیانی کی ہے

حضرت اقدس ع کی پاک باتیں

۳۰ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء کو حسب معمول حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام سیر کو تشریف لے گئے راستہ میں آپنے فرمایا کہ میرے دعوی کا فہم کلید ہے نبوت اور قرآن شریف کی۔ جو شخص میرے دعوی کو سمجھہ لیگا نبوت کی حقیقت اور قرآن شریف کے فہم پر اسکو اطلاع و بجاوگی۔ اور جو میرے دعوی کو نہیں سمجھتا اسکو قرآن شریف پر اور رسالت پر پورا یقین نہیں ہوسکتا۔

پھر فرمایا قرآن شریف میں جو یہ آیت آئی ہے انظروا الی الابل کیف خلقت یہ آیت نبوت اور امامت کے مسئلہ کو حل کرنے کیواسطے بڑی معاون ہے۔ اونٹ کے عربی زبان میں ہزار کے قریب نام ہیں اور پھر ان ناموں میں سے ابل کے لفظ کو جو لیا گیا ہے اسمیں کیا سر ہے؟ کیوں الی الجمل بھی تو ہوسکتا تھا؟۔

اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جمل ایک اونٹ کو کہتے ہیں اور ابل اسم جمع ہے یہاں اللہ تعالی کو چونکہ تمدنی اور اجتماعی حالت کا دکھانا مقصود تھا اور جمل میں جو ایک اونٹ پر بولا جاتا ہے یہ فائدہ حاصل نہ ہوتا تھا اس لئے ابل کے لفظ کو پسند فرمایا۔ اونٹوں میں ایک دوسرے کی پیروی اور اطاعت کی قوت رکھی ہے۔ دیکھو اونٹوں کی ایک لمبی قطار ہوتی ہے اور وہ کسطرح پر اس اونٹ کے پیچھے ایک خاص انداز اور رفتار سے چلتے ہیں۔ اور وہ اونٹ جو سب سے پہلے بطور امام اور پیشرو کے ہوتا ہے وہ ہوتا ہے جو بڑا تجربہ کار اور راستہ سے واقف ہو۔ پھر سب اونٹ ایک دوسرے کے پیچھے برابر رفتار سے چلتے ہیں۔ اور انمیں سے کسی کے دلمیں برابر چلنے کی ہوس پیدا نہیں ہوتی جو دوسرے جانوروں میں ہے جیسے گھوڑے وغیرہ میں گویا اونٹ کی سرشت میں اتباع امام کا مسئلہ ایک مانا ہوا مسئلہ ہے اسلئے اللہ تعالی نے انظروا الی الابل کہکر اس مجموعی حالت کیطرف

اشارہ کیا ہے جب کہ اونٹ ایک قطار میں جا رہے ہوں ۔ اسی طرح ضروری ہے کہ تمدنی اور اتحادی حالت کو قائم رکھنے کے واسطے ایک امام ہو۔*

پھر یہ بھی یاد رہے کہ یہ قطار سفر کیوقت ہوتی ہے ۔ پس دنیا کے سفر کو قطع کرنیکے واسطے جب تک ایک امام نہ ہو انسان بھٹک بھٹک کر ہلاک ہو جاوے ۔

پھر اونٹ زیادہ بارکش اور زیادہ چلنے والا ہے اس سے صبر و برداشت کا سبق ملتا ہے۔

پھر اونٹ کا خاصہ ہے کہ وہ لمبے سفروں میں کئی کئی دنوں کا پانی جمع رکھتا ہے غافل نہیں ہوتا ۔ پس مومن کو بھی ہر وقت اپنے سفر کے لئے طیار اور محتاط رہنا چاہیئے اور بہترین زاد راہ تقوی ہے

فان خیر الزاد التقوی

انظر کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیکھنا بچوں کیطرح دیکھنا نہیں ہے بلکہ اس سے اتباع کا سبق ملتا ہے ۔ کہ جسطرح پر اونٹ میں تمدنی اور اتحادی حالت کو دکھایا گیا ہے اور انہیں اتباع امام کی قوت ہے اسیطرح پر انسان کیلئے ضروری ہے کہ وہ اتباع امام اپنا شعار بناوے ۔ کیونکہ اونٹ جو اس کے خادم ہیں انہیں بھی یہ مادہ موجود ہے ۔

کیف خلقت میں ان فوائد جامع کی طرف اشارہ ہے جو ابل کی مجموعی حالت سے پہونچتے ہیں۔

پھر آپ نے مختلف باتوں کے سلسلہ میں فرمایا کہ

تناسخ کا مسئلہ اللہ تعالی کی سخت توہین کا باعث ہے اور اخلاقی قوتوں کو خاک میں ملا دینے والا ہے ۔ کیونکہ جب یہ مان لیا گیا کہ دنیا میں جو کچھ ملتا ہے وہ ہمارے اعمال کا نتیجہ ہے تو پھر یہ بھی ساتھ ہی ماننا پڑے گا کہ معاذ اللہ خدا بالکل معطل پڑا ہوا ہے ۔ کیونکہ خالق کے متعلق یہ مان لیا گیا ہے کہ وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتا ۔ اور ایک ذرہ کا بھی وہ خالق نہیں ۔ اور ادھر یہ مانا گیا کہ دنیا میں جو کچھ ملتا ہے وہ اپنے ہی عملوں سے ملتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص ایسے برے عمل کرے کہ وہ گائے یا بھینس کی جون میں جاوے یا بھیڑ بکری بنے تو پھر دودھ ہی نہ ملے اور اسی طرح پر کچھ بھی نہیں مل سکتا۔ پھر ایسا خدا ۔ جو نہ کچھ پیدا کرتا ہے اور نہ کسیکو کچھ دیتا ہے وہ ایک معطل خدا نہ ہوا تو اور کیا ہوا ۔ پھر اس تناسخ کے مسئلہ سے اخلاقی قوتوں پر یہ بڑی زد پڑتی ہے کہ انسان میں جو غیرت کی قوت رکھی گئی ہے اسکا ستیاناس ہوتا ہے کیونکہ جب کوئی ایسی فہرست وید نے نہیں دی کہ فلاں شخص فلاں جون میں چلا گیا ہے تو یہ کیوں ممکن نہیں کہ ایک آدمی کسی وقت اور کسی جون میں اپنی ماں بہن سے بھی شادی کر کے بچے پیدا کرے یا باپ گھوڑا بنجاوے اور بیٹا اس پر سوار ہو کر چابکوں سے اسکی خبر لے غرض کہ یہ مسئلہ بہت ہی برے اور ناپاک نتیجوں کے پیدا کرنے والا ہے تناسخ ہی کیا کم تھا جو آریوں نے نیوگ بھی وید میں سے نکال لیا۔

* فٹ نوٹ

یہ ایک مانی ہوئی بات ہے اور بہت دفعہ ہمارے محسن و مخدوم حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب نے بھی بیان فرمایا ہے کہ حیوانات چرند پرند وغیرہ در اصل انسانی اخلاق اور انسانی قوتوں کی تصویریں ہیں ۔ مثلاً خود پسندی کو طاؤس کی شکل میں دیکھ سکتے ہیں اور خود غرضی اور بےحیائی کو کتے کی شکل میں ۔ قس علے ہذا ۔ (ایڈیٹر ۔)

سیرۃ مسیح موعود

ہر ایک ایسی کتاب جو انسان کو اللہ تعالے سے سچا تعلق پیدا کرنے کی راہوں پر عملی نمونہ پیش کر کے اطلاع دیتی ہے۔

دفتر اخبار الحکم سے صرف ۸ر قیمت پر ملتی ہے

پاک شاعری

از منشی غلام مرتضی صاحب مدرس

ہادی راہ ہدایت واقف راہ خدا
خادم دین محمد مہدی صدق و صفا
مردہ جانان را مسیحا بیکسان را مہرباں
کور چشماں را چراغے گمرہاں را رہنما
کشتگاں را جان جانے مخلصاں را آشتی
واصلاں را نور جان عشاق را فضل خدا
دشمناں را تیغ براں حاسداں را تیغ تیز
دوستاں را دار وی جاں بخش جاں بر تو فدا
تشنگاں را آب شیریں گرسنہ را لذتے
مردگاں را زندگانی ہم مریضاں را شفا
بے پسر را دلنوازی بے پدر را جاں نواز
بیوگاں را مہرباں محتاج را حاجت روا
آنکہ را تو مہربانے حق بر و شد مہرباں
وانکہ را از در براندی راندہ شد از کبریا
ہر کہ از تو میگریزد حق بر و لعنت کناں
ہر کہ بر تو جاں دہد یابد حیاتے از خدا
مہبط روح الامیں شد درگہ تو ای امیں
خاک پاکت توتیا شد بہر ہر شاہ و گدا
زندہ کردی دین احمد بلکہ احمد مصطفےٰ
زندہ کردی نور قرآں بلکہ جملہ انبیاء
زندگی دادی ہمہ اقطاب را ابدال را
مرحبا ای سید کونین جاں بر تو فدا
زیں سبب کردند نام تو مسیحائے زماں
مرحبا صل علے صل علے
السلام ای مہدی موعود الحق آمدی
والصلوٰۃ ای ہادی کونین بر تو دائما
خیز از بہر شفاعت ما گنہگاران وقت
دست در دست محمد دادہ وقت دعا
اے خدا از ما رساں صدہا درود و صد سلام
بر محمد بر غلامش نیز اصحاب صفا ۔ آمین
رحمت حق نام تو کردند ای خیر الامم
رحم کن بر حال ایں عاجز غلام مرتضی

رسالہ سراج الحق حصہ ۲

حضرت اقدس کی تائیدیں عجیب و غریب طیبہ

قیمت ۸ر علاوہ محصول ڈاک۔

الراقم سراج الحق نعمانی احمدی از دارالامان

بیعت

اسماء مبائعین جدید ۔ شہر مالور
ڈسٹرکٹ کولار ملک
میسور

۱ عبد القادر صاحب عاطر ہیڈ ماسٹر ہندوستانی مڈل اسکول مالور ضلع کولار ملک میسور خلف حافظ محمد عثمان صاحب کولاری مالک و منیجر کانہائے عالم ۔ محمد علی صاحب ۔ محمد حسن رضا صاحب ۔ شیخ حیدر حسین صاحب ۔ میر محمد رضا صاحب ۔ محمد اسمٰعیل صاحب ۔ محمد یعقوب صاحب ۔ محمد غوث صاحب ۔ محمد پاچھا صاحب ۔ حافظ محمد غوث صاحب ۔ زین العابدین صاحب ۔ محمد قاسم صاحب ۔ شیخ ابراہیم صاحب ۔ جعفر خاں صاحب ۔ سید محی الدین صاحب ۔ محمد عبد القادر صاحب خلف محمد امام صاحب ۔ سید عثمان صاحب ۔ سلیمان صاحب ۔ محمد حنیف صاحب ۔ شیخ حسین صاحب ۔ محمد عمر صاحب ۔ سید جہانگیر صاحب کولاری ۔ محمد امام صاحب چنتامنی ۔ برہان الدین صاحب مہسوری ۔ توکل مستان خانصاحب مالوری ۔ ناصر خاں صاحب چوپی ہلی ۔ سید علی صاحب بنگلوری ۔ عبد القادر صاحب خلف امام صاحب کولاری ۔ محمد سعید صاحب ۔ حسین خاں صاحب مہسوری ۔ عبد الرحیم صاحب کولاری ۔ عبد القادر صاحب ۔ عبد العزیز صاحب کولاری ۔ عبد الجلیل صاحب ۔ عبد الرزاق صاحب کیوار ۔ حیات خانصاحب ۔ عبد الکریم صاحب مالوری ۔ مہر شاہ صاحب کولاری ۔ محمد قاسم صاحب ۔ محمد حبیب صاحب ۔ محمد توکل صاحب بنگلوری ۔ سید اکبر صاحب مالوری ۔ سید بہار الدین صاحب ۔ سید میر محی الدین صاحب حسنپور ۔ رحمان حسین صاحب کولاری ۔ سید قادر محی الدین صاحب مالوری ۔ بی جان شریف صاحب خلف آدم شریف صاحب ۔ سید رضا حسین صاحب ۔ قاسم شریف صاحب ۔ محی الدین حسین صاحب کولاری ۔ لشن بیگ صاحب چنتامنی سندر ۔ شیخ عبد اللہ صاحب بنگلوری ۔ محمد عبد الرحمن صاحب تنوری ۔ محمد کرم بخش صاحب کولاری ۔ شمشیر بیگ صاحب چن سندر ۔ حیدر حسین صاحب کولاری ۔ محمد ... صاحب ۔ عبد الخالق صاحب مالوری ۔

بقیہ مضمون ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب

کہ آسمان اور زمین کی مخلوق چیزوں پر غور و فکر کرتے ہیں وہ ضرور اس نتیجہ پر پہونچ جاتے ہیں کہ انکو خالق خالق کہکے پکارنا پڑتا ہے کہ اے معبود ہمیں سے تو تونے کوئی چیز بھی عبث پیدا نہیں کی ہر ایک چیز کی پیدایش کسی نہ کسی حکمت پر مبنی ہے ۔ مثلاً دیکھو کہ سورج ہماری زمین سے ۱۲۵۰۰۰۰ گنا بڑا ہے اور ہماری زمین ۱۲ ۹ ۷ میل قطر رکھتی ہے اور اگر خط استوا پر زمین کے بیچوں بیچ میں ایک خط کھینچا جائے تو ۲۴۸۵۶ میل ہوگا اب دوربین سے یہ ثابت ہوا ہے کہ وہ باریک باریک ستارے جو انکو آسمان پر نظر آتے ہیں اور اکثر انمیں سے چمکتے ہوے نقطے معلوم ہوتے ہیں وہ سب سورج بلکہ سورج سے بھی بڑے ہیں ۔ چنانچہ وہ سفید راستہ جو آسمان پر انکو دکھائی دیتا ہے وہ اس قسم کے بے انداز ستاروں سے جڑا ہے ۔ اب اگر ہم اپنے سورج کیطرف غور کریں تو آجتک سات سیارے دریافت ہوے ہیں جو سورج کے گرد گردش کرتے ہیں ۔ انہیں سے ایک زمین بھی ہے ۔ اور زمین کے ساتوں سمندر اور ساتوں بڑے بڑے قطعات خشکی اور انکی آبادیکا حال تو میرے اس مضمون کو پڑھنے والوں میں سے اکثر کو معلوم ہوگا اب رات کیوقت جبکہ سورج کی عالمگیر روشنی سے محرومی ہوتی ہے تو ہماری زمین کو چاند سے روشنی پہنچتی ہے مگر ہمارے سورج کے دیگر چھ سیاروں میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ ان کے گرد سات چاند رات کو منور ہوتے ہیں اور ایک ایسا ہے کہ اس کے گرد رات کو ایک نور کا حلقہ ہوتا ہے ۔ اب جن سیاروں کو کہ رات کیوقت منور کرنیکے ہماری زمین سے اسقدر بڑھ چڑھ کے سامان میسر ہے تو وہاں پر جو مخلوق ہوگی اسکی شان کا اندازہ اس حساب سے لگ سکتا ہے ۔ اب جبکہ ایک سورج کے گرد سات سیارے ہیں اور انکی گرد مختلف چاند وغیرہ ۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ چاند زمین کے گرد پھرتا ہے اور زمین سورج کی گرد اور یہ ہمارا سورج ایک جگہ قائم نہیں یہ بھی ایک گردش میں کہیں کا کہیں پھر رہا ہے اور ابتک یہ دریافت نہیں ہوا کہ یہ خود اور کسی بڑے سورج کا رفتار ہے ۔ یہ سب گردش کرتے ہیں اور ایک ہی مرگز سورج کے گرد ملکر مگر ایک دوسرے سے ٹکراتے نہیں ۔ اسطرح سے وہ بعید اور ان گنت سورج جو رات کو آسمانکی زینت نظر آتے ہیں انکے گرد کتنے بے انت در بے انت اور بعید در بعید سیارے اور پھر ان سے چھوٹے سیارے ہونگے جو سب کے سب اپنے محوروں کی گردش میں اور سب کے سب اس خلا میں ہیں جو لا انتہا دور تک زمین سے اوپر ہے جسکو سما ر (فوق) یا آسمان کہتے ہیں مگر کوئی ایک دوسرے سے ٹکر نہیں کھاتا اور اسکو اب ان گنت زمانہ ہو چکا ہے کہ وہ اپنا اپنا فعل کر رہے ہیں ۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ جو چیزیں کہ سواری والی یا چلنے والی یا گھومنے والی انسان نے بنائی ہیں وہ ایک دوسرے سے کسی نہ کسی وقت ٹکر کھاتی ہیں اور بگڑ جاتی ہیں ۔ مثلاً بچے جو لٹو پھراتے ہیں تو وہ ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں جھگڑے آپسمیں ایکدوسرے سے ٹکر کھاتے ہیں گاڑیاں آپسمیں بھڑتی ہیں گھوڑی گھوڑوں سے اور گدھے گدھوں سے یہانتک کہ ریلیں آپسمیں ٹکر کھا جاتی ہیں اور جہاز آپسمیں ٹکراتے ہیں ۔ حالانکہ ان کے لئے انسان کیطرف سے بڑا بھاری انتظام اور اہتمام ہوتا ہے کہ ایسا حادثہ درپیش نہ آئے مگر ایسا واقعہ ہو ہی جاتا ہے اور کچھ عرصہ کے بعد ان سب کے پرزے اور جوڑ گھسکر گھسے اور بیکار ہو جاتے ہیں اگر ان سب سواریکی چیزونکو بلا ارادہ ہی چھوڑ دیا جائے تو اول تو انکا چلنا ہی مشکل اور بفرض محال اگر چلیں بھی تو بچنا محال ایک دوسری سے ٹکرا کر سب فنا ہو جائیں ۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ وہ عظیم الشان اجرام جو آسمان میں حرکت کرتے ہیں اور پھرتے ہیں یہ بغیر کسی ارادہ کے اتفاق سے تو نہیں ؟ اگر ایسا ہوتا ہے تو اول تو اجرام ہی نہ ہوتے بفرض محال اگر یہ ہوتے بھی تو ایک آن کی آن میں درہم برہم ہو جاتے پس معلوم ہوا کہ بڑی عظیم الشان اور فوق الفوق طاقت ہے جسکی قوت ارادی کا یہ سب ظہور ہے اب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ انسانکی کاریگری کی گاڑیاں زمین کے سہارے پر چلکر بھی ٹھوکریں کھاتی ہیں اور ایک ادنا سی لوہے مٹی یا سکہ کی گولی بھی بغیر کسی سہارے کے

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا ابسل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھتا ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اسلئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھاسکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ ؏ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ہے خالص ممیرا فی ماشہ ؏ مصری سرمہ فی تولہ ۴؍ خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے۔ المشتہر پروفیسر مہا سنگہ اہلو والیہ بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱)

میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار مہا سنگہ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جنکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور آنسے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اسلئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر۔ ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم سانگلی صاحب بی۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی

(۲)

میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار مہا سنگہ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پروسکتی تھی اور وہ اشیاء کو جو اس کے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھی صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ۔ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳)

مینے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار مہا سنگہ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جن کی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنمنٹ ہند

(۴)

میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار مہا سنگہ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے

راقم

خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو تو اس کو مبلغ پانچ ہزار انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۹۰۸ء میں جمع کیا گیا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر کل چہار قادیاں ہیں دوا ہیں شفا ہیں غرض دار الاماں ہیں

نمبر ۴۴	دار الامان قادیان ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۰۰ عیسوی	جلد ۴

خوشخبری

حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کا نام احمدی فرقہ کے مسلمان یا مسلمان فرقہ احمدیہ قرار دیا ہے جسکے متعلق ایک مفصل اشتہار حضرت اقدس کا پہلے سے شائع ہو چکا ہے اور ہم نے بھی اپنے اخبار میں اعلان اس مبارک نام کا کر دیا ہے لیکن اس خیال سے کہ یہ پیغام ان لوگوں تک پہونچ جائے جو اس مبارک قوم میں داخل ہیں یا دل سے ارادہ رکھتے ہیں لیکن ابھی بیعت کا موقع نہیں ملا ہم اسکو جنوری سنہ ۱۹۰۱ء تک انشاء اللہ تعالیٰ چھاپتے رہینگے پس ہر ایک شخص جو اسکو پڑھے اسکا فرض ہے کہ وہ اپنے ان تمام دوستوں کو جنسے وہ واقف ہے اور جانتا ہے یا سماعت کے ذریعہ سے اسکو معلوم ہے کہ وہ اس سلسلہ میں داخل ہیں یہ پیغام پہونچا دے کہ وہ مردم شماری کے کاغذات میں جسکا کام اب شروع ہے اپنے آپکو مسلمان فرقہ احمدیہ لکھائیں یعنی خانہ مذہب میں مسلمان اور خانہ فرقہ مذہب میں احمدیہ — یہ مبارک موقعہ ہاتھ سے جانے نہ پاوے کیونکہ آیندہ مردم شماری دس برس بعد ہوگی اور کسکو معلوم ہے کہ وہ اسوقت تک زندہ رہیگا پس اسوقت کو غنیمت سمجھو مفصل اشتہار کی اگر کسیکو ضرورت ہو تو وہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے قادیان سے منگوالیں۔

اسے بھی ضرور پڑھیے

انشاء اللہ تعالیٰ اخبار الحکم کا حجم شروع جنوری سنہ ۱۹۰۱ء سے ۱۶ صفحہ کا ہوگا اور قیمت عوام کیلئے ۳ سالانہ اور ۵ ماہوار سے زائد آمدنی والوں سے ۵ سالانہ مقرر ہو چکی ہے صرف وہ صاحب اطلاع دیں جو آیندہ اس حجم اور قیمت پر اخبار لینا نہیں چاہتے۔ جو صاحب آیندہ نامنظوری کی اطلاع نہ دینگے وہ خریدار منظور ہونگے اور انسے بذریعہ وی پی قیمت وصول ہوگی۔ پس جو صاحب اسطرح قیمت دینا نہ چاہیں وہ براہ کرم آخر دسمبر ۱۹۰۰ء تک اطلاع دیدیں۔ ایسا نہو کہ پھر رکیک عذر پر وی پی واپس کرکے الٹا نقصان پہونچائیں۔

کوئی صاحب بذریعہ منی آرڈر قیمت سال نہ کریں ۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء کا پرچہ سنہ ۱۹۰۱ء کی قیمتوں کیلئے وی پی بھیجا جائیگا۔ اور ان صاحبوں کو ایک ہفتہ پیشتر مطبوعہ کارڈ کے ذریعہ اطلاع دی جاوے گی۔ اور آیندہ کیلئے قیمت وصول کرینگے واسطے ہم وی پی ہی بھیجا کرینگے۔

مینیجر اخبار الحکم قادیان دار الامان

مدرسہ تعلیم الاسلام کی بہتری چاہنے والے

ذرا

ادھر بھی نظر کریں الحکم میں سیالکوٹ کی باہمت و اخلاص مجسم جماعت کی اس تجویز کو شائع کر دیا ہے جو انہوں نے مدرسہ تعلیم الاسلام کی بہتری چاہنے والوں اور مخلص دوستوں کیلئے بغرض امداد پیش کی ہے۔ احتمال ہے کہ اس تجویز سے پوری اطلاع ہو جاوے اور اتمام حجت ہو۔ ہم سیالکوٹ کی جماعت (جو اسوقت تک حضرت اقدس کے مبارک سلسلہ کی تائید میں محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر پہلو میں بڑھی ہوئی ہے اللھم زد فزد آمین) کے منشا کیموافق اس تجویز کو عید الفطر تک مشتہر کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ وہ تجویز یہ ہے

تجویز برائے آمد مدرسہ

ہر ایک شخص جو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مرید ہے عید کے دن عید کی خوشی میں ایک روپیہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی امداد میں دے اور جہاں کل بھائی نماز ملکر پڑھتے ہیں اس جگہ ہی یہ رقم جمع کرکے دوسرے دن روانہ کیجاوے

اسپر

ایڈیٹر الحکم اتنا اور ایزاد کرنا چاہتا ہے کہ جسقدر صدقہ عید الفطر ہو وہ بھی وہاں ہی جمع کرکے اسی روپیہ کے ساتھ مدرسہ کی امداد کیلئے بھیجا جاوے۔

بقیہ مضمون ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب

انسان خلا میں (زمین سے اوپر) قائم نہیں رکھ سکتا چہ جائیکہ وہ حرکت میں ہو تو اس سے اس صانع حقیقی کی قدرت کا اندازہ لگ سکتا ہے کہ کسطرح سے اُسنے بلا کسی سہارے کے (بغیر عمد) ان اجرام سماوی کو انکے پیچ در پیچ حرکتوں کے باوجود بغیر کسی حادثہ کے ہونیکے مقام رکھا ہے۔ ایسا ہی خوردبین کے ذریعہ سے جو انکشافات ہوئے ہیں انہیں سے ایک یہ ہے کہ ہوا میں جو مختلف قسم کے بے شمار ذرات ہیں جب بارہی کسی سوراخیں سے ہو کر دھوپ میں کمرہ کے اندر پڑتی ہے تو بہت سے ذرے اُڑتے ہوئے نظر آتے ہیں اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مٹی کے ذرات ہیں جو اُڑتے پھرتے ہیں مگر ان ذرات کو خوردبین کے نیچے ۔۔۔ سے معلوم ہوا ہے کہ وہ قریباً سب جاندار ہیں اور وہ خدا تعالے کے مخفی مخلوق ہے جو ہر سانس کے ساتھ ہمارے معلوم کئے بغیر ہمارے اندر جاتی اور باہر آتے رہتے ہیں۔ انہیں سے بعض ایسے ہیں جو مختلف بیماریوں کو پیدا کرتے ہیں اور اتنی نخفی سی جان بڑے بھاری موٹے تازے اکڑنے والے انسان پر مسلط ہو جاتی ہے۔ مگر بعض ایسے ہیں کہ ان زہریلے مادے والے ذرات کو کھا جاتے اور ہضم کر جاتے ہیں اور جسم کو توانائی اور تندرستی بخشتے ہیں اور ان چھوٹے چھوٹے ذرات کا بھی سر ہوتا ہے اور معدہ بھی اور دیگر اعضا ہوتے ہیں اور انسانی صفت ایک حد تک محدود ہے جو کسی قدرتی چیز کا مقابلہ نہیں کر سکتی یہانتک کہ انسان ایک گھاس کا تنکا بھی نہیں بنا سکتا۔ اب جب کہ کوئی چیز خود بخود نہیں ہوتی بلکہ صناع کی ضرورت ہوتی ہے تو یہ لطیف اجسام بھی کسیکی مخلوق ضرور ہیں خود بخود نہیں ہو گئے اور ان پر حکمرانی بھی کسی فوق الفوق اور ماورا طاقت کی ہے۔

علم کیمیا۔ جبکہ ہندوستان میں بدھ مذہب کا آغاز ہوا یعنی حضرت مسیح علیہ السلام سے قریباً ۵۰۰ سو سال پہلے تو یونان میں صحیفۂ قدرت کا مطالعہ کرنے کی کوشش ہونے لگی اور اشیا کی ماہیت دریافت کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ اس زمانہ میں پہلے پہل یہ مانا گیا کہ اصل میں دو عناصر ہیں یعنی آگ اور مٹی انکی باہمی ترکیب سے سب اشیا پیدا ہوتی ہیں اور اس زمانہ میں یہ بھی خیال کیا کہ جب ہوا رقیق ہو جاتی ہے تو وہ آگ بنجاتی ہے اور جب منجمد ہوتی ہے تو پانی بنجاتی ہے اور منجمد ہونا یا رقیق ہونا گرمی کی کمی بیشی پر منحصر ہے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد دو عناصر کے بجائے آگ مٹی پانی ہوا مگر آج وہ زمانہ ہے کہ یہ چاروں عناصر بھی عناصر نہیں رہے بلکہ انہیں سے ہر ایک مرکب ثابت ہوا ہے مثلاً دو مختلف ہواؤں یعنی آکسیجن اور ہائیڈروجن کے ملنے سے پانی پیدا ہوتا ہے اور پانی کے اجزا جدا جدا کرنے سے یہ دونوں ہوائیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ آج کل عناصر کی تعداد قریباً سو کے پہونچگئی ہے۔ ایک پانی کا قطرہ بنانے کے لئے ۱۷۰۰ گلاس دونوں ہواؤں کی ضرورت ہوتی ہے اور ایک بڑی بھاری طاقت بجلی اور بڑے عظیم الشان سامان کی ضرورت ہے جسپر کہ ہزارہا روپیہ خرچ ہو جائے اور پھر ایک پانی کا گلاس میسر آئے۔ اور جہانتک کہ میری معلومات ہیں آجتک کسی شخص نے اتنی کامیابی حاصل نہیں کی کہ ایک گلاس پانی کا بنا لیا ہو۔

اب جبکہ پانی مرکب ہی اور اسقدر انسانی محنت سے بنتا ہے کہ پہلے اتنی کثیر مقدار دونوں ہواؤں کی خرچ کی جائے۔ اس کے بعد اُن کو بند کرنے کے لئے بہت بڑا آلہ چاہئے اور پھر بڑی بھاری طاقت بجلی کی درکار ہے۔ تو یہ پانی جو بے اندازہ مقدار میں دریاؤں جھیلوں سمندروں میں موجود پایا جاتا ہے یہ اتفاق سے تو نہیں بنگیا۔ آخر اس کے بنانے والے جب کہ انسان اسبات سے عاجز ہے کہ ایک گھڑا یا ایک گلاس پانی کا بنا سکے تو اسکے مقابل میں کتنی ذی حکمت و ذی قدرت و ذی شعور وہ ذات ہے کہ جس نے یہ دریا اور سمندر کا پانی بنایا۔ جسپر کہ انسان اور کل جاندار کی ہستی کا انحصار ہے۔

اب میں اپنے اصل مضمون کیطرف عود کرتا ہوں یعنی یہ کہ اگر زمین کے تمام درخت قلمیں ہو جائیں اور تمام سمندر سیاہی بنجائیں تب بھی اللہ تعالے کے کلمات (علوم و فنون و حقائق اشیا وغیرہ) ختم نہ ہوں۔ پانی کی نسبت میںنے ابھی بیان کیا ہے کہ وہ کسطرح بنتا ہے اور کیا اس کی ترکیب ہے اب اگر اس کے فوائد و استعمال کیطرف غور کریں کہ وہ کتنے اور کیا ہیں۔ مثلاً یہ کہ پانی پر کل جانداروں کی زندگی ہے۔ انسان ہو یا حیوان کیڑا ہو یا مکوڑا یا باریک سی باریک مخلوق ان سب کو پانیکی ضرورت ہے۔ اور اگر پانی نہ ہو تو کوئی جاندار زندہ نہ رہ سکے پانی سے زمین سیراب ہوتی ہے زمین پر سبزہ اور روئیدگی ہوتی ہے۔ اگر آسمان سے پانی نہ برسے یا دریاؤں میں پانی نہ ہو اور اگر ہو بھی تو اسمیں نشیب کیطرف جانے کا خاصہ نہ ہو تب بھی نہ پرندوں کو دانہ ملے نہ چوپاؤں کو چارہ ملے اور نہ انسانوں کو خوراک میسر ہو۔ خود پانی میں لاکھوں کروڑوں من انسان کے کھانے کے لئے تازہ بتازہ گوشت مچھلی کا میسر ہو جاتا ہے اور کئی بیماریوں کے علاج کے لئے مختلف قسم کی مچھلیاں و دیگر جانور و مرجان وغیرہ پانی سے ملتے ہیں۔ بڑے بڑے بیش بہا موتی جنسے کہ انسان کے لئے اعلیٰ ترین آرائش و زیبائش کا سامان مہیا ہوتا ہے پانی اس کے لئے اپنی فیاضی سے باہر پھینکدیتا ہے جب آسمان سے پانی برستا ہے تو بہت سی زہریلی ہواؤں اور بہت سے زہریلے مادوں کا کرہ ہوا سے صاف کر دیتا ہے۔ اکثر ہوتا ہے کہ ایک دفعہ کے باران رحمت کے ساتھ بعض بیماریاں جو مدت سے کسی سرزمین پر مستولی ہوتی ہیں دور ہو جاتی ہے۔ اور جہاں پر کہ ہزارہا میل تک پانی ہی پانی ہوتا ہے اسجگہ کی ہوا میں کوئی زہریلہ مادہ نہیں ہوتا وہ ہوا زہر کش ہوتی ہے چنانچہ بہت سی مہلک بیماریوں سے بیمار لوگ سمندر کی ہوا سے حصہ لینے سے بیماری کے پنجہ سے نجات پاتے ہیں جیسے کہ کئی تپ دق کے بیمار اچھے ہوئے ہیں یہاں تک

جنہیں سے بعض کے پھیپھرہ کو بیماری نے کہا لیا تہا اور پھیپھرہ میں غار پڑ گئے تھے پانی کے اوپر کشتیان اور جہاز چلتے ہیں اور ایک دنیا کے لوگونکو دوسری دنیا کی لوگوں سے جو ہزارہا میل کے فاصلہ پر رہتے ہیں ملا دیتی ہیں۔ اگر نیز انکی قوت پانی میں ودیعت نہ ہوتی تو ان سمندروں کی وار پار ہونا ناممکن ہوتا اور جو ترقی کہ سائنس کو اور تجارت کو اسکی بدولت آج دنیا میں ہوئی ہے اس کا ہزارواں حصہ بھی نصیب نہ ہوتا۔ پانی سے ہزار ہا قسم کی کلیں اور کارخانے چلتے ہیں۔ ریل اور اگنبوٹ بھی اس کا ایک کرشمہ ہے۔ پانی کے فوائد اور اس کے خواص کو کہانتک بیان کیا جاوے وہ سیکڑوں اور ہزاروں ہی ہیں اب اگر پانی کے ایک قطرہ کو خوردبین کے نیچے رکھکر دیکھیں تو اسمیں ایک نئی دنیا معلوم ہوتی ہے۔ اسمیں کئی طرح کے کیڑے اور جاندار دکھائی دینگے غرضیکہ اگر ایک قطرہ پانی کی بناوٹ۔ ماہیت اور خواص وغیرہ لکھے جائیں تو ایک قطرہ سے زیادہ سیاہی خرچ ہوتی ہے۔ اسی طرح سے اگر ان سب قطروں کے خواص اور ماہیت لکھی جائیں جنسے کہ ساتوں سمندر بنتے ہیں تو ساتوں سمندروں کی برابر سیاہی خرچ ہو جاویگی اب اگر ہم کسی درخت کی ٹہنی کی نسبت مفصل لکھیں کہ کسطرح سے اسکی بناوٹ ہے کیا کیا اسمیں پردے اور ریشے ہیں کیا کیا اسمیں پرورش کا سامان ہے۔ اسمیں بھی ندیاں۔ نالیاں ہیں جیسے کہ انسان میں شریانیں اور وریدیں ہوتی ہیں اور یہ کہ کس طرح سے وہ زمین سے اپنی غذا حاصل کرتی ہے۔ اور کس شئے سے وہ ہوا سے غذا لیتی ہے اور کس پھیپھرہ سے وہ اس غذا اور رطوبت کو پاک صاف کرتی ہے اور پھر کس طرح سے وہ اوپر سے ہری ہو جاتی ہے اور کسطرح سے سرخ و سفید و نیلگوں و زرد رنگ کے پھول لگتے ہیں اور اسکے پتوں اور پھولوں پر وہ خوشنما خط اور خال کیا مطلب رکھتے ہیں تو ضرور ہے کہ ماہیت لکھتے لکھتے وہ قلم اتنی گھس جاوے کہ ٹہنی خرچ ہو جائے۔ اسی طرح سے اگر ان سب قلموں کی ماہیت و بناوٹ وغیرہ لکھی جاوے کہ جو زمین کے درختوں سے بنیں تو لازم ہے کہ وہ سب درخت خرچ ہو جائیں پہلے اسکے کہ اس کے خواص ختم ہوں۔ غرض

حیران بماند ہر کو درین آفکار کردگار معاملہ ہے

اب جب کہ یہ حال ہے کہ صرف زمین کے درختوں کی اور سمندروں کی ذاتی ماہیت و خواص کے لکھنے میں۔ ان درختوں کے برابر قلمیں اور سمندروں کی برابر سیاہی خرچ ہو جاوے۔ تو پھر مختلف اجرام ارضی و سماوی جس میں لا انتہا ستارے اور سیارے چرند پرند حیوانات معدنیات وغیرہ وغیرہ شامل ہیں انکی کیفیت اور اصل ماہیت لکھنے کے لئے جسقدر کہ قلمیں اور سیاہی درکار ہو اسکا کیا ہی اندازہ ہے۔ اور اسکی اپنی ذات کا علم و معرفت کا پانا اور بھی انتہا ہے۔ غرضیکہ اس کے کلمات ایسے ہیں کہ وہ کسی وقت اور کسی زمانہ میں بھی ختم نہیں ہو سکتے۔ اور کل کائنات اسکی غالب قدرت کی گواہی دے رہی ہے کہ باوجود انسان کے اس قدر موجودہ علمی ترقی کی اسکی مخلوق کردہ اشیا میں سے کسی ایک ادنا سی چیز کی مثل نہیں بنا سکتا۔ اگر چاہے کہ ایک پاؤں کیڑے کا ہی بناوے تو وہ ناممکن ہے اسکی مخلوق کہ وہ اشیا ہیں اسکی صنعت کو ہی دیکھکر معلوم ہو جاتا ہے کہ اسکی حکمتیں سب سے اعلے ہیں اور اسکا علم سب سی برتر ہے اور ہر ایک حکمت کا مخزن وہی ہے اور سب علوم و فنون اسیکے کرشمۂ فیض کا ظہور ہیں۔ اور حکیم مطلق ہونا بھی اسی کی شان ہے اسلیے ہر ایک شخص کو جو عقل سلیم سے بہرہ ور ہے آخر کار اس بات کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ عزیز حکیم وہی ہے اور اسکے سوا کوئی نہیں۔

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بی اے ایل ایم ایس نے مدرسہ کا ٹرسٹی ہونا منظور فرمایا

سب سے پہلے جس نے مدرسہ کا ٹرسٹی ہونا منظور فرمایا وہ منشی محمد بخش صاحب رئیس کڑہ یا نوالہ میں جنکا نام غلطی سے نہیں لکہا گیا۔

پیسہ اخبار کی اخلاقی کمزوری

اخبار نویس کے لئے یہ امر سخت مذموم اور نامناسب ہے کہ وہ اغراض کو مدنظر رکھکر خیالی نقشے جماکر فرضی نتائج نکالے اور ایسا ہی یہ امر اسکی اخلاقی کمزوری میں داخل ہے کہ وہ اپنی ہی رائے اور فہم کو کا لوحی من السمار قرار دے اور اپنی کسی غلط سے غلط رائے کی تردید بھی اپنے اخبار میں نہ کرسکے جبکی غلطی واقعات صحیحہ کے رو سے اور دلائل بینہ کی بنا پر ظاہر کی جاوے اس قسم کی اخلاقی کمزوری لاہوری پیسہ اخبار نے ظاہر کی ہے۔ حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت تفسیر نویسی پیر گولڑی وغیرہ پر اسنے جو ریمارک اپنے و مختلف اخباروں میں کیا تہا وہ سراسر غلط تہا اس پر خود ہمنے پیسہ اخبار کو اسکی تردید میں ایک مراسلت بھیجی جو اس نے شائع نہ کی اور مجبوراً ہمکو اخبار عام میں شائع کرنی پڑی۔ پھر حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے پلیڈر نے ایک مراسلت بھیجی اسکو بھی شائع نہ کیا۔ ہم اس مراسلت کو ذیل میں درج کرتے ہیں اور پبلک کو دکھاتے ہیں کہ ہمارے ملک کی اخبار نویسی کی ہٹ اور راہٹ سے بھی بڑھی ہوئی ہے ہم کو افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ جبکہ پیسہ اخبار کا یہ دعوی ہے کہ وہ کسی فریق کا طرفدار نہیں ہے تو پھر ان مضامین کے شائع کرنے سے اسکو کیا عذر ہو سکتا تہا جو خود اسکی ہی غلطی کی اصلاح میں لکھے گئے ہاں اگر یہ مضامین کسی معقول اور معزز آدمی کے لکھے ہوئے نہ ہوتے یا طرز تحریر مہذبانہ اور معقول نہ ہوتا تو البتہ کوئی جگہ اعتراض کی ہو سکتی تھی لیکن جبکہ لکھنے والا ایک اعلی درجہ کا تعلیم یافتہ ایم اے اور قانونی حیثیت سے وکیل اور اپنی قوم میں سربر آوردہ تہا اور اسکا طرز تحریر نہایت متین معقول اور مہذب ہے جیسا کہ اسکے پڑہنے والے معلوم کرلیں گے پھر اس کے چھاپنے سے انکار کرنا بجز اس کے نہیں کہ پیسہ اخبار کو

جناب ایڈیٹر صاحب۔ تسلیم۔ کچھ عرصہ ہوا آپ نے اپنے اخبار میں ایڈیٹوریل نوٹ دیا تھا کہ جناب مرزا صاحب نے جو پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے نام تفسیر قرآن بالمقابل لکھنے کے لئے ایک اشتہار دیا تھا اسکی سب شرائط کو پیر صاحب نے منظور کرکے اور صرف ایک شرط اپنی طرف سے بڑھا کر اشتہار بھی دیا اور خود لاہور تشریف بھی لائے مگر مرزا صاحب مقابلہ کے لئے نہ نکلے۔ میں اسوقت تمام بحث کو چھوڑ کر اس کے صرف ایک پہلو پر چند باتیں لکھتا ہوں۔ آپ اس مضمون کو جو میں نیچے آپ کے اخبار میں درج کرنیکے لئے ارسال کرتا ہوں غور سے پڑھ لیں اور اگر آپ کی رائے میں اسمیں کوئی رعایت کسی فریق کی معلوم ہو تو بیشک آپ میرے مضمون کو درج کرکے اسپر اپنی رائے لگا دیں۔ میں یہ مضمون اس لئے لکھتا ہوں کہ آپ کے گذشتہ ریمارک نے بہت لوگوں کو دھوکہ میں ڈالا ہے۔ اگر آپ کے اخبار کے ذریعہ اس غلط خبر کی تردید بھی ہو جائے تو آپ عنداللہ ماجور بھی ہونگے اور آپ کے ناظرین آپ کے شکرگذار ہونگے اور اخبار بھی اپنے فرض منصبی کو ٹھیک طور سے ادا کرنے والا ٹھیرے گا۔ میں دوبارہ آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ آپ نے غلطی کھائی ہے اور اسکی تردید صرف اسیطرح ہو سکتی ہے کہ اسی اخبار میں یہ مضمون بھی شائع ہو جاوے۔ اور بیشک آپ اس مضمون پر جو رائے چاہیں اخبار میں درج کریں لیکن حق پسندی کا طریق اور ایڈیٹری کا فرض چاہتا ہے کہ اگر کسی شخص کی نسبت کوئی غلط بیانی ہو جاوے تو اسکی تردید بھی ہونی چاہئے۔ کیونکہ اخبار کے ریمارکوں کو جو ایڈیٹر کی طرف سے ہوں۔ لوگ عموماً وقعت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور اگر آپ کسی طرح سے اس مضمون کو درج کرنا پسند نہیں کرتے تو کم از کم مجھے ہی اسکا مختصر سا جواب عطا فرماویں تا مجھے معلوم ہو جاوے کہ آپ کے پاس ان باتوں کا جو مجھے نہایت صاف اور سچی معلوم ہوتی ہیں کیا جواب ہے اور اگر آپ نے ہر دو طریق سے کوئی بھی اختیار نہ کیا تو صاف معلوم ہوگا کہ آپ حق کی اشاعت نہیں چاہتے بلکہ تعصب سے خلاف واقعہ باتیں شائع کرکے انکی تردید بھی نہیں کر سکتے۔ آپ نے ایک ایسے معزز اور بزرگ کی نسبت خلاف واقعہ خبر درج کی ہے جس کے خادم مومنین بہت بڑے بڑے معزز اور گورنمنٹ کے اعلےٰ عہدہ دار موجود ہیں۔ آپ کے خبر کے ذریعہ سے ہزارہا لوگوں کو دھوکا لگا ہے اور وہ مضمون یہ ہے

پیر مہر شاہ صاحب گولڑوی

ناظرین کو یاد ہوگا کہ کچھ عرصہ ہوا پیسہ اخبار میں ایک نوٹ ان پیر صاحب کے متعلق شائع ہوا تھا۔ جسمیں یہ لکھا تھا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے جو پیر صاحب کو یہ دعوت کی تھی کہ وہ ان کے مقابلہ پر تفسیر قرآن اعلےٰ درجہ کی فصیح اور بلیغ عربی میں جو معارف الٰہیہ کے نکات سے پر ہو لکھیں تا اس سے معلوم ہو جائے کہ مرزا صاحب خدا سے تعلق رکھنے والے ہیں اور اپنے دعوی مسیح اور مہدی ہونے میں صادق ہیں یا کاذب اور نیز ان کے مخالفوں کا حق یا باطل پر ہونا کھل جائے پیر صاحب نے اس دعوت کی تمام شرائط کو منظور کر لیا ہے اور صرف ایک شرط اپنی طرف سے بڑھائی مگر مرزا صاحب مقابلہ میں نہ آئے اور گریز اختیار کی۔ دراصل یہ بات غلط ہے جیسا کہ میں پیر صاحب کا اصل جواب نقل کرکے دکھاتا ہوں۔ مرزا صاحب کے اس اشتہار کے جواب میں جس میں انہوں نے پیر صاحب کو فصیح بلیغ عربی تفسیر قرآن لکھنے کے لئے بلایا تھا پیر صاحب نے یہ جواب دیا۔ مجھکو دعوت حاضری جلسہ منعقدہ لاہور مع شرایط مجوزہ مرزا صاحب بسر و چشم منظور ہے مگر میں امید کرتا ہوں کہ مرزا صاحب بھی میری ایک ہی گذارش کو بسلک شرایط مجوزہ کے منسلک فرماویں گے وہ یہ ہے کہ پہلے مدعی مسیحیت و مہدویت و رسالت لسانی تقریر سے بمشافہ حضار جلسہ اپنے دعوے کو بپایہ ثبوت پہونچا دیگا بعد ازاں جب پیر صاحب کہتے ہیں بعد ظہور اسکے کہ مرزا صاحب اپنے دعوے کو بپایہ ثبوت نہیں پہونچا سکے مرزا صاحب کو بیعت توبہ کرنی ہوگی۔ اور پھر کہتے ہیں کہ اسکے بعد مرزا صاحب کو اجازت مقابلہ تحریری کی دیجاویگی یعنی تفسیر قران کی۔ اب آخری یہ لفظ یونانی زبان کے تو نہیں ہر ایک شخص جو معمولی اردو سمجھ سکتا ہے ان الفاظ کا مطلب سمجھ لے گا۔ شروع میں تو پیر صاحب مرزا صاحب کی پیش کردہ تجویز کو معہ اسکی شرائط کے منظور کرتے ہیں پھر اگلے فقرے میں لکھتے ہیں کہ اسکی طرف سے بھی ایک شرط بڑھائی جاوے وہ شرط یہ ہے کہ اس تجویز پر عملدرآمد ہونے سے پہلے مرزا صاحب اپنے دعاوی کو ایک جلسہ میں لسانی تقریر سے ثابت کرکے دکھا دیں۔ اور جب وہ اپنے دعاوی کو ثابت کر چکیں اور حاضرین کو اور پیر صاحب کو قائل کر چکیں کہ واقعی وہ اپنے دعوی مسیحیت و مہدویت میں سچے ہیں اور جو شخص انکی مخالفت کرتا ہے وہ جھوٹا ہے تو پھر پیر صاحب تفسیر قرآن مرزا صاحب کے مقابلہ میں لکھیں گے کس غرض سے اور کس فائدہ کے لئے اسکے سمجھنے سے ہمارے فہم قاصر ہیں۔ کیونکہ جب یہ فیصلہ ہو چکا کہ حضرت مرزا صاحب واقعی سچے ہیں اور پیر صاحب اور حضار جلسہ نے اسکو تسلیم بھی کر لیا اور کوئی شک مرزا صاحب کی صداقت میں باقی نہ رہ گیا تو پھر تفسیر نویسی کا موقعہ ہی کونسا رہا۔ بلکہ جس مقصد کے لئے تفسیر لکھنی تھی وہ تفسیر لکھنے سے پہلے ایک اور طریق سے پورا ہو چکا۔ تعجب ہے اس شرط پر جو اصل تجویز کو نابود کرتی ہے اور پھر اسی تجویز کی شرط بھی ہے۔ پہلے تو حضرت مرزا صاحب زبانی تقریر سے حضار جلسہ اور پیر صاحب پر اپنا سچا ہونا ثابت کر دیں اور حاضرین اور پیر صاحب کو قائل کر دیں کہ واقعی انکا دعوی سچا ہے۔ اور وہ تسلیم بھی کر لیں کہ واقعی مرزا صاحب حق پر ہیں پھر جب پیر صاحب انکی سچائی کے قائل ہو جاویں گے تو ان کے مقابل پر تفسیر قرآن لکھیں گے۔ کیا پیر صاحب قائل ہوکر پھر منکر ہو جاویں گے اور کسو جہ سے مجھے سمجھ نہیں آتا کہ جب متنازعہ فیہ امر کا فیصلہ ہو گیا یعنی حضرت مرزا صاحب نے اپنا سچا ہونا ثابت کر دیا اور پیر صاحب قائل ہو گئے کہ مرزا صاحب سچے ہیں

تو پھر تفسیر لکھنے کے لئے کون سے محرکات ہوں گے اور اسکی غرض کیا ہوگی - جس امر کے لئے تفسیر کا لکھنا ضروری تھا اس کا فیصلہ تو تفسیر لکھنے سے پہلے ہی ہو گیا پھر تفسیر نویسی کا موقعہ کون سا رہا - اگر یہ کوئی خیال کرے کہ پیر صاحب کی تبوت سے یہ مراد نہ ہو جو عرف عام کے مطابق ہے تو اُنکے اگلے الفاظ بڑھنے چاہئیں کہ اگر مرزا صاحب اپنی دعوی کو بپایہ ثبوت نہ پہونچا سکے تو انکو اسی وقت بیعت توبہ کرنی ہوگی یعنی اگر دعوی ثابت کر دیا تو پیر صاحب قائل ہو کر حضرت مرزا صاحب کی بیعت کرلیں گے اور اگر ثابت نہ کیا تو مرزا صاحب قائل ہوکر پیر جی کی بیعت کرلیں - اب پیر صاحب کی ایزاد کردہ تجویز کا اثر تو یہ ہوا کہ ایک فریق نے دوسرے کی بیعت کرلی اور امر متنازعہ فیہ کا فیصلہ ہو گیا اور حضرت مرزا صاحب کی تجویز نہ عمل در آمد میں آئی اور نہ اس کے عمل در آمد میں آنے کا کوئی موقعہ باقی رہا - خواہ حضرت مرزا صاحب اپنے دعوی کو زبانی تقریر سے ثابت کرسکیں یا نہ کرسکیں - ایک فریق نے دوسرے کی بیعت تو کرلی - بالمقابل تفسیر لکھنے کا نہ کوئی محرک نہ اس سے کوئی فائدہ نہ اسکی کوئی غرض - بلکہ مرید مرشد کا مقابلہ کرے - یہ فعل مجنونانہ بلکہ سخت گستاخانہ ہے - اب کوئی خدا کا خوف کرکے یہ بات بتائے کہ پیر صاحب نے کہاں حضرت مرزا صاحب کی تجویز کو منظور کیا - مدار فیصلہ تو انہوں نے اپنی تجویز پر رکھا جو ایک بالکل نئی تجویز ہے اور مرزا صاحب کی پیش کردہ تجویز کی نقیض ہے کیونکہ اسکو عملدر آمد میں آنے سے روکتی ہے - جب زبانی مباحثہ درمیان فریقین کے ہو لیا اور اس کے بعد ایک فریق نے دوسرے کی بیعت کرلی - تو پھر تفسیر نویسی کہاں ہوگی اور کیوں ہوگی اور اسکی غرض وغایت کیا ہوگی - کیا بیعت کرنے کے بعد مرید مرشد کو یہ کہے گا کہ تمہارا خدا سے تعلق نہیں ہے تم جھوٹے ہو -

آؤ مجھ سے تفسیر نویسی میں مقابلہ کرلو حضرت مرزا صاحب نے تو بیعت کے فیصلہ کے لئے تفسیر نویسی کا معیار پیش کیا تھا - اور پیر صاحب نے زبانی تقریر پر بیعت کی شرط لگا دی پھر کیا پیر صاحب کی تجویز مرزا صاحب کی تجویز کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے - کیا یہ مرزا صاحب کی تجویز کے متعلق ایک شرط کہلا سکتی ہے جبکہ اصل تجویز کو ہی رد کرتی ہے پھر دونوں جمع کیونکر ہوں - شرط کی ایزادی یا تبدیلی اس صورت میں ہوتی جب مثلاً پیر صاحب کہتے کہ مرزا صاحب نے سات گھنٹے تفسیر لکھنے کو کہا ہے ہم چار گھنٹے لکھیں گے یا مثلاً مرزا صاحب نے ۲۰ صفحے لکھنے کو کہا ہے ہم ۱۰ صفحے منظور کرتے ہیں - یا مثلاً مرزا صاحب نے اپنے لئے عربی کی فصیح بلیغ عربی تفسیر لکھنے کی شرط لگائی ہے ہم اردو لکھیں گے یا مثلاً مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ کوئی کتاب پاس نہ ہو کسی سے مدد نہ لی جائے ہم کہتے ہیں کہ ایک دو لغت کی کتابیں اور کچھ تفسیریں بھی پاس ہوں اور چند مدد دینے والے ہر فریق کے بھی موجود ہوں - یہ سب تو شرطوں کی زیادتی یا تبدیلی ہوتی مگر فی الحال تو سوال یہ ہے کہ وہ نئی تجویز جسمیں خالی مباحثہ پر بیعت کی شرط لگائی ہے وہ تو تفسیر کی تجویز کے ساتھ جمع ہی نہیں ہوسکتی بیعت تو ایک ہی دفعہ ہوگی سو اگر مباحثہ کے بعد ہوگئی تو تفسیر نویسی ایک لغو فعل ہوگا - کیونکہ اسکا نتیجہ کچھ بھی نہیں - اسکی مثال ایسی ہے جیسا ایک پہلوان دوسرے پہلوان کو چیلنج کرے کہ تم میرے ساتھ کشتی کرلو اور جو پچھاڑا جائے اُسکا سر کاٹ لیا جاویگا - اور دوسرا پہلوان کہے کہ ہاں یہ تجویز مجھے بسر وچشم منظور ہے مگر ایک شرط میری بھی منظور کرلو کہ پہلے تم سیدھے لیٹ جاؤ اور میں تلوار سے تمہارا سر کاٹ لوں پھر اسکے بعد کشتی کرلینگے - اب یہ کسقدر ہنسی کی بات ہے - ہاں یہ

تو ہنسی کی بات ہے مگر وہ جو پیر صاحب نے کہی وہ رونے کی بات ہے کہ قوم کے پیشوا کہلا کر ایسی باتیں کیں جن سے اخفائے حق ہو اور لوگ دھوکہ میں پڑیں - مختصر الفاظ میں حضرت مرزا صاحب کی تجویز یہ تھی کہ بیعت نہ ہوگی جب تک تفسیر نویسی میں مقابلہ نہ ہو لے اور پیر صاحب کا جواب یہ تھا کہ یہ تجویز منظور ہے کہ بیعت تفسیر لکھنے کے بعد ہی ہو مگر شرط یہ ہے کہ جب تک بیعت نہ ہو لے تب تک تفسیر نہ لکھیں گے - یہ پیر صاحب کی منظوری کی اصل حقیقت ہے - خاکسار محمد علی ایم - اے - وکیل از قادیان

اطلاع

۱۰ دسمبر ۱۹۰۰ء کا اخبار اُن دوستوں کی خدمت میں جو اطلاع دیچکے ہیں یا جنکے پاس مطبوعہ اطلاعی کارڈ بھیجے گئے ہیں ۱۹۰۱ء کی قیمت کے لئے وی پی کیا جاویگا تاکہ ہم کاغذ ٹکٹوں اور دیگر سامان پریس وغیرہ کا کم از کم ایک سہ ماہی کے لئے پورا ذخیرہ جمع کرلیں اللہ تعالے اپنے فضل سے ہماری تائید کرے اور ہمارے دوستوں کو توفیق دے کہ وہ الحکم کے اغراض وغایت کو سمجھ کر اسکی ضروریات پر غور کریں اور اسکی امداد کے لئے طیار ہوں -

خاکسار ایڈیٹر -

تفسیر القرآن

کا کام بدستور شروع ہے ۴۶ صفحے تک جو اخبار کے سائز کے ہیں پریس میں پہونچ چکے ہیں اور ابھی تک چوتھا رکوع شروع ہوا ہے چونکہ یہ چوتھا مسودہ ہوتا ہے جو حضرت مولوی نور الدین صاحب کی اصلاح کے بعد طبع ہوتا ہے اور پہلے مسودہ کی نسبت بہت سی نئی باتیں لکھی جاتی ہیں - اسلئے مجھے امید پڑتی ہے کہ نمونہ حجم ۸ جزو سے یہ سیپارہ بہت بڑھ جاویگا اور کچھ تعجب نہیں جو ۱۶ جزو تک پہونچے والله اعلم بالصواب بہر حال میں سست نہیں - (ایڈیٹر)

دارالامان کا ہفتہ

(۱)

حضرت اقدس جری اللہ فی حلل الانبیا مع اہلبیت بفضلہ تعالے خوش وخورم ہیں اور خدمت ونصرت دین میں شب وروز مصروف۔ اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم۔ آمین۔

۲۔ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامت الحمدللہ اب بالکل تندرست ہیں درس قرآن مجید یوں تو آپ نے بیماری اور اسکے نتائج ضعف ونقاہت میں بھی نہ چھوڑا تھا مگر آج کل درس قرآنی کا رنگ ہی اور ہے اور پورے زور اور جوش سے ایک لذت وانبساط کے ملا ہوا ہوتا ہے معارف قرآنی بیان فرماتے ہیں

۳۔ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب بھی خدا کے احسان وفضل سے اب پہلے سے بھی زیادہ جوش واخلاص کے ساتھ خدمت دین کے لئے کمربستہ ہیں اللھم زد فزد۔

۴۔ حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی علماء امتہ کو شکست فاش دیکر اور گہری نیند سونیوالے غافلوں کو بیدار کرکے دارالامان میں آ بیٹھے ہیں امرتسر کی بعض جلسوں کی روئداد [illegible] الفاظ ان کی [illegible] کے نام سے [illegible] ہو چکی ہے۔ اور اب رسالہ [illegible] کو ختم کرنے والے ہیں جو پیر گولڑوی کی [illegible] الہامات کی حقیقت طشت از بام کر دیگا۔

۵۔ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی۔ کی دینی خدمت قابل رشک ہے آپ قریباً دو سال سے دارالامان میں آ بیٹھے ہوئے خدمت دین میں مصروف ہیں دو تین سال کے اندر جس قدر انگریزی اشتہارات اور کتابیں شائع ہوئی ہیں یہ سب مولوی صاحب موصوف کی للہی خدمت کا نتیجہ ہیں آجکل دجال کے متعلق ایک انگریزی کتاب حضرت اقدس کو سنا رہے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ جس قدر معنی زبان کو پورے طور پر حاصل کرکے تبلیغ کے کام کو وسیع کریں اللہ تعالی انکو روح القدس سے مدد دے۔ باوجود اس قدر مصروفیت کے آپ نے گولڑوی کے مقابل اخبار عام اور چودہویں صدی میں بڑے بڑے زبردست آرٹیکل لکھے۔ اور کلکتہ کے ایپیفنی عیسائی اخبار میں انگریزی میں لطیف مضامین لکھ رہے ہیں جن کو انشاء اللہ تعالے سلسلہ وار ہم بھی سلسلہ میں شائع کرینگے۔

اور مڈل کا سالانہ امتحان قریب آ گیا ہے اس لئے آپ نے اپنے گرامی اوقات کا ایک حصہ آجکل مدرسہ میں محض قومی خیر خواہی اور مرضات اللہ کے حصول اور امام الزمان کی خوشنودی کیلئے دے رکھا ہے۔

۶۔ تحفہ گولڑویہ بسرعت تمام چھپ رہا ہے۔ اور الیقین ہے کہ جو سو سطر [illegible] ایمان کے ترقی اور مخالفوں کی ذلت کا موجب رسول کریم صلعم کی زندگی۔ اسلام کی زندگی قرآن کریم کی زندگی اور اصل تو یوں ہے کہ خدا کے حی وقیوم کی زندگی کا لا نظیر ثبوت اپنے اندر رکھتا ہے چھپ رہا ہے ۱۳۲ صفحہ پریس میں جا چکا ہے۔

شمس بازغہ ۲۱۶ صفحہ تک چھپ چکا ہے جلد ختم ہونیوالا ہے۔

۷۔ ۰۰ نومبر سنہ ۱۹۰۱ کے جمعہ میں مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک لطیف خطبہ پڑھا اور احمدی فرقہ کی حقیقت بیان فرمائی۔

۸۔ الحکم حضرت اقدس کے دعاوی کی تفسیر میں مولوی عبدالرحیم صاحب حیدرآبادی نے سوال جواب کے طور پر لکھی ہے قابل دید اور لائق نظارہ ہے جو ہمارے مطبع میں چھپ رہی ہے امید کیجاتی ہے کہ ۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ تک طیار ہو جاوے گی انشاء اللہ تعالے۔

ایڈیٹر۔

بیعت

عبدالرحمن صاحب قریشی ساکن ویلن پور ریاست کپورتھلہ
حکیم محمد حسین صاحب۔ بلب گڑہ ضلع دہلی
حکیم مشتاق احمد صاحب چھاوٴنی کاملپور ضلع ہزارہ
محمد عزیز الدین صاحب سوجانپور۔ کانگڑہ
اہلیہ۔ وہمشیرہ شیخ عبدالرشید صاحب کیمپ میرٹھ صدر بازار۔
بشیر احمد صاحب کیمپ ״ ״
حاجی رحمن بخش صاحب ״ ״ ״
شیخ پیر بخش صاحب سیالکوٹ
پیران بخش صاحب رنگریز ״ فیروز الدین صاحب ״
عبدالعزیز صاحب رنگریز ״
سید حفیظ اللہ صاحب جہلم دارالامان
مولوی عنایت اللہ صاحب بہاری۔ جالندھر
مولا بخش صاحب۔ امرتسر۔
حکیم ابوالحسن صاحب۔ کٹڑہ بگیاں
امیر محمد صاحب ״
غلام مصطفی صاحب ״ پیادہ دیوانی
شیخ مہر دین صاحب ״
مبارک علی صاحب قدیم علیگڈہ حال پیادہ دیوانی ״
محمد طفیل صاحب ״
مبارک الیاس صاحب۔ کولو ضلع گوجرانوالہ
منشی میر محبوب علی صاحب۔ حیدرآباد دکن
سید محمد یوسف صاحب ״ اہلیہ صاحب موصوف ״
شیخ چاند صاحب ״ واہلیہ صاحب ״
اہلیہ غلام رسول صاحب ״ دختر واہلیہ ڈاکٹر
محمد افضل صاحب ״ منور حسین صاحب
محمد حبیب صاحب ״ نظام الدین صاحب
اہلیہ صاحب موصوف ״ محمد غوث صاحب
[illegible] صاحب۔ بجنور ضلع شاہ پور
منشی محمد صاحب ״ ״
سلطان احمد صاحب ״
دختر مولوی شیر محمد صاحب ״
شمس بڈھا صاحب ״ تاج الدین صاحب
حکیم بخش صاحب ״ ״ رحمت الدین
حکیم محمد صاحب لدھیانہ قاسم علی صاحب
محمد [illegible] تھانہ قلعہ دیدار سنگھ۔ گوجرانوالہ
حیدر علی صاحب گوڈور پریذیڈنسی مدراس
محبوب علی صاحب ״ غلام رسول صاحب ساکن جام پور ضلع ڈیرہ غازیخان۔ محمد [illegible]

نوٹ۔ ارجمند [illegible] کی بھی نتائج طیار ہو گیا ہے۔ اور عنقریب وہ بھی اکٹھے ہی شایع ہونگے۔ ایڈیٹر

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ سے خالص ممیرا فی ماشہ عسہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے۔ المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔

اس سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱)

میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے بہت [illegible] بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بہتر اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اسلئے ہر کسی کے لئے مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔

راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سانگلی صاحب۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

(۲)

میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مسماۃ انم دیوی بعمر ۵۰ سال پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں آنکھیں سے [illegible] نہیں پڑ سکتی تھی اور وہ ان اشتہار [illegible] اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پنشنر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳)

میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھندا و غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

(۴)

میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ [illegible] نے بعض [illegible] کی اقسام سے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کا سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ۔ ایل ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کرے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا جو لاہور کے بنک [illegible] میں اسی مطلب کے لئے [illegible] میں جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی احمدی کے اہتمام سے چھپا